مشاہیر الاسلام

ترجمہ

وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان بما ثبت بالنقل والسماع

او اثبتہ العیان للعلامۃ القاضی احمد ابن خلکان

جس میں

تقریباً نصف اول صدی ہجری سے نصف ساتویں صدی تک کے

علما فقہا قضاۃ شعرا متکلمین لغویین نحویین اطبا منجمین مہندسین مورخین محدثین زہاد عباد امرا فقرا سلاطین حکما مجتہدین صناع متنبی اہل سنت شیعہ خوارج زیدیہ عیسائی صابئی

ہر قسم کے دو تین ہزار سے زیادہ اکابر و اہل کمال کا ذکر ہے

اور جس کا

مولوی عبدالغفور خاں صاحب رامپوری

مترجم التاریخ الکامل للعلامہ ابن الاثیر

و مروج الذہب و معادن الجواہر للامام المسعودی از اصل عربی

و مترجم سیاحت ٹیورنیر و سیاحت ہیونیو و نظام اکبری از انگریزی

و مصنف نمونہ حساب و گرنت بھاشکر و تاریخ دکن وغیرہ وغیرہ

نے

باضافہ حواشی کثیرہ جن میں تاریخی جغرافی لغوی نحوی وغیرہ مشکلات کے حل کرنے میں حتی الوسع کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا ہے اور جس سے کتاب کی خوبی دوبالا ہو گئی ہے

ایام قیام حیدرآباد دکن

اصل عربی سے اردوئے سلیس میں

ترجمہ کیا

جلد اول

مطبع مفید عام آگرہ میں باہتمام محمد قادر علیخان صوفی چھپی

سنہ ۱۳۴۲ ہجری

نوٹ ۴	۳	علقمہ بن قیس النخعی	•	سنہ ۶۲ھ	•	•	تابعی اور فقیہ تھا۔
۲	۴	ابو ثور ابراہیم الکلبی	•	۲۰ صفر سنہ ۲۴۰ھ	بغداد	بغداد	متقی پرہیزگار اور شافعی فقیہ تھا۔
۳	۵	ابو اسحاق المروزی	•	۹ رجب سنہ ۳۴۰ھ	مرو	مصر	شافعی فقیہ اور بغداد مین شافعیون کا رئیس تھا۔
۴	۶	ابو اسحاق اسفرائنی		روز عاشورا سنہ ۴۱۸ھ	اسفرائن	اسفرائن	شافعی فقیہ متکلم اصولی اور مجتہد تھا۔ اسکے شاگرد بڑے بڑے نامی گرامی ہوئے ہین۔
نوٹ ۵	۷	ابوبکر اسمعیلی	•	رجب سنہ ۳۷۱ھ	•	•	شافعی فقیہ محدث اور صاحب تصانیف کثیرہ تھا۔
نوٹ ۶	۸	ابو محمد دعلج سجزی	•	سنہ ۳۵۱ھ	•	•	اول درجہ کا مفتی اور محدث اور بہت بڑا دولتمند تاجر تھا
۵	۹	ابو اسحق شیرازی	سنہ ۳۹۳ھ	۲۱ جمادی الآخرہ سنہ ۴۷۶ھ	فیروزآباد	بغداد	بغداد کے مشہور و معروف مدرسہ نظامیہ کا سب سے اول متولی تھا اسکی تصانیف بہت اور نہایت مفید ہین
نوٹ ۱	۱۰	ابن النجار۔	سنہ ۵۷۸ھ	سنہ ۶۴۳ھ	بغداد	بغداد	بہت بڑا عالم اور مصنف تھا۔ تاریخ بغداد کا سولہ جلدوں مین ذیل لکھا ہے۔
نوٹ ۲	۱۱	ابو عبداللہ البیضاوی	•	سنہ ۴۲۴ھ	بیضا	بغداد	بڑا عالم تھا۔
۸	۱۲	نصر الدین ابوالخیر بیضاوی	•	سنہ ۶۹۱ھ	بیضا	شیراز	تفسیر بیضاوی کا مصنف ہے۔
نوٹ ۳	۱۳	عبد الوہاب بن ...	•	سنہ ۴۳۳ھ	بغداد	•	فقہ اور اصول فقہ خوب جانتا، ... کا شاگرد تھا
۶	۱۴	خطیب ابو اسحاق العراقی	سنہ ۵۱۰ھ	۲ جمادی الاولی سنہ ۵۹۶ھ	مصر	مصر	بڑا فاضل فقیہ اور جامع مسجد مصر کا خطیب تھا۔
	۱۵	عبد الکریم بن حوانی	۱۹ جمادی الآخرہ سنہ ۵۶۳ھ	۲۰ شعبان سنہ ۶۱۳ھ	مصر	مصر	خطیب جامع مصر اور بڑا فاضل شاعر تھا۔
	۱۶	عماد بن جبریل اخی العلم	سنہ ۵۵۵ھ	۵ شعبان سنہ ۶۳۶ھ	•	قاہرہ	بڑا فاضل اور مصر کا دیوان بیت المال تھا۔
نوٹ ۱	۱۷	ابوبکر محمد بن الحسین الآجری	•	سنہ ۵۳۷ھ	آجرمیا	•	بہت بڑا فقیہ اور امام تھا۔
۷	۱۸	ابو اسحاق ظہیر الدین		۳ ربیع الآخر سنہ ۶۱۱ھ	سلامیہ	سلامیہ	سلامیہ کا قاضی بڑا فاضل اور سید النسل تھا درویشون کے غنا و سرود کو ناجایز بتاتا تھا۔
۸	۱۹	ابراہیم بن المہدی	غرہ ذیقعدہ سنہ ۱۶۲ھ	۹ رمضان سنہ ۲۲۴ھ	•	سُرّ من رای	خلیفہ مامون نے علی بن موسی الرضا کو جو عباسی نسل سے تھا ولی عہد کر دیا اور بنی عباس کا سیاہ درباری لباس موقوف کر کے سبز لباس نبی علی کا جاری کیا تھا

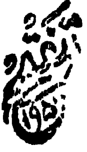
							اسپر بنی عباس نے بگڑکر اس ابراہیم کو خلیفہ بنایا لیکن مامون سے شکست کھاکر پکڑا گیا۔ گانا بجانا خوب جانتا تھا۔
نوٹ ۱۳	۲۰	عبدالرحمن بن احمد	۰	۰	۰	۰	خلیفہ مامون سے یمن مین اس نے بغاوت کی تھی اور امام رضا کے نام سے دعوت دیتا تھا۔
نوٹ ۹	۲۱	احمد بن ابی خالد الاحول	۰	سنہ ۲۱۰ھ	۰	۰	عربی کا بڑا منشی اور خلیفہ مامون کا وزیر تھا
۹	۲۲	ابراہیم الندیم موصلی	سنہ ۱۲۵ھ	سنہ ۱۸۸ھ	کوفہ	بغداد	بہت بڑا مُغَنّی تھا۔
نوٹ ۱۲	۲۳	سلم الخاسر	۰	سنہ ۱۸۶ھ	بصرہ	بغداد	اچھا شاعر تھا مگر عیاشانہ زندگانی مین مشہور تھا۔
نوٹ ۱۲	۲۴	جوہری صاحب صحاح	۰	سنہ ۳۹۲ھ	۰	نیشاپور	اسکی لُغت کی کتاب نہایت مشہور اور معتبر ہے۔
۱۰	۲۵	ابراہیم الصُّولی	۰	۱۵ شعبان سنہ ۲۴۳ھ	صول	سُرّمن رای	بہت بڑا شاعر منشی آدق اور مختصر نویس تھا۔ دیوان الضیاع والنفقات کا حاکم تھا۔
	۲۶	صُوْل	۰	۱۲ صفر سنہ ۱۰۲ھ	جرجان	عقربابل قریب کوفہ	جرجان کا حاکم اور یزید بن المہلب کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا اوسی کے ساتھ مارا گیا۔
	۲۷	محمد بن صول	۰	۰	۰	۰	عباسیون کا بہت بڑا پالا کہ ای تھا مقاتل بن حکیم الحکیم کی بغاوت مین عبداللہ بن علی العباسی کے ہاتھ سے مارا گیا۔
نوٹ ۱۴	۲۸	مسلم بن الولید صریع الغوانی	۰	۰	۰	۰	خلیفہ ہارون اور مامون کے نہایت عمدہ شعرا مین سے تھا فضل بن سہل وزیر نے جرجان مین اسے ایک بڑا عہدہ دیدیا تھا۔
نوٹ ۵	۲۹	حافظ حمزہ بن یوسف	۰	سنہ ۴۲۷ھ	۰	۰	تاریخ جرجان وغیرہ کا مصنف ہے۔
نوٹ ۱۴	۳۰	ابن الجرّاح	۰	سنہ ۲۹۶ھ	۰	۰	بہت بڑا عالم اور خوشنویس اور عبداللہ بن خلیفہ المُعتز کا وزیر تھا۔
۱۱	۳۱	نِفْطَوَیہ نحوی	سنہ ۲۴۴ھ	۶ صفر سنہ ۳۲۳ھ	واسط	بغداد	بہت بڑا نحوی اور عالم فاضل تھا ادب مین اچھی اچھی کتابین لکھی ہین۔

نوٹ	نمبر	نام	پیدائش	وفات	جائے پیدائش	جائے وفات	کیفیت
	۳۲	ابوعبداللہ محمد بن زید	.	۳۰۷ھ	واسط	.	مشہور متکلم و صاحب کتاب الامامۃ وغیرہ تھا۔
نوٹ ۱	۳۳	ابن مجاہد المُقرِی	۲۴۵ھ	۳۲۴ھ	بغداد	بغداد	قرآن شریف کی قراتون مین بڑا نامی گرامی گذرا ہے۔ سوا اسکے وہ بڑا عالم اور بزرگ بھی تھا
۱۲	۳۴	ابواسحاق الزجّاج	.	جمادی الآخر ۳۱۱ھ	.	بغداد	دین متین کا بہت بڑا عالم نحوی و ادیب صاحب تصانیف کثیرہ تھا۔ اوسکے شاگرد اور استاد دونون نامی گرامی ہوئے ہین۔ سیبویہ اور فارسی کے بعد نحو کا امام مانا جاتا ہے۔
نوٹ ۴	۳۵	عبید اللہ بن سلیمان	.	۲۸۸ھ	.	بغداد	خلیفہ معتضد کا وزیر تھا۔ امورات سلطنت کو خوب سمجھتا تھا
؍؍	۳۶	قاسم بن عُبَید اللہ	.	مکتفی کے زمانہ مین	.	بغداد	خلیفہ معتضد اور خلیفہ مکتفی کا وزیر تھا۔
۱۳	۳۷	القالی	شوال ۲۸۸ھ	۱۲ ذوالقعدہ ۳۵۶ھ	قرطبہ	قرطبہ	نحو اور لغت کا امام اور محمد بن عبدالرحمن مکتفی باللہ یا مستکفی باللہ کا وزیر تھا۔
نوٹ ۶	۳۸	محمد بن عبدالرحمن	۳۰۰ھ مین تخت نشین ہوا	.	.	.	قرطبہ کا بادشاہ تھا۔
۱۴	۳۹	ابو اسحاق صابی	۳۲۰ھ	۱۸ شوال ۳۸۴ھ	.	بغداد	بہت بڑا منشی اور شاعر تھا۔ مطیع للہ تیئیسوین ۲۳ خلیفہ کے عہد مین دیوان رسائل کا افسر ہوگیا تھا۔ التاجی تاریخ شاہان دیلم سنے لکھی ہے۔
نوٹ ۱۲	۴۰	ابوالفرج وراق ابن ابی یعقوب	.	.	.	.	اس نے کتاب الفہرست جو بڑی مشہور کتاب ہے ۳۳۷ھ مین لکھی ہے۔
۱۵	۴۱	ابو اسحاق حُصری	.	۴۱۳ھ	قیروان	قیروان	بڑا مشہور شاعر تھا اور اپنے وطن مین بڑا بزرگ اور معزز مانا جاتا تھا کئی ہی کتابین اوسکی تصنیف سے ہین
نوٹ ۱۳	۴۲	دیک	.	۲۳۵ھ	.	.	بڑا ہجوگو اور شاعر تھا۔
نوٹ ۵	۴۳	عقبہ بن نافع	.	۶۳ھ	.	تہودا ملک افریقہ	حضرت معاویہ بن ابی سفیان کی طرف سے افریقیہ کا حاکم تھا۔ قیروان شہر اسی نے آباد کیا ہے۔

نوٹ ۲	۴۴	افریقش بن ابرہہ		۰	۰	۰	یمن کا بادشاہ اور حضرت یوشع کا ہمعصر تھا ملک مغرب پر چڑھ کر گیا تھا۔ اسی کے نام پر اوسکا یہ نام افریقیہ رکھا گیا ہے۔
۱۶	۴۵	ابن خفاجہ اندلسی	۴۵۰ھ	۲۰ شوال ۵۳۳ھ	جزیرۂ شقر بلاد اندلس	جزیرۂ شقر	اچھا شاعر اور بلاد اندلس کا باشندہ تھا۔
۱۷	۴۶	ابو اسحاق کلبی غزی	۴۴۲ھ	۵۲۴ھ	غزہ	بلخ	اچھا اور مشہور شاعر تھا۔
	۴۷	ابو الطمحان	۰	ایام جاہلیت	۰	۰	جاہلیت کا شاعر ہے۔ اوس کے اشعار اور اوسکا نسب حماسہ مین لکھا ہے۔
	۴۸	ہاشم جد النبی صلعم	۰	۰	۰	غزہ	حضرت اسمعیل کی نسل اور قبیلہ مُضر کے بطن قریش کے سردار تھے تجارت کیلئے شام کی طرف تشریف لے گئے تھے۔ عین عالم جوانی مین غزہ کے مقام پر انتقال ہوگیا۔ کہتے ہین قریش مین سفر سرمائی اور گرمائی کا دستور انہین سے نکلا ہے
	۴۹	بی بی ہاجرہ	۰	تقریباً تین ہزار سال قبل سنہ ہجری ہے	اُم العرب	مکہ معظمہ	ملک مصر مین ایک تو یہ اُم العرب کہے جانے والی اور حضرت اسمعیل ابو العرب کی مان تھین۔
نوٹ ۲	۵۰	نصر المقدسی	۰	محرم ۴۹۰ھ	۰	بیت المقدس	بہت بڑا عالم اور متورع تھا۔ کتنی ہی کتابین اسکی تصنیف سے ہین۔
۱۸	۵۱	ابن قرقول	صفر ۵۰۵ھ	۶ شوال ۵۶۹ھ	مریہ طرقعہ اندلس	فاس	کتاب مطالع الانوار کا مصنف ہے۔
۱۹	۵۲	امام احمد بن حنبل	ربیع الاول ۱۶۴ھ	۱۲ ربیع الآخر ۲۴۱ھ	بغداد یا مرو	بغداد	امام المحدثین اور صاحب مذہب ہین خلق قرآن کے منکر تھے مسند انکی بڑی عمدہ کتاب ہے۔ بخاری اور مسلم کے اوستاد اور امام شافعی کے شاگرد تھے انکے جنازہ کے ساتھ آٹھ لاکھ مرد اور ساٹھ ہزار عورتین تھین اور وفات کے دن بیس ہزار یہودی نصرانی اور مجوسی مسلمان ہوئے تھے۔

نوٹ ۲۱	۷۷	ابوبکر خوارزمی	•	۴۰۳ھ	•	•	ہمعصر الخطیب مصنف تاریخ بغداد کا استاد تھا۔ بہت بڑا عالم اور حنفی فرقہ کا مفتی تھا۔ لوگ اوسکی بہت بڑی عزت کرتے تھے۔
۳۰	۷۸	ثعلبی یا ثعالبی	•	محرم ۴۲۷ھ	نیشاپور	•	اس نے قرآن شریف کی ایک بہت بڑی اور اچھی تفسیر لکھی ہے۔ کتاب العرائس بھی اسی کی ہے صحیح النقل اور موثوق بہ تھا۔
۳۱	۷۹	ابی ابن دواد	۱۶۰ھ	۲۳ محرم ۲۴۰ھ	بصرہ	بغداد	فقیہ و متکلم اور خلفاء عباسیہ کا قاضی القضاۃ اور معتزلی مذہب تھا۔ مامون معتصم اور واثق اس کی بڑی خاطر کرتے تھے۔ مزاج اس کا بہت ہی بامروت اور اہل علم و شعراء کا بڑا قدردان تھا۔ متوکل نے اس کو اور اس کے بیٹے کو اخیر وقت میں خراب و تباہ کر دیا تھا۔
	۸۰	محمد بن احمد بن ابی دواد	•	ذی الحجہ ۲۳۹ھ	بغداد	بغداد	یہ بھی باپ کی جگہ قاضی ہوگیا تھا۔





بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

کون ہے جو اپنی قوم کے جاہ وجلال عزت وحرمت کی قدر نہ کرتا - اور اگر اوس مین کچھہ نقص آگیا ہو تو اوسکی تلافی اور بحالت مجبوری اوس کی حالت موجودہ کے قیام ودوام کا خواہان نہ ہو - مگر سوال یہ ہے - کہ ایسے کتنے ہین جو حصول مقاصد مذکورہ کے اصول کو جانتے اور اون مین مساعی جمیلہ مبذول کرکے قوم کی شکرگذاری کے مستحق اور ثواب اخروی کے سزاوار بنتے ہین - قومیت کے قایم رکھنے کا بظاہر سب سے استوار حصار سلطنت ہے - اس سے نہ صرف فاتح قوم کے تمام فطرتی حقوق محفوظ و مصئون رہتے ہین بلکہ مفتوح اقوام کے حقوق بھی اپنے قبضۂ قدرت مین آجاتے ہین - مگر حکومت گو محبوبۂ دلنواز ہے لیکن منکوحہ ہوکر کسی کا ساتھہ نہین دیتی - آج اس کے آغوش مین ہے تو کل دوسرے کے - اور ایسی طوطا چشم ہے - کہ صبح ایک کے گھر کی غلام ہے تو شام کو اوس طرف پشت کرکے بھی نظر نہین اٹھاتی - گو فنون حکمرانی و کشورکشائی مین آجکل بڑی ترقی ہوچکی ہے - اس قدر فوری انقلاب کا ہونا دشوار نظر آتا ہے - تاہم اسکی دیرپائی ایک خیال خام سے زیادہ نہین - لیکن آپ سن کر تعجب کرینگے کہ وہ جس قدر سریع الزوال ہے اوس قدر نہ تو اوس کا فقدان ہی قوم کی ہلاکت کا باعث ہے - نہ اوس کے پلٹ کر آنے ہی کے لئے دیر کی ضرورت ہے - حکومت کے جاتے

رہنے پر بھی قوم صدیون تک رہتی اور اچھی طرح رہتی ہے جب تک کسی قوم کی زبان مذہب ذرائع اکتساب دولت اور دوسرے قومی شعار موجود رہتے ہین وہ قوم دنیا سے کبھی نہین مٹتی پچھلی قومین جسقدر دنیا سے نیست و نابود ہوئین وہ حکومت کے زوال سے نہین بلکہ انہین چیزون کی بربادی سے ہوئین جس وقت کسی قوم کی زبان مذہب اور قومی شعار جاتے رہین تو قوم ایسی مرتی ہے کہ پھر کبھی زندہ نہین ہوتی۔

اس واسطے اسلام کی گو حکومت جاتی رہی۔ مگر ہم کو اپنی بقا کے لئے اپنے بقیہ حصار دنکی نگہداشت لازم ہے۔ ہماری مذہبی زبان عربی ہے۔ جس مین ہمارا مذہب ہمارے سلف صالح کے کارنامے اور وہ علوم کہ جو ہماری جسمانی و روحانی ضرورتون کی محافظ ہین اچھی طرح محفوظ چلے آتے ہین۔ عربی کی تین نوجوان بیٹیان فارسی اردو ترکی ہین جو اپنے اپنے ممالک مین اسلام کی خدمت کرتی ہین۔ اردو ہندوستان مین ہماری تجارتی اور معاشرتی زبان ہے جس کا دائرہ مغرب مین ریگستان سندھ سے مشرق مین رنگون کے بازارون تک اور شمال مین کشمیر کے برفستانی پہاڑون سے جنوب مین مدراس کے ساحلون تک پھیلا ہوا ہے وہ اس وسیع براعظم مین کم از کم پندرہ کروڑ بنی آدم کی روزانہ کارروائی کی کفیل ہے۔ یہ ہماری زبان کہلاتی ہے اور ہم اوس کے۔ وہ ہماری قومی شعار مین سے اور ہمارے حصول دولت کا ذریعہ ہے۔ پس اسکی محافظت گویا اپنی محافظت اور اوس کی ترقی گویا اپنی ترقی ہے۔ جب تک یہ دونو زبانین زندہ و قایم ہین۔ ہماری قوم ہندوستان مین زندہ ہے۔ جب یہ مر جائنگی تو ہماری قوم بھی مر جائے گی۔ اور ایسی مرے گی کہ پھر کبھی زندہ نہ ہوگی۔ اس لئے ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ انکی بقا و ترقی مین جو کچھ ہو سکے اوسمین کسی طرح دریغ روا نہ رکھے۔

مین نے ان زبانون کی تائید اور ترقی کے واسطے اپنے لئے یہ بہتر طریق تجویز کیا ہے۔ کہ عربی سے اردو مین تاریخون کے ترجمے کرون۔ اس سے نہ صرف اردو اور عربی زبانون کی تائید ہوگی۔ بلکہ ہمارے مذہب کی بھی۔ عربی مین ہمارے بزرگان دین کے اخلاق اور مذہب کے وہ نمونے ہین جن سے ناظرین کے روحانی جذبات مین کامل تحریک کی امید ہے۔ مین یقیناً کہتا ہون کہ ہماری قوم کے افراد مین جن کے اندر دل ہے اون کو ایک مرتبہ تو یہ کتاب ضرور ہی حرکت دیدے گی۔

پہلے مین نے تاریخ کامل علامہ ابن الاثیر الجزری کا ترجمہ کیا تھا۔ اور اوس کے کوئی دو ہزار صفحے آٹھ جلدون مین چھاپے تھے۔ لیکن بعض واقعات ایسے پیش آگئے کہ جس سے اوس کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اس کے

بعد مین نے وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان مصنفہ علامہ قاضی احمد بن خلکان کا اصل عربی سے ترجمہ کیا
یہ تاریخ کامل کی طرح مسلسل تاریخ نہین ہے - بلکہ اس مین صحابہ اور تابعین کے بعد اسلام مین جو نامور لوگ گذرے
ہین اون کے جدا جدا تذکرے ہین - اور اون کے نامون کو حروف تہجی کی ترتیب کے موافق ترتیب دیکر
کتاب مین درج کر دیا ہے - مین نے ان تذکرون پر نمبر ڈال دیئے ہین - جن کی تعداد ۸۲۶ تک پہونچ گئی ہے
ان کے سوا اثنائے بیان مین اور بہی بہت لوگون کے مختصر حالات لکھے گئے ہین جن کی تعداد تین ہزار سے
کم نہ ہوگی - اون مین عالم فاضل مجتہد متکلم لغوی نحوی شاعر طبیب مہندس نجومی فقرا -
امرا بادشاہ غرض اہل اللہ وغیرہ ہر قسم کے نامور اور اہل کمال شامل ہین - اور اس وجہ سے یہ ایسی
کتاب ہے کہ مسلمانون کا کوئی گہر ایسا نہ ہونا چاہیئے جہان پڑہے لکھے ہون اور یہ کتاب نہ ہو -

اس کا ترجمہ چار جلدون مین ایک فرانسیسی موسیو ڈی اسلین صاحب نے انگریزی زبان مین بہی
کیا ہے - اور بڑی لیاقت کے ساتہ کیا ہے - کتاب مین جہان جہان حواشی کی ضرورت تہی قریب قریب
سب جگہ حواشی دیئے ہین جس سے اصل کتاب کی قیمت دوبالا ہوگئی ہے - اوس ترجمے سے مجہہ کو بہت
بڑا فائدہ ہوا - ترجمہ کی دقتین جہان پیش آئین اوس سے بڑی مدد ملی - اور جس قدر اوس نے نوٹ
اپنی کتاب مین دیئے تہے اون سب کا مین نے انگریزی سے ترجمہ کر کے اپنے اس اُردو ترجمہ مین
زیادہ کر دیا - اوس نے اپنے ترجمہ انگریزی کی جلد اول دوم اور چہارم مین تین دیباچہ بہی لکہے ہین -
اور اس کتاب کے متعلق جو کچہہ بالاعلیہ تہا اوس سے اچہی طرح اون مین بحث کی ہے - اس لئے مجہے کوئی
دیباچہ لکہنے کی ضرورت نہین - ناظرین کتاب کے پڑہنے سے پیشتر جن امور کو معلوم کرنا چاہتے ہین وہ سب
اون مین موجود ہین - مین اون کا ترجمہ آئندہ لکہتا ہون -

اب یہان مجہے جو کچہہ اور لکہنا ہے وہ صرف اتنا ہی ہے کہ ابن خلکان کی سی کتاب کا اُردو مین ترجمہ
آسان کام نہین - بڑے بڑے عالم فاضل اس کی جرات نہین کر سکتے مین تو بیچارہ بہت ہی قلیل
استعداد کا شخص ہون - مجہہ سے تو اس کا ہونا گویا محالات سے تہا - مگر مین نے اس اندیشہ کو بالائے طاق
رکہدیا - کہ مجہہ سے یہ کام ہوسکتا ہے یا نہین - بلکہ یہ خیال کیا کہ جہان تک ہوسکے کچہہ کرنا چاہیئے - چنانچہ
مین نے اپنے بہائی مسلمانون کی خدمت کے لئے ترجمہ شروع کیا - اور بہت بڑا حصہ کر بہی لیا - اور کامل امید ہے کہ
مولی حقیقی اسے ختم بہی کرادیگا - اگر مجہہ سے کہین غلطی ہوئی ہو - اور ضرور غلطیان ہوئی ہین - اور غلطیان بہی کیسی نہ صرف ہونگیا

ہے بلکہ کم استعدادی سے۔ ہماری قوم مین نقاد بہت ہین۔ مگر مین نے یہ کام مزدور کی حیثیت سے کیا ہے نہ فخر و مباہات کی خاطر۔ اصحاب کرم سے امید ہے کہ میری غلطیون کو چشم کریمانہ سے دیکھین اور عنایت بزرگانہ سے معاف فرمائین۔ اور اگر ممکن ہو تو اصلاح کردین۔ مین نہایت ممنون ہونگا اور طبع ثانی مین اوس سے فائدہ اوٹہاؤنگا۔

مین نے سال گذشتہ مین اس کتاب کو دو دو سو صفحہ کی جلدین کرکے چہپوانا شروع کیا تہا۔ اور دو جلدین چہپ کر قریب الختم ہو چکی تہین۔ یہ دیباچہ بھی جو اوپر لکہا گیا چہپ گیا تہا۔ چہپے ہوئے کاغذات کو موڑ کر کتابوں کی صورت مین تلے اوپر انبار لگا کر مکان مین رکہا تہا۔ کہ حیدرآباد مین ایک حادثہ عظیم ہوا۔ یکم رمضان ۱۳۲۶ھ (۲۸ ستمبر ۱۹۰۸ء) روز دوشنبہ کو رود موسی مین جو شہر حیدرآباد کی فصیل کے نیچے بہتا ہے غیر معمولی طغیانی ہوئی۔ اور اس قدر پانی چڑہا۔ کہ دو بجے دن کے پتھر گٹی تک شہر مین پانی آگیا۔ کئی ہزار جانین تلف ہونے کے سوا کوئی ایک لاکہ سے زیادہ آدمی بے خانمان ہو گئے۔ میرا مکان جو عین ندی کے کنارہ تہا اور تمام مال و اسباب اور بہت بڑا علمی ذخیرہ برباد ہو گیا۔ سب سے بڑی بے بہا چیز جو برباد ہوئی وہ دکن کی تاریخ کا مسودہ تہا۔ جو مین نے بیس سال کے عرصہ مین سخت محنت و جفاکشی سے تیار کی تہی یہ تاریخ آٹہ ہزار صفحہ کی تہی دو ہزار صفحہ ابتدائی اسکے تین جلدون مین سرکار نظام کی طرف سے شایع ہو چکے تہے وہ تو محفوظ رہ گئے۔ باقی چہ ہزار صفحہ کا مسودہ برباد ہو گیا۔ اب جو کچہ اوس کا وجود باقی ہے وہ صرف میرے ذہن مین ہے اور بس۔ اگر خدا کو منظور ہے تو اوسے پہر پورا کرونگا۔

خاکسار

عبدالغفور خان رامپوری

یکم رجب ۱۳۲۷ھ

ترجمہ

دیباچہ انگریزی تاریخ ابن خلکان

مندرجہ جلد اوّل

(۱) اہل اسلام کی تاریخ معاشرتی و علمی کی واقفیت کے واسطے کتاب وَفَیَاتُ الْاَعْیَان مصنفۂ علامہ ابن خلکان کو ہمیشہ سے اہل علم بہت ہی قدر کی نگاہ سے دیکھتے آئے ہین۔ جس روز سے اس جوہر بے بہا نے منصۂ شہود پر قدم رکھا ہے آج کی تاریخ تک اوس کی قدر و قیمت برابر یکسان چلی آتی ہے۔ جو کچھ مصنف کے اہل ملک نے اوس کی قدردانی کی ہے اوسے ہمارے ملک یورپ کی جمیع علمائے علوم مشرقیہ نے بلا استثنائے احدے بیک قلم تسلیم کرلیا ہے۔ اگر ایک طرف مورخین متاخرین عرب نے اوس کے صفحات وسیع چشمہ سے خلاصہ لے لے کر اپنی کتابون کے صفحات کو زینت بخشی ہے۔ اور شعرا و نحویئین اور قصہ نویسون نے اوس کے اچھے اچھے فقرات اپنے کلام کی تزئین اور قواعد کی تائید کے لئے منتخب کر لئے ہین۔ اور علما نے اوس کی تکمیل کے لئے ضمیمہ اور ذیل لکھے اور اوس کی اشاعت اور فائدہ کو زیادہ تر کرنے کے لئے خلاصے کئے ہین۔ تو دوسری طرف ہم اوس کی خوبی کے اپنے ملک والون مین بھی پوکاک شلٹنس۔ ریسک۔ اور ڈی ساسی سے نامی گرامی عالمون کو بھی اوسی طرح کی زبردست شہادت دینے مین رطب اللسان پاتے ہین۔

(۲) جو لوگ تاریخ اسلام اور علوم عربیہ کے شائق ہین او نہین اس کتاب پر توجہ کرنے کے لئے یہی کافی تھا کہ وہ مختلف معاملات اور انواع و اقسام کے مضامین پر مشتمل ہے۔ لیکن جب اس کے ساتھ دوسری

بیان بھی اوس مین مل گئین جو مصنف کی تیزفہمی علم و فضل اور لیاقت و قابلیت کو ثابت کرتی ہین تو پھر
بے شک وشبہ وہ اس لایق ہوجاتی ہے۔ کہ علی العموم ہرطبقہ کے لوگ اوس کو قدر و قیمت کی نگاہ سے دیکھین
(۳۳) اگر ابن خلکان کی کتاب کا ترجمہ ناظرین کے روبرو نہ ہوتا تو جن جن کتابون سے اوس نے مدد لی اور
جو طرز تحریر کتاب مین اختیار کیا تھا اوس کی تشریح کی ہم کو ضرورت پڑتی ۔ مگر آیندہ ترجمہ موجود ہے
دیکھنے سے معلوم ہوگا۔ کہ مصنف اپنا سب حال اپنے آپ بتاتا ہے اور جن جن مصنفین سے اوس نے
مدد لی ہے اون کا حال یا تو وہ خود لکھتا ہے یا ہم نے اون کا تقریبًا ہر موقع و محل پر ذکر کردیا ہے۔ اس مین
مصنف نے فطرتی سیلان کا طرز اختیار کیا ہے۔ صرف اونہین لوگون کا ذکر کیا ہے کہ جو اہل اسلام مین
مسند عزت و امتیاز پر جلوہ افزا ہوے ہین۔ یہ صحیح ہے کہ جب وہ اون اعیان وصنادید اسلام کا ذکر کرتا
ہے جنھون نے تاریخ مین نمایان درجہ حاصل کیا ہے۔ تو صرف ایسے ہی قصہ کہانیون اور تذکرون کو منتخب
کرتا ہے جن سے اون کی ذاتی خوبیان اور وہ باتین نکل آتی ہین جو اونھین اور دوسرون مین مابہ الامتیاز
ہین۔ لیکن وہ اپنے کم دلچسپ فرض اون کے سوانح عمریون کا خاکہ کھینچنے کو قلم انداز کرجاتا ہے۔ مگر
اس کی ایک خاص وجہ ہے۔ ایک عظیم الشان تاریخ جس کا نام تاریخ کامل ہے اوس کے دوست اور استاد
ابن الاثیر الجزری کی بنائی ہوئی اس قسم کے تمام ضروری معلومات سے لبریز اور اوس زمانہ مین علی العموم
مخلوق مین مشہور و مروج تھی۔ ابن خلکان نے اس امر کو مناسب خیال نہ کیا کہ اس کی کتاب کے مضامین کو
خلاصہ کرکے اپنی کتاب مین دوہرائے جو زیادہ تفصیل کے ساتھ ایک ایسی کتاب مین درج ہوچکے تھے
جو اپنے واقعی اوصاف کے لحاظ سے قبولیت عامہ حاصل کرچکی تھی۔ اور ابن خلکان کے نزدیک
اوس کے اپنی کتاب کی خوبی اوس کا مقابلہ نہین کرسکتی تھی۔ لیکن اسی کے ساتھ یہ کہدینا بھی ہم مناسب
سمجھتے ہین۔ کہ یہی کہانیان جو اوس نے اپنے تذکرات مین دی ہین اور جن سے کسی شخص کی سوانح عمری
کو دوسرے سے امتیاز حاصل ہوتا ہے اہل یورپ کی نظرون مین مسلسل واقعات کے کامل بیانات
سے زیادہ تر قیمتی ہین۔ کیونکہ یہ متفرق کہانیان مخلوق کے خاص خاص طبقات کے اندرونی حالات کا
آئینہ ہوتی ہین۔ اور مسلمانون کے نظام معاشرت پر کچھ زیادہ مفید اشارات اون سے نکلتے ہین۔ حالانکہ
یہ باتین اون بیانات سے ایسے صاف طور پر نہین نکل سکتین جو محض سوانح عمری کے طرز پر لکھی جاتی ہین
یہ بھی کہدینا ضرور ہے کہ اس قسم کی کتاب کی جانچ پڑتال کرتے وقت جہان یورپ والے نکتہ چینی کرینگے

وہان مسلمان اوس پر حسن بیان اور خوبی نظم و نثر وغیرہ کا دعوے جمائین گے اور جیسے یورپ والے اچھا بتائین گے اوسے مسلمان ناکارہ خیال کرینگے۔ ابن خلکان نے صرف انہین لوگون کے حالات لکھے جن کی تاریخ وفات اوسے معلوم تھی یا کثرت سے اشعار اپنی کتاب مین بھر دئے اور ایسے اشعار لکھے جن کے سننے سے دماغ پریشان ہوجاتا ہے۔ یا ربار فقہا ہی فقہا کے حالات بیان کئے۔ مورخین شعرا اور دیگر اہل علم کے تذکرے بہت ہی کم درج کئے۔ تو اسے اہل یورپ ناپسند کرین گے۔ تاہم ہم دیکھتے ہین کہ ایک شخص حلب کے رہنے والے شیخ نورالدین حسن بن حبیب متوفی ۷۷۹ھ (۱۳۷۷ع) نے ابن خلکان کی کتاب مین سے دوسو تینتیس ۲۳۳ اشخاص کے حالات اور اون کی کتابون سے عبارات لیکر ایک کتاب بنائی۔ اور اوس کا نام رکھا مَعَانِي اَهْلِ الْبَيَانِ مِنْ وَفَيَاتِ اِبْنِ خَلِّكَان۔ اس سے صاف و صریح ثابت ہوتا ہے۔ کہ ابن خلکان نے جو مضامین و عبارات نقل کی ہین اوس ملک مین اوسے بڑا ہین سمجھتے تھے جہان اس کتاب کی زبان بولی اور شعرا کی یہ تحریرین پڑہی اور سمجھی جاتی تھین۔ اسی ابن حبیب نے مصر کی ایک تاریخ ۶۴۸ھ سے ۷۷۰ھ تک لکھی ہے۔ اوس کا نام دُرَّةُ الْاَسْلَاكِ فِي دَوْلَةِ الْاَتْرَاكِ رکھا ہے۔ اس کا ایک نسخہ کتب خانہ لیڈن مین ہے۔ اور ایک کتب خانہ دوسرا ہے مین۔ اب آپ حاجی خلیفہ کا بیان سنئے وہ کہتا ہے۔ بعض مسلمان مورخین ابن خلکان کو برا کہتے ہین کہ جو اکابر و اعیان فقہا تھے اون کی سوانح عمریان اوس نے بہت ہی اجمال کے ساتھ لکھی ہین۔ یہان تک کہ بعض مقامات پر تو اوس نے چند سطرون ہی مین اون کے حالات کا خاتمہ کر دیا ہے۔ حالانکہ جب وہ کسی شاعر یا ادیب کا ذکر کرتا ہے تو صفحہ کے صفحے رنگتا چلا جاتا ہے۔ یہ بھی کتنی ہی جگہہ دیکھا گیا ہے کہ جن کے بیانات اوس نے حسب طول طویل قلمبند کئے ہین وہ وہی ہین جو اپنے مذہبی عقاید مین بدنام تھے۔ پھر بھی وہ اون کا جب ذکر کرتا تو ستایش کے ساتھہ یاد کرتا ہے اور اون کے نظم و نثر کثرت سے نقل کرتا ہے۔ شاید ہم اس اعتراض کے جواب مین یہ عذر پیش کر سکتے ہین۔ کہ فقہا اور اہل علم کے حالات تو تاریخون مین پہلے ہی مدون اور خوب مشہور تھے۔ اور اون کے لمعات محاسن و مناقب آفتاب عالمتاب کی طرح ہر گوشہ و کنار مین اپنی روشنی پہونچا رہی تھی۔ اس لئے اون کے حالات کی تفصیل تحصیل حاصل تھی۔ برخلاف اس کے شعرا کی شہرت عوام مین ہرگز نہ تھی۔ اون کے حالات ضرور تشریح کے محتاج تھے۔ غرض کچہہ ہی کیون نہ ہو۔ اور گو کسی طرح کے نقصان اوس مین رہ ہی کیون نہ گئے ہون

یہ تو ہم ضرور کہیں گے۔ کہ اس قسم کی کتاب عربی کے اس وسیع ادب میں اس سے پیشتر کبھی نہ لکھی گئی تھی۔
اوس سے پیشتر کسی بشر کو خیال بھی نہ گذرا تھا۔ کہ ایک کتاب میں بترتیب حروف تہجی مشاہیر اسلام کی سوانح
عمریان گو وہ کسی درجہ اور طبقہ کے ہی کیون نہ ہون قلمبند کرے۔ ہان یہ تو صحیح ہے کہ سوانح عمریون کی
کتابین تو بہت کثرت سے اوس کے زمانہ سے قبل کی لکھی ہوئی موجود تھین۔ بلکہ بعض تو بہت ہی قبل
قدیم زمانہ مین لکھی گئی تھین۔ لیکن وہ خاص قسم کی کتابین تھین۔ اور اون کے مضامین بھی محدود تھے
بعض مین تو صرف بڑے بڑے فقہا کے حالات تھے۔ اون مین اور کسی فن کے لوگون کا مطلق ذکر
بھی نہ تھا۔ بعض مین اون علما کا ذکر تھا جو کسی خاص شہر کے باشندے اور وہان پڑھتے پڑھاتے
رہے تھے۔ پھر بعض مصنفین نے اون لوگون کا تذکرہ کیا تھا جن کا ذکر سنن و احادیث مین آیا ہے۔
جس کتاب کے مضامین کو ابن خلکان کی کتاب سے بہت کچھ مشابہت ہوسکتی تھی وہ صرف فہرست
تھی۔ جو چوتھی صدی ہجری مین مرتب کی گئی تھی۔ لیکن اس عجیب و غریب کتاب مین جس مین سوانح عمریان
اور کتابون کے تواریخی حالات لکھے گئے ہین چھہ باب ہین۔ اور ہر ایک مین ایک خاص قسم کے اشخاص کے
تذکرات ہین۔ لیکن اوسمین نہ تو حروف تہجی کے مطابق ترتیب ہے اور نہ تاریخ کے روسے اوسے مرتب کیا گیا ہے
(۴۰) سال ہائے دراز سے ابن خلکان کی کتاب کی طرف میرا خیال تہا اس غرض سے کہ علوم عربیہ کے
آغاز اور ترقی کا نہایت صحیح اور صاف صاف اندازہ جیسا اس سے ہوسکتا ہے اور کسی کتاب سے نہین ہوسکتا۔
اوس مین بہت باتین ایسی ہین جو اور کسی کتاب مین نظر نہین آتین۔ اور جن سے تاریخ عامہ کے لئے
بہت بڑا مفید مواد حاصل ہوسکتا ہے۔ اب یہہ ایک فطرتی بات تھی کہ تصنیف کو دیکھکر مصنف کا
خیال پیدا ہو۔ کتاب کی قدر و قیمت کا اندازہ صحیح کرنے کے لئے مجھے ضرور ہوا۔ کہ مصنف
کے حالات زندگانی اور نیز اوس کے زمانہ کی حالت کو بھی دریافت کرون چنانچہ مین نے اپنا کام
شروع کیا اور مختلف ذرائع سے خاص مصنف کے اور اوس کے اساتذہ و تلامذہ اور اوس کے
دوست و احباب کے حالات فراہم کئے۔ اوس نے خود بھی اپنی کتاب مین کہین کہین اشارات کئے
ہین۔ اون کی مدد سے مین نے اوس کی زندگانی کے واقعات عظیمہ کی صحیح صحیح تاریخین مقرر کین لیکن
ایسے واقعات کہ جن سے جوانی مین اوس کے اخلاق و عادات پر اثر ہوا۔ اور حکام سلطنت اور
اوس کے درمیان وقتاً فوقتاً جو تعلقات قائم رہے۔ یا اون مین تبدیلیان پیدا ہوئین۔ اور بڑے بڑے

ملکی انقلابات جو دنیا مین اوس کے عہد مین واقع ہوئے۔ اور جنکی طرف ہمیشہ اوس کی توجہ مبذول رہی۔ یہ ایسے مضامین تھے کہ ان کی تحقیق و تفتیش کے لئے کتابون کے مطالعہ اور وسعت نظر پیدا کرنیکے واسطے ایک عرصۂ دراز درکار تھا۔ جو معلومات اور نتائج مجھے اسوقت تک حاصل ہو چکے ہین اونسے توقع ہوتی ہے کہ آئندہ اور بھی بہت کچھہ اونمین ترقی ممکن ہے۔ اسلئے مین نے ابن خلکان کی سوانح عمری اور اوسکے زمانہ کی کیفیت کا بیان اوسوقت لکھنے کیواسطے رکھہ چھوڑا ہے کہ اس کتاب کے ترجمہ کا آخری حصہ پریس کو روانہ کرلون۔ جو مواد مینے ابتک فراہم کرلیا ہے وہ اسوقت بہت اچھی صورت مین مرتب ہوسکیگا۔ اور جو مضمون اسوقت مین لکھہ سکتا ہون اوس سے بدرجہا بہتر اور مکمل صورت مین اوسے لکھہ سکونگا لیکن چونکہ بعض ناظرین کو اسقدر شوق ہوگا کہ اوس سے قبل ہی مصنف کے حال سے کچھہ کچھہ واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہون گے مین ایک نامی گرامی مورخ ابو المحاسن کی کچھہ عبارت (۱) مع ترجمہ نقل کرتا ہون جو اوس نے ابن خلکان کے حالات مین لکھی ہے۔ یہ عبارت مین نے اوس کی کتاب المنہل الصافی کی جلد اول سے جس کا کسی قدر حال آئندہ اپنے مقام پر دیا جائے گا لی ہے۔ اسیطرح ایک اور شخص نے جس کا نام تھیین معلوم عربی مین اور ریٹڈمین نے لاطینی زبان کی اپنی کتاب کنسپکٹس اپرس ابن خلکان مین اسی مصنف کا تذکرہ لکھا ہے۔ اور اسی مضمون پر موسیو کواٹریمر نے اپنے ترجمہ تاریخ سلاطین مملوک کی جلد اول حصۂ دوم صفحہ ۱۸۰ مصنفہ مقریزی مین ایک نوٹ دیا ہے۔

ترجمۂ عبارت ابو المحاسن

(۵) علامہ ابو العباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر بن خلکان بن باوک (بفتح واو) بن شاکل (بفتح کاف) بن الحسین بن مالک بن جعفر بن یحیٰی بن خالد بن برمک بلخی الاصل اربلی المولد شافعی المذہب دمشق کا قاضی القضاۃ تھا۔ اسی جگہہ اوس نے سکونت اختیار کرلی۔ اور یہین مرا۔ اور اسی شہر کا بہت بڑا عالم اور مورخ سمجھا جاتا تھا۔ اربل مین بروز پنجشنبہ ۱۱۔ ربیع الآخر ۶۰۸ھ ہجری (۲۲ ستمبر ۱۲۱۱ء) کو پیدا ہوا تھا۔ مان اوس کی خلف بن ایوب شاگرد ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی نسل سے تھی۔ ایام طفولیت تو اس کے اربل مین گذرے۔ موصل مین آکر فقہ پڑھی۔ عنفوان شباب مین دمشق آکر کچھہ مدت قیام کیا۔ پھر دیار مصر کو چلا گیا۔ وہان بھی علمی اشغال مین مصروف رہا۔ علم کے ہر شعبہ سے حظ وافر اوٹھایا فقہ اصول اور عربیت وغیرہ مین کامل ہوگیا۔ فتوے دیتا۔ طلبہ کو پڑھاتا اور نظم و نثر خوب لکھنے لگا تھا۔ سرے پھر دمشق کا قاضی مقرر ہوکر ۲۷۔ ذی الحجہ ۶۵۹ھ کو روانہ ہوا۔ ۳ محرم ۶۶۰ھ کو دمشق مین پہنچا۔ دس سال تک

(۱) مین نے یہان عربی کی عبارت چھوڑ دی ہے۔ صرف ترجمہ لکھہ دیا ہے ۱۲

برابر قضا کا کام انجام دیتا رہا۔ ابتدا مین تو وہ منفرداً تمام دمشق کا قاضی تھا مگر کچھ مدت بعد خبر آئی کہ
ملک ظاہر کی طرف فرمان شریف لکھا گیا ہے کہ دمشق مین چار قاضی رہا کرین۔ شمس الدین عبداللہ بن
محمد بن عطا حنفی زین الدین عبدالسلام زواوی مالکی شمس الدین عبدالرحمن حنبلی کے واسطے تین حکم صادر
ہوئے کہ یہ بھی وہان کا کام کرین۔ اس سے قبل یہ لوگ شافعی قاضی کے نائب کے طور پر کام انجام دیا کرتے
تھے۔ اب مستقل قاضی ہو گئے۔ شیخ شہاب الدین ابو سامہ کہتا ہے کہ ایک بڑی عجیب بات ہے کہ دمشق
مین اسوقت تین قاضی جمع ہو گئے تھے جن مین سے ہر ایک لقب شمس الدین تھا کسی ادیب نے اسکی نسبت کہا ہے

بِدِمَشْقَ آیَۃٌ قَدْ ظَہَرَتْ لِلنَّاسِ تَمَامَا

دمشق مین لوگون کو ایک کامل معجزہ دکھائی دیا ہے۔

کُلَّمَا ازْدَادُوا شُمُوسًا زَادَتِ الدُّنْیَا ظَلَامَا

کہ جس قدر شمس (آفتاب وہان) زیادہ ہوئے ہین اسیقدر دنیا مین ظلمت زیادہ ہو گئی ہے

ایک اور شخص کہتا ہے۔

أَہْلُ دِمَشْقَ اسْتَرَابُوا مِنْ کَثْرَۃِ الْأَحْکَامِ

دمشق والے کثرت احکام (اور فقہی فیصلہ جات) سے متشکک اور پریشان ہو رہے ہین

إِذْ ہُمْ جَمِیعًا شُمُوسٌ وَحَالُہُمْ فِی ظَلَامِ

کیونکہ وہ (قاضی) سب کے سب شمس (آفتاب) ہین لیکن ان (اہل دمشق) کا حال یہ ہے کہ تاریکی مین پڑے ہوئے ہین

پھر یہ قاضی القضاۃ شمس الدین بن خلکان قضائے دمشق سے علیحدہ ہو گیا۔ قاہرہ مین آکر کوئی
سات سال قیام پذیر رہا۔ اس درمیان مین قاضی القضاۃ بدر الدین سنجاری کی نیابت کا کام انجام
دیتا رہا مگر اپنے علمی اشغال کو بھی نہ چھوڑا۔ قاہرہ مین پڑھاتا بھی تھا۔ مفتی کا کام بھی کیا کرتا تھا۔ اور
تصنیف و تالیف مین بھی مشغول رہتا تھا۔ اسکے بعد قاضی عزالدین بن الصائغ کے پیچھے دمشق کا
قاضی مقرر ہو کر وہان کو روانہ ہوا۔ جب قریب پہونچا۔ تو دمشق کا حاکم عزالدین ایدمر تمام امرا اور
ارباب وظائف کو بڑے جلوس و احتشام کے ساتھ لیکر اوس کے استقبال کو شہر سے نکلا۔ دیگر رؤسائے
دمشق تو پہلے ہی کئی کئی منزل آگے آکر اوس سے مل چکے تھے۔ شعرا نے قصاید پر قصاید تہنیت و مبارکباد
مین لکھ لکھکر پیش کئے۔ ان مین شیخ رشید الدین عمر بن اسمعیل الفارقی کے بھی یہ شعر تھے۔

اَنْتَ فِی الشَّامِ مِثْلُ یُوْسُفَ فِیْ مِصْرِ وَعِنْدِیْ اَنَّ الْکِرَامَ جِنَاسٌ

زمانہ کی رفتار کے میدان مین تو اوسی طرح ہے جیسے مصر مین حضرت یوسف تھے۔ میرے نزدیک جو بزرگ کرام ہین وہ ایک جیسا مانی جنس ہین

لِکُلِّ سَبْعٍ شِدَادٌ وَبَعْدَ السَّبْعِ عَامٌ فِیْہِ یُغَاثُ النَّاسُ

اون مین سے ہر ایک کے لئے سات سال سخت ہین۔ اور اون سات کے بعد ایک سال ایسا آتا ہی کہ اوس مین لوگون پر خوشی

وخرمی اور افراط وخوشحالی کا مینہ برستا ہے

اس قول مین اوس مدت کی طرف اشارہ ہے جس مین ابن خلکان دمشق سے (مصر کو) چلا آیا۔ اور پھر لوٹ کر وہان گیا تھا نورالدین بن مصعب بھی اوس کی نسبت کہتا ہے۔

رَاَیْتُ اَہْلَ الشَّامِ طُرًّا مَا فِیْہِمْ قَطُّ غَیْرُ رَاضٍ

مین نے شام کے آدمیون کو دیکھا۔ اون مین کوئی بھی ناراض نہین ہے۔

اَتَاہُمُ الْخَیْرُ بَعْدَ شَرٍّ فَالْوَقْتُ بَسْطٌ بِلَا انْقِبَاضٍ

برائی کے دن تو اون سے گذر گئے خیر وخوبی کے دن آئے ہین۔ یہ وقت انبساط وخوشی کا ہی۔ انقباض وکبیدگی کا زمانہ نہین ہے

وَعُوِّضُوْا فَرْحَۃً بِحُزْنٍ قَدْ اَنْصَفَ الدَّہْرُ فِی التَّقَاضِیْ

رنج وغم کے عوض رفع غم کا سامان اون کو دیا گیا۔ اخیر لین دین مین زمانہ نے بے شک انصاف کیا۔

وَسَرَّہُمْ بَعْدَ طُوْلِ غَمٍّ قُدُوْمُ قَاضٍ وَعَزْلُ قَاضٍ

اور طول وطویل غم کے بعد ایک قاضی کے آنے اور دوسرے قاضی کے معزول ہونے نے انہین خوش کر دیا

فَکُلُّہُمْ شَاکِرٌ وَشَاکٍ بِحَالِ مُسْتَقْبِلٍ وَمَاضٍ

اون مین سے ہر ایک زمانہ مستقبل کا شاکر ہے۔ اور زمانہ ماضی کی شکایت کرتا ہے۔

ابن خلکان اس وقت سے ۶۸۰ھ تک برابر قضائے دمشق کا کام انجام دیتا رہا پھر اپنی خدمت سے علیحدہ ہو کر اخیر عمر تک خانہ نشینی اختیار کر لی۔ بروز شنبہ ۲۶ یا ۲۷ رجب ۶۸۱ھ (۲۹ اکتوبر ۱۲۸۲ع) کو مدرسہ نجیبیہ دمشق مین وفات پائی۔ اور کوہ قاسیون مین دفن ہوا۔ اپنے زمانہ کا امام اور بہت بڑا عالم وفاضل طرح طرح کے علوم سے واقف تھا۔ اوس کے فضایل بہت کثرت سے ہین۔ ادیب بھی تھا اور شاعر بھی۔ اور تاریخ مین اول درجہ کا جامع مورخ تھا۔ اوس کی تاریخ وَفَیَاتُ الْاَعْیَان بہت مشہور اور نہایت اچھی کتاب ہے۔ دادو دہش مین بھی اچھا تھا۔ لوگ اوس کی بڑی تعریف کرتے تھے شعرا آتی اور مدح کہتے

مدح مین اچھے اچھے قصاید لکھتے۔ یہ اونھین بڑے بڑے انعامات دیتا تھا۔ اسی کے ساتھہ عقل و خرد مین بھی پختہ بہت بڑا متحمل المزاج۔ کسی کے مخفی عیوب کبھی ظاہر نہ کرتا تھا۔ جب مصر مین معزول پڑا تھا تو خرچ کی طرف سے نہایت تنگ ہو گیا۔ امیر بدر الدین خازندار نے سن کر اوسے ایک بہت بڑی مقدار زر نقد کی اور (۱) سوار دب گندم دینے کے لئے حکم دیا۔ مگر اس نذرانہ کو ابن خلکان نے منظور نہ کیا۔ حافظ قطب الدین نے بھی اپنی تاریخ مین اوس کا ذکر کیا۔ اور کہا ہے کہ وہ بہت بڑا امام اور ادیب تھا قضا کا کام نہایت عدل و انصاف سے کرتا اور بہت ہی اچھا مورخ تھا۔ حافظ ابو محمد برزالی اپنے معجم مین اوس کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ کہ وہ اپنے زمانہ کا ایک مشہور عالم اور نامور ادیب تھا۔ انواع و اقسام کے علوم سے واقف فقہ عربیت تاریخ لغت وغیرہ ہر چیز خوب جانتا تھا۔ ایک نہایت نفیس تاریخ لکھی ہے۔ جس مین اوس نے ہر قسم کے صرف مشاہیر کا ہی تذکرہ کیا ہے۔ مدت تک شافعی قاضی رہا۔ درس بھی دیتا اور فتوے بھی لکھا کرتا تھا۔ حدیث ابن الکرم صوفی سے اربل مین اور اوس نے ابو الوقت سے پڑہے تھے۔ ابن خلکان نے تاوی اور ابن الجمیزی سے بھی حدیث پڑہی تھی۔ موید طوسی ابو روح ابن الصفار حسین بن احمد قشیری اسمعیل بن محمد بن علی بن عبد اللہ سید حسینی وغیرہ نیشاپور والون نے تعلیم حدیث کی اوسے اجازت دی تھی۔ پھر اوس کے متولد کا ذکر کر کے حافظ قطب الدین کہتا ہے علم لغت مین اوسے ید طولی حاصل تھا۔ اوس کے زمانہ مین دیوان متنبی کا جاننے والا کوئی بھی اوس کے برابر نہ تہا۔ اوسکی مجلس کثیر الفواید تھی۔ تدقیق و تحقیق اور علمی بحثون کے سوا وہان اور کسی بات کا ذکر نہ ہوتا تھا۔ شہاب الدین محمود اپنی تاریخ مین کہتا ہے کہ جب وہ دوسری مرتبہ قاضی ہو کر آیا تو مین اوس کے پاس اقتباس فواید کے لئے اکثر جایا کرتا تھا۔ رحمہ اللہ تعالی۔ اسی طرح سے اور بہت لوگون نے بھی اوسکی ثنا و صفت کی ہے۔ مگر چونکہ بیان بڑا طویل ہو گیا ہے اسی پر اکتفا کرتے ہین۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ یہان اوس کے اشعار کا بھی کچھہ ذکر کر دین۔ یہ اوسی کا قول ہے۔

تَمَثَّلْتُمُ لِي وَالْبِلَادُ بَعِيدَةٌ + فَخُيِّلَ لِي اَنَّ الْفُؤَادَ لَكُمْ مَغْنًى

تمہاری تصویر میرے سامنے آگئی۔ حالانکہ جہان تم رہتے ہو وہ شہر بہت دور ہے۔ اس سے مجھے خیال پیدا ہوا کہ میرا دل تمہارے رہنے کا مکان ہے

وَنَاجَاكُمُ قَلْبِي عَلَى الْبُعْدِ وَالنَّوَى + فَاَنَسْتُمُ لَفْظًا وَاَوْحَشْتُمُ مَعْنًى

یا وجود دوری و جدائی کے میرے دل نے تم سے بات چیت کی۔ اپنے ظاہر الفاظ مین تو تم نے انس و محبت ظاہر کیا لیکن درحقیقت وحشت و نفرت ہی تم آمیز کرتے رہے

(۱) ۱۸۰ پونڈ کا ایک اردب ہوتا ہے سوار دب انگریزی سیر سے ایک سو ساٹھہ من ہوسکتے۔

یا جارۃ الحی کل من عودۃ فعسی   ولہ   یفیق من سکرات الوجد مخمورہ

اوبی بی تو جو ہمارے قبیلہ کے پڑوس مین رہتی ہے۔ کیا پہر لوٹکر آئیگی۔ کیا عجب ہے کہ اوس وقت تیرا عاشق جو اب صد وحشی کی نشہ مین مخمور ہو رہا ہے ہوش مین آجائے

اذا ظفرت من الدنیا بقربکم + فکل ذنب جناہ الحب مغفور

اگر دنیا مین مجہے تمہاری قربت کسی طرح حاصل ہو جائے جو ایک ہی میری آرزو ہے تو جسقدر گناہ محبت نے کرائے ہین وہ سب معاف اور نسیاً منسیاً ہو جائینگے

یا رب ان العبد یخفی عیبہ + فاستر بحلمک ما بدا من عیبہ

اے پروردگار بندہ اپنے عیب کو چہپایا کرتا ہے۔ تو تو بہی اپنے علم و بردباری سے اسکا کوئی عیب اگر ظاہر ہو جائے تو چہپا دے

ولقد اتاک وما لہ من شافع + لذنوبہ فاقبل شفاعۃ شیبہ

وہ تیرے پاس آیا ہے۔ اور اوس کے گناہون کے لئے کوئی ایسا دوست نہین جو شفاعت کرے۔ تو تو اوسکے بڑہاپے کے سفید بالون کی ہی شفاعت قبول فرما

انتہا کلام ابی المحاسن

(۶) خوبی مضامین اور لطف عبارات سے اس کتاب کو جلد ناموری حاصل ہوئی۔ اور صحت بیانات اور فقدان کذب و مبالغہ سے جو مخلوق اس کی نہایت قدر کرنے لگے تو علمائے وقت کو خیال پیدا ہوا کہ اوسمین جو بعض بعض اعیان و اکابر کے نام رہ گئے ہین اونہین بہی بڑہا دین۔ اور اپنے اپنے عہد تک اوسکو پورا کر دین اس واسطے بہت کتابین اوس کے طرز پر اور نیز اوس کے تتمہ اور ذیل کے طور پر لکہی گئین۔ جن کے نام حاجی خلیفہ وغیرہ نے اپنی اپنی کتابون مین دئے ہین۔ اون مین سے جہانتک مجہکو پتا ملا ہے اون کو یہان درج کرتا ہون۔ تاج الدین عبدالباقی بن عبدالمجید مخزومی مالکی نے تیس آدمیون کے حالات لکہکر اوسمین زیادہ کئے۔ اس شخص نے ۷۴۳ہجری (۱۳۴۲ع) مین وفات پائی ہے۔ مگر اس تاج الدین نے ابن خلکان کی عبارت کو برا بتلایا اور لکہا ہے کہ اسکے مقابلہ مین ابن الاثیر الجزری کی عبارت بہت پاکیزہ اور شستہ ہے لیکن یہ یاد رکہنا چاہئے کہ یہان ابن الاثیر سے وہ شخص مراد نہین ہے جس نے تاریخ کامل لکہی ہے۔ کیونکہ اس تاریخ کی عبارت تو بہت ہی صاف و سلیس ہے۔ یہ تین بہائی تہے اور تینون اسی نام سے مشہور تہے۔ انکے تذکرے ابن خلکان نے اپنی کتاب مین دئے ہین۔ تاج الدین نے جس ابن الاثیر کی طرف اشارہ کیا ہے وہ اس تاریخ کامل والے کے دوسرے دو بہائیون مین سے کوئی ایک مراد ہے۔ اون کی کوئی کتاب ایسی عمدہ اور پاکیزہ عبارت مین لکہی ہوگی جیسے عرب پسند کرتے ہین۔ اونکے نزدیک کوئی کتاب اوسی قدر اچہی خیال کیجاتی ہے جس قدر اوس کی عبارت معمولی استعداد والے کی سمجہ سے بڑہکر اور مغلق ہوتی ہے۔ اسکی نوبت یہانتک پہونچ گئی ہے

کہ اکثر عربی مصنفین اپنی کتاب کے مطالب و معانی اپنے طلبہ کو خود ہی پڑہایا کرتے تھے اور وہ شاگرد اپنے اپنے شاگردون کو سمجہاتے تھے۔ لیکن جب اس تفسیری روایت کا سلسلہ جلد یا بدیر منقطع ہوجاتا جو ایک قدرتی بات ہے تو پھر اون کی مشکل کتابون پر جن کی تفہیم کی امید نہین ہوتی تھی کوئی ہاتھہ بھی نہ کرتا تھا۔ اور وہ بے بہا پاکیزہ کلام طاقون مین رکھے رکھے آخرکار زمانہ کے دست برد کا شکار ہوجاتا تھا۔ ابن خلکان کی کتاب کا ایک ذیل حسین بن ایبک نے جس کا سنہ وفات معلوم نہین لکھا ہے۔ مگر میرے نزدیک حاجی خلیفہ نے نہ تو اس کتاب کو دیکھا اور نہ اسکے مصنف کا کچھہ حال اوسے معلوم تھا۔ اسمین شک نہین کہ ایک ابن ایبک نے ابن خلکان کی کتاب کا ذیل لکھا ہے۔ مگر اوسکا زمانہ اس سے بہت بعد کا ہے۔ اس ذیل مین زین الدین عبدالرحمن بن الحسین العراقی نے تیس تذکرہ لکھکر اور لگائے ہین۔ یہ زین الدین ۸۰۶ھ (۱۴۰۳ء) مین مرا ہے۔ ابن خلکان کا ایک اور ذیل عُقُودُ الجُمَان (باغات کے پہولون کے ہار) کے نام سے ہے۔ اسمین اون لوگون مین سے بعض کے تذکرہ ہین جن کا ذکر اثنائے کلام مین ابن خلکان نے اپنی کتاب مین کیا ہے۔ اسی شیخ بدر الدین زرکشی متوفی ۷۹۴ھ (۱۳۹۲ء) نے لکھا ہے۔ صلاح الدین محمد بن شاکر نے بھی ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام فَوَاتُ الوَفَیَاتُ ہے۔ وَفَیَاتُ الاَعیَان وَ اَنبَاءُ اَبنَاءِ الزَّمَان ابن خلکان کی کتاب کا نام ہے۔ ابن شاکر ۷۶۴ھ (۱۳۶۳ء) مین مرا ہے۔ یہہ کتاب غالبًا وہ معلوم ہوتی ہے جسکا کاسری نے اپنی تاریخ کتب عربی ہسپانیہ مین نمبر ۴ ”“ اپر ذکر کیا ہے۔ ایک اور ذیل جسکا حاجی خلیفہ نے کچھہ ذکر نہین کیا ہے اور جسکا نام تالی کِتَاب وَفَیَات الاَعیَان ہے موفق فضل اللہ بن ابی فَخر الصَّقَّاعی کا لکھا ہوا ہے۔ یہ ایک مختصر کتاب بترتیب حروف تہجی لکھی گئی ہے اس مین ایک ضمیمہ بھی لگا دیا ہے جو ۶۶۰ھ سے ۷۲۵ھ تک بترتیب حروف تہجی مرتب کیا گیا ہے۔ تالی کا ایک نسخہ کتب خانہ ووراثے مین نمبر ۳۲ ”“ پر موجود ہے اس نسخہ کے شروع صفحہ پر کچھہ عبارت لکھی ہے۔ اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب ایک وقت صلاح الدین خلیل ابن ایبک الصفدی کے قبضہ مین رہی تھی جو وافی الوفیات کا مصنف تہا۔ یہ صلاح الدین ۷۶۴ھ (۱۳۶۳ء) مین مرا ہے۔ اس کتاب مین اوس نے تمام نامور اور اعیان اسلام کے تذکرہ بھر دئے ہین اکابر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تابعین کے حالات بھی بیان کئے ہین۔ ان کے ساتھہ سرداران ملک امرا قضاۃ والیان قرا محدثین فقہا شیوخ متقین اولیاء اللہ نحویین ادیب علما شعرا حکما مبتدعین مصنفین وغیرہ کے تذکرات بھی درج کئے ہین۔ حاجی خلیفہ صاف صاف یہ بیان نہین کرتا

کہ یہ کتاب بھی ابن خلکان کے ذیل کے طور پر لکھی گئی تھی۔ مگر اوس کے نام سے کافی طور پر ثابت ہوتا
ہے کہ وہ یقیناً اوسکا ذیل ہے۔ اور ذیل بھی کیسا چھبیس ۲۶ بڑی بڑی ضخیم جلدون مین۔ مگر اس پر گردش
زمانہ نے وہی اثر کیا جو بڑی بڑی کتابون کا ہوا کرتا ہے۔ شاید ہی کبھی اس کی کسی نے نقل کی ہو۔
ورنہ ہمیشہ زاویہ خمول مین ہی پڑا رہا۔ اس کی گیارہ غیر مسلسل جلدین کتب خانہ باڈلین مین موجود ہین۔ ایک
اور جلد ایم ڈی ہیمر کے پاس ہے۔ اور حال ہین مین نے سنا ہے کہ ایک جلد ایم کیا ٹلس کے بھی ہاتھ
لگ گئی ہے مگر اس عظیم الشان ذیل کی نسبت مصر کا ایک بہت بڑا عالم مورخ رائے دیتا ہے کہ اس کی
تصنیف ہی کامل نہین ہوئی تھی۔ امیر جمال الدین ابو المحاسن یوسف بن تغری بردی دیا تنگری وردی
نے ۸۷۴ھ (۱۴۶۹ع) مین وفات پائی ہے اس ذیل کا بھی ایک ذیل تین جلدون مین لکھا ہے۔ اور
اوس کا نام اَلْمَنْهَلُ الصَّافِي وَالْمُسْتَوْفِي بَعْدَ الْوَافِي رکھا ہے۔ اس مین نامی گرامی اشخاص کے تذکرے
بترتیب حروف تہجی دئے ہین۔ اس کی نقل جو کتب خانہ دورائے مین ہے پانچ جلدون مین ہے
اور اس مین بھی بعض حروف باقی ہین۔ اسی عالم نے مصر کی ایک تاریخ بھی لکھی ہے جس مین واقعات
سنوار دئے ہین۔ اور اوس کا نام نجوم الزاہرہ رکھا ہے۔ یہ بھی اگرچہ بہت بڑی کتاب آٹھ بڑی تقطیع
کی جلدون مین ہے۔ مگر پھر بھی ابھی تک ضایع ہونے سے بچ رہی ہے۔ لیکن اوسکی ایک اور کتاب البحر الذاخر
در سنین اسلام کی ایسی اچھی قسمت نہ تھی۔ اسکی صرف ایک پانچوین جلد کتب خانہ دورائی مین دکھائی دیتی ہے
جسمین صرف کچھ حصہ عہد خلافت حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ و معاویہؓ اور چند سال یزید کے ابتدائی عہد کے
یعنے فقط انتالیس سال کے حالات ہین۔ اسپر بھی یہ بڑی تقطیع کی ایک بہت بڑی ضخیم جلد ہے۔ اگر اوس نے
اسیطرح پر اپنے زمانہ تک یہ تاریخ لکھی ہوگی تو کم از کم اوسے بیس جلدین ایسی ہی لکھنا پڑی ہونگی۔
(۷) اب ہم ابن خلکان کے کتاب کے خلاصون کا حال لکھتے ہین۔ ایک خلاصہ الجنان کے نام سے شمس الدین محمد
بن احمد ترکمانی نے لکھا ہے جس نے ۷۵۰ھ (۱۳۴۹ع) کے کچھ دنون بعد وفات پائی تھی۔ ایک
اور خلاصہ ملک افضل عباس بن ملک افضل مجاہد علی بادشاہ یمن نے لکھا ہے جس نے ۷۷۸ھ (۱۳۷۶ع)
مین وفات پائی (دیکھو جوہانس کی تاریخ یمن زبان فرانسیسی مین) ایک اور تیسرا خلاصہ شہاب الدین احمد بن
عبد اللہ شافعی متوطن غزہ کا بنایا ہوا ہے جو ۸۲۲ھ (۱۴۱۹ع) مین مرا ہے۔ چوتھا خلاصہ حاجی خلیفہ کی کتاب کے
بعد بنا ہے۔ اس کی اس نسخہ مین جو کتب خانہ دورائی مین ہے یہ عبارت بھی لکھی ہے۔ ابن خلکان کی اصل کتاب

کا ایک خلاصہ ابراہیم بن مصطفےٰ الفرضی نے بھی بنایا تھا جس نے سنہ ۱۱۲۶ھ (سنہ ۱۷۱۴ء) مین وفات پائی۔ اسکا نام مولف نے التجرید رکھا ہے۔

(۸) حاجی خلیفہ کے بیان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ ابن خلکان کی کتاب کا ایک شخص ظہیر الدین الاردبیلی نے فارسی مین بھی ترجمہ کیا تھا جس نے قاہرہ مین سنہ ۹۳۰ھ (سنہ ۱۵۲۳ء) مین وفات پائی ہے۔ وہ یہ بھی کہتا ہے کہ قدری بن ادریس بن محمد نے جو صاحبزادہ کے لقب سے زیادہ مشہور ہے اور جس نے سنہ ۹۳۰ھ مین وفات پائی ہے ایک فارسی رسالہ لکھا ہے۔ اوس مین مین نے دیکھا ہے کہ سلطان سلیم خان اول بن بایزید جو سنہ ۹۱۸ھ (سنہ ۱۵۱۲ء) مین تخت نشین ہوا تھا اور سنہ ۹۲۶ھ (سنہ ۱۵۲۰ء) مین مرا ہے تاریخی کتابونکی بڑی جستجو کیا کرتا تھا اوس ابن خلکان کی کتاب پر اوس کی خاص توجہ تھی۔ اس سے اردبیلی کو اوس کے فارسی ترجمہ کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ مگر ابھی نصف ترجمہ کرنے پایا تھا کہ سلطان کا انتقال ہوگیا۔ غالباً یہ شخص وہی ظہیر الدین ہے جسکا اوپر ابھی ذکر ہوا ہے۔

(۹) یہ واقعات اور رائین جو ہم نے ابھی پیش کین براہ راست ابن خلکان یا اوسکی کتاب کے متعلق تھین لیکن کچھہ باتین ابھی اور لکھنا ہین کہ چند اشارات جو عربی علم ادب کے لئے خاص ہین اور جو اس کتاب مین بار بار واقع ہوئے ہین صاف صاف سمجھہ مین آجائین۔ جن امورات کی نسبت ہمارا تشریح کرنیکا ارادہ ہے اونمین ایک تو وہ صورت ہے کہ جسکے موافق اسلام کے سبب سے تعلیم و تعلم کا سلسلہ قائم ہوا۔ پھر اون علوم مین فرق دکھانا ہے جس کی اشاعت و ترقی مین اسلام نے خود زور دیا۔ اور جن مین خود زور تو نہ دیا۔ بلکہ اونکے اجرا مین اوس نے کچھہ مزاحمت نہ کی۔ صرف اپنے اختیار پر چھوڑ دیا۔ یہ بھی بیان کرینگے کہ مسلمانونکے مدرسون اور بیت العلومون مین مابہ الامتیاز کیا تھا۔ اور جو علوم انمین سے ہر ایک جگہہ مین پڑھائے جاتے تھے اونمین کوئی خاص صورت کیا ہوتی تھی۔ عربی شعر و سخن کی حالت اور قصیدہ کی اصلیت کیا تھی۔ عربی علم ادب کے تاریخ پر اگر عربی زبان مین کوئی باقاعدہ کتاب ہوتی تو یہ کیفیتین اس قدر مدت تک نامعلوم نہ رہتین۔ لیکن چونکہ عربی مصنفین ان باتون کو کسی مقام پر اتفاقیہ طور پر بیان کر جاتے ہین وہ معمولی باتون کی طرح نظر سے گذر جاتی ہین۔ اور جس توجہ کے وہ مستحق ہین اون پر نہین کیجاتی۔ مگر عربون کے علمی تاریخ جاننے کے لئے یہ امور بہت ہی اہم ہین۔ مین نے اون کی تحقیقات کو اپنا فرض سمجھا۔ اور گو کہ اون پراگندہ امور کو جمع کرنے اور مرتب کرنے مین مجھے انتہا درجہ کی دقت پڑی۔ مگر بعض بعض جگہہ کثرت مواد کم ہونیکا باعث

میری محنت کا معاوضہ مل گیا۔ اب تک جو نتائج مجھے حاصل ہوئے ہین اونھین مین ذیل مین درج کرتا ہون ان کے ساتھ ساتھ کچھ اور بھی آرا اور خیالات ہین جن سے اگرچہ علوم مشرقیہ کے عالم بخوبی واقف ہین مگر وہ بھی دوسرے ناظرین کے لئے کچھ کم ضروری نہین۔ اس پر بھی یہ اعتراف کرنا ضروری ہے کہ ابھی اس معاملہ مین بہت کچھ کرنا باقی ہے۔ صرف بنیاد کا پتھر رکھا گیا ہے عمارت کا تمام کرنا بہت دور ہے۔ امید ہے کہ یوروپین محققین کا شوق ذوق اور علم اسے جلدی یا بدیر ضرور انجام کو پہونچائے گا۔

(۱۰) عربی زبان کی سب سے پورانی عبارتین جو ابھی تک ہمارے پاس موجود ہین وہ وہی ہین جو حضرت محمد (مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم) کی ولادت (باسعادت) سے قبل ایک[1] صدی کے اندر تصنیف ہوئی ہین۔ ان مین

---

(۱) عربی علم ادب کے آثار قدیمہ کی یادداشت مین مسٹر ڈی ساسی نے البرٹ شلٹن کی اوس رائے کا اچھی طرح بطلان کر دیا ہے جس مین اوس نے عربی ادب کی قدامت مین نہایت مبالغہ کیا تھا۔ وہ مشہور و معروف نظم جو ابو اَذِینَہ یا اُذَینَہ کے طرف منسوب ہے اون نوشتون مین سے ہے جو مسٹر ڈی ساسی کی رائے مین واقعی پورانی نظم ہے۔ اور اوس کے قول کے رو سے ۵۶۰ء کے قریب کی بنائی ہوئی ہے۔ مگر میرے نزدیک یہ کسی طرح قابل تسلیم نہین۔ اوس کی زبان اور طرز بیان اوس سے بہت بعد کا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کسی نے سنہ ہجری کی دوسری صدی مین جس زمانہ مین کہ اس قسم کے عالمانہ جعل سازیان بہت کچھ ہوا کرتی تھین بنایا ہو۔ اس کا اصلی مصنف غالباً خَلَفُ الْاَحْمَر ہوگا جو قدیمی مصنوعی عربی اپنے دل سے بنا بنا کر شائع کرنے مین مشہور و معروف تھا (دیکھو تذکرہ ۲۴۹) فقط اَمْرُ الْقَیْس کی نظم جس کا صحیح تلفظ اِمْرُأُ الْقَیس ہے ایسی ہے کہ جس کی قدامت مین کوئی کلام نہین کر سکتا۔ یہ نظمین کم از کم پچاس سال قبل ولادت جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم بنائی گئی ہین۔ چنانچہ اس کا ذکر مین نے اوس کے دیوان کے دیباچہ مین کر دیا ہے۔ یہ میری رائے ذیل کے بیان سے بخوبی ثابت ہوتی ہے جو علامہ کمال الدین عمر بن العدیم مصنف تاریخ حلب نے اپنی کتاب بُغْیَاتُ الطَّلَب فِی تَارِیخِ حَلَب مین لکھا ہے۔ جن مین اون مشاہیر اور اکابر کا ذکر کیا ہے جو حلب مین رہتے یا وہان کبھی نہ کبھی آئے تھے۔ وہ کہتا ہے حافظ ابو عمر عثمان بن بکر کے قیاس مین امرالقیس پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ڈیڑھ سو دو سو برس قبل ہوا ہے۔ مگر وزیر مغربی کہتا ہے کہ از روے قیاس و تخمینہ کے یہ رائے مسلم ٹھہر گئی ہے کہ امراء القیس کی وفات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارک کے درمیان دید حقیقت پچاس یا پچپن برس کا فرق ہے۔ اور بس۔

نظم کے وہی چھوٹے چھوٹے قطعات ہین جو عین موقع پر زبان سے نکل جایا کرتے تھے۔ یا اون جنگی کار روائیون کے بیان مین جو قبائل عرب کے درمیان ہوا کرتی تھین یا نثر کی مسجع عبارتین[2] اور قصیدے یعنی مرثیے ہین ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس زمانہ مین ایک زبان ایسی موجود تھی جو صورت الفاظ اور اطلاق معانی کے لحاظ سے اپنے کمال کو پہونچ گئی تھی اور اون تصورات کے اظہار کے واسطے ایک بھیڑ بکری چرانے والی قوم کے ذہن مین انواع واقسام کے قدرتی عجائبات کے دیکھنے سے پیدا ہوا کرتے ہین ایک عجیب و غریب قابلیت اوس مین پیدا ہو گئی تھی۔ اور اسی کے ساتھ ساتھ سفاکانہ جوشون کی بھی تصویر کھینچ دکھا سکتی تھی تصریف اور اشتقاق صیغ کی کثرت نحو کے قواعد عامہ کے پختگی ضوابط عروض کی ہم آہنگی بھی کچھ کم حیرت انگیز نہین۔ بلکہ وہ خود اس امر کے ثبوت ہین کہ قوم عرب کی زبان قدیم زمانہ مین ہی اس

---

(۱) یہ نظم قریب قریب ہمیشہ رجز مین ہوا کرتی ہین جو عربی نظم مین نہایت ہی سادہ اور بہت ہی قدیم زمانہ کی زبان آرائی کا طریق ہے عرب کے لغویئین و نحویئین ان پرانے رجزون کو اپنے شوق و ذوق کے پڑھنے کے چیزون مین نہایت ہی اعلی درجہ کا خیال کرتے تھے۔ ان کے الفاظ و بیانات اور نشست الفاظ بہت ہی عجیب و غریب طرز کی ہوتی تھی۔ جو شخص عرب کے مسلمان مصنفین کی تحریرات کو پڑھتا پڑھاتا رہتا ہوا وسکو یہ جاہلیت کے عربون کی عبارتین ایسی معلوم ہوتی ہین کہ گویا وہ کسی اور زبان کے نوشتہ ہین بیشتر اکثر ہوتا ہے کہ اگر کوئی پانچ چھ سطر کی عبارت ہو اس مین ایک لفظ بھی ایسا نہین ملتا جس کے وہی معنی ہون جو عربی الفاظ کے اوسے معلوم ہین بلکہ اون کے معانی ہی دوسرے اور محاورہ ہی کچھ اور ہوتے ہین۔ وہ عرب کی اون بولیون کے بقیہ ہین جو کسی زمانہ مین جزیرہ نمائی عرب مین یا اون میدانون مین جو شام اور جزیرہ فراتیہ کے درمیان واقع ہین اوس زمانہ سے بیشتر بولی جاتی تھین جس کے بعد قرآن نے جو زبان قریش کی ایک عظیم الشان یادگار ہے عربی زبان کی ایک خاص صورت مقرر کر دی ہے

(۲) جب بدویان عرب اپنے خیالات کو اچھی عبارتون مین ظاہر کرنا چاہتے تھے تو وہ الفاظ کی ترتیب الحان کے لحاظ سے اختیار کرتے مسجع اور مقفی عبارتین لکھتے تھے جو اچھی عربی نثر کا ایک خاصہ ہو گیا ہے یہ اسلوب اون تمام عبارتون مین دکھائی دیتا ہے جو بدویان عرب کے محاورات کے نمونہ کے طور پر ہم تک پہونچے ہین۔ ہم کو کامل یقین ہے کہ یہ ایجاد مسلمان مصنفین کی ہرگز نہین ہے۔ حماسہ کتاب الاغانی امالی ابو علی القالی مین اس قسم کی عبارتین بہت کثرت سے موجود ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ نثر مین مسجع نویسی کا فن نہ صرف جناب رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے موجود تھا بلکہ اوس زمانہ مین علی العموم اس کا رواج تھا اور شستگی مین اپنے کمال کو پہونچ چکا تھا۔

سے بھی پیشتر اپنی شستگی کا اعلیٰ درجہ حاصل کر چکی تھی۔ یہ قدیمی عربی ایسی اچھی تھی کہ خود عرب لوگ ہمیشہ اس کی قدر کرتے اور اوس کی خوبی کو مانتے آئے۔ اوس مین شعر و سخن کے لئے نہ صرف الفاظ ہی عمدہ اور قابل تقلید تھے بلکہ خیالات کا بھی مواد بہت موجود تھا۔ چنانچہ متاخرین نے اوس کی تقلید کی اور اوسکا اثر آج تک برابر عربی قصائد مین نمایان چلا آتا ہے جس مین وہ ہی پورانے خیالات و اشارات قدیمی حشمت و شوکت کی ساتھ دھیمی رفتار سے گھسٹتے چلے آتے ہین۔

(۱۱) اس کے بعد جب قرآن کی اشاعت ہوئی تو عرب کے علم ادب مین ایک انقلاب عظیم واقع ہوا اور اوس مین ایک نئی روح پھونکی گئی۔ یہ کتاب بھی صدق و کذب کی ایک عجیب و غریب معجون مرکب ہے (نعوذ باللہ) جس نے گلہ بانون اور قزاقون کو ملا جلا کر ایک قوم بنا دیا۔ اور دنیا کی فتح کے واسطے عرب سے انھین باہر نکال لایا۔ مسلمان اسے خدا کا کلام سمجھتے ہین جو قدیم سے تھا مخلوق نہین ہوا۔ بہشت کی زبان مین بنی نوع بشر پر نازل ہوا اور اپنی عبارت کی معجز بیانی کے باعث ابدی معجزہ ہے۔ مسلمانون کے دل مین یہ عقیدہ ایسا جما ہوا ہے کہ اوس کے اسلوب پر کسی کتاب کے بنانے کی بہت ہی کم کبھی کوشش کی گئی ہے[۲]۔ یہ کتاب اپنی مفروضہ خوبی کے سبب سے لاثانی خیال کی جاتی ہے۔ مگر اوس کے مضامین اور نیز اون احادیث کی تعلیم و تعلم کی وجہ سے جن سے اوس کے مصنف کے حالات معلوم ہوتے ہین۔ علوم عربیہ کے تقریباً تمام شعبہ ایجاد ہوئے ہین۔ اب اوس صورت کا اجمالاً بیان کرتے ہین کہ یہ علوم قرآن سے کیونکر نکلے۔ مگر اس کی تشریح سے قبل ضرور ہے کہ احادیث کا کچھ بیان کر دین۔

(۱) کہہ سکتے ہین کہ عکاظ کی میلہ مین ہر سال شعرا جمع ہوا کرتے تھے اوس سے اس زبان کو یہ درجہ حاصل ہوا ہو لیکن جب امرالقیس کی نظمون کو دیکھا جاتا ہے جو ان میلون مین کبھی بھی شریک نہ ہوا تھا تو معلوم ہوتا ہے کہ اوس کی خوبی قواعد و ضوابط اور قابلیت ادائے مطالب کا کوئی اور ہی سبب ہوگا۔ اوس کی زبان تو حمیری عربی تھی۔ قوی گمان ہوتا ہے کہ اوس کے آبا و اجداد کے دربار مین جو قبیلہ کندہ کے بادشاہ تھے یہ تہذیب اور شستگی حاصل ہوئی ہوگی۔

(۲) ابن المقفع متنبی ابو العلاء المعری وغیرہ جن کو عقائد دینداری کی طرف بہت کچھ مائل نہ تھی اپنی تصنیفات مین ایسی عبارتین لکھی ہین۔ جو قرآن کی عبارت سے بڑھی ہوئی ہین مگر یہ ایک قدرتی بات ہے کہ اونکی اس قسم کی کوششین رائگان گئین کسی نے اونکی عبارتونکو اچھا نہ سمجھا۔ اگر ہم فصاحت و بلاغت اور تحقیق قدیمہ کی اصلی قواعد کو بلا قرآن کو جانچین جو اسلامی مدارس مین پڑھائی جاتی ہین تو ہمکو لازمی نتیجہ کے طور پر مجبوراً ماننا پڑیگا کہ قرآن کے الفاظ و معانی خوبی مین اپنے سے اعلا کبھی نہین گئے ہین کوئی کتاب ایسی ہرگز نہین لکھی جا سکتی کیونکہ مسلمانون نے فصاحت و بلاغت کی قواعد اسی قرآن سے بنائے ہین۔

جناب رسالت مآب کے اقوال کی نسبت اون کے متبعین کا عقیدہ ہو کہ جو کچھ اون کا پیغمبر کہتا ہو وہ سب الہام ربانی کے موافق بیان کرتا ہو اسی لئے جیسے وہ قرآن کی سورتون کو حفظ کیا کرتے تھے اوسی طرح احتیاط و خبرداری کے ساتھ اونھون نے پیغمبر کے اقوال کو بھی اپنے حافظہ کے خزانون مین جمع رکھا۔ خاص خاص سورتون مین اپنے پیغمبر کے طریق عمل کو اور اون کے روزانہ کامون کو بلکہ ادنی سے ادنی باتون کو بھی لکھ لیا۔ اور اپنی آئندہ کی نسلون کو اونھین بتلا دیا کہ ہر ایک مسلمان کے چال چلن کی درستی کے لئے وہ باتین قاعدہ ہو جائین[1]۔ یہ بہت اچھی طرح قیاس مین آسکتا ہے کہ جب ان احادیث کے فراہم کرنے کی طرف ابتداءً توجہ کی گئی تھی تو کس قدر جلد ان کی کثرت ہو گئی ہوگی ایک ہی واقعہ کے مختلف روایات ایک ہی مضمون کے متضاد بیانات اور نیز جھوٹی موٹی احادیث کو ایک ہی سے شوق و ذوق کے ساتھ پیروان اسلام نے جمع کیا۔ جس سے بہت جلد ان کا اتنا بڑا انبار ہو گیا کہ ایک آدمی کا حافظہ اون کا متحمل نہین ہو سکتا تھا۔ اس لئے ضرورت پڑی کہ اونھین قلمبند کیا جائے اس قسم کی جو پہلی کتاب لکھی گئی وہ ابن شہاب الزُہری کی تھی جو اوس نے عمر بن عبد العزیز اموی کے عہد مین لکھی تھی پھر تو اسلامی عملداری کے اکثر شہرون مین اور اہل علم نے ۱۴۰ھ اور ۱۵۰ھ کے درمیان مضامین کے لحاظ سے احادیث کے عنوان مقرر کئے جن سے کہ اون کے معانی کی توضیح ہو گئی[3]۔ اس کے بعد تیسری صدی ہجری کے آغاز مین محمد بن اسمعیل بخاری نے اس بے شمار مجموعہ کو اس طرح کم کیا کہ صرف وہی احادیث ایک جگہہ فراہم کر کے لکھ لین جن کے اسناد اول درجہ کی تھی۔ اس چھان بین مین کہ کون سی حدیث صحیح اور کون سی جھوٹی ہے اوسے اون رُواۃ کے چال چلن پر نظر کرنا پڑی جن کے واسطے سے حدیث پہونچی تھی بخاری نے اون احادیث کے سوا جن کے رواۃ کا سلسلہ غیر منقطع ہوا اور ان مین سب کے سب ایسے لوگ ہون جن کی صداقت پر کوئی الزام نہ لگا ہو اور اون کے زہد و تقوی کو سب مانتے ہون سب کو رد کر دیا۔ اس باب مین دوسرے اہل علم نے بھی اوس کی تقلید کی۔ اور صحاح کے چھ کتابین بن گئین جس کے مضامین مل جل کر اسوقت تک شرع اسلامیہ کے (قرآن حدیث اجماع امت قیاس) چار ارکان مین سے ایک رکن

(۱) حدیث (قول) اور سنت (فعل) مین علمائے فقہ اسلامیہ کے نزدیک کوئی فرق نہین ہے۔ دونو سند مین برابر ہین۔

(۲) صاحب محاضرۃ الاوائل سیوطی سے اس روایت کو نقل کرتا ہے۔ غالباً اوائل سے اوس نے لیا ہوگا جو اوس کے متعدد تصانیف مین سے ایک رسالہ ہے۔

(۳) اسکا ذکر آئندہ اوسآئیگا۔

مانے جاتے ہین۔ ان احادیث مین اون مسائل کا بیان ہے جن کا قرآن شریف مین کامل طور پر صاف صاف ذکر نہین ہے۔ اور اسی وجہ سے قرآن شریف کا وہ ایک لازمی تتمہ سمجھی جاتی ہین اونکا طرز بیان مجمل اور ایسا ہے کہ جس مین مقدرات بہت ہین۔ مگر صاف صاف اور نہایت خوش اسلوبی کے ساتھ۔ اون مین وہ محاورات بہت کثرت سے ملتے ہین جو عرب کے بدویون مین مروج تھے۔ اور جو بغیر شروح اور تفاسیر کے اچھی طرح سمجھ مین نہین آتے۔ ان کے مطالعہ سے آدمی کو بہت ہی بڑی واقفیت حاصل ہوتی ہے۔ یورپ کے علما جو ان کو پڑھتے ہین اونھین نہ صرف خالص عربی مین ہی کمال حاصل ہوجاتا ہے بلکہ ہر ایک مسلمان کی طرز و انداز اور چال چلن کی حقیقت کما حقہا معلوم ہوجاتی ہے۔

(۱۳) مسلمانون کو جب حدیث کی صحت اور غیر صحت کی تصدیق کی ضرورت ہوئی تو اس سے علم کے بعض جدید شعبون کی بنیاد پڑی کسی راوی کے امتیاز کا صحیح صحیح اندازہ صرف اوس کے اخلاق اور چال چلن کے معلوم ہونے پر منحصر تھا۔ اور یہ اخلاق اور چال چلن اون کی سوانح عمری کو دیکھنے کے بعد نہایت عمدہ طرح سے کیا جاسکتا تھا۔ اس لئے بیشمار کتابین تصنیف ہوئین جن مین تاریخ وار بڑے بڑے رواۃ احادیث علما و مجتہدین کے مختصر حالات لکھے گئے۔ ہر ایک کی استاد اور شاگردون سے بحث کی گئی اونکے وطن اور سکونت اون کی قوم و قبیلہ اور سنہ وفات کا حال لکھا گیا اس سے نقادان اسلام کو علم انساب اور جغرافیہ کا جاننا بھی ضرور ہوگیا۔

(۱۴) عرب مین اشاعت اسلام سے پہلے ہی طریقہ تحریر کا رواج ہوگیا تھا۔ لیکن صرف و نحو کو علم کی طرح کوئی نہین جانتا تھا جس وقت قرآن کے پڑھنے مین دقتین پیدا ہوئین تو حضرت علی[1] کو اس علم کی طرف توجہ کرنا پڑی۔ اور ابو الاسود الدؤلی کو ہدایت کی کہ مسلمانون کی مقدس کتاب کے صحیح پڑھنے کے واسطے اور نیز اونکی زبان کے بولنے مین بیہودہ غلطیون سے بچنے کے لئے کچھ قواعد صرف و نحو کے بنائے۔

(۱۵) اکثر مقامات پر قرآن کے معانی سمجھنے مین بھی دقتین ہوا کرتی تھین۔ اس کے دو سبب بتلائے جاتے ہین اور وہ واقعی بھی ہین۔ ایک تو یہ ہے کہ قرآن مین بعض واقعات کی طرف مجمل اشارہ تھے۔ اور آئندہ چل کر کہین پھر اون کی تشریح نہ تھی۔ دوسرے بعض الفاظ اور فقرات اوس کی عبارت مین استعمال کئے گئے تھے جو عرب کے بدویون کے محاورات سے لئے گئے تھے۔ اول قسم کے اشارات کی تشریح تو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ

(۱) دیکھو تذکرہ ابو الاسود الدؤلی نمبر ۲۹۰

علیہ وسلم نے کر دی تھی۔ جو آج تک روایت کے ذریعہ سے چلی آئی اور قرآن کی تفاسیر مین لکھی ہوئی موجود ہے
لیکن بیانات متعلقہ کے معانی صرف اوسی وقت سمجھ مین آ سکتے تھے۔ کہ جن عبارتون مین وہ مستعمل ہوئے ہین
اون کا مقابلہ عربی زبان کی اون قدیمی عبارتون سے کیا جائے جو ہم تک محفوظ چلی آئی ہین۔ اسی طرح کے
فقرات اون مین واقع ہوے ہین یہی اصلی وجہ تھی کہ حضرت ابن عباس نے رسول مقبول اپنے چچا زاد بھائی
کی وفات کے بعد فوراً عربی نظم کے شغل کی طرف توجہ ظاہر کی۔ اور پڑھنے پڑھانے کا رواج دیا چنانچہ جب وقت
سے اس کا پڑھنا تحصیل علم مین ایک ضروری امر قرار دیدیا گیا ہے۔ لیکن قدیمی عربون کے شعر و سخن (آجکل
کے سے نہ تھے۔ بلکہ) اکثر کسی خاص واقعہ کے بیان مین ہوا کرتے تھے۔ ان کے اچھی طرح سمجھنے کیلئے
یہ جاننا ضرور تھا۔ کہ شاعر نے جو یہ شعر کہے ان اشعار کے کہنے کے اسباب کیا واقع ہوئے تھے۔ اور چونکہ
علی العموم ایسا ہوتا تھا۔ کہ یہ شاعر فقط شاعر ہی نہ ہوتا تھا بلکہ ایک سپاہی بھی ہوتا تھا اون شعرون مین اون
لڑائیون کے طرف اشارے ہوتے تھے جن مین وہ خود موجود اور شریک ہوتا تھا۔ اس سے مسلمان علما
کو یہ لازم پڑا کہ قدیمی عربی قبائل کی تاریخ کا بھی علم حاصل کرین۔ یہان پر پھر علم انساب کی ضرورت پڑی
یہ ممکن نہ تھا کہ علم انساب بغیر تاریخی واقعات سمجھ مین آسکین۔

(۱۶) مسلمانون پر حج بھی فرض تھا۔ اس سے اونھین جغرافیہ کی طرف توجہ ہوئی۔ جو مسلمان دور و دراز
ملکون مین رہتے تھے مکہ پہونچنے کے لئے اونھین جاننا ضرور تھا کہ راستہ مین کس کس شہر اور ملک مین
اون کا گذر ہوگا۔ اس واسطے اونھون نے شہرون کی راستون کی اور ممالک کی فہرستین بنائین اور
یہی وجہ ہے کہ اونھون نے علم جغرافیہ کے متعلق جس قدر کتابین بنائین اون کا لقب علی العموم المسالک
والممالک رکھ دیا تھا۔ اسلامی ملکون مین جہان جہان مسجدین بنائی گئین ضرور تھا کہ اون کا رخ مکہ کے طرف ہو
اور اس لئے اوس کے بانی پر فرض تھا کہ بنانے سے قبل اوس مقام کا جہان وہ مسجد بناتا ہے عرض بلد اور
طول بلد دریافت کرے۔ اس کیلئے کسی قدر ہیئات کے علم کا جاننا چاہئے تھا۔ جو گو غیر ملک کا ایجاد ہے مگر ابتدائے
اسلام ہی سے مسلمانون کو اوس کا شوق پیدا ہو گیا تھا۔ اوقات نماز کے متعین کرنے کے لئے اوس کا جاننا بہت
ضروری تھا۔ وہ صرف ارتفاع آفتاب کے ہی ذریعہ سے متعین ہو سکتے تھے۔ اس کے سوا اون کے تعین کا
اور کوئی ذریعہ ہی نہ تھا۔ طریق الشمس کے تبدل سے جو ساعتون مین روزانہ فرق ہوتا رہتا ہے وہ
مکہ کے عرض بلد مین اسقدر کم ہے کہ تمام سال مین اوقات نماز مین بہت ہی کم فرق محسوس ہوتا ہے

برخلاف اون مقامات کے جہان عرض بلد زائد ہے۔ وہان یہ فرق بہت اچھی طرح محسوس ہوتا ہے۔ اور صرف نقشون اور زیچون ہی سے موذن اوقات نماز ٹھیک ٹھیک معلوم کر سکتے اور ٹھیک وقت پر اذان دے سکتا ہے[1]۔ مسلمانون کا ماہ صیام ماہ رمضان مین رویت ہلال سے شروع ہوتا ہے۔ علمائے سنت کے یہان روزہ شروع کرنے کے لئے ضرور ہے کہ پہلے چاند کو دیکھ لین مصر کے فاطمین کی یہان اور جہان جہان شیعہ مذہب کا رواج ہے وہان رویت ہلال سے قبل ہی حساب کے ذریعہ سے اوسکی تاریخین مقرر کر لی جاتی تھین جن کے واسطے قمری زیچون کا ہونا ضرور تھا۔ ان زیچون کی درستی مین علمائے ہیئات نے کوشش اور توجہ کر کے رفتہ رفتہ بہت کچھ ترقی کی اور سرکار کی سرپرستی سے ان پر محنت کرنیوالون کی حوصلہ افزائی بھی ہوتی رہی۔

(۱۷) ابتدا مین تو عربون نے حروف تہجی کے بعض حروف کے قیمتین مقرر کر لی تھین۔ اور اونھین مین حساب کتاب کیا کرتے تھے۔ مگر بعد مین اونھون نے ہندوون سے ہندسے[2] سیکھ لئے۔ علم حساب[3] مین کسور کے قواعد اونھین بہت ہی پہلے سے معلوم تھے قرآن نے اس بنا پر کہ وراثت کے حصے معین کر دئے مین اوس کی ضرورت ہوتی تھی نزدیک کے رشتہ دارون کو بعید کے رشتہ دارون سے ترکہ زیادہ دیا جاتا تھا اوس کے جاننے کو لازمی کر دیا تھا۔ یہ بھی خیال ہوتا ہے کہ جبر و مقابلہ کے ابتدائی قواعد مسلمانون کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام حیات مین ہی معلوم تھے[4]۔

---

(۱) جن کتابون سے نماز کے اوقات صحیح صحیح معلوم ہوتے تھے اونکو مواقیت کہا کرتے تھے اور اونکے مصنفین کو موقت سے ملقب کرتے تھے کبھی کبھی مسجد کے موذن ہی موقت ہوا کرتے تھے (۲) وہ اپنے علم ہیئات کی کتابون مین مقادیر دونون طریق سے لکھا کرتے ہین مگر فہرستون مین علی العموم وہ حروف کا ہی استعمال کرتے ہین۔ کیونکہ وہ اونکے ذریعہ سے ہر ایک مقدار جو دو ہزار سے کم ہے بے تکلف لکھ سکتے ہین (۳) کسور حسابیہ کے قواعد زید بن ثابت کو آتے تھے۔ جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین سے تھے رسول خدا کے اشارہ سے وہ وراثت کی تقسیم مین ان قواعد سے ہی کام لیتے تھے امام شافعی نے اپنے زمانہ مین زید بن ثابت کے اصول کو اور بھی ترقی دی۔ پھر مصنف سراجیہ نے امام شافعی کے اصول کو لیا اور اوسی پر اپنی کتاب کی بنیاد قایم کی۔
(۴) اگرچہ جبر و مقابلہ کی تاریخ کو براہ راست مجھ سے یہان کوئی تعلق نہین ہے لیکن عربی مصنفین کی تحریرون مین مَین نے بعض خاص باتین اوس کے متعلق ایسی دیکھین جس سے میری توجہ اس طرف مبذول ہوئی اور میرا یہ رائے قائم ہو گئی جو مین نے یہان بیان کی۔ مگر میرے دعوے کے کامل ثبوت کیلئے ابھی اور بہت بڑی تحقیقات کرنا ضرور ہے۔

(۱۸) علم تاریخ کو ابتدا مین مسلمان ایسا علم نہین سمجھتے تھے جو شریعت اسلامیہ کے نزدیک جائز و مباح ہو۔ بلکہ بہت سے عالم تو مذہبی توہمات کی وجہ سے اوس کے پڑھنے کو بہی بُرا جانتے تھے۔ لیکن اہل علم کی تاریخ یعنے فقہا شعرا لغویین و نحویین کے حالات کا علم ایک حد تک مقبول ہو گیا تھا۔ کیونکہ ان لوگون کی تصانیف اون فروع سے تعلق رکھتے تھین جن کی بنا قرآن اور حدیث کی وجہ سے قائم ہوئی تھی۔ تمام بڑے بڑے شہرون کے اہل علم کی تاریخین بن گئی تھین چونکہ مصنفین کو حب الوطنی کے باعث اپنے شہر و دیار کی عظمت و شان دکھانے کی فکر ہوتی تھی وہ کبھی کبھی بڑے بڑے سوارون سپہ سالارون وزرا اور دوسرے سرکاری عہدہ دارون کے حالات بھی لکھ دیا کرتے تھے[1] پھر جب دیندار مسلمانون کو یقین ہوا کہ دنیاوی تاریخ بھی قوائے ذہنیہ کے لئے کارآمد اور مفید چیز ہے۔ اوس سے بھی انسان کو خدا کے راستون کی طرف رہنمونی ہوتی ہے تو اس قسم کے تحریرات کو بھی آخرکار کراہیت آمیز قبولیت کا درجہ حاصل ہو گیا۔

(۱۹) جو روایات کہ مسلمانون کی تاریخ کے متعلق تھین ہجرت کے ابتدائی صدیون مین تو ایک حافظ سے دوسرے حافظ کی زبانی نقل ہوتی چلی آتی تھین۔ ان لوگون نے اپنے اوپر فرض کر لیا تھا۔ کہ روایتون مین ذرہ بھی تغیر و تبدل نہ کرین جسطرح کوئی بیان سنا ہے اوسی طرح بعینہ نقل کر دین۔ یہ روایتین جو اس طرح نسلاً بعد نسل نقل ہوتی آئی تھین اونکی ابتدا علی العموم اون لوگون سے شروع ہوتی تھی جنھون نے واقعات کو اپنی آنکھ سے دیکھا تھا۔ اس سبب سے یہ روایتین نہ صرف اسلامی تاریخ کے ہی واسطے بڑی اہم اور مفید ہین بلکہ عربی زبان دانی کے لئے بھی بہت ہی کارآمد ہین۔ جس وقت ایک حافظ اس قسم کی روایت کو اپنے شاگرد کے سامنے بیان کرتا تو وہ اون لوگون کے نام سلسلہ وار پہلے ضرور بیان کر دیتا تھا جس کے واسطے سے وہ روایت اوس تک پہونچی تھی۔ اس سلسلہ رواۃ کو جو اپنے قول کی تصدیق کے لئے وہ بیان کرتا تھا عربی زبان مین اسناد کہتے ہین۔ یہ اوس روایت کے اعتبار کی یقینی

---

[1] ان مین سے بعض تاریخین اپنی ہیئت اور ذیلون سمیت تو ایسی بڑی بڑی تھین کہ اونکی اسّی اسّی (۸۰) جلدون سے لیکر سو سو جلدون تک کی نوبت پہونچ گئی تھی چنانچہ اون مین کی بعض کتابین یورپ کے کتب خانون مین اس وقت تک بھی پائی جاتی ہین۔ کتبخانہ ویانا مین ایک بڑی تقطیع کی گنجایش لکھی ہوئی ایک جلد ہے جس مین تاریخ بغداد مصنفہ خطیب کا ایک نہایت ہی تھوڑا حصہ یعنے صرف حرف عین کا ایک جزو ہے۔ ایک اور بڑی جلد تاریخ حلب کی ہے جس مین صرف ایک قلیل حصہ الف بے تے پہلے حرف کا ہے۔ ان مجموعون کی ضخامت کا اندازہ تبھی طرح حاجی خلیفہ کے اوس بیان سے ہو سکتا ہے جو اوس نے اپنی کتاب فہرست کتب مین دیا ہے دیکھو فقرات متعلقہ تاریخ بغداد۔ تاریخ حلب۔ تاریخ دمشق وغیرہ۔

دلیل ہوتی ہے جو اوس کے آگے بیان کی جاتی تھی۔ جب ان روایات کی روز روز زیادتی ہوتی گئی تو آخر کار اس قدر کثرت ہوگئی کہ اچھے سے اچھے حافظ کو بھی اون کا یاد رکھنا دشوار ہوگیا۔ اس لئے اب ضرور ہوگیا۔ کہ جو بہت پورانی روایتین ہین اونھین قلم بند کرلیا جائے تاکہ وہ فراموش ہوکر کہین ضائع نہ ہوجائین۔ ان مین سب سے پہلا اور نہایت مفید مجموعہ وہ ہے جو ابن اسحاق نے مغازی اسلام یعنے مسلمانون کے لڑائیون کی تاریخ مین بنایا ہے۔ اس کتاب کا ایک بہت ہی چھوٹا سا حصہ ہمارے پاس صرف رسول مقبول کی سیرت کا باقی رہ گیا ہے جسے ابن ھشام نے اپنی طرف سے کچھ حواشی اور روایتین اضافہ کرکے قلمبند کیا ہے۔ یہ کتاب بہت ہی معتبر(۱) سمجھی جاتی ہے اور واقعی وہ ہے بھی اسی لائق۔ لیکن افسوس کہ وہ بہت ہی کم دستیاب ہوتی ہے۔

اسلامی تاریخ جو محمد بن جریر، الطبری نے بنائی ہے وہ بھی اسی طرح بنائی گئی ہے۔ یہ کتاب بھی صرف متفرق روایات کا مجموعہ ہے۔ جن مین سے ہر ایک روایت کی اسناد اوس سے قبل اوس مین لکھی ہوئی ہے۔ بہت روایتین ایسی ہین کہ اون مین ایک ہی واقعہ کا بیان ہے اونکو باہم مقابلہ کرنے سے اوس قدیم زمانہ کے واقعات کا پورا پورا نقشہ ذہن مین اچھی طرح جم جاتا ہے۔ ان امہات الکتب کے بعد اور مورخ ابن الجوزی اور ابن الاثیر وغیرہ سے پیدا ہوے۔ اونھون نے ان کتابون کو دیکھا۔ تو ان سے واقعات لے کر اپنی اپنی جدا کتابین اور مرتب کین۔ اب یہان ہم ایک عام قاعدہ ٹھیرا سکتے ہین۔ کہ اسلامی تاریخ کی کتابین جو ابتدا مین بنائی گئین وہ چند مختلف روایات کا ایک مجموعہ تھین۔ جن مین کی ہر روایت کے ساتھ ثبوت صحت کی تائید مین اسناد ضرور ہوتی تھی۔ پھر ان کے بعد جو مصنف ہوے اونھون نے اسناد اور مکرر روایات کو چھوڑ کر ان کو مسلسل بیان مین مرتب کردیا۔ پھر مختصر نویس آئے۔ جنھون نے اپنے متقدمین کی کتابون کو چھوٹا کردیا اور قلیل خرچ مین اوسی مضمون کی کتاب ناظرین کے روبرو پیش کردی۔ جس سے وہ بڑی بڑی کتابین کہین سرکاری کتب خانون مین پڑے پڑے سڑ گئین۔ جب اس طرح کم قیمت مین خلاصہ ملنے لگے تو کسی نے بھی پروانہ کی کہ جانے اور اوسکو نقل کرانے کا خرچ کثیر گوارا کرکے اونھین اپنے کام مین لائے۔ اس طرح بہا اصل کتابین پڑے پڑے

(۱) افسوس ہے کہ مجھے یہان انگریزی مترجم سے اتفاق نہین۔ ابن اسحاق اور ابن ہشام کی روایتین روایت اور درایت دونون کے لحاظ سے اکثر صحت سے عاری ہین۔

آخر کار امتداد زمانہ دیمک اور لڑائیون کے بربادی کا شکار ہو گئین۔ ابو الفدا اور سیوطی نے ابن الاثیر اور طبری کو وہی نقصان پہونچایا۔ جو جسٹن اور فلورس نے لیوی اور ٹیسیٹس کو پہونچایا ہے۔

(۲۰) مسلمانی ممالک کے تمام شہرون مین اون علوم کا جنھین اسلام سے تعلق ہے بہت شوق تھا۔ ہر جگہ علمی ترقی ہو رہی تھی۔ مگر بصرہ اور کوفہ اوس ابتدائی زمانہ مین تمام دوسرے مقامات سے گوئے سبقت لے گئے تھے۔ ان دونون شہرون کے علما مین ایک دوسرا یہی چاہتا تھا کہ مجھی کو فخر حاصل رہے مگر درس تدریس کے طریق مین جو بڑے سے بڑا فرق اس وقت نظر آتا ہے وہ کچھ بڑا حقیقی فرق نہین ہے ہر ایک انہین پورانے شعرا کی کتابون کو کچھ کچھ اختلاف کے ساتھہ پڑہایا کرتا تھا اور ہر ایک اون کے مشکلات ادبیہ کو ایک خاص طریق پر شرح کیا کرتا تھا اور ہر ایک کا نحوی و صرفی وقتون کے حل کرنیکا اپنا ایک خاص طرز تہا۔ صرف و نحو او لغت کا علم ان مقامات مین اپنے کمال کو پہونچ گیا تھا اور اونکی وساطت سے عربونکا قدیمی ادب زبانی درس و تدریس سے آئندہ نسلون کی ہاتھہ آیا اور اس صحت کے ساتھہ جس طرح کہ حدیث اور قرآن کو محدثین اور حفاظ نے نقل کیا تھا۔ انکے تعلیم و تعلم مین جس پلٹ پر بار بار زور دیا جاتا تھا وہ وہ محاورات تھے جنھین عرب کے بدوی اپنی بول چال مین استعمال کرتے تھے۔ چنانچہ ان لوگون کی محنتون سے اون کا بہت بڑا ذخیرہ آج تک موجود چلا آتا۔ اور فراموش ہونے سے بچ گیا ہے۔ جو جو نظم و نثر ان کو جدا جدا قبائل عرب سے حاصل ہوئین اور انھین ان لوگون نے کتابون کی صورت مین مدون کیا اون کی مقدار اس قدر کثرت سے بتائی جاتی ہے۔ کہ اگر عربون کے لکھنے والے بالاتفاق اوس کی شہادت نہ دیتے تو کسی کے قیاس مین بھی نہین آسکتے تھے۔ ان لغوی مجموعون مین جو جو مسائل لکھے گئے تھے اون کے سرسری طور پر مختلف عنوان مقرر ہو گئے تھے۔ اور ہر عنوان پر الگ الگ رسالہ بنائے گئے تھے۔ کسی مین اونٹون کا بیان تھا۔ کسی مین گھوڑون کا کسی مین نباتات خیمون ہتیارون شکار کھیلنے اور مہانداری وغیرہ کا۔ غرض ہر ایک ایسے مضمون کا بیان تھا جو خانہ بدوش زندگانی اور بدوی معاشرت مین ہونا چاہئے۔ یہی تصانیف آئندہ چلکر کتب لغت کی اصل و بنیاد قرار پاگئین۔ غالباً انھین رسائل سے فیروز آبادی صاحب قاموس نے خلاصون کی اتنی بڑی مقدار لی تھی۔ کہجس سے اوس کے پہلے عربی لغت اللامع کی ضخامت ساٹھہ جلدون کی ہو گئی تھی۔ (۱)

---

(۱) دیباچہ قاموس۔

(۲۱) ایک مدت دراز تک مسلمانون کے جس قدر علوم تھے وہ روایتون کے ذریعہ سے پڑھائے جاتے تھے
نہین ہین بلکہ کتابون کے لکھ کر پڑھانے کو یہان تک ذلت وحقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے کہ فقہائی
اسلام بھی اپنی کتابین بہاتے اور طالب علمون کو بغیر لکھے زبانی ہی پڑھایا کرتے تھے۔ مذہبی توہمات
ایک عرصۂ دراز تک اونھین کاغذ پر لکھنے سے روکے رہے۔ وہ کہتے تھے۔ اور جب ہم اونکے لکھنے کے
حروف اور طرز تحریر پر غور کرین تو سچ بھی ہے۔ کہ جو کچھ کاغذ پر لکھا جاتا ہے وہ بغیر استاد کے صحیح صحیح پڑھا
نہین جاسکتا۔ علاوہ برین وہ یہ بھی کہتے تھے۔ کہ کاغذی نوشتون مین تغیر وتبدل ہوجانے کا زیادہ اندیشہ
ہے۔ لیکن جب طالب علم کے ذہن مین بٹھادیا جائے تو اوس کا اس قدر خطرہ نہین رہتا۔ جب انواع واقسام
کے علوم اسی طرح روز بروز زیادہ ہوتے گئے۔ تو آخر کار ان کو کچھ نہ کچھ ترتیب دینا اور کاغذ و
قلم سے مدد لینا پڑا۔ ذہبی(۱) کہتا ہے کہ ۱۴۳ھ مین علمائے اسلام نے حدیث فقہ اور قرآن کی تفسیر مدون
کرنا شروع کی۔ ابن جریج نے اپنی کتابین مکہ مین بنائین۔ سعید بن ابی عروبہ(۲) حماد بن سلمہ وغیرہ نے بصرہ
مین ترتیب کین۔ ابوحنیفہ اور ربیعہ الرائے نے فقہ مین اپنی کتابون کو کوفہ مین اور اوزاعی نے

(۱) شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن عثمان بن قائماز الذہبی شافعی فقیہ دمشق مین ماہ رجب ۶۷۳ھ (۱۲۷۴ء) مین پیدا ہوا تھا۔ اوسکے آباؤ اجداد ترکمان نسل سے تھے اور میّافارقین مین رہتے تھے۔ وہ شام کا بہت بڑا حافظ اور قاری تھا ابتدائی کتابین تو اوس نے اپنے وطن ہی مین پڑھی تھین۔ مگر بعد کو بعلبک مصر قاہرہ نابلس حلب مکہ مدینہ تونس اور طرابلس مین بھی گیا۔ اور بڑے بڑے نامی گرامی عالمون سے جو ان مقامات مین رہتے تھے جاکر علم حاصل کیا تھا۔ آخر عمر مین دمشق مین آکر ۷۴۸ھ (۱۳۴۷ء) مین وفات پائی اوسکی کتابین بہت ہین جن مین کچھ تو تالیفات ہین اور خلاصہ ہین اور کچھ جدید تصنیفات ہین۔ ابوالمحاسن نے کوئی سرسٹھ کتابون کے نام دیئے ہین۔ اور کہتا ہے کہ مین اوسکی تمام تصنیفات کے نام نہین لکھ سکتا ہون ان مین بعض اچھی کتابین یہ ہین۔ اسلامی تاریخ جس کا کہ ایک ٹوٹا پھوٹا حصہ کتب خانہ وولسے مین ہے یہ کتاب بارہ جلدون مین تھی ایک اور نامی گرامی معزز لوگون کی تاریخ کا خلاصہ تھا اسکی بھی کئی جلدین تھین۔ ایک اور ممالک اسلامیہ کی مختصر تاریخ تھی ایک اور کتاب محدثین اور رجال کے حالات مین تھی۔ ایک کتاب طبقات الحفاظ مین تھی۔ اوسکی دو جلدین تھین۔ طبقات القرا مین بھی ایک کتاب تھی جسکا ایک نسخہ کتب خانہ وولسے مین ہے خطیب کی تاریخ بغداد اور سمعانی کی کتاب کا بھی ایک خلاصہ کیا تھا تاریخ دمشق کا بھی دس جلدون مین خلاصہ لکھا تھا حاکم کی تاریخ نیشاپور کا بھی مختصر کیا تھا۔ تاریخ حلاج اور خلاصہ جغرافیہ ابوالفدا وغیرہ بھی اس نے لکھی تھی (ماخوذ از المنتخب من السمعانی جلد ۱ سے) (۲) ابوالنضر سعید بن ابی عروبہ مہران بصری کو اکابر محدثین بصرہ مین شمار کرتے ہین۔ حدیث نضر بن انس حسن بصری محمد اور قتادہ سے پڑھی تھی۔ ابن مبارک اوسکے شاگردون مین سے تھا بخاری کا قول ہے کہ ۱۴۵ھ سے اوسکا حافظہ خراب ہوگیا تھا۔ ۱۵۶ھ مین وفات پائی (ماخوذ از طبقات المحدثین)

ہسپانیہ مین تدوین کی۔ امام مالک نے مُوطّا مدینہ مین بنائی۔ ابن اسحاق نے اپنے مغازی مدون کی معمر
یمین مین اپنی کتاب بنائی۔ سفیان الثوری نے اپنے جامع لکھی۔ اس کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ابن ہشام
لیث بن سعد اور عبداللہ بن لہیعہ نے اپنی کتابین مرتب کین۔ ان کے بعد ابن المبارک۔ اور قاضی
ابو یوسف ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ اس مین علم کے درجہ مقرر ہونا اور کتابون کا لکھنا بڑے زور شور سے شروع
ہوگیا تھا۔ اور صرف و نحو اور زبان دانی مین رسالہ[۲] مدون ہوئے۔ اور اسی کے ساتھ تاریخ اور عرب کے
بدویون کے حالات بھی جمع کئے گئے۔ اس سے پیشتر تمام اہل علم اپنی یاد سے پڑھاتے تھے۔ اور جو کچھ اپنے
طالب علمون کو سکھاتے تھے اوس مین کوئی ترتیب نہ تھی۔ لیکن اس زمانہ سے علم کا پڑھنا پڑھانا آسان
ہوگیا۔ اور حافظہ پر بار ڈالنا اور اوسی سے درس و تدریس مین کام نکالنا روز بروز کم ہوتا چلا گیا![۳]

(۲۲) مسلمانون نے قانون سازی مین جو ترقی کی اوس کا حال یوروپین قلم کو دریافت کرنا نہایت دشوار
کام ہے۔ سالہا سال کی محنت بھی اس کے انجام دینے کے لئے مشکل سے کافی ہوسکتی ہے۔ اس لئے
جو دراسے مین آئندہ دیتا ہون وہ ایک بہت ہی ناکامل خاکہ سمجھنا چاہئے۔ ابتدائے اشاعت اسلام مین
تو قرآن اور وہ فیصلہ ہی جو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے خود صادر فرمائی تھی مسلمان
فقہا کے ہدایت کے لئے کافی تھی۔ انھین سے وہ اون مختلف مسائل کو حل کر لیا کرتے تھے جو مسلمانو
مین مذہبی حکومت کے طرز معاشرت سے پیدا ہوا کرتے تھے۔ مگر اون کے مقنن (جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے بعد بہت جلد ان عرب لوگون کی حالت مین ایک انقلاب عظیم ہوگیا۔
ان خانہ بدوش قومون کے بہت بڑے حصہ نے اپنا پہلا طرز معیشت چھوڑ دیا۔ دوسرے ملکون کو

(۱) ابو عروہ معمر بن ابی عروہ راشد بنی ازد کا مولی اور بصرہ کا رہنے والا تھا۔ مگر یمین مین آرہا اور حدیث زہری سے پڑھی
تھی۔ اوس کے اپنے شاگردون مین ثوری ابن عیینہ اور ابن مبارک تھے۔ ماہ رمضان ۱۵۳ھ (ستمبر ۷۷۰ء) مین یا دوسری
روایت کے بموجب ۱۵۰ھ مین وفات پائی (از طبقات المحدثین)

(۲) ابن خلکان اور مصنف فہرست کے تحریرات کو دیکھنے سے بہت مقام پر ایسا خیال گذرتا ہے کہ جہان کہین یہ لوگ
کتب کا لفظ بولتے ہین تو بغیر لکھی ہوئی کتابین مراد ہوتی ہین اور جہان کہین کتب مصنفہ کہتی ہین تو لکھی ہوئی کتابین مراد
ہوتی ہین لیکن ہو لئے ابھی تحقیق طلب ہے۔ ممکن ہے کہ کتب سے تالیفات اور کتب مصنفہ سے اصلی تصنیفات مراد ہون

(۳) یہ بیان نجوم ابو المحاسن ۱۴۳ھ سے لیا ہے۔

فتح کیا اور وہان آکر آباد[1] ہو گئے۔ جب قوت بڑھی دولت ہاتھ آئی تو نئی امنگین اور جدید خیالات پیدا ہوے نئے نئے طرز اختیار کئے۔ زندگانی کے بالکل ایک نئے دائرہ مین داخل ہو گئے۔ اونھین ضرورت ہوئی کہ قواعد وضوابط اور انتظام کا کوئی جدید طرز اختیار کرین جو اون کے مذہبی رسوم کے ساتھ ہم آہنگ ہو اور جس سے اون کے قوانین سول کے اصول کا دائرہ وسیع تر ہو جائے۔ اس طرح پر اون کے قوانین کا مجموعہ جس کے بڑے بڑے اصول پہلے ہی سے معین ہو چکے تھے مخلوق کی ترقی تہذیب وشایستگی کے ساتھ ساتھ منصہ شہود پر جلوہ افروز ہوا۔

(۳۲) قانون اسلام کے چار اصول ہین۔ قرآن[1]۔ حدیث[2] وسنن اور اجماع امت[3] یعنے ائمہ متقدمین کا اتفاق قیاس[4] یعنے وہ اصول جو ان تینون اصول کے مقابلہ باہم دگر سے مستنبط ہون۔ قانونی احکام جو قرآن مین مذکور ہین۔ اون کے ناکامل ہونے کے سبب سے نہین بلکہ عدم صراحت اور اجمال کے سبب سے جب پہلے مسلمانون کو کسی معاملہ مین وقت پڑتی اور نصوص قرآنیہ سے کافی مطلب نہ نکلتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کر لیتے تھے۔ اور آپ کے ارشاد کے ہوبہو تعمیل کرتے۔ اور فیصلون کو بے حجت تسلیم کر لیتے تھے۔ ائمہ سابقین یعنے اول ودوم وسوم صدی ہجری کے اول درجہ کے فقہا (یعنے مجتہدین) کا یہ قاعدہ تھا۔ کہ اپنے عام برتاؤ کے بنیاد اپنے متقدمین کے طریق عمل پر رکھتے تھے (جو اونھون نے کیا تھا اونھین کے قدم بقدم چلتے تھے) مگر بعض ایسے بھی تھے۔ کہ اگر کوئی نئے طرز کے معاملات آپڑتے جن کی مثال پہلے کبھی نہ گذری تھی تو اول کے تین اصول قوانین کی نظیرین دیکھتے اور اون کی بنا پر اپنے قیاس سے مسائل حل کیا کرتے تھے۔ ایسے ائمہ کو مجتہد کہتے تھے۔ کیونکہ یہ لوگ اپنے دماغ پر سخت بار ڈالتے۔ اور جو مسائل کہ اون کے روبرو پیش کئے جاتے اون کے صحیح صحیح حل کرنے مین نہایت جد وجہد عمل مین لاتے تھے[2]۔ ان مین ابو حنیفہ مالک شافعی اور ابن حنبل نہ صرف اپنے ذاتی فضل وکمال کے

(۱) ابن الجوزی کی تنقیح سے اون تابعین کبار کے نام معلوم ہو سکتے ہین جو ان مقامات پر رہا کرتے تھے طائف یمن یمامہ بحرین کوفہ بصرہ مدائن خراسان واسط بغداد شام دوآبہ دجلہ وفرات ثغور شام مصر۔

(۲) مجتہد کا لفظ جہد (بمعنی محنت) سے مشتق ہے۔ اہل سنت مین تو یہ لقب مدت سے مسدود ہو گیا ہے۔ لیکن فارس کے ملک مین ہر ایک صوبہ کے بڑے فقیہ کا یہی لقب ہوتا ہے۔ بعض قدیمی سیاح اس لفظ کو (ناواقفیت کی وجہ سے) مستشہد لکھتے ہین اور شہد سے مشتق بتاتے ہین۔ جو صداقت کی شہادت دینے کے معنی مین آتا ہے۔

سبب سے اورون سے ممتاز تھے۔ بلکہ ہر ایک نے اپنے اپنے اجتہاد سے کچھ مسائل ایسی کثرت سے حل کر دیے
تھے جن کا ایک مجموعہ بن کر علوم دینیہ کا ایک ضمیمہ ہو گیا تھا۔ ان چارون مین بتقاضائے فطرت بعض مسائل
مین اختلاف آ جانا بھی تھا۔ لیکن چونکہ تمام قوانین اور فقہ کے بڑے بڑے اصول پہلے ہی مقرر ہو چکے تھے
اور اون مین کوئی تغیر نہین ہو سکتا تھا ان کے فتادے اونھین مسائل کے متعلق ہوتے تھے جو اہمیت
مین صرف دوسرے درجہ کے تصور کئے جاتے تھے اون کے اجتہاد کا بڑا حصہ ٹھیک نصوص شرعیہ کے
بموجب ہوتا تھا اور بس۔ آج کل جو ان ائمہ کے مقلدین مین کچھ عملی فرق نظر آتا ہے۔ وہ کچھ تو عبادت کے
عام صورت کے بعض خاص خاص طریقون مین ہے اور کچھ قانونی مسائل کے حل کرنے مین جو اکثر ملکیت کے
سبب ہوا کرتے ہین دکھائی دیتا ہے۔ باقی اور کوئی فرق نہین ہے۔ ان چارون مذہبون مین حنبلی اور
مالکی تو بہت سخت پابند مذہب سمجھے جاتے ہین۔ شافعی شیعیت اسلام سے بہت ہی ملتے جلتے ہین
ہے حنفی یہ ان سب مین متحمل المزاج ہوتے اور اون کی ہر ایک بات نہایت ہی فلسفہ آمیز ہوتی ہے (۱)۔ دو
اور امام ابو داؤد الظاہری اور سفیان الثوری بھی ہوئے ہین۔ جو بڑے پابندان مذہب فریقون کے پیشوا
سمجھے جاتے تھے۔ مگر اون کے مقلدین بہت نہ تھے۔ کچھ عرصہ چل کر اون کا سلسلہ بالکل منقطع ہو گیا۔

ابن جریر الطبری نے بھی جسے اہل یورپ مورخ کی حیثیت سے خوب جانتے ہین ایک خاص مذہب کی
بنیاد قائم کی تھی۔ لیکن یہ بھی اوس کی وفات کے بعد ناپید ہو گیا۔

(۲) شیعون کے بدعتی مذہب سے جو رافضی یا اسماعیلی کے لقب سے بہت مشہور ہین اور اسلامی تاریخ

(۱) یہ ذیل کا مضمون ابن خلدون کے مقدمہ سے لیا گیا ہے جس کا یہان نقل کرنا ہم مناسب سمجھتے ہین۔ وہ کہتا ہے کہ فقہ دو طریق پر منقسم ہو گئی ہے
ایک تو طریق اہل الرائے والقیاس کا تھا۔ اور دوسرا طریق اہل الحدیث کا۔ پہلا طریق عراق والون مین مستعمل تھا۔ اور دوسرا طریق حجاز
والون مین۔ عراق والون مین حدیث کا علم کم تھا۔ اس لئے اونھین قیاس لڑانا پڑتا تھا۔ اسی سے اونہین اس مین مہارت
بھی ہو گئی تھی جس سے اونھین اہل الرائے کہنے لگے تھے امام ابو حنیفہ جو اس جماعت مین سب سے مقدم تھے اور جو اس طریق کو
کامل طور پر جانتے تھے اونہون نے اپنی شاگردونکو یہ طریق سکھلایا تھا حجاز والون کے امام پہلے تو مالک بن انس تھے اور پھر شافعی
ہو گئے تھے چند مدت کے بعد کچھ عالم ایسے ہوئے کہ اونہون نے قیاس سے انکار کیا۔ اور اس طریق پر عمل کرنے کو باطل قرار دیا یہ لوگ
ظاہری کہلاتے تھے۔ (اور ابو داؤد سلیمان کے مقلد تھے) اونہون نے اپنا اصول یہ قرار دیا تہا۔ کہ جتنے مسائل ہین وہ صرف نصوص (آیات
قرآنی اور احادیث نبوی) سے اور اجماع (یعنے ائمہ متقدمین یا امت کے اتفاق) سے لئے جائین۔ اور بس۔

مین جنھین بڑی شہرت حاصل ہے عربی علم ادب پر بہت کم اثر ہوا ہے۔ البتہ علم کلام نے جو معتزلہ فرقہ کی ایجاد
زبان مین ایک فلسفیانہ طرز پر صحت کے ساتھ ادا سے مطالب کی قابلیت پیدا کر دی۔ پھر جب ارسطو وغیرہ
یونانی فلاسفرون کی کتابون کے ترجمہ اوس مین شائع ہوے تو اس زبان مین اوس وقت اور بھی فصاحت
بڑھ گئی۔ فن طب عربون نے دوسری قومون سے لیا ہے۔ اول اول اونکے یہان کے طبیب نصارےٰ
تھے۔ پھر اپنے باجگزار اقوام مین سے ہونے لگے تھے۔ الکندی اون مین سے پہلا مسلمان ہے
جس نے اس فن کو سیکھا ہے[1]۔ اسی وجہ سے تحریرات طبیہ کا علم ادب پر بہت ہی کم اثر ہوا۔ کیمیاگری کے
فن کا جو نہایت قدیم زمانہ سے مروج چلا آتا تھا مسلمانون کو بڑا شوق تھا۔ اسی دھن مین اونھون نے
کتنی ہی نئی نئی باتین دریافت کین جس سے آئندہ علم کیمیا کی (جسے آج کل کیمسٹری کے لقب سے نامزد
کرتے ہین) بنیاد قائم ہوی۔ علم نجوم بھی کیمیاگری کی طرح بنی نوع انسان کے نہایت قدیمی دل بھلاؤ
اور توہمات مین سے چلا آتا ہے۔ اور اگرچہ احادیث وسنت مین اس کی ممانعت ہے۔ تاہم مسلمانون نے
ہر ایک ملک مین ہمیشہ سے اس کا رواج رہا۔ لیکن اس کی شاخ علم ہئیات جسے وہ اس کا طفیلی اور
ذلہ ربا سمجھتے تھے ایک مدت سے پژمردہ ہو کر خشک ہو گئی ہے۔

(۲۵) عربی مورخون نے علی العموم لکھا ہے۔ کہ سب سے اول مدرسہ بمقام بغداد ۴۵۹ ہجری (۱۰۶۶ء) سنہ
مین ایک نامی گرامی شخص نظام الملک نے قائم کیا تھا۔ اس سے بعض یوروپین مصنفین کو خیال پیدا ہو گیا
کہ سب سے اول عربی بیت العلوم یا کالج کی بنیاد اس وزیر نے قائم کی تھی۔ اس عبارت سے جو مطلب
اونھون نے لگایا ہے وہ صاف صاف سمجھ مین نھین آتا۔ اگر اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ بیت العلوم
یا کالج ایک ایسی چیز ہے جہان طالب علمون کو سندین حاصل کرنے کے لئے آنا ضرور ہے تو اون کو اس

(۱) الکندی کو اہل یورپ نے ایک مرتبہ یہودی فرض کر لیا تھا۔ مگر اب بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ یہ محض غلط ہے۔ وہ عرب
کے ایک بڑے معزز قبیلہ بنی کندہ سے تھا۔ اوس کے باپ دادے مسلمان تھے۔ اور اوس کا پردادا جناب رسالت مآب
صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابی تھا۔ یہ ممکن ہے کہ کوئی اوسے کہ وے اوس نے اسلام کے بعد یہودی مذہب اختیار کر لیا تھا
مگر اس کا کیا جواب ہے کہ شرع اسلام کے بموجب اوسی مسلمانون نے مرتد ہونے پر قتل کیون نہین کر ڈالا۔ اور جب
یہودی ہو گیا تو) اوسے مسلمانون کے حکیم ہونے کا لقب کیون دیا گیا۔ ترجمہ تاریخ عبداللطیف مین مسٹر ڈی ساسی
نے اس کی بحث کی ہے اور اس خیال کو باطل قرار دیا ہے۔

بات کے فرض کرنے مین غلطی ہوئی ہے۔ کہ مدرسون کا قیام اس قسم کے چیزون مین سب سے اول چیز تھی اور اگر وہ ان معنی کو وسعت دین اور کہین کہ بیت العلوم وہ مقامات ہین جن کی بنیاد سرکار نے قائم کی ہے اور مدد معاش کے لئے کچھ جاگیرین مقرر کردی تھین اور طالب علمون کے رہنے کے واسطے اوس مین کمرے اور حجرہ بنا دیئے تھے۔ تب بھی اون کو اس مین غلطی ہوئی ہے۔ کیونکہ اچھے معتبر ذریعہ سے ثابت ہو چکا ہے۔ کہ ابو اسحاق اسفرائنی کے لئے نیشاپور مین ایک مدرسہ قائم ہوا تھا۔ جو ایک بڑا نامی گرامی شافعی عالم اور مدرس تھا۔ اور جس نے ۴۱۸ھ ہجری مین[1] وفات پائی ہے۔ یہ بات ایسی نہین تھی۔ کہ علامہ ذہبی کی نظر سے جو ایک مشہور و معروف مورخ اور تذکرہ نویس ہے چوک جاتی۔ اوس نے بھی اس معاملہ مین اپنی رائے لکھی ہے اوسی بھی ہم یہان لکھدینا مناسب سمجھتے ہین۔ وہ اپنی اسلامی[2] تاریخ مین کہتا ہے۔ جو لوگ دعوی کرتے ہین۔ کہ نظام الملک بانیان مدارس مین سب سے اول شخص تھا اون کا یہ قول محض غلط ہے۔

اوس کی ولادت سے قبل ہی نیشاپور مین مدرسۂ بیہقیہ اور نیز مدرسہ سعیدیہ موجود تھا۔ جسے امیر نصر بن سبکتگین برادر سلطان محمود نے اوس وقت بنایا تھا۔ جب کہ وہ وہان کا امیر تھا۔ تیسرا ایک اور مدرسہ اسی مقام پر صوفی واعظ ابو سعد اسماعیل بن علی بن المثنی استرآبادی استاد خطیب البغدادی نے قائم کیا تھا۔ اسی شہر مین ایک چوتھا مدرسہ اور تھا جو علامہ ابو اسحاق کے لئے بنایا گیا تھا۔ سیوطی نے جس نے عبارت مذکور اپنی کتاب حسن المحاضرہ[3] مین نقل کی ہے بعض اور کتابون سے بھی خلاصہ لے کر اضافے کئے ہین اونھین یہان نقل کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ حاکم[4] استاد ابو اسحاق کے تذکرہ مین کہتا ہے۔ اس مدرسہ سے پیشتر نیشاپور مین اور کوئی ایسا اچھا مدرسہ نہ تھا۔ اس سے صریحاً ثابت ہوتا ہے کہ اس سے قبل بھی وہان اور مدرسہ موجود تھے۔ تاج الدین[5] السبکی اپنی کتاب طبقات الکبری

(۱) اس کا تذکرہ اس کتاب مین نمبر ۴ پر ہے۔ (۲) ماخوذ از حسن المحاضرہ مصنفہ سیوطی۔ (۳) سیوطی نے ۹۱۱ھ مطابق ۱۵۰۵ء مین وفات پائی (۴) یہ وہ نامی گرامی شخص ہے جس کا نام ابو عبد اللہ محمد بن البیع ہے۔ اوس کا تذکرہ ابن خلکان نے لکھا ہے دیکھو تذکرہ نمبر ۵۰۸۔ (۵) ابو نصر عبد الوہاب بن تقی الدین علی بن ضیاء الدین عبد الکافی شافعی عالم اور دمشق کا قاضی القضاۃ اور قبیلہ بنی خزرج کے انصار سے تھا۔ اوسے تاج الدین السبکی کہتے تھے۔ سبک مصر مین ایک گاؤن کا نام ہے یہ نامی گرامی امام بہت بڑا فقیہ متکلم اور مدرس تھا۔ شمس الدین الذہبی جو ایک مشہور و معروف مورخ ہے اس کے اساتذہ مین سے تھا۔ یہ چاہذ تہہ دمشق کا قاضی مقرر ہوا۔ ایک مرتبہ جامع مسجد بنی امیہ مین خطیب کا قایم مقام بھی رہا تھا + دیکھو صفحہ ۴۱ کا نوٹ ۵

مین کہتا ہے۔ کہ جب مین خیال کرتا ہون تو میرے دل مین بڑی مضبوطی سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ نظام الملک ہی پہلا شخص ہے جس نے (المعالیم للطلبہ) طالب علمون کی امداد کے واسطے وظائف مقرر کئے ہین کیونکہ مجھے اس کا پتہ کہین نہین مل سکا ہے کہ اوس سے پیشتر بھی یہ قاعدہ کبھی جاری تھا۔ رائے مذکورہ بالا کی تائید مین اسی طرح کے اور بھی واقعات دکھائے جاسکتے ہین۔ اور اوس دارالعلوم کی موجودگی سے سوا جو وزیر شاپور بن اردشیر متوفی ۴۱۶ھ[1] کی سرپرستی مین بمقام بغداد کھولا گیا تھا۔ ہم مسٹر ڈی ہمپر کی طرح دارالحکمہ[2] کو پیش کرسکتے ہین۔ جسے فاطمیین کے خلیفہ الحاکم نے ۳۱۵ھ مین مصر مین بنوایا تھا اور یہی

بقیہ حاشیہ صفحہ (۴۴) ـ اوس نے بہت کتابین تصنیف کی ہین۔ جن مین سے زیادہ تر مشہور یہ ہین۔ ابن حاجب کی نحو کی کتاب کا دیباچہ، تذکرہ فقہائے شافعیہ تین نسخون مین جن کے نام الطبقات الکبری الطبقات الوسطے۔ الطبقات الصغری ہین اوس کی اور بھی کتنی ہی کتابین نظم نثر مین ہین۔ مصر مین ۷۲۸ھ (۱۳۲۷ء) مین پیدا ہوا۔ اور طاعون سے دمشق مین ۷۷۱ھ (۱۳۶۹ء) مین وفات پائی (ماخوذ از المنہا الصافی و الطبقات الشافعیہ) اوس کا باپ ابوالحسن علی لقب تقی الدین بھی شافعی عالم بڑا نامی فقیہ حافظ مترجم قاری متکلم مدرس دینیات نحوی اور لغوی تھا۔ سبک شرقیہ مین جو ایک صوبہ ہے ۶۸۳ھ (۱۲۸۴ء) مین پیدا ہوا۔ ۷۳۱ھ مین دمشق کا قاضی مقرر ہوا۔ جہان وہ مدرس کا کام بھی کیا کرتا تھا ۷۵۶ھ (۱۳۵۵ء) مین جنت کو سدھارا۔ تمام مخلوق مین اپنی زہد و عبادت فضل و کمال کی شہرت چھوڑ گیا۔ اوس نے بھی کتنی ہی کتابین لکھی ہین اون مین سے تفسیر القرآن مسمی الدر النظیم مین جلدون مین بہت بڑی کتاب ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو طبقات الشافعیین)

(۱) دیکھو تذکرہ ۲۴۱ - (۲) یہ دارالحکمہ دوسرے مدارس و مکاتب سے ایک جداچیز تھی۔ اوس مین جو علوم پڑھائے جاتے تھے وہ اور مدرسون سے مختلف تھے۔ اور ایک بڑی چیز اس مین یہ تھی کہ فرقۂ باطنیہ کے طریقہ کی تعلیم یہان ہوتی تھی۔ مقریزی نے اپنی کتاب الخطط مین اس درس کا کچھ حال لکھا ہے۔ وہ یہان نقل کرتے ہین۔ ایک دارالعلم جس کا نام دارالحکمہ تھا جمادی الآخر ۳۹۵ھ مین خلیفہ الحاکم نے جاری کیا تھا۔ تمام آدمیون کو اجازت تھی۔ کہ وہان آئین اور جو کتابین خلیفہ نے اپنے کتب خانہ کی وہان بھیجی تھین انھین پڑھین یا اونکی نقلین لین۔ اس مین کتابین بہت کثرت سے ہر قسم کے علوم و فنون اور ادب کی تھین۔ اور بعض کتابین تو نہایت ہی اچھے اچھے نامی گرامی کاتبون کی لکھی ہوئی تھین اونکے اندر رو وزری قالین کا فرش تھا۔ کھڑکیون اور دروازون پر پردے پڑے رہتے تھے۔ کتنے ہی محافظ خدام اور فراش وغیرہ انتظام کے لئے مقرر تھے۔ فقہا قرا عالمان علم ہئیات نحوی لغوی اطبا وغیرہ وہان اپنے اپنے فن کی طالب علمونکو پڑھاتے اور سرکار سے (بڑی بڑی) تنخواہین پاتے تھے کاغذ قلم دوات ہر شخص کے واسطے موجود رہتے تھے۔ ۴۰۳ھ مین حاکم نے ریاضی دان منطقی فقہا اطبا اس دارالعلوم مین بہت کثرت سے نوکر رکھے تھے ہر ایک فرق کے طلبہ خلیفہ کے روبرو علیحدہ علیحدہ حاضر ہوتے اوس کے حضور مین باہم ایک دوسرے سے سوالات کرتے جو تحسین ہوتے ان لائقون کو وہ خلعت و انعام دیتا اور رخصت کر دیتا تھا۔ اس مدرسہ کی کل سالانہ آمدنی دو سو ستر دینار تھی جس مین یہ خرچ بھی دیئے جاتے تھے

بوریا ۔ ۔ ۔ (۱۰) دینار	سقہ ۔ ۔ ۔ (۱۲) دینار	مرمت کتب اور گم شدہ اوراق کی درستی (۱۲) دینار
کاتب ۔ ۔ ۔ (۹۰) دینار	فراش ۔ ۔ ۔ (۱۵) دینار	قالین سرمائی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (۵) دینار
داروغہ کتب خانہ ۔ (۴۸) دینار	کاغذ قلم دوات (۱۲) دینار مرمت پردہ ۔ ۔ ۔ ایک دینار	برگ نمدا سرمائی فرش کے لئے (۴) دینار

جب صلاح الدین نے پھر اہل سنت کے مذہب کو مصر مین رواج دیا تو اوس نے ایک مدرسہ قائم کیا اور اپنے نام پر اوس کا نام مدرسہ صلاحیہ رکھا۔ اور شیخ نجم الدین محمد خبوشانی کو نگران مقرر کیا۔ اور مدرس اعلی مقرر کرکے چالیس دینار ماہانہ تنخواہ قائم کی جس کے تقریبا ہنسل بوشدہ تین سو چہرہ دار) ہوتے تین اور دس دینار ماہانہ خدمت تولیت کے بھی اوس کے نام مقرر کئے کہ جائداد موقوفہ مدرسہ کی بھی نگرانی کرتا رہے۔ اس کے علاوہ اسے سات مصری رطل معمولی روٹیان روزانہ اور دو مشک دریائے نیل کا پانی بھی دیا جاتا تھا (ماخوذ از حسن المحاضرہ)۔

خلیفہ کے ایک اور مدرسہ کو بتا سکتے ہین۔ جسے سنہ ۴۴ھ مین طلبہ مذہب مالکی کے لئے قائم کیا تھا۔ اسلئے یہ امر اظہر من الشمس ہے۔ کہ نظام الملک اون لوگون مین پہلا شخص نہ تھا جنھون نے مدرسہ یا کالجون کی بنا قایم کی تھی اور یہ ثابت کرنا بہت آسان ہے کہ اوس سے سالہا سال پیشتر مدارس موجود تھے۔ اور یہ مدرسے مساجد مین ہوا کرتے تھے۔ جیسے کہ آج تک بھی مصر اصفہان بخارا قیروان اور فیض شہرون مین دستور چلا آتا ہے مصر کے عربی مورخ لکھتے ہین۔ کہ عزیز نزار خلیفہ کے عہد مین قاہرہ قدیم کی مسجد ازہر مین علوم کے مختلف شعبون پر درس دیئے جاتے تھے۔ اور مدرسین کو تنخواہ سرکار سے ملا کرتی تھی۔ اس سے بھی پیشتر ابراہیم(۱) بن ہشام مخزومی نے انتظام کر دیا تھا۔ کہ دمشق کی جامع مسجد مین قاعدہ کے طور پر تعلیم دی جایا کرے۔ بلال بن ابی بُرزہ کے زمانہ مین جس نے سنہ ۱۲۰ھ مین وفات پائی ہے عموماً مساجد مین صرف و نحو پڑھائی جاتی تھی۔ اور ابو عبدالرحمن السُّلَمی متوفی سنہ ۷۴ھ مسجد کوفہ مین قرآن پڑھایا کرتا تھا۔ یہ بھی صحیح اسناد سے ہم تک پہونچا ہے۔ کہ جس شخص نے مسجد مین سب سے اول پڑھایا ہے اور حلقہ بنا کر طلبہ کو قرآن کی تعلیم وہی ہے وہ ابو الدرداء تھا۔ جس نے سنہ ۳۲ھ مین وفات پائی ہے۔ علاوہ برین یہ بھی ہم کو معلوم ہوا ہے کہ علوم عربیہ کا پہلا مدرسہ ابن عباس نے جاری کیا تھا۔ اور وہ خود مکہ کے پاس ایک وادی مین طلبہ کو بکثرت جمع کرتے اور قاعدہ کے طور پر سبق پڑھایا کرتے تھے۔ اگر ضرورت ہو تو اسی قسم کی اور بھی بکثرت مثالین دی جاسکتی ہین۔ کہ تابعین(۳) کے زمانہ سے اعلیٰ درجہ کے مدارس قاعدہ کے طور پر مساجد مین جاری تھے۔ اور وہ علوم اون مین پڑھائے جاتے تھے جن کا تعلق قرآن وحدیث(۴) سے ہوتا تھا۔ اون بڑے بڑے علما کے نام جو اسلامی حکومت کے مختلف شہرون مین پڑھایا کرتے تھے آج تک ہمکو معلوم ہین۔ طبقات الفقہا سے ہی صرف ایک فہرست تاریخوار ایسی بن سکتی ہے جس مین تابعین کے زمانہ سے حال کے زمانہ تک کے استادون کے نام درج ہون۔ ریاضی ہئیات طب الہیات معمولی خواندگی کی فہرست مین داخل نہ تھے۔ یہان تک کہ ادنیٰ مدارس(۵) مین بھی نہین پڑھائی جاتی تھی

(۱) ابراہیم بن ہشام مخزومی ہشام بن عبدالملک کی طرف سے کسی صوبہ کا والی تھا۔ یہ خلیفہ سنہ ۱۲۵ھ مین مرا ہے۔ (۲) دیکھو یافعی کی مرآۃ الجنان۔ (۳) دیکھو دیباچہ مصنف نوٹ ۱ (۴) اسلام کی ابتدائی صدیون مین استادون کی تنخواہ بجز اسکے اور کچھ نہ ہوتی تھی۔ کہ طالب علم جب کوئی کتاب ختم کرتے۔ اور کتاب نئی شروع کرتے تو دستور کے طور پر کچھ نذرانہ استاد کو دیا کرتے تھے۔ (۵) قاعدہ ہی جو مدارس مستثنیٰ تھے اون مین بجز اب تک صرف ایک ہی مدرسہ دار الحکمۃ دریافت ہوا ہے جسے خلیفہ حاکم مصری نے جاری کیا تھا۔

اگر کوئی پڑھنا چاہتا تو خانگی استادون سے پڑھ سکتا تھا۔ چنانچہ یہ طریق اب تک بہت ہی تھوڑی مدت ہوئی کہ جاری تھا۔ بیانات مذکورۂ بالا سے یہ نتیجہ نکل سکتا ہے۔ کہ نظام الملک نہ تو کسی اول مدرسہ کا بانی تھا اور نہ کسی اول بیت العلوم کا۔ جو مدرسہ نظامیہ اوس کے نام سے مشہور تھا۔ صرف ابتدائی زمانہ کے مدارس مین ایک مدرسہ تھا۔ جو سرکاری طور پر اشاعت علم کے لئے جاری کیا گیا تھا۔ ہان اس قدر صحیح ہے کہ اوس کے استادون کی لمعات لیاقت نے اوس کی چمک دمک ایک عالم مین پھیلادی تھی۔ لیکن باوجود اس کے بھی باقاعدہ بیت العلم قانوناً صرف وہی مانے جاتے تھے جو مساجد مین جاری تھے[1]۔

(۲۶) مختلف کتب طبقات کے بہت فقرون سے اور نیز ابن خلکان کے بیانات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی نوخیز طالب علم پڑھنا شروع کرتا تو پہلے قرآن حفظ کرتا اور جس قدر حدیث کا علم اوس کے وطن مین ممکن ہوتا وہ بھی پڑھتا اور اوسی کے ساتھ ابتدائی صرف و نحو اور علم عروض سے بھی کچھ واقفیت پیدا کرتا تھا۔ جب اوس کی عمر چودہ[؟] برس سے سولہ برس تک کی ہوجاتی تو اپنے وطن سے سفر کو نکلتا بڑے بڑے شہرون مین جاتا حدیث پڑھ کر اول درجہ کے نامی گرامی محدثین سے اجازت (اسناد فضیلت) حاصل کرتا تھا۔ اس کے بعد استادون کے زبانی گفتگوئین جو مساجد یا مدارس مین ہوا کرتے تھین مختلف مضامین پر سنا کرتا یا بعض حالتون مین کسی عالم سے کچھ تعلق پیدا کرکے اوس کے ساتھ ساتھ رہا کرتا تھا۔ یہ رفاقت صرف شاگردانہ نہین ہوتی تھی بلکہ ایسی ہوتی تھی جیسے ایک ادنیٰ درجہ کا خدمت گار ہوتا ہے۔ اس حالت مین وہ مذہبی اصول کی وہ کتابین زبانی حفظ کرلیتا جو قبولیت عامہ کا اعزاز حاصل کرچکی تھین۔ اور اپنے استاد سے مضامین مشکلہ کو حل کرکے اونھین کتابون کی شرحون کو مطالعہ کرتا رہتا تھا۔ قرآن کی مختلف قرأتون کا صحیح صحیح علم اور اپنے مذہبی اصول کے موافق قرآن کے ترجمہ کی واقفیت پیدا کرتا تھا۔ اسی وقت وہ زمانہ جاہلیت کے نظم لغت صرف و نحو علم معانی بیان کا بھی مطالعہ جاری رکھتا تھا۔ تاکہ قرآن مجید کے معجزنما اسلوب

(۱) آرائے مذکورہ سے اوس عجیب وغریب بیان کا سبب بخوبی سمجھ مین آجائیگا جو مقری نے اپنی تاریخ اسپین مین لکھا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ اگرچہ اسپین کے باشندونکو علم کا بڑا شوق تھا۔ مگر اشاعت علم کیلئے اون کے یہان کوئی مدرسہ نہ تھا۔ بلکہ تمام علوم مساجد مین ہی اجرت پر پڑھائے جاتے تھے۔ یہ عجیب وغریب فقرہ مسٹر گیانگس نے اپنے ترجمہ مین چھوڑ دیا ہے جو لوصنون نے تاریخ مذکور کا خلاصہ کے طور پر کیا ہے۔

کی خوبی اور قدر و قیمت جانچنے کی اوس مین کامل قدرت حاصل ہو جائے۔ اسکے بعد فروعات کی طرف رجوع کرتا۔ اپنے خاص مذہب کے یعنے جس امام کا وہ پیرو ہوتا تھا اوسکے فرقہ کی تعلیم کا خصوصیت کے ساتھ علم حاصل کرتا۔ اور آخر کو منطق کی واقفیت ادب کی تکمیل اوس کے تحصیل علم کا خاتمہ کر دیتی تھی جب اپنے استادون سے سند فضیلت اور جن کتابون مین اوس نے کمال حاصل کیا تھا اون کے پڑھانے کی اجازت مل جاتی تو پھر اوس کے راستہ صاف ہو جاتے تھے۔ چاہے وہ خطیب [۱] (یعنے واعظ) بن جاتا یا امام قاضی مفتی مدرس ہو جاتا تھا۔ تحصیل علم کی یہ ایک معمولی صورت تھی۔ اس سے جو اثر اوس کے دماغ اور چال چلن پر پڑتا تھا اوس کے فوائد مین کسی طرح شک نہین ہو سکتا ہے۔

(۴۷) یہ بتانا تو اور بھی مشکل بات ہے۔ کہ جو لوگ سرکاری ملازمت چاہتے تھے اونھین کس قسم کی علمی لیاقت حاصل کرنا ہوتی تھی۔ کاتب کے معنی لکھنے والے کے ہین۔ مگر جو کاتب ہوتے اون کیلئے یہ ہی ضرور نہ تھا کہ وہ صرف اچھے خوش نویس ہون۔ بلکہ اونھین لازم تھا کہ عربی زبان کے کامل استاد ہون۔ اور اوس کی لطافت و نفاست کو خوب جانتے ہون۔ صرف و نحو اور شعرا کے کلام کو خوب سمجھتے ہون۔ حساب کتاب مین چست و چالاک اور سر انجام امور دنیوی مین خداداد قابلیت رکھتے ہون۔ بعض کُتّاب اس لئے مقرر ہوتے تھے کہ شاہی کاغذات لکھین۔ بعض سرکاری حساب کتاب اور رجسٹرون کی ترتیب کیا کرتے۔ یا عُشر اور سرکاری مالگذاری وصول کرتے تھے صوبہ کے ہر والی کے پاس اپنا ایک کاتب ہوتا تھا جس کی خدمت یہ ہوتی تھی۔ کہ وہ دفاتر اعلی و ادنی سے [۲] مراسلت کرتا ضلع کے محاصل اور سرکاری مالگزاری وغیرہ وصول کیا کرتا تھا۔ اس روپیہ مین سے ایک مقدار تھی کہ سالانہ خلیفہ کو بھیجی جاتی تھی۔ باقی کو والی اپنے پاس رکھ لیتا تھا۔ اوس سے اپنا خرچ اور فوج کا خرچ چلاتا۔ اوسی سے قضاۃ فقہا بڑے بڑے مساجد کے امامون اور سرکاری دفاتر کے اہلکارون کی تنخواہین وغیرہ دیتا تھا۔ اسی مین سے کچھ روپیہ عمارات رفاہ عام مین لگایا جاتا اور اسی سے والی کی کچہری اور عدالت کا خرچ چلتا تھا۔ اس کے علاوہ والی کا یہ بھی فرض تھا۔ کہ سوارون کی ڈاک بھی رکھے۔ مگر ڈاک کا افسر جس کا کام یہ بھی تھا کہ والی کے نیک و بد

(۱) یہان یہ بھی کہدینا مناسب ہو کہ تمام مسلمان مصنفین جن کی کتابون سے ہم واقف ہین یا تو فقہا تھے یا اونہون نے وہ کتابین پڑھی تھین جن کا فقیہ ہونے کے واسطے پڑھنا ضرور تھا (۲) کاتب کبھی کبھی اوس شخص کو بھی کہا کرتے تھے جو قرآن شریف لکھا کرتے تھے

حرکات کی خلیفہ وقت کو اطلاع دیتا رہے خود خلیفہ کی طرف سے مقرر ہوا کرتا تھا۔

(۴۸) ابن خلکان جو اپنی کتاب مین نظم کے انبار کے انبار نقل کرتا چلا جاتا ہے۔ اوس کی نسبت مترجم کو کچھ کہنا ضرور ہے۔ عربی نظم کو جو زوال عروج بنی عباس سے لیکر حکومت ایوبیہ تک ہوتا چلا گیا اوس کا پتہ بہ آسانی دریافت ہو سکتا ہے۔ اس زمانہ مین کئی صدی تک متواتر علم ادب کے مربی وہ لوگ ہو گئے تھے۔ جو عربی نژاد نہ تھے۔ اہل تصنیف کو جو اون کے نوازشون کے امیدوار تھے مجبوراً اپنی عقل و تمیز کو اون لوگون کے خیالات کے سانچہ مین ڈھالنا پڑا تھا جو عموماً عالمانہ تصانیف کی سچی خوبیون کی قدر و قیمت سمجھنے کی لیاقت نہ رکھتے تھے۔ اب جن کتابون کی تصنیف پر کسی امیر اور بادشاہ کی طرف سے انعام و اکرام ملا یہ ممکن نہ تھا کہ دوسرے شعرا کی نظر سے بچ جائین۔ وہ اونھین اپنی تصنیف کا نمونہ بناتے اور کوشش کرتے کہ اوسی انداز مین اون کی تصنیف ایسی ہو کہ نمونہ سے سبقت لیجائے۔ پھر مدارس مین یہ رائے قرار پا گئی تھی۔ کہ قدیمی قصائد علم انشا کے بے نظیر نمونہ ہین۔ اس رائے نے اچھے مذاق کا اور بھی سیتاناس مارا۔ اون کے طرز و انداز اون کے خیالات اندھون کی طرح سے اپنے نظم مین باندھے اور اب بڑی قابلیت بجز اس کے اور کچھ نہ رہی کہ طرز بیان اور حسن ادا مین مصنفین اپنے جوہر لیاقت کو دکھلا سکین اور بس الفاظ معما اشارات بعیدہ قدیمی مصنفین کے عاریتی خیالات جن مین اس قدر کھینچ تان کی گئی تھی کہ بہت ہی مشکل سے کوئی اون کے پامالی کی تمیز کر سکے یہی چیزین باقی رہ گئی تھین کہ جن مین کوشش کر کے وہ جدت کا دعوے کر سکتے تھے۔ معانی کو الفاظ اور راسحان پر سے صدقہ کر کے پھینک دیتے تھے۔ ایسے الفاظ کی تکرار کا بیہودہ لطف حاصل کرنے کے لئے جن کا تلفظ اور شکل ایک ہی سی ہو اون خیالات کو عبارت مین ملا دیتے تھے جو بالکل نامربوط اور بے محل ہوتے تھے۔ شعرا جو کچھ لکھتے وہ کان اور آنکھون کے لئے ہوتا تھا۔ نہ دماغ اور عقل کے لئے۔ تاہم ان کی تصانیف کی جو بڑی قدر ہوتی تھی وہ اوس سے ثابت ہے۔ کہ ابن خلکان بے تکلف اون کے اشعار اپنی کتاب مین نقل کرتا چلا جاتا ہے (ہرگز اون کی برائی اوس کے وہم کے بھی پاس ہو کر نہین گذرتی) اوس کا وہی مذاق تھا جو اوس کے زمانہ کا تھا۔ ناظرین ان نقلون سے بخوبی اندازہ کر سکتے ہین۔ کہ جنگ ہائے صلیبی کے زمانہ مین عربون کے دماغ کی کیا حالت ہو رہی تھی۔ اب تک جو مین نے منصفانہ رائے لکھی ہے۔

اور علی العموم اسلامی شعر کو سخت بر اتسلایا ہے یہی منصفانہ طبیعت مجھے مجبور کرتی ہے کہ اس کی کچھ تشنیات
بھی ظاہر کرون۔ متنبی کے قصائد غضب کی آگ لگا دیتے ہین۔ مردانہ وار جدت ٹپکے پڑتی ہے۔
خیالات بھی ایسے ہی گہرے ہین۔ اکثر مضامین بلند پروازی مین اوج کمال کو پہونچے ہوے اور گو کہین
کہین اتفاقیہ بھول چوک سے داغ دھبہ بھی نظر آتے ہین تاہم اوس کا اسلوب بہت ہی نزاکت آمیز
اور پاکیزہ ہے۔ بحتری لطافت اور نفاست مین مشہور ہے۔ ابو العلا جلال اور شان و شوکت کا
حاکم ہے۔ ابن الفریدان سب کا سرتاج ہے۔ اوس کے قطعات بلند خیالی و جوش اور شاعرانہ
اداؤن سے لبریز ہین۔ صوفیانہ خیالات مین عالم بالا تک اوڑتا چلا جاتا ہے۔ جو روحانی خوبیون
اور مسرتون سے مالا مال ہے ناظرین کو کبھی یہان سے اور کبھی وہان سے دل فریب تماشون سے
جھونکے دیتا ہے۔ شاعر کی فکر رسا وہ وہ معانی پیدا کرتی ہے۔ کہ عقل دنگ رہ جاتی ہے اور
خیالات واصیہ کے صورتون کو جو بار بار اوس کے بے نظیر اور معجز نما اسلوب کو دھبہ لگاتے ہین
بہت ہی مشکل سے معلوم کر سکتی ہے۔

(۲۹) اب ہم جب کہ قصیدہ یعنے مرثیہ کا اثر (جو عربی علم ادب پر ہوا) بتلا چکے تو یہان اوس صورت
کے خاکہ کا اوتارنا بھی بیجا نہ ہوگا جو علی العموم اس قسم کی تصانیف مین مروج تھا۔ جب کہ کوئی شاعر
کچھ بیان شروع کرتا تو اوس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ دو دوست اوس کے ساتھ رفیق راہ ہین
بیابانون مین بڑے دور دراز سفر کر کے اوس مقام پر پہونچا ہے۔ جہان اوس نے سالگذشتہ مین
اپنے معشوقہ کو دیکھا تھا اور جہان اوسے امید تھی۔ کہ پھر دیدار میسر ہو جائے گا۔ قائل کی درخواست
پر اوس کے دوست اونٹون کو جن پر وہ سوار ہین معشوقہ کے مسکن کو لیجاتے ہین۔ مگر وہان وہ کیا
دیکھتا ہے۔ کہ بدوی جھونپڑون کے اوجڑے کھنڈر پڑے ہین۔ گھاس کملائی ہوئی ہے جنگل کے
جھاڑی درختون کی شاخین جن سے وہ جھونپڑیان بنائی گئین اور معشوقہ کے قبیلہ نے موسم گرما بسر
کیا تھا چولہے کے پتھر دھوئین سے سیاہ۔ دانہ دنکا چننے کے واسطے اکیلے سنسان میدان مین کوا دنکا
منڈلاتا۔ غرض جس چیز پر وہ نگاہ کرتا ہے اور نظر دوڑاتا ہے زبان حال سے یہی کہہ رہی ہے۔ کہ اوس کے
معشوقہ اور معشوقہ کی قوم یہان سے جنگل کے کسی اور سمت مین کوچ کر گئی ہے جس سے اوسے سخت
صدمہ ہوتا ہے اوس کے دوست اوسے تسلی دیتے اور استقلال سے رہنے کو کہتے ہین لیکن اوسے کچھ سنائی

نہین دیتا کچھ عرصہ تک خاموش حسرت زدہ پڑا رہتا ہے۔ آخر کار گریہ وزاری نالہ و فریاد سے اپنے دل کو تسکین دیتا اور سر اوٹھا کر ایک دل سوز جان گداز فی البدیہہ قصیدہ کہتا ہے۔ وہ پہلے اون مقامات کا بیان کرتا ہے جہان کبھی پہلے وہ اس امید پر آیا تھا کہ اوس کی محبوبہ وہان مل جائے گی۔ اور اپنے دل کو اون خطرات کی یاد دلاتا ہے جو اوسے اس بیابانی سفر مین پیش آئے تھے۔ اپنے اونٹ کا بیان کرتا ہے۔ جو باوجود ماندگی سفر جوش مین بھرا بیابانون کے دشوار گذار مقامات تک اوسے لے گیا تھا۔ پھر اپنی ہمت و دلاوری کا اظہار کرتا اور اپنے قبیلہ و قوم کے فخر کا بیان کرتا ہے۔ شب گذشتہ مین جو کوئی حسرت انگیز صدمہ اوسے ہوا ہے وہ بھی یاد آجاتا ہے۔ کہین کسی بلند پہاڑی پر آگ جلتی ہوتی ہے۔ یہ اوسے دیکھکر اودھر کو چلتے۔ اور کسی مہمان نواز عرب کے ڈیرے مین جا پہونچتے وہان صاحب خانہ انھین سایہ مین بٹھاتا اور مہمان نوازی سے پیش آتا ہے۔ پھر وہ اپنی محبوبہ کے حسن و جمال کا وصف کرتا اور صدمات عشق و جدائی کا رونا روتا ہے۔ اسی اثنا مین اوس کے رفیق اوسے بھگا لئے جاتے ہین یہ اوس مقام کو جہان محبوبہ رہتی تھی لوٹ لوٹ کر حسرت بھری نگاہون سے دیکھتا اور افسوس کرتا جاتا ہے۔ یکایک ایک کالی گھٹا اوٹھتی کچھ ترشح کرتی بجلی چمکتی تمام آسمان پر چھا جاتی ہے۔ اس قدرت کے تماشہ سے اوس کا دل خوش ہو جاتا ہے۔ اور امید ہوتی ہے کہ کثرت سے بارش ہو کر جلی بھنی زمین مین نئی جان پڑ جائے گی۔ اور اس طرح گلون کے واسطے چراگاہ پھر خوب سرسبز ہو جائے گی۔ معشوقہ کا قبیلہ جلد لوٹ کر پھر اپنی پہلی بستی مین آکر رہنے لگے گا۔

(۳۰) یہ جو اوپر مذکور ہوا بدوی گلہ بانون کے قصیدہ کا ایک خاکہ ہے۔ ان تصانیف مین قریب قریب ہمیشہ یہی خیالات اور ایک ہی قسم کے الفاظ ان مضامین کے لئے بار بار لائے جاتے ہین۔ مدحیہ قصیدہ کے بھی جس مین کسی بڑے آدمی کی تعریف کی جاتی ہے یہی صورت ہوتی ہے صرف اسی قدر فرق ہو جاتا ہے کہ بجائے محبوبہ دلنواز کے کسی سخی و فیاض کا نام لیا جاتا ہے جس کے پاس شاعر ملاقات کی غرض سے جاتا ہے یا یہ کہ اپنے معشوق کی تعریف کر کے وہ اپنے ممدوح کی خوبیان اور اخلاق حسنہ کی مدح سرائی کرتا ہے جو ہمیشہ بے انتہا فیاضی و داد و دہش کے لئے تیار رہتا اور عشاق مصیبت زدہ کو تسلی دیتا ہے۔

(۳۱) اس سے صریحاً قیاس ہین آسکتا ہے کہ قصیدہ کی تصنیف مین جو اسلوب اختیار کیا جاتا ہے

اگر کوئی شخص اوس سے بخوبی واقفیت رکھتا ہو تو کسی شعر کے ایک لفظ کو دیکھتے ہی شاعر کے میلان کو تاڑ جائیگا اور بہت کچھ خود بخود اون خیالات کو دریافت کرلیگا جو آئندہ بیان ہونے والے ہین اسی طرح پر اوسے یہ بھی ملکہ ہو جاتا ہے کہ عربی کے کاتب جو نظم کو لکھتے وقت عموماً مسخ کرڈالا کرتے ہین اور غلطیون کے ڈھیر لگ جاتے ہین اون کے صحیح الفاظ معلوم کرلے۔ کیونکہ اوسے معلوم رہتا ہے کہ شاعر کیا کہنا چاہتا ہے۔ اوسے اس امر کے پتا لگانے مین کچھ دشواری نہین ہوتی کہ عبارت کی غلط تحریر مین مصنف کے اصلی الفاظ کیا تھے۔ یہی خصوصیت اکثر نظمون مین بھی دیکھنے مین آتی ہے۔ جن کے اشعار بہت ہی تھوڑے ہوتے ہین۔ ان مین بھی عموماً وہی خیالات دہرائے جاتے ہین جو قصیدہ مین ہوا کرتے ہین۔ اور اسی لئے عربی زبان کے لکھنے والے اونھین قطعات (ٹکڑون) کے لقب سے جو پکارا کرتے ہین اون کا کہنا بالکل صحیح ہے۔

(۳۲) بعض بعض تصانیف جدید طرز کے بھی ہین جیسے دوبیت اور موالیا۔ جو دونو اہل فارس سے لی ہوئی ہین۔ اور موشحہ جسے اسپین مین ابن عبد ربہ نے ایجاد کیا ہے۔ اس قسم کی نظمین اپنی انوکھی وضع اور نئے مضمون کے لحاظ سے چارون طرف مقبول ہوگئین۔ موالیا تو درویشون مین مروج تھا۔ موشحہ کو لوگون نے بڑے شوق سے رواج دیا۔ اور اندلس مین اپنے کمال کو پہونچ گیا تھا۔ جہان سے اوس نے مشرقی ملکون مین بھی آکر جلوہ دکھایا ہے۔ اس سے کسی طرح انکار نہین کیا جاسکتا کہ شعرائے افریقیہ باوجود لغو خیالات و ناکارہ الفاظ کے فطرت کی خوبیون کے سمجھنے اور خیالات کی نزاکت مین اپنے مشرقی بھائیون سے کہین بہتر تھے۔ یوروپین لوگ جب اون کی نظمون کو دیکھتے ہین تو اونھین تعجب ہوتا ہے۔ کیونکہ وہی تصورات و خیالات وہی استعارات و کنایات اور نظم کا وہی طرز و انداز دکھائی دیتا ہے جو ٹروبیڈورا[1] اور اطالیہ کے قدیمی شعرا کی کتابون مین نظر آتا ہے۔

(۳۳) ایک خیال جو شعرائے جاہلیت مین مروج تھا۔ اور مسلمانون کے متاخرین شعرا نے اوسے اپنے قصائد مین اکثر رواج دے رکھا ہے وہ طیف الخیال یا ہمزاد کا ہے۔ عاشق ایک بیابان مین

---

(۱) ٹروبیڈورا اس طرح کے شعرا کو کہتے ہین۔ جو سارنگی پر گانے کے لئے اپنے بے وزن نظم کو بناتے اور گیارھوین بارھوین تیرھوین صدی عیسوی مین فرانس کے جنوب اور اطالیہ کے شمال مین رہا کرتے تھے۔

ہوکر قافلہ کے ساتھ گذرتا ہے۔ کتنی ہی راتون تک متواتر اپنے معشوق کی جدائی سے اوسے نیند نہین آتی
لیکن جب ماندگی غالب آتی ہے تو مجبوراً آنکھ جھپک جاتی ہے۔ اوس وقت ایک صورت اوس کے
سامنے آتی ہے۔ عاشق کے سوا اور کوئی نہین دیکھ سکتا۔ وہ دیکھتے ہی پہچان جاتا ہے کہ یہ صورت
اوس کی محبوبہ کی ہے۔ اور اوس کے پاس ملاقات کو اور تسلی دینے کو آئی ہے۔ یہ خیالی صورت خود اوس
کی معشوقہ نے بھیجی ہوتی ہے۔ یا خود معشوقہ ہی ایک روحانی صورت مین آتی ہے۔ جو خوفناک بیابانون کو
قطع کرتی بے انتہا تیزی سے اوس کے پلنگ تک پہونچ جاتی ہے۔ اس وقت معشوقہ بھی خواب
مین ہوتی ہے لیکن نہ آرام کرنے کے لئے۔ بلکہ صرف اس واسطے کہ جائے اور خواب مین اپنے
عاشق کو دیکھ آئے۔ اس طرح عاشق و معشوق ایک دوسرے سے مل لیتے ہین۔ اور رقیب و غماز
اُن کا کچھ نہین کر سکتے۔ یہ لوگ ایسے دشمن ہوتے ہین جو ہمیشہ شاعر کے گرد رہتے۔ اور اگر اوسے کہین
اپنے معشوق کے وصال کا موقع مل جائے تو یہ ہر طرح خلل انداز ہوتے ہین اور ایسا رشک و حسد
رکھتے ہین۔ کہ اوسے سونے بھی نہین دیتے کہ شاید کہین خواب مین وہ ملاقات نہ کر لے۔ یہ خواب کی
جھپک عاشق کو صرف اوسی وقت نصیب ہوتی ہے جب کہ وہ اتفاق سے سو جاتے ہین۔

(۳۴) مسلمان شعرا کی رنگین عبارتین اکثر بڑی مغلق ہوتی ہین۔ سمجھنا دشوار ہوتا ہے (استعارات و کنایات
بہت مروج ہین) نرگس معشوق کی آنکھ ہے۔ جب اس درخت کی نازک شاخ پھول کے نیچے کمزوری
سے جھکتی ہے تو دل مین چشم بیمار کا تصور پیدا ہوتا ہے۔ در و گہر کبھی اشک (چشم) کو بتاتے ہین کبھی
دندان (محبوب) کو۔ پھر انہین (دندان) کو بیاض اور تری کی وجہ سے کبھی کبھی ژالہ سے بھی تعبیر
کرتے ہین۔ لب (محبوب) مرجان بھی ہوتے ہین۔ اور لعل (بے بہا) بھی۔ مسوڑے اوس کے
انار کے پھول سے تشبیہ دیئے جاتے ہین۔ آس کے سیاہ برگ نازنینون کے سیاہ بالون کے یا
عنفوان شباب مین معشوقون کے رخسارہ پر کے خط سبز کے مرادف ہین۔ اس خط سبز کو عذار یا لگام
کی پوزی کہتے ہین۔ عذار کا حرف لام اور نون کے مشابہ ہوتا ہے۔ کاکلون کے حلقہ رخسارہ یا گردن
پر حرف واؤ کی صورت پیدا کرتے ہین۔ اونھین کژدم بھی کہا جاتا ہے۔ یا تو اس سبب سے کہ اون کا
رنگ سیاہ ہوتا ہے یا اس وجہ سے کہ وہ مضطربانہ حرکت کرتی رہتی ہین۔ چشم معشوق شمشیر اور مژگان
خنجر ہین۔ رنگ کا گوراپن کافور کہلاتا ہے۔ خال یا نقاط حسن کو مشک بتاتے ہین۔ جس سے سیاہ

بال بھی مراد ہوتے ہین۔ خال کو کبھی کبھی ایک چیونٹی سے بھی تشبیہ دیتے ہین جو رخسارہ پر چپکی ہوئی
انگبین دہن کے واسطے جاتی ہے۔ چہرۂ حسین بدر بھی ہوتا ہے اور روز روشن بھی۔ موے سیاہ
شب دیجور۔ کمر شاخ سرو یا نیزہ کہلاتی ہے۔ آب رو عزت و آبرو۔ شاعر اپنا آب رو (آبرو) بیچتا ہے
اگر وہ بامید انعام واکرام کسی ایسے امیر دولتمند کی مدح سرائی کرے۔ جس مین کوئی خوبی پائی
نہ جاتی ہو۔

(۵۳) بعض اشعار جو ابن خلکان نے نقل کئے ہین اس قسم کے ہین کہ اون کا ترجمہ کرنا مناسب نہین۔ اگر
وہ کسی عورت کی طرف سے جو کسی نوجوان کے عشق مین سرشار ہوتی لکھی جاتی تو شاید اعتراض کے
قابل نہ ہوتے۔ مگر صورت تو اس کے برخلاف ہے۔ اس لئے یورپ مین ناظرین کی نگاہون مین سخت
نفرت انگیز ہین۔ تہذیب کا تو تقاضا یہی تھا کہ اونھین خارج کر دیا جاتا۔ مگر چونکہ یہ بھی دکھانا منظور
تھا کہ وہ اشعار کیسے ہین بعض بعض کا ہم نے ترجمہ کیا[1] ہے۔ لیکن ایک ناتراشیدہ طرز مین
لاطینی زبان کا لباس پہنا کر۔ تاہم یہ ہرگز نہ سمجھنا چاہئے کہ اس قسم کی تصنیف ہمیشہ شہوات نفسانی
کے جوش مین لکھی گئی ہین۔ بارہا دیکھا گیا ہے کہ اس قسم کے بیانات صرف معمولی دوستی و محبت کے
اظہار کے لئے ہوا کرتے ہین۔ یا اون سے فلاطونی لگاؤ (جسے صوفیانہ یا پاک محبت کہتے ہین) دکھانا
منظور ہوتا ہے۔ جس کی تعلیم یونانی فلاسفرون کی کتابون کے ترجمہ نے ابتدائے اسلام مین مسلمانون
کو دی تھی۔ واقعی عشق و محبت دونون الفاظ کے مفہومون کو اونھون نے ایسا مخلوط کر دیا ہے کہ
ان دونون طرح کے جوشون کو ایک ہی لفظ سے تعبیر کیا کرتے ہین۔ اور یہ امر کچھ کم مروج نہین ہے
کہ ایک سالخوردہ عالم دوسرے اپنے ہی عمر والے کو خطوط لکھتا ہے۔ اور اون مین ایسے ہی گرماگرمی
کے ساتھ خیالات درج ہوا کرتے ہین لیکن وہ صرف دوستانہ اور محبتانہ ہی بیانات ہوتے ہین اور
بس (بدی کا تصور بھی وہان غیر ممکن ہوتا ہے) یہ بھی اکثر ہوتا ہے کہ کوئی شاعر جب اپنے محبوبہ
کا ذکر کرتا ہے تو زنانہ روش مین نہین بلکہ مردانہ لباس مین یاد کرتا ہے۔ تاکہ مشرقی طبیعتون مین جو ذرا
عفت و عصمت کا خیال چھایا ہوا ہے اوس سے نارضامندی نہ پیدا ہو۔ اسلام مین چوتھی صدی ہجری
سے مستورات کی طرف اشارہ کرنا خصوصاً شعر و سخن مین بہت ہی ناجائز فعل قرار دیدیا گیا ہے

(۱) مین نے ایسے اشعار کا ترجمہ فارسی مین کیا ہے تاکہ اون کے اشاعت کا دائرہ چھوٹا ذی علم لوگون مین محدود ہو جائے

یہ سختی یہان تک بڑھ گئی ہے۔ کہ قاہرہ مین کوئی مطرب ومغنی حضار مجلس کے روبرو ایسے گیت نہین گا سکتا جس مین معشوق کوئی عورت قرار دی گئی ہو۔ ان مین سے بعض اشعار روحانی رنگ بھی لئے ہوتے ہین جس کی تشریح کو شُرّاح دیوان حافظ وکلیات سعدی وشبستری نے شرحون مین نظرانداز نہین کیا ہے۔ جنرل ایشیاٹک ماہ فروری ۱۸۳۹ء مین اسی مضمون پر محرر اوراق کا ایک نوٹ دیکھئے جس کی بکھنگم کے سفرِ شام جلد اول صفحہ ۱۵۹ پر تائید کی گئی ہے۔ لیکن اس سے بھی انکار کرنا غیر ممکن ہے۔ کہ اس قسم کے نظم سے جو میلان ظاہر کئے جاتے تھے وہ ہمیشہ ہی پاک وبے لوث ہوتے تھے۔ کثرت ازدواج(۱) اور رشک وحسد نے بعض مشرقی اقوام کے اخلاق کو نہایت ہی بری طرح بگاڑ دیا ہے۔

(۴۶) ابن خلکان نے اپنی کتاب ۶۵۴ھ (۱۲۵۶ء) مین لکھی تھی۔ لیکن اس کے بعد جب تک وہ زندہ رہا اپنی کتاب کو درست اور صحیح کرتا اور اوس مین اضافہ کرتا رہا۔ یہ تبدیلیان جو اوس نے کی ہین اکثر معلوم ہوتی ہین۔ یہان تک کہ ترجمہ مین بھی نظر آجا سکتے ہین اونھین مَتن مین اس کم توجہی سے داخل کیا ہے۔ کہ بارہا اون کی وجہ سے ابتدائی عبارتون کا مطلب خبط ہو جاتا ہے۔ اس قسم کی باتون کو اہل مشرق کچھ معیوب نہین سمجھتے۔ اون کا دستور ہے کہ حواشی اور تشریحات جس قدر ہوتی ہین کتاب کی عبارت ہی مین شامل کر دیا کرتے ہین۔ مصنف نے اپنی کتاب مختلف زمانون مین مشتہر کی تھی اوس مین سے سب سے اخیر نسخہ محرر اوراق نے لیا اور اوس کے مطابق عربی نسخہ چھاپنے کے لئے تیار کیا اور اوسی سے یہ ترجمہ کیا ہے۔

(۴۷) اس قسم کی کتاب کو ایک یورپ کی زبان مین ترجمہ کرتے وقت جو دشواریان پیش آتی ہین اونکا اندازہ وہی شخص خوب کر سکتا ہے جس نے کبھی اس قسم کا ترجمہ کیا ہو۔ راقم کا اول اول ارادہ تھا کہ اسے فرانسیسی زبان مین ترجمہ کرے۔ اور کسی قدر اوس زبان مین ترجمہ بھی کر لیا تھا کہ اس مین سے اوسی اورینٹل ٹرانسلیشن کمیٹی کو پیش کیا۔ لیکن جب کمیٹی مذکور کی خواہش ہوئی۔ کہ زبان انگریزی مین ترجمہ

(۱) مین نہین سمجھتا کہ کثرت ازدواج یا سوتون کے رشک وحسد سے اور اشعار مین فحش اور عشقیہ مضامین لکھنے سے کیا تعلق ہے یہ عجیب اعتراض ہے کیا اور ملکون مین جہان کثرت ازدواج قانوناً ممنوع ہے اس قسم کے اشعار نہین ہوتے یا زناکاری اور فحش اسلامی ممالک سے کم ہے۔ اگر ایسا نہین ہے تو فحش نظمون اور اخلاق کی خرابی کو کثرت ازدواج کا نتیجہ بتانا کیونکر صحیح ہو سکتا

کیا جائے تو مین نے از سر نو انگریزی مین ترجمہ کیا۔ اور حتی الامکان کوشش کی۔ کہ لفظی رعایت ملحوظ رہے۔ یہ صحیح ہے کہ عربی زبان کے خاص محاورات تعلیمی اور اصطلاحی الفاظ و مرکبات عالمانہ اشارات و کنایات اور نظم کے قطعات یہ ایسی چیزین ہین کہ اونکا ترجمہ ممکن نہین کہ ہمیشہ تحت لفظ ہو سکے۔ اس کا پورا پورا صاف صاف اور حرف بہ حرف ترجمہ کرنا اور پھر صحت معانی بھی قایم رکھنا قطعاً غیر ممکن تھا۔ اس مہم کی انجام دہی کے لئے بجز اس کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔ کہ اوس کی مزید فقرات سے تشریح کیجائے بعض مقامات پر جہان متن مین تشریح کی ضرورت تھی اس مترجم نے ضرورت کے موافق نوٹ اور حواشی وغیرہ تشریح کردی ہے۔ اور اپنا فرض یہ کرلیا ہے کہ جہان کہین کسی قسم کی کوئی دشواری آئے اوسے سلجھادیا جائے۔ جہان تک ممکن ہو ہر ایک اشتباہ کو صاف کردیا جائے۔ ممکن ہے۔ کہ ہمیشہ مجھے اپنی کوششون مین کامیابی نہ ہوئی ہو۔ بلکہ بعض جگہہ تو مین نے لکھ دیا ہے۔ کہ میری سمجھ مین مطلب نہین آیا اور شاید اور بہت جگہہ مین نے غلطیان بھی کی ہونگی۔ لیکن جب کہ مین نے صحت کے لئے نہایت جد و جہد کی ہے تو امید ہے کہ علوم مشرقیہ کے جاننے والے اگر کہین میری غلطیان پائین گے تو ازراہ نوازش و مہربانی دست خردہ گیری دراز نہ کرین گے۔

(٣٨) جہان کہین ابن خلکان کی کتاب مین کسی شخص کا نام تذکرۃً آگیا ہے اوس کی سوانح عمری کے طور امہات الکتب اور معتبر ذرائع سے مین نے کچھ بیان لکھ کر نوٹون مین دیدیا ہے۔ لیکن اس پر بھی بہت نام ایسے ہین کہ جن کی سوانح عمریان لکھنے سے اس جلد مین رہ گئے ہین۔ اوس کے تین سبب ہین اول تو یہ کہ اون کے تذکرہ خود مصنف نے ہی آئندہ چلکر کئے ہین۔ وہ دوسری جلدون مین آجائینگے دوسرے یہ کہ اس مترجم کو بھی اون کے حالات معلوم نہ ہوسکے کہ وہ کون ہین۔ تیسرے یہ کہ جو حالات معلوم ہوسکے وہ اس قدر قلیل تھے کہ درج کرنے کے قابل نہ تھے۔ اونھین اس امید پر رکھ چھوڑا کہ شاید آئندہ کی تحقیقات سے کسی موقع پر اون کا کچھ حال معلوم ہوجائے۔ اور پھر اور کسی جلد مین وہ درج کرنے کے قابل ہوجائین۔

(٣٩) یہ کتاب حروف تہجی کی ترتیب پر مرتب کی گئی ہے۔ لیکن جن کے تذکرہ اس مین مندرج ہوچکا اون مین علی العموم ایسے لوگ ہین کہ وہ خاص کنیتون اور لقبون سے مشہور ہین اون کیلئے نہایت ضرور تھا کہ ایسے لقبون کی ایک عام فہرست دیدی جاتی۔ کون شخص علماے مشرقی کے سوانح

سکتا ہے۔ کہ ابو تمام شاعر کے حالات حبیب کے نام کے تحت مین ملین گے۔ اور متنبی کے احمد کی اور طبری مورخ کا محمد کے ذیل مین بیان پایا جائے گا۔ اس بات کے کہنے کی یہان ضرورت نہین ہے کہ عربی نام کا تانتا کئی لفظون سے مرکب ہوا کرتا ہے۔ اول دلفظ، تو لقب ہوتا ہے (اب کیساتھ مرکب ہوکر اولاد کی نسبت سے) جیسے ابو بکر (بکر کا باپ) پھر اصلی نام ہوتا ہے جیسے احمد۔ پھر آبائی نسب سے جیسے ابن جریر (جریر کا بیٹا) پھر قبیلہ اور ملک کی نسبت وغیرہ سے جیسے الازدی (قبیلہ ازد کا) المصری (مصر کا) اسی مین وہ القاب بھی شامل کرنا چاہئین جو کسی خاص سبب سے دیئے جاتے ہین (۴۰) نسب نامہ بھی کبھی اس کتاب مین بڑے لمبے چوڑے دیئے گئے ہین۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا۔ کہ مصنف کا مطلب اس مین یہ ہے کہ وہان تک نسب کو بصحت تمام پہونچا دیا جائے جہان تک اوس کے خاندان مین اوپر کوئی نامی گرامی اور مشہور و معروف شخص آجائے۔ بعض اوقات یہ طول طویل فہرست نہایت مفید ہوتی ہے۔ اس سے عربی قبائل کے باہمی رشتہ ناطے اچھی طرح سمجھ مین آسکتے ہین۔ اشخاص کے نامون مین مین نے قاموس اور ذہبی کی تقلید کی ہے۔ اور مقامات کے نامون مین سیوطی کی مراصد اور ابو الفدا کی تقویم البلدان سے مدد لی ہے۔ ابن خلکان کے اوس نسخہ سے بھی جو مصنف کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے مجھکو بہت مدد ملی ہے۔ جہان کہین تلفظ مشتبہ ہوتا ہے وہان اوس نے خود اعراب لگا دیئے ہین۔ لیکن اس جلد کا کچھ حصہ ترجمہ ہوکر چھپ چکا تھا اوسوقت مجھے معلوم ہوا کہ ایسا قیمتی نسخہ بھی دنیا مین آج تک موجود ہے۔ جب یہ نسخہ مجھے اوس کے مالک ڈاکٹر کیورٹن سے ملگیا جس کی مہربانی کا مین نہایت ہی ممنون ہون تو مین نے اپنے ترجمہ پر نظر ثانی کی اور جہان جہان کہین میرے دل مین شک باقی تھا اوس کا مقابلہ کرلیا اور اوس کا جو نتیجہ ہوا وہ نوٹون مین دے دیا۔ اوس کے بعد اس جلد کا باقی ترجمہ کرتے وقت اوسے سامنے رکھ لیا دوسری جلد مین بھی ایسا ہی کیا جائے گا۔



ترجمہ

دیباچہ انگریزی تاریخ ابن خلکان

مندرجۂ جلد دوم انگریزی

اگرچہ شریعت اسلامیہ کا بانی ایک شخص عربی نژاد تھا اور قران شریف بھی جو انواع و اقسام کے
علوم کا سرچشمہ ہے ایک عربی کتاب ہے۔ مگر یہ ایک حیرت انگیز بات ہے کہ مسلمان علما مین کثرت سے وہی
لوگ پائے جاتے ہین جو عربی نسل سے نہین۔ بہت ہی کم عرب ایسے گذرے ہین کہ جنھون نے علوم شرعیہ
مین یا اُن علوم مین ناموری حاصل کی ہو جن کی بنا عقل انسانی پر قائم ہوی ہے۔ یہ بات ابن خلدون نے
اپنے مقدمہ مین لکھی ہے اور واقع مین یہی صحیح ہے۔ جن لوگون کو ابن خلکان کی کتاب وَفَیَات الاَعیان
کے دیکھنے کا اتفاق پڑا ہے وہ یقیناً اوسے تسلیم کرین گے۔ کیونکہ جن جن کے اوس نے تذکرات لکھے
ہین اون کے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ اکثر اون مین سے موالی ہین موالی کے لفظ سے ثابت ہوتا ہے کہ
یہ لوگ عربی نسل کے نہ تھے جس کے صحیح معنی آئندہ بیان کئے جائینگے۔ ابن خلدون نے جو وجہ اس امر کی
لکھی ہے اگرچہ کامل تشفی ناظرین کی اوس سے نہین ہوتی لیکن اوس نے جس انداز سے لکھی ہے اور
اوس بیان کو اپنی خاص حسن ادا کا زیور پہنایا ہے اوس کا مطالعہ یورپین ناظرین کے لئے خالی از دلچسپی
و لطف نہ ہوگا۔ ہم اوسے نیچے لکھتے ہین وہ کہتا ہے۔

یہ ایک عجیب واقعہ ہے کہ ملت اسلامیہ مین حاملان علم اکثر اہل عجم ہین۔ عربون مین سے نہ تو علوم شرعیہ ہی مین کسی نے نمود

حاصل کی اور نہ علوم عقلیہ مین۔ اگرچہ کوئی عرب کی نسل سے ہوئے بھی ہین تو اون کی زبان عجمی ہے۔ پرورش
جہان پائی وہ ملک عجم ہے۔ جن استادون سے پڑہا اور علم حاصل کیا وہ عجمی ہین حالانکہ ملت اسلام عربی الوطن اور
صاحب شریعت عربی النسل ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ اول اول ملت اسلام مین نہ تو کوئی علم تھا اور نہ کوئی صناعت وہ نہ ہی
جانتے تھے۔ سادگی اور بداوت کا مقتضے ہی یہ تھا کہ وہ محض امی ہون۔ احکام شریعۃ یعنے اوامر و نواہی ایزدی اونکے
قلوب مین محفوظ تھے۔ انھین زبانی نقل کرتے آتے تھے۔ اونھون نے صاحب شریعۃ سے اور اون کے اصحاب سے
سیکھے تھے۔ اور اونکے ماخذ کتاب و سنت کو وہ جانتے تھے۔ اسوقت مین وہ سیدہے عرب تھے تعلیم و تعلم اور تالیف و تدوین
سے مطلق آشنا نہ تھے۔ نہ تو اونکو کسی کی طرف سے تحریک ہی ہوئی تھی۔ نہ اونھین کبھی اس کی حاجت ہی پڑی تھی۔ صحابہ
اور تابعین کے زمانہ مین اسی طرح معاملات گذر گئے۔ جو لوگ کہ اس وقت اس علم کے حامل اور ناقل تھے وہ قرّا
یعنے کتاب اللہ کے پڑہنے والے کہلاتے تھے۔ یہ لوگ امی نہ تھے۔ عرب ہونے کے سبب سے امیت صحابہ کی ایک
عام صفت ہوگئی تھی۔ حاملان علم قرآن کو اسوقت جو قرّا کہتے تھے اوس مین اسی کی طرف اشارہ تھا۔ یہی لوگ کتاب اللہ
اور سنۃ ماثورہ عن اللہ یعنے اوس سنت کے پڑہنے والے تھے جسکی اصل اللہ تعالی کی طرف سے ہے۔ کیونکہ اونھین اونیا
جو احکام معلوم تھے وہ اسی حدیث سے جو اکثر اوقات آیات قرآنیہ کی شرح اور تفسیر ہین معلوم ہوئے تھے چنانچہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے تَرَکْتُ فِیکُمْ اَمْرَیْنِ لَنْ تَضِلُّوا مَا تَمَسَّکْتُمْ بِهِمَا کِتَابَ اللّٰهِ وَسُنَّتِی (مین دو
چیزین تم مین چھوڑے جاتا ہون جب تک تم اس سے تمسک کروگے ہرگز گمراہ نہ ہوگے یہ دونون چیزین اللہ تعالی کی کتاب اور میری
سنتہ ہین) جب ہارون الرشید کا زمانہ آیا اور وہ بھی گذر چلا تو تفاسیر قرآنیہ کے بہانے اور حدیث کے ضائع ہو جانے کے خوف سے
اوس کے قلم بند کر لینے کی ضرورت پڑی اس پر اسانید صحیحہ اور غیر صحیحہ کی تمیز کے واسطے معرفت اسانید اور تعدیل ناقلین کی
حاجت ہوئی پہر جو (ممالک اسلامیہ مین امن چین ہونے سے معاشرتی) واقعات گذرتے تھے کتاب و سنت سے اون کے
احکام نکالنے کی کثرت ہوگئی۔ اودہر اسی کے ساتھ ساتھ عربی زبان بھی بگڑنے لگی جس سے قوانین نحویہ کا بنانا لابد ہوا اور
اب جس قدر علوم شرعیہ تھے اون مین استنباط (فروع من الاصول) استخراج (احکام از کتاب اللہ و سنت رسول اللہ) اور مسائل
کے باہم (تنظیر و قیاس ہین ملکہ درکار رہا۔ اس سے اور علوم کی بھی حاجت ہوی جہان علوم شرعیہ کے لئے وسائل تھے
یعنے قوانین عربیت قوانین استنباط و قیاس کے جاننے کی بھی ضرورت لاحق ہوگئی۔ بدعت و الحاد کی بھی کثرت ہوگئی
تھی۔ دلائل و براہین سے عقائد ایمانیہ کی بھی حمایت لازم تھی۔ یہ تمام علوم اس قسم کے تھے۔ کہ تعلیم کی اون
مین حاجت تھی۔ مہارت و ملکہ اون مین چاہیئے تھا۔ اسواسطے انکا سیکھنا سکھانا بھی اور پیشون کی طرح پیشہ ہوگیا

اور صنعت و حرفت کے تحت مین شمار ہونے لگا۔ یہ ہم اوپر بیان کر چکے ہین۔ کہ صنعت و حرفت حضر اور تمدن کی خصوصیات سے ہین۔ لیکن عرب حضارۃ و تمدن مین تمام دنیا سے پیچھے ہین۔ اس واسطے علوم نے اپنا ڈیرہ خیمہ تو حضارۃ مین ڈالا۔ اور عرب اوس سے اور اوس کے بازارون سے دور رہ گئے۔ اس عہد مین عجمی لوگ یا عرب کے موالی جو اون کی روش پر چلتے تھے یا بستیون کے رہنے والے عرب جو عجمی زندگانی بسر کرتے اور اونھین کی سی صنعت و حرفت کو اپنا پیشہ کر رکھا تھا متمدن تھے۔ کیونکہ عجمیون مین اون کی حکومت کے زمانہ سے تمدن اونکا خاصہ بن گیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ فن نحو کا بہت بڑا امام سیبویہ[2] ہے۔ اور اوس کے بعد فارسی[1] پھر اون دونون کے بعد زجاج[2] یہ سب کے سب فارسی نسل سے تھے۔ لیکن عرب کی جہان بولی بولی جاتی تھی وہان پرورش پائی تھی اور عربون کی مخالطت رہی تھی عربی زبان اون کو آگئی تھی۔ اونھون نے اوس کے لئے قوانین بنائے۔ اور اپنے بعد کے لوگون کے واسطے اوسے ایک فن بنا کر چھوڑ گئے۔ ایسے ہی حاملان حدیث بھی جنھون نے اوسے اہل اسلام سے سنا تھا اکثر عجمی ہی تھے۔ یا زبان اور وطن کے لحاظ سے عجمی بن گئے تھے۔ رہے اصول فقہ کے علما یہ تو سب کے سب ہی عجمی تھے یہی حال علم کلام والون یعنے متکلمین کا اور اکثر مفسرین کا ہے۔ وہ بھی عجمی ہی تھے۔ علم کی حفظ و حمایت اور تدوین کے لئے بجز عجمیون کے اور کوئی بھی کھڑا نہوا۔

اب عربون کا حال سنئے جب وہ بداوۃ سے نکلے اور حضارۃ و تمدن مین گھر بنایا۔ تو دولت عباسیہ کے عہد مین اون کو ریاست کے شغل و اشغال نے گھیر لیا۔ اونھون نے ملک داری کو چھوڑ کر علمی کامون کی طرف توجہ نہ کی کیونکہ ایک تو وہ اہل دولت کے حامی اور صاحب سیاست تھے۔ دوسرے یہہ کہ علمی کام صنعت و حرفت کے تحت مین داخل ہو گئے تھے ان سے اونھین عار بھی آتی تھی۔ روسا ہمیشہ صنعت و حرفت محنت و مزدوری وغیرہ سے شرم کیا کرتے ہین۔ اونھون نے اہل عجم اور مولدین کو اس کام کے لئے چھوڑ دیا۔ اونھین کو اس کا حقدار و سزاوار جاننے لگے۔ کیونکہ یہ اون کا دین تھا اور یہ علوم بھی اونھین کے تھے اور اونھین اہل علم ہونے کی حیثیت سے بالکل حقیر بھی نہ سمجھتے تھے۔ رفتہ رفتہ عربون سے یہ کام بالکل نکل گیا اور اہل عجم اس کے مالک ہو گئے۔

ابن خلدون نے اپنے مقدمہ مین ابتدا سے انتہا تک جو اپنا ایک اصول مقرر کر لیا ہے اوس کا پورا پورا اثر مضمون مذکور مین بخوبی نظر آتا ہے اوس کا کلیہ بنا لینے کا ایک شوق ہے ہر ایک مسئلہ کو

کلیہ کے تحت مین لاتا ہے۔ اور ہمیشہ یہ تسلیم کیا کرتا ہے کہ ایک نتیجہ کے واسطے ایک ہی علت بالکل کافی ہوتی ہے۔ یہ قاعدہ تو کسی طرح اوس کے خیال کے مطابق ٹھیک نہین ہوسکتا۔ معاملہ مذکورہ مین اس کا ضعف بخوبی دکھائی دیتا ہے۔ یہ تو ایک تاریخی واقعہ ہے کسی طرح انکار نہین ہوسکتا کہ عرب جب امارت کے درجہ کو پہنچے اور حکمرانی کرنے لگے تو علم سے غفلت و بے پروائی کی۔ اور اوس کے کامون کو غیر ملک والون کے ہاتھ مین چھوڑ دیا۔ اور یہ بھی ایک فطرتی بات ہے کہ اونھون نے غرور کی وجہ سے اوس پر توجہ نہ کی۔ مگر نہ اس وجہ سے کہ علم ایک پیشہ ہے۔ بلکہ اس وجہ سے کہ کہین اوس کی تحصیل سے اون کی جہالت و ناقابلیت مین بٹہ نہ لگ جائے۔ تاہم اس امر کی تشریح ضرور ہے کہ غیر قوم کے لوگون نے شرع اسلامیہ اور علوم عربیہ پر کیون توجہ کی۔ اور اوسے بڑے شوق ذوق سے کس واسطے سیکھا۔

اگرچہ ایک ایسے شخص کی رائے پر اعتراض کرنا خالی از گستاخی نہین جو اسلام مین ابتدا سے لیکر آج تک شاید سب سے بڑھ کر فلسفی ہوا ہے۔ مگر ممکن ہے کہ بعض موقعون پر اس قسم کی کوشش قرین انصاف ہو۔ اور غالباً یہ موقع اونھین مواقع مین سے ہو۔ اس سوال کے جواب مین ابن خلدون کے نظر سے جو چوک گئی ہے وہ بہت آسانی سے حل ہوسکتا ہے۔ اقوام مفتوحہ کے لوگون کے واسطے صرف علم ہی ایک ایسا ذریعہ تھا کہ فاتحین کی نظر مین اون کی عزت و حرمت پیدا کرسکتا تھا۔ تحصیل علم سے ہی علم کے اون شعبون کو جان سکتے ہین جن سے شرع اسلام کی حقیقت کا انکشاف اور اصول فرعیہ کی جلا اور ترقی ہوسکتی تھی۔ اونھون نے دیکھا کہ قرآن و حدیث اور سنتِ خیر القرون مین جو قوانین فقہیہ پائے جاتے ہین وہ ایسے غیر متعین اور بے ترتیب ہین کہ حکومت عرب ان کو اون معاملات مین جاری کرکے کام نہین چلا سکتی جو روز مرہ نئے نئے اون کے چارون طرف ہو رہے ہین بےترتیب بھی تھے اور مین بڑھے ہوئے تھے اون کے قوائے دماغیہ اوس کام کی قابلیت حاصل کر چکی تھین۔ اونھین معلوم ہوگیا کہ اگر ہم احادیث کی جمع اور تحقیقات کا کام کرین اور عربی علم ادب سیکھ کر قرآن کی مشکلات کو آسان اور احکام شرعیہ کو ایک قاعدہ اور ترتیب مین منضبط کردین تو ہم اس کے واسطے زیادہ موزون ہین چنانچہ اونھون نے اس کام کو اپنے ہاتھ مین لیا اور پورا کر دیا۔ مخلوق مین عزت و حرمت کی غرض سے محنت گوارا کی۔ اور قوانین شریعت کو مطابق دیکر ایک باقاعدہ دستور العمل کی صورت مین مرتب (۲) کر دیا۔

اس طرح پر موالی کے ایسے اشغال سے جس مین امن چین اور سلامت روی دوسرے پیشون سے بہت بڑھکر تھی عربی فتوحات کو استقلال و استحکام حاصل ہوگیا۔

لفظ مَوْلیٰ مصدر وَلیٰ (نزدیک شدن) سے مشتق ہے۔ ظرف مکان کا صیغہ ہے وہ جگہ بتلاتا ہے جہان وہ فعل واقع ہو جو اس کے مصدر سے نکلتا ہے۔ یا وہ فاعل ظاہر کرتا ہے جس مین وہ حالت پائی جاتی ہو جو اوس کے مصدر سے منکشف ہوتی ہے۔ اس لئے لفظ مولیٰ کا مفہوم ہے وہ جگہ یا وہ شخص جس مین قربت موجود ہو۔ مگر معمولی محاورہ مین اوس کے معنی ہوتے ہین۔ مالک یا غلام مُعْتِق (آزاد کرنے والا) مُعْتَق (آزاد کیا ہوا) صاحب (ہمنشین) جار (ہمسایہ) حلیف (ہم سوگند) قریب (رشتہ دار) مُنْعِم و مُنْعَم علیہ وغیرہ۔ یہ بات بہت آسانی سے سمجھ مین آسکتی ہے۔ کہ ان مختلف مفہومات مین ایک عام خیال یعنے قربت کا تصور روحانی ضرور پایا جاتا ہے۔ مصدر وَلاٰ کا ابتدائی مفہوم بھی اوس کے مشتق وَلِی (نزدیک) مین پایا جاتا ہے۔ جس کے معنی دوست اور وَلِی کے لئے جاتے ہین۔ اس لئے کہ وَلِی خدا کے نزدیک ہوتے ہین۔

مُعْتِق اور مُعْتَق مین جو رشتہ ہے وہ لفظ وَلاٰ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اوس کا مفہوم تناصر یعنے باہم مدد کرنا ہے۔ اس تناصر مین دو چیزین ہوا کرتی ہین۔ ایک یہ کہ مولائے اعلیٰ مُعْتِق دیت یعنے خون بہا دیتا ہے اگر مولائے اسفل یعنے آزاد کیا ہوا کسی کے قتل کا مرتکب ہو۔ دوسرے یہ کہ آزاد کرنے والا آزاد کئے ہوئے کا وارث ہوتا ہے یا یون کہو کہ آزاد کرنے والا اپنے آزاد کئے ہوئے کا عاقلہ (خون بہا دہندہ) اور وارث ہوتا ہے۔

وَلاٰ عتق اور آزادی دینے سے بھی ہوتی ہے۔ اور قربت سے بھی۔ اسی واسطے اوس کی دو قسمین ہین۔ آزادی دینے کی وَلاٰ کو وَلاٰءُ العَتَاقَہ اور نیز وَلاٰءُ النِّعَمَا بھی کہتے ہین۔ اور قربت کے ولا کو وَلاٰءُ الْمُوَالَاۃ بولتے ہین۔

ولاء العتاقہ آزادی دینے سے پیدا ہوتی ہے۔ آزاد کیا ہوا غلام اوس شخص کا مولیٰ ہوتا ہے۔ جو اوسے آزاد کرتا ہے۔ اور اگر یہہ مولیٰ مرجائے اور اوس کی کوئی اولاد نرینہ نہ رہے تو اوس کے مال کا وارث اوس کا آزاد کنندہ اور اوس کے رشتہ دار ہوتے ہین۔ ولاء العتاقہ اوسی وقت موثر نہین ہوتی جب کہ دونون فریق مسلمان ہون۔ بلکہ اوس وقت بھی جاری ہوتی ہے جبکہ دونون کافر ہون یا ایک مسلمان اور ایک کافر ہو۔

ولاء المولاۃ طرفین کی رضامندی سے منعقد ہوتی ہے جب ایک شخص کسی دوسرے شخص سے اقرار کرے اور کہے کہ تو میرا مولاے اعلیٰ ہے جب مین مرون تم ہمارا وارث ہوگا۔ اور جب مجھ پر کوئی دیت عائد ہو تو تو اوسے دیگا۔ اور دوسرا کہے کہ مین نے قبول کیا۔ یا مین تجھ سے وَلاء (قربت) کرتا ہون اس امر کے لئے ضروری شرائط یہ ہین کہ جو شخص آئندہ مولادے اسفل) ہونیوالا ہے اوس کا کوئی وارث نہ ہو اور نہ وہ عرب ہو اور نہ کسی عرب کا مولیٰ ہو۔ اور نہ کسی اور شخص نے اس سے قبل اوس کے عوض دیت دینے کا اقرار کر لیا ہو۔ اور جس وقت یہ عقد کیا جائے اوس وقت زبان سے اقرار وراثت اور ادائے دیت کا ذکر کیا جائے۔ کسی فریق واحد یا فریقین مین سے دونون کے اسلام کی ضرورت نہین۔ اکثر فقہا کا مذہب ہے کہ ایک ذمی دوسرے ذمی سے یا دوسرے مسلمان سے اور کوئی مسلمان کسی ذمی سے عقد ولاء کر سکتا ہے۔ اور ایسے ہی کوئی مرد کسی عورت سے اور کوئی عورت کسی مرد سے بھی کر سکتی ہے یہ بھی ضرور نہین کہ یہ عقد اسلامی ممالک مین ہوا ہو۔ مولے کی اولاد (جو اس عقد کے بعد پیدا ہوئی ہو کیونکہ اس سے قبل تو ضرور ہے کہ اوس کا کوئی وارث نہ ہو) اس عقد سے متاثر ہونے اور فائدہ اوٹھانے کی مستحق ہوتی ہے۔ ولاء المولاۃ سے غیر ملک والے نووارد کو وہ تمام حقوق حاصل ہو جاتے ہین جو کسی مسلمان کے ہونا چاہئین اور اوسی سے اوسے اپنے عاقلہ کے منتخب کرنے کا بھی اختیار ہوتا ہے۔

شرع اسلامیہ مین ہر ایک شخص کا کوئی عاقِلہ ہونا چاہئے۔ یعنے کوئی شخص یا کوئی جماعت ایسی ہونا چاہئے کہ اگر اوس شخص پر دیت عائد ہو تو اوس کے عوض دے۔ کسی شخص کے وہ سب لوگ عاقلہ ہوتے ہین۔ جن کے نام ایک ہی دیوان مین اسکے نام کے ساتھ لکھے ہون۔ بشرطیکہ وہ شخص فوجی ملازم ہو یا اوسے خزانہ سرکاری سے وظیفہ ملتا ہو ورنہ اوس کا قبیلہ اور خاندان اوسکا عاقلہ ہوگا۔ اس کے بعد اوس کے مولاے اعلیٰ پھر اوس کے مولائے اسفل کا درجہ ہے۔ اور اگر اوس کا کوئی عاقلہ نہین تو سرکاری خزانہ پر ادائے دیت لازم ہوگی۔ اگر وہ کسی شہر مین یا حوالے شہر مین رہتا ہو تو جس قدر باشندہ مندرجہ رجسٹر ہون وہ سب اوس کے عاقلہ ہونگے۔ اور اگر وہ کوئی پیشہ کرتا ہوگا تو اوس کے سب پیشہ والے اوس کے عاقلہ گنے جائینگے۔ زمین کی ہر ایک جماعت اپنی جماعت کے ہر ایک آدمی کی عاقلہ ہوتی ہے۔ اور اسی وجہ سے جو مولا ہو اوس کا عاقلہ آزاد کرنیوالا

اور آزاد کرنے والے کے رشتہ دار ہوتے ہین۔ اور اگر عقد موالاۃ کی وجہ سے مولی ہو تو اوس کا مولائے اعلیٰ اور اوس کے رشتہ دار عاقلہ شمار کئے جاتے ہین۔

تعلیم مسلمانان

اس کتاب کی جلد اول مین اوس طرزِ تعلیم کا جو اسلامی ممالک مین علی العموم جاری ہے اجمالاً ذکر کر چکے ہین۔ لیکن یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ اس امر مین ہمارے معلومات بہت ہی تھوڑے ہین اور جس نظام تعلیم سے کسی مسلمان اچھے تعلیم یافتہ کے قوائے ذہنیہ کو ترقی ہوتی ہے وہ ابھی تک ہمارے لئے بالکل ایک رازِ سربستہ کی طرح ہے۔ لیکن اون اسباب کی ماہیت کما حقہ دریافت کرنا نہایت ضروری امر ہے جس سے ایک بہت بڑی اور مہذب قوم کا ایک خاص طرز و انداز پیدا ہو گیا تھا۔ اگر یہ ممکن ہو کہ اس امر سے ظلمت کا پردہ اوٹھا دیا جائے تو مسلمانون کے خیالات اور اسلامی تہذیب کا ٹھیک ٹھیک تصور ہمین حاصل ہو سکتا ہے۔ اس قسم کی تحقیقات کے لئے عربی مصنفین کی کتابون سے بہت بڑی مدد کی توقع ہونا چاہئے تھی۔ لیکن بدقسمتی سے جو کتابین ان مصنفین نے اس مضمون پر لکھین اور ہمارے لئے چھوڑ گئے ہین اون سے اس مقصد کے تمام پہلو منکشف نہین ہوتے۔ تاہم یہ اشارات بھی اپنی قدر و قیمت سے خالی نہین۔ اون سے اس نظام کے بعض حصص ہمین نظر آجاتے ہین اور کل حصص کی طرف راستہ پا لینے کے طرف ہمین ہدایت کر دیتے ہین۔ اون مین سے ایک بہت ہی بڑا تعجب انگیز اشارہ وہ ہے جو ابن خلدون نے اپنے مقدمہ مین لکھا ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے

اطفال کو قرآن شریف کی تعلیم دینا ایک مذہبی قاعدہ ہو گیا ہے۔ مسلمان اپنے تمام شہرون مین بچون کو قرآن پڑھاتے ہین۔ کیونکہ اس ذریعہ سے اون کے (نوخاستہ) طبیعتون مین شجر ایمان استحکام کے ساتھ جڑ پکڑ لیتا ہے اور آیات قرآنیہ اور بعض احادیث مین جو عقائد مندرج ہین اونکے ذہن مین بٹھا دیتا ہے اور اس طرح پر قرآن اوس تعلیم کی اصل ہو جاتا ہے جس پر آئندہ چل کر دماغی ملکات کی بنا پڑتی ہے۔ اس کا سبب یہ ہے کہ بچپن کی

تعلیم کا ذہن مین بڑا راسخ ہوتا ہے۔ اور آئندہ کے لئے وہ دوسری تعلیم کی اصل ہو جاتی ہے۔ جو تعلیم اول اول دل مین اپنا نقش جماتی ہے وہ ملکات اور ذہنی قوائے کے ترقی کے لئے اساس کا کام دیتی ہے۔ اور اسی اساس اور اوس کے اسلوبون پر اون ملکات کا بہی حال ہوتا ہے۔ جو اسپر مبنی اور متفرع ہوتی ہین تعلیم قرآن سے بچون کے قوائے ذہنیہ مین مختلف قوتین پیدا ہوتی ہین۔ اوس کے لحاظ سے ان شہرون نے اوس کے مختلف طریقہ تعلیم مقرر کر لئے ہین۔ اہل مغرب (یعنی الجزائر اور مراکش والون) کا طریق یہ ہے کہ وہ بچون کو فقط قرآن پڑہاتے ہین (اس طرح پر کہ طالب علم کو ایک مرتبہ ناظرہ پڑہاتے ہین پہر اوسکے قراءۃ کے بموجب جو اون کے ملک مین جاری ہے اوسے حفظ کرا دیتے ہین اور اوسی کے ساتھ) اوسکے پڑہاتے وقت قرآن کا رسم الخط بھی سکھاتے اور اوس کی وجوہات بھی بوجھتے جاتے ہین۔ اور جو قراءتون مین اختلاف ہے وہ بھی بتاتے جاتے ہین۔ اسکے سوا حدیث فقہ شعر وسخن اور عربیت وغیرہ جو علوم اون کے یہان مروج ہین اس وقت کچہ بھی نہین پڑہاتے وہ اوسی وقت سکھاتے ہین۔ جب اس مین طالب علم کو خوب کمال ہو جاتا ہے۔ اس حد وجہد مین مبتدی اوس کا پڑھنا ہی چھوڑ دیتے ہین۔ اور جب چھوڑ دیتے ہین تو اکثر تعلیم سے ہی بالکل دست بردار ہو جاتے ہین۔ مغرب کے شہر والون کا اور نیز جو بڑے بڑے قریات کے رہنے والے اور مغربی اقوام سے ہین اونکا یہی طریقہ ہے وہ اپنے بچون کو حد بلوغ سے آگے جوانی تک اسی طرح تعلیم دیتے ہین۔ اور جب کوئی بڑا ہو جائے اور اپنی عمر کا کچہ حصہ کہو کر پہر قرآن کا پڑھنا شروع کرنے تو وہ بھی یہی وتیرہ اختیار کرتا ہے۔ اس سبب سے اہل مغرب قرآن کے لکہنے اور اوس کے حفظ کرنے مین سب سے بہتر ہوتے ہین۔ اونمین اور کوئی نہین پہونچتا۔

رہا اندلس سو اون کے یہان بھی قرآن کی تعلیم جاری ہے۔ مگر ایک کتاب کی حیثیت سے (یعنے اوس کا رسم الخط جس طرح درحقیقت ہے سکھاتے جاتے ہین۔) اور تمام تعلیم مین اوس بات کی اچھی طرح رعایت کرتے ہین لیکن چونکہ قرآن تعلیم کی اصل وبنیاد ہے۔ اور دین اسلام اور اوس کے علوم کا منبع ہے اوسے تعلیم کی بھی اصل اونھون نے قرار دیا ہے اسلئے وہ فقط قرآن پر اقتصار نہین کرتے بلکہ اپنی اولاد کی تعلیم مین اوس کے ساتھ اکثر شعرا کی کتابین بھی پڑہاتے۔ عبارت نویسی ومضمون نگاری بھی سکھاتے ہین۔ اور قوانین عربیت کی تعلیم بھی دیتے اور یاد کرا تے ہین۔ اور خوشنویسی وکتابت کا بڑا خیال کرتے ہین۔ تعلیم مین ان چیزون کو چھوڑکر صرف قرآن پر ہی زور نہین دیتے بلکہ اس مین سب سے زیادہ اون کی توجہ کتابت پر ہوتی ہے

یہان تک کہ لڑکا حد بلوغ کو پہونچکر جوانی مین قدم رکھتا ہے۔ اس وقت اوسے شعر وسخن اور عربیت مین ایک گونہ دخل ہو جاتا اور اوسے نہین سمجھنے لگتا ہے۔ خط وکتابت مین کمال حاصل کرلیتا ہے اور (تقریباً) تمام علوم سے اوسے تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر اون کے یہان تعلیم علوم کی سند کا طریقہ جاری ہوتا تو بہت ہی اچھا تھا کیونکہ پڑھانے سے علم کو ترقی ہوتی ہے۔ یہ طالب علم اور ون کو پڑھاتے تو ان کے علم مین بھی ترقی ہوتی، مگر چونکہ اون کے ملک مین سند کا طریقہ جاری نہین ہین اون کی تعلیم منقطع ہو جاتی ہے (اور وہ دوسرون کو نہین پڑھاتے اس لئے جو کچھ اونھین حاصل ہوتا ہے وہ سب اسی ابتدائی تعلیم سے ہی ہوتا ہے۔ لیکن اگر خدا کسی کو ہدایت دے تو یہی تعلیم اوس کے لئے کافی ہے۔ اگر اوسے اور ترقی کرنا ہو تو اسی تعلیم سے اوسے اور علم حاصل کرنے کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے۔

اہل افریقیہ (یعنے تونس والے) جب اپنے بچون کو پڑھاتے ہین تو قرآن کے ساتھ اکثر حدیث بھی پڑھاتے ہین۔ اور قوانین علوم کو سکھاتے اور اون کے بعض مسائل کو حفظ کراتے ہین۔ مگر چونکہ اون کی خاص توجہ قرآن پر ہوتی ہے۔ اور اوس کے اختلاف روایات وقرائت کی واقفیت پر زیادہ نظر کرتے ہین۔ خوشنویسی اوس کے تابع ہوتی ہے ورنہ مقصود بالذات اس لئے خوشنویسی مین اونھین کمال نہین ہوتا۔ غرض اون کا طریقہ قرآن کی تعلیم کا اہل اندلس کے طریقہ کے اقرب ہے۔ یہ طریق اونھون نے مشائخ اندلس سے حاصل کیا تھا اندلس والے وہان سے اوسوقت چلے آئے تھے اور تونس مین سکونت اختیار کرلی تھی جب مشرقی اندلس پر نصاریٰ قابض ہوگئے تھے۔ انھین سے اور اون کی اولاد سے ان کی اولاد نے اس کے بعد یہ طریق سیکھا تھا۔

اب رہے مشرق والے تو جہان تک ہم کو معلوم ہوا ہے ہم کہہ سکتے ہین کہ وہ بھی .... تعلیم مین قرآن کے ساتھ دوسری چیزون کی تعلیم مخلوط کردیتے ہین۔ مجھے یہ تو نہین معلوم کہ کس چیز پر زیادہ زور دیتے ہین۔ لیکن جو ہم نے سنا ہے وہ یہی ہے۔ کہ وہ قرآن کے پڑھانے پر زیادہ کوشش کرتے ہین۔ اور علمی کتابون اور اونکے قوانین کو ایام شباب مین پڑھتے ہین تعلیم خط کو اوس مین مخلوط نہین کرتے بلکہ خوشخطی کے واسطے ان کے یہان جدا قانون ہے اور اس کے لئے معلم ہی جدا ہین وہ اوسی طرح سیکھی جاتی ہے جس طرح دوسرے کام سیکھے جاتے ہین بچون کے مکاتب مین اوس کے مشق نہین کراتے۔ اگر تختیون پر لکھاتے بھی ہین تو بہت خوشخطی کے ساتھ نہین۔ بلکہ جو شخص خوشخطی سیکھنا چاہے اوس کے شوق وہمت پر موقوف ہے۔ وہ اوس کے بعد اس فن کے اہل کمال سے سیکھ لیا کرتا ہے۔

اب دیکھنا چاہئے کہ افریقیہ اور مغرب والے جو قرآن پر ہی اقتصار کرتے ہین اوس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اون مین زبان دانی کا ملکہ بالکل نہین پیدا ہوتا کیونکہ قرآن شریف سے کسی قسم کا ملکہ اور ذہنی قوت پیدا نہین ہو سکتی وجہ یہ ہے کہ انسان اوس کی طرح کی کوئی عبارت بنا نہین سکتا۔ تو اوس کی اسلوب پر اور اوس کے مانند عبارت بنانے کی طرف توجہ بھی نہین کرتا اور قرآن کے اسلوب کے سوا اور کسی چیز مین اوسے ملکہ ہی نہین ہوتا اس سے اوسے زبان عربی مین کوئی ملکہ حاصل نہین ہوتا۔ نہ تو عبارت کے لکھنے مین اوسے استعداد ہوتی ہی نہ کلام عرب مین کچھ تصرف ہی کر سکتا ہے۔ یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ افریقیہ والے اہل مغرب سے اس مین کچھ بہتر ہوتے ہین وہ قرآن کے ساتھ کچھ علوم کی عبارتین اور اون کے قوانین بھی حسب مذکورۂ بالا پڑھاتے ہین اونھین عربی مین فی الجملہ تصرف کی قدرت ہوا کرتی ہے کچھ کچھ اپنا ٹوٹا پھوٹا چلا لیتے ہین۔ مگر اونکو بلاغت کا مادہ نہین ہوتا۔

رہے اہل اندلس۔ جو تعلیم مین تفنن اختیار کرتے ہین۔ اور کثرت سے شعر او نظم کے دیوان پڑھاتے انشا پردازی اور ترسل سکھاتے اور ابتدائے عمر سے ہی تحصیل عربیت پر زور دیتے ہین اونھین ملکہ حاصل ہو جاتا ہے۔ عربی زبان مین سب سے زیادہ ماہر ہوتے ہین۔ مگر باقی علوم مین تعلیم قرآن وحدیث پر جو علوم کی اصل واساس ہین پوری پوری توجہ نہ کرنے کے باعث بہت قاصر ہوتے ہین وہ اپنے بچپن کی تعلیم ختم کرنے کے بعد تعلیم ثانی مین جس قدر ترقی کرتے ہین اوسی کے لحاظ سے وہ علم صرف ونحو اور ادب مین درجہ حاصل کر لیتے ہین۔ اگر تعلیم ثانی نہوی تو کم استعداد رہ گئے اور اگر اچھی ہو گئی تو بڑے باکمال ہو جاتے ہین۔

قاضی ابوبکر بن العربی(۱) نے اپنی کتاب الرحلہ مین ایک بہت ہی عجیب وغریب اور جدید طریقہ تعلیم کا لکھا ہے وہ کہتا ہے کہ اطفال کو سب سے اول عربیۃ اور اشعار کو پڑھانا چاہئے جیسے اہل اندلس کا طریقہ ہے۔ کیونکہ اشعار عرب کا دیوان ہین (یعنے عرب کی زبان نظم اور اشعار مین منحصر ہے) زبان کے بگاڑ کی وجہ سے اوسکی اور عربیۃ یعنے نحو کی تعلیم سب سے اول ہونا چاہئے۔ پھر حساب کی طرف توجہ کرنا اور اوس مین اتنی مہارت حاصل کرنا چاہئے کہ اوس کے قاعدہ آجائین اس کے بعد قرآن کو پڑھے اوس وقت وہ بہت آسان ہو جائے گا یہان وہ کہتا ہے افسوس ہمارے ملک والے کیسے غافل ہین بچون کو کتاب اللہ ایسے وقت پڑھاتے ہین کہ وہ اوسے کچھ بھی نہین سمجھتے اور جو چیز ضروری اور اہم نہین ہے اوسی مین مصروف ہو کر ضروری اور اہم کو چھوڑ دیتے ہین پھر کہتا ہے اس کے بعد طالب علم کو اصول دین اوراس کے بعد اصول فقہ فقہ جدل(۱) حدیث مع اپنے علوم متعلقہ کے بالترتیب پڑھانا چاہئے۔ مگر یہ یاد رہے

کہ ایک وقت مین دو علم نہ پڑھائے جائین۔ لیکن اگر طالب علم جودت طبع اور شوق کے لحاظ سے اس لائق ہے تو کچہ مضائقہ نہین۔ یہ طریق تعلیم جو قاضی ابوبکر رحمہ اللہ تعالی نے لکھا ہے واقعی نہایت ہی عمدہ ہے لیکن جو عادت پڑگئی ہے وہ اس کے خلاف ہے۔ چھوٹنا مشکل ہے۔ لیکن یہ عادت جو پڑی ہی وہ اس لئے ہے کہ قرآن کو تبرکًا اور ثواب کے لئے سب سے پہلے پڑھاتے ہین اور یہ بھی اندیشہ کرتے ہین کہ جوش جوانی مین بچون کو آفات کا سامنا ہوا کرتا ہے علم چھوڑ بیٹھتے ہین۔ قرآن کا پڑھنا پھر کیسے ہوسکتا ہے کیونکہ جب تک وہ آغوش مین لینے کے لائق اور چھوٹے ہوتے ہین اون پر حکم چل سکتا ہے۔ لیکن حد بلوغ سے تجاوز کرتی ہی شتر بے مہار ہوجاتے ہین جوانی کی ہوا لگی اور لغویات کے کنارہ اوڑا کر جا ڈالا۔ بچپن کے زمانہ مین قرآن کا پڑھا دینا غنیمت ہے ایسا نہو کہ محض بے بہرہ رہ جائین۔ لیکن اگر یہ یقین ہو کہ لڑکا جوان ہو کر علم کا شوق کرے گا اور تعلیم کو جاری رکھے گا تو جو کچہ قاضی نے لکھا ہے اوس سے بہتر کوئی طریقہ تعلیم کا نہین ہے مغرب اور مشرق دونون کے طریق سے بہتر ہے۔ وَلٰکِن اللہ یَحْکُمُ مَا یَشَاءُ لَا مُعَقِّبَ لِحُکْمِہٖ سُبْحَانَہٗ

اب ابن خلدون کے اس بیان سے جو اوس نے نہایت تشریح کے ساتھ لکھا ہے۔ ابتدائے تعلیم کا حال بخوبی معلوم ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد مسلمانون کے اعلی درجہ کی تعلیم کا حال دریافت کرنے کے واسطے ہمین اون تذکرات کی طرف رجوع کرنا چاہئے۔ جو اونھون نے مسلمان علما کی تعلیم کی نسبت لکھی ہین۔ ابن سینا کی سوانح عمری دیکھنے سے ہمین اوس کی ابتدائے تعلیم کی کچہ حالات دریافت ہوتے ہین۔ اس لئے وہ توجہ کے قابل ہے۔ مگر عبد اللطیف (مورخ مصر) کے خود اوس کی لکھی ہوئی سوانح عمری مین اس سے زیادہ مفصل حالات معلوم ہوتے ہین۔ اس کتاب مین اوس نے جو اپنے زمانہ کے بڑے بڑے نامی گرامی استادون سے تعلیم حاصل کی تھی اوس کا پورا پورا حال لکھا ہے۔ اگر یہ کتاب کچہ کم مشہور ہوتی تو مین اوس کا خلاصہ یہان لکھدینا اپنا فرض سمجھتا۔ لیکن چونکہ وہ دو مرتبہ چھپ چکی ہے اور ہر کسی کو مل سکتی ہے۔ ایک تو عربی اور لیٹن زبان مین موسلی نے چھاپی ہے اور دوسری عربی اور فرانسیسی مین مسٹر ڈی ساسی نے طبع کرائی ہے۔ یہ دوسرا ترجمہ ایسا اچھا اور مشرح ہے۔ کہ اگر مین اوس کا ازسرنو انگریزی مین ترجمہ کرتا تو مین اوس علوم شرقیہ کے نامی گرامی ماہر سے جو میرا بہت ہی بڑا معزز استاد تھا کہین سے کہین پیچھے رہ جاتا۔ ہرگز ہرگز اوس تک نہ پہونچ سکتا

اسی قسم کی ایک تحریر وہ بھی ہے جو ابن خلدون نے اپنی سوانح عمری مین لکھی ہے۔ وہ کہتا ہے

کہ مین نے قرآن کو پڑھ کر اور اوسے حفظ کر کے اوسے پھر از سر نو پڑھنا شروع کیا اور قرأت سبعہ کو سیکھا۔ اور اخیر مرتبہ ان سب قرأتون کو پڑھا اس وقت مین نے سب اکیس مرتبہ قرآن پڑھا تھا بائیسوین مرتبہ سب قرأتین تمام کر لی تھین۔ اور اون دو قرأتون پر اس تعلیم کو تمام کیا تھا جو یعقوب[11] پڑھایا کرتا تھا۔ اسی زمانہ مین دو اور کتابین بھی اوس کے مطالعہ مین رہتی تھین۔ ایک لامیہ جو ابن فیرة[12] الشاطبی کی نظم ہے اور جس مین قرآن شریف کی قرأتون کا بیان ہے۔ اور دوسری رائیہ جو اسی مصنف کی نظم ہے اور قرآن مجید کے رسم الخط پر لکھی ہے اسکے بعد اوس نے تقتضے[13] کو جو ابن عبد البر[14] نے احادیث موطا[15] کے بیان مین تصنیف کی تھی۔ پھر تسہیل[16] مصنفہ ابن مالک اور ابن الحاجب کی مختصر الفقہ کی یہی بہت کتابین پڑھین مگر ان کتابون کو اوس نے حفظ یاد نہ کیا۔ اسی زمانہ مین وہ اپنے باپ اور نیز اپنے پہلے استادون سے صرف و نحو بھی پڑھتا رہا۔ قصائد ستہ[17] حماسہ دیوان ابو تمام[18] اور کچھ حصہ دیوان متنبی[19] کا اور بعض حصص کتاب الاغانی[20] کی بھی پڑھی۔ شمس الدین[21] الکسائی سے جو تونس کا بڑا محدث تھا صحیح مسلم پڑھی اور اجازت بھی حاصل کی۔ فقہ مین خلاصہ المدونہ پڑھا۔ جو ابو سعید البرشانی کا بنایا ہوا اور فرقہ مالکیہ کی فقہ مین ہے علاوہ برین فقہ کی عام واقفیت بھی حاصل کی۔ امام مالک کی موطا بھی پڑھی۔ اور اوس کتاب کی اور نیز سیرة الرسول[22] اور رسالہ ابن صلاح کی جو احادیث کے بیان مین ہے اور نیز اور بہت کتابون کے پڑھانے کی اجازتین بھی لے لین۔ عبد الرحمن ابن المہیمن الحضرمی کے کتب خانہ کو بھی جا کر دیکھا۔ جو مراکو کا ایک بہت بڑا محدث اور نحوی تھا۔ اور شہر تونس تک اوس کے شاہنشاہ ابو الحسن کے ساتھ وزیر ہو کر گیا تھا۔ اسکا کتب خانہ مین حدیث فقہ صرف نحو لغت علم حکمت ادب اور نظم کے تین ہزار کتابون سے زائد تھین اور ہر ایک نسخہ نہایت تحقیقات اور صحت سے لکھا گیا اور اوس کی تصدیق کیلئے بڑے بڑے علما کی دستخط اون پر موجود تھی۔ ایک اور استاد سے اوس نے منطق علم کلام فقہ وغیرہ علوم عقلی اور فلسفی حاصل کئے جس زمانہ مین وہ ان علوم کو پڑھا کرتا تھا اوسی وقت بڑے بڑے علما کی مجالس علمیہ مین جاتا آتا۔ اور اون کی صحبت سے فیض اوٹھاتا تھا۔ اس تمام تحصیل کے بعد اوس نے تین سال تک ایک اور شیخ ابو عبد اللہ الابلی سے بھی استفادہ کیا اس کے بعد وہ کہتا ہے مجھے معلوم ہوا کہ مین کچھ جانتا ہون اس وقت اوس کی عمر کا بیسوان یا اکیسوان سال تھا جو اوس نے اپنی تحصیل ختم کی تھی۔

(۱) دیکھو ترجمہ دیباچہ انگریزی جلد اول فقرہ نمبر ۱۹۔

(۲) دیکھو تذکرہ سیبویہ نمبر ۴۳ متوفی سنہ ۱۸۰ھ۔

(۳) دیکھو تذکرہ فارسی نمبر ۱۵۵ متوفی سنہ ۳۷۷ھ۔

(۴) دیکھو تذکرہ زجاج نمبر ۱۲ متوفی سنہ ۳۱۱ھ۔

(۵) مترجم انگریزی کا یہ قول تو بداہتہً غلط ہے۔ کہ عربون نے جاہل اور ناقابل رہنے کو عالم اور لائق ہونے سے بہتر سمجھا ہوا اور ایسے ہی یہ بھی یقیناً صحیح نہین ہے۔ کہ اونہون نے غرور کی وجہ سے علم نہ پڑہا ہو بلکہ صرف استنی ہی بات ہے۔ کہ وہ عیش و عشرت مین پڑگئے اور دولت کے مزے اوڑانے لگے تھے جس کو مَن مانی مرادین ملین تو کون ہے کہ وہ محنت سے کام کرے اور مفت مین آرام و آسایش پر لات مار کر مصیبت مین پھنسے۔ لیکن یہ جواب صرف طبقۂ امرا کی عربون کے طرف سے ہو سکتا ہے رہے طبقہ اوسط و ادنیٰ اوس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عثمان کے قتل کے بعد حضرت علی نے جب خلافت اپنے ہاتھ مین لی۔ تو بہت جلد مدینۃ النبی کو جسے حکم ربانی سے اوسکے رسول نے اپنا دار الھجرت بنایا تھا چھوڑنا پڑا اور ایک عرصہ کی نقل و حرکت کے بعد کوفہ مین اپنا صدر قائم کیا۔ اسکے بعد بنی اُمیّہ کی خلافت قایم ہوی تو چونکہ اون کے قوت کا مقام دمشق تھا وہ وہان سے مدینہ نہ آسکے اور جب ایک مرتبہ اون کا صدر وہان قائم ہوگیا اوس کے تبدیل کی طرف کسی کو پوری پوری توجہ نہ ہوی۔ اودھر حضرت علی کی وجہ سے اون کے متبعین اور بنی امیہ کے مخالف عراق مین بلکہ اوس سے بھی مشرق کو خراسان مین ہی جمے رہتے اور اوسی قرب و جوار مین بنی عباس کی قوت پیدا اور قائم ہوئی اونہون نے اپنا صدر بغداد مین قایم کیا۔ اسیواسطے عرب اور غیر عرب سب عراق کی طرف جھک پڑے۔ اور ہر قسم کے ارباب کمال وہان جمع ہوگئے۔ خلافت بنی عباس مین گو خلیفہ عربی النسل تھا۔ مگر امرائے دولت عراقی و خراسانی یا تو عجمی النسل تھے یا مُوَلّدین اور مستعجم۔ پھر او نھین کے ملک مین اوس کا صدر بنایا گیا اس لئے سلطنت سے جو فوائد حاصل ہو سکتے تھے وہ قربت کی وجہ سے اونھین لوگونکو حاصل ہوئے۔ اور رفتہ رفتہ اہل عجم نے علم کا کام اپنے ہاتھ مین لے لیا۔ عرب بُعد کی وجہ سے اوس سے محروم ہوگئے اگر اسلامی قوت کا مرکز مدینۃ النبی مین ہوتا تو علوم اسلامیہ کے بانی عرب ہوتے۔ اور بہت سی اخلاقی خرابیان جو علوم اسلامیہ مین پڑین وہ ہرگز نہ ہوتین۔ دیکھو جب تک ہندوستان مین دہلی دار السلطنت رہا۔ ہندوستان خاص کے باشندہ تمام علوم و فنون اور کمالات کے مالک رہے۔ جب انگریزی عہد مین کلکتہ دار الحکومت ہوا تو بنگالی انگریزی مین تمام ہندوستان سے مقدم و ممتاز ہوگئے۔ اس کی ہزارون مثالین تاریخ مین موجود ہین نہ مدینۃ النبی سے کرسی خلافت اوٹھائی جاتی نہ علوم شرعیہ عربون سے نکل کر غریبۃ النسبۃ اور پردیسی پیدا ہوتے ہ عراق مین دار الخلافت کے ہونے سے عربی زبان گندی

ہوگئی جس کے نمونہ تاریخ ابن خلکان مین بھرے پڑے ہین۔ اچھی عربی کے واسطے روایت کا سلسلہ قایم کرنا پڑا جس سے اہل علم کے دماغ اسی مین مصروف ہوگئے۔ دوسرے علوم وفنون مفیدہ کی ایجاد اور ترقی کی گنجایش نہ رہی عربی زبان مین غیر عربون نے جو کتابین لکھین اوس مین اپنی عربی لیاقت جتانے کی خاطر مشکل عربی مین لکھین جس سے جو علوم اون مین بیان کئے گئے وہ گویا سات قفلون کے اندر بند کر دئے گئے کسی انسان نے اون کی طرف توجہ نہ کی۔ اور آخر دیمک نے کھا کر دنیا سے اونھین معدوم کر دیا۔ اگر اون نقصانات کی تفصیل کی جائے جو حجاز سے کرسی خلافت کے اوٹھ جانے سے اسلام مین پیدا ہوئے تو ایک مستقل کتاب بنانا پڑیگی۔

(۶) یہ سچ ہے کہ اہل فارس نے اسلامی علوم کی خدمت کی اور عربون کے ہاتھ سے یہ کام نہوا۔ مگر نہ اس وجہ سے کہ عجمی تھذیب مین بڑھے ہوئے تھے بلکہ اس وجہ سے بنی امیہ کے ہاتھ سے سلطنت نکل کر بنی عباس کے ہاتھ مین جانے کے یہ معنی تھے کہ عربون سے سلطنت نکل کر اہل فارس کے ہاتھ مین چلی گئی۔ سلطنت بنی عباس سلطنت فارس تھی عرب اگر اس سلطنت مین تھے تو صرف فوج مین تھے۔ رسول کے کام سب اہل فارس کے ہاتھ مین تھے۔ اس سے اونھون نے فائدہ اوٹھایا اور اسلامی علوم کو اپنا کر لیا۔ اگر صرف تھذیب ہی اس کا باعث ہوتی تو شام کے رومی اور مصر کے قبطی بھی جو تھذیب مین خصوصاً نصرانیت سے متاثر ہونے کی باعث علوم دینیہ مین ایرانیون سے بھی زیادہ تھے اسلام کے خادم بنتے۔ ہم نھین دیکھتے کہ شاذ ونادر کے سوا کسی رومی یا قبطی نے اسلام کا کوئی کام کیا ہو۔ حالانکہ ان مین سے بھی بے انتھا اسلام لائے تھے۔

(۷) دیت اوس مال کو کہتے ہین جو کسی انسان کے قتل یا اوس کے کسی عضو کو ناقص کرنے کے سبب سے دیا جاتا ہے۔ دیت مغلظہ سو اونٹنیان قتل شبہ عمد مین دے جاتی ہے دیت مخففہ ہزار دینار سونے کے یا دس ہزار درہم چاندی کے قتل خطا یا جاری مجرے خطا مین دی جاتی ہے۔ اور اگر مقتول عورت ہو یا کوئی نصرانی یہودی یا مجوسی مذہب کا آدمی ہو دیت نصف دی جاتی ہے۔ اگر کسی کے دونون ہاتھ یا دونون پاؤن یا دونون آنکھین ضائع کردی جائین تو پوری دیت دی جائیگی۔ ایک ہاتھ ایک پاؤن ایک آنکھ کے لئے نصف دینا پڑیگی ناک کان زبان عقل اور عضو تناسل کے نقصان سے پوری دیت دی جاتی ہے۔

(۸) دیکھو ترجمہ دیباچہ انگریزی جلد اول فقرہ ۲۶۔

(۹) دیکھو تذکرہ۔ ۵۹۸۔

(۱۰) جدل علمائے شرع کی اصطلاح مین وہ فن ہے۔ کہ جس مین ادلہ وبراہین کا مقابلہ کر کے ارجح ومرجوح کو

دیکھا جاتا ہے۔

(۱۱) یہان یعقوب سے مراد یعقوب بن اسحاق الحضرمی ہے۔ جو ایک بہت بڑا قاری گذرا ہے ابن خلکان نے اس کا تذکرہ لکھا ہے۔ دیکھو تذکرہ ۷۹۹۔

(۱۲) دیکھو تذکرہ قاسم ابن فیرۃ الشاطبی نمبر ۱۰۵۔ لامیہ سے مراد یہان اوس کی کتاب حرز الامانی ہے۔

(۱۳) دیکھو تذکرہ ۸۰۸۔

(۱۴) دیکھو تذکرہ ۵۲۲ نوٹ ۱۲۔

(۱۵) تسہیل نحو مین ابن مالک کی تصنیف سے ہے۔ جو الفیہ کا مصنف ہے۔ اور جس نے سنہ ۶۷۲ھ (۱۲۷۳ء) مین وفات پائی ہے۔

(۱۶) دیکھو تذکرہ ۳۸۶۔

(۱۷) یہ چھ شاعر یہ ہین۔ امرا القیس[۱] نَابِغَہ[۲] عَلْقَمہ[۳] زُہَیْر[۴] طَرَفَہ[۵] عَنْتَرَہ[۶]۔

(۱۸) دیکھو تذکرہ ۱۴۳۔

(۱۹) دیکھو تذکرہ ۴۹۔

(۲۰) دیکھو تذکرہ ۳۱۴۔

(۲۱) دیکھو تذکرہ ۳۳۵۔

(۲۲) دیکھو تذکرہ ۲۵۳۔

ترجمہ

دیباچہ انگریزی تاریخ ابن خلکان

مندرجہ جلد چہارم انگریزی

حیات ابن خلکان

۱۔ دریاے دجلہ کے دست چپ پر صوبہ موصل کے حصہ جنوبی کے مقابل ملک کا ایک وسیع خط واقع ہے جسکی شمال مین دریاے زاب الاکبر ہے مشرق مین کوہستان ہے جو مابین سلطنت عثمانیہ و حکومت فارس حد فاصل ہے۔ اوس کے جنوبی حد ایک مفروضہ ہے جو قریہ کفری سے دریاے دجلہ تک چلا گیا ہے۔ مغربی حد اوسکی دریاے دجلہ ہے۔ دار الحکومت اسکا اربلہ ہے جو موصل سے شمال و شمال مشرق کو بیس گھنٹہ یا بیس فرسخ کے فاصلہ پہ واقع ہے۔

۲۔ سنہ ۵۸۶ھ (سنہ ۱۱۹۰ء) سے لیکر سنہ ۶۳۰ھ (سنہ ۱۲۳۳ء) تک چالیس سال سے زیادہ سلطان صلاح الدین کا نسبتی بھائی دار الحکومت اربلہ مین حکومت کرتا رہا۔ اور اس جلیل القدر شاہنشاہ کی عہد مین خوب چین چیان امن و امان سے بسر کیا۔ اس حاکم کا نام کوکبوری تھا جو ایک ترکی لفظ غوکبوری کا بگڑا ہوا ہے۔ اور جس کے چغتائی محاورہ مین گرگ نیلگون[1] کے معنی ہین۔ اوس زمانہ کے دستور کے موافق جو بڑے بڑے لقب ہوا کرتے تھے اس سردار کا لقب ملک معظم مظفر الدین تھا۔ اس کے باپ کا نام علی بن بکتگین[2]

اور لقب زین الدین کوچک تھا جو سلطان نورالدین کا باجگزار اور بڑا وفادار تھا۔ کوکبوری سلطان صلاح الدین
کے ساتھ جنگ صلیبی مین بڑی مستعدی سے اوس کا شریک رہا اور عربی مورخ کہتے ہین کہ دشمن کے
مقابلہ مین اسے ہمیشہ فتح ہی رہی سلطان صلاح الدین نے اسے شہر اربلہ اور اوس کے صوبہ کی حکومت
دے رکھی تھی۔ لیکن یہ ایسی حکومت کرتا تھا جیسے کوئی خود مختار حکومت کرتا ہو۔ جو کچھ ملک کی آمدنی ہوتی
اُس سے مساجد بنواتا۔ مدارس اور شفاخانہ جاری کرتا۔ بیوگان یتامی اور لاوارثی اطفال وغیرہ کیلئے
محتاج خانہ بناتا اور ان کی پرورش کرتا تھا۔ ابن خلکان نے اس کا حال بڑی تشریح سے اپنے کتاب
مین لکھا ہے۔ اور مذہب اسلام کی محبت سے جو جو کام کوکبوری نے رفاہ عام کے کئے تھے اونکا
حال نہایت دلچسپی کے ساتھ بیان کیا ہے[۳]۔

فقہا علما اور طالب علم اوس کے پاس آتے اور انواع واقسام کے انعامات ووظائف پاتے تھے۔ ابن خلکان
مصنف کتاب وفیات الاعیان کو بھی اپنے طالب علمی کے زمانہ مین اس سے بڑی مدد ملی تھی۔

۳۔ یہ بھی یہان کہدینا مناسب ہے کہ صوبہ موصل پر بھی جو دریائے دجلہ کے مقابل ہے تقریباً
اسی زمانہ مین ایک اور سردار حکومت کرتا تھا جو عقل ودانش وداد ودہش مین والی اربل کا ہمسر تھا۔ بدرالدین
لولو الملک الرحیم اوس کا نام اور لقب تھا۔ اور عزالدین ابن الاثیر کا بہت بڑا مربی اور دوست تھا اسی کی
امداد واعانت سے اس مورخ نے اپنی جلیل الشان کتاب الکامل تصنیف کی تھی۔

۴۔ خاندان بنی خلکان جعفر بن یحیی بن خالد برمکی کی نسل سے تھا۔ اور شہر اربل مین بڑی عزت کی نگاہون
سے دیکھا جاتا تھا۔ ہمارے مورخ کے پرداداکے نام سے یہ خاندان خلکانی کہلاتا تھا۔ موسیو ڈی
ساسی اپنی کتاب کرسٹامیتھی عرب کی تیسری جلد طبع ثانی صفحہ ۴۳۰ مین لکھتا ہے کہ خلکان کا نام اسکے
نسب نامہ مین نہین ہے۔ لیکن اوس فہرست مین جس کا وہ خود حوالہ دیتا ہے اور جو تذ مین نے اپنی کتاب
کانسپکٹس مین اور ایک اور فہرست مین جو ابوالمحاسن نے اپنی کتاب منہل کے تذکرہ ابن خلکان مین دی
ہے خلکان کا لفظ یقیناً موجود ہے علاوہ برین طبقات الفقہا طبقات الشافعین مین بھی ہمارے مصنف
کے نسب نامہ مین یہ لفظ مندرج ہے۔

۵۔ لیکن اس امر مین بہت بڑا شبہ ہے کہ اس کا اصلی تلفظ کیا ہے۔ عربی مین خلکان لکھا ہوا ہے
حرف ل پر نہ تو سکون ہے اور نہ تشدید۔ لیکن ہم نے جو اپنی کتاب مین خلکان بہ تشدید لام لکھا ہے یعنی

غالباً اوس کا صحیح تلفظ ہے۔

۶ - ابن خلکان کا خاندانی نام برمکی تھا۔ مگر درحقیقت اس خاندان کی بنیاد یحییٰ بن خالد سے ہوئی تھی جو ایک مشہور شخص اور برمک کا پرپوتا تھا۔ اس کے نسب نامہ کی مجکو تین جدا جدا نقلین ملی ہین۔ ایک توتڈ مین نے اپنے کانسپکٹس مین کسی گمنام مصنف سے لیکر لکھی ہے۔ دوسری ایک قلمی نسخہ سے ملی ہے جو کتب خانہ سینٹ جرمن مین نمبر ۳۰۸۳ پر ہے۔ تیسری ابو المحاسن(۳) کی کتاب المنہل سے لی گئی ہے ابن خلکان کے خاندان پر کوکبوری اور اوس کا باپ ابن بکتگین بڑی مہربانی کرتے تھے۔

۷ - ابن خلکان خود کہتا ہے کہ "ہمارے(۴) خاندان پر مظفر الدین کوکبوری کا اتنا بڑا احسان ہے کہ ہر چند ہم گوشہ نشین کرین مگر اوس کے ایک ادنیٰ حصہ کا بھی شکریہ ادا نہین کر سکتے۔ جو جو عنایتین اوس نے ہم پر کی ہین اور جو جو اوس کے آباؤ اجداد سے ہوتی آئی ہین اونکی انتہا نہین۔" ایک اور مقام پر وہ کہتا ہے "کہ اوس کا باپ محمد بن ابراہیم اوس مدرسہ کا مدرس تھا جو اربل مین ملک معظم مظفر الدین یعنی کوکبوری نے قائم کیا تھا اور اپنے اخیر دم تک وہان پڑھاتا رہا تھا۔ ۲۱ شعبان ۶۱۰ھ (۵ جنوری ۱۲۱۴ء) مین اوس نے وفات(۵) پائی۔ ابن خلکان اوس وقت دوسرے سال مین تھا۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ ۱۱ ربیع الثانی ۶۰۸ھ (۲۲ ستمبر ۱۲۱۱ء) کو مین اربل مین اوس مدرسہ مین پیدا(۶) ہوا تھا جس کی بنیاد کوکبوری نے قائم کی تھی۔ اس سے قیاس چاہتا ہے کہ اوس کا باپ مدرسہ مین جو پڑھتا تھا یہ بھی غالباً والی اربل کی ایک خاص عنایت تھی۔ اوس کی مان کا نام تو ہمین نہین معلوم۔ مگر وہ خلف ابن ایوب کی بیٹی تھی جو حضرت امام ابوحنیفہ کے شاگردون مین(۷) تھا۔ اوس کے بھائی ضیاء الدین عیسیٰ کا حال ہم صرف اتنا ہی جانتے ہین کہ ۶۲۶ھ (۱۲۲۸ء) کے قریب وہ حلب کو بہاء الدین بن شداد مصنف حیات صلاح الدین(۸) کے پاس پڑھنے کے لئے گیا تھا۔ غالباً وہ بھائیون مین بڑا تھا اور ہمارے رائے مین اوس وقت سولہ برس کا ہوگا۔

۸ - قبل اس کے کہ ابن خلکان دو برس کا پورا ہو اوس نے اپنے باپ سے (زبانی) تعلیم کی کچھ ابتدائی باتین یاد کی تھین۔ اوسی زمانہ مین اوس نے ایک بہت بڑی عالمہ بی بی زینب(۹) بنت الشعری سے جو زمخشری سے نامی گرامی شخص کی شاگردون سے تھی اجازت پائی تھی۔ اس امر کی کہ جو جو چیزین مین نے اسسے پڑھائی تھی وہ اس کو خوب آتی ہے۔ اون استادون کے نام یہان لکھدینا کچھ ضروری نہین جن سے ابن خلکان نے اپنے ابتدائی زمانہ مین کچھ علم حاصل کیا تھا۔ تاہم ایک شخص کا ذکر کرنا یہان مناسب معلوم ہوتا ہے

اس کا لقب شرف الدین اور خاندان بنو منا سے تھا جو بڑا نامور اور محترم خاندان تھا جس مین بہت لوگ عالم فاضل ہوئے ہین[۱۰]۔ ابن خلکان کہتا ہے جب مین بچا تھا[۱۱] تو اوس کے پاس سبق پڑھنے جاتا تھا وہ بہت ہی اچھا آدمی تھا۔ جب مجھے یاد ہوتا ہے تو اوس کے بغیر دنیا مجھے بالکل ناچیز معلوم ہوتی ہے۔

۹۔ کئی برس تک وہ اربل مین قیام پذیر رہا ۶۱۸ھ (۱۲۲۱ء) مین وہ وہین تھا جب کہ کسی نے ابن المستوفی[۱۲] کے قتل کے لئے اوس پر حملہ کیا تھا جب اوسکی تیرہ برس کی عمر تھی تو اوس نے شیخ محمد بن ہبۃ اللہ الصوفی[۱۳] کے پاس صحیح بخاری کی سماعت کی تھی۔ ۶۲۳ھ (۱۲۲۶ء) مین اوس نے ابن عنین کو اربل مین دیکھا تھا۔ یہ شاعر وہان کسی معاملہ مین سفیر ہو کر گیا تھا[۱۴]۔ ۶۱۸ھ اور ۶۲۶ھ (۱۲۲۱ء اور ۱۲۲۹ء) کے درمیان اربل سے وہ موصل کو کوئی دس مرتبہ سے زیادہ گیا۔ جہان ضیاء الدین بن الاثیر مصنف تاریخ کامل کا بھائی رہتا تھا۔ ابن خلکان کہتا ہی کہ مین نے بہت کوشش کی کہ اوس سے ملون[۱۵] اور کچھ علم حاصل کرون وہ میرے باپ کا بڑا گہرا دوست تھا۔ مگر مجھے اپنے منصوبہ مین کامیابی نہ ہوئی۔ ۶۲۵ھ (۱۲۲۷ء) مین اوس نے اس غرض سے کہ حلب مین جا کر تحصیل علم کرے اپنا وطن چھوڑ دیا۔

۱۰۔ اوس زمانہ مین شام کا شمالی ملک ایک جدا عملداری تھی جسکی دار الحکومت حلب تھی۔ وہان کے حاکم الملک الظاہر نے جو صلاح الدین کے بیٹون مین سے تھا قاضی ابو المحاسن کو جس کا دوسرا نام لقب ابن شداد تھا اور جو بہاء الدین کے نام سے تمام مین مشہور تھا اپنا وزیر اور خاص مشیر مقرر کر لیا تھا اس سے قبل یہ کارپرداز صلاح الدین کا وزیر اور کاتب رہ چکا تھا۔ اسی شخص نے بعد مین سلطان صلاح الدین کی تاریخ بھی لکھی تھی جس کا ترجمہ البرٹ شلٹن نے فرنچ زبان مین کیا ہے۔ بہاء الدین کے آنے سے قبل حلب مین اعلی درجہ کے مدارس بھی بہت ہی کم تھے۔ اور اہل علم شاذونادر ہی رہتے تھے۔ ابو المحاسن بہاء الدین نے اس لئے مدارس پر توجہ کی اور اونکا انتظام درست کر کے اچھے اچھے ذی علم استاد وہان مقرر کئے۔ اس لئے اوسکے ایام حیات مین ہی وہان بڑے بڑے کتنے ہی مدرسے جاری ہو گئے اوس نے خود بھی اپنے ذاتی مصارف سے ایک اعلی درجہ کا مدرسہ اور ایک چھوٹا مدرسہ صرف اون احادیث کی تعلیم کیلئے قایم کیا تھا جو خاص رسول مقبول سے تعلق رکھتے ہین خلکان کہتا ہی کہ جب حلب کی یہ حالت ہو گئی تو اطراف و اکناف سے

۴ اہل علم وہان آ گئے تعلیم و تعلم کا بازار گرم ہو گیا اہل علم کا ایک -

ایک مجمع کثیر وہان نظر آنے لگا۔ میرے باپ سے اور اس قاضی ابوالمحاسن بہاءالدین سے اوس زمانہ سے دوستی تھی۔ کہ یہ دونون موصل مین ساتھ ساتھ پڑھا کرتے تھے۔ میرے جانے سے کچھ روز قبل میرا بھائی وہان گیا تھا کہ بہاءالدین کی نگرانی مین پڑھے۔ ہمارے شہر کے والی (کوکبوری) نے ایک خط اوسے (یعنے بہاءالدین کو) بڑے زبردست الفاظ مین اوس کی سفارش مین لکھدیا تھا اس خط مین اوس نے لکھا تھا کہ آپ جانتے ہین ان لڑکون کے ساتھ کس قسم کا سلوک کرنے کی ضرورت ہے یہ اوس شخص کے بیٹے ہین جو میرے لئے میرے بھائی کی طرح تھا اور اسی طرح آپ کے لئے بھی بھائی سے کم نہ تھا۔ اس سے زیادہ مین اور کوئی سفارش کرنے کی ضرورت نہین سمجھتا۔

۱۱۔ رمضان ۶۲۶ھ کے اخیر (قریب ۲۰ اگست ۱۲۲۹ء) مین ابن خلکان اربل سے نکلا۔ موصل پہونچکر اوس نے کمال الدین بن منا سے شرف خدمت حاصل کیا جو اپنے زمانہ کا اعلم العلماء اور نامی گرامی فقیہ صوفی اور ریاضی دان تھا۔ جس کا آئندہ چلکر اوس نے ایک تذکرہ بھی (اپنی کتاب مین) لکھا ہے وہ کہتا ہے کہ مین اوس کے پاس اکثر جایا کرتا تھا۔ اس وجہ سے کہ وہ میرے والد مرحوم کا بڑا گہرا اور بے تکلف دوست تھا مگر مین اوس سے علمی فائدہ نہ اوٹھا سکا۔ کیونکہ موصل مین مین نہ رہ سکا۔ اور مجھے شام کو جانا پڑا تھا۔ شوال ۶۲۶ھ غالباً ۶۲۶ھ (اگست ستمبر ۱۲۲۹ء) مین ابن خلکان اوس صوبہ مین ہوکر گذرا جس کا اوس زمانہ مین شرقیہ[19] نام تھا۔ اور حرّان[20] سے ہوکر حلب کو روانہ ہوا جہان وہ یکم ذی القعدہ (۲۱ ستمبر) سن مذکور کو جا داخل ہوا[21]۔

۱۲۔ ابوالمحاسن بہت ہی بامروت شخص[22] تھا۔ اوس نے ہماری نہایت خاطر داری کی۔ اور حتی المقدور کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ اپنے مدرسہ مین رہنے کو جگہ دی۔ اون لڑکون کی فہرست مین ہمارا نام درج کیا جنھین کھانا مدرسہ کی طرف سے دیا جاتا تھا۔ اور اگرچہ ہم عمر مین کم اور مبتدی تھے مگر بڑے درجہ کے ارکان مین شامل کیا۔ اس طرح یہ مین اور میرا بھائی اوس کے مرنے تک وہین رہے۔ ۱۴ صفر ۶۳۲ھ (۸ نومبر ۱۲۳۴ء) کو اوس نے وفات پائی تھی۔ اس زمانہ مین درس کا کوئی عام قاعدہ نہ تھا۔ کیونکہ ہمارے اوستاد ابوالمحاسن کی عمر بہت ہوگئی تھی۔ اعضا مین ضعف آگیا تھا۔ اوٹھنا بیٹھنا دشوار تھا۔ چہ جائیکہ وہ مضامین اپنے حافظہ مین جماتا اور آکر طلبہ کو درس دیتا۔ اس واسطے اوس نے طالب علمون کو چار عالمون کے سپرد کر رکھا تھا۔ اور ان چارون اساتذہ سے مدرسہ کے طالب علم سبق پڑھا کرتے تھے۔ مین اور بھائی شیخ جلال الدین کے

الماہانی سے سبق لیتے تھے۔ وہ ہمارے ہی وطن کا آدمی تھا اور میرے باپ کا ہم سبق رہ چکا تھا۔ اس کے بعد مین شیخ نجم الدین بن الخبّاز کے پاس مدرسۂ سیفیہ کو جانے لگا۔ اور اوس سے امام غزالی کا رسالہ فقہ الوجیز ابتدا سے لیکر باب اثبات تک پڑھا۔

۱۳۔ اوس زمانہ مین حلب مین طالبان علم و اہل علم کا بڑا مجمع تھا۔ موفق الدین ابن الصائغ نحوی تمام علما مین بڑا سمجھا جاتا تھا۔ کوئی اوسکو نہین پہونچتا تھا۔ مین نے اوسی سے پڑھنا شروع کیا۔ وہ جامع مسجد مین پڑھاتا اور شمالی مقصورہ مین بیٹھتا تھا۔ لیکن بعد مغرب عشا تک رواحیہ مدرسہ مین سبق دیتا تھا۔ مین نے اوس سے اللمع مصنفہ ابن جنی پڑھنا شروع کی تھی اور اوسکا بہت بڑا حصہ اوسی سے پڑھا تھا۔ علاوہ برین جو درس اور طلبا کو دیتا اوسکی بھی سماعت کرتا تھا۔ یہ واقعہ آخر ۶۲۷ھ (اکتوبر نومبر ۱۲۳۰ع) کا ہے[۲۳]۔ اس کے بعد ابن خلکان اس استاد کی بہت بڑی تعریف کرتا ہے۔ ایک دوسرے مقام پر[۲۴] کہتا ہے کہ جب وہ حلب مین آیا تو علامہ ابن الاثیر جزری صاحب تاریخ کامل سے ملا۔ جو اوس زمانہ مین بطور ایک مہمان کے اتابک (یعنی شاہزادہ کے اتالیق کے) یہان ٹھہرا ہوا تھا۔ وہ کہتا ہے کہ مین اوسکے پاس اکثر جایا کرتا تھا۔ کیونکہ اوس سے اور میرے والد مرحوم سے نہایت ہی خلوص تھا اوس نے میری نہایت خاطرداری کی۔ جب تک وہ موصل کو نہ گیا مین ہمیشہ بلاناغہ اوس کے پاس جاتا آتا رہا۔

۱۴۔ ابن خلکان نے جو اپنی ابتدا تعلیم کا حال لکھا ہے وہ صرف اسی قدر ہے جو ہم نے اوپر بیان کیا جن کتابون کا اوس نے ذکر کیا ہے وہ صرف امام غزالی کا ایک رسالہ فقہ مین ایک نحو کی کتاب ابن جنی کی اور حدیث مین صحیح بخاری ہے۔ لیکن ان کے علاوہ یقیناً اوس نے اور بہت سی کتابین زبانی پڑھی ہونگی۔ علم کلام فقہ شافعیہ نحو لغت وغیرہ ضرور سیکھا ہوگا اور وہ کتابین پڑھی ہونگی جو اوس زمانہ مین ان علوم مین پڑھائی جاتی تھین۔

۱۵۔ آغاز ماہ شوال ۶۳۲ھ (۱۰ جون ۱۲۳۵ع) کو بہاء الدین کے مرنے سے تقریباً سات مہینے بعد وہ دمشق کو ابن الصلاح[۲۶] کے پاس گیا اور ایک سال تک وہان رہکر خوب محنت سے کتابین پڑھتا رہا۔ ۶۳۳ھ مین بھی وہ اسی شہر مین تھا اور دو سال بعد بھی رجب کے مہینے (مارچ ۱۲۳۸ع) مین بھی وہ دمشق کی بڑی مسجد مین موجود تھا۔ جبکہ سلطان الملک الکامل کے مرنے کا حال عام لوگون مین مشتہر کیا گیا تھا[۲۷]۔

ملک شام مین دس سال رہنے کے بعد ۶۳۶ھ (۱۲۳۸ع) مین وہ مصر کو گیا[۲۸] اور اوسی سال کے

پانچ مہینے اسکندریہ مین بسر کئے[29]۔ دوسرے سال کے اخیر مین بھی ہم اوسے قاہرہ مین ہی قیام پذیر
پاتے ہین جہان اوس نے بہاء الدین الزہیر سے ملاقات کرلی تھی جو بہت بڑا نامی گرامی عالم اور
سلطان الملک الصالح ایوب کا کاتب تھا[30]۔

۱۷- اب ہم کو ایک عرصہ تک ابن خلکان کا حال کچھ معلوم نہین ہوتا۔ لیکن ۶۴۵ھ (۱۲۴۷ء) مین
اوسے قاہرہ مین عدالت کی کرسی پر بیٹھا ہوا دیکھتے ہین[31] اس وقت وہ قاضی سنجر کے جو تمام مصر کا قاضی
القضاۃ تھا نیابت کا کام کر رہا تھا[32]۔ یہان ہم اوس حکایت کی تکرار مناسب نہین سمجھتے جو اوس نے
اپنے ایک ہم وطن جمال الدین بن عبد کے بیان کی ہے اور جو ابونواس کے تذکرہ مین لکھی گئی ہے۔
ابن خلکان کا ایک بہت ہی مختصر تذکرہ اوس کی کتاب کے ایک قلمی نسخہ نمبر ۸۲ کتب خانہ سنٹ جرمنا
کے پہلے صفحہ پر لکھا ہے اوس مین لکھا ہے کہ اس نیابت قضا سے وہ المحلۃ کا قاضی ہو گیا تھا
غالباً یہ وکلہ کا محلہ ہوگا جو قاہرہ اور دمیاط کے درمیان واقع ہے۔ ابن خلکان کمال الدین بن مناکی
بیان مین کہتا ہے کہ زندگانی کے بہت سے فراز و نشیب کے بعد اوس کی شادی ہو گئی[33] اور موسی اوسکا
بڑا بیٹا صفر ۶۵۱ھ (اپریل ۱۲۵۳ء) مین بمقام قاہرہ پیدا ہوا۔ اس سے تین سال بعد اوس نے
اپنی کتاب وفیات الاعیان کی پہلی کاپی ختم کی۔ مگر اسے اس نے پھر بھی دوہرایا ہے[34]۔ ذی القعدہ
۶۵۹ھ (ستمبر اکتوبر ۱۲۶۱ء) مین تمام ملک شام کا قاضی القضاۃ مقرر ہو کر آیا۔ دمشق اوسکا دار المقر تھا
جہان کہ وہ ملوک سلطان بیبرس[35] البندقداری کے ساتھ جو ایک سال قبل مصر اور شام کے تخت کا
مالک ہو گیا تھا آیا تھا۔ اسی سلطان نے اُسے شام کے قضا کا عہدہ عنایت کیا تھا۔ اس واقعہ
کے تین سال بعد فرقہ حنفیہ مالکیہ حنبلیہ کے لوگ اوس کے احاطۂ اقتدار سے باہر نکل گئے۔ اسی
سلطان نے ان فرقون کے واسطے اون کے فرقہ والون مین سے جدا جدا قاضی مقرر کر دئے۔ اب
صرف شافعی فرقہ والے ہی ابن خلکان کے ماتحت رہے۔

۱۸- دس سال تک ابن خلکان اس عہدہ کا کام کرتا رہا سب لوگ بہمہ وجوہ راضی اور خوش رہے لیکن ۶۶۹ھ (۱۲۷۰ء) کے آخر
مین اوسکی بجائے ابن الصائغ بھیجا گیا[36]۔ جب شام کی دار الحکومت مین اوسکو کوئی امید بہبود باقی نہ رہی تو وہ مصر کو لوٹ گیا۔ اور مدرسہ
فخریہ مین مدرسی اختیار کرلی جو قاہرہ[37] کے عام مدارس مین سے ایک مدرسہ تھا یہان سات سال بسر کئے۔ اس زمانہ مین وہ نہایت [illegible]
بھی تھا لیکن اوسوقت اوسکی آمدنی بہت قلیل تھی کہ بدر الدین خزانہ دار شاہی نے اوسے ایک بہت بڑی رقم نقد کی اور ایک بیت[38] [illegible]

(غالباً سالانہ) دینے کے لئے حکم دیا تھا۔ مگر اوس نے یہ بڑا عطیہ منظور نہ کیا اس زمانہ مین معلوم ہوتا ہے کہ اوس کے وقت کا بڑا حصہ شعر و سخن کے پڑھنے اور لغوی تحقیقات مین صرف ہوتا تھا۔ دیوان متنبی (۲۹) کا کوئی اوس سے بہتر جاننے والا نہ تھا۔ اور اگر ہم اوس مضمون کا اعتبار کرین جو ایک تاریخی تصنیف شیخ تاج الدین الفزاری سے لیا گیا اور فقہائے شافعین کی فہرست مین ابن خلکان کی نسبت ایک اجمالی طور پر لکھا گیا ہے تو ہم کہہ سکتے ہین کہ دیوان اول سے آخر تک اوسے اچھی طرح زبانی یاد تھی۔ ۶۷۶ھ (۱۲۷۷ء) مین ہم دیکھتے ہین کہ وہ اپنے ایک دوست سے کسی مسئلہ پر بحث کر رہا ہے (۲)۔ ۶۷۶ھ کے اخیر مین وہ شافعیہ فرقہ والون کا ملک شام مین پھر قاضی مقرر ہوا۔ اور دوسرے سال کے اول ہی مہینے (یعنی مئی جون ۱۲۷۸ء) مین وہ دمشق مین جا پہونچا۔ عز الدین آیدمر شام کا والی تمام اپنے ملک کے افسران فوج اور عمائد و اراکین سرکار کو لیکر بڑے جلوس کے ساتھ اوس کے استقبال کو گیا۔ بڑے بڑے رئیس اور شہر کے باشندے پہلے ہی اوس کی ملاقات کو کئی کئی منزل جا چکے تھے (۱)۔ مگر کئی سال حکومت کرنے کے بعد ابن خلکان گرفتار ہو کر قید خانہ مین ڈالا گیا اس پر اس فتوے کے لکھنے کا الزام لگایا گیا تھا کہ جیسے قلاوون کو حکومت مصر کا حق حاصل ہے اوسیطرح سنقر الاشقر امیر اور والی شام کو سلطان شام ہونے کا حق ہے۔ جب سنقر کی فوج کو شکست ہوگئی اور مصری فوج نے دمشق پر قبضہ کر لیا تو اوس امیر کے کتنے ہی طرفدار سلطان قلاوون کے حکم سے گرفتار کر لئے گئے۔ مگر بہت ہی جلد چند ایام کے بعد سلطان کی طرف سے ایک فرمان معافی دمشق کو آیا۔ جس وقت فرمان پڑھا گیا ہے تو ابن خلکان وہان موجود تھا۔ امیر علم الدین الحلبی نے اوسکی سفارش کی اور کہا سلطان کا فرمان دمشق کو آیا ہی اور جنھون نے اوسے سنا ہے اون کے لئے وہ معافی کی دستاویز ہے۔ ابن خلکان نے بھی اوسے خاص اپنے کانون سے سنا ہے وہ ہرگز قتل کا مستوجب نہین ہو سکتا۔ دمشق کی قضا سے ابن خلکان ۱۲ صفر ۶۷۹ھ (۱۲ جون ۱۲۸۰ء) کو علحدہ ہوا۔ اور پھر ۲۴ کو نجیبیہ خانقاہ مین مقید کیا گیا تھا لیکن ۹ ربیع الاول (دو جولائی) کو ایک فرمان سلطانی کی رو سے اوسے چھوڑ دیا گیا۔ اوس وقت ابن سنی الدولہ نے جو اوس کا جانشین ہوا تھا اوس کے خلاف پر کمر باندھی اور حکم دیا کہ مدرسہ عادلیہ سے فوراً چلا جائے۔ بروز چہارشنبہ ۱۹ ماہ مذکور کو اس پر ایک پہرہ مقرر کر دیا اور نہایت سختی کی کہ کسی طرح وہان سے نکل جائے۔ ابن خلکان نے اوسکی اطاعت کی اور اوسی روز چار گھنٹے کے بعد اپنی کتابین اور اسباب وہان سے اوٹھانا شروع کر دیا۔ اسی مین ایک پولس کا عہدہ دار آیا۔ ابن خلکان نے سمجھا کہ اوسے جلد چلا جانے کی تاکید کرنے کو آیا ہے اوس سے کہا کہ حتی الامکان

مین جلد جاتا ہون۔ اوس نے کہا کہ مصر سے تیز رفتار ڈاک پر ایک شاہی فرمان آیا ہے اور آپکو امیر نے بلایا
ہے ابن خلکان نے خیال کیا کہ کوئی نئی بات ہوی ہے فوراً امیر کے پاس گیا۔ امیر نے یہ مژدہ سنایا کہ سلطان
کا ایک فرمان آیا ہے جس مین سلطان نے سنی الدولہ کا تقرر نامنظور کیا ہے کیونکہ وہ بہرا ہے اور اوس فرمان
مین یہ حکم ہے کہ "ہم نے تمام اصاغر واکابر کو معافی بخشی۔ اس لئے یہ مناسب نہین کہ ہماری رعایا سے کوئی فرد بشر
ہمارے غصہ سے صدمہ اوٹھائے ہمکو شمس الدین کی لیاقت کا حال معلوم ہے پہلے ہمارے اور اوسکے
درمیان بڑا خلوص تھا اور وہ ہمارے ساتھ بڑی عزت سے پیش آتا تھا۔ علاوہ وہ اون لوگون مین سے
ہے جو سلطان سابق الملک عہد مین ہم کار ہی عہدہ جن پر مقرر تھے۔ اسلئے ہم مناسب سمجھتے ہین کہ اوسی کو پھر
قضا کے عہدہ پر بحال کیا جائے"۔ اسکے بعد امیر علم الدین حلبی کے حکم سے ابن خلکان کو ایک خلعت پہنایا
گیا۔ اور گھوڑے پر سوار ہوکر مدرسہ عادلیہ کو روانہ ہوا جہان دوپہر کے وقت پہونچکر پھر اپنی قدیمی نشست
اختیار کی اور قضا کا کام کرنے لگا۔ (۴۲)

۱۹۔ اس سے دس مہینے بعد (۲۲ محرم سنہ ۶۸۰ھ ۱۳ مئی سنہ ۱۲۸۱ء کو) اسی سلطان قلادون کے حکم سے دفتر قضا
سے پھر علیحدہ کر دیا گیا اور دمشق مین مدرسہ نجیبیہ (۴۳) مین جا کر قیام پذیر ہوا۔ اور مکان کے دروازہ سے باہر
کبھی نہ نکلا اسی جگہ اوس نے ۲۶ یا ۲۹ رجب سنہ ۶۸۱ھ (۳۰ یا ۲۰ اکتوبر سنہ ۱۲۸۲ء) کو تہتر برس قمری کی عمر مین
وفات پائی اور قبرستان صالحیہ مین جو ایک مشہور مقام ہے اور کوہ قاسیون کے ڈھلاو پر دمشق سے
تھوڑے ہی فاصلہ پر شمال کو واقع ہے مدفون ہوا۔ (۴۴)

۲۰۔ عربی مورخین نے اوس کی ستایش مین بڑے بڑے مبالغہ کیے ہین۔ وہ کہتے ہین کہ وہ بڑا پاکباز نیکوکار
عالم مزاج کا بہت اچھا تھا۔ بات نہایت سنجیدہ اور مفید کہتا۔ اون کے قول کے بموجب اوس مین وہ تمام
لیاقتین موجود تھین جو ایک بڑے نامی گرامی فقیہ قاضی اور ادیب کے لئے چاہیئے ہین جو کوئی دیکھتا اوس کے
ظاہر کو نہایت پسند کرتا۔ اوسکا چہرہ ہنستا ہوا اور مزاج محبت آمیز اور ملنسار تھا۔ مگر ہم اوس کی کتاب کی مطالعہ
سے جو اوس نے اپنی تمام عمر مین ایک ہی لکھی ہے اوس کے مزاج کا حال شاید اس سے بہتر بتا سکتے ہین
ہمین اوس کے مزاج مین مردمی و مروت کی روشنی دکھائی دیتی ہے۔ ادب کا مذاق اور شعر و سخن کا خصوصاً اوس
شاعری کا شوق ہے جو اہل اسلام کے زمانہ کی ہے۔ اون اشعار کی جو جناب رسالت مآب سے قبل یعنی ایام
جاہلیت کے تصنیف ہین وہ کچھ پروا نہین کرتا۔ کوئی اشعار جسقدر قریب کے زمانہ کے اور موثر ہوتے اوسیقدر

اونھین پسند کرتا تھا۔ لغت دانی اور صرف و نحو مین اوس کے وسیع معلومات اوس کے کمال کو بخوبی دکھا رہے ہین۔ تاریخہاے وفات و حکایات کے جمع کرنے اور سوانح عمریون کے معلومات مین تو اوسکو وہ دستگاہ حاصل تھی کہ اوس کے متقدمین مین کوئی بھی اوس کو نہین پہونچ سکا۔ کتب علمیہ کے مطالعے مین تو اوس کی نظر بہت ہی وسیع تھی۔ جو خلاصہ اوس نے لکھے ہین وہ نتائج تاریخی نکالنے کے واسطے نہایت ہی مفید ہین۔ جو عبارتین اوس نے بے انتہا ایسی کتابون سے جو باوجود تاریخی اور عالمانہ معلومات سے مالامال ہونے کے اب دنیا سے ناپید ہوگئین اخذ کر کے لکھین اور ہم تک پہونچا دین ہم اوسکے از حد ممنون اور شاکر ہین۔ وہ ایک دوستانہ مزاج کا اور معزز آدمی تھا۔ اپنے دوستون سے خلوص محبّت سے پیش آتا۔ اور انصاف کو بہت پسند کرتا تھا۔ قضاے شام کے عہدہ پر اوسکی بحالی سے اہل دمشق کو جو خوشی حاصل ہوئی اوس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ بڑا منصف اور عادل تھا۔ قضا کے کام مین کسی کی طرفداری اور رعایت کو پسند نہ کرتا تھا۔ وہ اپنے معاصرین علما کی طرح شعر بھی کہتا تھا جن مین سے بعض ہم تک بھی پہونچے ہین(۴۵)۔ وہ عمدگی کے لحاظ سے تو کچھ قدر کے لائق نہین اون مین وہی دقیانوسی خیالات ہین اور طرز ادا بھی کچھ اچھا نہین ہے۔ علاوہ برین ایک دو قطعات اون مین ایسے بھی رنگ مین رنگے ہوے ہین جو عملی طور پر گو مسلمانون مین رائج ہے مگر اسلام کی مذہبی حیثیت سے بہت ہی نفرت انگیز ہے یہ سچ ہے کہ ایسی نظم کی نسبت یہ عذر کیا جاتا ہے کہ شرم و حجاب کی وجہ سے اون کا یہ طرز اختیار کیا گیا ہے مستورات کی طرف شعر و سخن مین اشارہ کرنا خلاف تہذیب ہے۔ ان اشعار کو لکھنا اور اون کا ترجمہ کرنا ہمارے نزدیک مناسب نہین۔ تاہم لوگون نے اونھین نقل کیا ہے جس سے مصنف کو کوئی فخر حاصل نہین ہوتا(۴۶)۔

(۱۲) جن وجوہات سے کہ اوس نے اکابر و اعیان زمانہ کے حالات جمع کیے اور حروف تہجی کی ترتیب اپنی کتاب کے تذکرات کو مرتب کیا وہ تو اوس نے خود اپنے دیباچہ مین لکھدی ہین(۴۷) اونکی تکرار کی یہان ضرورت نہین۔ مگر ہمین یہ کہنا ضرور ہے کہ جو ترتیب اوس نے اختیار کی ہے وہ ناظرین کے لیے بہت ہی کم مفید ہو سکتی ہے۔ اوس سے کسی خاص شخص کا تذکرہ اوس مین سے نکالنا بہت مشکل ہے۔ کون شخص یہ خیال کریگا کہ ابو حنیفہ کو نعمان کی تحت مین اور الغزالی کو محمدون مین اور ابو تمام کو حبیب کی تقطیع مین دیکھنا چاہیے۔ یہ نقص اون تمام تذکرات کی کتابون مین موجود ہے جو مسلمانون نے بنائی ہین

اور بہت دشوار تھا کہ کوئی اوسے رفع کرسکتا۔ اون لوگون کو انڈکس بنانے کا بہت ہی کم خیال پیدا ہوا اور فی الواقع اگر پیدا ہوتا بھی تو صرف ایک ہی قلمی نسخہ مین جو اونھون نے تصنیف کیا تھا کام آسکتا تھا۔ اگرچہ ہم اسے تسلیم کرتے ہین کہ حالات موجودہ مین مصنف اپنی کتاب مین اس سے بہتر طریق کوئی اور اختیار نہین کرسکتا تھا۔ تاہم یہ ہم لکھے بغیر رہ نہین سکتے کہ اوس نے یہ کام بہت ہی برا کیا کہ جن لوگونکی تاریخ وفات صحیح صحیح معلوم نہ ہوسکی۔ اونہین اپنی کتاب مین درج نہ کیا جس سے بہت بڑے نامی گرامی لوگون کی سوانح عمریان لکھنے سے رہ گئین۔ یہ توسچ ہے کہ اوس نے اپنی کتاب کو ایک وفات نامہ بنایا تھا۔ لیکن اور بھی غور کرتا تو یہ سمجھ جاتا کہ اگر وہ اون لوگون کے تذکرات بھی لکھدیتا تو اوسکی کتاب اور بھی کیسی مفید ہوجاتی۔ اس مترجم نے کوشش کی کہ جہان ابن خلکان نے سکوت اختیار کیا ہے وہان نوٹ دیکر ضروری باتین لکھدی ہین مگر افسوس ہے کہ سب مواقع پر مجھے کامیابی نہین ہوئی۔

(۲۲) ابن خلکان اپنی کتاب کے دیباچہ مین کہتا ہے کہ ۶۵۴ھ (۱۲۵۶ء) مین جب کہ وہ قاہرہ مین تھا اوس نے اپنی کتاب کو ترتیب دیا تھا۔ حالانکہ اس زمانہ مین دوسرے مشاغل مین مصروف تھا اور معاملات ایسے اوسے گھیرے لیتے کہ اوسکا انجام پانا بہت دشوار تھا۔ پہلی مرتبہ جو اوس نے اپنی کتاب ختم کی ہے تو یحیی بن خالد برمکی پر ختم کی تھی اور کچھ تذکرات ایک اور کتاب مین درج کرنے کیلئے رکھ چھوڑے تھے جو اس سے بہت بڑی ہوتی۔ اس کتاب مین جس کا اوس نے ارادہ کیا تھا۔ اس موجودہ کتاب سے کوئی دس گنا مواد ہوتا۔ اور جن واقعات کی طرف اس مین اجمالاً اشارات کئے گئے ہین اوس مین بڑی تفصیل سے اونھین لکھتا مگر بعد مین اوسے معلوم ہوگیا کہ اس منصوبہ کا پورا کرنا اوس کیلئے غیر ممکن ہے۔ شام کے ملک مین جانا اور دمشق کے قضا کا عہدہ اوسے قبول کرنا پڑا اور اس قدر کثرت سے کام کا بار اوس کے ذمہ آپڑا کہ سر اوٹھانے کو فرصت نہ رہی۔ یہ بڑا کام کیونکر ہوسکتا تھا جو دس سال بعد قاہرہ کو پھر واپس آیا۔ اور جب اوسکی کتابین اپنے مطلب کی مل گئین تو اوس نے یہی ارادہ کرلیا کہ اپنی پہلی کتاب کو پورا کردے اور جو تقریباً پچاس تذکرہ شاید دوسری ضخیم کتاب کی تیاری کے واسطے رکھ چھوڑے تھے وہ اسی مین بڑہا دیئے۔ یہ تذکرہ سب کے سب حرف یا کے ہین جو عربی الف بے کا آخری حرف ہے۔ اس حرف کے مضامین جو اوس نے اپنی کتاب کے پہلے ہی کاپی مین لکھے تھے۔ معلوم ہوتا ہے کہ اپنی اصلی تکمیل کے درجہ پہونچادی گئی تھی اس غرض سے کہ یہ اوسکی بڑی کتاب مین جس کے بنانے کی اوسے ہمیشہ امید لگی رہتی

تھی درج ہونے کے لائق ہوجائین۔

(۲۳) دیباچہ اول کے فقرہ ۴ مین ہم نے وعدہ کیا تھا کہ آئندہ ابن خلکان کی عہد کی تاریخ بیان کرینگے اوس کے مطابق اگر ہم اس تذکرہ نویس کے زمانہ کے واقعات کا پتا لگائین اور اسلامی سلطنت مین علی الاتصال انقلابات اوس وقت جو ہوئے تھے اور اون سے حکومت کی جو حالت ہو رہی تھی اوسکی کیفیت درج کرین تو ہم کو جنگہاے صلیبی کی اور خاندان صلاح الدین کے عروج اور زوال کی کل تاریخ لکھنا پڑے گی۔ مگر ایک ایسا مضمون ہمکو اپنے مقصد سے بہت دور لیجائیگا۔ اور فقط ایک دیباچہ مین کتاب کے بہت کثرت سے صفحہ بھر جائینگے۔ تاہم ہمارا ارادہ ہے کہ اس مضمون کو ہم دوسری جگہ لکھین گے۔

(۲۴) جس عربی نسخہ کا ان چار جلدون مین ترجمہ کیا گیا ہے اوس کا آدھا حصہ تو پہلی جلد مین چھپ گیا ہے اور باقی حصہ ابھی نہین چھپا ہے۔ اس نسخہ کو ہم نے چند قلمی کتابون سے درست کیا ہے جن مین سے اکثر نیشنل لائبریری کے ہین۔ باقی نصف مین ہم نے اوس نسخہ کا تتبع کیا ہے جو ٹائپ کے حرفون مین بولاق مین اور پتھر کے چھاپہ مین گوٹنگن مین ڈاکٹر ویسٹن فیلڈ کی نگرانی مین طبع ہوا ہے۔ ان دو نسخون کو ہم نے اون قلمی کتابون سے مقابلہ کر لیا ہے جن کا ابھی ذکر ہوا ہے۔ ان مین بولاق کا نسخہ ہی کسیقدر کام دیسکتا ہے جس مین یا تو کمپوزیٹر کی یا مصحح کی بے توجہی سے نقرہ کے فقرہ سٹے ہوئے ہین اور آدمیون اور مقامات کے نام اکثر ٹھیک نہین ہین۔ اوسکا اڈیٹر جغرافیہ تاریخ بہت کم بلکہ بالکل ہی نہین جانتا تھا۔ مگر کتاب کا وہ حصہ جو ادبیت سے تعلق رکھتا ہے اوس سے بہتر ہے۔ اور اڈیٹر نصر الحوزینی کی ایک حد تک لیاقت اور عربی دانی مین اوس کے کمال کا شاہد ہے۔ مگر نہ تو یہ اڈیٹر اور نہ مسلمانون مین آجکل کوئی اور ہی ایسا عالم ہے جو تاریخ کی کتاب کو خوب باریک بینی اور غور سے اڈٹ کر سکے۔ گوٹنگن کے نسخہ مین بہت غلطیان ہین اور جگہہ جگہہ عبارتین رہ گئی ہین۔ کیونکہ وہ قلمی نسخہ جس سے اس کی نقل چھاپنے کے لئے تیار کی تھی غلط تھا۔ جہان کہین کہ ہمین ان دو نسخون مین صحیح عبارتین نہ ملسکین وہان ہم نے اپنے قلمی نسخون سے مدد لی اور خطوط قوسی مین اپنے تصحیحات کو اپنے ترجمہ مین درج کر دیا۔

(۲۵) جلد سوم کا نصف اول ۱۸۴۲ء یا اوس کے قریب مین طبع ہوا تھا۔ مگر مترجم کو جب گورنمنٹ فرانس نے کتب خانہاے قسطنطنیہ کے حالات دریافت کرنے کے واسطے بھیجدیا تو اس کے طبع کا کام معرض التوا مین پڑ گیا۔ پھر مین وہان آٹھ مہینے رہنے کے بعد فوج افریقہ کا صدر مترجم مقرر ہو گیا

اور اپنی خدمت پر مجھے جانا پڑا۔ بارہ سال کی مدت وراز کے بعد پیرس مین مجھے آنے کا اتفاق ہوا تو مین نے اپنے مرحوم دوست ڈاکٹر کرٹن ڈین ویسٹ منسٹر کی درخواست پر جلد سوم کے اول حصہ کو بھی از سر نو چھاپنا شروع کیا۔ جو بعض حوادث زمانہ سے تلف ہوگیا تھا۔ اور اسی کے ساتھ باقی کتاب کا ترجمہ اور اوس کی چھپائی کا بندوبست کیا۔ اگرچہ بہت دیر ہوئی مگر آخر کار یہ کام پورا ہوگیا۔ محقق ناظرین ان جلدون مین بہت غلطیان پائینگے کچھ تو ایسی ہونگی جو مطبع سے متعلق ہین اور بہت ایسی ہونگی جو اس مترجم سے سرزد ہوی ہونگی۔ مگر جب انگریزی مین ایسی کتاب کے ترجمہ کے وقتون پر غور کرینگے جس کے مضامین انواع واقسام کے ہین اور عبارتین رنگارنگ کی۔ پھر بعض جگہون مین بے ترتیب اور بعض مواقع پر سخت مغلق تو مجھکے امید ہے کہ میری ایماندارانہ کوششون پر وہ عنایت کی نظر سے دیکھینگے جس نے ایک یورپین زبان مین ابن خلکان کی سی کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔

---

(۱) دیکھو تذکرہ ۔ ۵۲۰

(۲) یکتگین ترکی لفظ ہے۔ اوس کے معنی ہین دلاور سردار۔

(۳) ابن خلکان کا یہ حال دیباچہ اول کے فقرہ ۵ مین دیا ہے وہان دیکھنا چاہئے۔

(۴) دیکھو تذکرہ ۵۲۰

(۵) دیکھو تذکرہ ۴۴

(۶) دیکھو تذکرہ ۲۳۷

(۷) یہ بات ابوالمحاسن نے اپنی کتاب المنہل مین لکھی ہے۔ دیکھو دیباچہ جلد اول فقرہ ۵۔ بعض حوالہ جو مین نے یہان اور آئندہ دئے ہین اون نوٹون سے لیکر دئے ہین جو مین نے چند سال پہلے جمع کئے تھے۔ شاید وہ صحیح نہون اسوقت مئی ۱۸۷۱ء مین اون کی تصحیح غیر ممکن ہے۔ کیونکہ وہ جن کتابون سے لئے گئے تھے پیرس کی بدعملی کی وجہ سے رجو فرانس اور جرمن کی لڑائی سے اوس وقت ہورہی تھی) ایسے محفوظ مقامات پر بھیجدی گئی ہین کہ جب تک امن چین نہ ہوجائے وہان سے اون کا آنا غیر ممکن ہے۔

(۸) دیکھو تذکرہ ۱۹۴ الحاجری اور دیکھو تذکرہ ۸۱۲ بہاءالدین بن شداد کا جو نہایت ہی اچھا مضمون ہے۔ مگر ابن خلکان نے اپنے دستور کے موافق بری طرح سے ترتیب دیا ہے۔

(۹) دیکھو تذکرہ ۲۳۷

(۱۰) دیکھو تذکرہ ۸۲۶

(۱۱) دیکھو تذکرہ ۴۴

(۱۲) تذکرہ ۵۲۶

(۱۳) دیکھو تذکرہ ۳۷۶

(۱۴) دیکھو تذکرہ ۶۵۶

(۱۵) دیکھو تذکرہ ۷۳۴

(۱۶) دیکھو تذکرہ ۸۱۳

(۱۷) دیکھو تذکرہ ۸۱۳

(۱۸) دیکھو تذکرہ ۷۱۸

(۱۹) بعض مقامات پر ہم نے غلطی سے لفظ شرقیہ کا ترجمہ عراق اور دوآبہ دجلہ و فرات کیا ہے۔
لیکن اوس کا صحیح مفہوم شمالی دوآبہ دجلہ فرات اور دیار بکر ہے۔

(۲۰) دیکھو تذکرہ ۶۶۶ و تذکرہ ۷۲۰

(۲۱) دیکھو تذکرہ یاقوت الحموی ۷۶۱ و تذکرہ ابن الصائغ ۸۰۴

(۲۲) دیکھو تذکرہ ۸۱۳

(۲۳) دیکھو تذکرہ ۸۰۴

(۲۴) دیکھو تذکرہ ۴۳۳

(۲۵) دیکھو تذکرہ ۴۳۳

(۲۶) دیکھو تذکرہ ۶۱۹ و تذکرہ ۸۲۲ و تذکرہ ۶۶۶

(۲۷) دیکھو تذکرہ ۶۶۶

(۲۸) دیکھو تذکرہ ۷۱۸۔ ترجمہ مین جو تاریخ لکھی ہے وہ غلط ہے۔ ۶ کو ۲ پڑھ لیا ہے۔

(۲۹) دیکھو تذکرہ ۶۰۸

(۳۰) دیکھو تذکرہ بہاء الدین ۲۲۳

(۳۱) دیکھو تذکرہ ابونواس ۱۶۲

(۳۲) دیکھو تذکرہ ابن مطروح ۸۲ء

(۳۳) دیکھو تذکرہ ۱۸ء

(۳۴) دیکھو دیباچہ مصنف فقرہ ۶ و دیباچہ ہذا فقرہ ۲۲

(۳۵) بَیبرس بفتح با صحیح ہے۔ مقریزی کی کتاب السلوک مین جابجا فتح لگا ہوا ہے۔ بَی برْس کے معنی ہین خداوند یا بُے چیتا۔

(۳۶) کتاب السلوک مقریزی

(۳۷) دیکھو کنسپکٹس مصنفہ ڈُمین

(۳۸) دیباچہ انگریزی جلد اول فقرہ ۵

(۳۹) دیکھو کتاب المنہل۔

(۴۰) دیکھو تذکرہ یحییٰ بن نزار نمبر ۸۰۳

(۴۱) دیکھو دیباچہ انگریزی جلد اول فقرہ ۵ و کتاب السلوک

(۴۲) دیکھو کتاب السلوک

(۴۳) دیباچہ جلد اول انگریزی فقرہ ۵

(۴۴) ایضاً

(۴۵) دیباچہ جلد اول انگریزی فقرہ ۵

(۴۶) کنسپکٹس مصنفہ ڈُمین

(۴۷) دیکھو دیباچہ مصنف فقرہ ۲

(۴۸) طبقات الشافعیین اس سے مستثنیٰ ہے۔ جس مین شافعی فرقہ کے علما کے حالات بترتیب تاریخ لکھے گئے ہین اس مین چار فہرستین ہین۔ ایک مین نام ہین۔ دوسرے مین ابو کے ساتھ کنیتین ہین۔ تیسرے مین ابن کے کنیتین ہین چوتھے مین قبائل وغیرہ کے ساتھ نسبتی نام ہین۔

(۴۹) دیکھو تذکرہ یحییٰ برمکی نمبر ۷۷ء

(۵۰) دیکھو تذکرہ یعقوب بن لیث الصفار ۹۹ء

آغاز کتاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

(۱) فقیر الی رحمۃ اللہ تعالیٰ شمس الدین ابو العباس احمد بن محمد بن ابراہیم بن ابی بکر ابن
خلکان الشافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ حمد وثنا ہو اللہ تعالیٰ کی جو بقائے (دوام) کی صفت مین متفرد
اور اکیلا ہے جس نے اپنے بندون پر موت اور فنا کا حکم جاری کر رکھا ہے۔ ہر نفس کیلئے ایک مدت لکھدی
ہے۔ کہ اوس کے گذرنے پر کوئی آگے تجاوز نہین کر سکتا جس نے اس امر مین سب شریف ومشروف قوی و
ضعیف کو باہم برابر کر دیا ہے۔ مین اوس کی نعمت ہائے موفورہ اور بخشش ہائے بے پایان پر حمد کرتا ہون
ایسی حمد جس کی نسبت معترف ہون کہ مراتب ثنا سے ایک اقل درجہ بھی ادا نہین ہو سکتا۔ مین اس امر کی
کہ اللہ کے سوا اور کوئی معبود نہین وہ اکیلا اور لاشریک ہے شہادت دیتا ہون۔ ایسے بندہ کی سی شہادت
کہ جس کا دل جمیع اوقات مین مکر وریا سے پاک وصاف ہو۔ اور صبح ومسا اوسے اپنے پروردگار کی رحمت
کی امید لگی رہتی ہو۔ اور شہادت دیتا ہون کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوس کے بندہ اور رسول اور تمام انبیا سے
افضل اور سارے برگزیدون سے اکرم ہین۔ اونھین نے مخلوق کو راہ روشن پر چلنے کی دعوت دی ہے
اللہ تعالیٰ اون پر اور اون کے آل سید ونجیب پر ایسی رحمت بھیجے کہ جو زمین وآسمان کے باقی رہنے

تک ہمیشہ باقی رہے۔ اور اللہ تعالیٰ اون کے ازواج (مطہرات) اور اون کے اصحاب نیکوکار اور خدا ترس سے راضی اور خوش رہے۔

(۲) یہ علم تاریخ مین ایک مختصر کتاب ہے جس کی تدوین کا سبب اس طرح ہوا ہے۔ کہ مجھے ناموران متقدمین کے حالات معلوم کرنے کا بڑا شوق تھا۔ اور اس کے جاننے کی بڑی آرزو رہتی تھی۔ کہ اون کی تواریخ وفات وولادت کیا ہین۔ اور اون مین سے کون کون ایک ہی زمانہ مین ہوئے ہین جس سے میرے پاس کچھ مواد جمع ہوگیا۔ اور یہ رغبت پیدا ہوئی کہ اس مین اور بھی اضافہ کیا جائے اور تحقیقات و جستجو مین خوب دل لگایا جائے۔ چنانچہ مین نے اون کتابون کے مطالعہ کی طرف توجہ کی جو خاص اس فن مین لکھی گئی تھین۔ اور جو جو باتین کتابون مین نہ ملین اونھین اس فن کے ائمہ مُشتغِلین و کاملین سے زبانی دریافت کرلیا۔ جب برابر کچھ عرصہ تک اسی مین لگا رہا۔ تو میرے پاس چند سال مین کثرت سے مسودے جمع ہوگئے۔ اور اس کے سوا کچھ مضامین میرے دل مین بھی محفوظ تھے۔ اب یہان تک نوبت پہونچ گئی کہ ان مین سے اگر مجھے کسی شئے کی جانب معاودت کی حاجت پڑتی تو اس مواد کے غیر مرتب ہونے کے سبب سے مجھے وہ اوس وقت ملتے کہ جب اون کے نکالنے مین بہت محنت کرنا پڑتی۔ مجبوراً مجھی اون کی ترتیب کرنا پڑی۔ مین نے دیکھا کہ سال وار ترتیب دینے سے حروف تہجی کے موافق ترتیب دینا بہتر ہے۔ اس مین زیادہ تر آسانی ہے۔ چنانچہ مین نے اوسے چھوڑ کر اسی کو اختیار کیا۔ اور یہ التزام کرلیا کہ اوس کو مقدم کرون جس شخص کے نام مین اول حرف ہمزہ ہو۔ پھر اوس کو جس کے نام کا دوسرا حرف بھی ہمزہ ہو۔ یا اگر ہمزہ نہ ہو تو اوس سے اقرب ہو۔ اس واسطے ابراہیم کو احمد پر مقدم کیا۔ کیونکہ ہمزہ سے حرف ب بہ نسبت حرف ح کے اقرب ہے۔ اور اسی طرح آخر تک (تقدیم و تاخیر کا) لحاظ رکھا۔ تاکہ نام نکالنے مین زیادہ تر سہولت رہے۔ اگرچہ اس ترتیب مین یہ تو ہوگا کہ زمانہ کے لحاظ سے ایک شخص متقدم متاخر اور متاخر متقدم ہوجائیگا۔ اور دو متجانس کے درمیان ایک غیر متجانس آپڑے گا۔ لیکن جو مصلحت کہ یہان مطلوب تھی اوس مین اسکے بغیر چارہ نہ تھا۔

(۳) مین نے اس مختصر مین صحابہ رسول کریم (رضوان اللہ علیہم) و تابعین[۱] رضی اللہ عنہم کا حال نہین لکھا سے چند بزرگون کے جن کے احوال معلوم کرنے کی اکثر لوگون کو ضرورت ہوا کرتی ہے۔ اور ایسے ہی خلفا مین

بھی کسی کا ذکر نہین کیا۔ کیونکہ اس باب مین بہت کتابین موجود ہین۔ مجھے اون کے لکھنے کی ضرورت نہین تھی۔ لیکن مین نے یہان اونھین افاضل کا ذکر کیا جنھین مین نے دیکھا اور جن سے مین نے حالات لکھے اس کتاب مین نقل کئے۔ یا جو لوگ میرے زمانہ مین تھے گو مین نے اونھین بچشم خود نہین دیکھا۔ اس سے میرا مقصد یہ ہے کہ جو لوگ آئندہ میرے بعد ہون وہ اون کے حالات سے مطلع اور واقف ہو جائین۔

(۴) پھر مین نے اپنی اس مختصر کو کسی خاص طائفہ مثلاً علما ملوک امرا وزرا شعرا کے بیان پر مقصور و محدود نہ کیا۔ بلکہ جس کسی کو مخلوق مین مشہور پایا اور دیکھا کہ لوگ اوس کے حالات دریافت کرتے ہین یہان ذکر کر دیا۔ اور مین نے اون کے احوال جن سے کہ مین واقف تھا ایجاز و اختصار کے ساتھ بیان کئے تاکہ کتاب کو طول نہ ہو جائے۔ حتی القدور وفات و ولادت کی تاریخون کو خوب چھان بین کر لکھا نسب بھی جہانتک مل سکا اوپر سے اوپر تک پہونچا دیا۔ جن الفاظ کی تصحیف کا اندیشہ تھا کہ آئندہ چل کر کچھ کچھ پڑھے جائینگے) اون کو مقید کر دیا۔ ہر شخص کے محاسن اور خوبیون کا مین نے ذکر کر دیا جن سے اوس کے خواص ذاتی اچھی طرح معلوم ہو جائین۔ اگر کوئی صاحب کرامت تھا تو اوس کی کرامت اور اچھے کامون کا اگر کسی مین کوئی نادر بات تھی تو اوس کی نادر بات کا بیان کر دیا۔ جو کوئی شاعر تھا تو اوسکی شعر اور جو کوئی منشی تھا تو اوس کے رسالہ نقل کر دئے۔ تاکہ پڑھنے والے میری کتاب کو پڑھ کر خوش ہون۔ اور ایک ہی اسلوب پر مقصور ہونے سے اونھین ملال نہ پیدا ہو۔ کتاب کی ورق گردانی کی حقیقی غرض تبھی اوسی وقت پیدا ہوا کرتی ہین جب کہ اوس مین رنگ برنگ کے مضامین قلم بند کئے گئے ہون۔

(۵) غرض جب یہ سب کچھ ہو لیا تو تبرکاً اس کے آغاز مین ایک مختصر سا خطبہ بھی لکھدیا۔ اب یہ سب مجموعہ ملکر ایک کتاب ہو گئی جو میرے بعد دنیا مین میری ایک یادگار رہے گی۔ اُس کا نام مین نے کتاب وَفَیَاتُ الْاَعْیَان وَاَنْبَاءُ اَبْنَاءِ الزَّمان مِمَّا ثَبَتَ بِالنَّقْلِ اَوِالسَّمَاعِ اَوْاَثْبَتَہُ الْعِیَان رکھدیا تاکہ مجرد عنوان کے دیکھنے سے کتاب کا مضمون معلوم ہو جائے۔ اگر کوئی شخص ان مضامین سے واقف ہو اور اوسے اس مین کوئی خلل نظر آئے تو چاہیے کہ ثواب سمجھکر اوس کے تصدیق کرنے کے بعد اوس مین اصلاح کر دے۔ مین نے کوشش کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا ہے۔ انھین کتابون سے مضامین لئے ہین جن کی صحت کا قوی گمان تھا اور جن کا اعتبار نہ تھا اون سے بے پرواہی کے ساتھ نقل نہین کی ہے۔ بلکہ حتی القدور صحت کا نہایت خیال رکھا ہے۔

(۶) مین نے اپنی اس کتاب کو بمقام قاہرہ محروسہ ۶۵۴ھ (۱۲۵۶ء) مین ترتیب دیا ہے حالانکہ دوسرے
شواغل مین مین پھنسا ہوا تھا۔ اور ایسے احوال گذر رہے تھے۔ کہ اس قسم کے کام انجام دینا بہت مشکل
تھا۔ اس واسطے پڑھنے والے مجھے معذور فرمائین۔ اور یاد رکھین کہ جو ضرورت مین نے بیان کی اوسی نے
مجھے اس کے بنانے کے لئے مجبور کیا تھا۔ یہ بات نہین ہے کہ لغو آرزوون نے میرے دل مین سلک
مؤلفین مین منتظم ہونے کا خیال محال پیدا کیا ہو۔ عربون مین مثل مشہور ہے کہ ہر کام کے لئے (خاص
خاص) لوگ ہوا کرتے ہین (ہر کاری وہر مردے) مجھ مین یہ بات کہان۔ میری بضاعت تو اس علم
مین بہت ہی قلیل ہے۔ اگر کوئی شخص اپنے مین ایسی قابلیت بتائے جو اوسے (خدا کی طرف سے)
نہ دی گئی ہو وہ بعینہ اوس شخص کی طرح ہے جس نے مکرو ریا کا لباس[۳] پہنا ہو۔ اللہ تعالی غوایت و
دھوکے کے گڑھون مین گرنے سے ہمین محفوظ و مصئون رکھے۔ اور اپنی منت وکرم سے سب سے
بڑا سچا و اپنی اصلی قدر و قیمت کی شناخت کا ہمین عطا فرمائے۔ آمین۔

---

(۱) تابع کے معنی ہین پس رو لیکن یہان وہ مسلمان ہر شخص مراد ہے۔ کہ جس نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ
وسلم مین سے کسی کو دیکھا ہو۔ لیکن خود رسول کریم کو نہ دیکھا ہو۔ اوسے تابعی بھی کہتے ہین۔
(۲) کتاب تاریخ وفات بزرگان اور ابنائے روزگار کے وہ حالات۔ جو کسی کتاب سے نقل کئے۔ یا کسی کی
زبان سے سنے۔ یا بچشم خود دیکھنے سے معلوم ہوئے۔
(۳) ثوبین تثنیہ ثوب بمعنی کپڑا یہان اور آئندہ لباس کے معنی مین لیا گیا ہے۔ قدیمی عربون کے پاس صرف
ازار اور رداء دو کپڑے ہوا کرتے تھے۔ ازار وہ کپڑا تھا جو کمر سے لپیٹ کر ستر چھپا لیتے اور رداء (چادر) کو پیٹھ پر
اوڑھ لیتے تھے۔ یہی اونکا کل لباس ہوتا تھا۔ اسی واسطے اس کے معنی کل لباس کے ہوگئے ہین گو اب
اوس مین کتنے ہی کپڑے ہون۔

حرف الھمزہ

۱۔ ابو عمران و ابو عمار ابراہیم بن یزید بن الاسود بن ربیعہ بن حارثہ بن سعد بن مالک بن النخع

کوفہ کے رہنے والے مشاہیر اماموں سے اور تابعی ہین۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو دیکھا اور اون سے ملے ہین۔ مگر کسی روایت کا سننا اون سے ثابت نہین ۹۵؁ یا ۹۶؁ ہجری (۷۱۳ء) مین وفات پائی۔ اسوقت انچاس یا اٹھاون برس کی عمر تھی۔ مگر اول روایت اقرب بصحت ہے۔ جب اون کی مرنے کا وقت قریب آیا تو سخت گھبرائے۔ لوگون نے پوچھا یہ کیون۔ کہنے لگے۔ اس سے بڑا خطرہ میرے لئے اور کونسا ہوگا۔ اس وقت مین اپنے پروردگار کی طرف سے ایک ایسے قاصد کی امید کر رہا ہون جو مجھے آکر جنت کی بشارت دیگا یا دوزخ کا حکم سنائیگا۔ واللہ مین تو یہ چاہتا ہون کہ میری جان[1] روز قیامت تک میرے حلق مین ہی اٹکی پڑی رہے۔ (کہ دوزخ کا پیغام جو شاید آتا ہو اوس سے کچھ مہلت ملے) ان کی مان کا نام ملیکہ بنت یزید بن قیس النخعیہ تھا۔ جو اسود بن یزید النخعی[2] کی بہن تھی۔ اس لئے یزید رضی اللہ عنہ اونکے ماموں ہوئے۔ نخعی نخع کی طرف منسوب ہے۔ نَخَع بفتح نون وخائے معجمہ وعین مہملہ یمن کے ملک مین مذحج کا ایک بہت بڑا قبیلہ ہے۔ نخع کا نام جسر بن عمرو بن عُلَّہ بن خالد بن مالک بن اُدَد ہے۔ اوسے نخع (خارج الوطن) اس وجہ سے کہتے تھے کہ وہ اپنی قوم سے مُنتَخِع یعنی الگ ہوگیا تھا۔ ان نخعیون مین بہت نامی گرامی لوگ ہوے ہین ان کے نسب کی نسبت اور اور روایتین بھی مشہور ہین۔ مگر صحیح یہی ہے جو مین نے ابن الکلبی کی جَمْهَرَةُ النَّسَب سے لیکر لکھی ہے۔

(۱) یہان اصل متن مین لفظ نفسی کا مقدر ہے۔ قرآن شریف مین بھی دو مقام پر ایسا ہی آیا ہے۔

(۲) ابو عمرو الاسود بن یزید بن قیس النخعی بھی تابعی تھے۔ اونہون نے اپنے ایام طفولیت مین حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو دیکھا تھا۔ اور حضرت علی ابن مسعود اور بی بی عائشہ سے حدیث سنی تھی۔ محدثین اونھین علی العموم ثقہ اور معتبر مانتے ہین۔ ایک اور نامی گرامی تابعی اسی خاندان نخع کے علقمہ بن قیس النخعی کوفہ کے رہنے والے اسود کے چچا اپنے زمانہ کے ایک بہت بڑے فقیہ تھے۔ اونھون نے بھی حدیث حضرت عمر حضرت عثمان حضرت علی ابن مسعود اور بی بی عائشہ سے سنی تھی۔ اون کے علم وفضل کی اتنی بڑی عزت تھی کہ خود صحابہ رسول اللہ مسائل فقہیہ مین اون کی طرف رجوع کیا کرتے تھے ۶۲؁ (۶۸۱ء) مین اونکا انتقال ہوا ہے (ماخوذ از طبقات الفقہاء عثمانی)

۲۔ ابو ثور ابراہیم بن خالد بن ابی الیمان الکلبی

بغداد کا رہنے والا فقیہہ اور امام شافعی رضی اللہ عنہ کا شاگرد تھا۔ اقوال قدیمہ[1] اس نے اون سے نقل کئے ہین۔ فقہائے مشاہیر اور ایسے ثقات مین سے تھا۔ جو دین مین امون و معتمد ہین۔ احکام[2] مین اس کی کئی کتب مصنفہ ہین جن مین اوس نے حدیث اور فقہ کو جمع کیا ہے۔ پہلے تو اس کی تعلیم و تعلم کا شغل اہل الرائے[3] کے مذہب پر تھا۔ لیکن جب امام شافعی عراق مین آئے تو اون کے پاس آنے جانے لگا۔ اور اونکا متبع ہوگیا۔ اپنے پہلے مذہب کو چھوڑ دیا۔ اخیر عمر تک امام شافعی کے ہی طریق پر قایم رہا۔ ۲۷۔ صفر ۲۴۰ھ (۸۵۴ء) کو بغداد مین وفات پائی۔ باب الکناس کے پاس ایک مقبرہ مین دفن ہوا۔ رحمہ اللہ تعالی (امام) احمد ابن حنبل نے کہا ہے کہ وہ میرے نزدیک دوسرا سفیان[4] ثوری ہے مین اوس کے تمسک بالسنۃ کو پچاس برس سے جانتا ہون۔

(۱) اقوال قدیمہ سے غالباً وہ امثال مراد ہین۔ جو عرب کے بدوی آپس مین بولتے تھے۔ جن کی نسبت تسلیم کرلیا گیا ہے۔ کہ خالص عربی اچھی طرح یہی جانتے ہین۔ امام شافعی بیس سال تک بدوی عربون مین رہے تھے کہ اونکی زبان کو سیکھین۔ علاوہ برین عرب کی تاریخ کا بھی اون کو اچھا علم تھا۔ (طبقات عثمانی)

(۲) احکام یا فتاوی سے وہ مضامین مراد ہین۔ کہ جن سے مرکب ہوکر اہل اسلام کی فقہ بنتی ہے۔ اونکی ماخذ چار چیزین ہین۔ قرآن[1] سنت یا حدیث[2] اجماع امت[3] قیاس[4]۔

(۳) مقلدین امام مالک امام شافعی و امام احمد بن حنبل تینون حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کے متبعین کو اہل الرائے یا اہل القیاس کہتے ہین۔ کیونکہ وہ بعض معاملات مین مسائل فقہیہ کے حل کرنے مین حدیث کی بہ نسبت قیاس سے زیادہ کام لیتے ہین (از شہرستانی)۔

(۴) لفظی ترجمہ۔ وہ میرے نزدیک سفیان الثوری کی کھال مین ہے۔ یہی فقرہ طبقات عثمانی مین بھی موجود ہے وہان مسلاخ کا لفظ لکھا ہوا ہے جسکے معنی کھال کے لئے گئے ہین۔ اور مصنف نے اوس پر اعراب بھی لگا دئیے ہین اسوجہ سے ابن خلکان کے عربی نسخہ مطبوعہ مین مسلاخ کا لفظ جو درج ہے اوسکے صحیح تلفظ مین کوئی شبہہ باقی نہین رہتا ہے

۳۔ ابواسحاق ابراہیم بن احمد بن اسحاق مَرْوَزی

شافعی فقیہہ۔ اور فتوی و تدریس مین اپنے زمانہ کا امام تھا۔ فقہ ابوالعباس ابن سُریج سے پڑھی۔ اور اوس مین بڑا کمال حاصل کیا تھا۔ ابن سُریج کے بعد عراق مین اوس کی جگہ شافعیون کا یہی پیشوا

بھی ہو گیا تھا۔ اس نے بہت کتابین تصنیف کی ہین۔ مختصر المزنی کی شرح بھی لکھی ہے۔ بغداد مین مدت دراز تک رہا۔ وہان پڑھاتا بھی تھا اور مفتی کا کام بھی کرتا تھا۔ اوس کے شاگردون مین بہت لوگ نامی گرامی ہوئے ہین۔ بغداد مین قطیعتہ الربیع[1] کے مقام پر درب المروزی (کوچہ مروزی) اسی کے نام سے منسوب ہے۔ اپنے اخیر زمانہ مین بغداد سے مصر کو چلا گیا تھا۔ اوسی جگہ اوس کا ۹ رجب سنہ ۳۴۰ھ (سنہ ۹۵۱ء) کو انتقال ہوا ہے۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے قبر کے پاس مدفون ہے۔ یہ بھی لوگون نے کہا ہے کہ ۱۱ رجب سنہ مذکور کو شب شنبہ کے ایک ثلث گذرنے کے بعد انتقال ہوا تھا۔ مَرْوَزِی بفتح میم وسکون را و فتح واؤ و زائے معجمہ۔ مرو شاہجہان[2] کی طرف منسوب ہے۔ جو خراسان کی چار کرسیون مین سے ایک کرسی (صدر مقام) ہے۔ خراسان کی کرسیان چار شہر ہین۔ مرو شاہجہان نیشاپور ہرات بلخ۔ مرو الشاہجہان اسے اس لئے کہتے ہین کہ مرو الرود مین اور اس مین فرق ہو جائے شاہجان فارسی لفظ ہے جس کے معنی بادشاہ کی جان ہین۔ شاہ کے معنی ملک اور جان کی معنی روح فارس والون کی عادت ہے۔ کہ مضاف الیہ کو مضاف پر مقدم کر دیا کرتے ہین۔ اس مرو کو سکندر ذوالقرنین نے آباد کیا تھا۔ خراسان کا یہ تخت گاہ تھا۔ زائے معجمہ نسبت کے لئے اس مین اسیطرح بڑھائی گئی ہے۔ جیسے رے کو رازی اور اصطخر کو اصطخرزی کر لیا ہے۔ لیکن اون مین سے اکثر لوگون کے نزدیک جو قواعد نسبت کو مانتے ہین یہ نسبت اوسی وقت ہوتی ہے۔ جب کہ یہ کسی بنی آدم کی صفت واقع ہو۔ ورنہ اس مین زیادہ تعین کی جاتی۔ چنانچہ کہتے ہین فلان شخص مروزی ہے۔ اور کپڑے وغیرہ اسباب کو مروی بسکون رائے مہملہ بولتے ہین۔ مگر یہ بھی کہتے ہین۔ کہ سب جگہ زیادہ کیجاتی ہے۔ دونون مین کچھ فرق نہین ہے۔ قاضی ابو حامد احمد بن عامر المروروزی فقیہ شافعی کے بیان مین ان دونون شہرون کا باقی حال بیان کرینگے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

(۱) قطیعتہ الربیع (یعنی معافی ربیع) کا کسی قدر حال ربیع بن یونس کے بیان مین بھی ملے گا۔ دیکھو تذکرہ ۲۲۱

(۲) غالباً مرو الشاہجان ہی ہے۔ جسے اہل یورپ انطاکیۂ مارگیانہ کہتے ہین پہلے اسے سکندر اعظم نے آباد کیا تھا اور اسے سکندریہ ہی کہتے تھے۔ لیکن زمانہ کے انقلابات سے ویران ہو گیا۔ اوس کے بعد انٹیوکس بن سلیوکس نے اسے از سر نو بسایا۔ اور اپنے نام سے موسوم کیا۔ پھر اہل اسلام کے زمانہ مین اسے مرو الشاہجان کہنے لگے۔

۴۔ استاد ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن مہران الاسفراینی ملقب بر کن الدین

شافعی فقیہ متکلم اور اصولی تھا۔ حاکم ابو عبد اللہ[1] نے اس کا ذکر کیا۔ اور کہا ہے کہ نیشاپور کے شیوخ نے عموماً علم کلام اور اصول اسی سے سیکھا ہے۔ عراق اور خراسان والے اس کے کمال علم کے مقر ہیں اس نے اچھی اچھی کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اون میں ایک اوس کی بڑی کتاب جس کا نام اوس نے جامع الجلی رکھا ہے اور جس میں اوس نے دین کے اصول اور ملحدین کا رد لکھا ہے پانچ جلدوں میں میں نے دیکھی ہے اس کے سوا اوس کی اور بھی کئی کتابیں ہیں۔ قاضی ابو الطیب الطبری نے اصول فقہ اسفرائن میں اسی سے پڑھی تھی۔ جو مدرسہ[2] کہ نیشاپور میں بڑا مشہور تھا وہ اسی کی وجہ سے بنایا گیا تھا۔ ابو الحسن عبد الغافر فارسی نے سیاق تاریخ نیشاپور میں اس کا ذکر کیا اور اوس کے حق میں کہا ہے کہ زمرہ علما میں یہی ایک شخص ہے۔ جو اپنے تبحر علوم اور شرائط امامت کے استجماع کی سبب مجتہد[3] کے درجہ کو پہونچ گیا ہے۔ فی الحقیقت وہ ممالک شرقیہ کا زیور تھا۔ وہ کہا کرتا تھا میں چاہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ مجھے نیشاپور میں موت دے۔ کہ تمام شہر والے میرے جنازہ کی نماز پڑھیں۔ (خدا تعالیٰ نے اوس کی دعا قبول کی) وہیں اوس کا بروز عاشورہ ۴۱۸ھ (۱۰۲۷ء) میں انتقال ہوا۔ مگر اوس کے دوست اوس کا جنازہ اسفرائن لے آئے۔ اور وہاں اوس کے مشہد میں دفن کر دیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ابو القاسم القشیری اوس کی مجلس تدریس میں آیا جایا کرتا تھا۔ حافظ ابو بکر بیہقی وغیرہ مصنفین رحمہم اللہ اجمعین اپنی تصانیف میں اوس سے اکثر روایتیں بیان کرتے ہیں۔ خراسان میں اوس نے ابو بکر اسماعیلی[4] سے اور عراق میں ابو محمد[5] دعلج بن احمد سنجزی وغیرہ اون کے اقران سے حدیث پڑھی تھی۔ اسفرائن کا ذکر شیخ ابو حامد احمد بن محمد اسفرائنی کے بیان میں آئیگا۔

---

(۱) حاکم ابو عبد اللہ کا تذکرہ محمدین میں آئیگا۔ دیکھو تذکرہ ۵۸۷

(۲) اہل اسلام کے علمی تاریخ میں یہ ایک بہت بڑا واقعہ ہے اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ اہل اسلام میں سب سے اول جو مدرسہ بنایا گیا ہے وہ ۴۵۹ھ (۱۰۶۶ء) میں نظام الملک نے بنایا ہے۔

(۳) وہ علما جو اپنے کمال و فضل کی وجہ سے دوسروں کی پیروی نہ کرتے بلکہ مسائل خود ہی اپنی رائے سے

حل کر لیتے تھے۔ مجتہد کہلاتے تھے۔

(۴) ابو بکر احمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن عباس اسماعیلی شافعی فرقہ کا بہت بڑا فقیہ تھا۔ اپنی تصانیف اور علوم فقہ اور حدیث کی وجہ سے بہت مشہور تھا۔ جن کا بہت بڑا حصہ اوس نے اپنے سفر مین جمع کیا تھا۔ جامع صحیح ترمذی کی اوس نے شرح لکھی ہے۔ ایک معجم بھی اوس کی تصنیف سے ہے۔ جس مین غالباً اوس نے محدثین کے حالات اور اون کے صحیح صحیح نام درج کئے ہین۔ اوس کی ایک مُسند ہے جو مسند عمر کے نام سے مشہور ہے۔ جس مین اوس نے حضرت عمر تک اسناد پہونچائی ہے۔ یہ کتاب نہایت صحیح مگر بہت ضخیم ہے اس کے شاگردون مین جرجان کے تمام عالم تھے۔ ابو سعد اس کا بیٹا بھی اوس کا شاگرد تھا۔ اسماعیلی چورانوے ۹۴ برس کی عمر مین رجب سنہ ۳۷۱ھ (۹۸۱ء) مین مرا ہے (ماخوذ از طبقات الشافعیین و طبقات الفقہا و تاریخ ابو الفدا۔)

(۵) امام ابو محمد دَعْلَج بن احمد سَجْزی (باشندہ سجستان) اپنے زمانہ کا اول درجہ کا مفتی اور محدث تھا۔ اس عالم کی تجارت کا دائرہ بھی بڑا وسیع تھا۔ تجارتی لین دین کے سبب سے اپنے زمانہ مین سب سے بڑا دولتمند سوداگر ہو گیا تھا۔ اپنی دولت کا ایک بڑا حصہ سالانہ وظائف مین خرچ کرتا۔ اور مستحق لوگون کو مکہ معظمہ عراق اور سجستان مین تنخواہین دیا کرتا تھا۔ خصوصاً اہل اسلام کے ساتھ بڑی فیاضی سے پیش آتا تھا۔ اکیانوے ۹۱ برس کا ہو کر سنہ ۳۵۱ھ (۹۶۲ء) مین مرا ہے۔ دارقطنی جو بڑا نامی گرامی عالم ہے۔ کہتا ہے۔ کہ اس دَعْلَج نے حضرت عباس کا وہ مکان جو مکہ مین تھا تیس ۳۰ ہزار دینار مین خرید لیا تھا۔ (ماخوذ از مرآۃ الجنان یافعی)۔

۵۔ شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن علی بن یوسف شیرازی فیروز آبادی ملقب بہ جمال الدین

بغداد کا باشندہ تھا۔ کتنے ہی بزرگون سے فقہ کا علم حاصل کیا تھا۔ قاضی ابو الطیب الطبری کی صحبت مین ایک مدت تک رہا اور اوس سے نفع اوٹھایا تھا۔ اوس کی مجلس مین یہ اوس کا نائب بھی رہا تھا۔ اوس نے اپنے حلقہ مین طلبہ کو آموختہ دوہرانے کے لئے اسے مقرر کر دیا تھا (اس طرح رفتہ رفتہ) بغداد مین یہ اپنے زمانہ کا امام ہو گیا تھا۔ نظام الملک نے بغداد مین جب مدرسہ بنایا۔ تو چاہا کہ اوسے متولی (پرنسپل) مقرر کرے مگر اوس نے منظور نہ کیا۔ اسلئے نظام الملک نے ابو نصر بن الصباغ صاحب الشامل کو چند عرصہ تک متولی کر دیا تھا۔ مگر جب اس نے قبول کر لیا۔ تو اسی کو تولیت دیدی۔ چنانچہ تمام عمر یہی یہان کا متولی رہا

مین نے اسکا حال کسی قدر بسط سے (تذکرہ ۲۰۲) شیخ ابونصر عبدالسید بن الصبّاغ صاحب الشامل کے بیان مین ذکر کیا ہے۔ وہان دیکھنا چاہیے۔ یہ کتنی ہی تصانیف مبارکہ ومفیدہ کا مصنف تھا۔ جن مین سے بعض یہ ہین۔ المہذب اپنے مذہب کی تائید مین۔ التنبیہ فقہ مین۔ اللمع اور اوس کی شرح اصول الفقہ مین۔ النکت خلاف مین۔ التبصرہ۔ المعونہ۔ التلخیص جدل مین۔ اس سے ایک خلقت نے بہت نفع اوٹھایا تھا۔ شعر بھی اچھے کہتا تھا اون مین سے چند ابیات لکھتے ہین

سَأَلْتُ النَّاسَ عَنْ خِلٍّ وَفِيٍّ ۔۔۔ فَقَالُوا مَا إِلَى هٰذَا سَبِيلُ

مین نے لوگون سے پوچھا کہ ہمین وفادار دوست بھی مل سکتا ہے۔ لما کہ اس کی سبیل نہین ہوسکتی

تَمَسَّكْ إِنْ ظَفِرْتَ بِذَيْلِ حُرٍّ ۔۔۔ فَإِنَّ الْحُرَّ فِي الدُّنْيَا قَلِيلُ

اگر کسی شریف کا دامن مل جاوے تو پکڑ رکھ کیونکہ شریف شخص دنیا مین بہت کم ہین

شیخ ابوبکر محمد بن الہ لسید الطرطوسی جس کا ذکر (تذکرہ ۷۷ ۲) مین انشاء اللہ تعالی آئندہ آئیگا بیان کرتا تھا کہ بغداد مین عاصم نام ایک اچھا شاعر تھا۔ اوس نے شیخ ابواسحاق قدس اللہ سرہ کی مدح مین یہ اشعار کہے تھے۔

تَرَاهُ مِنَ الذَّكَاءِ نَحِيفَ جِسْمٍ ۔۔۔ عَلَيْهِ مِنْ تَوَقُّدِهِ دَلِيلُ

تو جو اوس کا جسم بلا پتلا دیکھتا ہے یہ ذہن کی تیزی سے ہوگیا ہے یہی اوسکا حال بتانا اوس کے تیزی ذہن کی دلیل ہے۔

إِذَا كَانَ الْفَتَى ضَخْمَ الْمَعَانِي ۔۔۔ فَلَيْسَ يَضُرُّهُ الْجِسْمُ النَّحِيلُ

جب کوئی شخص اوصاف حمیدہ کا جامع ہو تو اوسے جسم لاغر کچھ مضر نہین ہوتا۔

وہ غایت درجہ کا متورع اور دینداری کا شدت سے پابند تھا۔ اوس کی خوبیان حد وشمار سے زائد ہین۔ فیروزآباد مین ۳۹۳ھ (۱۰۰۳ء) مین پیدا ہوا۔ سمعانی ذیل مین کہتا ہے کہ بروز یکشنبہ ۲۱ جمادی الآخرہ (مگر دوسرے لوگ کہتے ہین کہ جمادی الاولی) ۴۷۶ھ (۱۰۸۳ء) کو شہر بغداد مین اوس نے وفات پائی۔ دوسرے روز باب ابرز مین مدفون ہوا۔ رحمہ اللہ تعالی۔ ابوالقاسم جزنا قیانی جسکا نام عبداللہ تھا اور آئندہ (تذکرہ ۳۲۱ مین) انشاء اللہ اوس کا ذکر آتا ہے اوس کا شریک لکھا ہے۔

أَجْرَى الْمَدَامِعَ بِالدِّمَاءِ الْمُهْرَاقِ خَطْبٌ أَقَامَ قِيَامَةَ الْآمَاقِ

ایک سخت مصیبت نے گوشۂ چشم مین قیامت برپا کردی۔ اور آنکھون سے آنسو جاری کردے جو بہتے خون سے ملے ہوئے تھے۔

مَا لِلَّيَالِي لَا تُؤَلِّفُ شَمْلَهَا بَعْدَ ابْنِ بَجْدَتِهَا أَبِي إِسْحَاقِ

زمانہ کو کیا ہوگیا ہے کہ ابو اسحاق اوس کے مسند بیٹھنے کے بعد اوس کی حالت سدھرتی ہی نہین۔

إِنْ قِيلَ مَاتَ فَلَمْ يَمُتْ مَنْ ذِكْرُهُ حَيٌّ عَلَى مَرِّ اللَّيَالِي بَاقِي

کہتے ہین کہ وہ مرگیا۔ مگر وہ شخص مرا نہین کرتا جس کا ذکر زندہ ہو۔ وہ جب تک زمانہ گذرتا ہے گا باقی رہیگا۔ محب الدین بن النجار[1] نے تاریخ بغداد مین اوس کا ذکر کیا اور کہا ہے کہ وہ شافعیون کا امام اور اون لوگون مین سے تھا کہ جن کے فضل و کمال کی شہرت ملکون مین پھیل گئی۔ اور جو علم و زہد مین اپنے اہل زمانہ سے فوقیت لے گئے ہین۔ اوسوقت علمائے انصار مین اکثر لوگ اوسی کے شاگرد تھے ملک فارس کے ایک شہر فیروزآباد مین پیدا ہوا۔ اور وہین پرورش پائی۔ پھر شیراز گیا۔ اور ابو عبداللہ البیضاوی اور ابو احمد عبدالوہاب بن رامین[2] سے فقہ پڑھی۔ یہان سے بصرہ جاکر جوزی[3] سے پڑھا۔ اس کے بعد شوال ۴۱۵ھ مین بغداد گیا۔ وہان ابو الطیب الطبری سے پڑھتا رہا۔ ۳۹۳ھ مین پیدا ہوا تھا۔ لیکن ابو عبداللہ الحمیدی کہتا ہے۔ مین نے اوس سے پوچھا تھا کہ آپ کا سنہ ولادت کیا ہے۔ تو اوس نے ایسے واقعات بیان کئے جس سے ثابت ہوتا تھا کہ ۳۹۶ھ (۱۰۰۶ء) مین اوسکی ولادت ہوئی ہے۔ کیونکہ اوس نے بیان کیا۔ کہ مین تحصیل علم کے لئے شیراز ۴۱۰ھ مین گیا تھا۔ مگر یہ بھی کہتے ہین کہ وہ ۳۹۵ھ مین پیدا ہوا تھا۔ واللہ اعلم۔ جب وہ مرا ہے تو اس کے دوست آشناؤن نے مدرسۂ نظامیہ مین ایک بڑی مجلس تعزیت منعقد کی۔ جب عزا کے ایام گذر گئے تو مؤید الملک بن نظام الملک نے ابو سعد کو اوس کی بجائے متولی مقرر کردیا۔ لیکن جب نظام الملک کو خبر ہوئی تو اوس نے اس تقرر کی منظوری سے انکار کیا۔ اور کہا ضرور ہے کہ اوس کے غم مین ایک سال مدرسہ بند رہے۔ اور جو شخص اوس کی جگہ متولی ہوا تھا اوس سے ناخوش ہوا تھا۔ اور لکھا کہ شیخ ابو نصر عبدالسید بن الصبّاغ اوس کی بجائے مدرس کیا جائے۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

فیروزآباد بکسر فا و سکون یائے تحتانیہ وضم رائے مہملہ و واؤ ساکنہ و زائے معجمہ مفتوحہ والف و بائے موحدہ

والف ودال مہملہ فارس مین ایک شہر ہے۔ اور یہ بھی کہتے ہین کہ وہ ہی شہر گور ہے۔ یہ بات حافظ ابوسعد بن سمعانی نے اپنی کتاب الانساب مین بیان کی ہے اور اور لوگون نے اوسے بفتح فا بھی لکھا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱) حافظ ابو عبد اللہ محمد بن محمود بن حَسن بن ھبۃ اللہ بن مُحاسن معروف بابن النّجار ۵۷۸ھ (۱۱۸۳ء) مین بمقام بغداد پیدا ہوا۔ دس سال کی عمر مین حدیث پڑہنا شروع کی۔ پندرہ برس کے سن مین ایسی لیاقت پیدا کرلی کہ پھر استاد کی ضرورت نہ رہی جب اپنے شہر مین ایسا کوئی نہ رہا۔ جس سے وہ آئندہ استفادہ کرسکے اور قرائت سبعہ بھی حاصل کرلین تو ایک لنبے سفر کو نکلا۔ شام مصر حجاز اصفہان خُراسان ہرات نیشاپور وغیرہ مین ستائیس برس گھومتا پھرا۔ اس سفر مین اوس نے عام وخاص اونے واعلے سب طرح کے لوگون سے فوائد حاصل کرکے لکھہ لئے۔ وہ بہت بڑا عمیق النظر وسیع العلم آدمی تھا۔ فروتنی واتقا مین یکتا زہد وورع مین نہایت مشہور بمقام بغداد ۶۴۳ھ (۱۲۴۵ء) مین انتقال کیا۔ مقابر الشہدا مین باب الحرب کے پاس مدفون ہوا۔ تاریخ بغداد مصنفہ خطیب ابوبکر احمد بغدادی کا اس نے سولہ جلدون مین ذیل لکھا ہے۔ جو اس کی کتابون مین سب سے بہتر مشہور ہے۔ ابن قاضی شُہبہ جس سے ہمین اس کا اکثر حال ملا ہے۔ سولہ کتابون کی فہرست دیتا ہے جو اسکی تصنیف سے ہین (ماخوذ از طَبَقات الشافعیّن)

(۲) ابو عبد اللہ محمد بن البَیْضاوی شافعی فقیہ تھا۔ بَیضا مقام پر پیدا ہوا۔ جو اِصطخر کے علاقہ مین شیراز سے آٹھہ فرسنگ پر ایک بڑا قصبہ ہے۔ فقہ اوس نے شہر آمُل مین پڑھی۔ پھر بغداد مین جاکر ابو حامد اسفرائنی وغیرہ مشاہیر علما سے استفادہ کیا۔ اور بہت بڑا عالم اور مفتی ہوگیا۔ اپنے مذہب کی فقہ مین اوسے کمال تھا۔ علم خِلافِ مَنطِق اور اصول الفقہ خوب جانتا تھا۔ ۴۲۴ھ (۱۰۳۳ء) مین یکایک اوس کا بمقام بغداد انتقال ہوگیا۔ اسی مقام بیضا مین جو اور مشہور لوگ ہوئے ہین اون مین قاضی نصیر الدین ابوالخیر عبد اللہ بن عُمر بیضاوی نہایت مشہور ہے۔ جو تفسیر بیضاوی کا مصنف ہے۔ یہ شیراز مین ۶۹۱ھ (۱۲۹۲ء) مین مرا ہے (ماخوذ از طبقات الشافعیین وطبقات الفقہا)

(۳) شیخ ابو احمد عبد الوہاب بن محمد بن عُمر بن محمد بن امیش بغداد کا رہنے والا اور دَآرَکی سے مشہور عالم کا شاگرد تھا۔ فقہ اور اصول فقہ خوب جانتا تھا۔ جس مین اوس نے بڑی عمدہ اور مفید کتابین لکھی ہین ۴۳۰ھ (۱۰۳۹ء) مین وفات پائی ہے۔

(۴) جوزی کون تھا مجھ کو اس کا حال معلوم نہین ہوا۔

(۵) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس زمانہ مین پندرہ سولہ برس کی عمر مین تحصیل علم کے لئے سفر کو جانے کا ایک دستور ہو گیا تھا۔ جب اپنے وطن مین جو کچھ ممکن ہوتا علم حاصل کر چکتے تو پاس پڑوس کے بڑے بڑے شہرون مین مشہور عالمون سے استفادہ کرتے اور بعض بعض لوگ مدتہائے دراز تک دور دور دراز ملکون کو نکل جاتے تھے۔ جب تحصیل علم سے فارغ ہوتے تو اپنے وطن کو لوٹ آتے تھے۔

---

۶ ابو اسحاق ابراہیم بن منصور بن المُسَلَّم فقیہ شافعی مصری معروف بعراقی خطیب جامع مصر

بڑا فاضل فقیہ تھا۔ کتاب مُہذّب تصنیف شیخ ابو اسحاق شیرازی رحمہ اللہ تعالی کی دس جلد مین اس نے شرح لکھی ہے۔ جو بہت ہی اچھی ہے۔ یہ مصر کا رہنے والا تھا۔ بغداد مین مسافر کے طور پر آیا۔ مدت تک وہان تحصیل علم مین مشغول رہا۔ اسی سبب سے عراقی کہنے لگے تھے۔ اس نے بغداد مین ابوبکر محمد بن الحسین الارموی (۱) سے جو شیخ ابو اسحاق شیرازی کا شاگرد تھا۔ اور ابو الحسن محمد المبارک بن الخل بغدادی سے فقہ پڑھی تھی۔ اور اپنے شہر مین قاضی ابو المعالی مُجَلّی بن جُمَیع سے بھی جس کا ذکر (تذکرہ ۵۲۸ مین) انشاء اللہ تعالی آئندہ آئیگا فقہ کا علم حاصل کیا تھا۔ بغداد مین وہ مدت ہی مشہور رہا تھا۔ جب لوٹ کر مصر کو گیا تو وہان سے عراقی کہنے لگے۔ اس سے علم روایت ہے۔ وہ کہا کرتا تھا کہ ہمارا شیخ ابن الخل مذکور بغداد مین یہ شعر پڑھا کرتا تھا اور اس کے کہنے والے شاعر کا نام نہین بیان کیا۔

فی زخرف القول تزیین لباطله   والحق قد یعتریه سوء تعبیر

آراستہ و پیراستہ الفاظ سے اوس کے باطل مضمون کی زیب و زینت ہو جایا کرتی ہے اور حق برے بیان سے کبھی کبھی چھپ جاتا ہے۔

تقول ھذا مجاج النحل تمدحه   وان ذممت تقل قیء الزنابیر

اگر تو شہد کو کہے کہ یہ شہد کی مکھی کا لعاب دہن ہے تو یہ تو نے اوس کی تعریف کی۔ اور اگر تو اوسکی مذمت کرے تو کہیگا کہ بھڑون کی قے ہے۔

مدحا وذما وما جاوزت وصفهما   حسن البیان یری الظلماء کالنور

مدح کی اور مذمت کی اور تو نے ان مین حد سے تجاوز اور مبالغہ نہ کیا تو حسن بیان اور خوبی ادا تاریکی کو ایسا کر دکھائیگی
جیساکہ نور روشن ہوتا ہے۔
مصر مین ۵۰۱ھ (۱۱۰۶ء) مین پیدا ہوا۔ اور بروز پنجشنبہ ۲۱ جمادی الاولی ۵۹۶ھ (۱۲۰۰ء) مین اوسی جگہ
وفات پائی۔ وامن مُقطّم مین مدفون ہوا۔ رحمہ اللہ تعالے۔
اس کا ایک بیٹا ابو محمد عبد الحکم بڑا جلیل القدر فاضل تھا وہ ہی باپ کے بعد جامع مصر کا خطیب مقرر ہوا
اوس نے اچھے اچھے خطبہ بنائے۔ اشعار بھی لطیف اور عمدہ کہتا تھا چنانچہ عماد بن جبرئیل کے حق مین
جو ابن اخی العلم کے نام سے مشہور اور مصر مین صاحب دیوان بیت المال تھا اور جس کا گر کر ہاتھ ٹوٹ گیا
تھا یہ اشعار کہے تھے۔

اِنَّ العمادَ بن جبرئیل اَخی ... عِلْمٍ لہ یدٌ اَصْبحت مَذمُومۃ الاثر

عماد بن جبرئیل اخی علم کا ایک ایسا ہاتھ ہے کہ جس پر ایک مذموم نشان ہے۔

تاخّر القطعُ عنہا وہی سارقۃٌ ... فجاءَہا الکسرُ یستقصی عن الخبر

اوس کے قطع مین دیر ہوئی حالانکہ وہ چور تھا۔ اس واسطے کسر اور شکستگی ہاتھ کے پاس آئی کہ خبر (شفا)
اوس سے دریافت کرے (جو جلد اچھا ہونے والا نہین)
اس کے اور بھی نادر شعر ہین مگر یہ دونون بیتین مین نے جعفر بن شمس الخلافہ کے دیوان مین جس کا ذکر
(تذکرہ ۳۵ مین) انشاء اللہ آئندہ آتا ہے دیکھے ہین۔ واللہ اعلم کس کے ہین۔ یہ شعر بھی عبد الحکم نے
ایک شخص کے حق مین کہے تھے۔ جو واجب القتل تھا اور مستوفی قصاص یعنے اوس شخص نے
جسے قصاص لینے کا اختیار دیا گیا تھا قتل کے لئے اوس کے تیر مارا۔ جو اوس کے جگر[۲] پر جا کر لگا۔
اور وہ مارا گیا۔

اَخرجتَ من کبدِ القوسِ ابنہا فغدَت ... تَئِنُّ والاُمُّ قد تحنو علی الولدِ

قوس کے جگر (یعنے بیچ) سے تو نے اوس کے بیٹے (تیر) کو نکالا۔ اس لئے وہ فریاد و آہ کرنے لگی۔ ماں
اپنے بچہ کو محبت کیا ہی کرتی ہے۔

وما دَرَتْ انّہ لمّا رَمیتَ بہ ... ماسارَ من کبدٍ الّا الی کبدِ

وہ (قوس) یہ نہین جانتی تھی کہ جب تو نے اوس (تیر) کو چلایا تو وہ صرف ایک جگر سے (قوس کے) نکل کر

دوسرے (مقتول کے) جگر مین چلا جائیگا۔

میرے نزدیک ان دونون بیتون مین سے اول بیت ایک مغربی کے قول سے ماخوذ ہے۔

لا غرو من جزعی لبینهم　　یوم النوی وانا اخو الهم

اون کی فرقت کی وجہ سے میری بیتابی مین کچھ شک وشبہ نہین۔ اوس جدائی کے روز جب کہ مین اور رنج وغم ہمیشہ کے لئے (بھائی بھائی) ہو جاتے ہین۔

فالقوس من خشب تئن اذا　　ما کلفوها فرقة السهم

قوس کو دیکھو جو لکڑی کی ہے۔ جب اوس پر زور کرتے ہین کہ اوس سے تیر کو جدا کردین تو وہ بھی فریاد وزاری کرتی ہے۔

دوسری بیت کا مضمون فقیہ عمارۂ یمنی کے قول سے ماخوذ ہے جس کا ذکر (تذکرہ ۲۹۴ مین) انشاء اللہ تعالی آئندہ آتا ہے۔ یہ قول اوس کے ایک قصیدۂ میمیہ مین مذکور ہے جس کو مین نے اوس کے تذکرہ مین نقل کر دیا ہے۔ یہ فقیہ مکہ معظمہ شرفہا اللہ تعالی سے دیار مصر کو آیا۔ اور وہان کے حاکم وقت فائز عیسی بن الظافر العبیدی اور اوس کے وزیر الصالح طلائع بن رزیک کی تعریف مین یہ قصیدہ لکھا تھا۔ اس تاریخ مین ان دونو کا (اول کا تذکرہ ۔۔۔ مین اور دوم کا تذکرہ ۲۸۰ مین) ہم نے بیان لکھا ہے وہ اس قصیدہ کو لکھتے لکھتے (ان دونو ممدوحون کی تعریف مین جو اوسے مد نظر تھے) کہتا ہے۔

ورحن من کعبة البطحاء والحرم　　وفدا الی کعبة المعروف والکرم

وہ شام کو بطحٰی کے کعبہ اور حرم سے نکلین اور احسان وکرم کے کعبہ سے ملنے کو چلین۔

فهل دری البیت انی بعد فرقته　　ما سرت من حرم الا الی حرم

کیا خانۂ کعبہ اس بات کو جانتا ہے کہ جب مین اوس سے جدا ہوا تو مین صرف ایک حرم سے دوسرے حرم کے پاس گیا۔

یہ بھی عبد الحکم کے ہی اشعار مین سے ہین۔

قامت تطالبنی بلؤلؤ نحرها　　لما رأت عینی تجود بدرها

کھڑی ہوئی اور مجھ سے اپنی گردن کے موتی مانگنے لگی جب کہ اوس نے دیکھا کہ میری آنکھین اپنے موتی نثار کر رہی ہین

وتبسمت عجبا فقلت لصاحبی　　هذا الذی اتهمت به فی ثغرها

لیکن جب وہ بلا زاہ تعجب مسکرائی تو مین نے اپنے ساتھی سے کہا کہ دیکھو جس کی اوس نے تہمت لگائی تھی وہ

وہ اوس کے منہ میں موجود ہے۔

یہ مضمون بھی ابو الحسن علی بن عطیۃ معروف ابن الزقاق اندلسی بلنسی کے اس قول سے ماخوذ ہے۔

وَشَادِنٍ طَافَ بِالْكُئُوسِ ضُحًى ... فَحَثَّهَا وَالصَّبَاحُ قَدْ وَضَحَا

ایک خوبصورت ہرن آکر پیالوں کے گرد فجر کو گھومنے اور اونہیں ہلانے لگا حالانکہ صبح کی روشنی ہو چلی تھی

وَالرَّوْضُ يُبْدِي لَنَا شَقَائِقَهُ ... وَآسُهُ الْعَنْبَرِيُّ قَدْ نَفَحَا

مرغزار نے ہمارے لئے لالہ کے پھول لگائے تھے۔ اور عنبری آس نے خوشبوئیں مہکار کہی تھیں۔

قُلْتُ أَيْنَ الْأَقَاحِ قَالَ لَنَا ... أَوْدَعْتُهُ ثَغْرَ مَنْ سَقَى الْقَدَحَا

میں نے پوچھا کہ بابونہ کے سپید پھول کہاں ہیں (میرے ساتھی نے) کہا کہ جس نے پیالہ بھرا تھا میں نے اوسی کے منہ میں دیدئے ہیں۔

فَظَلَّ سَاقِي الْمُدَامِ يَجْحَدُ مَا ... قَالَ فَلَمَّا تَبَسَّمَ افْتَضَحَا

مگر ساقی شراب نے اس سے انکار کیا۔ لیکن جب وہ ہنسا (اور دانت دکھائی دئے) تو اوس کی رسوائی ہوگئی

وزیر صفی الدین ابو محمد عبد اللہ بن علی المعروف ابن شکر وزیر الملک العادل بن ایوب نے مصر میں ابن عبد الحکم کو خطابت جامع مصر سے معزول کر دیا تھا۔ اس پر یہ اشعار عبد الحکم نے اوسے لکھکر بھیجے تھے

فَلِأَيِّ بَابٍ غَيْرِ بَابِكَ أَرْجِعُ ... وَبِأَيِّ جُودٍ غَيْرِ جُودِكَ أَطْمَعُ

تیرے دروازہ کے سوا میں اور کس دروازہ پر (پناہ کے لئے) جاؤں۔ اور تیری بخشش کے سوا میں اور کی بخشش پر نظر ڈالوں۔

سُدَّتْ عَلَيَّ مَسَالِكِي وَمَذَاهِبِي ... إِلَّا إِلَيْكَ فَدُلَّنِي مَا أَصْنَعُ

میرے جتنے راستہ اور طریق تھے سب بند ہوگئے صرف ایک تیرا ہی باقی ہے۔ بتا کہ اب میں کیا کروں۔

فَكَأَنَّمَا الْأَبْوَابُ بَابُكَ وَحْدَهُ ... وَكَأَنَّمَا أَنْتَ الْخَلِيقَةُ أَجْمَعُ

میرے لئے تیرا ہی ایک دروازہ گویا دنیا بھر کے دروازہ ہیں۔ اور تو ہی اکیلا میرے لئے گویا تمام خلقت

اس اخیر بیت کا مضمون بھی ایک مشہور شاعر سلامی کے قول سے ماخوذ ہے۔ وہ کہتا ہے۔

فَبَشَّرْتُ آمَالِي بِمَلِكٍ هُوَ الْوَرَى ... وَدَارٍ هِيَ الدُّنْيَا وَيَوْمٍ هُوَ الدَّهْرُ

میں نے اپنے امیدوں کو بشارت دی ایسی رعایا کے مالک ہونے کی کہ وہ تمام خلقت ہے۔ اور ایسے گھر

کہ وہی ساری دنیا ہے۔ اور ایسے حکمرانی کے دن کی۔ کہ وہ ہی ابد الآباد ہے۔

اس نظم کا ذکر عضد الدولہ (فنا خسرو) بن بویہ کے بیان مین حرف فا مین آئیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ (دیکھو تذکرہ ۵۰۵) یہ بھی اسی عبد الحکم کے شعر ہین۔ جو اوس نے اپنی بی بی کا سب سے اول منہ دیکھتے وقت کہے تھے۔

سَتَرَتْ وَجْهَهَا بِكَفٍّ عَلَيْهِ شَبَكُ النَّقْشِ وَهِيَ تُجْلَى عَرُوسَا

جس وقت وہ دولھن بنی ہوئی میرے سامنے ہوئی اوس نے اپنا منہ ہاتھ سے چھپا لیا جس پر نقشونگار کا جال بنا ہوا تھا

قُلْتُ لَمْ يُغْنِ عَنْكِ سَتْرُكِ شَيْئًا وَمَتَى غَطَّتِ الشِّبَاكُ الشُّمُوسَا

مین نے کہا اپنے چھپانے سے تو تو چھپ نہین سکتی۔ کہین آفتاب بھی جال سے چھپا کرتے ہین۔

یہ بھی اوسی کے شعر ہین۔

وَمَأْدُبَةٍ بِتْنَا بِهَا فِي لَذَاذَةٍ يُخَيَّلُ لِي أَنَّا عَلَى الْمَاءِ نُوَّمُ

دعوت مین جہان ہم نے بڑی لذت سے رات بسر کی تھی مجھے یہ خیال ہوتا تھا کہ ہم پانی پر سو رہے ہین۔

فَمِنْ فَوْقِنَا الْأَفْلَاكُ وَالْفُلْكُ تَحْتَنَا فَفِي تِلْكَ أَقْمَارٌ وَفِي تِيكَ أَنْجُمُ

اوپر ہمارے آسمان تھے اور نیچے ہماری کشتی تھی۔ اس مین چاند تھے اور اوس مین ستارہ[6] تھے۔

اور یہ بھی اوسی کے ہین۔

عَلَى مَهَلٍ فَفِي الْأَحْوَالِ رَيْثٌ أَتَخْشَى أَنْ تُضَامَ وَأَنْتَ لَيْثُ

ذرہ آہستگی کر۔ کام تامل و دیری مین ہوا کرتے ہین۔ کیا تجھے شیر ہو کر یہ خوف ہے۔ کہ کوئی تجھ پر ظلم کریگا۔

بِمِصْرَ إِنْ أَقَمْتَ فَأَنْتَ نِيلٌ وَإِنْ سِرْتَ الشَّآمَ فَأَنْتَ غَيْثُ

اگر تو مصر مین رہے تو تو نیل کی طرح (فیاض) ہے۔ اور اگر شام کو چلا جائے تو تو ابر (رحمت کیطرح) ہے۔

اس کی تاریخ ولادت شب یکشنبہ ۱۹ جمادی الاخرہ ۵۶۳ھ (۱۱۶۸ء) اور تاریخ وفات وقت سحر ۲ شعبان ۶۱۳ھ (۱۲۱۶ء) ہے۔ مصر مین دامن کوہ مقطم مین مدفون ہوا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ اوس کے بیٹے نے بہت اشعار اوس کے مجھے سنائے تھے۔ شعر گوئی مین اوس کا طریق بہت ہی لطف آمیز ہے۔

عماد کا نام جس کا ذکر اوپر آیا ہے۔ ابو عبد اللہ محمد بن ابی الامانہ جبریل بن المغیرۃ بن سلطان بن نعمۃ تھا۔ یہ بڑا فاضل اور اپنی خدمات مین دیانت و امانت کے ساتھ نہایت مشہور تھا۔ مصر اور سکندریہ مین دیوانی

سکے بہت کامون پر مقرر رہا تھا۔ ۵۵۸ھ (۱۱۶۳ع) مین پیدا ہوا۔ اور ۵ رشعبان ۶۳۷ھ (۱۲۴۰ع) قاہرہ
مین وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالےٰ۔

(۱) امام اور فقیہہ ابوبکر محمد اُرمَوی (اُرمیا علاقہ آذربائیجان کا رہنے والا) ابواسحاق شیرازی کا شاگرد تھا۔ ۵۴۷ھ (۱۱۵۲ع)
مین مرا ہے (طبقات الفقہا)۔

(۲) یہ ایک تعجب معلوم ہوتا ہے کہ ایسا لفظ جیسا مُجَاج (لعاب دہن) نہایت عمدہ اشعار اور عبارت مین بالکل بے باکی
سے استعمال کیا جائے لیکن عربی مصنف ایسا کرتے ہین۔ اور شعرائے اسلام لذت وصال کے بیان کرتے وقت
معشوقہ کے شیرین لبون سے سرور افزا لعاب دہن کی چوسنی کا فخر کبھی فروگذاشت نہین کرتے۔

(۳) کبد کے معنی جگر کے بھی ہین۔ اور وسط شئے کے بھی۔ قوس کے اوس مقام کو کہتے ہین۔ جو اوس کے گوشون
کے عین بیچ مین ہے نیچے کی بیت مین تجنیس لفظی کی بھی خوبی دکھائی گئی ہے۔

(۴) بطحا نشیبی سنگ زار زمین۔ مکہ معظمہ ایسے ہی مقام پر بستا ہے۔ اس لئے بطحائے مکہ مشہور ہین۔ حَرَم مکہ اور
اور اوس کے گرد کی وہ مقدس زمین ہے جہان بعض باتین کرنا حرام اور ممنوع ہین۔ کعبہ مکہ کے اوس مکان کا نام ہے
جس کی طرف تمام دنیا کے مسلمان نماز پڑہتے وقت اپنا منہ کرتے ہین۔ کعبہ کرم سے وہ فیاض و کریم النفس امیر
مراد ہے۔ جس پر تمام مخلوق کے اپنے اپنے حصول مقاصد کے لئے نظرین پڑتی ہون۔

(۵) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عربون مین ہاتون کی کہال کے گودنے کا جو دستور ایام جاہلیت مین تھا وہ
اس وقت بھی موجود تھا۔ ہندوستان کے مسلمانون مین یہ دستور نہین ہے۔ یہان کے ادنیٰ درجہ کے ہندو
اب بھی ہاتھ پاؤن گودتے ہین۔

(۶) افلاک اور فلک کا ماخذ ایک ہی ہے۔ اول کے معنی آسمانون کے ہین۔ اور دوسرے کے معنی کشتی کے چاندون
سے مراد وہ گورے گورے معشوق ہین جو وہان محفل نشاط مین شریک تھے۔

۷۔ ابواسحاق ابراہیم بن نصر بن عَسکَر الملقب ظہیر الدین قاضی سَلَّامیہ۔

شافعی فقیہہ اور موصل کا رہنے والا تھا۔ ابن الدُّبَیثِی نے اپنی تاریخ مین اس کا ذکر کیا۔ اور کہا ہے۔
کہ ابواسحاق موصل کا رہنے والا تھا۔ قاضی ابوعبد الحسین بن نَصر بن خَمیس مَوصِلی سے موصل مین فقہ

پڑہی اور اوسی سے حدیث بھی سنی تھی - بغداد مین بھی آیا وہان بھی بہت لوگون سے حدیث کا علم حاصل کیا - پھر اپنے وطن مین لوٹ گر گیا - اور سلامیہ کا قاضی ہو گیا - جو موصل کے علاقہ مین ایک قریہ ہے -

ابو البرکات عبد الرحمن بن محمد الانباری نحوی کی مصنفات سے جو اس نے بغداد مین اوس سے پڑہی تھین اربل مین روایت کیا کرتا تھا - وہان کے بہت لوگ اوس کے شاگرد تھے - انتہی کلامہ -

یہ شخص بڑا فاضل فقیہ تھا - اصل مین عراق کا رہنے والا اسندی النسل تھا - بغداد کے مدرسۂ نظامیہ مین فقہ پڑہی تھی - حدیث کی بھی سماعت کی - اور اوس کی روایت بھی کیا کرتا تھا - سلامیہ مین جو موصل کے علاقہ مین ایک شہر ہے - مدت دراز تک قاضی رہا - نظم کا بڑا شوق تھا - بہت اچھی لکھتا تھا - اوس کے بعض شعر نقل کرتے ہین -

لَا تَنْسُبُونِی یَا ثِقَاتِی اِلَی غَدْرٍ فَلَیْسَ الْغَدْرُ مِنْ شِیْمَتِی

اے میرے دوستو - میری طرف غدر اور بے وفائی کی نسبت نہ کرو - میری جبلت مین غدر نہین -

اَقْسَمْتُ بِالذَّاهِبِ مِنْ عَیْشِنَا وَبِالْمَسَرَّاتِ الَّتِی وَلَّتِ

مین قسم کہاتا ہون اپنے عیش و عشرت موجودہ کی - اور مسرت و خوشی گذشتہ کی -

اِنِّی عَلَی عَهْدِکُمْ لَمْ اَحُلْ وَعُقْدَةُ الْمِیْثَاقِ مَا حُلَّتِ

کہ مین نے جو عہد محبت تم سے کیا تھا اوسی پر ہون توڑا نہین - میثاق کی گرہ کھلی نہین ہے -

جُوْدُ الْکَرِیْمِ اِذَا مَا کَانَ عَنْ عِدَةٍ وَقَدْ تَاَخَّرَ لَمْ یَسْلَمْ مِنَ الْکَدَرِ

اگر کوئی سخی و کریم بخشش کا وعدہ کر کے اوس کی ایفا مین تاخیر کرے - تو وہ بخشش کدورت سے خالی نہین رہتی -

اِنَّ السَّحَائِبَ لَا تُجْدِی بَوَارِقُهَا نَفْعاً اِذَا هِیَ لَمْ تُمْطِرْ عَلَی الْاَثَرِ

بادلون کی بجلیون سے نفع نہین ہوتا جب کہ اوس کے پیچھے بارش نہ برسے -

وَمَاطِلُ الْوَعْدِ مَذْمُوْمٌ وَاِنْ سَمَحَتْ یَدَاهُ مِنْ بَعْدِ طُوْلِ الْمَطْلِ بِالْبِدَرِ

ایفائے وعدہ مین دیر کرنے والا برا ہوتا ہے - اگرچہ مدت دراز تک ٹالنے کے بعد اوس کے دونون ہاتھ بخشش سے لبالب ہی کیون نہون -

یَا دَوْحَةَ الْجُوْدِ لَا عَتْبٌ عَلَی رَجُلٍ یَهُزُّهَا وَهُوَ مُحْتَاجٌ اِلَی الثَّمَرِ

اے جود و سخاوت کے درخت کسی شخص پر اوس وقت عتاب روا نہین جب کہ وہ میوہ کا محتاج ہو اور (تجہ سے) درخت کو ہلائے -

بوازیج مین جو سلامیہ کے پاس ایک چھوٹی سی بستی ہے ایک گوشہ مین چند درویش رہا کرتے تھے۔ اون کے شیخ (طریقت) کا نام مکی تھا۔ ابو اسحاق نے اون کی نسبت چند شعر کہے تھے۔

اَلَا قُلْ لِمَكِّيٍّ قَوْلَ النَّصُوحِ   فَحَقُّ النَّصِيحَةِ اَنْ تُسْتَمَعَ

(اے مکی سے نصیحت کی بات جا کر کہدو نصیحت سننے کے قابل ہوا کرتی ہے۔)

مَتٰى سَمِعَ النَّاسُ فِي دِينِهِمْ   بِاَنَّ الْغِنَاءَ سُنَّةٌ تُتَّبَعُ

(مسلمان) لوگون نے اپنے دین مین یہ بھی کبھی سنا ہے۔ کہ غنا اور راگ بھی ایک سنت پیروی کے قابل ہے

وَاَنْ يَاكُلَ الْمَرْءُ اَكْلَ الْبَعِيرِ   وَيَرْقُصَ فِي الْجَمْعِ حَتّٰى يَقَعْ

یا آدمی اونٹ کا سا (ناک تک پیٹ بھر کے) کھانا کھائے۔ اور مجمع مین اتنا کودے ناچے کہ ناچتے ناچتے گر پڑے

وَلَوْ كَانَ طَاوِيَ الْحَشَا جَائِعاً   لَمَا دَارَ مِنْ طَرَبٍ وَاسْتَمَعَ

اور اگر شکم خالی اور بھوکا ہوتا تو نہ خوشی سے ناچتا اور نہ راگ سنتا۔

وَقَالُوا سَكِرْنَا بِحُبِّ الْاِلٰهِ   وَمَا اَسْكَرَ الْقَوْمَ اِلَّا الْقِصَعُ

وہ کہتے ہین کہ ہم خدا کی محبت کے نشہ مین چور ہین۔ نہین اون پر (مرغ پلاؤ کی) رکابیون نے نشہ چڑھا رکھا ہے۔

كَذَاكَ الْحَمِيرُ اِذَا اَخْصَبَتْ   يُنَقِّزُهَا رِيُّهَا وَالشِّبَعُ

جب زمین مین سرسبزی ہو تو گدہون کا حال بھی ایسا ہی ہوتا ہے جیسے اون کا۔ اونہین دانہ پانی سے پیٹ بھرنا اونہین خوب نچاتا کودتا ہے۔

ابو البرکات بن المستوفی نے بھی اپنی تاریخ اربل مین اوسکا ذکر کیا اور تعریف کی ہے۔ اور اوس کے چند مقطع اور کچھ خطوط نقل کئے ہین۔ جو ان دونون نے ایک دوسرے کو تحریر کئے تھے۔ عماد کاتب نے بھی جریدہ مین اوس کا تذکرہ کیا اور کہا ہے کہ وہ جوان فاضل ہے۔ اور اوس کے اشعار مین یہ شعر بھی ہین

اَقُولُ لَهُ صِلْنِي فَيَصْرِفُ وَجْهَهُ   كَاَنِّي اَدْعُوهُ لِفِعْلٍ مُحَرَّمِ

جب مین اوس سے کہتا ہون کہ مجھ سے وصل و محبت کا سلسلہ قائم کر تو وہ ایسے منہ پھیر لیتا ہے کہ گویا مین اوس سے کسی فعل ناجائز کی درخواست کرتا ہون۔

فَاِنْ كَانَ خَوْفُ الْاِثْمِ يُكْرِهُ وَصْلَتِي   فَمِنْ اَعْظَمِ الْآثَامِ قَتْلَةُ مُسْلِمِ

اگر فقط گناہ کا خوف میرے وصل کو مکروہ کر دیتا ہے۔ تو مسلمان کا قتل سب سے بڑا گناہ ہے۔

بروز پنجشنبہ ۲ ربیع الآخر سنہ ۶۳۱ھ (۱۲۳۳ء) کو سلامیہ مین اس کا انتقال ہوگیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ اوس کا ایک بیٹا بھی تھا۔ جو مجھے حلب مین ملا اور اپنے اور اپنے باپ کے بہت اشعار سنائے اوس کے شعر بہت اچھے تھے اور خیالات بھی اچھے باندھتا تھا۔ سَلَّامیہ بفتح سین مہملہ وتشدید لام والف ومیم و یائے تحتانیہ و ہائے ہوز دریائے دجلہ کے مشرقی کنارہ پر نیچے کو موصل سے ایک روز کے راستہ پر ایک بستی تھی موصل اوس کے مغربی کنارہ پر ہے۔ سَلَّامِیہ کی پورانی بستی جس کا ظہیر قاضی تھا خراب و ویران ہوگئی ہے اوسے بھی سَلَّامِیہ ہی کہتے ہین۔

(۱) ابن الدبیثی کی یہ تاریخ بغداد مصنفہ ابو سعد السمعانی کا ذیل ہے۔ اور سمعانی کی تاریخ ابوبکر احمد خطیب بغدادی کی تاریخ کا ذیل ہے۔ ان لوگون کے تذکرہ ابن خلکان نے اپنے مقام پر دئے ہین۔

۸۔ ابو اسحاق ابراہیم بن المہدی بن ابی جعفر المنصور بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن العباس بن عبد المطلب ہاشمی

خلیفہ ہارون الرشید کا بھائی گیت گانے اور باجا بجانے مین بڑا استاد عیش و عشرت کی مجالس مین بہت اچھا ندیم تھا۔ رنگ کا کالا ایک سیہ فام لونڈی کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ جس کا نام شکلہ (بفتح یا بکسر شین معجمہ وسکون کاف ولام وہائے ہوز) تھا۔ چونکہ سیاہی رنگ کے ساتھ اوس کا ڈیل ڈول بھی بڑا تھا۔ لوگ اوسے تنّین (اژدہا) کہا کرتے تھے۔ لیکن لیاقت مین وافر الفضل بہت بڑا ادیب دل کا جوان مرد ہاتھ کا سخی تھا۔ خلفا کی اولاد مین زبان کا ایسا فصیح اور شعر کہنے مین ایسا اچھا کوئی اوس سے پہلے نہین گذرا۔ سنہ ۲۰۲ھ کے بعد لوگون نے بغداد مین اوس کی خلافت کی بیعت کی۔ مامون اس وقت خراسان مین تھا اوس کا قصہ مشہور ہے[1]۔ بغداد مین کوئی دو سال خلیفہ رہا۔ طبری نے اپنی تاریخ مین اس کی خلافت ایک سال گیارہ مہینہ بارہ روز بیان کی ہے۔ مامون کی بیعت کو توڑ کر ابراہیم بن المہدی سے بیعت کرنے کا سبب یہ تھا کہ مامون جب خراسان مین تھا۔ تو اوس نے علی بن موسیٰ الرضا کو جس کا ذکر آئندہ حرف عین مین آئیگا ولی عہد کر دیا تھا۔ بغداد مین عباسیون[2] کے حکم ران خاندان کو یہ امر سخت ناگوار گذرا اس ابراہیم بن المہدی مامون کے چچا سے اونھون نے بیعت کر لی۔ مبارک اوس کا لقب رکھا یہ بیعت بروز سہ شنبہ ۵ ذی الحجہ

سنہ ۲۰۱ھ (جون ۸۱۶ء) کو بغداد مین ہوئی تھی پہلے تو عباسیون نے خفیہ طور پر اوس سے بیعت کی
پھر اسی طرح بغداد والے اوٹھ کھڑے ہوئے اور اول محرم ۲۰۲ھ (۲۰ جولائی ۸۱۷ء) کو اوس سے بیعت
کرکے مامون کی بیعت توڑ ڈالی جب پانچوین محرم ہوئی تو اس کا اعلان کر دیا۔ ابراہیم نے منبر پر جا کر خطبہ پڑھا۔[۳]
مامون نے بسوقت علی بن موسیٰ الرضیٰ سے ولی عہدی کی بیعت کی تھی تو حکم دیا تھا۔ کہ سیاہ لباس جو
بنی عباس کا شعار تھا ترک کر دیا جاے سبز لباس (علویون اور اون کے طرفدارون کا شعار) پہنا جائے
بنی عباس کو یہ بھی بہت برا معلوم ہوا۔ مامون سے لوگون کو جن اسباب سے دشمنی پیدا ہوی تھی اون مین سے
ایک سبب یہ بھی تھا۔ پھر مامون نے بروز پنجشنبہ ۲۹ ذیقعدہ سنہ ۲۰۸ھ (مئی ۸۲۳ء) کو پھر سیاہ لباس پہننے
کا ایک وجہ سے حکم دیدیا تھا جس کا ذکر طبری[۴] نے اپنی تاریخ مین کیا ہے۔ جب مامون خراسان سے بغداد کی
طرف چلا۔ ابراہیم کو اپنی جان کا خوف ہوا۔ فوراً روپوش ہوگیا۔ اوس کی روپوشی چہارشنبہ ۱۷ ذی الحجہ سنہ ۲۰۳ھ
(جون ۸۱۹ء) کو بڑے جھگڑون کے بعد جن کا ذکر بہت لنبا ہے اور اس مختصر[۵] مین اون کی گنجایش نہین ہوئی
تھی۔ پھر مامون بروز چہارشنبہ ۱۶ صفر سنہ ۲۰۴ھ (اگست ۸۱۹ء) کو بغداد مین داخل ہوا جب ابراہیم روپوش ہوا
تھا تو دعبل الخزاعی نے یہ اشعار کہے تھے۔

نَعَرَ ابنُ شَكلةَ بالعِراقِ وأهلِهِ فهَفا إليه كُلُّ أطلَسَ مائِقِ

ابراہیم ابن شکلہ اور اوس کے ساتھیون نے عراق مین غدر مچادیا۔ پھر جلدی جلدی چور بیوقوف اوس کے پاس آکر جمع ہوگئے

إن كانَ إبراهيمُ مُضطَلِعاً بها فلَتَصلُحَنْ مِن بَعدِهِ لِمُخارِقِ

اگر ابراہیم سلطنت کے بوجہ کو اوٹھا سکتا تو اوس کے بعد سلطنت مخارق کے لئے مناسب ہوتی۔

وَلَتَصلُحَنْ مِن بَعدِ ذاكَ لِزُلزُلٍ وَلَتَصلُحَنْ مِن بعدِهِ لِلمارِقِ

اور اس کے بعد زلزل کے لئے۔ اور اس کے بعد مارق کے لئے۔

أنّى يَكونُ وَلَيسَ ذاكَ بِكائِنٍ يَرِثُ الخِلافَةَ فاسِقٌ عَن فاسِقِ۔

یہ کہان ہوتا نہین ایسا نہین ہوسکتا۔ کہ فاسق کسی فاسق سے خلافت کا وارث ہو۔

مخارق بضم میم و فتح خائے معجمہ و زلزل بضم ہر دو زائے معجمہ اور مارق تینون اس زمانہ کے مغنی تھے۔ ابراہیم
کے حالات بڑے لنبے چوڑے اور مشہور[۶] ہین (اون کا بیان دوسری کتابون مین دیکھنا چاہیے۔ یہان ہم فقط
اوس کی ایک حکایت اوسی کی بیان کی ہوئی لکھتے ہین) ابراہیم کہتا ہے کہ معافی کے بعد جب مین مامون کے

کے پاس گیا۔ تواوس نے مجھ سے کہا توہی کالا خلیفہ ہے۔ مین نے کہا امیر المومنین مین ہی ہون وہ شخص جس پر آپ نے احسان کیا۔ اور معافی کا تاج بخشا ہے۔ بنی الحسحاس کے غلام نے کہا ہے۔

اشعارُ عَبدِ بنی الحَسْحَاسِ قُمْنَ لَہُ   عِندَ الفخارِ مقامَ الاَصْلِ وَالوَرِقِ

بنی الحسحاس کے غلام کے اشعار فخر کے وقت نسب اور دولت کا کام دیتے ہین۔

اِن کنتُ عَبداً فنفسی حُرَّۃٌ کَرَماً   اَوْاَسوَدَ الخَلقِ اِنّی ابیضُ الخُلقِ

اگرچہ مین غلام ہون مگر کرم کی وجہ سے میرا دل آزاد ہے اور اگرچہ پیدائش مین رنگ کالا ہے۔ مگر طبعی خلق کا گورا ہون مامون نے کہا چچا صاحب (میری) عنسی نے آپ سے سچی سچی بات کہلوادی۔ اور یہ شعر پڑھ کر سنائے۔

لَیسَ یُزْرِی السَّوَادُ بِالرَّجُلِ الشَّھْمِ وَلَا بِالفَتَی الاَدِیبِ الاَرِیبِ

مرد تیز فہم کو جسم کی سیاہی کچھ عیب نہین لگاتی۔ اور نہ ادیب و دانشمند شخص کی قدر کم کرتی ہے۔

اِن یَکُنِ السَّوادِ فِیکَ نَصِیبٌ   فَبَیاضُ الاَخلَاقِ مِنکَ نَصِیبِی

اگرچہ تیرے جسم مین سیاہی کو ایک حصہ ملا ہے۔ مگر تیرے اخلاق کی سپیدی میرے نصیب مین آئی ہے۔

متاخرین مین سے ایک شخص اعزّ ابو الفتوح نصر اللہ بن قلاقس اسکندری نے جس کا ذکر حرف نون مین انشاء اللہ تعالی آئیگا۔ اسی مضمون کو نظم کیا ہے جس مین کچھ اپنی طرف سے بھی بڑھایا۔ اور بہت ہی عمدگی کے ساتھ ادا کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔

رُبَّ سَوْدَاءَ وَھِیَ بَیضَاءُ فِعْلٍ   حَسَدَ المِسْکُ عِندَھَا الکَافُورُ

بہت عورتین رنگ کی کالی ہین۔ اور اون کے کام سپید اچھے ہین جن کی موجودگی مین کالے مشک پر سپید کافور کو رشک آتا ہے۔

مِثلُ حَبِّ العُیُونِ یَحْسَبُہُ النَّا   سُ سَوَاداً وَاِنَّمَا ھُوَ نُورُ

دانہ چشم کا سا حال ہے لوگ تو اوسے کالا سمجھتے ہین مگر وہ نور ہی نور ہے۔

مامون کے بعد جب معتصم خلیفہ ہوگیا تو ایک روز وہ دربار مین بیٹھا تھا۔ اوس کے دست راست پر عباس ابن مامون اور دست چپ پر ابراہیم بن المہدی تھا۔ ابراہیم اپنے ہاتھ کی انگوٹھی کو الٹ پلٹ کررہا تھا۔ عباس نے پوچھا چچا صاحب یہ کیسی انگوٹھی ہے۔ ابراہیم نے کہا۔ یہ ایک انگوٹھی ہے۔ کہ جسے مین نے تیرے باپ کے زمانہ مین رہن رکھدیا تھا۔ اوسوقت سے ابتک مین اسے چھوڑا نہ سکا تھا۔ اب

امیرالمومنین کے عہد مین چھوڑ دیا ہے عباس نے کہا واللہ چچا صاحب میرے باپ نے آپکے اس قدر بڑے گناہ پر آپ کا خون معاف کر دیا۔ اور آپ اوس کا شکر نہین کرتے۔ تو آپ کے ایک انگوٹھی کے چھوڑ دینے پر امیرالمومنین کا کیا شکر کرینگے۔ اس طرح عباس نے اوسے ساکت ولاجواب کر دیا۔ اس ابراہیم کا قصہ بڑا طول طویل ہے۔ ارباب تاریخ نے اپنی کتابون مین لکھا ہے۔ مین نے یہان اوس کا اختصار کر دیا اور جو میرا مقصود تھا فقط اوسی کو لے لیا ہے۔ طبری وغیرہ نے اوس کا حال پورا پورا بیان کیا ہے۔

جب ابراہیم مامون کے قبضہ مین آگیا تو اوس نے وزیر احمد بن ابی خالد الاحول[1] سے مشورہ لیا کہ ابراہیم کی نسبت کیا کرنا چاہئے احمد نے کہا امیرالمومنین اگر آپ اوسے قتل کر دینگے تو آپ کیلئے اور ون کی نظیرین موجود ہین۔ اور اگر آپ اوسے چھوڑ دینگے تو آپ کا نظیر نہ ہوگا۔

ابراہیم کی تاریخ ولادت غرہ ذی القعدہ ۱۶۲ھ (جولائی ۷۷۹ء) ہے اور بروز جمعہ ۹ ماہ رمضان ۲۲۴ھ (جولائی ۸۳۹ء) مین بمقام سُرَّ مَن رَاٰی اوس کا انتقال ہوا۔ نماز جنازہ اوس کے بھائی کے بیٹے معتصم نے پڑھی تھی۔ سُرَّ مَن رَاٰی کے پڑھنے کی چھ صورتین ہین جو جوہری نے کتاب صحاح کے فصل سین مین لکھی ہین سُرَّ مَن رَاٰی وَسَرَّ مَن رَاٰی بضم السین مہملہ وفتحہا وسُرَّ مَن رَاءَ وسُرَّ مَن رَاءَ بضم السین وفتحہا بقدیم الف بر ہمزہ دونون صورتون مین وسَاءَ مَن رَاٰی وسَامَرَّا۔ بحتری نے اسے اپنے قول مین ممدود باندھا ہے۔ ونعبثۃ علما بسامراء۔ تو نے اوسے علم کے طور پر سامراء مین ظاہر کر دیا۔ مگر مین نہین جانتا کہ لوگ اوسے اسی طرح بولتے ہین یا اوس نے ضرورتاً ممدود استعمال کیا ہے۔ یہ سُرَّ مَن رَاٰی عراق مین ایک شہر کا نام ہے جسے خلیفہ معتصم نے ۲۲۰ھ (۸۳۵ء) مین آباد کیا تھا۔ اس مین ایک سرداب یا تہ خانہ ہے جہان سے امامیہ فرقہ والے ایک امام کے نکلنے کے منتظر ہین جس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ حرف میم کے ذیل المحمدین مین آئیگا۔

---

(۱) دیکھو تاریخ طبری وابن اثیر۔

(۲) یہان یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے کہ سنہ ۲۰۰ھ مین خلیفہ مامون نے بنی عباس کی مردم شماری کرائی تھی اسوقت اون کی تعداد ۳۳۰۰۰ تینتیس ہزار تھی (ماخوذ از ابن اثیر)

(۳) چوتھی صدی ہجری تک یہ قاعدہ تھا کہ نماز جمعہ مین خطبہ خود خلیفہ منبر پر جا کر پڑھا کرتے تھے اور یہ خلیفہ ہونیکی

علامت ہوگئی تھی۔ ابراہیم نے منبر پر جاکر خطبہ پڑھنے سے کارہائے خلافت کو اپنے ذمہ مین لے لیا۔

(۴) عبدالرحمن بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن عمر بن علی بن ابی طالب کی بغاوت ۲۰۷ھ مین صوبہ یمن کے قبیلہ عک مین ہوئی تھی وہ رضی (مقبول خدا) کی طرف سے دعوت دیتا تھا۔ جو رسول مقبول کی اولاد سے تہا دیہ اوس زمانہ کا دستور سا ہوگیا تھا۔ جب کبھی بنی عباس بنی امیہ کے برخلاف یا بنی علی بنی عباس کے مقابل کوئی بغاوت برپا کرتے تو ہمیشہ اپنے آپ کو اس مخفی شخص رضی کا نائب بتاتے اور اوس کے نام سے بغاوت کا جھنڈا کھڑا کرتے تھے۔ جو لوگ کہ اس بغاوت مین نئے شامل ہوتے وہ جانتے بھی نہ تھے۔ کہ یہ کون شخص ہے جس کے نام سے بغاوت اوٹھائی گئی ہے۔ لیکن درحقیقت یہ فرضی شخص بعض مواقع پر وہی سرغنہ ہوتا تھا جو بغاوت کا بانی ہوتا تھا) اس کے خروج کا سبب یہ تھا۔ کہ یمن کے سرکاری عمال بہت ظلم کرتے تھے۔ اس واسطے مخلوق عبدالرحمن کی طرف رجوع ہوگئی۔ جب مامون کو اس کی خبر ہوی تو اوس نے دینار بن عبداللہ کو ایک بڑا لشکر دیکر روانہ کیا۔ اور اوسے شاہی فرمان کے ذریعہ سے اختیار دیا۔ کہ جسے چاہے اوسے امن دیدے۔ دینار منزل بمنزل چلکر پہلے مکہ مین آیا۔ اور وہان حج کر کے پھر یمن کو چلا۔ عبدالرحمن کو امان نامہ لکھ بھیجا۔ اوس نے اوسے قبول کر لیا۔ اور دینار کے ہاتھہ مین ہاتھہ دیکر مامون کی بیعت کر لی۔ اور اوس کے ساتھہ مامون کی خدمت مین حاضر ہوگیا۔ اس کے بعد مامون نے بنی علی کو دربار مین آنے سے منع کر دیا۔ اور حکم دیدیا کہ عباسیون کی علامت شاہی سیاہ لباس پہنا کرین (پہلے یہ لوگ بنی علی کی علامت سبز لباس پہنتے تھے) یہ واقعہ ۲۸ ذی القعدہ ۲۰۷ھ کا ہے (ماخوذ از ابن اثیر)

(۵) یہ واقعات تاریخ کامل ابن اثیر مین دیکھنا چاہئین۔

(۶) ابراہیم جس زمانہ مین روپوش تھا تو کئی مرتبہ گرفتاری سے بال بال بچ گیا۔ اس نے جو بہیس بدلاتہا اور ادہر اودہر چھپا چھپا پھرتا تھا اوس کے حالات بڑے لطف انگیز ہین کتاب الاغانی مصنفہ ابو الفرج اصفہانی اور تاریخ طبری وغیرہ مین دیکھنا چاہئین۔

(۷) صاحب مسالک الابصار لکھتا ہے۔ کہ اس شاعر کا نام سُحیم تھا۔ اور بنی الحسحاس قبیلہ بنی اسد کا بطن ہے غالباً یہ لوگ اسلام سے قبل زمانہ جاہلیت مین تھے۔ تبریزی نے حماسہ کی شرح مین اوس کا ایک شعر نقل کیا ہے۔

(۸) مامون بخیل مشہور تھا۔ ابراہیم نے یہی اشارہ کیا تھا۔ کیونکہ خلفائے وقت کیلئے یہ ہرگز مناسب نہ تہا۔ کہ اپنے رشتہ داروں کی ضرورتین پوری نکرین اور اونھین محتاج رہنے دین۔

(۹) احمد بن ابی خالد الاحول ایک مولی تہا۔ اور وزیر ہونے سے قبل سرکاری دفاتر مین کاتب کے عہدون پر مقرر رہ چکا

تھا۔ فخرالدین کے قول کے بموجب ۲۱۳ھ (۸۲۵ء) مین مرا ہے۔

۹- ابواسحاق ابراہیم بن ماہان (جسے میمون بھی کہتے ہین) بن بہمن بن نسک ارجانی النسل مولائی بنی تمیم معروف بہ ندیم موصلی

درحقیقت موصل کا رہنے والا نہ تھا۔ بلکہ وہان مسافر کے طور پر آیا اور مدت دراز تک رہنے کے باعث موصلی کہلانے لگا تھا۔ اسی طرح ابوالفرج اصفہانی نے کتاب الاغانی مین لکہا ہے یہ عجم کے ایک بڑے خاندان سے تھا۔ اس کا باپ ماہان کوفہ مین آکر آباد ہوگیا تھا۔ اس کا گانا خلفا مین سب سے اول مہدی بن المنصور نے سنا تھا۔ غنا اور اختراع الحان مین اپنے زمانہ مین بے مثل شخص تھا۔ جب کبھی ابراہیم گاتا۔ اور منصور خُو زلزل کے لقب سے مشہور تھا اوس کے ساتھ بجاتا تو مجلس (نشاط کے جوش مین) ہلنے لگتی تھی۔ ابراہیم زلزل کا بہنوئی تھا۔ اوس کے حالات اور مجالس (عیش و عشرت) مشہور ہین۔

کہتے ہین۔ کہ ہارون الرشید ایک لونڈی مارده نام پر بہت پیارا تھا۔ اتفاقاً دونون مین کچھ شکر رنجی ہوگئی۔ ایک مدت تک ایک دوسرے سے غصہ رہے۔ ملاپ نصیب ہوتا تھا۔ جعفر برمکی نے (تذکرہ ۱۲۹) عباس بن الاحنف سے (تذکرہ ۲۹) کہا۔ کہ اون کے ان حالات مین کوئی نظم لکھے۔ عباس نے یہ شعر کہے۔

رَاجِعْ اَحِبَّتَكَ الَّذِيْنَ هَجَرْتَهُمْ ۔۔۔ اِنَّ الْمُتَيَّمَ قَلَّمَا يَتَجَنَّبُ

جن پیارون کو آپ نے چھوڑ دیا ہے اون کی طرف رجوع کیجیے۔ مشتاق اپنے محبوب سے بہت ہی کم علیحدہ رہا کرتے ہین

اِنَّ التَّجَنُّبَ اِنْ تَطَاوَلَ مِنْكُمَا ۔۔۔ دَبَّ السُّلُوُّ لَهُ فَعَزَّ الْمَطْلَبُ

تم دونون کے درمیان تجنب و علیحدگی اگر مدت دراز تک رہی تو اوس کے پیچھے (تمہارے دلون مین) فراموشی رینگ کر آئیگی۔ اور مطلب کی بات (کھوئی ہوئی محبت) مشکل سے ملیگی۔

پھر ابراہیم الموصلی کو حکم کیا۔ جس نے رشید کے روبرو یہ شعر گا کر سنائے۔ سنتے ہی خلیفہ مارده کے پاس گیا۔ اور آوسے منا پھسلا کر راضی کیا۔ اس کے بعد مارده نے اوس کے آنے اور منانے کا سبب پوچھا۔ لوگون نے حقیقت حال بتائی۔ مارده نے عباس اور ابراہیم دونون کو دس دس ہزار درہم عنایت کیے۔ اور رشید سے کہا کہ وہ بھی اونکا بقیہ صلہ پورا کر دے۔ خلیفہ نے دونون کو چالیس (۱) ہزار درہم دئیے۔

ہارون نے ایک مرتبہ ابراہیم کو مُطبق مین قید کر دیا تھا۔ سَلم اَلخاسر (شاعر) نے ابو العتاہیہ سے اس کا ذکر کیا تو اوس نے یہ شعر کہے۔

سَلمُ یا سَلمُ لَیسَ دُونَکَ سِرٌّ   حُبِسَ المُوصِلِی فَالعَیشُ مُرٌّ

اے سلم سلم تیرے بغیر سرور نہین۔ موصلی قید ہوگیا ہے۔ اوس سے ہماری زندگانی تلخ ہو رہی ہے۔

مَا استَطَابَ اللَّذَّاتُ مُذ غَابَ فِی المُطبَقِ رَاسُ اللَّذَّاتِ فِی النَّاسِ حُرٌّ

خوشی اچھی نہین لگتی جب سے کہ خوشیون کا سرچشمہ اور انسانون مین جو بڑا شریف ہے۔ مطبق (قید خانہ) مین جا کر (ہماری نظرون سے) غائب ہوگیا۔

تُرِکَ المُوصِلِیُّ مِن خَلقِ اللہِ   جَمِیعاً وَعَیشُهُم مُقشَعِرٌّ

موصلی تمام مخلوق خدا سے الگ جا پڑا ہے۔ جس سے اون کی زندگانی سخت بدمزہ ہو رہی ہے۔

حُبِسَ اللَّهوُ وَالسُّرُورُ فَمَا فِی   الاَرضِ شَیءٌ یُلهِی بِهٖ وَیُسَرُّ

کھیل اور خوشی قید مین ہے۔ زمین پر کہین کوئی چیز ایسی نہین کہ جس سے کھیلین اور خوشی کرین۔

یہ ابراہیم کوفہ مین ۱۲۵ھ (۷۴۲ء) مین پیدا ہوا اور بغداد مین ۱۸۸ھ (۸۰۴ء) مین قولنج کے عارضہ سے مرا تھا۔ بعض نے اوس کی وفات ۲۱۳ھ (۸۲۸ء) مین بیان کی ہے۔ مگر قول اول صحیح ہے۔ رحمہ اللہ تعالے عباس بن الاحنف کے تذکرہ مین بھی اس کی موت کا ذکر آیا ہے۔ وہان بھی دیکھنا چاہیے۔ بعض نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ابراہیم موصلی ابو العتاہیہ شاعر اور ابو عمرو الشیبانی نحوی ۲۱۳ھ مین ایک ہی روز بغداد مین مرے ہین۔

ابراہیم کا باپ اسے صغیر سن چھوڑ کر مرگیا تھا۔ بنی تمیم نے اسے اپنے پاس لیکر پرورش کیا اور اونھین مین اس نے تربیت پائی۔ اس سے تمیمی کہلانے لگا تھا۔ واللہ اعلم۔ اس کے بیٹے اسحاق کا بھی آئندہ ذکر آئیگا (دیکھو تذکرہ ۴۴)

ارّجان کو جوہری اور حازمی دونون نے بہ تشدید رائے مہملہ لکھا ہے۔ اس کا بھی احمد الارجانی کے تذکرہ مین ذکر آئیگا۔

(۱) خلیفہ ہارون الرشید کے عہد کا درہم چاندی کا ہوتا تھا۔ اور اوس کا وزن تقریباً فرانسیسی فرینک کے برابر تھا مگر فرانسیسی فرینک سے بہت چوڑا اور پتلا تھا۔

(۲) ابوعمرو سلم بن عمرو الخاسر بصرہ کا رہنے والا شاعر عیاشانہ زندگی مین مشہور بغداد مین رہتا تھا۔ خلفائے مہدی ہادی
اور رشید کا ہمعصر تھا۔ ان خلفا کی اور برمکی خاندان والون کی مدح لکھا کرتا تھا اوسے خاسر (لوٹا اوٹھایا ہوا) اسواسطے
کہتے تھے۔ کہ اوس نے قرآن شریف کو فروخت کرکے ایک دیوان خریدا تھا۔ اور اپنے باپ دادا کی دولت جو میراث
مین ملی تھی فضول خرچیون مین اوڑادی تھی۔ (از قاموس) لیکن ایک اور شخص جس نے اوسی زمانہ مین ابن خلکان
کی کتاب کو ایک نئی صورت مین کرکے لکھا ہے کہتا ہے۔ کہ سلم جسے یہ مصنف ازراہ غلطی سالم پکارتا ہے اسوجہ سے
خاسر کہلاتا تھا کہ اوس نے قرآن شریف فروخت کرکے ایک بانسلی مول لی تھی۔ اور یہ بھی اسی مصنف نے لکھا ہے
کہ وہ ۱۸۶ھ مین مرا تھا۔ مگر یہ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ شخص اکثر غلطیان کرتا ہے۔ اور جہان کہین ابن خلکان کی کتاب
مین تغیر وتبدل کیا ہے اوس مین عقل سے بہت کم کام لیا ہے۔ صاحب الاغانی نے بھی ابوالعتاہیہ کے بیان
مین سلم کا نام لیا ہے۔ مگر کوئی حال اسکا زیادہ بیان نہین کیا۔ ابن الابار اپنی کتاب حُلّۃ السّیَراء مین کہتا ہے
کہ جو کتاب سلم نے قرآن شریف کی قیمت سے خریدی تھی وہ امراء القیس کا دیوان تھا۔

(۳) ابن خلکان سے جوہری کا تذکرہ اس کتاب مین رہ گیا ہے۔ جوہری نیشاپور مین ۳۹۲ھ (۱۰۰۲ء) مین مرا ہے
ماخوذ از کتاب الجنان مصنفہ یافعی۔

۱۰- ابراہیم بن العباس بن محمد بن صُوْل تکین صوفی

مشہور اور عمدہ شعرا مین سے تھا۔ اس کا ایک چھوٹا دیوان بھی ہے جس کے اشعار سب چیدہ اور منتخب
ہین۔ اوس کے عمدہ اشعارون مین سے اوس کا یہ قول ہے۔

دَنَتْ بِاُنَاسٍ عَنْ تَنَاءٍ زِيَارَةٌ   وَشَطَّ بِلَيْلَى عَنْ دُنُوٍّ مَزَارُهَا

زیارت اور ملاقات اون لوگون کے دلون کو نزدیک کردیتی ہے۔ جو کسی کشیدگی سے دور ہو گئے ہوتے ہین لیکن لیلی کی
قربت سے اوس کی ملاقات اور دور ہو جاتی ہے۔

وَاِنَّ مُقِيمَاتٍ بِمُنْعَرَجِ اللِّوَى   لَاَقْرَبُ مِنْ لَيْلَى وَهَاتِيكَ دَارُهَا

جو لڑکیان لوای کے موڑ پر رہتی ہین وہ لیلی کی بہ نسبت قریب ہین حالانکہ اوس کا مکان اسی جگہ ہے۔
اس کی نثر بھی نادر ہوتی تھی۔ چنانچہ ایک خط جس مین امیرالمومنین کی طرف سے ایک باغی خارجی کو لکھتا اور
اوس مین ڈراتا دھمکاتا ہے یہ ہے۔ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ لِاَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنَاةً فَاِنْ لَمْ تُغْنِ عَقَّبَ بَعْدَهَا

وَعِيداً - فَاِنْ لَمْ يُغْنِ اَغْنَتْ عَزَائِمُهُ وَالسَّلَام - (بعد حمد و ثنا کے واضح ہو - کہ امیر المومنین بڑا صاحب صبر و تحمل ہے اگر اوس سے کام نہین چلتا تو اوس کے بعد دہمکی دیتا ہے - اگر اس سے بھی کام نہ چلا تو پھر اوسکی عزیمت قطعی فیصلہ کر دیتی ہے - والسلام) یہ کلام باوجود اختصار کے نہایت ہی بدیع ہے - اوس سے ایک بیت بھی پیدا ہوتی ہے -

اَنَاةٌ فَاِنْ لَمْ تُغْنِ عَقَّبَ بَعْدَهَا وَعِيداً فَاِنْ لَمْ يُغْنِ اَغْنَتْ عَزَائِمُهُ

اگر تحمل سے کام نہین نکلتا تو اوس کے بعد وہ دہمکی دیا کرتا ہے - اور اگر اس سے بھی کام نہین چلتا تو پہر اوسکی عزیمت قطعی فیصلہ کر دیتی ہے -

وہ کہا کرتا تھا کہ مین اپنی مکاتیب مین صرف اونہین خیالات پر بھروسہ کرتا ہون جو میری خاطر کی آمد ہون اور مضمون میرے دل کے جوش سے پیدا ہوا ہو - صرف میرا یہ قول وَصَارَ يَحْرُزُهُمْ يُنْبِرُهُمْ وَمَا كَانَ يَعْقِلُهُمْ يَعْتَقِلُهُمْ (جو چیز کہ اون کی حفاظت کرتی تھی اوسی نے اونھین خطرہ کے سامنے کر دیا - اور جو چیز اون کی پناہ تھی وہ ہی اون کا قید خانہ بن گئی) اور یہ قول میرے ایک اور رسالہ مین فَاَنْزَلُوهُ مِنْ مَعْقِلٍ اِلَى عِقَالٍ وَبُدِّلُوهُ آجَالاً مِنْ آمَالٍ (اونھون نے اوسے قلعہ سے لاکر قید خانہ مین ڈالدیا - اور اوس کی امیدون کو موتون سے تبدیل کرا دیا) مین نے دوسرون سے سنا ہے - ان مین اول قول آجالاً مِنْ آمَالٍ مین نے مسلم بن الولید انصاری معروف بہ صریع الغوانی کے قول سے لیا ہے -

مُوْفٍ عَلَى مُهَجٍ فِي يَوْمِ ذِي رَهَجٍ كَاَنَّهُ اَجَلٌ يَسْعَى اِلَى اَمَلٍ

گرد و غبار کے روز وہ (اوپر سے) نیچے کو (مقتولون کے) خونون کو دیکھ رہا تھا - اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ موت ہے جو امید کی طرف (اوس کے قطع کرنے کو) دوڑی چلی آتی ہے -

اور اَلْمَعْقِلِ وَالْعِقَالِ مین ابو تمام کے قول سے مضمون لیا ہے -

فَاِنْ بَاشَرَ الْاَصْحَارَ فَالْبِيضُ وَالْقَنَا قِرَاهُ وَاَحْوَاضُ الْمَنَايَا مَنَاهِلُهُ

اگر وہ صحرا مین جائے تو چمکتی ہوئی تلوار اور نیزہ اوس کی ضیافت کے سامان ہین اور موتون کے حوض اوس کیلئے پانی کے چشمہ ہین -

وَاِنْ يَبْنِ حِيطَاناً عَلَيْهِ فَاِنَّمَا اُولٰئِكَ عِقَالَاتُهُ لَا مَعَاقِلُهُ

اور اگر وہ احاطہ اپنے گرد بنائے تو وہ اوس کے قید خانہ ہونگے نہ اوس کے قلعہ -

وَاِلَّا فَاَعْلِمْهُ بِاَنَّكَ سَاخِطٌ عَلَيْهِ فَاِنَّ الْخَوْفَ لَاشَكَّ قَاتِلُهُ

اور اگر یہ نہین تو اوسے فقط اتنا ہی جتا دے کہ تو اوس پر ناراض ہے یہی خوف بے شک اوسے قتل کر دے گا
وہ عباس بن الاحنف حنفی مشہور شاعر کی بہن کا بیٹا تھا۔ مین نے اوسے اوس کے دادا صُول سے منسوب کیا ہے۔ یہ صُول جرجان کے حاکمون مین سے گذرا ہے۔ یزید بن المُہلّب بن ابی صُفرہ کے ہاتھ پر ایمان لایا تھا۔ حافظ ابوالقاسم حمزہ بن یوسف السّہمی[5] نے تاریخ جرجان مین کہا ہے۔ کہ صُولی نسب کے مورث اصل مین جرجان کے رہنے والے تھے۔ صول جرجان کے علاقہ مین ایک ضلع کا نام ہے۔ اوسے جوُل بھی کہتے ہین۔ وہ ابوبکر محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن العباس الصولی صاحب کتاب الوزرا وغیرہ کے باپ کا چچا تھا اس عباس مین جاکر یہ دونون مل جاتے ہین۔ ابوعبداللہ محمد[7] بن داؤد بن الجرّاح نے بھی کتاب الورقہ مین ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ ابراہیم بن العباس بن محمد بن صول بغدادی کے مورث خراسان کے تھے۔ ابو اسحاق اوس کی کنیت تھی۔ اپنے ساتھ کے کاتبون[8] مین سب سے بڑا شاعر اور سب سے زیادہ خوش بیان تھا۔ اشعار اوس کے تھوڑے ہے۔ تین چار بیتون سے دس تک ہوتے ہین۔ زمانہ اور اہل زمانہ کے انقلابات کو سب سے اچھا بیان کرتا ہے۔ اس مین کوئی اوس سے بڑھ کر نہین ہے۔

مورث اوس کے ترکی تھے۔ صول اور فیروز دونون بھائی اور جرجان کے حاکم تھے۔ باوجود ترکی ہونے کے مجوسی ہوکر فارسیون کی طرح بن گئے تھے۔ جب یزید بن المُہلّب بن ابی صُفرہ جرجان کو گیا اور اون کو امن دیدی تو صول یزید کے پاس رہنے لگا اور اوس کے ہاتھہ پر مسلمان بھی ہوگیا۔ آخر کار یوم العقر مین اوسی کے ساتھ مارا گیا۔ ابوعُمارہ[9] محمد بن صُول عباسیون کے دعاۃ مین بہت بڑے درجہ کا شخص تھا۔ عبداللہ بن علی العباسی سفّاح اور منصور کے چچا نے اوسے مارا تھا۔ اس نے مقاتل بن الحکیم عکّی وغیرہ کے ساتھ ملکر (اوس کے بھتیجے سے) بغاوت[10] کی تھی۔ ابراہیم اور اوس کے بھائی عبداللہ دونون نے (وزیر) فضل بن سہل ذوالرّیاستین[11] سے تعلق پیدا کرلیا تھا۔ ابراہیم سلطان کے علاقہ مین اوس کی طرف سے کام کرتا اور اوسی کے دواوین مین ملازمت کیا کرتا تھا۔ آخر کو اسی جگہ جب سُرَّمَنْ رَأیٰ مین نصف شعبان ۲۴۳ھ (دسمبر ۸۵۷ء) کو انتقال کیا۔ تو وہ دیوان الضّیاع والنّفقات کا حاکم تھا۔ دِعْبِل بن علی الخزاعی کہتا ہے اگر وہ شعر شاعری کو اپنی کمائی کا پیشہ بنالیتا تو وہ ہی سب لیتا۔ اور ہمارے لئے کچھ نہ چھوڑتا۔ یہانتک مین نے الورقہ سے نقل کیا ہے۔ مین نے اوس کا دیوان بھی دیکھا ہے۔ اور اوس مین سے کچھ نقل بھی کیا ہے۔ چنانچہ

یہ اوسی مین اوس کا قول ہے۔ مگر یہ دو نو بیتین دیوان مُسلم بن الولید الانصاری مین بھی موجود ہین۔ واللہ اعلم کس کی ہین۔

لا یَمنَعنَّکَ خفضَ العَیشِ فی دَعَةٍ نُزُوعُ نَفسٍ اِلی اَهلٍ و اَوطَانِ

اپنے گھر والون اور وطن سے دل کو جو محبت ہوا کرتی ہے وہ چاہئے کہ تجھے خوش حالی کی حالت مین عیش کے ساتھہ زندگانی بسر کرنے سے نہ روکے۔

تَلقیٰ بکُلِّ بلادٍ اِن حَلَلتَ بِھا اَهلاً بِاَهلٍ و جیراناً بجیرانِ

اگر تو کسی شہر مین جاکر رہیگا تو تجھے ہر مقام پر گھر والے گھر والون کے عوض اور پڑوسی پڑوسیون کے عوض ملجا ئینگے

یہ بھی اوسی کے ہین۔ کہتے ہین کہ اگر کسی پر کوئی آفت آپڑے اور وہ ان دونون بیتون کا وظیفہ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اوس سے بلا کو ٹال دیتا ہے۔

وَلَرُبَّ نَازِلَةٍ یَضِیقُ بِھَا الفَتیٰ ذَرعاً وَعِندَ اللهِ مِنھَا المَخرَجُ

آدمی پر کوئی بلا آپڑتی ہے جس کے مقابلہ کی اوس مین طاقت نہین ہوتی۔ اور اس سے مخرج اللہ کے پاس ہوتا ہے

ضَاقَت فَلَمَّا استَحکَمَت حَلَقَاتُھَا فُرِجَت وَکَانَ یَظُنُّھَا لَا تُفرَجُ

لیکن تنگ ہو کر جب اوس کے حلقے خوب کڑ جاتے ہین تو دیکھا یک وہ ڈھیلی پڑجاتی یعنی رفع ہو جاتی ہے۔ اور آدمی یہی خیال کرتا رہتا ہے۔ کہ وہ کسی سے رفع نہین ہوسکتی۔

یہ بھی اوسی کے ہین۔

اَولیَ البَرِیَّةِ طُرّاً اَن تُوَاسِیَهُ عِندَ السُّرُورِ الَّذِی وَاسَاکَ فِی الحَزَنِ

خوشی کے وقت مین جسے تو اپنے ساتھہ شریک کرے اون مین تمام مخلوق سے بڑھ کر وہ شخص ہے جو رنج کے وقت مین تیرا شریک رہا ہو۔

اِنَّ الکِرَامَ اِذَا مَا اَسهَلُوا ذَکَرُوا مَن کَانَ یَالَفُھُم فِی المَنزِلِ الخَشِنِ

(مسافرین) کرام کا قاعدہ ہے کہ جب ہموار زمین پر جا پہونچتے ہین تو اونہین یاد کیا کرتے ہین جنہون نے ناہموار منزلون مین (پیچھے) اون کا ساتھہ دیا ہوتا ہے۔

یہ بھی اوسی کے شعر ہین۔ کہتے ہین کہ یہ اشعار اوس نے محمد بن عبدالملک الزیات وزیر مُعتصِم کو لکھ کر بھیجے تھے (دیکھو تذکرہ ۶۶۷)

وَكُنْتَ اَخِي بِاِخَاءِ الزَّمَانِ   فَلَمَّا نَبَا صِرْتَ حَرْبًا عَوَانَا

جب تک زمانہ میرا بھائی اور موافق تھا تو تو بھی میرا بھائی تھا جب وہ پھر گیا تو تو بھی بگڑ کر دشمن ہو گیا۔

وَكُنْتُ اَذُمُّ اِلَيْكَ الزَّمَانَ   فَاَصْبَحْتُ مِنْكَ اَذُمُّ الزَّمَانَا

کبھی ایسا تھا کہ مین تیرے پاس جا کر زمانہ کی مذمت و شکایت کیا کرتا تھا۔ اب تیری (بدسلوکی کی) وجہ سے زمانہ کی مذمت کیا کرتا ہون۔

وَكُنْتُ اُعِدُّكَ لِلنَّائِبَاتِ   فَهَا اَنَا اَطْلُبُ مِنْكَ الْاَمَانَا

کبھی تجھے مین مصائب کے وقت کام آنے والون مین شمار کیا کرتا تھا۔ اور اب دیکھو کہ مین تجھ سے ہی پناہ مانگتا ہون۔

یہ بھی اوسی کے ہین۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِمُقْلَتِي   فَبَكَى عَلَيْكَ النَّاظِرُ

تو میری آنکھ کی سیاہ پتلی (کی طرح پیارا) تھا۔ سو تجھ پر دیکھنے والی (میری آنکھ) روئی (یعنی تو مر گیا)

مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ   فَعَلَيْكَ كُنْتُ اُحَاذِرُ

اب چاہیے کہ کوئی بھی مر جائے مجھے اندیشہ تھا تو تیرا ہی تھا۔

اور ابو تمام الطائی نے کتاب حماسہ کے باب النسیب مین اوس کے یہ شعر بیان کیے ہین۔

وَنُبِّئْتُ لَيْلَى اَرْسَلَتْ بِشَفَاعَةٍ   اِلَيَّ فَهَلَّا نَفْسُ لَيْلَى شَفِيعُهَا

مین نے سنا ہے کہ لیلی نے کسی کو شفاعت کے لئے میرے پاس بھیجا ہے۔ بھلا وہ خود ہی اپنی شفاعت کے لئے کیون نہ آئی۔

اَاَكْرَمُ مِنْ لَيْلَى عَلَيَّ فَتَبْتَغِي   بِهِ الْجَاهَ اَمْ كُنْتُ امْرَاً لَا اُطِيعُهَا

کیا لیلی سے کوئی میرے نزدیک تکریم مین زیادہ ہے جو اوس کی سفارش سے رتبہ بڑھانا چاہتی ہے یا مین ایسا شخص ہون کہ اوسکی بات نہ مانونگا۔

اوس کا ہر ایک قطعہ بدیع اور عمدہ ہے۔ مگر ہماری مختصر کتاب مین اختصار بہتر ہے۔ اوس کے بھائی کے بیٹے محمد بن یحیی الصولی کا بھی ذکر انشاء اللہ تعالے محمدین مین آئیگا (دیکھو نمبرہ ۶۲۰) ابراہیم صولی نصف شعبان ۲۴۳ھ مین بمقام سر من رای مرا ہے۔ رحمہ اللہ تعالی۔

(۱) دَنِگی کے معنی نزدیک ہونا بھی ہین۔ اور راضی ہونا بھی۔ اور اسی طرح شَطَّ کے معنی جدائی اور دوری کے بھی ہین۔ اور ناراضی اور سرد مہری کے بھی۔ اس قسم کے معمہ اور خیالات اوس زمانہ مین بہت مروج ہو گئے تھے جس زمانہ مین ابن خلکان نے اپنی کتاب لکھی ہے۔ لیکن قدما ان باتون سے بہت بچتے تھے۔ مُنْعَرِجُ اللِّوَىٰ (لوی تو دہ ریگ کا پایان۔ منعرج موڑ یعنے بیابان کے کنارہ کی موڑ) شعرائے جاہلیت کے اشعار مین اکثر آتا ہے۔ یہ خیال مشہور ہے۔ کہ شاعر کی محبوبہ یہان رہا کرتی ہے۔ مسلمان شعراوہ ہی اشارات وخیالات باندھا کرتے ہین جو اون کے قدما جاہلیت کے زمانہ مین باندہ گئے ہین۔ اون کا کلام اون کیلئے ایسا ہی ہے جیسے انگریزون کے لئے یونان اور روم والون کا کلام۔

(۲) یہان متن مین بعض الفاظ قریب الصّوت ومختلف المعانی منشیانہ طور پر لائے گئے ہین۔ لیکن ان کی خوبی اگر اوسے خوبی سمجہا جائے تو ترجمہ مین نہین رہی ہے۔

(۳) مسلم بن الولید الانصاری خلفائے عباسیہ کے دربار مین شعرا کی کہکشان کا ایک تارا تھا۔ ہارون مامون اور امرا خاندان برامکہ وغیرہ کی مدح سرائی کیا کرتا تھا۔ فضل بن سہل ذوالرّیاستین کی حمایت سے اسے جرجان مین ایک بڑا عہدہ . . . . ل گیا تھا۔ اوس کا لقب صَرِیْعُ الْغَوَانِیْ (جوان عورتون سے پچھڑا ہوا) ایک شعر کے کہنے کے سبب سے ہوا تھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

ہماری زندگی ہی کیا ہے اگر ہم اپنی شامین اون کے ساتھہ بسر نکرین جن سے محبت کرتے ہین اور اگر ہم صبح تک قدح شراب اور بڑی بڑی آنکھون والیون سے مست نہ پڑے رہین۔

مصنف کتاب اغانی نے اس شاعر کا حال بہت ہی کم لکھا ہے۔ وہ صرف اتنا ہی کہتا ہے۔ کہ ابن قُنْبُر (جس کا نام الحکم بن محمد بن قُنْبُر تھا۔ اور جو مامون کے زمانہ کا ایک شاعر تھا) اور مسلم بن الولید ایک دوسرے کی نہایت سخت ہجو لکھا کرتے تھے۔ اور کبھی کبھی دھنگا مشتی بھی کر بیٹھتے تھے۔

(۴) مین نے جو معنی اس شعر کے لکھے ہین شبہ سے خالی نہین ہین۔

(۵) یہ بھی ۲۱۲ھ (۸۲۳ء) مین مرا ہے۔ ماخوذ از طبقات الحفاظ۔ اس نے اپنے وطن جرجان کی تاریخ کے سوا اور بھی کئی کتابین لکھی ہین۔

(۶) محمد بن داؤد بن الجرّاح اپنے زمانہ کا بہت بڑا عالم تھا۔ فصاحت بلاغت شعروسخن اور علوم حکمیہ مین بڑے لائق استادون سے پڑھا تھا۔ وہ نقل کا کام کیا کرتا اور بہت کتابین لکھی تھین جب کوئی کتاب لکھ چکتا اور اوسے اول سے آخر تک تصحیح کی غرض سے پڑھ جاتا تھا۔ جب عبداللہ بن خلیفہ المعتز نے تخت خلافت پر ۲۹۶ھ (۹۰۸ء) مین قدم رکھا

تو یہ اوس کا وزیر بنا۔ اور اپنے آقا کی اخیر حکومت تک جو صرف ایک ہی روز رہی تھی وزرات کا کام کرتا رہا۔ اوس کے بعد اسے بھاگنا پڑا۔ اور مونس خواجہ سرا کو اپنا دوست سمجھکر اوس کے گھر مین پناہ گیر ہوا۔ مگر مونس نے ابن الفرات وزیر کے اشارہ سے اوسکی خوشنودی کی خاطر اسے قتل کرا دیا۔ ابن الفرات کا تذکرہ ۲۰۰ھ بھی دیکھنا چاہیئے۔

(۷) کاتب (لکھنے والے) اوس زمانہ مین وہ لوگ کہلاتے تھے جو سرکاری دفاتر مین نوکر ہوتے تھے۔ اس مین بڑے بڑے اعلیٰ عہدہ دار دفترون کے منشی وغیرہ سب داخل تھے۔

(۸) یزید بن المہلب کے بیان مین اس لڑائی کے کچھ حالات کا بیان اور بھی آئیگا۔ وہان تذکرہ ۸۷ مین بھی دیکھنا چاہئے

(۹) چوتھی صدی ہجری تک جو جو خاندان تخت کے دعویدار ہوتے تھے اپنی اغراض کی تائید کے لئے کارندہ مقرر رکھا کرتے۔ اور اونکو داعی کہا کرتے تھے۔ یہ داعی سلطنت کے تمام صوبون مین بھیجے جاتے تھے۔ جو جا کر خفیہ انجمنین قائم کرتے اور چھپے چھپے دوسرے بھیس مین اپنا کام کیا کرتے تھے۔ جن لوگون کو اپنے ساتھ ملاتے اونکو بتدریج امتحانون کے بعد انجمن مین شریک کرتے تھے۔ ہر ایک انجمن کا ایک میر انجمن ہوتا تھا جسے صوبہ کا داعی احکام دیا کرتا تھا اور یہ سب صوبون کے داعی داعی الدعاۃ کے ماتحت ہوتے تھے۔ بنی علی بنی عباس ادریس بنی فاطمہ کے یہان بھی دستور تھا۔ ان کی داعی صرف ان کی کمزوری ہی کے زمانہ مین نہ تھے بلکہ اوس وقت بھی مقرر رہتے تھے۔ جسوقت کہ ان خاندانون کا عروج تھا۔ دیکھو ابن الاثیر۔ ابن خلدون۔ موسیو ڈی ساسی نے قرامطہ کی دعوت کا حال خوب دلچسپی کے ساتھ لکھا ہے۔ جو فقط اس غرض سے کھڑے ہوئے تھے۔ کہ بنی عباس کی حکومت کو غارت کر ڈالین۔ اور اسلام ہی نہین بلکہ دنیا کا کوئی مذہب ہی کیون نہ ہو اوس کا استیصال کر دین۔ بنی امیہ کے زمانہ مین دعویداران سلطنت کو بڑے بڑے وظائف ملتے اور کام کچھ نہین لیا جاتا تھا۔ ان وظائف اور فرصت کی وجہ سے انھین خوب موقع مل گیا تھا۔ اور ایسی ہی حالت بنی عباس وغیرہ کے زمانہ مین رہی۔ اس لئے ان لوگون کا خوب کام چل گیا۔ اور اکثر حکومت اسلامیہ مین انقلابات ان کی وجہ سے ہوتے رہے۔ اس کا نتیجہ اسلام کے لئے یہ ہوا۔ کہ فن حکمرانی نے کوئی ترقی نہ کی سلطنت نسبی شرافت سے حاصل ہوتی اور مسلمان مسلمانون کو ہی قتل کرتے رہے۔ جب نسبی شرافت کی قید اوٹھی جو فطرتاً ایک دن اوٹھنے والی ہی تھی اوسوقت اسلامی سلطنت کا دائرہ مشرق مین وسیع ہونا شروع ہوا۔

(۱۰) مقاتل بنی عباس کا بہت ہی بڑا چالاک داعی خراسان کا والی تھا۔ جسے عبداللہ نے چالیس روز کے محاصرہ کے بعد فتح کیا تھا۔ اس کا بیٹا محمد بن مقاتل خلیفہ رشید کا رضاعی بھائی تھا۔ جسے اوس نے ۱۸۱ھ مین افریقیہ کا والی کر دیا تھا (الحُلّة السِّيَارہ مصنفہ ابن الابّار وعُيُونُ الأخبارِ)۔

(۱) دیکھو تاریخ کامل ابن الاثیر۔

(۲) ذوالریاستین دوریاستون والا یعنی دوسرشتون سیف و قلم صیغۂ فوج اور دیوانی کا افسر۔ یہ عزت کا خطاب وزیر فضل بن سہل کو دیا گیا تھا۔ (دیکھو اوس کا تذکرہ ۵۰۲) اس کے بعد یہ خطاب بہت عام ہو گیا خصوصاً اسپین مین بہت لوگون کو دیا گیا۔

(۳) اوس زمانہ مین سرکار کے قبضہ مین بہت ضیاع یا نوآبادیان تھین۔ ان مین سے اکثر اون صوبون مین تھین جو جدید فتح ہوئی تھی۔ ابن الجراح کے فقرہ سے جو ابن خلکان نے نقل کیا ہے مجھے یقین ہوتا ہے کہ ان زمینون کی آمدنی سرکاری ملازمون مین بطریق انعام کے تقسیم کردیجاتی تھی۔ بارہا ایسا ذکر آیا کرتا ہے۔ کہ جُند یعنی تنخواہ دار فوج کو خلفا اور والیون کی طرف سے انعام اور عطیہ دئے گئے۔ غالباً انھین نوآبادیون کی آمدنی اس کام مین خرچ کی جاتی ہوگی۔

(۴) یہ استعارہ زرہ کے بڑے اور چوڑے کوٹون سے لیا گیا ہے۔ جن کی قدر کا شعراے ایام جاہلیت مین بہت ہی ذکر آیا کرتا ہے۔ جس طرح زرہ کا کوٹ جنگ آور کے جسم کو چھپا لیتا ہے اسیطرح بدہمنی اوسے چارون طرف سے گھیرے ہوتی ہے۔

۱۱۔ ابو عبداللہ ابراہیم بن محمد بن عُرفہ بن سلیمان بن المُغیرۃ بن حَبیب بن المُہَلَّب بن ابی صُفرہ اَزدی ملقب نِفطَویہ

نحوی واسط کا رہنے والا تھا۔ ادب مین اوس کی بہت اچھی اچھی تصانیف ہین۔ بہت بڑا عالم فاضل شخص تھا۔ ۲۴۴ھ (۸۵۸ء) مین بمقام واسط پیدا ہوا۔ مگر بعض لوگ اوس کی تاریخ ولادت ۲۵۰ھ مین بتاتے ہین بغداد مین رہا کرتا تھا۔ بروز چہارشنبہ ۶ صفر ۳۲۳ھ (۹۳۵ء) کو طلوع آفتاب سے ایک ساعت کے بعد وفات پائی۔ یہ بھی کہتے ہین کہ ۳۲۴ھ مین اوس نے اور ابن مجاہد المُقری[1] نے ایک ہی روز بغداد مین وفات پائی تھی واللہ اعلم دوسرے روز باب الکوفہ مین دفن کیا گیا۔ رحمۃ اللہ تعالےٰ۔ خاؔ کہتا ہے علما مین کوئی شخص نفطویہ کے سوا اور نہین جس کا نام ابراہیم اور کنیت ابو عبداللہ ہو۔ ابو علی القالی نے کتاب الامالی مین اوس کے یہ اشعار لکھے ہین۔

قَلبِی عَلَیكِ اَرَقُّ مِن خَدَّیكِ　　وَقُوَایَ اَوهیٰ مِن قُوَی جَفنَیكِ

میرا دل جو تجھ سے لگا ہوا ہے تیرے[2] رخسارون سے زیادہ نازک ہے اور میری قوت تیری آنکھون کی قوت سے کم ہے[3]

لِمَ لَا تَرِقُّ لِمَنْ يُعَذِّبُ نَفْسَهُ ظُلْماً وَتَعْطِفُ هَوَاهُ عَلَيْكَ

تیرا دل اوس شخص پر نرم کیون نہین ہوتا جس کی جان تیرے ظلم سے عذاب مین گرفتار ہے مگر اوس کی محبت اوسے تیری ہی طرف پھیر رہی ہے۔

ابو عبداللہ محمد بن زید بن علی ابن الحسین واسطی مشہور متکلم صاحب کتاب الامامہ وکتاب اعجاز القرآن الکریم فی نظمہ وغیرہ اوس کی نسبت کہتا ہے۔

مَنْ سَرَّهُ أَنْ لَا يَرَى فَاسِقاً فَلْيَجْتَهِدْ أَنْ لَا يَرَى نِفْطَوَيْهِ

جو شخص چاہتا ہے کہ فاسق بدکار کو کبھی نہ دیکھے۔ اوسے چاہئے کہ نفطویہ کے نہ دیکھنے کی کوشش کرے۔

أَحْرَقَهُ اللهُ بِنِصْفِ اسْمِهِ وَصَيَّرَ الْبَاقِي صُرَاخاً عَلَيْهِ

خدا تعالےٰ اوسے اوس کے نام کے نصف نفط[4] کے ساتھ جلا دے۔ اور باقی کو اوس پر فریاد کے لئے چھوڑ دے

یہ ابو عبداللہ محمد سنہ ۳۰ھ (سنہ ۹۱۹ء) بالشتہ ۱۲ آسمین مر گئے رحمۃ اللہ تعالیٰ۔ عبد العزیز بن الفضل نے حکایۃً بیان کیا ہے کہ قاضی ابو العباس احمد بن عمر بن سریج اور ابو بکر محمد بن داؤد الظاہری اور ابو عبداللہ نِفْطَوَیہ کہین ولیمہ کی دعوت مین گئے تھے۔ راستہ مین ایک تنگ کوچہ مین گذر ہوا۔ ہر شخص نے چاہا کہ دوسرا آگے چلے اس پر ابن سریج نے کہا ضِيقُ الطَّرِيقِ يُورِثُ سُوءَ الْأَدَبِ (راستہ کی تنگی سوء ادب کی موجب ہوتی ہے) ابن داؤد نے کہا لٰكِنَّهُ يُعَرِّفُ مَقَادِيرَ الرِّجَالِ (لیکن وہ مردون کی مقدرت کو ٹھیک بتا دیتی ہے) نِفْطَوَیہ نے کہا۔ إِذَا اسْتَحْكَمَتِ الْمَوَدَّةُ بَطَلَتِ التَّكَالِيفُ (جب دوستی مستحکم ہو جاتی ہے تو پھر تکلف کی ضرورت نہین رہتی) نفطویہ بکسر یا بفتح نون وفا ساکنہ مگر نون پر کسرہ افصح ہے۔ ابو منصور الثعالبی نے اوائل کتاب لطائف المعارف مین کہا ہے کہ اوس کی بدصورتی اور سانولے رنگ کی وجہ سے نفط (رال) سے مشابہ سمجھکر یہ لقب اوسے دیدیا تھا۔ یہ لقب سِیبَوَیہ کے مثل ہے۔ نِفْطَوَیہ نحو مین سِیبَوَیہ کی طرف منسوب تھا اوس کے طریق پر چلتا اوسی کی کتاب پڑھاتا تھا۔ نِفْطَوَیہ وغیرہ اس قسم کے الفاظ سیبویہ کے طرز پر مرکب ہین جس کا بیان سیبویہ کے ذکر مین لکھا گیا ہے۔ اوسے دیکھنا چاہئے سیبویہ کا نام عمرو ہے۔ عمرو کے ذیل مین اوس کا حال ملیگا دیکھو تذکرہ ۴۷۰)

(۱) ابو بکر احمد بن موسی بن عباس بن مجاہد المقری (قرآن شریف کا صحیح پڑھانے والا) عراق مین اپنے فن کا سب

عبدالرحمن الزجاجی مصنف کتاب الجمل فی النحو اسی کی طرف منسوب ہے وہ اس کا شاگرد تھا۔ چنانچہ اوس کا ذکر انشاء اللہ تعالے آئندہ (تذکرہ ۱۴۴ مین) آئیگا۔ ابو علی الفارسی بھی اسی کا شاگرد تھا۔

(۱) آمالی جمع ہے اِملاکی۔

(۲) یاد رکھنا چاہیے بہت استاد اوس زمانہ مین اکثر اپنی بنائی ہوئی کتابین طلبہ کو پڑہایا کرتے تھے۔ یہ کتابین مدون بلکہ اون کے مرنے کے بعد تک بھی مشتہر نہین ہوتی تھین۔ کتاب المشرح جامع المنطق کے معنی ہین۔ منطق کی پوری کتاب کا خلاصہ جس کی اوس نے خود تفسیر کی تھی۔ یہ خلاصہ زجاج کی کتاب کے وہ حصہ ہونگے جو اوس نے خود طالب علمون کو مشرح کرکے سمجہائے ہونگے۔ یہی کتاب ہے جس کا حاجی خلیفہ نے جامع المنطق کے نام سے اپنی کتاب مین ذکر کیا ہے۔

(۳) حاجی خلیفہ کا بیان ہے۔ کہ اس مضمون پر بہت کتابین لکھی گئی ہین۔

(۴) عُبید اللہ وزیر خلیفہ مُعتضد جو بڑا لائق وزیر تھا ۲۸۸ھ (سنہ ۹۰۱ء) مین مرا تھا۔ اس کا بیٹا قاسم خلیفہ معتضد اور اوس کے جانشین خلیفہ مُکتفی کا وزیر تھا۔ مکتفی کے زمانہ مین اوس نے وفات پائی۔ وہ دانشمند بھی تھا اور ملکی معاملات کو خوب سمجھتا تھا۔

(۵) ان اشعار کا ترجمہ مین نے فارسی مین جس وجہ سے کیا ہے وہ ظاہر ہے۔ ایسے ہی اور بعض اشعار کا ترجمہ بھی مین فارسی ہی مین کرونگا۔

۱۴۳ - ابو القاسم ابراہیم بن محمد بن زکریا بن مُفرج بن یحییٰ بن زیاد بن عبد اللہ بن خالد بن سعد بن ابی وقاص قرشی زہری[1] معروف بہ اِفلیلی

قرطبہ کا رہنے والا اور ائمہ نحو و لغت سے تھا۔ مضامین شعر پر کلام کرنے اور بحث و مباحثہ مین اوسے مہارت تامہ حاصل تھی۔ دیوان مُتنبی کی اوس نے ایک نہایت عمدہ شرح لکھی ہے۔ جو مشہور و معروف ہے۔ ابو علی القالی کی کتاب الآمالی کی روایت کیا کرتا یعنی زبانی پڑہایا کرتا تھا۔ جو اس نے ابوبکر محمد بن الحسن زُبیدی سے پڑہی تھی تمام اندلس مین کتب ادب کے پڑہانے مین اس کے برابر کوئی نہ تھا۔ جہان یہ مُکتفی باللہ کا وزیر بھی ہوگیا تھا۔ قدما کے اشعار کا حافظ تھا۔ عرب لوگون کے اخبار و ایام اسے خوب یاد تھے۔ اپنے اہل بلاد سے

اشعار کا بھی ایک بہت بڑا حصہ اوس کے حافظہ مین موجود تھا۔ کلام کے پرکھنے مین تمام لوگون سے زیادہ
باریک بین تھا۔ زبان کا سچا پیچھے کا اچھا۔ دل کا پاک صاف تھا۔ الغریب المصنف اور الالفاظ وغیرہ کی
سی بہت کتابین اوس کے مطالعہ مین رہی تھین۔ شوال ۳۵۲ھ (۹۶۳ء) مین پیدا ہوا۔ اور بروز شنبہ
گیارہوین ساعت کے اخیر مین ۱۳ ذی القعدہ ۴۴۱ھ (اپریل ۱۰۵۰ء) کو وفات پائی۔ بروز یکشنبہ بعد عصر
باب عامر کے پاس قرطبہ کی ایک ویران مسجد کے صحن مین دفن ہوا۔ رحمہ اللہ تعالے۔ اِفلیلی بکسر ہمزہ و سکون
فا و کسر لام و سکون یائے تحتانیہ و لام افلیل کی طرف منسوب ہے۔ جو شام مین ایک بستی ہے۔ یہ وہین کا
قدیمی باشندہ تھا۔

---

(۱) زَہرا یا سکن زہرا یا مدینۃ الزہرا۔ یہ ایک عمارت اور نیز اوس شہر کا نام ہے جہان یہ عمارت تھی۔ عبدالرحمن حاکم قرطبہ
نے ۳۲۵ھ (۹۳۶ء) مین قرطبہ سے تین فرسخ پر اسے بسایا تھا۔ عربی تاریخون مین اس کی شان و شوکت کا حال
بہت ہی زور شور سے لکھا ہوا ہے۔ مگر اب تو اس مقام کا دنیا مین نام و نشان تک بھی نہین۔
(۲) ابن خلکان کے تمام نسخون مین مکتفی باللہ لکھا ہوا ہے۔ مگر ابن الابار صاحب الحلۃ السیراء اس کا نام مستکفی باللہ
لکھتا ہے۔ یہ لقب محمد بن عبدالرحمن نے ۴۱۵ھ (۱۰۲۴ء) مین اختیار کیا تھا جب کہ وہ قرطبہ مین تخت نشین ہوا تھا
(۳) حاجی خلیفہ کے بیان کے بموجب الغریب المصنف ابو عمرو الشیبانی کی تصنیف ہے۔ و الالفاظ الاصمعی
ابن الاعرابی اور ثعلب کی تصنیف سے ہے۔ ان مین سے ہر ایک نے اپنی ایک کتاب کا نام الالفاظ رکھا تھا۔

۱۴۴۔ ابو اسحاق ابراہیم بن ہلال بن ابراہیم بن زہرون بن حبون حرانی (۱)

صابی (۲) جس کے رسائل (۳) مشہور ہین اور جس کی نظم بدیع و نادر ہوتی تھی بغداد مین خلیفہ (۴) کی اور عز الدولہ بختیار بن
معز الدولہ بن بویہ دیلمی کی طرف سے جس کا ذکر آئندہ آئیگا تحریر انشا کا کاتب تھا۔ اور ۳۴۹ھ مین دیوان رسائل (۶)
کا متقلد یعنی افسر ہو گیا تھا۔ عضدالدولہ بن بویہ کو کاغذات اسی کے ذریعہ سے جایا کرتے تھے۔ جن سے اوسے
رنج ہوا کرتا تھا۔ اور وہ اوس کا دشمن ہو گیا تھا۔ جب عز الدولہ مارا گیا۔ اور عضد الدولہ بغداد مین مالک ہوا۔ تو
۳۶۷ھ (اپریل ۹۷۸ء) مین گرفتار کر لیا۔ اور چاہا کہ ہاتھی کے پانون کے نیچے کچلوا ڈالے۔ مگر لوگون کے
کہنے سننے سے سزا ملتوی کر دی۔ آخر ۳۷۱ھ (۹۸۱ء) مین چھوڑ دیا۔ اور حکم دیا کہ دولت دیلمیہ کے حالات
مین ایک کتاب لکھے۔ چنانچہ اوس نے الکتاب التاجی تصنیف کی۔ اسی زمانہ مین لوگون نے عضد الدو

سے جاکر کہا کہ صابی کا ایک دوست اوس سے ملنے گیا تھا۔ دیکھا تو وہ کام مین نہایت ہی مشغول ہے یادداشتون کو ترتیب دیتا۔ مسودہ لکھتا اور مضمون صاف کراتا ہے۔ پوچھا کہ یہ کیا کر رہا ہے۔ صابی نے کہا لغویات لکھتا اور اکاذیب مین پیوند لگار ہا ہون۔ اس سے عضد الدولہ کا غصہ جو فرو ہو گیا تھا اوسے پھر جوش اوٹھ کھڑا ہوا۔ مگر صابی ہمیشہ اوس سے بھاگتا رہتا۔ اور اپنے صابی مذہب مین بڑا متشدد تھا عزالدولہ نے بہت کوشش کی تھی کہ وہ مسلمان ہو جائے مگر اوس نے نہ مانا۔ ہرگز مسلمان نہ ہوا تاہم مسلمانون کے ساتھ رمضان مین روزہ رکھتا قرآن مجید کا بہت بڑا حافظ تھا۔ اپنے رسائل مین آیات قرآنیہ کو بہت استعمال کرتا تھا۔ اوس کا یُمن نام ایک سیاہ فام غلام تھا۔ اوس پر عاشق تھا۔ اوس کی نسبت اوس نے اچھے اچھے مضامین لکھے ہین۔ ثعالبی نے کتاب الغلمان مین جو شعر اوس کے نقل کئے ہین اون مین سے بعض یہ ہین۔

قَدْ قَالَ يُمْنٌ وَهُوَ اَسْوَدُ لِلَّذِی ۔۔۔ بِبَيَاضِهِ اِسْتَعْلٰی عُلُوَّ الْخَائِنِ

یمن نے جو کالا ہے اوس سے کہا جس کا گورا پن آنکھ کی سپیدی کو پہونچ گیا تھا۔

مَا فَخْرُ وَجْهِكَ بِالْبَيَاضِ وَهَلْ تَرٰی ۔۔۔ اَنْ قَدْ اَفَدْتَ بِهِ مَزِيْدَ مَحَاسِنِ

کہ گورے پن سے تیرے چہرہ کے لئے کچھ فخر ہو سکتا ہے کیا تو سمجھتا ہے کہ اس سے تجھ مین کوئی خوبی بڑھ گئی۔

وَلَوْ اَنَّ مِنِّی فِيْهِ خَالًا زَانَهُ ۔۔۔ وَلَوْ اَنَّ مِنْهُ فِیَّ خَالًا شَانَنِی

اگر مجھ مین سے (سیاہی کا) ایک تل بھی اوس مین ہوتا تو اوس کی زینت ہو جاتی۔ اور اگر اوس مین سے مجھ مین (سپیدی کا) ایک تل ہوتا تو مجھے بدنما کر دیتا۔

بیت ثالث کا مضمون ابن الرومی (تذکرہ ۴۳۶) کے قول کے مشابہ ہے جو اوس نے چند ابیات مین اپنے ایک سیاہ فام لونڈی کے حق مین لکھا ہے وھو ہذا۔

وَبَعْضُ مَا فَضَلَ السَّوَادُ بِهِ ۔۔۔ وَالْحَقُّ ذُوْ سُلَّمٍ وَذُوْ نَفَقِ

اون باتون مین سے کہ جن سے سیاہی کو فوقیت ہے ایک یہ ہے۔ اور حق بات سیڑھی والی اور سرنگ والی ہوتی ہے (یعنی اونچے نیچے سب جگہ پہونچ جاتی ہے چھپ نہین سکتی)

اَنْ لَا يُعِيْبَ السَّوَادَ حُلْكَتُهُ ۔۔۔ وَقَدْ يُعَابُ الْبَيَاضُ بِالْبَهَقِ

کہ سیاہی کی سیاہی سیاہی کو عیب نہین لگاتی۔ مگر سپید دھبہ گورے پن کو عیب لگا دیتا ہے۔

یہ بیتین بہت مشہور ہین اور شاعر نے اون کی خوبی کمال کو پہونچا دی[11] ہے۔ ثعالبی نے اوس کے یہ اشعار بھی نقل کیئے ہین۔ جو اوس نے اپنے غلام کی نسبت لکھے تھے۔

لَكَ وَجْهٌ كَأَنَّ يُمْنَايَ خَطَّتْهُ بِلَفْظٍ تُمِلُّهُ آمَالِي

تیرا چہرہ تو ایسا (خوبصورت) ہے کہ گویا میرے ہی دست راست نے اوس کا خاکہ کھینچا ہے۔ مگر لفظ (جو بتے ہین) کہ میری ساری امیدین اون سے ٹوٹ جاتی ہین۔

فِيهِ مَعْنًى مِنَ الْبُدُورِ وَلَكِنْ نَفَضَتْ صِبْغَهَا عَلَيْهِ اللَّيَالِي

اوس چہرہ مین چودہوین رات کے چاند کی حقیقت نظر آتی ہے۔ جس پر راتون نے اپنا سیاہ رنگ پھیلا دیا ہے۔

لَمْ يَشِنْكَ السَّوَادُ بَلْ زِدْتَ حُسْنًا إِنَّمَا يَلْبَسُ السَّوَادَ الْمَوَالِي

سیاہی نے تجھے بدنما نہین کیا بلکہ تو حسن مین اور زیادہ ہو گیا ہے۔ کیونکہ سیاہ رنگ ہی وہ رنگ ہے کہ جسے موالی سردار پہنا کرتے ہین۔

فَبِمَالِي أَفْدِيكَ إِنْ لَمْ تَكُنْ لِي وَبِرُوحِي أَفْدِيكَ إِنْ كُنْتَ مَالِي

اگر تو میرا نہین ہوتا تو مین اپنا سب مال تیرے لئے فدا کر دیتا۔ اگر تو میرا ہے تو اپنی جان تجھ پر فدا کرونگا

اس کی منظوم و منثور ہر شئے اچھی تھی۔ بروز دوشنبہ یا پنجشنبہ ۱۸ شوال ۳۸۴ھ (نومبر ۹۹۴ء) کو بغداد مین اکہتر برس کی عمر مین اوس کا انتقال ہوا۔ ابو الفرج محمد بن اسحاق وراق معروف ابن ابی یعقوب الندیم نے اپنی کتاب فہرست[12] مین لکھا ہے کہ صابی مذکور ۳۷۷ھ (۹۸۷ء) کے بعد پیدا ہوا اور ۳۸۰ھ سے پہلے مرا۔ اور بغداد کے ایک قبرستان موسوم شونیزی مین دفن ہوا۔ شریف الرضی نے اپنے قصیدہ والیہ مین جو بہت مشہور ہے اور جس کا اول یہ ہے۔ اوس کا مرثیہ لکھا ہے۔

أَرَأَيْتَ مَنْ حَمَلُوا عَلَى الْأَعْوَادِ أَرَأَيْتَ كَيْفَ خَبَا ضِيَاءُ النَّادِي

کیا تو نے دیکھا کہ وہ کسی لکڑیون پر اوٹھا کر لے گئے۔ کیا تو نے دیکھا کہ ہماری مجلس کی روشنی کیسے بجھ گئی۔

مسلمانون نے رضی کو برا بھلا کہا کہ اوس نے شریف ہو کر (جو حضرت علی کی اولاد سے ہین) ایک صابی کا مرثیہ لکھا۔ اوس نے کہا کہ مین نے (صابی کا مرثیہ نہین لکھا۔ یہ) اوس کے علم و فضل کا مرثیہ لکھا ہے زہرون بفتح زائے معجمہ و سکون ہا و ضم رائے مہملہ و بعد آن واو و نون۔ وحبّون بفتح حائے مہملہ و تشدید بائے موحدہ۔ بعد آن واو و نون۔ اور صابی کے اخیر مین ہمزہ ہے۔ اس کی نسبت مین علما نے

نے اختلاف کیا ہے۔ کوئی تو کہتے ہین کہ یہ نسبت صابی بن متوشلخ بن ادریس علیہ السلام کی طرف ہے۔ جو حنیفیۃ الاولی یعنی قدیم زمانہ کے دین حنیف پر چلتا تھا۔ اور کوئی کہتے ہین کہ صابی بن مارِی کی طرف ہے جو حضرت خلیل علیہ السلام کے زمانہ مین تھا۔ کہتے ہین کہ عرب لوگ صابی اوسے کہتے ہین جو اپنی قوم کے مذہب کو چھوڑ دے۔ اسی لئے قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صابی کہا کرتے تھے۔ کیونکہ آپ نے اپنی قوم کے دین کو چھوڑ دیا تھا۔ واللہ اعلم۔

---

(۱) شہر حرّان عراق کا قدیم شہر اور صابیون کے مذہب کا صدر مقام تھا۔ مگر اب اوس کی آبادی کا نام و نشان بھی نہین ابوالفدا نے جب اپنی کتاب لکھی ہے اوسوقت اوس کے کھنڈر باقی تھے۔

(۲) صابی مذہب کے عقائد معلوم کرنے کے لئے سیل صاحب کے قرآن کا دیباچہ دیکھنا چاہئے۔

(۳) مصنف کتاب الفہرست لکھتا ہے کہ اس صابی کے رسائل کے دو مجموعہ تھے۔ ایک مجموعہ کا نام تھا الرسائل الی الشریف الرضا اور دوسرے کا نام مجموعۃ الرسائل تھا۔ مگر یہ دونون مجھے نہین ملے۔

(۴) اس خلیفہ کا نام جس کو معلوم ہوتا ہے کہ ابن خلکان نے قصداً چھوڑ دیا ہے مُطیعُ للہ تھا۔ اور خلفائے عباسیہ مین تیئیسوان خلیفہ تھا۔ نہایت کمزور، معزّ الدولہ اور اوس کے بیٹے عزّ الدولہ کے ہاتھ مین تھا وہ چاہتے تھے کرتے تھے اوسکو کسی کام مین دخل نہ تھا۔

(۵) محکمہ انشا مین سندہاے اعزازی اسناد جاگیرات و نفقات اور ملکی معاملات کی مراسلت وغیرہ کا کام ہوتا تھا۔ چونکہ ان تحریرات کا اسلوب اوس زمانہ اور اوس کے بعد بھی ہمیشہ نہایت ہی اچھا ہوتا تھا۔ جو کاتب اس دفتر مین مقرر ہوتے تھے وہ نہایت لائق اور منتخب روزگار ہوا کرتے تھے۔

(۶) دیوان رسائل کو آجکل کے انگریزی محاورہ اور گورنمنٹ کی صورت مین سکریٹری آف اسٹیٹ کہنا چاہئے اوس کا کام تھا کہ سرکاری مراسلت کو پڑھ کر صحیح کرے۔ اسکے بعد وہ ایک قسم کی سرخ مٹی جو پانی مین ملا کر گندہ ی سی بنائی جاتی تھی کاغذات پر لگاتا اور شاہی مہر کر دیا کرتا تھا۔ وان ہیمر .... نے ایک کتاب فرنچ زبان مین لکھی ہے اوس مین سرکاری کاروبار کا وہ طرز مختصر صورت مین لیکن نہایت دلچسپی کے ساتھ دکھایا ہے جو ابتداے اسلام کے زمانہ مین رائج تھا

(۷) تذکرہ بختیار نمبر ۱۰۶ دیکھو۔

(۸) یَعْلَمُ خَائِنَةَ الْأَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُورُ (خدا آنکھون کی چوری کو جانتا ہے۔ اور اون بھید ون کو بھی جو لوگون کے سینون مین چھپے ہین) چالیسوین سورۃ المؤمن کی آیت ۱۹ مین آیا ہے۔ اس سے یہ خیال ہوتا ہے کہ

مقام پر انجانین سے صرف آنکھ مراد ہو۔ بغیر اس کے کہ اوس میں کوئی صفت ملحوظ سمجھی جائے۔ کیونکہ صفت کو موصوف کی جگہ اکثر زبانون مین استعمال کرتے ہین خصوصاً عربی زبان مین تو یہ قاعدہ بہت مروج ہے۔ اگرچہ مجھے اس لفظ کے معنی کا کامل یقین تو نہین ہے۔ لیکن ظن غالب ہے کہ مین نے شاعر کا مافی الضمیر ادا کر دیا ہے۔

(۹) چہرہ پر سیاہ خال قدیم سے مسلمانون مین خوبصورتی کی علامت سمجھی جاتی ہے۔

(۱۰) یہ جملہ مُستانفہ جس کا لفظی ترجمہ اور مطلب ہم نے شعر کے ترجمہ مین لکھدیا ہے قرآن کی آیت ۳۵ سورۃ الانعام سے لیا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِیَ نَفَقاً فِی الْاَرْضِ اَوْ سُلَّماً فِی السَّمَآءِ (اور اگر تم سے ہو سکے کہ زمین کے اندر کوئی سرنگ تلاش کرو یا آسمان مین کوئی سیڑھی لگی ہوئی ہم پہونچاؤ)

(۱۱) یہ بیتین عربی زبان مین اہل ادب کے نزدیک ہرگز اچھی نہین سمجھی جاتی ہین۔ اون کا مضمون ہم نے اردو مین لکھدیا ہے جس سے ہماری کتاب کے ناظرین کو معلوم ہو جائیگا۔ کہ مصنف کا مذاق اچھا نہ تھا۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ابن خلکان اپنے زمانہ کے موافق شعر کی حقیقت کو بہت ہی اچھی طرح جانتا تھا۔

(۱۲) انگریزی مترجم اس مقام پر کہتا ہے۔ کہ اس بیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا کہنے والا شاعر مسلمان نہین ہے کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی تصاویر کے بنانے کو صاف صاف منع کر دیا ہے۔ لیکن میرے نزدیک اس بیت مین ایسی کوئی بات نہین معلوم ہوتی جو مذہب اسلام کے خلاف ہو۔ شاعر کا مضمون ایک فرضی بیان ہے جس سے اسلام کی ممانعت کو کوئی تعلق نہین۔ اور اگر فرض کرو یہ مضمون خلاف شرع بھی ہو تب بھی یہ نہین کہہ سکتے کہ اس کا کہنے والا مسلمان نہین ہے۔ کیونکہ مسلمان شعرا اس سے بھی زیادہ خلاف شرع مضامین لکھا کرتے ہین۔

(۱۳) کتاب الفہرست ۳۷۷ھ مین تالیف کی گئی ہے۔

(۱۴) مسلمانون کے نزدیک اَلْحَنِیْفِیَّۃُ الْاُوْلیٰ سے وہ دین مراد ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیشتر انبیا علیہم السلام کا تھا۔ یہی اسلام تھا۔ اسلام اسی دین قدیم اور سچے مذہب کی تجدید وتکمیل ہے۔ کوئی نیا دین نہین ہے۔

۱۵ ابو اسحاق ابراہیم بن علی بن تمیم معروف حُصْری

قیروان کا رہنے والا بڑا مشہور شاعر تھا۔ اوس کے اشعار کا ایک دیوان بھی ہے۔ اور کتاب زہر الآداب و ثمر الالباب (شگوفہ ہائے آداب) ومیوہ ہائے قلوب) بھی تین جلدون مین اوسی کی ہے۔ جس مین اوس نے ہر قسم کے عجائب وغرائب جمع کئے ہین۔ اور ایسے ہی کتاب المصون فی سر الہویٰ المکنون (پوشیدہ محبت

کے راز) ایک جلد مین اوس نے لکھی ہے جس مین نہایت بلیغ اور نصیحت آمیز باتین بیان کی ہین۔ ابن رشیق نے اپنی کتاب الانموذج مین اوس کا ذکر کیا اور کچھ اخبار و حالات لکھ کر چند اشعار بھی اوس کے نقل کیے ہین۔ اور بیان کیا ہے کہ قیروان کے نوجوان نہ صرف اوس کے پاس جمع رہتے اور علمی فوائد حاصل کیا کرتے تھے۔ بلکہ اوس کو اپنا رئیس سمجھتے اور نہایت عزت و حرمت سے پیش آتے تھے۔ اوس کی تالیفات کا وہان بڑا چرچا تھا۔ چارون طرف سے اوس پر نذرانون اور عطاؤن کا مینھ برستا تھا۔ پھر یہ شعر اوس کے نقل کیے ہین۔

اِنِّی اُحِبُّكَ حُبًّا لَیْسَ یَبْلُغُهُ   فَهْمٌ وَلَا یَنْتَهِی وَصْفِی اِلٰی صِفَتِہٖ

مین تجھے اتنی محبت کرتا ہون کہ کسی کا فہم بھی اوس تک نہین پہونچ سکتا اور نہ میرا وصف اوس کی صفت کی انتہا پا سکتا ہے

اَقْصٰی نِهَایَۃُ عِلْمِی فِیْہِ مَعْرِفَتِی   بِالْعَجْزِ مِنِّی عَنْ اِدْرَاكِ مَعْرِفَتِہٖ

مجھے جو اوس کا علم ہے وہ بڑھ سے بڑھ انتہا ہی ہے کہ مین جان گیا ہون کہ اوس کی معرفت و ادراک سے مین عاجز ہون

ابو الحسن علی بن بسّام صاحب کتاب الذخیرہ فی محاسن اہل الجزیرہ (خزانہ خوبی ہائے (تصنیفات) باشندگان جزیرہ اندلس) نے بھی ایک حکایت کے ضمن مین اوس کی دو بیتین لکھی ہین۔[1]

اَوْرَدَ قَلْبِی الرَّدٰی   لَامُ عِذَارٍ بَدَا

اوس عذار کی لام نے میرے دل کو ہلاکت کا گھونٹ پلایا ہے جو[2]

اَسْوَدُ كَالْكُفْرِ فِی   اَبْیَضَ مِثْلِ الْهُدٰی

رات کی طرح کالا ہے ایسے گورے (بدن) پر جیسے دن ہو۔

یہ حصری ابو الحسن علی حصری شاعر کی خالہ کا بیٹا تھا۔ جسکا ذکر حرف عین (تذکرہ ۴۲۳) مین آئیگا۔ ابو اسحاق قیروان مین ۴۱۳ھ (۱۰۲۲ء) مین مرا ہے۔ مگر ابن بسّام نے ذخیرہ مین لکھا ہے کہ مین نے سنا ہے ۴۵۳ھ (۱۰۶۱ء) مین اوس کا انتقال ہوا ہے۔ لیکن اول روایت اصح ہے۔ رحمہ اللہ تعالےٰ قاضی رشید بن الزبیر نے کتاب الجنان کی جلد اول مین ابو الحسن علی بن عبد العزیز معروف فلیک[3] کے ذکر مین لکھا ہے کہ اس حصری نے کتاب زہر الآداب ۴۵۰ھ مین تالیف کی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ابن بسّام کا قول[4] صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔ حُصری بضم حائے مہملہ و سکون صاد مہملہ و رائے مہملہ۔ حُصری (بوریہ والا یا بوریہ بافی کے سبب سے کہتے تھے۔ یا وہ اوسکی خرید و فروخت کرتا ہوگا۔ قیروان بفتح قاف و سکون یائے تحتانیہ

(۵) وفتح رائے مہملہ وبعد واؤ الف ونون افریقہ (خاص) مین ایک شہر کا نام ہے جسے عُقبہ بن عامر صحابی رضی اللہ عنہ نے آباد کیا تھا۔ افریقیہ اِفریقین یا افریقش بن قیس بن صیفی حمیری کی طرف منسوب ہے۔ جس نے اوسے فتح کیا تھا۔ اوسی کے نام سے اوس کا نام یہ ہوگیا۔ پھر جب وہان کے بادشاہ جرجیر کو مارا تو اوس کا نام بربر ہوگیا۔ اوس نے وہان کے باشندون کی بولی سنکر جسے وہ نہ سمجھتا تھا کہا کس قدر بربر کرتے ہو۔ واللہ اعلم۔ (۶) قیروان لغت مین قافلہ کو کہتے ہین فارسی مین کاروان تھا۔ قیروان معرّب کرلیا ہے کہتے ہین ایک قافلہ اس مقام مین آکر ٹھیرا تھا۔ وہان (اوسے) رہتے رہتے ایک مدت ہوگئی۔ اور شہر بس گیا۔ اس لئے اوس کا یہی نام پڑگیا۔ کاروان لشکر کو بھی کہتے ہین۔ ابن القطاع لغوی نے معتبر طور پر نقل کیا ہے۔ کہ قیروان بفتح را لشکر کو کہتے ہین۔ اور بضم را قافلہ کو۔ واللہ اعلم۔

(۱) عربی زبان کے مورخ اندلس (جزیرہ دجلہ وفرات دونون کو الجزیرہ کے لفظ سے تعبیر کیا کرتے ہین۔ حاجی خلیفہ جس نے ابن بسّام کی کتاب کا نام اپنی کتاب مین لیا ہے یقینی طور پر کہتا ہے کہ یہان الجزیرہ سے مراد جزیرہ اندلس ہے۔

(۲) لام عذار سے جو کچھ مطلب ہے اوس کا ذکر ترجمہ دیباچہ انگریزی جلد اول مین بیان کردیا گیا ہے۔ وہان دیکھنا چاہئے جس وجہ سے مین نے اس کا یہان ترجمہ نہین کیا وہ بھی وہان لکھی ہوئی ہے۔

(۳) عماد الدین کے جریدہ مین فلنیک کے کچھ اشعار لکھے ہوے ہین۔ اور لکھا ہے کہ یہ ہجوگوئی مین بڑا مشہور تھا۔ ۵۰۰ھ (۱۱۰۶ع) مین مرا ہے۔

(۴) دیکھنے سے بادنیٰ تامل معلوم ہوسکتا ہے کہ کتاب الجنان سے جو کچھ لیکر لکھا گیا ہے وہ بعد مین لکھا گیا ہی کیونکہ ابن خلکان کے سب نسخون مین یہ فقرہ نہین ہے۔

(۵) ابو الفدا اور ابن خلدون وغیرہ مورخ لکھتے ہین۔ کہ قیروان عقبۃ بن نافع نے آباد کیا تھا۔ لیکن عبد الرحمن قرشی مورخ فتح افریقیہ اوس کا نام عُقبۃ بن عامر بتاتا ہے۔ اور ابن خلکان بھی یہی لکھتا ہے مگر الحلۃ السیارہ کا بیان جو ذیل مین ہم لکھتے ہین ابن خلکان کے بالکل برخلاف ہے۔ وہ کہتا ہے۔

عقبۃ بن نافع الفہری کو حضرت معاویہ بن ابی سفیان نے ۴۳ھ مین معہم پر بھیجا تھا۔ وہ افریقیہ مین دس ہزار مسلمانون سے داخل ہوا۔ قیروان کا شہر آباد کیا۔ اور اپنی نیک نامی کا نشان دنیا مین چھوڑ گیا۔ وہ بہت ہی اچھا حاکم اور مستجاب الدعوات تھا۔ ایک مرتبہ وہان سے معزول ہوا۔ اور پھر ۶۲ھ (۶۸۱ع) مین اوسی جگہ مقرر کیا گیا ۶۳ھ (۶۸۲ع) مین اوسی جگہ اوس کے رفقا کو بربریون نے تہودا کے مقام پر مار ڈالا۔ جہان اوس کی قبر آج تک زیارت گاہ

خلائق ہے۔ اس کےبعد مصنف نے اوس کے قتل کے تفصیلی حالات بیان کئے ہین۔

(۶) ابن خلدون نے اپنی عظیم الشان تاریخ مین کچہ ایسا ہی بیان زیادہ تفصیل سے دیا ہے وہ ایسا دلچسپ ہے کہ اوس کا یہان چھوڑ دینا مناسب نہین۔ وہ کہتا ہے۔

ابرہہ ذوالمنار کے بعد اوس کا بیٹا ملک کا مالک ہوا ابن الکلبی (یا ابن حزم) کہتا ہے۔ کہ یہ افریقش قیس بن صیفی کا بیٹا اور حارث رائش کا بھائی تھا۔ اور یہی شخص ہے وہ جو قبائل عرب کو افریقیہ کو لے گیا۔ اور اسی کے نام پر اوسکا نام افریقیہ ہوا۔ اسی نے بربر کو ملک کنعان سے افریقیہ کو بھیجا تھا۔ جب کہ یہ اون کے پاس ہو کر گذرا۔ اور یوشع بربر پر غالب ہو گیا اور کچہ آدمی اون کے مار ڈالے تھے۔ سو اون مین کے بچے ہوئے آدمی اس نے لئے اور اونھین افریقہ کو آگے روانہ کر دیا پیچھے سے آپ بھی گیا اور وہان اونھین آباد کر دیا۔ اور وہان کے بادشاہ جرجیر کو مار ڈالا۔ یہ بھی کہتے ہین کہ یہی شخص ہے جس نے اون کا نام بربر رکھا ہے۔ کیونکہ جب اوس نے مغرب کو فتح کر لیا اور اون کی بولی سنی تو کہا۔ تم یہ کیا بربر کرتے ہو۔ اس لئے اون کا نام بربر ہو گیا۔ لغت عرب مین بربرگڑبڑی کے ساتھ بولنے کو کہتے ہین کہ جو سمجہ مین نہ آئے۔ اور اسی واسطے شیر کے گرجنے کو بربرہ کہتے ہین۔ جب وہ مغرب کی چڑھائی سے واپس آیا۔ تو قبائل حمیر سے صُنہاجہ اور کتامہ کو وہان چھوڑ آیا۔ چنانچہ یہ اس وقت تک وہان موجود ہین۔ گریہ لوگ بربر نسل سے نہین ہین۔ طبری جرجانی مسعودی ابن الکلبی سہیلی وغیرہ جملہ نسابین نے یہ بات بیان کی ہے۔

۱۶ ابو اسحاق ابراہیم بن ابی الفتح بن عبد اللہ بن خَفَاجہ

اندلسی شاعر تھا۔ ابن بسّام نے ذخیرہ مین اوس کا ذکر کیا ہے اور بڑی تعریف کی ہے۔ اور کہا ہے وہ اندلس کے مشرق مین رہتا تھا۔ ملوک طوائف کی خوشامد کے واسطے یہ کبھی نہین گیا۔ حالانکہ وہ علمائے ادب پر بڑی نوازشین کرتے تھے۔ اس کے اشعار کا ایک دیوان ہے۔ اوس مین اشعار بہت ہی اچھے ہین شام کی مجلس کی تعریف مین یہ بدیع اشعار اوس نے کہے ہین۔

وَعَشِيٍّ أُنْسٍ أَضْجَعَتْنِي نَشْوَةٌ ۔۔۔ فِيهِ تُمَهِّدُ مَضْجَعِي وَتُدَمِّثُ

شام کی مجلس مین نشہ نے مجھے لٹا دیا جہان میرا ہموار اور نرم نرم بستر بچھا ہوا تھا۔

خَلَعَتْ عَلَيَّ بِهِ الأَرَاكَةُ ظِلَّهَا ۔۔۔ وَالْغُصْنُ يُصْغِي وَالْحَمَامُ يُحَدِّثُ

اراک کے درخت نے وہان مجھ پر اپنے سایہ کا لباس پہنا دیا تھا۔ اور ڈالیان ہلتین اور کبوتر آپس مین بات چیت (زمزمی) کر رہے تھے۔

وَالشَّمْسُ تَجْنَحُ لِلْغُرُوبِ مَرِيضَةً   وَالرَّعْدُ يَرْقِي وَالْغَمَامَةُ تَنْفُثُ

آفتاب مریض کی طرح غروب کے لئے نیچے کو جھکتا جاتا تھا۔ اور گرج (آسمان کے کنارون سے) چڑھتی آتی اور ابر پھول (تا) تھا۔

یہ بھی ایک نہایت عمدہ مضمون کے اوسی کے شعر ہین۔

مَا لِلْعِذَارِ كَأَنَّ وَجْهَكَ قِبْلَةٌ   قَدْ خَطَّ فِيهِ مِنَ الدُّجَى مِحْرَابَا

عذار[۱] کا کیا مطلب ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اوس نے تیرے چہرہ قبلہ نما پر تاریکی شب سے (جو عابدون کی عبادت کا وقت ہے سیاہ بالون کی) محراب[۲] بنادی ہے۔

وَأَرَى الشَّبَابَ وَكَانَ لَيْسَ بِخَاشِعٍ   قَدْ خَرَّ فِيهِ رَاكِعاً وَأَنَابَا

تیری جوانی کو دیکھتا ہون جو خضوع و خشوع کی کبھی عادی نہ تھی وہان محراب مین جا کر رکوع کے لئے جھک پڑی اور (کھیلی سرکشی سے) توبہ کرنے لگی[۳]۔

وَلَقَدْ عَلِمْتُ بِكَوْنِ ثَغْرِكَ بَارِقاً   أَنْ سَوْفَ يُزْجِي لِلْعِذَارِ سَحَابَا

برق کی طرح چمکتے ہوئے تیرے دانتون کو دیکھ کر مجھے معلوم ہو گیا تھا کہ وہ آہستگی ابر کو ڈھکیل کر تیرے رخسارون پر لائینگے[۵]۔

اور یہ بھی اوسی کے ہین۔

أَقْوَى مَحَلٌّ مِنْ شَبَابِيَ آهِلُ   فَوَقَفْتُ أَنْدُبُ مِنْهُ رَسْماً عَافِيَا

تیری جوانی کا بستا ہوا محل اوجڑ گیا۔ مین ٹوٹے پھوٹے کھنڈون پر کھڑا ہو کر اوس کی یاد مین روتا ہون۔

مَثَلَ الْعِذَارُ هُنَاكَ نُؤْياً دَائِراً   وَاسْوَدَّتِ الْخِيلَانُ فِيهِ أَثَافِيَا

وہان پر عذار ایک گول خندق کی طرح ہو گیا ہے۔ (جو عربون کے گھرون کے آس پاس ہوا کرتی ہے) اور کالے کالے خال اوس مین دیگدان[۶] کے پتھر بن گئے ہین۔

یہی مضمون متاخرین مین سے ایک شخص عماد ابو علی بن عبد النور لخمی مقیم موصل نے جس کا ذکر شیخ کمال الدین موسی بن یونس کے بیان (تذکرہ ۱۸۷) مین آئیگا اپنے شعرون مین باندھا ہے۔

وَمُعَقْرَبُ الصُّدْغَيْنِ خِلْتُ عِذَارَهُ   نُؤْياً أَتَى فِي رَسْمِهِ الْخِيلَانُ

اوس کے غدار اور کاکل ہائے پیچیدہ کو (ڈیرون کے گرد کی) خندق مین سے خیال کیا جس مین خالون (کے نقطون) نے دیگدان (کے سیاہ پتھر) بنا دئے ہین۔

فوقفت ابکیہ بعینی عروۃ آسفا علیہ کانہ غیلان

پھر وہان ٹھہر کر (اوس کی جوانی کے جاتے رہنے پر) افسوس کی راہ سے عروہ شاعر کی آنکھون سے مین رویا بعینہ اس طرح جیسے غیلان شاعر اوس پر افسوس کر رہا ہے۔(۸)

یہ ابو اسحاق جزیرہ شُقر اعمال بَلَنسیہ بلاد اندلس مین ۴۵۰ھ (۱۰۵۸ء) مین پیدا ہوا۔ اور وہین بروز یکشنبہ ۲۶ شوال ۵۳۳ھ (جون ۱۱۳۹ء) کو مرا ہے۔ شُقر بضم شین مثلثہ وسکون قاف ورائے مہملہ۔ شاطبہ اور بَلَنسیہ کے درمیان ایک چھوٹی بستی ہے۔ جزیرہ اوسے اس لئے کہتے ہین کہ اوس کے چارون طرف (اسی نام کی ایک ندی کا) پانی محیط ہے۔ بَلَنسیہ بفتح بائے موحدہ وفتح لام وسکون نون وکسر سین مہملہ وفتح یائے تحتانیہ و اَندَلُس بفتح ہمزہ وسکون نون وفتح دال مہملہ وضم لام وسین مہملہ ایک جزیرہ ہے(۹) جو ایک جانب براعظم سے ملا ہوا ہے۔ یہ براعظم قسطنطنیہ عظمیٰ سے ملحق ہے۔ اندلس کو جزیرہ اس لئے کہتے ہین کہ سب طرف اوس کے سمندر ہے۔ صرف ایک طرف شمال مین خشکی ہے۔ اور اوسکی شکل مثلث کی سی ہے گوشہ شرقی پر ایک پہاڑ ہے۔ کہ اوس پر ہو کر فرانس کے ملک کو جاتے ہین۔ اگر وہ پہاڑ نہ ہوتا تو دو نو بحر روم اور بحر اٹلانٹک) باہم مل جاتے۔ کہتے ہین کہ سب سے اول جو وہان طوفان کے بعد آباد ہوا وہ اندلس بن یافث بن نوح علیہ السلام تھا۔ اوسی کے نام پر اس کا یہ نام پڑ گیا ہے۔

---

(۱) ابن خفاجہ کا دیوان اس وقت تک بھی موجود ہے۔

(۲) عذار کے معنی انگریزی مترجم کے دیباچہ جلد اول مین دیکھنی چاہئیں۔

(۳) اس شعر مین شاعر کے خیال مین معشوق کے چہرہ مین جس سے وہ خطاب کر رہا ہے۔ اور مسجد مین جہان کہ مسلمان نماز پڑھتے ہین ایک مشابہت ہے۔

(۴) اس شعر مین صرف سخن آرائی ہے۔ بجائے اس کے کہ شاعر کہدے کہ تیری اوٹھتی جوانی یعنی خوبصورتی کا زمانہ جاتا رہا۔ وہ اپنے حسن ادا سے کہتا ہے۔ کہ تیری جوانی زمین پر گرگئی۔ جس طرح کوئی مصلی نماز کے لئے رکوع مین جاتا ہے جیسے اوس کا عجز اس وقت ثابت ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ پہلے بڑی ضدی اور سرکش تھی اب اوس نے پہلی حالت بدل دی یعنی وسی طرح جیسے گناہون سے توبہ کرنے والا ابدال ہو یا کرتا ہے۔

(۵) متاخرین شعرا کے نزدیک محبوب کے دندان کی چمک بجلی کی طرح خیال کی جاتی ہے۔ لیکن بجلی کے واسطے ابر کا ہونا لازمی ہے۔ اس واسطے یہان رخسارون پر عذار کے پیدا ہونے سے سحاب کا آنا ظاہر کیا گیا ہے۔

(۶) باستثنائے عذار یہ تمام خیالات قدیمی عربی یعنی شعرائے جاہلیت کی کتابون سے لئے گئے ہین جنھین اہل اسلام کے علما حفظ یاد کیا کرتے تھے۔ بنی عباس کے زمانہ کے شاعر اون شعرا کی وبدیدہ دانستہ نقل کیا کرتے تھے یہ لوگ وہی پورانے خیالات لیتے اور اون کو اپنے جدید الفاظ کے سانچے مین ڈھال دیتے تھے۔ عربی نقادون کا مذاق کچھ ایسا ہو گیا تھا کہ شعرائے جاہلیت کی نظمون کو عبارت اور مضامین دونون مین اپنے لئے ایک بہترین نمونہ سمجھتے تھے اور یہی وجہ ہے کہ اگر کوئی مغلق شعر ہو اور اوس کا مضمون سمجھ مین آنا مشکل ہو تو اوس کے حل کرنے کے واسطے پورانے شعرا سبعۂ معلقہ کے مصنفین امرار القیس نابغہ وغیرہ کے خیالات کو دیکھنا چاہئے۔

(۷) عرب کا دستور ہے کہ بدوی عربون کے گھرون کے گرد اپنی حفاظت کے واسطے خندق کھود دیا کرتے ہین۔ اور تین پتھر رکھ کر چولھا بنا لیتے ہین۔ وہی خیال یہان ظاہر کیا گیا ہے۔

(۸) عربی شعرا علی العموم اس امر کے افسوس اور غم کے بیان سے اپنی نظم کو شروع کرتے ہین۔ کہ ایک مدت دراز کے بعد ایک بہت بڑا سفر کر کے اوس مقام پر شاعر پہنچا۔ کہ جہان اوس کی محبوبہ کا قبیلہ پہلے مقیم تھا۔ اور جہان کہ اوسے امید تھی کہ اپنی معشوقہ کو دیکھیگا۔ لیکن جب وہان گیا تو دیکھا کہ وہان اون کی بستی کے کچھ مٹے مٹائے آثارون کے سوا اور کچھ نہین ہے۔

عروہ شاعر یہ سنکر کہ اوس کی معشوقہ نے ایک اور شخص سے نکاح کر لیا ہے مر گیا تھا۔ غیلان جسے ذوالرمہ بھی کہتے ہین عشق کے سوز و گداز کو نہایت ہی آب و تاب سے لکھتا ہے۔ اوس کا تذکرہ ابن خلکان نے لکھا ہے (دیکھو تذکرہ ۹۶)

(۹) انگریزی مین اوس قطعہ زمین کے لئے پننشولا کہتے ہین جس کے تین طرف پانی اور ایک طرف خشکی ہو مگر عربی مین ایسا کوئی لفظ نہین ہے اس واسطے اس قسم کے خطہ کو بھی جزیرہ ہی بولتے ہین۔ اندلس پر جزیرہ کا اطلاق اسی معنی سے کیا گیا ہے۔



۱۷ ابو اسحاق ابراہیم بن یحییٰ بن عثمان بن محمد

قبیلہ کلب اور نسل اشہب سے تھا۔ جسے ابن النجار نے تاریخ بغداد مین ابراہیم بن عباس بن محمد بن عمر بن عبد اللہ الاشہبی(۱) الکلبی غزی بتایا ہے بڑا مشہور اور اچھا شاعر تھا۔ حافظ ابن عساکر نے تاریخ دمشق مین اوس کا ذکر کیا اور کہا ہے کہ اوس نے دمشق مین جاکر ۸۱ھ ۴۸۱ھ مین فقیہ نصر مقدسی(۲) سے حدیث سنی پھر بغداد مین چلا گیا وہان مدرسہ نظامیہ مین بہت برسون تک رہا۔ مدرسین وغیرہ مین سے کتنے ہی لوگون کی مدح اور مرثیہ مین وہان اشعار لکھے۔ پھر خراسان گیا وہان بھی بہت رؤسا کی مدح سرائی کی جس سے اوس ملک مین اوسی کے اشعار کا چرچا ہو گیا۔ اس کے بعد حافظ نے اوس کے کچھ قطعات بھی لکھے۔ اور اوس کی تعریف بھی کی ہے۔ اوس کا ایک دیوان بھی ہے۔ اوس مین اشعار اوس نے منتخب کر کے جمع کیے ہین۔ اور اوس کے خطبہ مین لکھا ہے کہ اوس کی ہزار بیتین ہین۔ عماد الدین کاتب نے خریدہ مین اوس کا ذکر کیا اور تعریف ہی کی ہے۔ اور کہا ہے کہ اوس نے ملک مین بڑی سیاحت کی۔ مغرب مین بھی گیا۔ اور اکثر ادہر اودہر گھومتا پھرا۔ خاصکر خراسان اور کرمان کے علاقہ مین جابجا پھرتا رہا۔ بہت بڑے بڑے لوگون سے ملاقاتین کین۔ ناصر الدین مکرم بن العلاء وزیر کرمان(۳) کی مدح مین ایک قصیدہ بائیہ لکھا جس مین اوس کا یہ قول بھی ہے۔ اور بہت ہی بدیع مضمون ہے۔

حَمَلْنَا مِنَ الْاَیَّامِ مَا لَا نُطِیْقُہٗ ۔۔۔ کَمَا حَمَلَ الْعَظْمُ الْکَسِیْرُ الْعَصَائِبَا

ہم نے زمانہ کے اون ظلمون کا بوجھ اوٹھایا جو ہماری طاقت سے بھی باہر تھا جیسے کہ ٹوٹی ہوئی ہڈی پٹھون کا بوجھ اوٹھاتی ہے۔

یہ بھی اوسی کا شعر ہے جس مین وہ تصرف شب کا ایک پر لطف طرز پر ذکر کرتا ہے۔

وَلَیْلٍ رَجَوْنَا اَنْ یَدُبَّ عِذَارُہٗ ۔۔۔ فَمَا اخْتَطَّ حَتّٰی صَارَ بِالْفَجْرِ شَائِبَا

وہ تو ایک رات تھی جس (کے منہ) پر ہمین امید تھی کہ اوس کا عذار آہستہ آہستہ چلیگا اور مدت تک اوس کی خوبی باقی رہیگی مگر ابھی (سیاہ) خط والا بھی نہ کیا تھا کہ صبح (کی سپیدی) سے اوسے جاکر ملا دیا (یعنی بوڑھا پا آگیا)

یہ بڑا قصیدہ ہے۔ اوس کے عمدہ مشہور اشعار مین سے یہ بھی ہین۔

قَالُوْا ہَجَرْتَ الشِّعْرَ قُلْتُ ضَرُوْرَۃً ۔۔۔ بَابُ الدَّوَاعِیْ وَالْبَوَاعِثِ مُغْلَقُ

لوگون نے پوچھا کہ تو نے شعر کہنا چھوڑ دیا مین نے کہا ہان ضرورت کے سبب سے۔ اوس کی تحریکات اور بواعث کا دروازہ بند ہو گیا ہے۔

خَلَتِ الدِّيَارُ فَلَا كَرِيمٌ يُرْتَجَى ‏ ‏ ‏ مِنْهُ النَّوَالُ وَلَا مَلِيحٌ يُعْشَقُ

ملک خالی پڑا ہے۔ نہ تو کوئی سخی و کریم ہی ہے۔ کہ جس سے بخشش کی امید ہو۔ اور نہ کوئی حسین و دلربا ہی ہے کہ جس سے عشق کیا جائے (اور ان دونون باتون کی لئے شعر کہنے کی ضرورت پڑی)

وَمِنَ الْعَجَائِبِ أَنَّهُ لَا يُشْتَرَى ‏ ‏ ‏ وَيُخَانُ فِيهِ مَعَ الْكَسَادِ وَيُسْرَقُ

اور سب سے عجیب بات یہ ہے کہ گو شعر و سخن کا کوئی خریدار نہین تاہم باوجود کساد بازاری کے اوس مین خیانت و سرقہ ہوا کرتا ہے۔

یہ بھی اوسی کے ہین۔

مِنْ آلَةِ الدَّسْتِ لَمْ يُعْطَ الْوَزِيرُ سِوَى ‏ ‏ ‏ تَحْرِيكِ لِحْيَتِهِ فِي حَالِ إِيمَاءِ

وزیر کو مرتبہ صدارت مین سے بجز اس کے اور کوئی اقتدار نہین کہ (رضامندی کا) اشارہ کرتے وقت داڑھی ہلا دیا کرے۔

إِنَّ الْوَزِيرَ وَلَا أَزْرٌ يُشَدُّ بِهِ ‏ ‏ ‏ مِثْلُ الْعَرُوضِ لَهُ بَحْرٌ بِلَا مَاءِ

وزیر بے قوت جس سے کسی شے کو استحکام نہین بعینہ عروض کے بحر(۵) کی طرح ہے جس مین پانی نہین ہوتا۔

یہ بھی اوسی کے ہین۔

وَجَفَّ النَّاسُ حَتَّى لَوْ بَكَيْنَا ‏ ‏ ‏ تَعَذَّرَ مَا تُبَلُّ بِهِ الْجُفُونُ

(دینے کے نام سے) مخلوق ایسی خشک ہو گئی ہے۔ کہ اگر ہم روئین تو آنکھ سے اس قدر بھی آنسو نہین نکل سکتے کہ پلک بھی تر ہو جائین۔

فَمَا يَنْدَى لِمَمْدُوحٍ بَنَانٌ ‏ ‏ ‏ وَلَا يَنْدَى لِمَهْجُوٍّ جَبِينُ

کسی ممدوح کی انگلیون سے (بخشش کی) شبنم نہین ٹپکتی۔ اور نہ کسی کی اگر ہجو کرین تو (شرم سے) پیشانی پر پسینہ ہی آتا ہے۔ بڑے بڑے قصیدون مین اوس کا ہر شعر بدیع ہوتا ہے۔ یہ بھی اوسی کے شعر ہین۔ جن سے ادیب اپنے کلام کو پر لطف و دلچسپ کیا کرتے ہین۔ ایک قصیدہ مین وہ کہتا ہے۔

إِشَارَةٌ مِنْكِ تُغْنِينِي وَأَحْسَنُ مَا ‏ ‏ ‏ رَدُّ السَّلَامِ غَدَاةَ الْبَيْنِ بِالْعَنَمِ

مجھے ایک تیرا اشارہ ہی کافی ہے۔ لیکن اگر فراق کے روز تو اپنی رنگین انگلیان اوٹھا کر سلام کا جواب ویدے تو سب سے ہی اچھی بات ہے۔

حَتّٰی اِذَا طَاحَ عَنْهَا الْمِرْطُ مِنْ دَهَشٍ　　وَانْحَلَّ بِالضَّمِّ سِلْكُ الْعِقْدِ فِي الظُّلَمِ

اسی مین جب ملتے وقت اوس کی چادر گھبراہٹ مین گرگئی۔ اور بغل گیری مین ہار کی لڑی اندھیری رات مین ٹوٹ گئی

تَبَسَّمَتْ فَاَضَاءَ اللَّيْلُ فَالْتَقَطَتْ　　حَبَّاتِ مُنْتَثِرٍ فِي ضَوْءِ مُنْتَظِمِ

تو وہ ہنس پڑی۔ کہ جس سے (اوس کے دانتون کی چمک سے) رات مین اتنا اوجالا ہوگیا کہ اوس نے اپنے دندان منتظم کی روشنی مین منتشر اور بکھرے ہوئے موتیون کے دانے فراہم کر لئے۔

اخیرییت کے نسبت شریف رضی کا قول بھی اوس کے قصیدہ مین دیکھنا چاہئے۔

وَبَاتَ بَارِدُ ذَاكَ الثَّغْرِ يُوضِحُ لِي　　مَوَاقِعَ اللَّثْمِ فِي دَاجٍ مِنَ الظُّلَمِ

اوس کے (تبسم کرتے وقت) دانتون کی جب بجلی چمکی۔ تو اندھیری رات کی تاریکی مین مجھے بوسہ کے مقام دکھائی دیگئے

بغداد کے رہنے والون مین سے ایک شخص نے قریب قریب یہی مضمون ایک موالیا مین اپنی اصطلاح کے طرز انداز ... کیونکہ یہ لوگ ... اوس مین الفاظ کے آخری اعراب کے مقید نہین ہوتے۔ بلکہ اگر اعراب لاتے ... خلاف پڑ جا ... وہ ہی لے آتے ہین۔

... اَيْلَةْ بِلَيْلِي ظَفِرَةْ الْمَجْنُونْ　　وَقُلْتُ وَافِي لِحَظِّي طَالِعُ مَيْمُونْ

اک ... کو لیلیٰ پر مجھے مجنون کی سی دست رس ہوگئی۔ اور مین نے کہا طالع میمون نے میری خوشی خرمی کا حق پورا کردیا

تَبَسَّمَتْ فَاَضَاءَ اللُّؤْلُؤُ الْمَكْنُونْ　　صَارَ الدُّجَى كَالضُّحَى وَاسْتَيْقَظَ الْوَاشُونْ

ا ... وہ ہنس پڑی اور جب ہنسی تو در مکنون کی طرح دانت چمک گئے اور اس قدر روشنی ہوگئی کہ اندھیری رات کا دن دوپہر ہو گیا غماز و چغل خور جاگ اوٹھے۔

اس مضمون مین اصل ابو الطمحان قینی کی بیت ہے جس کا قول ہے۔

اَضَاءَتْ لَهُمْ اَحْسَابُهُمْ وَوُجُوهُهُمْ　　دُجَى اللَّيْلِ حَتّٰى نَظَّمَ الْجِزْعَ ثَاقِبُهُ

اس بیت کے ساتھ اور بھی بیتین ہین اور وہ یہ ہین۔

اِنِّي مِنَ الْقَوْمِ الَّذِينَ هُمُ هُمُ　　اِذَا مَاتَ مِنْهُمْ سَيِّدٌ قَامَ صَاحِبُهُ

مین ایک ایسی قوم مین سے ہون - کہ وہ وہی ہین (اون کا نظیر نہین) جب کوئی سرداراون مین سے مرجاتا ہے تواوسکی جگہ اور قائم ہوجاتا ہے۔ (لائق لوگ قوم مین بہت ہین)

نُجُومُ سَمَاءٍ كُلَّمَا غَابَ كَوْكَبٌ بَدَا كَوْكَبٌ تَأْوِي إِلَيْهِ كَوَاكِبُهْ

وہ آسمان کے تارہ ہین جب ایک ستارہ غائب ہوا تو دوسرا نکل آیا جس کی جگہ اور کواکب نکلتے چلے آتے ہین

أَضَاءَتْ لَهُمْ أَحْسَابُهُمْ وَوُجُوهُهُمْ دُجَى اللَّيْلِ حَتَّى نَظَّمَ الْجِزْعَ ثَاقِبُهْ

اون کے احساب اور چہرون کے نور سے اندھیری رات ایسی روشن ہوجاتی ہے کہ جس مین سوراخ کرنے والا مہرۂ سلیمانی کا بار پرولیتا ہے۔

کہتے ہین جاہلیت کے زمانہ مین اس بیت مین سب سے بڑی تعریف کی گئی ہے۔ مگر یہ بھی کہتے ہین کہ اس بیت مین سب سے زیادہ جھوٹ بکا گیا ہے۔

وَمَا زَالَ مِنْهُمْ حَيْثُ كَانُوا مُسَوَّدٌ تَسِيرُ الْمَنَايَا حَيْثُ سَارَتْ كَتَائِبُهْ

کسی ہی جگہ کیون نہ ہون اون مین ایک نہ ایک سردار ضرور رہتا ہے۔ اور جہان اوس کے لشکر جاتے ہین وہان موت بھی ساتھ ساتھ ہی جاتی ہے۔

(۹) یہ ابو الطمحان شعراے جاہلیت مین سے وہی شخص ہے جس کا نام حنظلۃ بن الشرقی ہے۔ غزہ ہی مذکور غزہ مین جہان ہاشم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا کی قبر ہے ۱۵۰ھ (۷۶۷ء) مین پیدا ہوا۔ اور بلاد خراسان مین مرو اور بلخ کے درمیان ۲۰۴ھ (۸۱۹ء) مین مرگیا۔ گر جنازہ اس کا بلخ مین لاکر دفن کیا گیا۔ کہتے ہین کہ جب اس کی نزع کا وقت آیا تو بولا کہ اللہ تعالیٰ سے امید ہے وہ مجھے تین باتون کے سبب سے بخش دیگا۔ ایک تو مین امام شافعی کے شہر والون مین سے ہون۔ دوسرے شیخ کبیر ہون۔ تیسرے غریب و مسافر مرتا ہون۔ خدا اوس پر رحمت کرے اور اوس کی امید بر لائے۔ غَزَّہ بفتح غین معجمہ وتشدید زاے معجمہ وہاے ہوز ساحل شام کے کنارہ ایک چھوٹا سا مشہور شہر ہے۔ ممکن ہے کہ میری یہ کتاب بعض ایسے اشخاص کے ہاتھ مین پڑجائے کہ جو ہمارے ملک سے بہت دور رہتے ہون۔ اور نہ جانتے ہون کہ یہ شہر کہان ہے۔ مگر اونہین اس کے جاننے کا بڑا اشتیاق ہو۔ اس لئے اوس کا پتا بتا دینا یہان ضرور ہے۔ یہ شہر فلسطین کے علاقہ مین بحر شام کے کنارہ عسقلان کے پاس ہے۔ اور جب دیار مصر سے ادھر آئین تو یہی مقام سب سے اول راستہ مین پڑتا ہے اللہ تعالیٰ کے قول مین جو رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ (جاڑے اور گرمیون کا سفر) آیا ہے اون دونون

رحلتوں میں سے ایک کا مصداق یہی شہر ہے۔ ارباب تفسیر متفق ہیں۔ کہ رحلۃ الصّیف (گرمی کے سفر کی جگہ) بلاد شام ہے۔ اور رحلۃ الشّتاءِ (جاڑے کے سفر کی جگہ) بلاد یمن۔ قریش کا قاعدہ تھا۔ کہ تجارت کیلئے گرمی کے موسم میں بلاد شام کو آتے تھے۔ کیونکہ اوس فصل میں یہاں کا ملک گلزار ہوا کرتا ہے اور فصل سرما میں یمن کو جاتے تھے وہ ملک گرم ہے۔ فصل گرما میں وہاں جانا دشوار ہوجاتا ہے۔ ابو محمد عبدالملک بن ہشام نے سیرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدا بیان میں ذکر کیا ہے۔ کہ قریش میں سفر گرمائی اور سفر سرمائی کا علیحدہ علیحدہ موسموں میں کرنا سب سے اول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پر دادا ہاشم نے نکالا ہے پھر اس سے تھوڑا آگے چل کر کہتا ہے کہ ابن اسحاق نے بیان کیا ہے کہ ہاشم بن عبد مناف تجارت کے لئے گئے تھے۔ غزّہ میں عین عالم مسافری میں اونکا انتقال ہوگیا۔ پھر کچھ اور تھوڑا آگے چل کر کہتا ہے کہ ابن اسحاق کہتا ہے مَطْرُودبن کَعْب الخزاعی تمام بنی عبد مناف پر روتا ہے اور ایک قصیدہ کا ذکر کرتا ہے۔ جس میں ایک شعر یہ بھی ہے۔

وَهَاشِمُ فِی ضَرِیحٍ وَسْطَ بَلْقَعَۃٍ ٭ تَسْفِی الرِّیَاحُ عَلَیْہِ بَیْنَ غَزَّاتِ

اور ہاشم ایک بیابان ویران میں قبر میں پڑے ہوئے ہیں۔ غزّات کے درمیان اون پر آندھیاں خاک اڑاتی ہیں۔ لغت کے جاننے والے کہتے ہیں۔ کہ اس شاعر نے ایک غزّہ کی جگہ غزّات کا نام لیا ہے۔ گویا اوسکے محلات کا نام غزہ رکھ کر اون کو جمع کرکے اوس شہر کا نام غزّات بنایا ہے۔ جب سے کہ ہاشم کا وہاں انتقال ہوا تب سے اس مقام کو غزّۂ ہاشم کہنے لگے ہیں۔ کیونکہ اونکی قبر وہاں ہے۔ مگر کسی کو معلوم نہیں کہ کہاں ہے جب میرا وہاں گذر ہوا تو میں نے دریافت کیا۔ مگر وہاں کسی کو اس کا علم نہیں۔ جب ابو نواس مشہور شاعر بغداد سے مصر کو چلا کہ وہاں جاکر خصیب بن عبدالحمید صاحب دیوان الخراج کی تعریف کرے۔ تو اوس نے اپنے راستہ کی منازل کا ذکر کیا اور کہا ہے۔

طَوَالِبُ بِالرُّکْبَانِ غَزَّۃَ هَاشِمٍ ٭ وَبِالْفَرَمَا مِنْ حَاجِهِنَّ شُقُوْرُ

یہ (عورتیں) قافلہ کے ساتھ غزّۂ ہاشم کو جاتی ہیں۔ اور فرما میں بڑے بڑے کام اونکا انتظار کر رہے ہیں۔ اس ابو نواس کی بیت میں دو لفظ تفسیر کے محتاج ہیں۔ اول فَرَمَا بفتح فا وراے مہملہ بڑا شہر ہے جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السّلام کے زمانہ میں دیار مصر کا دار الحکومت تھا۔ اسی کے علاقہ میں ایک گاؤں اُمّ العرب ہے۔ حضرت اسمٰعیل بن خلیل علیہما السلام کی ماں بی بی ہاجرہ یہیں کی تھیں۔ فرما ریگستان کے شروع

ہی ہین سنابخ اور قصیر[۱۴] کے درمیان جو ایک مشہور منزل ہے اوس شخص کے دست چپ کو رہ جاتا ہے جو مصر سے ساحل بحر پر شام کی جانب کو جاتا ہو۔ مین نے دیکھا ہے کہ یہ مقام ویران پڑا ہے۔ کھنڈرون کے ایک اونچے ڈھیر کے سوا اور کچھ باقی نہین ہے۔ یہ ایک عجیب اتفاق کی بات ہے۔ کہ حضرت اسمعیل تو عرب کے باپ ہین - اور اون کی ماں اوس گانون کی رہنے والی ہین۔ کہ جس کا نام ام العرب[۱۵] ہے۔ اور دوسرا لفظ اوسکی آخر بیت مین شقور ہے جو بضم شین معجمہ وقاف یا بفتح شین بولا جاتا ہے۔ مگر بالضم اصح ہے۔ کیونکہ شقور بالضم وہ کام ہے جو کسی کو مطلوب اور دل چسپ ہو۔ واحد اوس کا شقر ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱) اشہبی سے مطلب یہ ہے کہ وہ اشہب کی اولاد مین ہے۔ اشہب غالباً کوئی اوسکے بزرگون مین ہوگا۔

(۲) شیخ نصر بن ابراہیم نصر المقدسی (باشندہ بیت المقدس) بہت بڑا ثقہ امام اور رکن اسلام نہ صرف عالم ہی تھا بلکہ زہد وورع مین بھی مشہور تھا۔ التہذیب المقصد الکافی اوس کی تصنیف سے ہین۔ اور اشارہ سلیم الرازی کی ایک شرح بھی اوس نے لکھی ہے سلیم الرازی سے اوس نے شہر صور مین چار سال رہکر فقہ پڑھی تھی۔ اوس کے بعد ۴۸۰ھ مین وہ دمشق کو آیا۔ اور وہین سکونت اختیار کر لی۔ اپنی زندگانی نہایت اتقا و تورع کے ساتھ گذاری محرم ۴۹۰ھ (جنوری ۱۰۹۷ع) مین وہین وفات پائی۔ اوس کی قبر پر لوگ بہت کثرت سے جاتے ہین (ماخوذ از طبقات الشافعیہ و طبقات الفقہا)

(۳) اوس زمانہ مین صوبہ کرمان خود مختار تھا۔ وہان سلجوقی نسل کے بادشاہ حکمرانی کرتے تھے۔

(۴) دیکھو تذکرہ ۱۵۔ ابو اسحاق خضری نوٹ ۲۔

(۵) عربی کے علم عروض مین اوزان شعر کو بحر کہتے ہین۔ اور بحر سمندر کو بھی کہتے ہین۔

(۶) عنم ایک حجازی درخت ہے اوسکا پھل سرخ اور لنبا ہوتا ہے۔ شعرا معشوق کی مہندی لگی ہوئی انگلیون کو اوس سے تشبیہ دیا کرتے ہین۔

(۷) مو الیا اصل عربی مین کوئی لفظ اس معنی مین نہین ہے۔ یہ ایک نیا لفظ اور اہل بغداد کی ایجاد معلوم ہوتی ہے۔ غالباً اوس نظم کو کہتے ہین جو وہان کے موالی بنایا کرتے تھے اور اوس مین اعراب وغیرہ کی کچھ تمیز نہ کی جاتی تھی جرنل ایشیاٹک اگست ۱۸۳۹ع مین بیرن وان ہیمر نے اس لفظ کے معنی کی وجہ بیان کی ہے۔

(۸) چونکہ اہل اسلام مین پردہ کا دستور ہے اسواسطے عربون کی خانہ بدوش قومین بھی جہان کہین ہوتی ہین وہ اپنی نوجوان عورتون کو تن تنہا باہر نہین جانے دیتین۔ اون کی اخلاقی حفاظت نہایت سختی سے کی جاتی ہے۔ اگر کہین موقع ملتا ہے تو رات کی تاریکی مین ہی اور وہ بھی چوری سے کے ساتھ عاشق ومعشوق کی ملاقات ہوسکتی ہے۔ اسی واسطے

شعرا اس قسم کے مضامین اشعار مین باندھا کرتے ہین۔

(۹) ابو الطمحان کے اشعار اور اوس کا نسب دیوان حماسہ مین ہے۔

(۱۰) زمانہ جاہلیت عربی مورخین کی اصطلاح مین وہ زمانہ ہے جو اشاعت اسلام سے پہلے گذرا ہے۔

(۱۱) سیرۃ الرسول ابن ہشام نے محمد بن اسحاق کی روایتون سے لکھی ہے۔ ابن خلکان نے ابن ہشام کا حال تذکرہ ۳۵۳ مین اور ابن اسحاق کا تذکرہ ۵۸۴ مین لکھا ہے۔

(۱۲) عربی شارحین کا یہ دستور ہے کہ جہان کہین کوئی صرفی و نحوی غلطی ہوتی ہے اوسے ہمیشہ بیان کر دیتے ہین چنانچہ یہ اوس کی ایک مثال ہے۔ شاعر نے جو غَرَّہ کی بجائے غَرَّات لکھا ہے اوس کی اصلی وجہ یہ ہے کہ اوسے اپنے اشعار مین قافیہ درست کرنے کے لئے آت اخیر مین لانا ضرور تھا۔

(۱۳) ابن خلکان نے اپنی کتاب مین اس خُضَیب کا کئی مقام پر ذکر کیا ہے

(۱۴) سائح عَبَّاسہ شہر کے قریب واقع ہے۔ ابو الفدا اپنی کتاب مین لکھتا ہے کہ یہ شہر بُلبیس سے ایک منزل پر ہے اور مَسَالِکُ الْاَبْصَار اور مَقرِیزی کی کتاب السُّلُوک مین سائح کو سانح لکھا ہے۔

(۱۵) مگر ہمارے نزدیک صریحاً معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس گانون کا یہ نام عربون کا رکھا ہوا ہے۔ اونھون نے جب دیکھا کہ بی بی ہاجرہ یہان کی رہنے والی تھین تو اس نام سے اوسے موسوم کر دیا۔ پیشتر اس مقام کا اگر کچھ نام ہوگا تو وہ قبطی زبان کا ہوگا۔ نہ عربی زبان کا۔ اس وقت وہان عربی نہین بولی جاتی تھی۔

۱۸۔ ابو اسحاق ابراہیم بن یوسف بن ابراہیم بن عبداللہ بن بادیس بن القائد الحَمزِی معروف بابن قُرقُول

بڑا فاضل شخص تھا۔ جس نے کتاب مطالع الانوار اوس طرح پر لکھی ہے۔ جس طرح قاضی عیاض[1] نے اپنی کتاب مشارق الانوار بنائی ہے۔ علمائے اندلس سے علم حاصل کیا تھا۔ مگر مجھے اوس کا حال صرف اسی قدر معلوم ہوا ہے اور کچھ پتا نہین چلا۔ مقام مَرِیّہ واقع اندلس مین یہ شخص صفر ۵۰۵ھ (۱۱۱۱ء) مین پیدا ہوا۔ اور شہر فاس مین بروز جمعہ عصر کے اول وقت ۶ شوال ۵۶۹ھ (مئی ۱۱۷۴ء) کو وفات پائی۔ وفات سے پہلے نماز جمعہ جامع مسجد مین پڑھی تھی۔ جب وفات کا وقت نزدیک ہوا تو سورۂ اخلاص[2] بار بار بسرعت پڑھنے لگا۔ پھر تین مرتبہ کلمہ شہادت پڑھ کر سجدہ کی صورت مین گرا اور جان بحق تسلیم کی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

قُرْقُوْل بضم قافین وسکون رائے مہلہ وواؤ ولام۔ مَرِیَّہ بفتح میم وکسرائے مہلہ وتشدید یائے تحتانیہ وہائے ہوز اندلس مین دریا کے کنارہ بہت بڑا بندرگاہ ہے۔ فاس بفا وسین مہلہ مغرب مین سَبْتَہ کے قریب بڑا شہر ہے۔ اور حَمْزِی بفتح حائے مہلہ ومیم ساکنہ وزائے معجمہ حمزہ آشیر کی طرف منسوب ہے۔ آشِیر بمد ہمزہ وکسر شین معجمہ وسکون یائے تحتانیہ ورائے مہلہ۔ حَمْزَہ ملک افریقیہ مین بجَایَہ اور قلعہ بنی حَمَّاد کے مابین ایک چھوٹا سا شہر ہے۔ یہ بات مین نے یہان کے باشندون کی زبانی سنی ہے۔ آشیر[۳] کا ذکر زیری بن مناد کے حال مین جو انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آتا ہے لکھا جائیگا۔

---

(۱) قاضی عیاض کے لئے دیکھو تذکرہ ۴۸۴۔

(۲) قرآن شریف مین کل ۱۱۴ سورتین ہین۔ اون مین سے ایک سو بارہوین سورت سورت اخلاص ہے۔ اس سورت مین جسے سورۂ توحید بھی کہتے ہین۔ توحید باری تعالیٰ کا ذکر ہے۔ جو اسلام کا سب سے اول اور بڑا اصول ہے بلکہ اون کے نزدیک توحید ہی ذریعۂ نجات ہے۔

(۳) دیکھو تذکرہ ۲۳۶۔ وہان ابن خلکان نے صرف اسی مقام کا حوالہ دیا ہے۔ ابو الفدا نے اپنے جغرافیہ مین لکھا ہے کہ آشیر صوبہ بجایہ مین ایک قلعہ ہے۔

۱۹۔ امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حَنْبَل بن ہِلال بن اَسَد بن اِدریس بن عبد اللہ بن حیان بن عبد اللہ بن انس بن عَوْف بن قَاسِط بن مازِن بن شَیْبان بن ذُہل بن ثَعْلَبَہ بن عُکَابَہ بن صَعْب بن عَلِی بن بَکْر بن وَائِل بن قاسِط بن ہِنْب بن اَفْصٰی[۱] بن دُعْمِی بن جَدِیْلہ بن اَسَد بن رَبِیْعہ بن نِزار بن مَعَدّ بن عَدْنان شَیْبانی

مروزی الاصل تھے۔ ان کا نسب اسیطرح صحیح ہے۔ مگر بعض نے بیان کیا ہے کہ وہ بنی مازن بن ذُہل بن شیبان بن ثعلبہ بن عکابہ سے تھے۔ لیکن یہ امر غلط ہے۔ وہ بنی شیبان بن ذُہل سے تھے۔ نہ بنی ذہل بن شیبان سے۔ اور ذہل بن ثعلبہ مذکور ذہل بن شیبان کا چچا ہے۔ اس کو خیال مین رکھنا چاہیے واللہ اعلم۔ ان کی ماں مرو سے بغداد کو چلی تو حاملہ تھی۔ بغداد مین آکر ربیع الاول ۱۶۴ھ (۷۸۰ء) مین یہ پیدا

ہوئے۔ مگر بعض کہتے ہین کہ یہ مرو ہی مین پیدا ہوئے اور دودھ پیتے ہوئے بغداد چلے آئے تھے۔
آپ امام المحدثین تھے ایک کتاب مُسند اونہون نے تصنیف کی ہے۔ اس مین اسقدر کثرت سے
حدیثین جمع کی ہین کہ اوسوقت تک کسی نے نہین کی تھین کہتے ہین کہ اونھین دس لاکھ حدیثین یاد تھین۔
امام شافعی رحمہما اللہ تعالےٰ کے شاگرد اور خواص سے تھے۔ اور جب تک وہ مصر کو نہ گئے یہ ہمیشہ
اون کی صحبت مین رہتے تھے۔ امام شافعی نے ان کے حق مین کہا ہے کہ بغداد مین میرے
بعد احمد بن حنبل سے کوئی شخص اَتقیٰ اور اَفقہ نہین ہے۔ رمضان سنہ ۲۱۲ھ (۸۳۵ء) کے اخیر عشرہ مین خلق[۲]
قرآن کا اقرار کرنے کے لئے ان کو سخت مجبور کیا گیا تھا۔ مگر اونہون نے نہ مانا۔ اس پر ان کو بہت مارا پیٹا۔
اور قید مین ڈال دیا۔ تاہم ان کو اوس کی نفی پر اصرار ہی رہا شکل وصورت کے حسین قد وقامت مین متوسط
ملمون مین مہندی[۳] لگاتے مگر بہت سرخ نہین۔ داڑہی مین چھوٹے چھوٹے سیاہ بال تھے۔ اماثل وافاضل
مین بہت سے لوگون نے اون سے حدیث کی سماعت کی تھی جن مین محمد بن اسمعیل بخاری اور مسلم بن الحجاج
نیشاپوری بھی داخل ہین۔ اون کے اخیر زمانہ مین علم وورع مین کوئی شخص اون کا مثل نہ تھا۔ بغداد مین چاشت
کے وقت بروز جمعہ ۱۲ یا ۱۳ ربیع الاول یا ربیع الآخرہ سنہ ۲۴۱ھ (۸۵۵ء) کو آپ نے وفات پائی۔ اور
مقبرہ باب حرب مین مدفون ہوئے۔ باب حرب حرب بن عبد اللہ کی طرف منسوب ہے۔ جو ابوجعفر منصور
کے اصحاب مین سے تھا۔ اور حربیہ محلہ بھی اسی کے نام سے مشہور ہے۔ احمد بن حنبل کی قبر وہان مشہور
اور مخلوق کی زیارت گاہ ہے۔ رحمہ اللہ تعالےٰ۔ جو لوگ کہ جنازہ کے ساتھ تھے۔ اون کا لوگون نے
تخمینہ کیا ہے کہ آٹھ لاکھ مرد اور ساٹھ ہزار عورتین تھین۔ اور یہ بھی کہتے ہین کہ جس روز آپ کا انتقال ہوا
ہے بیس[۱] ہزار نصرانی یہود اور مجوس اوس روز مسلمان ہوئے تھے۔ ابو الفرج بن الجوزی نے اپنی
کتاب مین جو اوس نے بشر بن الحارث الحافی رضی اللہ عنہ کے حالات مین لکھی ہے باب چھیالیس مین
بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن[۵] الحربی بیان کرتا تھا۔ کہ مین نے بشر بن الحارث الحافی کو خواب مین دیکھا۔ گویا وہ
مسجد رُصَافہ[۶] کے دروازہ سے باہر آرہا ہے۔ اور اوس کی آستین مین کچھ چیز ہے جو ہلتی جاتی ہے۔ مین نے
پوچھا کہ آپ سے اور اللہ تعالیٰ سے کیا کیفیت گذری۔ کہا اللہ تعالےٰ نے مجھے بخشدیا اور مرتبہ بھی عنایت
کیا مین نے پوچھا یہ آپ کی آستین مین کیا ہے۔ کہا کل احمد بن حنبل کی روح ہمارے پاس آئی تھی اور اوس پر
دُر و یاقوت نثار کئے گئے تھے۔ مین نے اون مین سے یہ لوٹ لئے ہین۔ مین نے پوچھا یحییٰ بن معین

اور احمد بن حنبل کس حالت مین ہین۔ کہا مین اونکے پاس سے جب آیا ہون تو وہ اوس وقت رب العالمین
کے پاس گئے ہوئے تھے۔ اور وہان اون کے لئے دسترخوان بچھائے گئے تھے۔ مین نے کہا آپ نے
اون کے ساتھ کیون نہ کھانا کھایا۔ کہا اللہ تعالے لئے جانتا تھا کہ میرے پاس طعام موجود ہے اس لئے مجھے
اوس لئے یہ اجازت دی تھی۔ کہ مین اوس کے بزرگ چہرہ کو دیکھ لون۔

ابن حنبل کے اجداد مین حیّان بفتح حاے مہملہ وتشدید یاے تحتانیہ والف ونون ہے باقی اجداد کے
نامون کی ضبط کی ضرورت نہین وہ بہت مشہور ہین۔ اور بہت سے بھی ہین۔ اگر طوالت کا خوف نہ ہوتا تو مین
اونکی بھی تقنیت(۱) کردیتا۔ ابن حنبل کے نسب مین بعض نے اختلاف بھی کیا ہے۔ مگر جو مین نے
لکھا ہے میری تحقیق مین یہ سب سے زیادہ معتبر ہے۔

احمد بن حنبل کے دو بیٹے بھی عالم تھے۔ جن کے نام صالح اور عبد اللہ تھے۔ اون مین سے صالح کا
رمضان ۲۶۶ھ (۸۸۰ء) مین پہلے ہی انتقال ہوگیا۔ یہ اصفہان کا قاضی تہا وریہین مرا تھا۔ پیدایش اس کی
۲۰۳ھ (۸۱۸ء) کی تھی۔ دوسرا عبد اللہ ۲۹۰ھ (۹۰۳ء) تک زندہ رہا۔ بروز یکشنبہ ۲۲ جمادی الاولی
یا جمادی الآخرہ کو ستتر(۲) برس کی عمر مین مرا۔ اس کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی۔ امام احمد کی کنیت (ابو عبد اللہ)
اسی بیٹے کے نام سے تھی۔ رحمہم اللہ تعالے۔

---

(۱) ابن خلکان کے قلمی نسخہ مین یہ نام اقصے بقاف لکھا ہوا ہے۔ مگر انساب العرب اور طبقات عثمانیہ
سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کا صحیح تلفظ بفا ہے۔ نہ بقاف۔

(۲) اوس زمانہ مین علماے اسلام کے دو گروہ ہوگئے تھے۔ ایک تو کہتے تھے۔ کہ قرآن مخلوق ہے
لعد دوسرونکا عقیدہ تھا کہ قرآن کلام الٰہی ہے مخلوق نہین۔ بلکہ اللہ تعالی کی اور صفات کی طرح یہ بھی
ازلی ہے۔ یہ عقیدہ اب تک بھی چلا جاتا ہے۔

(۳) حنا سے سپید بالون کو رنگنا معلوم ہوتا ہے کہ عربون مین اشاعت اسلام کے قبل ہی سے چلا آتا ہے
صحابہ سے بھی اس کا عمل ثابت ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی بعض نے بیان کیا ہے
چنانچہ مشکوۃ المصابیح مین اس کی روایت موجود ہے۔

(۴) اخیر زمانہ کی قید سے یہان ابن خلکان کا یہ مقصد معلوم ہوتا ہے کہ امام شافعی جو چالیس(۴) سال قبل انتقال
فرما چکے تھے اس سے مستثنیٰ ہو جاوین۔ ابن خلکان شافعی مذہب تھا۔ اور امام شافعی کو احمد بن حنبل پر ترجیح

دینا چاہتا ہے۔

(۵) ابو اسحاق ابراہیم بن اسحاق بن بشیر الحربی بڑا نامی گرامی حافظ اور محدث تھا اوس نے فقہ امام احمد بن حنبل سے پڑھی تھی۔ اوس کی تصنیفات سے کتنی ہی کتابین ہین۔ افعال و اقوال دونون مین یکسان مقدس مانا جاتا تھا۔ بغداد مین ۲۸۵ھ (۸۹۸ء) مین ستاسی برس کا ہو کر مرا (ماخوذ از مختصر التاریخ للخطیب)

(۶) رصافہ بغداد کا ایک محلہ ہے۔ اور ابو الفدا کے جغرافیہ مین لکھا ہے کہ وہ دجلہ کے مشرقی ساحل پر واقع ہے۔

(۷) حدیث مین آیا ہے۔ کہ خوابین تین قسم کی ہوتی ہین۔ ایک حدیث النفس دوسرے تخویف الشیطان تیسرے بشریٰ من اللہ۔ حدیث النفس اون خیالات سے مطلب ہے۔ جو اوس کے دل مین ہوتے ہین۔ جیسے کوئی شخص ایک پیشہ کرتا ہے اور اوسی کے متعلق خواب مین کوئی بات دیکھتا ہے۔ یا عاشق معشوق کے خیال مین ہوتا ہے اوس کو خواب مین دیکھتا ہے۔ تخویف الشیطان وہ ہے کہ دل مین وسوسے پیدا ہوتے ہین جیسے خواب مین دیکھتا ہے۔ کہ میرا سر کٹ گیا ہے۔ یا کوئی اور کسی قسم کا حادثہ ہو گیا ہے۔ تیسرے بشارت اللہ کی طرف سے جیسے انبیا ر اللہ کا خواب مین دیکھنا وغیرہ یہ وہ باتین ہین کہ جس سے انسان خوش ہوتا ہے۔ طلب حق مین اور مفید کامون مین دنیاوی ہون یا دینی اوس سے ہمت پیدا ہوتی اور بڑہتی ہے۔ ان مین سے اول دونون قسمون کے خوابون کے واسطے حکم ہے کہ ایسے خوابون کو نہ تو قابل اعتبار سمجھے اور نہ کسی سے کہے کیونکہ اگر کہیگا تو توہم اور وسواس پیدا ہوگا۔ تیسری قسم کی خوابین قابل اعتبار ہین مسلمان کی یہ خوابین سچی ہوتی ہین۔ اور اون سے اچھے اخلاق نتائج پیدا ہوتے ہین۔

(۸) حروف تہجی کی صورتین کچھ اس قسم کی ہین کہ اون مین اگر ایک نقطہ رہ جائے یا زیادہ ہو جائے یا بے جگہ لگا دیا جائے تو ایک حرف دوسرا حرف بنجاتا ہے۔ اور لفظ کچھ کا کچھ پڑھنے مین آتا ہے۔ جن حرفون پر نقطہ لگائے جاتے ہین اونکی تعداد پندرہ ہے۔ پھر اکثر چھاپہ مین اور قریب قریب کل ہاتھ کی تحریرات مین اعراب بھی نہین لگائے جاتے۔ جس سے بجز سیاق عبارت کے الفاظ کے صحیح پڑھنے کا اور کوئی ذریعہ ہی نہین ہے۔ اس واسطے اکثر اوقات علی العموم خصوصاً اسمائے غیر معروف مین غلطی ہو جاتی ہے۔ اسی سبب سے لغت کی کتابون مین حواشی شرحون اور تفاسیر مین اور جہان کہین اس قسم کے مغالطہ کا اندیشہ ہوتا ہے وہان اون حرفون کے نام بتا دئے جاتے ہین جن سے وہ الفاظ مرکب ہوتے ہین یہی طریقہ ابن خلکان نے بھی اپنی کتاب مین اختیار کیا ہے۔ جو اسما ایسے ہوتے ہین کہ اون مین غلطی کے واقع ہونے کا اندیشہ ہو وہان وہ اون حروف کو ضبط کر دیتا ہے۔

۲۰- ابوالعباس احمد بن عمر بن سریج

شافعی فقیہ تھا۔ شیخ ابو اسحاق شیرازی نے کتاب الطبقات[۱] مین اوس کے حق مین لکھا ہے۔ کہ وہ اکابر شافعیین اور ائمۃ المسلمین سے تھا۔ اوسے بازِ اشہب (آتش درخشان) کہا کرتے تھے۔ شیراز مین قاضی تھا۔ امام شافعی کے تمام اصحاب مین یہان تک کہ مزنی سے بھی افضل تھا۔ اوس کی کتابون کی فہرست چار سو مصنفات تک پہونچ گئی تھی۔ شافعی مذہب کی طرفداری کرتا اور مخالفین کا رد لکھا کرتا تھا۔ محمد بن الحسن حنفی کی کتابین اس کے اصل اصول تھین۔ شیخ ابو اسحاق کہا کرتا تھا کہ ہم ظواہر فقہ مین ابو العباس کی طرح چلتے ہین۔ لیکن اوس کے دقائق مین وہ ہم سے آگے ہے۔ فقہ اوس نے ابو القاسم الانماطی سے سیکھی تھی۔ مگر اوس کے شاگرد اسلام مین بڑے بڑے فقیہ ہوئے۔ اور اوسی سے شافعی مذہب اکثر ملکون مین پھیلا۔ ابوبکر محمد بن[۲] داود الظاہری سے اس کا مناظرہ رہا کرتا تھا۔ کہتے ہین کہ ابوبکر نے ایک روز اثنائے بحث مین اوس سے کہا مجھے اتنی فرصت تو دے کہ مین اپنا تھوک نگل لون پھر جواب دونگا۔ ابو العباس نے کہا آپ میری طرف سے دجلہ کو نگل جائیے اوس سے قبل کہ مجھے جواب دین۔ ایسی ہی ابوبکر نے کہا مجھے جواب کے لئے ایک ساعت کی مہلت دیجئے کہا مین نے جواب کے لئے اس ساعت سے لیکر آپکو اوس ساعت تک کی مہلت دی کہ قیامت قائم ہو۔ ابوبکر نے کہا مین پانون سے سوال کرتا ہون تو آپ سر سے جواب دیتے ہین۔ کہا یہی حال بیل کا ہے۔ جب اوس کے کھر گھس کر زخمی ہو جاتے ہین۔ تو سینگ ٹیکنے[۳] کیا کرتے ہین۔

اوس کے زمانہ کے لوگ کہا کرتے تھے۔ کہ اللہ تعالے نے عمر بن عبد العزیز[۴] کو پہلی صدی ہجری کے ختم پر پیدا کیا کہ جس نے سنتون کو جلایا۔ اور بدعتون کو مٹایا۔ پھر اللہ تعالے نے دوسری صدی ہجری کے شروع مین امام شافعی کو پیدا کر کے مخلوق پر احسان کیا۔ اونھون نے بھی سنتون کو زندہ کیا۔ اور بدعتون کو نابود کیا۔ اب تیسری صدی پر آپ کو پیدا کر کے مخلوق پر احسان کیا۔ آپ نے سنتون کو تقویت دی۔ اور بدعات کی بنیاد ڈھا دی۔ باوجود ان فضائل کے نظم بھی اوس کی اچھی ہوتی تھی۔

۲۵ جمادی الاولی ۳۰۶ھ مطابق ۹۱۸ء کو یا بروز دوشنبہ ۲۵ ربیع الاول کو بغداد مین وفات پائی۔ اور اپنے ہی حجرہ کے اندر غالب کی بزریا مین غربی جانب کو محلہ کرخ کے قریب دفن ہوا۔ عمر صرف ستاون برس چھ مہینہ کی ہوئی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اوس کی قبر وہان سب کو معلوم ہے۔ بہت لوگ زیارت کیا کرتے ہین مگر

اب وہان نہ تو کوئی عمارت ہے اور نہ کوئی اور قبر ہے۔ اوسی کی ایک قبر وہان بنی ہوئی ہے۔
اوس کا دادا شُریح بہت بڑا مشہور صالح اور متقی تھا۔ شُریح بضم سین مہلہ و فتح رائے مہلہ و سکون یائے مثناۃ تحتانیہ و جیم۔ مین نے ایک کتاب مین کہین لکھا دیکھا ہے۔ کہ وہ ایک عجمی شخص تھا۔ عربی مطلق نہ جانتا تھا۔ ایک مرتبہ اوس نے باری سبحانہ تعالیٰ کو خواب[5] مین دیکھا اور اوس سے باتین کین۔ اخیر مین خداوند تعالےٰ نے اوس سے کہا یا شُریح طلب کن۔ کہا یا خدا سر بسر۔ یہ باتین تین مرتبہ کہین۔ یہ لفظ فارسی ہے عربی مین اس کے معنی ہین اے شُریح طلب کر۔ کہا یا خدا سر کے برابر جیسے کہا کرتے ہین مین راضی ہون۔ اگر سر بسر کے برابر رہ کر چھٹکارا ہو جائے[6]۔
پھر مین نے بغداد کی تاریخ مین دیکھا۔ کہ یہ خواب دیکھنے والا شخص شُریح بن[7] یونس بن ابراہیم بن الحارث مروزی زاہد عابد صاحب کرامات تھا۔ اس کی وفات ماہ ربیع الاول ۲۳۵ھ (۸۴۹ء) مین بمقام بغداد ہوی ہے۔ رحمۃ اللہ تعالےٰ۔ مین نے خود بھی خواب[8] مین ایک (حدیث کی) کتاب دیکھی تھی جسکی روایت کی اسناد متصل السماع شُریح تک چلی گئی تھی۔ لیکن پہلی کہانی جو مین نے بیان کی وہ ایک مشائخ کی زبانی سنی تھی۔ واللہ اعلم۔

---

(۱) ابن قاضی شُہبہ اور حاجی خلیفہ نے اس کتاب کا نام طَبَقَاتُ الْفُقَہَا (درجات فقہا) لکھا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ اوس مین نامی گرامی فقہا کے حالات ایک خاص ترتیب سے لکھے ہوئے ہین۔ عثمانی نے جو اپنے طبقات مین ابو سعید محمد نیشاپوری کے حالات لکھے ہین اوس سے مستنبط ہوتا ہے۔ کہ ابو اسحاق شیرازی کی کتاب مین علما کے تذکرات ہر ایک کی علم اور لیاقتون کے درجون کے لحاظ سے ترتیب وار لکھے گئے ہین۔

(۲) دیکھو تذکرہ ۷۶۵۔

(۳) ابن سُریج کے اس جواب کا ایک اور مطلب بھی ہے۔ یعنی وہ کہتا ہے۔ کہ جو کچھ مین کہتا ہون بظاہر گو تمھارے سوال کا جواب نہ ہو۔ لیکن فی الحقیقت وہی صحیح اور سوال کا برمحل جواب ہے۔ مگر آپ کی فہم کی وہان رسائی نہین۔ تم بیل کی طرح ہو۔ جو نہین جانتا کہ اوس کے سینگون کا چکنا کر دینا اوس کے کھرون کو اچھا کر دیگا لیکن واقع مین یہ بات صحیح ہے۔ بیل کے ساتھ مشابہت دینے مین وہ اوسے بے وقوف بناتا ہے۔

(۴) عمر بن عبد العزیز خلیفہ سلیمان بن عبد الملک کے مرنے پر ۱۲ صفر ۹۹ھ کو خلیفہ ہوا۔ کہتے ہین کہ بنی اُمیہ کے عہد خلافت مین حضرت علی کو خطبہ مین جو برا بھلا کہا جاتا تھا جس کی صحت مین بہت بڑا اختلاف ہے) وہ اوس نے

موقوف کر دیا تھا۔ مگر اس کے سوا کوئی سلطنت کی ترقی کا کام اس نے نہین کیا۔ اسی کے عہد مین بنی عباس کی دعوت شروع ہوئی۔ اور سلطنت اسلامیہ کے زوال کی بنیاد پڑی۔ مسلمانون کا ایک فریق اس کے زہد و تقوی کی جو درویشون کی صفت ہے بہت بڑی تعریف کرتا ہے۔ مگر اس کی حکمرانی کی تعریف جو بادشاہون کے لئے ضروری چیز ہے کوئی بھی نہین کرتا۔

(۵) دیکھو تذکرہ ۱۹ نوٹ ۷۔

(۶) سر بسر یعنی بغیر اس کے کہ مجھے دوسرون پر کوئی فوقیت حاصل ہو۔ یہ استعارہ گھوڑدوڑ سے لیا گیا ہے جہان ایک گھوڑے کا سر دوسرے گھوڑے کے برابر رہے تو بازی مین وونو برابر رہتے ہین۔

(۷) اس بیان سے مترشح ہوتا ہے کہ ابن خلکان کو شبہ ہے۔ آیا یہی سُریج ہے جو ابو العباس کا دادا ہے۔ یا یہ کوئی دوسرا سُریج ہے۔ لیکن یافعی نے مراۃ الجنان مین اس کی تصدیق کی ہے۔

(۸) یہ اوپر بیان کر چکے ہین کہ جب خواب مین اولیاء اللہ اور پیغمبر علیہم السلام یا فرشتہ یا خود پروردگار رب العزت دکھائی دے تو وہ خواب مسلمانون کے نزدیک سچی ہوا کرتی ہے۔ دیکھو تذکرہ ۱۹ نوٹ ۷۔ اور اسی وجہ سے ابن خلکان کا مطلب یہان اس امر کے ثابت کرنے سے ہے۔ کہ سُریج ایک ثقہ محدث تھا۔ کیونکہ اس اسناد کا سلسلہ اوسی تک ختم ہو جاتا ہے۔ اس سبب سے وہ اس فن حدیث مین امام تھا۔ اور اہل اسلام اوسے مقدس جانتے تھے۔ اور اوسے جنت مین بڑے درجے ملے ہونگے۔ ورنہ ابن خلکان کو ایک حدیث کی کتاب مقدس اوس کے ہاتھ مین خواب مین کیونکر دکھائی دیتی۔ یہان ابن خلکان بھی امر اپنے خواب سے ثابت کرنا چاہتا ہے۔

۲۱ - ابو العباس احمد بن ابی احمد معروف ابن القاص طبری

شافعی فقیہ اور طبرستان مین اپنے وقت کا امام تھا۔ اور ابن سُریج سے جس کا ذکر ابھی اوپر ہوا ہے فقہ کی کتابین پڑھی تھین۔ اس نے بھی بہت کتابین تصنیف کی ہین۔ جن مین التلخیص[۱] ادب القاضی المواقیت[۲] المفتاح وغیرہ بھی ہین۔ ابو عبد اللہ الختن اور شیخ ابو علی السنجی نے اس کی تلخیص کی شرح لکھی ہے۔ یہ بہت چھوٹی کتاب ہے۔ نہایہ مین امام (الحرمین) نے کئی جگہ اور نیز غزالی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ ابن القاص کی جتنی تصانیف ہین وہ سب صغیرۃ الحجم کثیرۃ الفائدہ ہین۔ یہ اکثر وعظ کہا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ سفر مین پھرتے پھرتے طرطوس مین گذر ہوا۔ بعض یہ بھی

کہتے ہین کہ وہان کا قاضی تھا۔ ایک روز ایک مجلس مین وعظ کہنے کو بیٹھا۔ وعظ کہتے کہتے اوس پر ایسی رقت طاری ہوئی۔ اور اللہ تعالےٰ کے ذکر سے کچھ ایسا دل پر خوف بیٹھا کہ بیہوش ہو کر گر پڑا اور مر گیا۔ یہ واقعہ ۳۳۵ھ یا ۳۳۶ھ (۹۴۶ء یا ۹۴۷ء) کا ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اس کا باپ قاص کے لقب سے مشہور تھا۔ اخبار و آثار گذشتہ بیان کیا کرتا تھا۔

طَبَرِسْتَان بفتح طائے مہملہ و فتح بائے موحدہ و فتح رائے مہملہ و سکون سین مہملہ و فتح تائے فوقانیہ و الف و نون بلاد عجم مین ایک بڑی اقلیم کا نام ہے۔ جو خراسان کے پاس ہے۔ اس کے دو صدر مقام ساریہ[4] اور آمُل ہین۔ جو گھاٹیون اور قلعون کے سبب سے بہت مضبوط مقام ہے۔ طَرَسُوس بفتح طا و رائے مہملتین و ضم سین مہملہ و واو و سین مہملہ روم (ایشیائے کوچک) کی سرحد پر مقصیصہ (جسے قدیم زمانہ مین ماپسِسْٹیا کہتے تھے) اور اذنہ کے قریب ایک بڑا شہر ہے اسی جگہ مامون بن ہارون الرشید خلیفہ کی قبر ہے۔ کتاب المہذب[5] اور کتاب الوسیط کے باب الوقف[6] مین اس کا ذکر آیا ہے۔

---

(۱) یہ رسالہ فروع فقہ مین ہے۔

(۲) حاجی خلیفہ المواقیت (اوقات معینہ) کا ذکر تو کرتا ہے۔ مگر اوس کے مضمون کا کچھ بیان نہین کرتا المفتاح (شافعی مذہب سے فقہی معاملات کی شرح) کا بھی اوس نے ذکر کیا ہے۔

(۳) اسلام کے ابتدائی زمانہ مین اون لوگون کی بہت بڑی عزت کی جاتی تھی۔ جن کو پچھلے تاریخی واقعات یاد ہوتے تھے اوس زمانہ مین کتابین تو بہت ہی کم بلکہ تصنیف ہی نہین ہوئی تھین۔ جو کچھ پچھلے حالات معلوم ہوتے وہ انہین لوگون کے ذریعہ سے معلوم ہوا کرتے تھے۔ جب یہ راوی کوئی حال بیان کرتے تو اون سب لوگون کے نام پہلے بیان کرتے جن کے واسطے سے وہ حال اون تک پہونچا ہے۔ یہ لوگ اس امر کی نہایت احتیاط کرتے تھے۔ کہ جو الفاظ اونہون نے اپنے استاد سے سنے تھے وہی الفاظ دوسرون کو سنائین۔ نہ اوس مین کچھ گھٹاتے بڑھاتے تھے نہ کچھ ردو بدل کرتے تھے۔ انہین روایتون سے محمد بن جریر طبری نے اپنی مشہور تاریخ مدوّن کی ہے۔ اوس نے جو کچھ ان روایتون مین تصرف کیا ہے وہ صرف یہی ہے کہ واقعات کو تاریخی ترتیب دیدی ہے۔ اور بس۔

(۴) ساریہ غالباً وہی مقام ہے جسے آجکل سَری کہتے ہین۔ ابو الفدا اوسے مازندران مین بتاتا ہے۔

(۵) کتاب المہذب ابو اسحاق شیرازی کی اور کتاب الوسیط ابو حامد محمد غزالی کی ہے۔

(۶) وقف وہ مالیت ہے جو ہمیشہ کے واسطے کسی مذہبی کام کے لئے خاص کر دی جائے۔ وہ کسی خاص

شخص کی ملکیت نہین رہتی۔ اوس زمانہ مین چونکہ مسلمانون اور عیسائیون مین سرحدی لڑائیان رہا کرتی تھین ہیک مسلمان امرا اور دولتمندون کا قاعدہ تھا کہ سرحد پر کے مستحکم مقامات اور قلعون کی تائید کے لیئے اپنی جاگیرین وقف کر دیتے تھے۔ تاکہ اون سے سرحدی حفاظت کے لئے مدد ملے اور عیسائی اہل اسلام کو کچھ نقصان نہ پہونچا ئین۔ چونکہ طرسوس سرحد پر ایک بڑا عمدہ مقام تھا۔ سرحد کی حفاظت کو اس سے بہت بڑی مدد ملسکتی تھی یہان جاگیرات موقوفہ بہت کثرت سے ہونگے۔ غالباً یہی وجہ ہے۔ کہ اس شہر کا نام باب الوقف مین لکھا گیا تھا

۲۲ قاضی ابو حامد احمد بن عامر بن بشر بن حامد مرورودی

شافعی فقیہ تھا۔ فقہ ابو اسحاق مروزی سے پڑہی تھی۔ الجامع جس مین شافعی مذہب کے مسائل ہین اسی کی تصنیف سے ہے۔ مختصر المزنی کی شرح اسی نے کی تھی۔ اصول فقہ مین بھی ایک کتاب اوس نے لکھی ہے۔ اپنے وقت کا ایسا بڑا امام تھا۔ کہ کوئی اوس کی گرد کو بھی نہین پہونچ سکتا تھا۔ بصرہ مین رہتا اور درس دیا کرتا فقہائے بصرہ نے اوسی سے فقہ حاصل کی تھی۔ ابو حیان[۲] التوحیدی نے بیان کیا ہے ابو حامد مرورودی کہا کرتا تھا کسی انسان کے باپ کی شرافت کی وجہ سے مدح اور مذمت نکرنا چاہئے۔ جیسے کسی لنبے کی اوس کے طول قامت کی وجہ سے اور کسی بدصورت کی بدصورتی کی وجہ سے تعریف اور مذمت نہین کی جاتی ہے۔ اس نے ۳۶۲ھ مطابق ۹۶۹ء (؟) مین وفات پائی رحمہ اللہ تعالے۔

مرورود (بفتح میم و سکون رائے مہلہ و فتح واؤ و رائے مشدد و واؤ و ذال معجمہ (عربی مین اُردو مین دال مہلہ) ایک بڑا شہر ہے جو ایک دریا کے کنارے آباد ہے۔ خراسان مین اس سے زیادہ مشہور کوئی شہر نہین ہے۔ مرورود اور مرو الشاہجان کے درمیان چالیس فرسخ کی مسافت ہے۔ اور دریا کو عجمی زبان مین رود کہتے ہین۔ ان دونون مقامات کا نام مرو ہے۔ اشعار مین ان کا ذکر اکثر آتا ہے۔ ایک کو جو بڑا ہے شاہجان کی طرف مضاف کرتے اور نسبت کے وقت مروزی کہتے ہین۔ اور دوسرے کو دریائے مذکور کی طرف مضاف کرتے ہین اور نسبت کے وقت مرورودی بولتے ہین۔ تاکہ دونون کے درمیان فرق ہو جائے یہ بات سمعانی نے لکھی ہے۔ یہ مقام احنف[۳] بن قیس کی فتوحات مین سے ہے۔ چنانچہ اوس کے تذکرہ مین اس کا بھی ذکر آئیگا۔ احنف اوس مقدمۃ الجیش کا سردار تھا جس کے امیر عبداللہ بن عامر تھے انہین نے اوسے اس مقام کی طرف بھیجا تھا۔ شاہجان کے معنی ہین۔ بادشاہ کی جان۔ اس مقام پر مین نے بڑی

لمبی تقریر کی ہے۔ اس وجہ سے کہ دونون شہرون مین کہین التباس نہ ہو اور ناظرین کو غلطی نہ ہو جائے۔

(۱) لفظی ترجمہ جس کا غبار نہین چیرا جاتا یا جس کے غبار مین نہین جایا جاتا۔ یہ محاورہ اچھے اچھے منشیون کی تحریر مین آیا کرتا ہے۔ اور بہت کثرت سے اس کا استعمال ہوتا ہے۔ نابغۃ الذبیانی شاعر غالباً پہلا شخص ہے جس نے یہ محاورہ نکالا ہے۔ اوس کے اشعار مین اس وقت تک موجود ہے۔ یوسف الشنتری جس نے سبعہ معلقہ کی ایک نہایت عمدہ شرح لکھی ہے (دیوان امرالقیس کے دیباچہ کو دیکھئے) اس محاورہ کی تشریح اس طرح کرتا ہے۔ تو نے میرے غبار کو بھی نہین چیرا یعنی مین تجھ سے سبقت لے گیا۔ اور میرے اور تیرے درمیان اس قدر بڑا فاصلہ ہوگیا۔ کہ تو مجھ تک نہ آسکا یعنی میرا غبار نہین چیر سکا۔ یہ محاورہ گھوڑدوڑ کے ایک اچھے گھوڑے کا حال بیان کرتے وقت پیدا ہوا تھا۔ وہ اوس مین دوسرون سے صاف آگے نکل گیا تھا۔ کہ جو گرد اوس کی دوڑ سے اوڑی تھی دوسرے اوس مین داخل تک نہ ہوئے تھے۔

(۲) ابوحیان علی بن محمد بن العباس توحیدی بغداد کا باشندہ اپنے زمانہ کا شیخ تھا۔ صوفیون مین بہت بڑا بزرگ مانا جاتا تھا جس کی صوفیانہ تعلیم کے طریقۃ الذخائر وغیرہ کتابون مین لکھے ہوئے ہین۔ ابن العمید محمد کے تذکرہ مین اسکا کچھ اور حال بھی ابن خلکان نے لکھا ہے۔ وہان بھی دیکھنا چاہیئے (دیکھو طبقات الشافعین)

(۳) ابن خلکان نے احنف بن قیس کا جو حال لکھا ہے اوس مین ان شہرون کا بہت ہی کم کیا کچھ بھی ذکر نہین ہے اور الکامل یا ابوالفدا مین یہ واقعات بہت ہی کم بیان کئے گئے ہین۔ اس واسطے ان کی فتح کا کچھ حال یہان لکھنا خالی از لطف نہ ہوگا۔ سنہ ۳۰ھ (سنہ ۶۵۰ء) مین سعید بن العاص کے حکم سے مسلمانون نے طبرستان فتح کیا تھا۔ اور عبداللہ بن عامر کریز نے فارس سجستان اور خراسان کو لے لیا تھا۔ ہرات کے لوگون نے کچھ مزاحمت کی مگر وہ بھی بہت جلد فتح ہوگیا۔ نیشاپور شہر جس صلح سے ہاتھ آگیا۔ مرو بیس لاکھ درہم سالانہ دینے پر مطیع ہوگیا۔ اوسوقت عبداللہ بن عامر نے احنف بن قیس کو چار ہزار سوار دیکر طخارستان کی طرف بھیجا۔ اگرچہ جوزجان وغیرہ کے باشندہ بھی طخارستان والون کی مدد کو آئے۔ مگر احنف نے اون سب کو شکست دیکر اس ملک پر قبضہ کرلیا۔ پھر احنف نے بلخ کا محاصرہ کرکے خوارزم کو لینا چاہا۔ لیکن وہان کامیابی نہ ہوئی۔ اس زمانہ مین عبداللہ بن عامر نیشاپور سے حج کو چلے گئے اور خراسان مین احنف کو اپنا قائم مقام کر گئے۔ جہان انہون نے اوس ملک کے افواج متفقہ کو شکست دی تھی عبداللہ مکہ معظمہ سے لوٹ کر جب آئے تو بصرہ مین جاکر قیام کیا۔ اور اون کے نائب خراسان سجستان عراق فارس یعنی جبال پر مامور رہے۔ اس زمانہ مین حضرت عثمان کے خزانہ مین جو روپیہ آتا تھا اوس کی اس قدر کثرت تھی کہ رکھنے کے لئے حکم

نہ ہونے کے سبب سے اونھین مینہ مین خزانہ کے مکانات بڑہانا پڑے تھے۔ کہتے ہین کہ بادشاہ فارس کے خزانون کا روپیہ جو مسلمانون کو ملا تھا اوس کی تعداد ایک لاکھ طلائی بدرہ کی تھی۔ ہر ایک بدرہ مین چار ہزار سکہ ہوتے تھے (ماخوذ از تاریخ الخمیس عربی)

۲۳ ابوالحسین احمد بن محمد بن احمد معروف ابن القطان بغدادی

شافعی فقیہ اور اون کے ائمہ کبار سے تھا۔ فقہ پہلے ابن سریج سے پھر ابواسحاق مروزی سے پڑہی تھی بغداد مین پڑہایا کرتا۔ بہت علما نے اوس سے علم حاصل کیا تھا۔ اور مصنفات بھی اوس کی کثرت سے تھین عراق مین لوگ اوس کے اور ابوالقاسم دارکی کے پاس پڑہنے کو آیا کرتے تھے۔ لیکن جب دارکی مرگیا۔ تو یہی سب کا مرجع مستقل اور رئیس ہوگیا۔ شیخ ابواسحاق نے کتاب الطبقات مین اس کا ذکر کیا۔ اور کہا ہے کہ ۳۵۹ھ (۹۶۹ء) مین اوس نے وفات پائی ہے۔ خطیب نے اس روایت مین جمادی الاولی کا مہینا اور زیادہ کردیا ہے۔ اور کہا ہے کہ وہ شافعین کے اکابر سے تھا۔ اوس نے اصول فقہ اور فروع مین بہت کتابین لکھی تھین۔ شذور العقود[1] مین ذکر آیا ہے کہ بغداد ۱۴۶ھ مین آباد کیا گیا ہے۔

(۱) شذور العقود ابن الجوزی کی کتاب ہے اوس نے لکھا ہے۔ کہ ابن القطان کا وطن بغداد ۱۴۶ھ (۷۶۳ء) مین آباد ہوا ہے

۲۴۔ ابوجعفر احمد بن محمد بن سلامۃ بن عبدالملک الازدی الطحاوی حنفی فقیہ

مصر مین اصحاب ابوحنیفہ کا سب سے بڑا رئیس تھا۔ پہلے شافعی مذہب تھا اور مزنی سے پڑہا کرتا تھا۔ مزنی نے ایک مرتبہ اوس سے کہا واللہ تو کبھی کسی کام کا نہ ہوگا۔ ابوجعفر کو اس سے بڑا غصہ آیا۔ ابوجعفر بن ابی عمران[1] حنفی کے پاس چلا گیا۔ اور اوس سے پڑہنے لگا۔ پھر جب اس نے اپنی کتاب مختصر لکھی تو کہا اللہ تعالی ابوابراہیم (المزنی) پر رحمت کرے اگر اس وقت وہ زندہ ہوتا تو اپنی قسم[2] کا اوسے کفارہ دینا پڑتا۔ ابویعلی الخلیلی[3] نے کتاب الارشاد مین جہان مزنی کا ذکر کیا ہے وہان لکھا ہے کہ طحاوی مذکور مزنی کا بھانجا تھا۔ محمد بن احمد الشروطی نے بیان کیا ہے مین نے طحاوی سے پوچھا کہ آپ نے اپنے ماموں سے خلاف کیون کیا اور مذہب ابی حنیفہ کو اختیار کیا کہا مین دیکھا کرتا تھا۔ کہ میرا ماموں ہمیشہ ابوحنیفہ کی کتابین دیکھتا رہتا تھا۔ اسی سے مین حنفیون کی طرف ہوگیا۔ اس نے بہت مفید کتابین لکھی ہین۔ احکام القرآن[4] اختلاف العلماء یعنی وہ مسائل

جن مین علما کا اختلاف ہے) مَعَانِی الآثار (یعنی احادیث نبوی کی مشکلات و دقائق کی تشریح) اَلشُروط (یعنی دستاویز لکھنے کے قواعد کا رسالہ) ایک تاریخ کبیر اور کتنی ہی کتابین اوسی کی تصنیف سے ہین۔ قُضاعی نے کتاب الخطط مین لکھا ہے طحاوی نے مُزَنی[2] اور اوس کے طبقہ کے اکثر علما کو اپنی نوجوانی مین دیکھا تھا عِلمُ الشُروط[5] مین یعنی دستاویزات کے باضابطہ لکھنے مین اوس نے بہت کمال حاصل کیا تھا (غالباً اسی وجہ سے) ابو عُبَید[6] اللہ محمد بن عبدۃ القاضی نے اسے اپنا نائب مقرر کرلیا تھا۔ یہ اوس وقت غریب آدمی تھا۔ اوس نے اسے دولتمند کردیا۔ ابو عُبَیدالله بڑا کریم النفس اور جواد شخص تھا۔ پھر ابو عُبَید[7] علی بن الحسین حَربْ قاضی نے اوس قضیہ کے بعد جو اوس کے اور منصور[8] فقیہ کے درمیان ۳۰۶ھ (۹۱۸ء) مین گذرا اسکے[9] عدل مقرر کردیا۔ شہود اوس کو عدل بنانے مین دریغ کرتے تھے۔ کہ کہین ریاست علم[10] اور قبول شہادت دونون اسی کے ہاتھ مین نہ جمع ہوجائین۔ اس سال مین بہت سے شہود مکہ کو اعتکاف کے لئے گئے ہوئے تھے۔ ابو عُبَید نے اون کی غیبت کو غنیمت سمجھا اور ابو القاسم المامون اور ابی بکر بن سُقلاب کی شہادت سے ابو جعفر کو عدل[11] مقرر کردیا۔

طحاوی کی تاریخ ولادت ۲۳۸ھ (۸۵۲ء) ہے۔ اور ابو سعد السمعانی نے ۲۲۹ھ (۸۴۳ء) بتائی ہے یہی صحیح ہے۔ بعض اور لوگون نے یہ بھی زیادہ کیا ہے کہ وہ ربیع الاول کی دسْ تاریخ کو پیدا ہوا تھا۔ اور شب پنجشنبہ ذی القعدہ کی چاندرات کو ۳۲۱ھ (۹۳۳ء) مین مصر مین وفات پائی۔ اور قَرافہ[12] مین مدفون ہوا۔ وہان اوس کی قبر اب تک مشہور ہے۔ اس کا کچھ ذکر فقیہ منصور بن اسمٰعیل الضَریر کے بیان مین بھی آئیگا۔ وہان بھی دیکھنا چاہئے۔ اس کا باپ ۲۶۴ھ (۸۷۸ء) مین مرا ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ طَحَا بفتح طا و ہائے ہلتین والف مَعید (بالائی) مصر مین ایک گاؤن ہے۔ ازد بفتح الف و سکون زائے معجمہ و دال مہملہ قبائل یمن سے ایک نہایت مشہور اور بڑا قبیلہ ہے۔

---

(۱) حافظ ابو جعفر احمد بن ابی عمران بغداد کا رہنے والا حنیفون کا بہت بڑا امام تھا۔ اوس نے کتاب الحُجَج لکھی ہے جس سے اوس کی بہت بڑی لیاقت ثابت ہوتی ہے۔ مصر مین مدت تک قاضی رہا اخیر وقت مین اوس کی نظر جاتی رہی تھی ۲۸۰ھ (۸۹۳ء) مین وفات پائی (ماخوذ از طبقات الحَنَفِیِّین)

(۲) مُزَنی نے قسم کہائی تہی کہ تو کسی کام کا نہین ہے۔ لیکن طحاوی کے کتاب لکھنے پر وہ قسم جھوٹی ہوگئی۔ اس لئے اوسے قسم کا کفارہ دینا چاہئے تہا۔ قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام کو آزاد کرے۔ یا دسْ محتاجین کو کھانا کھلائے اور

کپڑے پہنائے اور اگر ان دونو امر کی استطاعت نہ ہو تو تین روز روزہ رکھے۔

(۳) ابو یعلی خلیل بن عبداللہ قزوین کا رہنے والا تھا۔ ۴۴۶ھ (۱۰۵۴ء) میں مرا تھا۔ بہت بڑا ثقہ محدث مانا جاتا ہے (ماخوذ از تاریخ یافعی)

(۴) دیکھو تذکرہ ۲۵ ابو ثور نوٹ ۲۔

(۵) الشروط فقہ کا وہ شعبہ ہے جس میں کاغذات عدالتی اور دستاویزات کے باضابطہ لکھنے کے قواعد بیان کئے جاتے ہیں۔

(۶) ابو عُبَیداللہ بن محمد عبدہ عبادانی حنفی فقیہ بصرہ میں ۲۱۵ھ (۸۳۳ء) میں پیدا ہوا۔ بڑے بڑے عالموں سے علم حاصل کیا۔ پھر مصر میں جا کر محتسب مقرر ہو گیا۔ اس کے بعد ۲۸۲ھ میں خمارویہ بن احمد بن طولون نے اوسے قاضی کر دیا۔ اہل علم کی بڑی قدر و منزلت کرتا اور اون سے فیاضی کے ساتھ پیش آتا تھا۔ اور جو لوگ اوس کے پاس جاتے اون پر ہمیشہ احسان کرتا تھا۔ جس زمانہ میں جیش بن خمارویہ مر گیا اور مصر میں فساد برپا ہو گیا تو ابن عبدہ کو کچھ عرصہ تک روپوش ہونا پڑا تھا۔ ۲۹۰ھ میں پھر قاضی مقرر ہوا۔ لیکن بہت ہی جلد کنارہ کش ہو کر عراق کو چلا آیا۔ یہاں ۳۱۲ھ (۹۲۴ء) میں اوس نے پچانوے برس کی عمر میں وفات پائی۔ (ماخوذ از تاریخ قضاۃ مصر مصنفہ عسقلانی)

(۷) علی بن الحسین بن حرب ملقب ابن حربویہ شافعی فرقہ کا بہت بڑا فقیہ اور بغداد کا رہنے والا تھا۔ ۲۹۳ھ میں وہ مصر کو گیا اور بجائے ابن عبدہ کے قاضی مقرر ہوا۔ لیکن اس کے بعد ۳۱۱ھ میں معزول کیا گیا۔ اس کی وفات بمقام بغداد ۳۱۹ھ (۹۳۱ء) میں ہوئی ہے (ماخوذ از عسقلانی و عثمانی)

(۸) اس واقعہ کا ذکر منصور کے تذکرہ ۱۲ میں پھر آئیگا۔ مطلقہ عورت کی نسبت ان دونو میں جھگڑا ہو گیا اور بہت بڑھ گیا تھا۔ وہاں بھی دیکھنا چاہئے۔

(۹) اس افسر کی خدمات کی تفصیل ابن خلدون میں دیکھنا چاہئے۔

(۱۰) فقہا قانون کو اوس کے اظہار عظمت کی غرض سے علم کہا کرتے تھے۔ اور اسی واسطے جو سب سے بڑا فقیہ ہوتا تھا اسے رئیس علم اور رئیس دین کا خطاب دیتے تھے۔

(۱۱) غالباً یہ لوگ بھی مشہور تھے۔

(۱۲) مصر میں دو قبرستان تھے انہیں قرافہ صغری اور قرافہ کبری کہتے تھے۔ مقریزی نے اپنی کتاب خطط مصر میں دونوں کا ذکر کیا۔ اور اون کے مقابر و معابد و مساجد و خانقاہوں کا خوب تفصیل وار بیان کیا ہے۔

۲۵- شیخ ابو حامد احمد بن ابی طاہر محمد بن احمد اسفرائنی

شافعی فقیہ تھا۔ بغداد میں[۱] دنیا اور دین دونو کی ریاست اس کے ہاتھ مین تھی۔ اس کی مجلس مین تین سو (۳۰۰)
سے اوپر فقیہ حاضر رہا کرتے تھے۔ مختصر مزنی پر اس نے تعلیقات[۲] لکھی ہین اسکے سبب سے روی زمین
پر شافعی مذہب کے طرفدار پھیل گئے تھے۔ التعلیقۃ الکبری (شافعی) مذہب کی تائید مین ہی کا لکھا ہوا ہے
اور ایک اور مختصر کتاب البستان جس مین اوس نے عجیب وغریب حکایات بیان کی ہین اوسی کی تصنیف
سے ہے۔ پہلے اس نے فقہ ابو الحسن بن المرزبان سے اور پھر ابو القاسم الدارکی سے پڑھی تھی۔ اس
کے معاصرین اوس کی فضیلت کو مانتے اور تیزی ذہن مین اپنے اوپر مقدم جانتے تھے خطیب (ابوبکر احمد)
نے تاریخ بغداد مین بیان کیا ہے۔ ابو حامد نے کچھ تھوڑی روایتین عبداللہ بن عدی ابوبکر الاسماعیلی اور
ابراہیم بن محمد بن عبدک اسفرائنی وغیرہ سے بھی بیان کی ہین۔ روایت مین ثقہ اور صادق القول تھا مین
اوس سے کتنی ہی مرتبہ ملا۔ اور مسجد عبداللہ بن المبارک مین اوس کو پڑھاتے دیکھا ہی یہ مسجد قطیعۃ الربیع[۳]
کے صدر مین واقع ہے۔ مین نے بعض لوگون کی زبانی سنا ہے۔ کہ اوس کے درس مین سات سو (۷۰۰) طالب علم
فقہ پڑھنے والے حاضر رہا کرتے تھے۔ لوگ کہا کرتے تھے کہ اگر امام شافعی زندہ ہوتے تو اوسے دیکھکر بہت
خوش ہوتے۔ شیخ ابو اسحاق نے کتاب الطبقات مین بیان کیا ہے۔ ابو الحسین قدوری حنفی اوس کی
تعظیم کرتا اور سب سے زیادہ اوس کی فضیلت کو مانتا۔ وزیر ابو القاسم علی بن الحسین[۴] نے شیخ سے حکایۃً بیان
کیا تھا کہ قدوری کہا کرتا تھا ابو حامد میرے نزدیک خود شافعی سے بھی بڑا فقیہ اور زیادہ واسع النظر
ہے۔ شیخ کہتا ہے مین نے کہا قدوری کا یہ قول شیخ ابو حامد کی نسبت صرف اعتقادی ہے۔ اور امام
شافعی رضی اللہ عنہ کے بخلاف حنفیون کی طرفداری مین ہے۔ اوس پر التفات نہین کیا جا سکتا
کیونکہ ابو حامد اور جو لوگ اوس سے بھی علم مین بڑھکر اور مقدم ہین وہ بھی شافعی کے طبقہ سے بہت
دور ہین۔ شافعی کے سے لوگون کی اور جو لوگ کہ اون کے بعد ہوئے ہین بعینہ وہ ہی مثل ہے جو
اس شعر مین کسی نے بیان کی ہے۔

نَزَلُوا بِمَکَّۃَ فِی قَبَائِلِ نَوْفَلٍ — وَنَزَلْتَ بِالْبَیْدَاءِ اَبْعَدَ مَنْزِلِ

لوگ تو مکہ کے مبارک مقام مین جاکر قبائل نوفل مین اترے اور تو البیداء مین منزل سے بہت دور جاکر رہا

(تیر اور جبہ اون کے برابر کیونکر ہو سکتا ہے)

روایت ہے کہ وہ کہا کرتا تھا میں بحث و مباحثہ کی مجلس(۵) سے یہ ندامت ساتھ لیکر کبھی نہیں اوٹھا کہ میں نے فلان مضمون جو بیان کرنا چاہیے تھا کیون نہ بیان کر دیا۔ ایک مرتبہ کسی فقیہ نے مجلس مناظرہ میں اوس سے مقابلہ کیا اور کچھ ناشائستہ بات کہہ بیٹھا۔ پھر شب کے وقت اوس کے پاس آیا اور اپنی گفتگوئے نامناسب کا عذر کرنے لگا۔ ابو حامد نے یہ شعر پڑھے۔

جَفَاءٌ جَرىٰ جَهْراً لَدَى النَّاسِ وَانْبَسَطْ   وَعُذْرٌ اَتىٰ سِرّاً فَاَكَّدَ مَا فَرَطْ

زیادتی تو آدمیون کے سامنے کھلم کھلا ہوئی اور سب نے دیکھ لی۔ اور عذر اوس کا خفیہ طور پر کیا جاتا ہے جس سے اوس زیادتی کو اور تقویت ہوتی ہے

وَمَنْ ظَنَّ اَنْ يَّمْحُوْجَلِيَّ جَفَائِهِ   خَفِيُّ اعْتِذَارٍ فَهُوَ فِيْ اَعْظَمِ الْغَلَطِ

جو شخص یہ گمان کرے کہ علانیہ زیادتی کو مخفی عذر محو کر دے گا تو وہ بہت ہی بڑی غلطی میں ہے۔

اوس کی تاریخ ولادت ۳۴۴ھ (۹۵۵ء) ہے۔ بغداد کو وہ ۳۶۳ھ (۹۷۳ء) میں آیا تھا۔ مگر خطیب ۳۶۴ھ بتاتا ہے اس کے بعد ۳۶۴ھ سے برابر اپنے اخیر وقت تک بغداد میں وہ فقہ پڑھاتا رہا۔ شب شنبہ ۱۹ شوال ۴۰۶ھ (مارچ ۱۰۱۶ء) کو بغداد میں وفات پائی۔ دوسرے روز اپنے مکان میں ہی دفن ہوا۔ مگر اس کے بعد ۴۱۰ھ میں اوسے باب حرب میں لیجا کر مدفون کر دیا۔ رحمہ اللہ تعالی۔ خطیب کہتا ہے۔ میں نے اوس کے جنازہ کی نماز صحرا میں جنب ابی الدن کی اوسطرف پڑھی تھی۔ ابو عبد اللہ المہتدی خطیب جامع منصور امام تھا۔ اوس روز جنازہ کے ساتھ لوگ بہت کثرت سے تھے۔ تمام مخلوق کو سخت افسوس و رنج تھا۔ بہت لوگ اوسے یاد کر کر کے شدت سے رو رہے تھے۔

اِسْفَرَائِین بکسر ہمزہ و سکون سین مہملہ و فتح فا و رائے مہلہ و کسر یائے مثناۃ تحتانیہ و نون علاقہ خراسان کے نواحی نیشاپور میں وہان سے جرجان کے راستہ کی نصف مسافت پر ایک شہر ہے جو بیت کہ شیخ ابو اسحاق نے تمثیلاً بیان کی اوس کی دوسری بیت یہ ہے۔

حَذِرْتُ عَلَيْهَا مِنْ مَقَالَةِ كَاشِحٍ   ذَرِبِ اللِّسَانِ يَقُوْلُ مَا لَمْ اَفْعَلِ

(۲) یہ ہے اور جبہ کو مجھ کسی تیز زبان دشمن کی طرف سے اوس محبوبہ سے کچھ کہہ دینے کا خوف تھا۔ جو وہ باتین کہہ دیا کرتا ہے جنہیں میں نے کبھی نہیں کیا ہوتا۔

---

(۱) ریاسۃ الدنیا والدین کا مفہوم اوس وقت تک ٹھیک معلوم نہیں ہو سکتا جب تک کہ چند فقرات کو جس میں یہ الفاظ واقع ہوئے ہیں جمع کر کے مقابلہ نہ کیا جائے۔ اس واسطے اسطرح کے چہ فقرہ دیکھے گئے اون سے جو مفہوم نکلا ہے وہ یہ معلوم ہوتا ہے یعنی اوس شخص کو یہ لقب دیا جاتا ہے جو امام اور اعلی مدرس کا درجہ رکھتا ہو۔ کیونکہ

یہ دیکھا گیا ہے کہ سب لوگ جن کو یہ لقب دیا گیا ہے بڑے بڑے امام اور مشہور مدرس تھے۔ اس کے سوا اون مین اور کوئی بات نہ تھی۔ عثمانی کے طبقات مین ہے۔ کہ محمد الصعلوکی فقہ اصول ادب لغت صرف و نحو عروض اور علم کلام مین دنیا کا امام تھا۔ پھر یہی مصنف ابراہیم مروزی کی نسبت کہتا ہے۔ کہ اوسے ریاستہ العلم (یعنی اعلی درجہ کی مدرسی) مل گئی تھی۔ اور اوس کے شاگردون سے دنیا بھر گئی تھی۔ ان دونون فقرون سے جو اوبہت فقرات مین سے منتخب کئے گئے ہین ریاستہ الدنیا کا مفہوم قطعی طور پر معلوم ہوجاتا ہے۔ ریاستہ الدین سے غالباً بڑے امام کا درجہ مراد ہے۔

یہ رائے مترجم انگریزی کی ہے مگر میرے نزدیک ریاستہ الدنیا والدین کے معنی یہ ہین کہ ایک طرف تو اوس کی علمی فضیلت کو عام و خاص مانتے ہون۔ اور دوسری طرف اوسے کسی نہ کسی وجہ سے ملکی معاملات مین بھی اقتدار حاصل ہو۔ یعنی اوس کی عزت جس طرح علم و فضل زہد ورع مین مانی جاتی ہو اوسی طرح ملکی و مالی معاملات مین بھی اوس کا رعب و داب مخلوق کے دلون مین جاگزین ہو۔

(۲) قدیمی عربی مین نہین بلکہ اسلام کے زمانہ کی عربی مین تعلیقہ کسی کتاب کے تتمہ یا ضمیمہ کو کہتے ہین۔ یعنی وہ امور جو مصنف سے رہ گئے اور اوس مین ضروری تھے دوسرے کسی عالم نے اوس مین زیادہ کر دئے۔ اکثر ایسا ہوتا تھا کہ استاد کتابون کو پڑھاتے وقت ایسی باتین طلبہ کو بتایا کرتے اور وہ اونھین قلمبند کر لیا کرتے تھے۔ ایسی بہت کتابین ہین کہ جن کا نام تعلیقہ ہے وہ سب اسی طرح لکھے گئے ہین اسفرائنی کا تعلیقہ شافعی مذہب کی تائید مین ہے۔

(۳) دیکھو تذکرہ ۳ نوٹ ۱ و تذکرہ ۲۲۱ خطیب کی عمر اس وقت گیارہ برس سے زیادہ نہین ہوسکتی ہے۔

(۴) علی بن الحسین ملقب رئیس الرؤساء خلیفہ قائم بامر اللہ کا وزیر تھا۔ اسے البساسیری نے ۴۵۰ھ؁ مین مروا دیا تھا۔ (از تاریخ ابو الفدا)

(۵) ایسی مجالس کہ جن مین بحث مباحثہ ہوا کرتے تھے اپنے اساتذہ کی سرپرستی مین منعقد ہوا کرتی تھین۔ کبھی کبھی کوئی دوسرے مذہب کے استاد بھی حکم بنائے جایا کرتے تھے۔ ان سے دماغی اور تقریری ترقی مقصود ہوا کرتی تھی۔ یہ مجلسین نہایت مفید تھین۔ مگر اب مسلمانون مین ان مجالس کا کہین ذکر بھی سننے مین نہین آتا۔

(۶) عربی شعرا کی محبوبہ اکثر بدوی قبیلہ کی ہوا کرتی تھی اور عشاق بدوی کے نزدیک اوس کے ہمیشہ رشتہ دار اوس کی حفاظت کرتے رہتے تھے جو اوس کے عاشقون سے عشق کے ظاہر ہوتے ہی انتقام لینے کو موجود ہوتے تھے۔

۲۶۔ ابوالحسن احمد بن محمد بن احمد بن القاسم بن اسمعیل بن محمد بن اسمعیل بن سعید بن ابان الضبی المحاملی

شافعی فقیہ تھا۔ فقہ شیخ ابوحامد اسفرائنی سے پڑہی تھی۔ اس کا ایک تعلیقہ ہے جو اسفرائنی نے اسے پڑہایا تھا۔ وہ اوسی کے نام سے منسوب ہے۔ اوس کی ذکاوت اور تیزفہمی کے باعث اس کے اقران اسے نہیں پہونچ سکتے تھے۔ خصوصاً فقہ مین بڑا ماہر و کامل تھا۔ اپنے استاد ابوحامد کے زمانہ مین ہی پڑہانا شروع کر دیا تھا۔ حدیث محمد بن المظفر[2] اور اوس کے طبقہ کے لوگون سے پڑہی تھی۔ اس کا باپ اسے کوفے گیا تھا۔ وہان بھی حدیث کی اس نے سماعت کی۔ اپنے مذہب کی تائید مین ایک بڑی کتاب المجموع تصنیف کی ہے۔ کتاب المقنع بھی ایک جلد مین اسی کی ہے۔ اور اللباب ایک چھوٹی سی کتاب اور الاوسط بھی اسی کی لکھی ہوئی ہین۔ خلاف مین بہت کتابین لکھی ہین۔ بغداد مین پڑہایا کرتا تھا۔ خطیب نے بھی اپنی تاریخ مین اس کا ذکر کیا ہے۔ روز چہارشنبہ ۲۱ ربیع الآخر ۴۱۵ھ (۱۰۲۴ء) کو وفات پائی رحمہ اللہ تعالےٰ تاریخ ولادت ۔۔۔ ۳۶۸ھ (۹۷۸ء) ہے۔ ضبی بفتح ضاد معجمہ و تشدید بائے موحدہ ایک بہت بڑے اور مشہور قبیلہ کی طرف نسبت ہے۔ محاملی بفتح میم و حائے حطی و کسر میم ثانی و لام محامل (کجاوہ) کی طرف منسوب ہے جس پر لوگ سفر مین سوار ہوا کرتے ہین۔

---

(۱) دیکھو تذکرہ ۲۵ نوٹ ۲

(۲) ابوالحسین محمد بن المظفر بغداد کے مقام پر ۲۸۶ھ (۹۰۰ء) مین پیدا ہوا تھا۔ عراق مین اپنے زمانہ کا اول درجہ کا محدث تھا۔ دارقطنی اسی کے شاگردون مین تھا۔ ۳۷۹ھ (۹۸۹ء) مین وفات پائی۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیعہ فرقہ کا طرفدار تھا (از طبقات الحفاظ)

۲۷۔ ابوبکر احمد بن الحسین بن علی بن عبداللہ موسی البیہقی الخسروگردی

شافعی فقیہ بہت بڑا اور مشہور حافظ[1] تھا۔ اپنے زمانہ کا یکتا اور طرح طرح کے علوم مین اپنے اقران مین فرد تھا۔ حاکم ابوعبداللہ بن البیع کے اصحاب کبار مین سے تھا جس سے اوس نے حدیث پڑہی تھی

لیکن دوسرے علوم مین اوس سے بھی زیادہ ہوگیا تھا۔ فقہ اس نے ابو الفتح ناصر بن محمد العمری المروزی[2] سے پڑہی تھی۔ مگر حدیث کی طرف توجہ بہت تہی۔ اس فن مین وہ مشہور تھا۔ اوسی کی طلب مین اوس نے عراق جبال (عراق فارس) اور حجاز کا سفر بھی کیا تھا۔ خراسان مین بھی اپنے ہم عصر علما سے جاکر حدیث سنی تھی اور ایسے ہی اور جہان جہان ملکون مین اوس کا گذر ہوا علم حدیث حاصل کیا۔ اس کے بعد تصنیف شروع کی اور اس قدر کثرت سی کتابین لکھین۔ کہ لوگونکا بیان ہے اونکی ہزار جلدتک نوبت پہونچ گئی تھی یہی شخص ہے جس نے مذہب سے اول نصوص[3] امام شافعی رضی اللہ عنہ کو دس[10] جلد مین جمع کیا تھا۔ اس کے مشہور مصنفات سے ہین السنن الکبیر السنن الصغیر دلائل النبوۃ السنن والآثار شعب الایمان (ایمان کا راستہ) مناقب الشافعی المطلبی مناقب احمد بن حنبل وغیرہ۔ دنیاداری کے معاملات مین نہایت ہی قانع تھا۔ امام الحرمین نے اوس کے حق مین کہا ہے۔ شافعی مذہب مین کوئی شخص ایسا نہین کہ جس پر امام شافعی کا احسان نہ ہو۔ مگر ایک احمد بیہقی ہے کہ اولٹا اوس کا امام شافعی پر احسان ہے۔ اکثر آدمیون سے شافعی مذہب کو اس نے زیادہ تائید دی ہے۔ نیشاپور مین لوگون نے اسے علم کی اشاعت کے واسطے بولایا تھا یہ وہان گیا۔ اور اوسی جگہ رہنے لگا اس کا طرز و روئیہ سلف صالح کا سا تھا۔ اس سے بہت بڑے بڑے لوگون نے حدیث سیکھی تھی اونھین مین سے تھے زاہر الشحامی[4] محمد الفراوی[5] عبد المنعم القشیری[6] وغیرہ شعبان ۳۸۴ھ (۹۹۴ء) مین پیدا ہوا۔ اور ۱۰ جمادی الاولی ۴۵۸ھ (۱۰۶۶ء) کو نیشاپور مین انتقال کیا۔ مگر بیہق مین لاکر دفن کیا گیا۔ رحمہ اللہ تعالی۔ بیہق بفتح باے موحدہ وسکون یاے تحتانیہ وہاے مفتوحہ وقاف چند قریون کو کہتے ہین جو نیشاپور سے بیس فرسخ پر واقع ہین خسروگرد انہین مین کا ایک گاؤن تھا۔

(۱) حافظ کے معنی مشہور ہین اوس شخص کو کہتے ہین جس کو قرآن اول سے آخر تک یاد ہوتا ہے مگر یہان حافظ سے مراد وہ عالم ہے جس کو صحاح ستہ کی بڑی بڑی کتابون کی حدیثین سب یاد ہون۔ اور اوپر سے نیچے تک ہر ایک حدیث کی جتنی رُواۃ ہین وہ بھی نام بنام سب یاد ہون۔ اور اوس سے یہ بھی معلوم ہو کہ اون مین کون ثقہ ہے اور کون اعتبار کے قابل نہین ہے اس کے سوا حافظ کبھی کبھی اون مورخین کو بھی کہتے ہین جو تاریخی قصص بیان کیا کرتے ہین۔

(۲) ابو الفتح عمری نہایت مشہور عالم تھا۔ جس نے قفال اور ابو الطیب الصعلوکی سے علم حاصل کیا تھا ۴۴۴ھ (۱۰۵۲ء) مین انتقال کیا ہے (ماخوذ از طبقات عثمانی)

(۳) منصوص یعنی فقہی آرا جنھیں شافعی فرقہ والے اصول قطعی تسلیم کرتے ہین عثمانی کہتا ہے۔ کہ اون بہت سے مصنفین
مین جنھون نے شافعی کے مناقب اور حالات زندگانی قلم بند کئے ہین بیہقی سب سے زیادہ لائق اور ثقہ ہے۔ اس نے
شافعی کے پورے پورے مناقب اور اون کی سیرت وغیرہ نہایت ہی صحیح روایتون سے دو بڑی بڑی جلدون مین لکھی ہے
(۴) ابوالقاسم زاہر بن طاہر الشحامی اور اوس کا بہائی ابوبکر وجیہ دونوا اپنے زمانہ کے نہایت مشہور محدث تھے۔
(۵) ابوالمظفر عبدالمنعم القشیری عبدالکریم بن ہوازن کا بیٹا تھا جس کا تذکرہ ابن خلکان نے دیا ہے (دیکھو تذکرہ ۳۶۷)

۲۸ - حافظ ابو عبدالرحمن احمد بن علی شعیب بن علی بن سنان بن بحر النسائی

حدیث مین اپنے زمانہ کا امام تھا۔ ایک کتاب السنن اس کی لکھی ہوئی (صحاح ستہ مین داخل) ہے مصر مین
رہتا تھا اوس جگہ اس کی تصنیفات مشہور تھین۔ اوس سے لوگون نے بہت بڑا علمی فائدہ حاصل کیا تھا محمد بن
اسحاق اصفہانی کہتا ہے مین نے اپنے استادون کی زبانی مصر مین سنا۔ وہ کہتے تھے ابوعبدالرحمن اپنی اخیر
عمر مین مصر سے چلا اور دمشق کو روانہ ہوا۔ وہان لوگون نے پوچھا کہ آپ معاویہ کے حق مین کیا کہتے ہین
اور اون کے فضائل مین کون کونسی حدیثین آئی ہین۔ کہا معاویہ کیلئے یہی غنیمت نہین ہے۔ کہ اونھین برابر
سرابر کی نجات ہی مل جائے[1] فضائل کیا چاہئیں۔ ایک اور روایت مین ہے۔ اوس نے کہا مجھی فضیلت مین تو
اون کی یہی لا اشبع اللہ بطنک کے (خدا تیرا پیٹ کبھی نہ بھرے[2]) اور کوئی روایت نہین معلوم۔ نسائی
شیعہ تھا۔ اس پر اہل دمشق (اوس سے بیزار ہو گئے) دھکے دینا شروع کئے۔ آخر کار اوسے مسجد سے
ہی نکال دیا۔ ایک اور روایت ہے۔ کہ اوس کی خصیتین مین گھونسہ مارے اور اوس پر چڑہ چڑہ کر پانوون سے
خوب کچلا (یہان تک کہ وہ بے دم ہو گیا) پھر اوسے اوٹھا کر رملہ کو لے گئے۔ جہان جا کر وہ (اسی صدمہ سے)
مر گیا۔ حافظ ابوالحسن الدارقطنی نے کہا ہے جب نسائی کے ساتھ دمشق مین بدسلوکی کی گئی۔ تو اوس نے
کہا مجھے مکہ لے چلو۔ لوگ اوسے مکہ لے گئے وہین اوس کا انتقال ہو گیا۔ صفا اور مروہ کے درمیان
مدفون ہے۔ اس کی وفات ۳۰۳ھ (۲۱۵ء؟) مین ہوئی تھی۔ حافظ ابونعیم اصفہانی نے بیان
کیا ہے کہ جب دمشق مین اوسے لات گھونسون سے مارا اور پھر اوسے لیکر چلے تو ...

چوٹ کے صدمہ سے مرگیا۔ اور یہ بھی وہ کہتا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کی فضیلت مین اوس نے کتاب الخصائص تصنیف کی تھی۔ اس مین اکثر روایتین احمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ سے بیان کی ہین۔ لوگون نے کہا کہ آپ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی فضیلت مین کچھ کیون نہین لکھتے۔ کہا جب مین دمشق کو گیا۔ اور دیکھا کہ وہان لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بہت برخلاف ہین۔ تو مین نے چاہا کہ اللہ تعالےٰ اون لوگون کو میری اس کتاب کے ذریعہ سے ہدایت دیدے۔ نسائی کا قاعدہ تھا کہ وہ ایک روز بیچ ہمیشہ روزہ رکھا کرتا تھا۔ لوگون مین اوس کی کثرت جماع مشہور تھی۔ حافظ ابو القاسم معروف ابن عساکر دمشقی کہتا ہے کہ اوس کی چار بیبیان تھین۔ باری باری سے ہر ایک کے پاس رہتا تھا۔ اون کے سوا لونڈیان بھی تھین۔ دارقطنی کہتا ہے جب دمشق مین اوس کے ساتھ بدسلوکی کی گئی۔ تو پھر اوسکو شہادت(۳) بہی نصیب ہوئی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ بروز دوشنبہ ۱۳ صفر ۳۰۳ھ (۲۹ اگست ۹۱۵ء) کو اوس نے مکہ مین وفات پائی۔ رحمہا اللہ تعالےٰ۔ دوسرے لوگ کہتے ہین کہ وہ مقام رملہ واقع ملک فلسطین مین مرا ہے۔ ابو سعید عبد الرحمن بن احمد بن یونس صاحب تاریخ مصر نے اپنی تاریخ مین بیان کیا ہے۔ کہ ابو عبد الرحمن نسائی مصر مین مدت ہوئی آیا تھا حدیث مین امام وقت ثقہ ٹھیک بیان کرنے والا اور حافظ تھا۔ مصر سے ذی القعدہ ۳۰۲ھ مین چلا گیا۔ مین نے اسکے اپنے ہاتھ کے مسودون مین لکھا دیکھا ہے۔ کہ وہ نسا مین ۲۱۵ھ (۸۳۰ء) مین جسے بعض ۲۱۴ھ بھی بتاتے ہین پیدا ہوا تھا۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

(۳) نسا بفتح نون و فتح سین مہملہ و ہمزہ خراسان مین ایک شہر۔ یہان بہت اچھے اچھے لوگ ہوگئے ہین گزرے ہین

---

(۱) دیکھو تذکرہ ۲۰ نوٹ ۶۔

(۲) حضرت معاویہ کی نسبت یہ اور قسم کے اور بھی بعض اقوال مشہور ہین۔ اوس زمانہ مین ان باتون کے گڑھنے اور مشہور کرنے کی باضابطہ سررشتہ اور مجالس تھین۔ اور یہ لوگ دور دور تک اپنے کامل انتظام کے ساتھ پھیلے ہوئے تھے۔ چنانچہ ہم اوپر تذکرہ ۱۰ نوٹ ۹ مین اسکا کچھ ذکر کر آئے ہین۔ یہ لوگ ایسی باتون کو اس انتظام کے ساتھ مخلوق مین پھیلا دیتے تھے۔ کہ چند روز کے بعد اون کو نقاد ان فن بھی نہ پرکھ سکتے تھے۔ اکابر محدثین کی کتابون مین بہت روایتین اس قسم کی اب تک موجود ہین جن کی کچھ بھی اصلیت نہین ہے۔ یہان اس قول سے کہ خدا تعالیٰ تیرا پیٹ کبھی نہ بھرے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاویہ کو بھوک بہت تھی جو تندرستی کی علامت ہے۔ اور تندرستی بغیر زہد و تقویٰ کی ممکن نہین۔

(۲) مسلمانون کے ہاتھ سے لڑائی مین قتل ہونا ہے نہ شہادت۔ دارقطنی کا یہ قول صرف اوس کی تعظیم کے خیال سے ہے نہ شرعی طریق پر۔ مصر مین اوس زمانہ مین شیعہ مذہب بہت پھیل گیا تھا۔ نسائی جو نسل کا پٹھان تھا روزمرہ کے میل جول اور جلب منفعت کی غرض سے شیعہ ہو گیا تھا۔

۲۹۔ ابو الحسین احمد بن محمد بن احمد بن جعفر بن حمدان حنفی فقیہ معروف بہ قدوری

عراق مین حنفیون کا پیشوائے اعظم تھا۔ بحث کے وقت اس کا بیان نہایت پاکیزہ ہوتا تھا۔ ابوبکر الخطیب صاحب تاریخ حدیث مین اوس کا شاگرد اور اوسی سے روایت کیا کرتا تھا۔ اس نے اپنی مختصر جو مشہور ہے اور کئی کتابین اپنے مذہب کی تائید مین تصنیف کی ہین۔ شیخ ابو حامد اسفرائنی شافعی فقیہ سے اوسکا مناظرہ رہتا تھا جس کا ذکر ابو حامد کے بیان مین اور جو اوس نے اوس کے حق مین مبالغہ کیا ہے اوس کا بیان اوپر[1] آچکا ہے۔ قدوری ۳۶۲ھ (۹۷۳ء) مین پیدا ہوا۔ اور بروز یکشنبہ ۵ رجب ۴۲۸ھ (اپریل ۱۰۳۷ء) کو بغداد مین وفات پائی۔ اوسی روز اوسے درب ابی خلف (کوچہ ابی خلف) مین اوسکے اپنے مکان مین دفن کر دیا گیا۔ مگر بعد مین اوسے لا کر شارع المنصور مین ابوبکر خوارزمی[2] حنفی فقیہ کے برابر دفن کیا ہے۔ رحمہم اللہ تعالے۔ قُدُور بضم قاف و دال مہملہ و سکون واو و رائے مہملہ جمع قِدر۔ مجھے اس کی نسبت کا حال نہین معلوم۔ سمعانی نے کتاب الانساب مین اسی طرح ذکر کیا اور سبب کچھ نہین لکھا ہے

(۱) دیکھو تذکرہ ۲۵

(۲) شیخ امام ابوبکر محمد بن موسی بن محمد خوارزمی ایک بڑا نامی گرامی عالم اور حنفی مذہب کا مفتی تھا۔ اوسکی وسعت نظر علم اور زہد و ورع دور دور مشہور تھا۔ مخلوق اوس کی بڑی عزت کرتی تھی۔ ہر درجہ اور طبقہ کے لوگ اوس کی صحبت کو غنیمت سمجھتے تھے ۴۰۳ھ (۱۰۱۲ء) مین اوس نے وفات پائی (ماخوذ از طبقات الحنفیین)

۳۰۔ ابو اسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم الثعلبی نیشاپوری

مشہور مفسر اور علم تفسیر مین اپنے زمانہ کا یکتا تھا۔ التفسیر الکبیر اس کی تصنیف سے ہے۔ جو دوسری تفاسیر سے کہین فائق و احسن ہے۔ ایک کتاب العرائس (دلھنون کی کتاب) بھی اسی کی ہے۔ جس مین انبیائے سابقین صلوات اللہ علیہم اجمعین کے قصے ہین۔ اس کے سوا اور بھی اس کی کئی کتابین ہین۔ سمعانی نے

اس کا ذکر کیا اور کہتا ہے کہ اسے ثعلبی اور ثعالبی دونون طرح بولتے ہین۔ یہ اسکا لقب ہے۔ نسبت نہین ہے۔ ابو القاسم قشیری کہتا ہے۔ مین نے پروردگار عالم عزّوجلّ کو ایک مرتبہ خواب مین دیکھا کہ وہ مجھ سے باتین کرتا ہے۔ اور مین اوس سے۔ اسی اثنا مین پروردگار عالم تعالیٰ اسمہ نے فرمایا کہ دیکھو وہ مرد صالح آتا ہے۔ منہ پھیر کر دیکھتا ہون تو یہی ثعلبی چلا آتا ہے[۱]۔ عبد الغافر بن اسمٰعیل الفارسی نے اپنی کتاب سیاق (یعنی تتمہ) تاریخ نیشاپور مین اس کا ذکر کیا اور تعریف کی ہے۔ اور کہا ہے کہ وہ صحیح النقل اور موثوق بہ ہے۔ ابو طاہر بن خزیمہ اور امام ابو بکر بن مہران المقری سے روایت کیا کرتا تھا۔ حدیث اوس سے بہت لوگون کو پڑہائی اور اوس نے بھی بہت لوگون سے پڑہی تھی ۴۲۷ھ (۱۰۳۵ء) مین وفات پائی۔ مگر اورون نے تاریخ وفات محرم ۴۲۷ھ اور بعض نے بروز چہارشنبہ ۲۳ محرم ۴۳۷ھ بتائی ہے۔ رحمہ اللہ تعالےٰ۔

ثعلبی بفتح تائے مثلثہ وسکون عین مہملہ ولام مفتوحہ و بائے موحدہ۔ نیشاپور بفتح نون وسکون یائے تحتانیہ وسین مہملہ (عربی مین۔ مگر اردو مین شین مثلثہ) والف و بائے فارسی و واؤ و رائے مہملہ خراسان کا نہایت ہی اچھا اور بڑا شہر ہے۔ جہان ہر ایک طرح کی چیز کھانے پینے کی بہم پہونچ سکتی ہے۔ نیشاپور اوسے اس وجہ سے کہتے ہین کہ شاپور ذو الاکتاف ایران کا بادشاہ جو اخیر پادشاہون مین سے ہوا ہے جب اس مقام پر پہونچا تو اوسے بہت پسند آیا۔ یہان نیستان تھا۔ اوسے کاٹ کر شہر آباد کرا دیا۔ اسی واسطے اسے (نی والے شاہ پور سے) نیشاپور کہنے لگے۔ فارسی مین نے نل کو کہتے ہین یہ بات سمعانی نے اپنی کتاب الانساب مین لکھی ہے۔

(۱) دیکھو تذکرہ ۲۱ نوٹ ۷۔

۱۳۱۔ قاضی ابو عبد اللہ احمد بن ابی دُوَاد فرج بن جَرِیر بن مالک بن عبد اللہ بن عَبَّاد بن سَلَام بن مالک بن عَبْد ہند بن لُخْم بن مالک بن قنص بن مَنَعۃ بن بُرجان بن دَوْس بن الدِّیْل (الدیل) بن اُمَیَّۃ بن حُذَاقۃ بن زُہر بن ایاد بن نزار بن مَعَدّ بن عدنان الاِیادی

مروت اور دوست نوازی مین بہت معروف تھا۔ اس قسم کے کتنے ہی واقعات خلیفہ معتصم کے اور

اوس کے درمیان مشہور چلے آتے ہین۔ ابو عُبَید اللہ المرزبانی کتاب المرشد مین جس مین اوس نے معتزلہ متکلمین کے حالات لکھے ہین اوس کا ذکر کرکے کہتا ہے۔ لوگ کہتے ہین کہ اصل مین یہ لوگ قنسرین کے پاس ایک قریہ مین رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ جب کہ ابن دواد کا بچپن کا زمانہ تھا اوس کا باپ تجارت کے لئے شام کو گیا اور اوسے بھی ساتھ لے گیا تھا۔ لیکن اس نے ابتدا ہی سے طالب علمی شروع کردی۔ خصوصاً فقہ اور علم کلام مین تو اوس درجہ کو پہونچا جس کو پہونچا۔ ہَیّاج بن العلاء السُّلمی کی صحبت مین رہتا تھا۔ جو واصل بن عطاء کے اصحاب مین سے تھا۔ اسی سے یہ بھی اعتزال کی طرف مائل ہوگیا۔ ابو العَینا کہتا ہے مین نے کبھی کسی رئیس کو ابن ابی دواد سے زیادہ فصیح اور گویا نہ دیکھا۔ اسحاق بن ابراہیم کہتا ہے مین نے خلیفہ معتصم کی مجلس مین ابن ابی دواد کو کہتے سُنا تھا۔ کہ محمد عبد الملک الزّیات وزیر کی موجودگی مین مین کسی باب مین خلیفون سے بات چیت کبھی نہین کرتا ہون۔ اس اندیشہ سے کہ وزیر کو مین اپنے معاملات کی خبر دینا نہین چاہتا اور اس وجہ سے کہ وہ کہین کام نکالنے کا طریقہ نہ سیکھ جائے۔ ابن ابی دواد ہی پہلا شخص ہے کہ جس نے خلفا سے اپنی طرف سے گفتگو شروع کرنے کا دستور نکالا ہے۔ ورنہ پیشتر یہ قاعدہ تھا کہ جب تک خلیفہ کچھ بات نہ کرے کوئی ابتدا نہ کرسکتا تھا۔

ابو العَینا کہتا ہے۔ کہ ابن ابی دواد بڑا اچھا اور فصیح و بلیغ شاعر تھا۔ مرزبانی کہتا ہے کہ دِعبل بن عَلِیّ الخُزاعی نے اپنی کتاب مین جس مین اوس نے شعرا کے نام جمع کئے ہین اس کا بھی ذکر کیا ہے۔ اور اوس کے اچھے اچھے ابیات نقل کی ہین۔ ابن ابی دواد کہا کرتا تھا "علما حکام اور بھائی برادر تین شخص ہین جن کی تعظیم اور قدر شناسی واجب ہے۔ اگر کوئی شخص علما کو خفیف سمجھے تو اوس کا دین و ایمان برباد ہوجائیگا اگر کوئی حکام وقت کا ادب نہ کرے تو ضرور ہے کہ اپنی دنیا خراب کریگا۔ اگر کوئی اپنے بھائی بندون کو حقارت کی نگاہ سے دیکھیگا تو انسانیت کے جامہ سے نکل جائیگا" ابراہیم بن الحسن کہتا ہے۔ کہ ایک روز ہم خلیفہ مامون کے پاس تھے۔ کہین ذکر آگیا۔ انصار مین سے لیلۃ العقبہ کو کس کس نے رسول اللہ سے بیعت کی تھی۔ اس مین باہم اختلاف ہوا کسی نے کچھ کہا کسی نے کچھ۔ اسی بیچ ابن ابی دواد بھی آیا۔ آتے ہی اوس نے ایک ایک کرکے سب کے نام اور کنیتین اور نسب بالتفصیل بیان کردے۔ مامون نے کہا اگر لوگ کسی فاضل کے پاس بیٹھنا چاہین تو احمد سا ناشا چاہئے۔ احمد نے کہا۔ نہین اگر کوئی عالم

کسی خلیفہ کے ندیم ہونا چاہیے تو اوسے امیر المومنین کا سا خلیفہ چاہئے جو اوس عالم کی بات کو وہ سمجھ لے اور خلیفہ جو کچھ لکھے اوسے سنکر وہ عالم اور زیادہ عالم ہو جائے۔ احمد کہا کرتا تھا" وہ شخص کامل نہین جو اپنے دوست کو گو وہ ایک چوکیدار کیون نہ ہو منبر[8] پر نہ پہونچا دے۔ اور اپنے دشمن کو جو وزیر ہی کیون نہ ہو جذع پر نہ چڑہا دے"!

ابو العینا نے ذکر کیا ہے۔ کہ افشین[9] کو ابو دُلف القاسم بن عیسیٰ العجلی کی عربیت و شجاعت کے سبب سے بڑا حسد تھا۔ (اور اوس کی تاک مین لگا رہتا تھا) ایک مرتبہ ایک ایسا واقعہ چلایا۔ کہ ابو دلف پر ایک بڑی خطا اور قتل کی شہادت گذر گئی۔ پھر اوسے کسی بہانہ سے پکڑ لیا۔ اور اوس کے مقدمہ کی کارروائی کیلئے اجلاس کیا۔ پھر اوسے سامنے بولایا۔ اور سیاف کو بھی اوس کے قتل کے لئے اپنے روبرو طلب کیا۔ اسی مین ابن ابی دواد کو بھی کہین خبر پہونچ گئی۔ فوراً سوار[10] ہوا۔ اور جو عدول[11] موجود تھے اونہین اپنے ساتھ لیکر افشین کے پاس گیا۔ اوس وقت ابو دلف کے قتل کی تیاری تھی۔ ابن ابی دواد وہان ٹھیرا اور افشین سے کہا۔ مجھے امیر المومنین نے تیرے پاس بھیجا اور کہا ہے کہ قاسم بن عیسیٰ کے معاملہ مین تو کوئی کام نکرے اور اوسے میرے حوالہ کر دے۔ پھر جو عدول موجود تھے اون سے مخاطب ہو کر کہا گواہ رہنا مین نے امیر المومنین کا پیغام افشین کو پہونچا دیا۔ قاسم اس وقت تک زندہ اور صحیح و سلامت ہے۔ عدول نے کہا۔ ہم گواہ ہین۔ ابن ابی دواد وہان سے چلا آیا۔ افشین قاسم کا پھر کچھ نہ کر سکا۔ ادھر ابن ابی دواد خلیفہ معتصم کے پاس اوسی وقت پہونچا۔ اور عرض کیا۔ امیر المومنین مین نے ایک ایسا پیغام آپ کی طرف سے پہونچایا ہے۔ جس کا آپ نے مجھے حکم نہین دیا تھا۔ مین جانتا ہون کہ اوس سے کوئی کام بہتر نہین ہے۔ اور امید ہے کہ اوس سے آپ کو جنت ملیگی۔ پھر سارا قصہ سنایا۔ معتصم نے اوس کی رائے کو بہت پسند کیا۔ اور کسی کو بھیجکر قاسم کو طلب کر لیا اور فوراً چھوڑ دیا۔ سوائے اس کے اوس کو کچھ انعام بھی دیا۔ اور افشین نے جو قاسم کے ساتھ ارادہ کیا تھا اوس سے سخت ناراض ہوا۔

ایسے ہی معتصم کو محمد بن جہم البرمکی پر ایک مرتبہ سخت غصہ آیا۔ یہان تک کہ اوس کی گردن مارنے کا حکم دیدیا۔ جب ابن ابی دواد نے یہ حالت دیکھی اور جانا کہ کوئی حیلہ باقی نہین رہا۔ ابن جہم کا سر اور آنکھین باندھکر نطع[12] مین کھڑا کر دیا گیا تھا۔ اور تلوار میان سے نکل چکی تھی۔ ابن ابی دواد نے معتصم سے عرض کیا۔ اگر آپ اسے قتل کر دینگے۔ تو اس کا مال آپ کیونکر لے سکینگے۔ کہا کون مجھے روک سکتا ہے۔

عرض کیا خدا تعالیٰ اسے منع کرتا ہے۔ اور خدا کا رسول اور امیر المومنین کا عدل و انصاف۔ کیونکہ جب آپ اوسے قتل کر دین گے تو مال وارثون کا حصّہ ہو جائیگا۔ اور اوس وقت تک آپ نہ لے سکین گے کہ آپ اوس کی بدکاریون[۱۳] پر کوئی (قانونی) شہادت پیش نہ کرین۔ اس وقت جب کہ وہ زندہ ہے۔ جو مال اوس نے چورایا ہے۔ آپ بہت آسانی سے لے سکتے ہین معتصم نے اس پر حکم دیا کہ اوسے اوس وقت تک قید رکھین کہ اوس کے معاملہ کی تحقیقات نہ کی جائے۔ اس کے بعد معاملہ کا انجام یہ ہوا کہ محمد نے کچہ مال دیکر خلاصی حاصل کر لی۔

جاحظ نے ذکر کیا ہے۔ کہ معتصم ایک مرتبہ ایک شخص پر جو جزیرۂ فرات کا رہنے والا تھا ایسا سخت ناراض ہوا۔ کہ نطع اور تلوار منگائی۔ پھر ملزم سے یہ کہکر کہ تو نے ایسی ایسی[۱۴] بدمعاشیان کی ہین گردن مارنے کا حکم دیدیا ابن ابی دواد نے عرض کیا۔ امیر المومنین تلوار عدل سے مقدم ہوگئی ہے ذرہ تامل فرمائے۔ یہ مظلوم ہے یہ سنکر خلیفہ دیر تک خاموش ہو رہا۔ ابن ابی دواد کہتا ہے مجھے اسوقت پیشاب کی ضرورت ہوئی۔ اور یہ نوبت پہونچ گئی کہ روکنا غیر ممکن ہوگیا۔ اسی کے ساتہہ مجھے یہ بھی یقین تھا کہ اگر مین اٹھا۔ کہ یہ مارا گیا۔ مجبوراً مین نے کپڑے اپنے نیچے رکھ کر دامن مین پیشاب کر لیا۔ اور اوس وقت تک وہین موجود رہا۔ کہ اوس شخص کی معافی حاصل نہ کر لی۔ اس کے بعد جب مین اوٹھا۔ تو معتصم نے میرے کپڑے تر بتر دیکھ کر پوچھا کہ ابو عبداللہ کیا تیرے نیچے پانی تھا۔ مین نے عرض کیا نہین امیر المومنین بلکہ اصل بات اس طرح پر تھی۔ معتصم سنکر ہنس پڑا۔ مجھے دعا دی اور کہا تو نے بہت ہی اچھا کام کیا۔ خدا تجھے برکت دے۔ پھر ایک خلعت (اعزازی) اور ایک لاکھ درہم (انعام کے طور پر) عنایت فرمائے۔

احمد بن عبد الرحمن کلبی نے بیان کیا ہے کہ احمد بن ابی دواد سر سے پیر تک تمام روح ہی روح تھا۔ لازون بن اسمٰعیل نے ذکر کیا ہے۔ کہ مین نے کسی شخص کو کسی کی ایسی اطاعت کرتے نہین دیکھا جیسے معتصم ابن ابی دواد کی کرتا تھا۔ اگر معتصم سے ایک ادنیٰ چیز بھی مانگی جاتی تو اوس سے انکار کر دیتا تھا۔ مگر جب ابن ابی دواد آتا۔ اور اوس کے (یعنی خلیفہ کے) اہل کی نسبت یا اہل ثغور (محافظین سرحد) کی نسبت یا حرمین شریفین اور اقاصی اہل مشرق و مغرب کی بابت کچہ سوال کرتا تو معتصم اوس کی ہر ایک بات قبول کر لیتا (کسی کو بھی رد نہ کرتا تھا) ایک مرتبہ دس لاکھ درہم ابن ابی دواد نے مانگے کہ خراسان دور ملک مین ایک نہر کھدوائے۔ خلیفہ نے کہا۔ تجھے اوس نہر کے کہدوانے کی کیا ضرورت ہے۔

عرض کیا امیر المومنین اللہ تعالیٰ آپ سے جیسے نزدیک کی رعیت کے آرام و آسائش کی نسبت سوال کریگا۔ اوسی طرح دور کی رعایا کی نسبت بھی پوچھیگا۔ پھر بہت دیر تک اسی قسم کی میٹھی اور نرم باتین کرتا رہا کہ جس سے خلیفہ نے زر مذکور کے دینے کا حکم دیدیا۔

حُسَین بن الضّحّاک مشہور شاعر نے ایک علم کلام کے عالم سے کہا ابن ابی دواد ہمارے نزدیک تو لغت سے واقف نہین اور آپ کے نزدیک علم کلام اچھا نہین جانتا فقیہ لوگ اوسے فقہ مین ناکامل بتاتے ہین۔ مگر معتصم کے نزدیک وہ ان سب (علوم و فنون) مین کامل ہے۔

ابن ابی دواد کے تعلق کی ابتدا خلیفہ مامون سے جس طرح ہوئی تھی اوس کا بیان ابن ابی دواد اس طرح کرتا تھا۔ کہ مین قاضی یحیٰی بن اکثم کی مجالس[۱۴] مین اور فقیہون کے ساتھ جایا کرتا تھا۔ ایک روز مین اوس کے مکان پر بیٹھا ہوا تھا کہ خلیفہ مامون کے پاس سے ایک آدمی آیا۔ اور کہا امیر المومنین نے حکم دیا ہے کہ آپ مع اپنے اصحاب کے جو اسوقت موجود ہون میرے پاس آئے۔ اگرچہ یحیٰی کو یہ منظور نہ تھا۔ کہ مجھے خلیفہ کے پاس لیجائے۔ مگر مجبور تھا۔ چھوڑ بھی نہ سکتا تھا۔ چنانچہ مین بھی اون کے ساتھ گیا۔ مامون کے روبرو ہم سب بات چیت کرتے رہے۔ ہمین مامون میری طرف توجہ کرنے لگا جب کوئی کلام شروع کرتا تو وہ میری طرف دیکھتا۔ اور میری بات سن سمجھکر تحسین و آفرین کہتا تھا۔ آخر کو مجھ سے پوچھا تو کون ہے۔ مین نے اپنا نسب بیان کردیا۔ کہا اب تک تو میرے پاس کیون نہ آیا۔ اوس کے جواب مین مین نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ یحیٰی کا نام لے دون (وہ میرا آنا آپ پاس نہ چاہتا تھا) مین نے یہ کہدیا۔ کہ تقدیر نے نہ آنے دیا۔ جو کچھ خدا تعالےٰ نے لکھدیا ہے اُس کا وقت آنا ضرور ہے۔ کہا اب یاد رکھو[۱۵] آئندہ سے ہمارے یہان کوئی مجلس ایسی نہ ہو کہ تم اوس مین موجود نہ ہو۔ مین نے عرض کیا بہت بہتر بسر و چشم حاضر ہونگا۔ چنانچہ یہی حالت برابر جاری رہی۔

کہتے ہین یحیٰی بن اکثم خراسان سے اخیر ۲۰۲ھ (تقریباً جون ۸۱۸ء) مین مامون کی طرف سے بصرہ کا قاضی ہوکر آیا۔ اس وقت وہ نوجوان تھا۔ بیس سال سے کچھ ہی اوپر اوس کی عمر تھی یہان آکر اوس نے چند اہل علم اور شائستہ لوگون کو اپنا دوست بنایا۔ ان مین ابن ابی دواد بھی تھا۔ پھر جب ۲۰۴ھ مین مامون بھی بغداد کو آیا تو یحیٰی سے کہا۔ اپنے دوستون مین سے کچھ لوگ میرے پاس بیٹھنے اوٹھنے کیلئے منتخب کر۔ جو اکثر اوقات میرے پاس آتے جاتے رہا کرین۔ یحیٰی نے بیس آدمی منتخب کئے جن مین

ابن ابی دواد بھی تھا۔ مامون نے کہا یہ تو بہت ہین۔ ان مین سے اور منتخب کر۔ یحیٰی نے وہی آدمی چھانٹے امین بھی ابن دواد تھا۔ مامون نے کہا ان مین سے اور منتخب کر۔ یحیٰی نے آخر کو پانچ چنے اون مین بھی ابن ابی دواد تھا۔ اس طرح ابن ابی دواد کا مامون سے میل جول ہو گیا۔

(مامون کو اس پر بہت بڑا بھروسہ تھا) مرتے وقت اپنے بھائی معتصم کو وصیت کی۔ کہ جتنے تمھارے کام ہین اون مین ایک بھی ایسا نہ ہو کہ جس کے مشورہ مین ابن ابی دواد شریک نہ ہو۔ وہ اس کام کے سزاوار ہے۔ اوس کے سوا تو اور کوئی وزیر میرے بعد مقرر نہ کرنا۔[۲۹]

جب معتصم خلیفہ ہو گیا۔ تو یحیٰی بن اکثم کو معزول کر کے ابن ابی دواد کو قاضی القضاۃ کر دیا۔ پھر ابن ابی دواد اوس کے ایسے مخصوصون مین داخل ہو گیا۔ کہ چھپا کھلا کوئی کام بغیر اوس کی رائے کے نہ کرتا تھا۔

اسی ابن ابی دواد نے رمضان ۲۲۰ھ (ستمبر ۸۳۵ء) مین امام احمد بن حنبل پر سخت ظلم وستم کیا۔ اور ان کو اس کہنے پر کہ قرآن مجید مخلوق ہے مجبور کرنا چاہا۔ جب معتصم مر گیا۔ اور اوس کے بعد اوس کا بیٹا واثق باللہ خلیفہ ہوا تو ابن ابی دواد کا حال اوس کے سامنے اور بھی بہتر ہو گیا۔ لیکن جب واثق باللہ کے مرنے کے بعد متوکل اوس کا بھائی سریر خلافت پر جلوس فرما ہوا تو ابن ابی دواد کو اوس کی شروع خلافت مین ہی فالج نے مار لیا۔ اور دہنی جانب کے اعضا اوس کے بیکار ہو گئے۔ متوکل نے اُس کی جگہ اوسکے بیٹے محمد بن احمد کو قضا کا عہدہ دیدیا۔ مگر اس کے بعد ۲۳۶ھ (۸۵۰ء) مین محمد کو بھی خدمت مظالم (فوجداری و کوتوالی) سے معزول کر کے یحیٰی بن اکثم کو یہ کام سپرد کر دیا۔

واثق نے اپنے زمانہ خلافت مین اہل دربار کو یہ حکم دیدیا تھا۔ کہ جب لوگ محمد بن عبد الملک الزیات کو دیکھا کرین تو اوس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جایا کرین۔ اس لئے ابن ابی دواد جب کبھی ابن الزیات کو دیکھتا تو کھڑا ہو جاتا اور روبقبلہ ہو کر نماز پڑھنے لگتا۔ ابن الزیات نے اس پر یہ شعر کہے۔

صَلَّے الضُّحٰی لَمَّا اسْتَفَادَ عَدَاوَتِی　　وَاَرَاهُ یَنْسُکُ بَعْدَهَا وَ یَصُوْمُ

جب وہ میری عداوت سے مستفید ہوا تو اوس نے چاشت کی نماز پڑھی اور مین جانتا ہون کہ اس کے بعد وہ پارسائی کے کام کرے گا اور روزہ رکھیگا۔

لَاتَعْدِمَنَّ عَدَاوَۃً مَسْمُوْمَۃً　　تَرَکَتْکَ تَقْعُدُ تَارَۃً وَتَقُوْمُ

خدا کرے یہ سمِ قاتل کی سی عداوت کبھی معدوم و نابود نہ ہو۔ جو تجھے کبھی بٹھائے رکھتی ہے اور کبھی کھڑا کر دیتی ہے۔[۹۱]

اوس کی تعریف مین اوس زمانے کے بہت شاعرون نے قصیدہ بھی لکھے ہین۔ علی الرازی کہتا ہے۔ مین نے ایک مرتبہ ابو تمام الطائی کو ابن ابی دواد کے پاس دیکھا کہ اوس کا کہا ہوا ایک شخص پڑھ کر سنا رہا تھا۔ اوس مین یہ شعر بھی تھے۔

لَقَدْ اَنْسَتْ مَسَاوِیَ کُلِّ دَهْرٍ　　　مَحَاسِنُ اَحْمَدَ بْنِ اَبِیْ دُوَادِ

احمد بن ابی دواد کے احسانات نے تمام زمانہ کی سوء حال کو فراموش کرا دیا ہے۔

وَمَا سَافَرْتُ فِی الْآفَاقِ اِلَّا　　　وَمِنْ جَدْوَاكَ رَاحِلَتِیْ وَزَادِیْ

مین نے دنیا مین کبھی اس طرح سفر نہین کیا کہ میری سواری اور زاد راہ کا خرچ آپ کی داد و دہش سے نہ ہوا ہو۔ ابن ابی دواد نے ابو تمام سے پوچھا کہ یہ مضمون تو نے اپنے دل سے باندھا ہے یا کسی اور سے لیا ہے۔ کہا میرا ہے۔ مگر ابو نواس کے قول سے کچھ اشارہ مجھے ملا ہے۔

وَاِنْ جَرَتِ الْاَلْفَاظُ مِنَّا بِمِدْحَةٍ　　　لِغَیْرِكَ اِنْسَانًا فَاَنْتَ الَّذِیْ نَعْنِیْ

اگر یہ الفاظ ہماری زبان سے سوائے تیرے کسی اور شخص کی تعریف مین بھی نکل جائین تو جان لینا کہ ہمارا اصلی مقصود تو ہی ہے دوسرا نہین۔ (۲۰)

ایک روز ابو تمام ابو داود کے پاس گیا۔ دروازہ پر کئی روز اوسے پہلے ٹھیرنا پڑا تھا باریابی نہین ہوتی تھی۔ ابو تمام نے ابو دواد کے کسی دوست سے اس کی سخت شکایت کی۔ ابن ابی دواد نے کہا ابو تمام تو نے خوب دل بھر کے عتاب کر لیا۔ ابو تمام نے کہا عتاب ایک شخص پر کیا جاتا ہے تو تو تمام آدمیون کا (۲۱) مجموعہ ہے۔ اوس مجموعہ پر کیسے عتاب کیا جائے۔ کہا ابو تمام یہ مضمون کہان سے پیدا کیا۔ کہا ایک دانشمند کے قول سے یعنی اوس قول سے جو ابو نواس نے فضل بن الربیع کے حق مین کہا تھا۔

وَلَیْسَ لِلّٰهِ بِمُسْتَنْكَرٍ　　　اَنْ یَّجْمَعَ الْعَالَمَ فِیْ وَاحِدٍ

اللہ تعالےٰ کے لئے یہ محال نہین۔ اور اوس پر الزام عاید نہین ہو سکتا اگر تمام عالم کو فرد واحد مین جمع کر دے۔

جب ابن ابی دواد کو خدمت مظالم ملگئی تو ابو تمام نے ایک قصیدہ لکھا اور اوس مین اپنی شکایتین لکھکر اوس کے روبرو پیش کین۔ اوس مین یہ شعر بھی تھے۔

اِذَا اَنْتَ ضَیَّعْتَ الْقَرِیْضَ وَاَهْلَهٗ　　　فَلَا عَجَبٌ اَنْ ضَیَّعَتْهُ الْاَعَاجِمُ (۲۲)

جب تو نے ہی شعر و سخن اور شعرا کو فراموش کر کے تباہ ہونے دیا تو پھر اگر اہل عجم او نہین تباہ ہونے دین تو کیا تعجب ہے

فَقَدْ هَزَّ عِطْفَيْهِ الْقَرِيْضُ تَوَقُّعًا   بِعَدْلِكَ مُذْ صَارَتْ اِلَيْكَ الْمَظَالِمُ

شعر و سخن (بوجھ لدے ہوے اونٹ کی طرح) اپنے پہلوون کو ہلاتا ہے - اور اوس بوجھ کے اوتھارنے کی کوشش کرتا ہے کہ تونے اوس پر اوس وقت سے رکھدیا جب سے کہ دادرسی مظالم تیری طرف منتقل ہوئی[23]۔

وَلَوْلَا خِلَالٌ سَنَّهَا الشِّعْرُ مَا دَرَى   بُغَاةُ الْعُلَى مِنْ اَيْنَ تُؤْتَى الْمَكَارِمُ

اگر شعر و سخن معاملات کو دوام کی صورت مین منتقل نہ کر دیتے تو خواہان فخر و نمود جانتے بھی نہین کہ یہ فضائل و مکارم تمھے کہان سے دیے گئے ہین[24]

ابوتمام نے ایک اور قصیدہ بھی اوس کی مدح مین لکھا تھا جس کا اول یہ ہے -

اَرَاَيْتَ اَيَّ سَوَالِفٍ وَخُدُوْدِ   عَنَّتْ لَنَا بَيْنَ اللِّوَى فَزَرُوْدِ[25]

کیا تونے دیکھا ہے اون گردنون اور رخسارون کو جو ہمین لوی اور زرود مقامون کے درمیان نظر آے تھے -

اس مین اوس کا یہ قول کیا ہی لطیف ہے -

وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ نَشْرَ فَضِيْلَةٍ   طُوِيَتْ اَتَاحَ لَهَا لِسَانَ حَسُوْدِ

جب اللہ تعالی (کسی صاحب فضیلت کی) فضیلت کو جو انکسار کی وجہ سے لطے کی ہوئی ہوتی ہے پھیلانا چاہتا ہے تو اوس کی نسبت دشمنون کی زبان دراز کر دیتا ہے -

لَوْلَا اشْتِعَالُ النَّارِ فِيْمَا جَاوَرَتْ   مَا كَانَ يُعْرَفُ طِيْبُ عَرْفِ الْعُوْدِ

اگر آگ اپنے پاس کی چیزون کو جلا نہ ڈالا کرتی تو خوشبوے عود کے لطف کی کسی کو خبر بھی نہین ہوا کرتی[26]-

ایسے ہی مروان بن ابی الجنوب نے بھی اوس کی تعریف مین یہ اشعار کہے تھے -

لَقَدْ حَازَتْ نِزَارُ كُلَّ مَجْدٍ   وَمَكْرُمَةٍ عَلٰى رَغْمِ الْاَعَادِيْ

دشمن کیسے ہی کیون نہ جلا کرین قبیلۂ نزار مین ہر قسم کی شرافت و بزرگی فراہم ہوگئی ہے -

فَقُلْ لِلْفَاخِرِيْنَ عَلٰى نِزَارٍ   وَمِنْهُمْ خِنْدِفٌ وَبَنُوْ اِيَادِ

جو لوگ کہ نزار کے مقابلہ مین جن مین خندف اور بنی ایاد داخل ہین فخر کرین اون سے کہدو -

رَسُوْلُ اللّٰهِ وَالْخُلَفَاءُ مِنَّا   وَمِنَّا اَحْمَدُ بْنُ اَبِيْ دُوَادِ

اللہ کا رسول اور (رسول کے) خلیفہ اوسی قبیلے سے ہین جن سے ہم ہین اور احمد بن ابی دواد بھی ہم مین سے ہے

وَلَيْسَ كَمِثْلِهِمْ فِيْ غَيْرِ قَوْمِيْ   بِمَوْجُوْدٍ اِلٰى يَوْمِ التَّنَادِيْ

میری قوم کے سوا اور کہین اونکا مثل قیامت تک بھی نہین ملیگا۔

نَبِیٌّ مُرْسَلٌ وَوُلَاۃُ عَہْدٍ ‌‌ وَمَہْدِیٌّ اِلَی الْخَیْرَاتِ ہَادِی

میری ہی قوم مین ہے ایک نبی مرسل اور اوس کے ولی عہد ہدایت پایا ہوا نیکیون کی طرف اور ہدایت کرنے والے

جب یہ اشعار ابو ہفان المہزمی (۱) کے کان مین پہونچے تو اوس نے یہ شعر کہے۔

فَقُلْ لِلْفَاخِرِیْنَ عَلٰی نِزَارٍ ‌‌ وَھُوَ فِی الْاَرْضِ سَادَاتُ الْعِبَادِ

جو لوگ نزار کے مقابلہ مین جو دنیا مین بندگان خدا کے سردار ہین فخر کرین تو اون سے کہدو۔

رَسُوْلُ اللّٰہِ وَالْخُلَفَاءُ مِنَّا ‌‌ وَنَبْرَأُ مِنْ دَعِیِّ بَنِیْ اِیَادٍ

کہ رسول اللہ اور اون کے خلیفہ ہم مین ہی سے ہوے ہین۔ مگر بنے ہوے بنی ایاد کو ہم اپنے مین نہین سمجھتے

وَمَا مِنَّا اِیَادٌ اِنْ اَقَرَّتْ ‌‌ بِدَعْوَۃِ اَحْمَدَ ابْنِ اَبِیْ دُوَادٍ

اور اگر ایاد احمد بن ابی دواد کی اس بناوٹ کو مان لے۔ تو بنی ایاد بھی ہمارے بیچ مین نہین ہین۔

ابن ابی دواد نے سن کر کہا۔ مجھے ایسی زک کسی نے نہین دی جیسے اس مہزمی لڑکے نے دی ہے

اگر مین اس امر کی شہرت کو برا نہین سمجھتا کہ مین اوس پر توجہ کرتا ہون تو اوسے ایسی سزا دیتا کہ کسی کو کبھی نہ دی گئی

ہو۔ اوس نے میری اُس تعریف پر ہاتھ چلایا۔ جو میرے لئے سب سے بڑی چیز تھی اور اوس کو بگاڑ کر

کھو دیا (۲) ابن ابی دواد یہ شعر بہت پڑھا کرتا تھا۔ مگر یہ کبھی نہین کہا کہ اوس کے ہین یا کسی اور کے۔

مَا اَنْتَ بِالسَّبَبِ الضَّعِیْفِ وَاِنَّمَا ‌‌ نُجْحُ الْاُمُوْرِ بِقُوَّۃِ الْاَسْبَابِ

اے خداوند عالم! تو سبب ضعیف نہین ہمارا کامیابی ہونا چاہئے۔ کیونکہ کام اوسی قدر آسان ہوتے ہین جس قدر

اسباب و ذرائع مین قوت ہو۔

فَالْیَوْمَ حَاجَتُنَا اِلَیْکَ وَاِنَّمَا ‌‌ یُدْعَی الطَّبِیْبُ بِشِدَّۃِ الْاَوْصَابِ

آج ہم تیری مدد کے محتاج ہین اور تجھے پکارتے ہین۔ طبیب کو اوسی وقت بولایا جاتا ہے جب کہ بیماریون کی شدت ہو

مرزبانی کے سوا اور لوگ ان کو ابو العیناء سے روایت کی ہے کہ معتصم ایک مرتبہ خالد بن یزید بن مزید الشیبانی

پر جسکا ذکر ہماری اس کتاب مین اوس کے باپ کے ذکر مین انشاء اللہ تعالیٰ آئیگا ناراض ہوا۔ اور اوس کے

صوبہ (۳) سے اوسے طلب کیا۔ خلیفہ نے کچھ روپیہ طلب کیا تھا جس کا سرانجام اوس سے نہ ہوسکا تھا۔ اور

اور بھی چند اسباب تھے۔ جب خالد آگیا تو معتصم نے سزا کے ثبوت کے لئے اجلاس کیا۔ خالد نے قاضی احمد

کا دامن پکڑا۔ کہ اب آپ کے سوا مجھے کوئی نہین بچا سکتا۔ احمد نے اس بارہ مین عرض کیا۔ مگر معتصم نے
کچھ نہ سنا جب معتصم سزا دینے کے لئے آکر بیٹھا۔ تو قاضی احمد بھی حاضر ہوا۔ مگر اپنی نشست سے
نیچے جاکر بیٹھا معتصم نے کہا ابو عبد اللہ[۲۲] تم اپنی جگہ کیون نہین بیٹھتے۔ کہا مین اس لایق نہین کہ وہان
بیٹھون۔ اسی نیچی جگہ کے لایق ہون۔ پوچھا کیون کیا وجہ ہے۔ عرض کیا لوگ خیال کرتے ہین کہ
وہ میری جگہ نہین۔ بلکہ اوس شخص کی جگہ ہے جو شفاعت کرے۔ اور اوس کی شفاعت خلیفہ کے
یہان مقبول و منظور ہو۔ کہا اچھا اپنی جگہ بیٹھو۔ عرض کیا اس حیثیت سے کہ میری شفاعت منظور ہوگی
یا اس حیثیت سے کہ منظور نہ ہوگی۔ فرمایا منظور ہوگی۔ قاضی اپنی جگہ جا بیٹھا۔ پھر عرض کیا۔ اگر خالد کو آپ
نے خلعت عطا نہ فرمایا تو مخلوق یہ کیونکر جانیگی کہ امیر المومنین اس سے راضی ہوگیا۔ خلیفہ نے خلعت
بھی عنایت کیا۔ پھر عرض کیا امیر المومنین اس شخص کو اور اوس کے ساتھیون کو چھ مہینہ کی تنخواہ
بھی جو واجب الادا ہے ضرور ہے کہ اون کو دی جائیگی۔ اگر اس کا بھی اون کے لئے اسی وقت
حکم ہو جائے تو صلہ و انعام سمجھی جائیگی۔ خلیفہ نے کہا اچھا اس کا بھی مین نے حکم دیا۔ جب خالد دربار
سے نکلا تو خلعت پہنے اور مال و اسباب اوس کے آگے آگے تھا۔ حالانکہ لوگ راستون مین اوس
کی سزا کے دیکھنے کا انتظار کر رہے تھے۔ یہ حالت دیکھکر ایک شخص چلا اوٹھا۔ یَا سَیِّدُ الْعَرَبِ
اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تیری خلاصی پر۔ خالد نے کہا۔ خاموش۔ واللہ سَیِّدُ الْعَرَبِ احمد ابن ابی دواد ہے
قاضی احمد اور وزیر ابن الزیات کے درمیان نفسانیت اور دشمنی رہا کرتی تھی۔ اور یہان تک نوبت
پہونچ گئی تھی۔ کہ اگر کوئی شخص قاضی مذکور کے پاس رہتا خصوصاً وہ جسے قاضی سرانجام حوائج کیلئے
اپنا مخصوص کرلیتا تو وزیر اوسے اپنے پاس آنے جانے سے منع کر دیتا تھا۔ جب یہ بات قاضی
کو معلوم ہوئی تو وہ ایک روز وزیر کے پاس آیا۔ اور کہا مین آپ کے پاس نہ تو محتاجی کے باعث
دولت کمانے آتا ہون۔ اور نہ ایسا ذلیل ہون کہ آپ کے یہان آنے سے میری عزت بڑھ جاتی
ہے۔ بلکہ اس سے کہ امیر المومنین نے آپ کو ایسا درجہ عنایت کر رکھا ہے کہ ہمارا آپ کے پاس آنا
ضرور ہوگیا ہے۔ اس لئے اگر ہم آئین تو جاننا چاہئے کہ امیر المومنین کے سبب سے آتے ہین
اور اگر نہ آئین تو جاننا چاہئے کہ آپ کی وجہ سے نہین آتے۔ پھر اوٹھکر چلا آیا۔ اس مین اس قدر
مکارم و محامد جمع تھے کہ جو بیان سے باہر ہین۔

ایک مرتبہ کسی شخص نے وزیر ابن الزیات کی ہجو مین ایک قصیدہ لکھا جس کے ستر شعر تھے قاضی احمد نے سنکر یہ بیتین لکھین۔

اَحْسَنُ مِنْ سَبْعِیْنَ بَیْتاً هِجَا جَمْعُكَ مَعْنَاهُنَّ فِی بَیْتِ

ستر بیتون مین ہجو کرنے سے تو بہتر یہ تھا کہ ایک ہی بیت مین تو اون سب کا مطلب جمع کر دیتا۔

مَا اَحْوَجَ الْمُلْكَ اِلیٰ مَطْرَۃٍ تَغْسِلُ عَنْهُ وَضَرَ الزَّیْتِ

ملک کو مینہ کی کیسی بڑی ضرورت ہو رہی ہے۔ کہ مینہ اوس کے بدن سے دکسی طرح) زیتون کے تیل کے دھبہ دھو دا لے

جب یہ شعر ابن الزیات نے سنے۔ تو چونکہ مشہور تھا کہ قاضی احمد کے بزرگون مین سے کوئی شخص قار کی خرید و فروخت کیا کرتا تھا ابن الزیات نے یہ شعر کہے۔

یَا ذَا الَّذِی یَطْمَعُ فِی هَجْوِنَا عَرَّضْتَ بِی نَفْسَكَ لِلْمَوْتِ

اور وہ ہماری ہجو کی جرأت کرتا ہے مجھے چھیڑ کر تو نے اپنے آپ کو موت کے سامنے ڈالدیا ہے۔

اَلزَّیْتُ لَا یَزْرِی بِاَحْسَابِنَا اَحْسَابُنَا مَعْرُوفَۃُ الْبَیْتِ

زیتون تو ہمارے احساب پر کچھ دھبا نہین لگاتا ہمارے حسب (کیا پوچھتے ہو۔ خاندان ہمارا مشہور و معروف ہے۔

قَیَّرْتُمُ الْمُلْكَ فَلَمْ نَنْقِهِ حَتّٰی غَسَلْنَا الْقَارَ بِالزَّیْتِ

تم نے ملک کو قیر آلودہ کر دیا تھا۔ اوسے اوس وقت تک ہم صاف پاک نہ کر سکے جب تک کہ زیتون کے تیل سے قار کو نہ دھو ڈالا

۶ جمادی الاخرہ ۲۳۳ھ (جنوری ۸۴۸ء) کو قاضی احمد بن ابی دواد کو فالج نے مارا۔ اس وقت اوس کے دشمن وزیر کو مرے ہوئے ۱۰۳ دن اور بعض کے قول کے بموجب پچاس دن یا سینتالیس دن ہوئے تھے۔ حرف میم (۲۴) مین اس وزیر کا ذکر آئیگا جب فالج کا اثر ہوا۔ تو اوس کی جگہ اوس کا بیٹا ابو الولید محمد قائم مقام ہوا۔ مگر اوس کے اطوار پسندیدہ نہ تھے۔ اوس کے برا کہنے والے بہت تھے۔ شکر کرنے والے کم۔ آخر کار ابراہیم بن العباس الصولی نے جس کا ذکر (تذکرہ ۲۵ مین) اوپر آچکا ہے یہ شعر اوس کے حق مین کہے۔

عَفَتْ مَسَاوٍ تَبَدَّتْ مِنْكَ وَاضِحَۃٌ عَلٰی مَحَاسِنَ اَبْقَاهَا اَبُوكَ لَكَا

اون برائیون نے جو تجھ سے علانیہ ظاہر ہوتی ہین اون خوبیون کی یادگاری کو میٹ دیا ہے جو تیرا باپ (دواد تیرے واسطے چھوڑ گیا تھا۔

فقد لقد مت ابناء الکرام بہ ۔۔۔۔ کما تقدم آباء اللئام بکا

تو اپنے باپ کے لحاظ سے اصحاب کرم کے بیٹون مین مقدم و سربلند ہے اوسی طرح جیسے وہ تیرے سبب سے لئیمون کے باپون سے مقدم ہے۔

میری جان کی قسم ہے شاعر نے مدح اور مذمت دونون انتہا درجہ کو پہونچا دی ہین۔ اور بہت ہی بدیع مضمون پیدا کیا ہے۔

اس کے بعد ۲۳۷ھ (۸۵۱ء) تک وہ مظالم عسکر اور قضا دونون عہدون پر بحال رہا۔ پھر خلیفہ متوکل قاضی احمد اور اوس کے بیٹے دونون سے ناراض ہوگیا۔ ۲۵ صفر سنہ مذکور کو اوس کی جاگیرون پر موکل مقرر کر دیے اور مظالم عسکر کی خدمت سے ہٹا دیا۔ پھر بروز پنجشنبہ ۵ ربیع الاول کو قضا کے عہدہ سے بھی موقوف کر دیا۔ اور بیٹے سے ایک لاکھ بیس[120000] ہزار دینار نقد اور چالیس[40000] ہزار دینار کے جواہرات لیکر بغداد کو سُرّ من رائے سے نکال دیا۔ اور قاضی یحییٰ بن اکثم کو بلا کر قاضی کر دیا جس کا ذکر حرف یائے تحتانیہ (تذکرہ ۲۵) مین انشاء اللہ تعالیٰ آیندہ آئے گا۔

جب خلیفہ ابن ابی دواد سے بگڑ گیا۔ اور جس جرم مین اوس کی جاگیرات چھیننا چاہین اوس پر شہادت لی گئی۔ تو اوس وقت شہود وغیرہ کی ایک خلقت کثیر تماشہ کے لئے مجلس مین حاضر ہوئی۔ شہود مین سے ایک شخص نے جس سے قاضی اپنے ایام حکومت مین منحرف تھا۔ کہا کہ تو ہمین اوس امر کا جو اس نوشتہ مین ہے گواہ مقرر کر۔ قاضی نے کہا نہین نہین۔ تیری یہ جگہ نہین (۳۶) ہے۔ اور باقیون سے کہا اچھا تم گواہی دو۔ وہ شخص اپنا سا منہ لیکر خجالت کا مارا بیٹھ گیا۔ لوگ دیکھکر قاضی نے اس پریشان حالی مین کیسی ثابت قدمی اور قوت قلب کا اظہار کیا ہے سخت تعجب مین رہ گئے۔

قاضی احمد محرم ۲۴۰ھ (جون ۸۵۴ء) مین اپنے مرض فالج سے مرگیا۔ کہتے ہین کہ قاضی کہا کرتا تھا مین بصرہ مین ۱۶۰ھ (۷۷۶ء) مین پیدا ہوا ہون۔ بعض نے کہا ہے کہ قاضی احمد قاضی یحییٰ بن اکثم سے کوئی بیس سال بڑا تھا۔ مگر یہ بات اوس کے برخلاف ہے جو مین نے قاضی یحییٰ کے حال مین بیان کی ہے لیکن مجھے جو ملا مین نے وہ لکھدیا۔ واللہ اعلم بالصواب۔

محمد اوس کا بیٹا اس سے بیس روز پیشتر ہی ذی الحجہ مین مرچکا تھا۔ رحمہما اللہ تعالیٰ۔ مرزبانی نے اپنی کتاب مذکور (یعنی المرشد) مین اس کی تاریخ وفات اور اوس کے بیٹے کی موت مین بڑا اختلاف کیا ہے۔

اس لئے مین نے بھی وہ سب لکھنا مناسب سمجھا ہے مرزبانی کہتا ہے کہ متوکل نے اوس کے بیٹے ابو الولید محمد بن احمد کو قضا اور مظالم عسکر کا عہدہ اوس کے باپ کی جگہ دیدیا تھا۔ پھر اوسے بروز چہار شنبہ صفر سنہ ۲۴۰ھ کو معزول کر دیا۔ اور اوس سے اور اوس کے بیٹے کی جاگیرون پر موکل مقرر کر دیے لیکن آخر کو دس لاکھ دینار پر فیصلہ ہو گیا۔ اس کے بعد ابو الولید محمد بن احمد بغداد مین ماہ ذی القعدہ سنہ ۲۳۹ھ مین مر گیا پھر اوس کا باپ احمد بھی بیس روز بعد دنیا سے کوچ کر گیا۔ مختولی کہتا ہے کہ ابن ابی دواد پر خلیفہ کی خفگی سنہ ۲۳۷ھ مین ہوئی تھی۔ اس سے آگے چل کر مرزبانی کہتا ہے کہ اس کے بعد محرم سنہ ۲۴۰ھ مین قاضی احمد مر گیا۔ اس سے بیس روز پہلے ہی اوس کا بیٹا مر چکا تھا۔ یہ بھی کہتے ہین کہ اوس کا بیٹا آخر سنہ ۲۳۹ھ مین مرا ہے۔ مگر دونون بغداد ہی مین مرے ہین۔ یہ بھی کہتے ہین کہ اوس کا بیٹا ذی الحجہ سنہ ۲۳۹ھ مین مرا اور باپ بروز شنبہ ۲۳ محرم سنہ ۲۴۰ھ کو مرا ہے۔ اون دونون کی موت مین ایک مہینہ کے قریب فرق ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ فِی ذٰلِکَ

ابو بکر بن درید کہتا ہے۔ ابن ابی دواد اہل علم و ادب کا گویا کعبہ تھا۔ کیونکہ وہ ہمیشہ بڑا سخی دوست تھا۔ بہت ذی علم اوس کے پاس رہا کرتے تھے جنھین اوس نے اپنے گھر والون مین شریک کر لیا اور اون کی پرورش کیا کرتا تھا۔ جب وہ مر گیا تو اون مین سے کچھ لوگ اوس کے دروازہ پر آئے اور بولے آج وہ شخص مدفون ہوتا ہے جو جود و کرم کی جان اور علم و ادب کی تاریخ (یعنی) اوس کا زیور تھا۔ اور جس کی نسبت یہ کبھی نہین کہا گیا کہ یہان اوس نے غلطی کی اور وہان اوس کی عقل چوک گئی۔ تابوت باہر آیا۔ تو اون مین سے تین شخص اٹھے۔ ایک نے کہا۔

اَلْیَوْمَ مَاتَ نِظَامُ الْمُلْکِ وَاللَّسَنِ ۔۔۔ وَمَاتَ مَنْ کَانَ یُسْتَعْدٰی عَلَی الزَّمَنِ

آج وہ شخص مر گیا جس سے ملک کا انتظام اور زبان (یعنی شعر و سخن) کو فروغ تھا۔ اور وہ مر گیا جس سے زمانہ کے مصائب کے مقابلہ مین مدد لی جاتی تھی۔

وَاَظْلَمَتْ سُبُلُ الْآدَابِ اِذْ حُجِبَتْ ۔۔۔ شَمْسُ الْمَکَارِمِ فِیْ غَیْمٍ مِنَ الْکَفَنِ

اور علم و ادب کے طریقون پر تاریکی چھا گئی۔ کیونکہ مکارم و نوازش کا آفتاب کفن کے ابر مین محجوب و مستور ہو گیا۔

دوسرے نے آگے بڑھکر یہ شعر پڑھے۔

تَرَکَ الْمَنَابِرَ وَالسَّرِیْرَ تَوَاضُعًا ۔۔۔ وَلَہٗ مَنَابِرُ لَوْ یَشَاءُ وَسَرِیْرُ

اگرچہ اوس نے منبرون کو اور سریر (دربار) کو تو اضعاً چھوڑ دیا تھا لیکن اگر وہ چاہتا تو اوسے منبر اور سریر موجود تھے

وَلِغَيْرِهِ يُجْبَى الْخَرَاجُ وَإِنَّمَا ... يُجْبَى إِلَيْهِ مَحَامِدٌ وَأَجُورُ

اوروں کیلئے زر و سیم کا اخراج لیا جاتا ہے۔ مگر اوس کے واسطے تعریف و ستایش اور اجر و ثواب (آخرت) کا خراج موجود ہے۔

تیسرے نے بھی اون کے بعد آگے قدم اوٹھایا اور کہا۔

وَلَيْسَ فَتِيقُ الْمِسْكِ رِيحَ حَنُوطِهِ ... وَلٰكِنَّهُ ذَاكَ الثَّنَاءُ الْمُخَلَّفُ

اوس کے جنازہ سے جو خوشبو آتی ہے۔ اوسے مشک کی خوشبو نہ سمجھو بلکہ یہ اوس کے اوصاف حمیدہ ہین جو پیچھے باقی رہ گئی ہین

وَلَيْسَ صَرِيرُ النَّعْشِ مَا تَسْمَعُونَهُ ... وَلٰكِنَّهُ أَصْلَابُ قَوْمٍ تُقَصَّفُ

یہ جو تم سنتے ہو جنازہ کے چلنے کی چرچراہٹ نہیں۔ بلکہ (غم و رنج سے لوگون کی) پیٹھ کی ہڈیان (یعنی دل) چٹک رہی ہین

ابوبکر جرجانی کہتا ہے۔ ابو العینا نابینا کہا کرتا تھا۔ مین نے ابن ابی دواد سے دنیا مین کسی کو زیادہ صاحب ادب نہین دیکھا۔ جب کبھی مین اوس کے پاس سے نکلتا تو یہ کبھی نہ کہتا "لڑکے ان کا ہاتھ پکڑ لے"۔ بلکہ ادب کی وجہ سے یہ کہا کرتا تھا "لڑکا ان کے ساتھ چلا جا"۔ مین اس بات کا ہمیشہ دھیان کرتا تھا۔ اوس نے کبھی اس کے خلاف نہ کیا۔ اور نہ مین نے کبھی دوسرے کو ایسے کہتے سنا۔

ابن ابی دواد کا تذکرہ (خلاف عادت) بہت بڑھ گیا۔ سبب اس کا یہ ہے کہ اوس کے محاسن و اوصاف بہت کثرت سے ہین۔ رَحِمَہُ اللہُ تعالیٰ۔

دواد بضم دال مہلہ و فتح واؤ و الف و دال مہلہ۔ ایادی بکسر الف و فتح یائے تحتانیہ و الف و دال مہلہ ایاد بن نزار بن معد بن عدنان کی طرف منسوب ہے۔

(۱) عبد ہند اور لخم دونون مین شبہ ہے۔ ابن خلکان کے نسخہ ان میں مختلف ہین۔

(۲) اصل عربی کتاب مین یہ نام ابو عبید اللہ لکھا ہوا ہے گر ابو عبد اللہ صحیح ہے۔

(۳) شہر قنسرین حلب سے جانب جنوب دس میل پر آباد تھا۔ اسلام کی ابتدائی کئی صدیون تک یہ مقام نہایت بارونق تھا جس وقت عربون نے اس ملک کو فتح کیا تھا تو حفاظت سرحد کے واسطے یہان چھاؤنی قائم کی تھی لیکن پھر اس کی آبادی گھٹنا شروع ہوئی۔ اور رفتہ رفتہ وہان کے تمام باشندے حلب کو منتقل ہو گئے۔ اب قنسرین ایک ویران و بے چراغ مقام ہے۔

(۴) یہان شام سے مراد دمشق ہے۔

(۵) واصل بن عطا معتزلی فرقہ کا بانی ہے۔ ابن خلکان نے اس کا تذکرہ لکھا ہے۔ دیکھو تذکرہ ۷۴۹۔

(۶) ابن خلکان کے مطبوعہ اور قلمی نسخون مین یہان الثانی لکھا ہوا ہے۔ مگر الثّاقِی لکھنا صحیح ہے۔

(۷) عَقَبَہ کے مقام پر رسول اللہ سے انصار نے دو مرتبہ بیعت لی تھی۔ اول مرتبہ سنہ ہجری سے ایک سال پہلے حج مین فقط بارہ آدمیون نے بیعت کی تھی۔ دوسری مرتبہ جب سنہ ہجری شروع ہوا اوس سے چند روز پہلے ذی الحجہ کے مہینے مین۔ اس مین ستر مرد اور ۲ عورتین تھین۔ یہان یہی بیعت مقصود ہے۔ اسلام مین یہ بیعت بہت بڑی چیز ہے۔ اسی بیعت سے اسلام کو استحکام و عروج حاصل ہوا۔ عَقَبَہ مکہ کے پاس ایک مقام کا نام ہے (ماخوذ از عروج الاسلام جلد ششم)

(۸) منبر پر چڑھنے کا حق اوس زمانہ مین صرف خلفا اور اون قائم مقامون کو ہوتا تھا جو خود بذات خاص مساجد مین جاکر خطبہ پڑھا کرتے اور امام ہوکر نماز پڑھاتے تھے۔ جِذع کھجور کے تنہ کو کہتے ہین۔ جب کسی شخص کو قتل کرتے تو اوس کی نعش مخلوق کو دکھانے کے لئے کھجور کے تنہ سے باندھ دیا کرتے تھے۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ زندہ آدمیون کو سزا کے طور پر اوس سے باندھکر کھڑا کر دیتے تھے۔

(۹) ابن شاکر عیون التواریخ مین لکھتا ہے کہ اِفشین فارس کے قدیمی شاہی خاندان سے تھا۔ اور سبط ابن الجوزی مرآۃ الزمان مین کہتا ہے کہ افشین کا اصلی نام حیدر بن کاؤس تھا۔ اُشرُوسَنہ کے والیون کا لقب جو ماوراء النہر کا ایک صوبہ تھا افشین ہوا کرتا تھا۔ جیسے فارس کے بادشاہون کا لقب خسرو اور رومیون کا قیصر ہوتا تھا۔

(۱۰) اس زمانہ مین سردارون کا قاعدہ تھا کہ جب کہین باہر جاتے تو گھوڑے پر سوار ہوکر جایا کرتے تھے۔

(۱۱) دیکھو تذکرہ ۲۴۳ نوٹ ۹۔

(۱۲) اوس زمانہ مین قاعدہ تھا کہ ایسے مجرمین کا قتل بادشاہ کے روبرو دربار مین ہوا کرتا تھا۔ اسواسطے ادھر ادھر خون کے گرنے اور اسباب کے بچانے کی غرض سے ایک چمڑا بچھا دیتے اور مقتول کا خون اوس مین جمع کر کے دور پھینک دیا کرتے تھے۔ اس چمڑے کو نطع کہتے تھے۔ اس نطع کی اصلی غرض تو اتنی ہی تھی جتنی ہم نے بیان کردی۔ مگر پچھلے زمانہ مین کچھ مذہبی خیال بھی اس مین پیدا ہوگیا تھا۔ قاتل خیال کرتے تھے۔ کہ اگر نطع سے باہر کسی مقتول سردار یا بادشاہ کے خون کا ایک قطرہ بھی گر پڑے گا تو اوس کا عوض لیا جائیگا۔ اور جتنے قطرہ گرینگے اوتنے ہی آدمی ہیار سے ایک ہونگے۔ اس واسطے خون کی بڑی احتیاط کرتے تھے کہ کہین کوئی قطرہ باہر نہ جا پڑے

بلکہ اس غرض کی اچھی طرح سرانجام دینے کے لئے مقتول کے فوطہ یا ایڑیون کی رگین کاٹ کر تمام بدن کا خون نکال ڈالتے تھے (از ترجمہ مروج الذہب ترجمۂ مترجم ہذا)

(۱۳) فَعَلَ اور صَنَعَ کے بعض مواقع پر عجیب وغریب معنی ہوا کرتے ہین۔ اون کے معنی بری بات یا ناروا حرکت کر بیٹھے ہوجاتے ہین۔ فَعَلْتَ وَصَنَعْتَ تو نے برا کام کیا یا ناجائز حرکت کی۔ لَاَفْعَلَنَّ لَاَصْنَعَنَّ۔ مین ایسے ایسے کرونگا یعنی سزا دونگا۔ فَعَّالَہ اوس عورت کو کہتے ہین جو برے کام کرتی یعنی رنڈی کا پیشہ کرتی ہو۔

(۱۴) اوس زمانہ مین دستور تھا کہ وزیر اور قاضی ایام مقررہ پر اپنے اپنے مکانون مین مجالس کیا کرتے تھے۔ اون مین انواع واقسام کے اہل کمال جمع ہوتے اور باہم دگر خیالات کا تبادلہ کرتے تھے۔ اس سے بہت بڑے بڑے علمی اخلاقی اور ملکی فوائد ہوتے تھے۔ اور اہل غرض کے کام نکلتے تھے۔

(۱۵) یہان متن مین لَاَعْلَمَنَّ لکھا ہے لیکن لَاُعْلِمَنَّ ہونا چاہئے۔

(۱۶) لفظی ترجمہ۔ وہ اس کی جگہ ہے۔

(۱۷) ابن ابی دواد معتزلی تھا۔ اس وجہ سے وہ قرآن کو مخلوق مانتا تھا۔ لیکن امام احمد بن حنبل کہتے تھے۔ کہ قرآن خدا کا کلام ہے۔ اور خدا کا کلام خدا کی صفت ہے۔ اور خدا کی صفات سب ازلی ہین اس واسطے قرآن مخلوق نہین۔ بلکہ ازلی ہے۔

غالباً یہ قرآن کے غیر مخلوق ہونے کا خیال مسلمانون مین نصرانیون سے لیا گیا ہے۔ نصرانی کہتے ہین۔ خدا شروع مین کلام تھا۔ اور کلام خدا کے ساتھ تھا۔ از انجیل یوحنا باب اول آیت اول۔ اور یہی وجہ تھی کہ معتزلی اس اعتقاد کو کفر سمجھتے تھے۔

(۱۸) افسر مظالم بھی قاضی کی طرح کا ہی عہدہ دار ہوتا تھا۔ مگر اوس کو ہدایتی اختیارات کے علاوہ عاملانہ اقتدار بھی حاصل ہوتا تھا۔ غالباً کوتوال کی طرح کا عہدہ تھا۔

(۱۹) وزیر کا مقصود یہ ہے۔ کہ خدا اوسے آرام سے رہنے نہ دے۔

(۲۰) ابن خلکان نے یہ شعر یہان دیدہ ودانستہ نہ لکھا ہوگا۔ کیونکہ اس کا مطلب اوپر کی بحث سے ملتا نہین ہے

(۲۱) تو تو تمام ہی نوع بشر ہے یعنی تجھ مین تمام آدمیون کی خوبیان جمع ہین۔

(۲۲) معلوم ہوتا ہے کہ یہ اون ترکی عہدہ دارون کی طرف اشارہ ہے جو معتصم باللہ کے زمانہ مین دربار ی امرا مین بکثرت داخل ہوگئے تھے۔

(۲۳) بوجھ سے مراد وہ بوجھ ہے جو شعر و سخن کی گردن پر تیرے عدل و انصاف کے مشہور کرنے کا رکھا ہوا ہے۔

(۲۴) اس شعر کے معنی جہان تک میری سمجھ مین آئے مین نے لکھدئے۔ غالباً صحیح ہونگے۔

(۲۵) دیکھو تذکرہ ۱۰ انوٹ ۱۔

(۲۶) عود کی لکڑی مین سے اوس وقت تک خوشبو نہین نکلتی جب تک جلائی نہ جائے۔

(۲۷) شروع تذکرہ مین دیکھنے سے معلوم ہوگا۔ کہ ابن ابی دواد نزار سے ہے۔

(۲۸) یَوْمَ التَّنَادِ کے معنی ہین دن آپس مین ایک دوسرے کو پکارنے کا۔

(۲۹) اَبُوْ سَقَّاْ عبداللہ بن احمد بن حرب بقول خطیب بصرہ مین پیدا ہوا اور بغداد مین رہتا تھا۔ لوگون مین اوسکی علمی لیاقت بہت اچھی تھی۔ اصمعی سا نامی گرامی شخص اوس کے اوستادون مین تھا۔ ماخوذ از تاریخ بغداد مصنفہ خطیب۔ تاریخ وفات اوس کی اس کتاب مین نہین لکھی ہے۔

(۳۰) یعنی بالکل برباد کر دیا۔

(۳۱) مامون نے خالد کو موصل کا والی کر دیا تھا۔ دیکھو تذکرہ ۷۹۱۔

(۳۲) خلیفہ وقت نام نہین لیتا بلکہ کنیت کے ساتھ خطاب کرتا ہے جو نہایت دوستی کی علامت ہے۔

(۳۳) ابن الزَّیَّات کے معنی ہین زیت فروش یا تیلی کا بیٹا۔

(۳۴) ابن الزَّیَّات ۲۳۳ھ مین مرا ہے۔ دیکھو تذکرہ ۷۶۶۔

(۳۵) اوس زمانہ کا دینار آج کل کے حساب سے گیارہ شلنگ انگریزی کے برابر ہے جس کے کوئی سوا آٹھ روپیہ چہرہ دار ہوتے ہین۔

(۳۶) ابن ابی دواد نے اس شخص کے ساتھ اپنی خوشحالی کے زمانہ مین کبھی اچھا سلوک نہ کیا تھا۔ اس سبب سے اوسے غیرت آئی کہ جس کے ساتھ مین نے اچھا سلوک نہ کیا ہے اوس کا ایسے وقت مین احسان لینا نالائقی کی بات ہے۔

تمت

یہان جلد اول ختم ہوئی اس کے بعد دوسری جلد مین سب سے اول تذکرہ نمبر ۳۲ حافظ ابو نعیم محدث کا ہے

مولوی سید سلیمان صاحب پروفیسر عربی لٹریچر دار العلوم ندوۃ العلما نے جن کی تعریف مین صرف اسی قدر کہنا کافی ہے کہ خداوند تعالیٰ ہماری قوم مین اور ایسے ہی علما پیدا کرے ہماری اس تاریخ اور اوس کے مصنف کے کچھ حالات لکھے ہین اون کو بھی ہم ذیل مین ہدیۂ ناظرین کرتے ہین۔

ابن خلکان اور تاریخ ابن خلکان

کے حالات خود تاریخ ابن خلکان سے

ایک مدت سے ابن خلکان پر ریویو لکھنے کا ہمارا ارادہ تھا۔ چنانچہ اسی غرض سے ابن خلکان کا جو نسخہ ہمارے مطالعہ مین تھا اس کے حاشیہ پر جا بجا ابن خلکان کے متعلق یادداشت لکھتے جاتے تھے۔ لیکن اب تک وہ یادداشتین بالکل پریشان و غیر مرتب تھین۔ ماہ گذشتہ مین موسیو بیک گگن ڈی اسلین کا ابن خلکان پر ریویو (۱) دیکھ کر دل مین ایک جدید تحریک پیدا ہوئی۔ اس تحریک کے اثر سے جو کچھ ہوا وہ

(۱) انگریزی مترجم کے دیباچہ اول کا ترجمہ جو اس جلد کے شروع مین چھاپا گیا ہے مولوی شبلی صاحب نعمانی نے جن پر عربی دانی اور ذہن خداداد کے لحاظ سے ہندوستان جس قدر فخر کرے بجا ہے جس وقت وہ حیدرآباد آئے تھے تو میرے پاس دیکھا تھا۔ اور اوس کے ایک حصہ کی نقل لے کر جو اس جلد مین صفحہ ۹ سے ۲۴ تک چھپا ہے ذیل کی تمہید لکھ کر اپنے رسالہ الندوہ مین چھاپا تھا۔ یہاں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

ابن خلکان اور یورپ

آپ کے سامنے ہے، ناظرین کو اس مین ابن خلکان کے وہ واقعات نظر نہ آئین گے، جو بعض دوسرے تذکرون مین موجود ہین، کیونکہ اس مضمون مین اس کا التزام کیا گیا ہے کہ کوئی واقعہ تاریخ ابن خلکان سے باہر کا نہو اس لئے اُن کو قصداً نظر انداز کر دینا پڑا۔

مسلمانون نے فن تاریخ کو جس حیثیت تک ترقی دی اس کی تفصیل کا یہ موقع نہین اس کیلئے الگ ایک بسیط مضمون کی ضرورت ہے۔ لیکن تاہم تناسب تمہید کے لئے، ہمکو یہ بتانا چاہیئے کہ ابن خلکان تک تاریخ کا کس قدر سرمایہ موجود تھا۔ اور باوجود اس سرمایہ کے ابن خلکان کو ایک جدید تالیف کی کیون ضرورت محسوس ہوئی۔؟

لوگون کو یہ سنکر حیرت ہوگی کہ آج عربی کی جس قدر اہم اور مفید اور اعلیٰ درجہ کے تصنیفات ہین عموماً یورپ کی شائع کردہ ہین یعنے یورپ نے سب سے پہلے ان کے متعدد نسخہ فراہم کئے۔ اون کی تصحیح کی۔ اون پر نوٹ چڑہائے۔ اور اونکو چھاپ کر شائع کیا۔ اسکی تفصیل پوری ایک آرٹکل کی محتاج ہے۔ اسلئے اس موقع پر ہم اسکو قلم انداز کرتے ہین۔ یہان یہ کہنا ہے۔ کہ ابن خلکان جو تاریخ کی مشہور کتاب اور گھر گھر مین پھیلی ہوئی ہے سب سے پہلے اس کو فرانس کے ایک فاضل مانسیو میگ گلن ڈی اسلین نے ۱۸۶۳ء مین جس کو آج چالیس برس ہوئے تصحیح کرکے چھاپا۔ مصر وغیرہ کے نسخہ سب اسی کی نقلین ہین۔

یہ کتاب بیسیون دفعہ چھپ چکی ہے لیکن آج تک اس کے متعلق ریویو کا کسی نے ایک حرف نہ لکھا جس سے ظاہر ہوتا کہ تاریخی کتابون مین اسکا کیا درجہ ہے۔ اور اس کی کیا خصوصیات ہین۔ لیکن ایک فرانس کے فاضل نے اس کتاب پر نہایت تفصیلی ریویو لکھا۔ اور اصل کتاب کا انگریزی مین ترجمہ بھی کرکے شائع کیا۔

مین جس زمانہ مین حیدرآباد مین ناظم سررشتہ علوم و فنون تھا۔ اس محکمہ مین مولوی عبد الغفور خان صاحب (مترجم تاریخ کامل ابن الاثیر) بھی ملازم تھے وہ عربی کے ساتھ انگریزی بھی جانتے ہین۔ مین نے اون کو رائے دی کہ وہ ابن خلکان کا اردو مین ترجمہ کرین اور فرانسیسی مترجم نے جو ریویو لکھا ہے اوس کا ترجمہ بھی ابتدا مین شامل کردین۔ اونھون نے کتاب کا ترجمہ کرلیا ہے اور اونکا ارادہ ہے کہ اوس کے ٹکڑے کرکے اوس کو ماہوار شائع کرین۔

ہم آئندہ مین اس دیباچہ کا ترجمہ درج کرتے ہین جو فرانسیسی مترجم نے اصل کتاب پر لکھا ہے اس سے اندازہ ہوگا کہ یورپ کے فضلا کس نکتہ سنجی اور دقیق النظری سے کتابون پر نظر ڈالتے ہین بخلاف اس کے ہم لوگ تمام عمر ایک کتاب کو پڑھتے ہین لیکن ہماری نظر ہمیشہ سطح پر گذر کر رہ جاتی ہے۔

مسلمانون کی انتھائی علمی ترقی کا زمانہ چھٹی ساتوین صدی ہے، اس وقت تاریخ کا اتنا سرمایہ وجود مین آچکا تھا جو ابن خلکان جیسی کتاب کی تالیف کے لئے کافی تھا۔ آج جو کتابین اُمہات تاریخ ہین، اور عربی لٹریچر کی جان ہین، ساتوین صدی تک وہ بیشتر تالیف مین آچکی تھین، ساتوین صدی کی ابتدا مین ابن خلکان پیدا ہوا، اسکو نظر آیا کہ اس وقت تک تاریخ کی جتنی کتابین موجود ہین وہ عموماً یک رخی ہین یعنی اون مین عموماً یا تو سلاطین، خلفا، امرا، سیاست، بغاوت، فتوحات اور غزوات وجنگ کے فسانے ہین، یا علمار کے تذکرے ہین یا شعرا کے قصے ہین، کوئی ایسا جامع تاریخی مرقع اس کا نظر نہین آیا جس مین، سلاطین، علما، شعرا، امرا، غرض ہر طبقہ کے صاحب کمالون کی تصویرین موجود ہون اسلئے ابن خلکان کو ایک جدید تاریخ کی ضرورت محسوس ہوئی جو جامعیت کی بنا پر ہر قسم کے لوگون کے حالات کا گلدستہ ہو۔

تصنیف سے پہلے مصنف کا حال جاننا چاہئے، ابن خلکان سے پہلے مصنفین کا دستور یہ تھا کہ یا تو وہ اپنی تصنیف مین اپنے حالات سے بالکل اعتنا نہین کرتے تھے یا اپنی تصنیف مین اپنے کل حالات ایک جگہ قلمبند کر دیتے تھے۔ چنانچہ عبدالغافر فارسی نے تاریخ نیشاپور مین یاقوت حموی نے معجم الادبا مین، لسان الدین خطیب نے تاریخ غرناطہ مین، حافظ تقی الدین نے تاریخ مکہ مین ابن حجر نے تاریخ قضاۃ مصر مین ابوشامہ نے الروضتین مین، ابن خلدون نے دیوان العبر مین، سیوطی نے محاضرہ مین، اپنے حالات خود اپنے قلم سے لکھے ہین، اگر اس مین شک نہین کہ آٹو بایوگرافی کے قاعدہ سے اپنی تصنیف مین اپنے حالات کا خود اضافہ کرنا نہایت موزون ہے۔ لیکن اس مین نقص یہ ہے کہ اس سے مصنف کی نخوت اور خود پسندی کی بو آتی ہے یعنی مصنف خود کو بھی اس قابل سمجھتا ہے کہ صاحب کمالون کی صف مین کھڑا ہو سکے۔

لیکن اگر اپنے حالات کا وہ بالکل تذکرہ نہ کرے تو بڑی دقت یہ پیش آتی ہے کہ اپنے بقائے نام مین اسکو دوسرون کا دست نگر ہونا پڑتا ہے اور گو اس کی تصنیف تمام دنیا مین چھا جاتی ہے، لیکن وہ خود عالم شہرت سے معدوم ہوجاتا ہے اخوان الصفا کے رسائل نے اپنے مضامین سے علمی دنیا کو متحیر کر رکھا ہے۔ لیکن ان کے مصنفین کے نام دنیا سے بالکل ناپید ہوگئے ہین، دنیا یعقوب کندی کو فیلسوف عرب کے نام سے پکارتی ہے، تاریخ مین اس کی سیکڑون تصنیفات کے نام ملتے ہین اس وقت بھی

اس کی متعدد تصنیفات موجود ہین، لیکن اس کے حالات پر گمنامی کا پردہ پڑا ہوا ہے، ابومنصور ماتریدی
مسلمانون مین ایک فرقہ کے امام ہین صاحب تصنیفات ہین لیکن ان کے تفصیلی سوانح زندگی سے
دنیا بالکل ناواقف ہے،

(۱) ابن خلکان نے ان دونون خوفناک رستون کو چھوڑ کر ان دونون کے بیچ مین ایک تیسری راہ اختیار
کی ہے، اُس نے نہ تو اپنے حالات یک قلم انداز کر دیئے، ورنہ اپنے حالات یکجائی کتاب کے
کسی حصہ مین شامل کر دیئے بلکہ اُس نے جابجا مناسب موقع سے تمام کتاب مین اپنے حالات بکھیر دئے
اور صرف اپنے حالات بلکہ، وجہ تالیف، صورت تالیف، خصوصیات تالیف، تاریخ ابتدا، تاریخ
اختتام، مدت تصنیف، ہر قسم کے معلومات اس نے اپنی کتاب مین جمع کر دیئے، تصنیف کی اصلی
خوبی یہ ہے کہ اس مین مصنف کی تصویر نظر آئے، اور جب پڑھنے والا کتاب ختم کرے تو وہ صرف تصنیف
کے متعلق اپنی رائے قایم نکر سکے بلکہ مصنف کے متعلق بھی، یہ خصوصیت جسقدر ابن خلکان مین
پائی جاتی ہے کسی اور تصنیف مین نہین پائی جاتی ہم ذیل مین ابن خلکان کے وہ حالات جو خود اس
کی کتاب سے معلوم ہوتے ہین بیان کرتے ہین۔

نام و نسب و ولادت احمد نام ابوالعباس کنیت، شمس الدین لقب، سلسلۂ نسب یہ ہے احمد بن محمد بن ابراہیم بن
ابی بکر، ابن خلکان بعض لوگون نے ابن خلکان کا نسب خاندان برامکہ سے ملایا ہے. لیکن ہمارے خیال
مین یہ بالکل غلط ہے، ابن خلکان کی عام عادت یہ ہے کہ جب وہ اپنی کتاب مین کسی ایسے شخص کا تذکرہ
کرتا ہے جس سے اس کو ذرا بھی تعلق ہوتا ہے تو وہین پر فوراً وہ اپنے تعلق کا بھی اظہار کر دیتا ہے،
ارکان برامکہ کا اُس نے بیسون جگہ تذکرہ کیا ہے مگر ایک جگہ بھی اس نے یہ دعوے نہین کیا ہے کہ
اوس کا سلسلۂ نسب خاندان برامکہ تک پہونچتا ہے۔

ابن خلکان کے والد محمد ایک نامور فاضل تھے، ابن خلکان نے گو اُن کے حالات نہین لکھے، مگر ابن خلکان
کے متفرق مقامات سے قیاس ہوتا ہے کہ محمد اپنے وقت کے مشہور فاضل تھے، کیونکہ اُن کے حلقۂ
احباب مین امام کمال الدین فقیہ علامہ اثیر الدین مصنف تاریخ کامل، علامہ ابن شداد قاضی حلب، ابوبکر
ماہانی جیسے نامور علمار داخل تھے، ملک معظم مظفر الدین، بن زین الدین شہر اربل کا امیر تھا، سلطان
صلاح الدین کی بہن ربیعہ خاتون جس نے حنبلیون کے لئے کوہ قاسیون کے دامن مین ایک مدرسہ

بنوایا تھا، ملک معظم سے بیاہی گئی تھی، ملک معظم جود و کرم مین یکتا تھا، لیکن اس کا ابر کرم دنیا پر ایک عجیب و غریب انداز سے برسا، چار خانقاہین بنوائین، ایک شفاخانہ بنوایا جہان روز نو وجا کر ایک ایک بیمار کی حالت پوچھتا تھا، مہمان خانہ، نابینا خانہ، دار المساکین، بیوہ خانہ اور ایک یتیم خانہ بنوایا، جہان شیر خوار بچون کے لئے دائیان نوکر رہتی تھین، اسی ضمن مین اس نے اربل مین ایک بہت بڑا مدرسہ بھی قایم کیا تھا، جس مین حنفی اور شافعی دونون فرقون کے فقہا درس دیتے تھے خود ملک معظم روز درس مین حاضر ہوتا تھا، ابن خلکان کے والد محمد اس مدرسہ کے متولی تھے، اور اخیر عمر تک متولی رہے، دوشنبہ ۲۲ شعبان سنہ ۶۱۰ھ مین یہین وفات پائی، ابن خلکان اسی اربل کے مدرسہ مین روز جمعہ بعد نماز عصر ۱۱ ربیع الآخر سنہ ۶۰۸ھ مین پیدا ہوا تھا، اس لئے باپ کے انتقال کے وقت ابن خلکان کل دو برس چار مہینے دو دن کا تھا، ابن خلکان اربل کے مدرسہ مین پیدا ہوا تھا اس بیان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بڑے بڑے اسلامی مدارس مین بورڈنگ کے ساتھ اساتذہ کے رہنے کے لئے جو مکانات ہوتے تھے ان مین زنانخانے بھی ہوتے تھے۔

تعلیم ابن خلکان اپنے والد کے انتقال کے بعد بھی اربل مین رہا اور وہین نشو و نما پا کر ابتدائی تعلیم حاصل کی، ابن خلکان کے والد محمد کے انتقال کے ڈیڑھ ماہ کے بعد، شوال مین احمد بن کمال الدین مدرسہ کے متولی مقرر ہوئے، احمد بن کمال ایک مشہور فاضل تھے، پہلے موصل مین رہتے تھے اور اب اس عہدہ کی وجہ سے اربل چلے آئے تھے اور اربل کے مدرسہ مین سات برس تک رہے ۶۱۷ھ مین قاہرہ چلے گئے اور وہان کے مدرسہ مین مدرس ہو گئے ۶۲۲ھ مین وفات پائی۔ ابن خلکان علامہ احمد کے درس مین شریک ہوا کرتا تھا، لیکن اس وقت ابن خلکان کی عمر سات آٹھ سال سے زائد نہو گی، ابن خلکان نے ایک جگہ لکھا ہے کہ مین نے حدیث کی سند ۶۱۰ھ مین زینب بنت شعری سے حاصل کی ہے زینب بنت شعری علم حدیث کی ایک فاضل عورت تھی جس کو امام عبد الغافر فارسی اور علامہ زمخشری کا شرف تلمذ حاصل تھا، لیکن یہ کسی طرح درست نہین ہو سکتا ۶۱۰ھ مین تو ابن خلکان صرف تین برس کا تھا اور ۶۱۵ھ مین زینب نے وفات پائی ہے، ممکن ہے کہ سنین کی غلطی ہو۔

ابن خلکان ایک مدت تک اربل مین رہا، بخاری شریف شیخ ابو جعفر محمد بن ہبۃ اللہ سے ۶۲۱ھ مین پڑھی تھی، اس وقت ابن خلکان، تیرہ چودہ برس کا تھا، شیخ ابو جعفر علامہ ابو الوقت مدرس نظامیہ

بغداد کے شاگرد تھے، دس گیارہ برس کے سن مین ابن خلکان کو ادب کا اچھا مذاق پیدا ہو گیا تھا ۶۱۹ھ مین بعض شعرا اسکو اپنا شعر سناتے تھے اور یہ اکثر اُسی شعر کی تعریف کرتا تھا، جس مین کوئی حلاوت ہوتی تھی ۶۲۵ھ مین ابن خلکان نے فقہ و علم خلاف کی طرف توجہ کی، اثیر الدین ابہری جو ساتوین صدی کی ایک مشہور علامہ ہین اور جن کی متن میبذی اب تک عربی مدارس کے نصاب تعلیم مین داخل ہے ۶۲۵ھ مین جب وہ موصل سے اربل آئے اور دار الحدیث مین قیام کیا تو ابن خلکان نے ان سے علم خلاف کی تعلیم حاصل کی، یہ آخری سال ہے کہ ابن خلکان اربل مین مقیم ہے، رمضان ۶۲۶ھ مین ابن خلکان نے اربل چھوڑکر حلب کی طرف رخ کیا،

سلطان صلاح الدین کے انتقال کے بعد جب سلطان کے بیٹون مین ملک کی تقسیم ہوئی تو حلب ملک الظاہر کے حصہ مین آیا، پہلے حلب کے قاضی زین الدین ابو البیان تھے، لیکن ملک کی علمی ترقی کی طرف، ان کو مطلق توجہ نہ تھی، ملک الظاہر نے قاضی زین الدین کو معزول کرکے ۵۹۱ھ مین قاضی ابو المحاسن ابن شداد مصنف سیرت صلاح الدین کو قضارت حلب پر ممتاز کیا، ابن شداد نے ملک کی علمی حالت کی طرف توجہ کی اور حلب مین بہت سے علمی مدارس قایم کئے، تمام ملک سے علمار بلوائے اور انکو درس و تدریس کی خدمت سپرد کی، طلبہ کے لئے دار الاقامہ بنوائے، اُن کیلئے وظائف جاری کئے، یہ خبر جب تمام شہرون مین پھیلی تو ہر طرف سے علمار اور طلبار نے، حلب کی طرف رخ کیا ابن خلکان اب تک اربل ہی مین تعلیم حاصل کر رہا تھا۔ حلب کی علمی شہرت جب اس کے کانون تک پہونچی تو اس نے بھی حلب کا قصد کیا، ابن شداد اور ابن خلکان کے والد مین غایت درجہ کی محبت تھی اس لئے ابن خلکان کو حلب جانے کی اور زیادہ ہمت ہوی رمضان ۶۲۶ھ مین ابن خلکان اپنے بھائی کے ساتھ حلب روانہ ہوا، ملک معظم امیر اربل نے ابن شداد کے نام ان دونون کو ایک سفارشی خط بھی لکھ کر دے دیا تھا، جس کا کچھ مضمون ابن خلکان نے نقل کیا ہے،

”اُن دونون لڑکون کے ساتھ جو کرنا لازم ہے اس سے تم خوب واقف ہو کیونکہ یہ دونون ہم دونون کے بھائی کے لڑکے ہین، اس لئے مجھے کچھ زیادہ لکھنے کی ضرورت نہین ہے وغیرہ وغیرہ“۔

ابن خلکان کے اس بھائی کا نام جس کا اس نے یہان تذکرہ کیا ہے، غالباً ضیار الدین عیسیٰ ہے جیسا کہ ایک موقع پر اس نے ذکر کیا ہے، ضیار الدین عیسیٰ اور ابن خلکان جب اربل سے نکلے تو ایسا معلوم

ہوتا ہے کہ ضیاء الدین سیدھا حلب چلا آیا، اور ابن خلکان موصل وغیرہ شہرون مین ٹھیرتا ہوا، حلب پہنچا، کیونکہ اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ ضیاء الدین اور ابن خلکان ساتھ ہی اربل سے نکلے، مگر ابن خلکان نے جہان حلب پہنچنے کا ذکر کیا ہے وہان لکھا ہے کہ "میرا بھائی مجھ سے کچھ دن پہلے حلب پہنچ چکا تھا، اس کے علاوہ رمضان ۶۲۶ھ مین وہ اربل چھوڑ کر حلب پہنچا ہے، بعض دوسرے شہرون مین بھی اوس نے قیام کیا ہے، علامہ کمال الدین فقیہ کے حالات مین لکھتا ہے کہ مین نے رمضان ۶۲۶ھ مین موصل مین اُن کی زیارت کی تھی، اور چند مرتبہ اُن کے پاس حاضر ہوا تھا کیونکہ ان مین اور والد مرحوم مین بہت لطف محبت تھا، لیکن افسوس ہے کہ سفر کی جلدی مین مین علامہ سے کچھ حاصل نہ کر سکا،

ابن خلکان موصل وغیرہ مین ٹھیرتا ہوا اور علماء سے ملتا ملاتا ذی قعدہ ۶۲۶ھ مین حلب پہنچا قاضی ابن شداد ابن خلکان اور ضیاء الدین دونون بھائیون سے بڑے تپاک سے ملے اور اُن کی بڑی خاطر داری کی، مدرسہ مین بڑے لڑکون کے ساتھ جگہ دی اور ان دونون بھائیون کے لئے اعلیٰ وظیفہ مقرر کر دیا اس بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلامی درسگاہون مین چھوٹے اور بڑے لڑکون کے لئے الگ الگ دار الاقامے ہوتے تھے اور نیز یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ وظائف حسب حیثیت مختلف مدارج کے مقرر کئے جاتے تھے،

قاضی ابن شداد اپنے مدرسہ مین خود پڑہاتے تھے، لیکن جب ابن خلکان پہنچا ہے تو وہ ضعیف ہو چکے تھے، اس لئے اُنھون نے طلباء کے درس و تدریس کے لئے چار مدرس اور بڑہا لئے تھے ان مدرسون مین ایک شیخ جمال الدین ابو بکر ماہانی بھی تھے جو ابن خلکان کے ہموطن اور اس کے والد کے ہمدرس تھے اسی تقریب سے ابن خلکان نے ماہانی سے پڑھنا شروع کیا، لیکن شوال ۶۲۷ھ مین ان کا انتقال ہو گیا اُن کے بعد ابن خلکان نے امام نجم الدین ابن الخباز، مدرس مدرسہ سیفیہ سے تعلیم حاصل کی امام غزالی کی وجیز باب الاقرار تک اُن سے پڑھی، اور ادب کی تعلیم شیخ موفق الدین ابن الصائغ المتوفی ۶۴۳ھ سے حاصل کی، علامہ ابن الصائغ مدرسہ رواحیہ مین مدرس ادب تھے، نماز ظہر سے نماز عصر کے بعد تک وہ جامع مسجد مین ادب کا درس دیتے تھے، ابن خلکان نے عام طلباء کے ساتھ بھی شرکت کی اور الگ بھی علامہ موصوف سے ابن جنی کی کتاب اللمع پڑھنی شروع کی، کتاب کا اکثر حصہ ہو چکا تھا

لیکن ختم نہو سکی۔

حافظ زکی الدین عبد العظیم منذری سے بھی ابن خلکان نے تعلیم حاصل کی ہے اور غالباً تاریخ کی تعلیم حاصل کی ہوگی، ابن خلکان نے علامہ عزالدین ابن اثیر مصنف تاریخ کامل سے بھی استفادہ کیا ہے ۶۲۶ھ مین جب ابن خلکان حلب پہنچا ہے، تو ابن اثیر وہان موجود تھا۔ علامہ ابن اثیر جب تک حلب مین رہے ابن خلکان برابر ان کی مجلس مین حاضر ہوا کیا ۶۲۷ھ مین علامہ موصوف دمشق چلے گئے ۶۲۸ھ مین جب وہ پھر حلب مین آئے تو ابن خلکان نے پھر ان کی مجلس مین حاضر ہونا شروع کیا، لیکن اس مرتبہ حلب مین ابن اثیر کا قیام بہت کم رہا ابن خلکان نے اس کی تصریح نہین کی کہ ابن اثیر سے اس نے کس چیز کی تعلیم حاصل کی غالباً تاریخ وانساب کی تعلیم حاصل کی ہوگی کیونکہ علامہ عزالدین ابن اثیر کو زیادہ تر انہین علوم کا مذاق تھا، خود ابن خلکان بھی تاریخی حوالون مین اثیر الدین کو شیخنا (ہمارا استاد) کہتا ہے،

ابن الجرانی، علم ادب ولغت کا استاد تھا، جامع حلب مین وہ ادب ولغت کا درس دیا کرتا تھا، ابن خلکان نے ابن الجرانی سے لغت کے ایک قاعدہ کے سوا، کچھ اور حاصل نہین کیا،

کمال | ابن خلکان حلب مین آٹھ برس آٹھ مہینے رہا رمضان ۶۲۶ھ مین حلب آیا تھا اور جمادی الثانی ۶۳۴ھ مین اس نے حلب چھوڑا اوس وقت ابن خلکان کی عمر ستائیس اٹھائیس سال کی تھی، حلب سے نکلکر ابن خلکان مصر روانہ ہوا یہ نہین کہا جا سکتا کہ اس آٹھ نو سال کے عرصے مین ابن خلکان حلب سے باہر نہین نکلا ۶۳۳ھ مین وہ دمشق گیا تھا اور وہان وہ ایک ریاضی دان سے ملا تھا جو علامہ کمال الدین فقیہ کا بہت ثنا خوان تھا۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابن خلکان کا تعلیمی زمانہ یہین حلب مین ختم ہوگیا تھا کیونکہ حلب کے بعد اس نے پھر اپنی تعلیمی حالات کا ذکر نہین کیا ہے۔ بلکہ ایک جگہ اوس نے اپنے زمانۂ تعلیم کا خواب بھی دیکھا ہے تو وہ بھی حلب ہی کے متعلق تھا، وہ لکھتا ہے کہ ۶۳۶ھ مین مین اسکندریہ مین تھا، اور پانچ مہینے مین وہان ٹھیرا، اس سفر مین کامل مبرد اور عقد الفرید ابن عبد ربہ میرے مطالعہ مین تھی، عقد الفرید مین ایک باب "اغلاط شعرا" کا ہے اوسمین ابن عبد ربہ نے لکھا ہے کہ ابو نواس کا ایک شعر ہے۔

وما لبکر بن وائل عصم　　الا بحمقاۂما وکاذبہا

مبرد نے کامل مین لکھا ہے کہ ابونواس نے اس شعر مین غلطی کی ہے، کیونکہ حمقاء سے ابونواس کی مراد ہنبقہ قیس ہے، اور ہنبقہ عورت نہین مرد تھا، اس لئے حمقاء نہ چاہئے بلکہ احمق چاہئے حالانکہ اس مین ابونواس کی غلطی نہین ہے بلکہ خود مبرد کی غلطی ہے حمقاء سے ابونواس نے دغہ کو مراد لیا ہے، جو حماقت مین ضرب المثل تھی، اور دغہ چونکہ عورت تھی اس لئے ابونواس نے حمقاء کہا

اس اعتراض وجواب کے مطالعہ کے چند روز کے بعد مین نے خواب مین دیکھا کہ گویا مین حلب مین قاضی ابن شداد کے مدرسہ مین ہون۔ نماز ظہر پڑھنے کو مسجد مین گیا ہون، نماز پڑھکر جب پلٹا تو دیکھتا ہون کہ ایک شخص آخر صف مین بیٹھا ہے، لوگون نے کہا مبرد ہے، مین نے سلام کرکے کہا کہ آجکل مین آپ کی کتاب کامل دیکھ رہا ہون، مبرد نے کہا کہ تم نے میری تصنیف الروضہ بھی دیکھی ہے مین نے کہا نہین، مبرد نے کہا چلو مین تمکو دکھاؤن، اس کے بعد میرا ہاتھ پکڑے ہوئے اپنے کمرے مین لیگیا اور وہان کتابون کا ایک انبار لگا ہوا تھا اس مین سے الروضہ نکال کر مجھے دکھائی مین نے کہا کہ آپ نے کامل مین ابونواس کی غلطی نکالی ہے۔ حالانکہ اُس مین خود آپکی غلطی ہے، مبرد اسکو سُنکر خاموش ہوگیا اور دانت سے اپنی اُنگلی دبالی اس کے بعد مین جاگ اُٹھا۔

اس واقعہ سے یہ نتیجہ نکالنا مقصود ہے کہ ابن خلکان کو علم لغت وادب سے ایک فطرتی دلچسپی تھی یہانتک کہ معمولی حالات کو چھوڑکر خواب مین بھی اس کو اسی قسم کے واقعات نظر آتے ہین، ابن خلکان کو علم عروض مین بھی بڑا کمال حاصل تھا، ابوالعلاء معری نے چند شعر لکھے ہین جن کا وزن و بحر ایسا انتخاب کیا ہے کہ وہ بالکل نثر معلوم ہوتے ہین اور اونکے قافیے ایسے رکھے ہین کہ قافیے معلوم نہین ہوتے اور نثر کی طرح اون کو لکھا بھی ہے، اکثر علماے عروض انکو حل نہین کرسکتے مگر جب ابن خلکان کے سامنے وہ عبارت پیش کی گئی تو اوس نے تقطیع کرکے ایک ایک مصرعہ اور قافیہ اوس کا الگ الگ کر دیا۔

ابن خلکان کا علمی تبحر اور کمال علمی اس سے معلوم ہوتا ہے، کہ وہ اپنی تاریخ مین کوئی لغت، ضرب المثل، مسئلہ نسب، شہر، شعر ایسا نہین چھوڑتا، جس کو وہ حل نہین کر دیتا، اکثر مقامات پر اُس نے ابن اثیر اور سمعانی وغیرہ تک کی غلطیان بتائی ہین، اس کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ کسقدر وسیع النظر تھا، ایک موقع پر اُس نے خلیب حصکفی کے شعر پر اصلاح دی ہے۔ اور حق یہ ہے کہ

نہایت عمدہ اصلاح ہے اور یہ خطیب وہ ہے کہ عماد کاتب جیسے لوگ اس کی ملاقات کے مشتاق رہتے تھے

عہدۂ قضا | ابن خلکان کو غرور و افتخار سے اسقدر نفرت تھی کہ اُس نے پوری کتاب مین کہین نہین لکھا ہے کہ مین مصر کا قاضی تھا، جہان کہین اُسے مجبوراً کہنا بھی پڑا ہے وہان اوس نے دبی زبان مین یہ کہا ہے کہ مین قاہرہ مین اپنے اشغال مین مصروف تھا یا مصر مین قضایا او احکام دین کے فیصلے میرے متعلق تھے، بہرحال یہ معلوم ہو چکا ہے کہ ۶۳۵ھ مین وہ مصر گیا، وہان اُس کا کیا شغل تھا معلوم نہین، ۶۵۸ھ مین وہ مصر کی قضارت پر ممتاز تھا۔ ۷ شوال ۶۵۹ھ مین وہ سلطان کے ساتھ دمشق گیا اور ۷ ذیقعدہ ۶۵۹ھ مین وہ دمشق پہنچکر وہان کا قاضی ہو گیا، دس برس کے بعد ۸ ذیقعدہ ۶۶۹ھ مین وہ پھر مصر کا قاضی ہو گیا۔

سفر و اقامت | ابن خلکان اربل مین ۶۰۸ھ مین پیدا ہوا تھا۔ اٹھارہ اُنیس برس تک وہ اربل مین رہا، ۶۲۶ھ مین وہ اربل سے حلب آیا راستہ مین وہ موصل مین بھی ٹھیرا تھا یہان اُسنے ابو تمام اور عزالدین بن زنگی کی قبر کی زیارت بھی کی۔ حلب مین وہ کچھ کم نو برس رہا اس اثنا مین ۶۳۳ھ مین وہ دمشق بھی گیا تھا اور ۶۳۵ھ مین وہ حلب سے مصر چلا گیا، ۶۳۶ھ مین وہ اسکندریہ مین تھا اور پانچ مہینے وہ وہان رہا۔ ۶۳۷ مین وہ قاہرہ مین تھا ۶۵۹ھ مین وہ سلطان بیبرس کے ساتھ قاہرہ سے دمشق چلا گیا اور دمشق مین کامل دس برس رہا ۶۶۹ھ مین وہ پھر قاہرہ چلا آیا، ۶۸۰ھ مین وہ دمشق مین موجود تھا دمشق مین وہ سلطان صلاح الدین کی قبر پر بھی گیا تھا۔

معاصرین اور علمی صحبتین | جن باکمالون کے نام آج افق شہرت پر سب سے زیادہ روشن ہین انکے حالات زندگی کا ایک ایک حرف پڑھو ہر جگہ نظر آئیگا کہ وہ علمی ذخیرون سے پلکر اُٹھے ہین، اساتذہ کے سامنے معمولی کتابون کو پڑھ لینے سے وہ علمی صحبتون کو زیادہ مغتنم سمجھتے تھے، اہل کمال کی مجلسون مین ارادتمندی کے ساتھ شریک ہونا خود آئندہ کے فضل و کمال کی شہادت ہے۔

ابن خلکان لڑکپن سے علمی مجلسون کا شائق تھا، اربل مین جب وہ چھ سات برس سے زیادہ کا نہ تھا احمد بن کمال کے درس مین شریک ہوتا تھا، گو ابن خلکان ابن کمال کے علمی نکات کو اوس وقت کیا سمجھ سکتا تھا، مگر پھر بھی ابن خلکان، ابن کمال کی قوت تقریر اور صفائی بیان کی تعریف کرتا ہے، ابن کمال نے تنبیہ کی ایک شرح لکھی ہے اور اس مین سلیمان بن مظفر مفتی مدرسۂ نظامیہ کے حواشی

نقل کئے ہین وہ حواشی ابن خلکان ہی کے نسخہ سے منقول ہین۔

۶۲۵ھ مین علامہ اثیر الدین ابہری اربل آئے تھے ابن خلکان برابر انکی مجلسوںمین شریک رہتا تھا۔ تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ ۶۲۶ھ مین جب ابن خلکان اربل سے حلب روانہ ہوا ہے تو رستہ مین وہ موصل مین بھی ٹھہرا ہے۔ غالباً موصل کا قیام صرف اس لئے تھا کہ علامہ کمال الدین کا فیض صحبت بھی اٹھاتا چلے، علامہ کمال ساتوین صدی کے مفاخر اسلام مین تھے، علما کا بیان ہے کہ ہیئت، ہندسہ، اقلیدس، فقہ وحدیث وغیرہ چوبیس فنون مین علامہ کمال کو مجتہدانہ رتبہ حاصل تھا، تورات، وانجیل مین اسقدر کمال تھا کہ عیسائی اور یہودی تک انسے تورات وانجیل پڑہنے آتے تھے۔ غیر قومون کا بیان تھا کہ ہماری مذہبی کتابون مین جتنی اس شخص کو واقفیت ہے خود ہمارے علما کو نہین ہے۔ یہ کیونکر ہوسکتا تھا کہ ابن خلکان موصل سے گزرے اور اس باکمال کی زیارت نکرے، چنانچہ وہ موصل مین ٹھیرا اور رجب تک وہان رہا علامہ کمال کی مجلس مین شریک ہوتا رہا، ابن خلکان کو اس کا افسوس ہے کہ مین جلدی مین علامہ کمال سے کچھ تعلیم حاصل نہ کرسکا۔

شواء حلبی، حلب کا ایک مشہور شاعر اور ادیب تھا، جسنے بڑے بڑے اساتذۂ ادب سے فیض صحبت اٹھایا تھا۔ ابن خلکان جب حلب پہنچا تو شواء حلبی علامہ ابن الجبرانی کے حلقۂ درس مین شریک تھا چند سال تک ابن خلکان شواء سے تعارف نہ پیدا کرسکا لیکن اتحاد مذاق نے ۶۳۳ھ مین دونون کو ایک جگہ جمع کردیا ۶۳۳ھ سے ۶۳۵ھ تک جبتک شواء زندہ رہا، برابر ابن خلکان اور شواء علمی مجالس مین بیٹھکر باہمین علمی تذکرے کرتے تھے، شعر وشاعری کا برابر ذکر رہتا تھا۔ ایک مرتبہ ابن عنین دمشقی کے اس شعر کا ذکر تھا جس مین اُس نے ابن مارہ کی ہجو کی ہے۔

مال ابن مارتہ دونہ لعفاتہ خرط القتاد وونال الفرقد

مال لزوم الجمع یمنع صرفہ فی راحۃ مثل المنادی المفرد

شاعر کا مقصد یہ ہے کہ ابن مارۃ اسقدر بخیل ہے کہ وہ اپنا مال کبھی صرف نہین کرتا، جس طرح عربی نحو مین منادی مفرد کا "صرف" نہین ہوتا یعنی اُس پر تنوین وغیرہ نہین آتی، شواء نے اعتراض کیا کہ تشبیہ صحیح نہین ہے، کیونکہ منادی مفرد کے لئے یہ ضرور نہین ہے کہ وہ ہمیشہ مبنی علی الضم یا غیر منصرف ہو بلکہ وہ کبھی منصرف بھی ہوجاتا ہے مثلاً منادی مفرد اگر نکرہ ہو جیسے یا رجلاً، جب دوسرے

مجلس منعقد ہوی تو شعرا نے کہا اس مطلب کو اگر اس طرح ادا کیا جائے تو بہتر ہے۔

لنا خلیل لہ خلال تعرب عن اصلہ الاخس
اضحت لہ مثل حیث کیف ودت لو انہا کامس

ابن خلکان نے کہا کہ اس قسم کا اعتراض تو تمہارے شعر پر بھی ہو سکتا ہے، اور اوسکو تفصیل سے ابن خلکان نے بیان کیا، شعرا خاموش ہو گیا اور کچھ جواب نہ دیسکا۔

ابن خلکان جب حلب پہنچا تھا تو ابن اثیر حلب ہی مین موجود تھا، ابن خلکان کے قیام حلب کی زمانہ مین اور بھی چند بار ابن اثیر حلب آیا اور ابن خلکان برابر اوس کی علمی صحبتون مین شریک رہا۔

ابن خلکان حافظ زکی الدین منذری کی علمی مجلس مین بھی حاضر ہوتا تھا، ایک مرتبہ حافظ منذری نے کہا کہ عبداللہ بن طبا طبا نے ۳۴۸ھ مین وفات پائی ہے۔ ابن خلکان نے کہا کہ عام طور سے مشہور ہے کہ جب معز لدین اللہ جو مدعی فاطمیت تھا مصر آیا تو عبداللہ طبا طبا فاطمی حسنی نے اس سے اسکا نسب پوچھا اور معز ۳۶۲ھ مین مصر آیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن طبا طبا ۳۶۲ھ تک زندہ تھے۔ حافظ منذری نے کہا کہ ابن طبا طبا کی تاریخ وفات تو یقیناً یہی ہے لیکن یہ ممکن ہے کہ ابن طبا طبا کے بیٹے نے معز سے یہ سوال کیا ہو اور لوگون نے غلطی سے اُسکو ابن طبا طبا کی طرف منسوب کر دیا ابن خلکان نے اس کے بعد واقعہ کی تحقیق کی تو معلوم ہوا کہ ابن طبا طبا نے معز سے نہین پوچھا تھا بلکہ سید مسلم حسینی یا سید ابراہیم حسینی نے پوچھا تھا۔

ابن خلکان معاصرین کی علمی صحبتون کا اسقدر مشتاق رہتا تھا کہ مسند قضاۃ پر بھی وہ ایسے موقع کو ہاتھ سے جانے نہ دیتا تھا، چنانچہ ابن حاجب مصنف کافیہ کو چند مرتبہ جب شہادت کی غرض سے محکمۂ قضا مین آنا پڑا تو ابن خلکان نے ابن حاجب سے ادب و عربیت کے چند مشکل سوالات کیے۔ ابن حاجب نے اطمینان سے نہایت لطف و متانت کیساتھ اون کے جوابات دیے، ان سوالات مین سے ابن خلکان نے دو سوال یہ کیے تھے کہ جب شرط بعد الشرط کرتے ہین تو تحقیق جزا کے لئے ترتیب شرط کیون ضروری ہے۔ مثلاً ایک شخص نے کہا کہ اگر مین کھاؤن، اگر مین پیون تو میری بیوی پر طلاق ہے تو تم کہتے ہو کہ طلاق پڑنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ پہلے وہ کھائے پھر پیئے اور اگر پہلے پانی وہ پیئے اور پھر کھانا کھائے تو طلاق نہین پڑتی اس تفریق کی کیا وجہ ہے۔

ابن خلکان نے دوسرا سوال یہ کیا کہ متنبی کا یہ شعر ہے۔

لقد تصبرت حتیٰ لات مصطبر　　فالان اقحم حتے لات مقتحم

لات حرف جر نہین ہے پھر مصطبر اور مقتحم مجرور کیون ہے؟ ابن حاجب نے اسکے ایسے عمدہ جوابات دیے کہ ابن خلکان خوش ہوگیا، اور تاریخ مین لکھتا ہے کہ اگر یہ جوابات طول طویل نہوتے تو مین ضرور انکو یہان لکھتا۔

ابن خلکان کی تصنیفات ابن خلکان ہمیشہ علمی اشغال مین مشغول رہا، درس و تدریس و قضا کے علاوہ وہ انشا و تالیف مین بھی مصروف رہتا تھا۔ اوس نے دو جزو مین عبداللہ بن مبارک کی جو دوسری صدی کے ایک مشہور محدث تھے ایک سوانح عمری لکھی ہے۔

ایک تاریخ کبیر لکھنے کا بھی اُس نے ارادہ کیا تھا جس مین وہ غالباً ابن اثیر کی طرح ابتدائے اسلام سے ساتوین صدی تک کے تمام واقعات تفصیل سے لکھتا، لیکن اسوقت اُس کی سب سے زیادہ مشہور تصنیف تاریخ ابن خلکان ہے جس کے متعلق بھی ہم کچھ تفصیل سے لکھنا چاہتے ہین۔

تاریخ ابن خلکان

نام کتاب اس تاریخ کا اصلی نام جیسا کہ خود مصنف نے ابتدائے کتاب مین اس کی تصریح کی ہے

کتاب وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان　بزرگون کی تاریخ وفات اور ابنائے زمانہ کے اُن حالات کا مجموعہ

مما ثبت بالنقل او السماع او اثبتہ العیان　کسی کتاب سے نقل کیا ہو یا خود مین نے اونکو سنا ہو یا اپنی آنکھون سے دیکھا

ایک تاریخ کے لئے اس سے بہتر نام نہین ہوسکتا، ہر شخص اس نام کو سنکر خود کہہ سکتا ہے کہ یہ کتاب کس قسم کے مضامین کا مجموعہ ہوگی، لیکن یہ اسقدر طول طویل نام ہے کہ بآسانی ہر وقت اس پورے نام کو ادا کرنا دقت سے خالی نہین ہے، اس لئے تصنیف نے خود مصنف کا نام لے لیا اور اب وہ دنیا مین ابن خلکان یا تاریخ ابن خلکان کے نام سے مشہور ہے۔

سبب تالیف ابن خلکان کو اس جدید تالیف کی کیا ضرورت محسوس ہوئی؟ اس سوال کا جواب خود مصنف دیتا ہے، جس کا حاصل یہ ہے، کہ فطرتاً ابن خلکان کو عام تاریخ سے اور خصوصاً علماء، سلاطین، شعراء کے واقعات زندگی، تاریخ وفات و ولادت جاننے کا بہت شوق تھا اسکو جہان کہین اس قسم کی کوئی چیز مل جاتی تھی تو اوسکو ہمیشہ کسی کاغذ پر نقل کر لیتا تھا، مدت کے شوق و جانفشانی کے بعد

ابن خلکان کے پاس اس قسم کی معلومات کا کافی ذخیرہ جمع ہوگیا، لیکن وہ معلومات اس طرح بے ترتیب اور غیر منتظم طور سے لکھے ہوے تھے کہ ایک ایک چیز کے ڈھونڈنے مین گھنٹون صرف ہوجاتے تھے، اور پھر بھی کبھی کبھی کوئی چیز نہین ملتی تھی، اس لئے ابن خلکان کو ایک دن خیال آیا کہ اس پریشان وغیر مرتب اجزا کو حروف ہجا کے قاعدے سے مرتب کر دینا چاہیے تاکہ تلاش مین وقت نہو ترتیب کے خیال نے تصنیف کا خیال پیدا کیا اس لئے اپنے خیال کو کسیقدر وسعت دیکر ابن خلکان اس تالیف کی طرف متوجہ ہوا۔

خیال تالیف کی تحریک کے لئے یہ وجہ بالکل کافی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ خود ابن خلکان کو تاریخ کا شوق کیونکر پیدا ہوا؟ یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ وہ فطرت سے تاریخی دل ودماغ اپنے ساتھ لایا تھا لیکن اصل یہ ہے کہ عموماً طلبہ پر اساتذہ کے شوق ومذاق کا بہت کچھ اثر پڑتا ہے ابن خلکان نے علامہ ابن شداد المتوفی ۶۳۲ھ کی ایک مدت تک صحبت اٹھائی تھی اور علامہ ابن اثیر جزری المتوفی ۶۳۰ھ سے بھی برسون استفادہ کا موقع اسکو ملا تھا، ابن شداد اور ابن اثیر کو فن تاریخ کے ساتھ جو شغف تھا وہ اونکی تصنیفات سے ظاہر ہے۔ ابن شداد کی سیرت صلاح الدین اور ابن اثیر کی تاریخ کامل مشہور عالم تصنیفات ہین سبط ابن الجوزی مصنف مرآۃ الزمان ابن خلکان کا دوست تھا اس لئے یہ ناممکن ہے کہ ابن خلکان ان اثرات سے متاثر نہوا ہو۔

مدت تالیف اس تاثیر وتاثر نے جو نتیجہ پیدا کیا ہے وہ تاریخ ابن خلکان کی صورت مین ظاہر ہوا ابن خلکان کی یہ تالیف کتنی مدت کی کوششون اور جانفشانیون کا نتیجہ ہے؟ اس کا صحیح اندازہ نہین ہوسکتا، کیونکہ یہ پہلے معلوم ہوچکا ہے کہ ابن خلکان کی یہ تالیف کس صورت سے شروع ہوئی تھی، لیکن اسقدر یقینی ہے کہ بیس پچیس برس سے زیادہ مین یہ کتاب تمام ہوئی ہے اُس نے محمد بوزجانی چوتھی صدی کا ایک مشہور عالم ہیئت تھا اوس کے تذکرہ مین لکھا ہے "کہ مجھے بوزجانی کی تاریخ وفات چونکہ نہین ملی تھی، اس لئے مین نے اس کے لئے جگہ چھوڑ دی تھی، بیس برس سے زیادہ مدت کے بعد آج اوس کی تاریخ وفات ملی ہے۔

لیکن ابن خلکان کی تالیف اور جدید ترتیب اٹھارہ اُنیس برس مین تمام ہوئی ہے ۶۵۴ھ سے جب وہ قاہرہ مین قاضی تھا اس کتاب کی تالیف اس نے شروع کی تھی۔ ابتدائے تالیف سے پانچ

چھ سال تک یعنی، ماہ شوال ۶۵۹ھ تک وہ قاہرہ مین رہا، اس پانچ چھ سال کے عرصہ مین وہ پہلی جلد ختم کرکے دوسری جلد مین وہ یحییٰ بن خالد برمک تک پہنچ چکا تھا کہ وہ مصر سے دمشق چلا گیا، دمشق مین اوس نے ایک حرف نہین لکھا دس برس کے بعد وہ ۸ ذیقعدہ ۶۶۹ھ مین پھر مصر چلا آیا اور اوس نے ابن خلکان کا بقیہ حصہ لکھا، جو دو برس آٹھ مہینے کے بعد ۳ جمادی الاخرہ ۶۷۲ھ کو قاہرہ مین تمام ہو گیا۔ اس بنا پر گو کل مدتِ تالیف اٹھارہ اُنیس برس ہے لیکن اگر درمیانی وقفون کو الگ کر دیا جائے تو دمانہ تصنیف کے صرف آٹھ نو سال باقی رہجاتے ہین۔

ترتیب کتاب اوپر کے بیانات سے معلوم ہو سکتا ہے کہ تاریخ ابن خلکان ابتدا سے کوئی مرتب کتاب نہ تھی، متفرق مسودات تھے جن کو کسی قدر اضافہ اور توسیع کے بعد ابن خلکان نے مرتب کر دیا، مورخین اسلام عموماً اپنی تاریخین ترتیب سنین کے مطابق ترتیب دیتے ہین، علما کے تذکرے ترتیب ولادت یا ترتیب وفات یا ترتیب سنین کے لحاظ سے مرتب کئے جاتے تھے، لیکن اس مین بڑی دقت یہ پیش آتی تھی کہ اگر سنہ نہین معلوم تو لوگون کے نام آسانی سے نہین ملتے تھے ابن خلکان پہلا شخص ہے جس نے اپنی تاریخ کو حروف تہجی کے قاعدے سے مرتب کیا۔

یحییٰ بن خالد برمک تک ابن خلکان نے لکھا تھا کہ وہ مصر سے دمشق چلا گیا۔ اس لئے اُس نے پہلے اپنی کتاب کو یحییٰ بن خالد کے تذکرہ تک ختم کر دیا تھا اور اُس کے بعد یہ الفاظ بڑھا دئے تھے وہ کہ کثرت عوائق ومشاغل کی وجہ سے مین کتاب کو اختتام تک نہ پہنچا سکا اگر انشاءاللہ کبھی فرصت ملی تو ایک ایسی کتاب لکھونگا جو تاریخی ضروریات کے لئے بالکل کافی ہوگی، لیکن جب دس برس کے بعد وہ دمشق سے پلٹا تو پچاس باقی تذکرون کا اضافہ کرکے اُس نے کتاب پوری کر دی۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابن خلکان نے کتاب ترتیب سے نہین لکھی ہے، بلکہ جس شخص کے بھی حالات کبھی مل گئے اون کو قلمبند کرتا چلا گیا۔ پھر اُس کے متعلق اگر کچھ اور معلوم ہو گیا تو اوس نے اور بڑھا دیا۔ ایک شخص کے تذکرے مین لکھتا ہے کہ بیس برس کے بعد اُس کی تاریخ وفات ملی ہے، تاریخ کا ابتدائی دیباچہ بھی ابن خلکان نے بعد کو لکھا ہے کیونکہ دیباچہ مین جہان اوس نے ابتدا تصنیف کی تاریخ لکھی ہے وہان لکھتا ہے۔

وکان ترتیبی لہ فی شھور سنۃ اربع وخمسین وستمائۃ بالقاھرۃ یعنی اس کتاب کو قاہرہ مین ۶۵۴ھ کے مہینون مین مرتب کیا۔

اگر یہ دیباچہ بعد کا لکھا ہوا ہوتا تو یقیناً وہ مہینہ کی تعین کر سکتا، مہینہ کو اس قدر مبہم لکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اس دیباچہ کو اس قدر مدت کے بعد لکھ رہا ہے کہ اُس کو مہینہ بھی محفوظ نہ رہ سکا،

تذکرون کی خصوصیت اور اونکی تعداد | ابن خلکان نے کل آٹھ سو اُنیس لوگون کے تذکرے لکھے ہین جن مین سے بوران بنت سہل، ام علی تقیہ، رابعہ عدویہ، سیدہ زینب بنت شعری، شہدہ کاتبہ، سکینہ بنت حسینؓ، سیدہ نفیسہ، کے سوا باقی کل مردون کے نام ہین، ابن خلکان نے اس مین صرف مسلمانون ہی کے تذکرے نہین لکھے ہین بلکہ اس مین بعض صابی اور نصرانی علما کے بھی حالات ہین جن کی تعداد دس سے زیادہ نہین ہے۔

ابن خلکان مین سب سے زیادہ تراجم باب الالف باب العین باب المیم مین ہین اور سب سے کم تراجم ث، ذال، ضاد، ظ، ک، لام مین ہین، شعرا اور ادبا کے حالات ابن خلکان مین زیادہ ہین حکما اور اطبا کے حالات نہایت کم ہین، عام سلاطین، امرا مین سے ابن خلکان نے صرف سلاطین ایوبیہ اور ان لوگون کے حالات نہایت تفصیل سے لکھتا ہے جنھون نے ملک مین کوئی پولٹیکل انقلاب پیدا کیا ہے۔ صحابہ اور خلفا کے حالات اوس نے قصداً نہین لئے۔ کیونکہ اس موضوع پر عام طور سے کتابین لکھی جا چکی ہین۔

ابن خلکان کے ماخذ | ابن خلکان کے اصلی نام پر تم ایک مرتبہ اور نظر ڈالو۔ اس سے تمکو معلوم ہو سکتا ہے کہ تاریخ ابن خلکان تین قسم کے ماخذون سے مرتب کی گئی ہے۔

(۱) مختلف معتبر کتابین۔

(۲) معتبر لوگون کے زبانی اوس نے جو کچھ سنا۔

(۳) خود اپنی آنکھون سے اوس نے جو کچھ دیکھا۔

اس سے مطلب یہ ہے کہ اُس نے جن لوگون کے حالات ابن خلکان مین جمع کئے ہین وہ عموماً وہ لوگ ہین جن کے حالات اوس نے معتبر تاریخون کے حوالون سے نقل کئے ہین یا اوس نے قابل اعتبار لوگون سے سنے ہین یا خود اپنی آنکھون سے دیکھے ہین، ابن خلکان نے اپنی رواۃ کے نام بالکل نہین لکھے ہین اور خود ابن خلکان کے حالات آپ اوپر پڑھ آئے ہین اسلئے ہمکو اب ابن خلکان کے ماخذون کے لئے صرف کتابون کا تذکرہ کرنا باقی رہ گیا۔

ابن خلکان نے جن کتابون کے حوالہ سے اپنی تاریخ مرتب کی ہے وہ عموماً معتبر تاریخین ہین جیسا کہ خود اپنے دیباچہ مین اُس نے اس کی تصریح کی ہے، اور جہان کہین وہ کسی واقعہ کو نقل کرتا ہے اکثر وہ کتابون کے حوالے بھی لکھدیتا ہے، اگر اس کے مسودہ مین کوئی واقعہ مندرج ہوتا ہے اور کتاب کا نام لکھا نہین رہتا یا اُس کا نام یاد نہین ہوتا تو اس واقعہ کو لکھکر یہ بھی لکھدیتا ہے کہ یہ واقعہ میرے مسودات مین تو درج ہے مگر اُس کا ماخذ یاد نہین ہے، مسعودی ابن خلدون، کامل، بڑی بڑی تاریخین ہین مگر کبھی ان مین کسی کتاب کا حوالہ نہین ہوتا، ابن خلکان نے جا بجا نقل واقعات مین جن کتابون کے نام لئے ہین وہ حسب ذیل ہین، ان مین سے بیسیون کتابین ایسی ہین جن کا اب کسی کو نام نشان تک بھی نہین معلوم۔

خریدۂ للعماد، برق شامی، ابن اثیر، ابن ندیم، مرآۃ الزمان سبط ابن الجوزی، تاریخ خطیب، کتاب الذیل سمعانی، کتاب البدایہ لابی الحسن علی ازدی مصری، جنان الجنان و ریاض الاذہان للرشید بن زبیر، کتاب الوفیات للحبال، کتاب المسالک ابن حوقل۔ بہجۃ المجالس، سراج الملوک للطرطوشی تاریخ دمشق ابن عساکر، جذوۃ المقتبس للحمیدی، تاریخ اربل لابی البرکات مستوفی، جمہرۃ النسب لابن الکلبی، مناقب الادبا للانباری، مروج الذہب للمسعودی، تاریخ الاطبا لابن جلجل، یتیمۃ الدہر للثعالبی اغانی للاصفہانی۔ کتاب الذخیرہ فی محاسن اہل جزیرہ لابن بسام، القصد الامم فی انساب العرب والعجم لابن عبدربہ، تاریخ مصر للمسبحی، کامل للمبرد، ابن جریر طبری، شذور العقود، کتاب التوابین، المنتظم صفوۃ الصفوہ کلہا لابن الجوزی، معارف ابن قتیبہ، کتاب الاماثل والاعیان لابن الصابی، کتاب الاکمال لابن ماکولا، کتاب الالقاب لابن جوزی، تذکرۃ العاقل وتنبیہ الغافل للبیاسی، کتاب الصلہ لابن بشکوال، کتاب المشترک یاقوت حموی، تاریخ صغیر لابی عبداللہ القطلی، کتاب الجلیس والانیس، تثقیف اللسان، کتاب الدول المنقطعہ، اخبار البصرہ عمر بن شبہ، ادب الخواص لابن المغربی، تاریخ ابن زولاق۔

ابن خلکان کی خصوصیات ابن خلکان کے جسقدر خلاصے اور تکملے لکھے گئے وہ غالباً کسی اور تاریخ کے نہین لکھے گئے۔ آج بھی مدت ہوئی کہ تاریخ کی بیسیون ضخیم اور صغیر الحجم کتابین شائع ہو چکی ہین مگر ابن خلکان کی شہرت کا یہ عالم ہے کہ گھر گھر پھیلی ہوئی ہے اور دوسری تاریخون کے نام سے

بھی لوگ کم واقف ہین۔ یہ باتین ابن خلکان کی عام مقبولیت کی دلیل ہین، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کن خصوصیات نے ابن خلکان کی شہرت و مقبولیت کا درجہ اسقدر زیادہ بڑھا دیا ہے؟ اس سوال کا جواب ذیل کے نمبرون مین ڈھونڈو۔

(۱) عموم تراجم، ابن خلکان کی مقبولیت کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ اُس مین کسی خاص گروہ، کسی خاص فن کے علما، کسی خاص خاندانِ امارت یا سلطنت کے حالات نہین ہین بلکہ جیسا کہ خود ابن خلکان نے دیباچہ مین تصریح کردی ہے، ابن خلکان مین اُن کُل تاریخی اشخاص کے نام ہین جن کے جاننے کی عام طور سے لوگون کو ضرورت پڑتی ہے، اس لئے اس مین مرد عورتین مسلمان خوارج، زیدیہ، شیعہ، اہل سنت، عیسائی، صابی، علما، وشعرا، وتابعین، سلاطین، امرا، قضاۃ انشا پرداز، صوفیار، حکمار، اطبار، محدثین، مجتہدین، فقہار، صناع، مغنی، غرض ابن خلکان کے پردے مین ہر صنف اور ہر گروہ کے لوگون کی تصویرین نظر آسکتی ہین، اگر ہمکو ان متعدد اصناف اور مختلف المذاق اشخاص کی سیر مقصود ہو تو ہمکو تاریخ کی بیسیون ضخیم کتابین جو ان مختلف موضوعون پر لکھی گئی ہین جمع کرنی ہونگی، لیکن انسان ان تمام کتابون سے مستغنی ہوسکتا ہے، اگر اسکے پاس ابن خلکان کی دو جلدین ہون، ابن خلکان اس خاص طرز کا خود موجد ہے اور اُس کی کتاب اس طرز کی سب سے پہلی جامع کتاب ہے۔

اس اختلاف موضوع اور تفنن اشخاص سے بڑا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ انسان کتاب کے مطالعہ سے گھبراتا نہین، اگر سلاطین کے رعب وجبروت سے دل گھبرایا، تو دو صفحے کے بعد علمار کرام کے حالات موجود ہین۔ اگر علما و محدثین کے روکھے پھیکے مضامین سے دل اکتا گیا تو چند صفحون کے الٹنے کی تکلیف گوارا کرو شعر و شاعری کی چاشنی موجود ہے۔

(۲) جامعیت اس تفنن اشخاص کے سوا ابن خلکان مین ایک اور قسم کی بھی جامعیت ہے، عام طور سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ ابن خلکان صرف تاریخ کی ایک کتاب ہے جس مین صرف چند لوگون کے کچھ حالات زندگی ہین، لیکن یہ خیال بالکل غلط ہے جس طرح وہ ایک تاریخ کی کتاب ہے اُسی طرح وہ علم ادب ولغت، علم الانساب، علم جغرافیہ کی بھی وہ کتاب ہے جب وہ کسی شخص کا تذکرہ لکھتا ہے تو پہلے اوسکا پورا نسب بھی ذکر کرتا ہے، نسب کی تحقیق کرتا ہے اُس کے اختلافات کا فیصلہ کرتا ہے

کسی قبیلے یا خاندان کی طرف اگر وہ منسوب ہے تو اوسکے کچھ حالات لکھتا ہے خاتمہ تذکرہ پر اوسکا، وطن لکھتا ہے، وطن کا جغرافی حیثیت سے موقع ومحل بتاتا ہے اوس شہر کے بانی کا حال لکھتا ہے۔ کسی شاعر کا ذکر آجاتا ہی تو اوس کے چیدہ اور منتخب اشعار لکھتا ہے، اون اشعار مین اگر کوئی حل طلب واقعہ یا لغت، یا ضرب المثل آجاتی ہے تو اوس کو حل کر دیتا ہے۔ غرض اس تاریخ کے مطالعہ سے ابن خلکان صرف ابن خلکان نہین معلوم ہوتا، بلکہ کبھی وہ ابن اثیر کی شکل مین نظر آتا ہے کبھی سمعانی کی ادا اوس مین نظر آتی ہے، کبھی وہ یاقوت اور ابن حوقل کی صورت مین ظاہر ہوتا ہے اور کبھی وہ ثعالبی اور اصمعی کی شکل مین نمودار ہوتا ہے۔

(۳) صحت نقل، تاریخ کا زیادہ تر دارومدار صحت نقل وروایت پر ہے، اکثر لوگ ایسا کرتے ہین کہ جب وہ کسی کتاب سے کچھ نقل کرنا چاہتے ہین تو عموماً وہ صرف اپنے الفاظ مین اس کے مطلب ادا کرنے کی کوشش کرتے ہین، ابن خلکان اس طریقہ کا سخت مخالف ہے، وہ ہر کتاب کا لفظ بلفظ نقل کرتا ہے، وہ نقل مین ایک لفظ کی کمی وبیشی کو بھی گناہ سمجھتا ہے، اور اس مین شک نہین کہ احتیاط کی شریعت مین اس سے زیادہ مقبول اور بہتر کوئی عمل نہین ہوسکتا، ابن خلکان دیباچہ مین لکھتا ہے۔

فانی بذلت الجهد فی التقاطه من مظان الصحة ولم اتساهل فی نقله من لا یوثق به بل تحریت فیه حسبما وصلت القدرة الیه	مین نے معتبر کتابون سے اقتباس کرنے مین بڑی کوشش کی ہے، غیر معتبر لوگون سے نقل کرکے وہ تساہل سے نہین کام لیا ہے بلکہ حتی الامکان مین نے صحت کی کوشش کی

ابن خلکان یہان تک احتیاط کرتا ہے کہ اگر کسی کتاب سے کوئی عبارت نقل کر لیتا ہے، اور کتاب کا نام بھول جاتا ہے تو یہ بھی لکھدیتا ہے کہ وہ مجکو یاد نہین ہے کہ یہ عبارت کہان سے نقل کی ہے ابن الانباری کی مناقب الادبا مین اوس نے ایک واقعہ دیکھا تھا، اور وہ یاد رہ گیا تھا تاریخ مین ایک موقع پر اس کو اس واقعہ کے ذکر کرنے کی ضرورت ہوئی تو اوس واقعہ کو لکھنے کے بعد اپنی یاد پر اوس کو اطمینان نہوا تو اوس واقعہ کے بعد اتنی عبارت اور بڑہا دی۔

وهذا الکلام وان لم یکن عین کلام ابن الانباری فهو فی معناه لانی لم انقله من الکتاب	یہ عبارت اگرچہ بعینہ ابن الانباری کی عبارت نہین ہے لیکن اوسکی ہم معنی ہے، کیونکہ یہ عبارت مین نے ابن الانباری

بل وقفت علیہ من زمان وعلق معناہ بخاطری وانما ذکرت ھذا الان الناظر فیہ قد یقف علی کتاب ابن الانباری ای مجد بین الکلامین اختلافاً فیظن انی تسامحت فی النقل۔

کی کتاب سے نہین نقل کی ہے بلکہ مدت ہوئی کہ یہ کتاب مین نے دیکھی تھی اور اسکا مطلب یاد رہ گیا تھا، اور اس کی اطلاع مین نے یہان تصریح کردی کہ ممکن ہے کہ ناظرین کو ابن الانباری کی کتاب ملے اور دونو عبارتون مین وہ بین فرق پائین تو وہ یہ سمجھین کہ مین نے نقل عبارت مین تساہل کی ہے۔

اس حزم واحتیاط کی بنا پر وہ عام مورخین اسلام کے خلاف اپنے ماخذون کے نام بھی لے لیتا ہے

(۴) ابن خلکان مین بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ محض ذکر واقعات اور روایت پر اعتبار نہین کرتا بلکہ درایت اور تنقید واقعات سے بھی وہ کام لیتا ہے، مسلمانون نے فن روایت کو گو بے انتہا ترقی دی مگر فن درایت کو وہ کچھ زیادہ اہم نہین سمجھے، علم حدیث مین گو درایت حدیث کی شاخ شامل ہے اور بعض تصنیفات بھی اس موضوع پر لکھی گئی ہین تاہم تاریخ کا فن درایت اور تنقید سے بالکل خالی تھا، ازدی، واقدی، ابن سعد، طبری، ابن ہشام وغیرہ نہایت معتبر کتابین ہین مگر ان کتابون کی بنیاد محض روایت و نقل پر ہے، ابن خلدون (المتوفی ۸۰۸ھ) پہلا شخص ہے جس نے علمی طور سے فن تنقید و درایت کو تاریخ مین داخل کیا لیکن اسکو وہ خود عمل مین نہ لاسکا، لیکن ابن خلکان (المتوفی ۶۸۱ھ) اس سے پہلے عملی طور سے فلسفہ تاریخ کا موجد ہو چکا تھا، اور بیسیون مقامات مین اوس نے واقعات و سنین کی تنقید و درایت سے کام لیا ہے۔

تنقید واقعات کے جن اصولون سے اوس نے کام لیا ہے وہ حسب ذیل اقسام مین منقسم ہو سکتے ہین

(۱) ترک تقلید، یعنی وہ صرف کسی مورخ کے لکھدینے پر اعتبار نہین کرتا بلکہ بطور خود بھی وہ ہر واقعہ کی تنقید کرلیتا ہے، ابن اثیر اوس کا استاد ہے مگر اوس کی بھی غلطی دکھانے سے ابن خلکان باز نہین آتا، سمعانی علم الانساب کا بہت بڑا ماہر ہے مگر ابن خلکان اکثر اس کی بھی غلطیان کھولتا ہے، امام الحرمین جب تاریخ مین دخل دیتے ہین تو ان کی غلطی بھی ظاہر کردیتا ہے۔

(۲) تنقید واقعات، ابن خلکان ہمیشہ واقعات کو نظر انتقاد سے دیکھتا ہے، اور اون کی تحقیق کرتا ہے، امیر جعبر کے تذکرے مین لکھتا ہے۔ مین نے بعض تاریخون مین بھی دیکھا ہے کہ قلعہ جعبر پر ملک شاہ سلجوقی نے قبضہ کرلیا اور اس کے بعد ۴۶۴ھ مین جعبر کو قتل کر ڈالا، لیکن مجھ کو ان سنین کی

صحت مین شک ہے ، کیونکہ ملک شاہ اپنے باپ الپ ارسلان کے مرنے پر بادشاہ ہوا ہے اور الپ ارسلان ۴۶۵ھ مین شہید ہوا ، ہان یہ ممکن ہے کہ اس نے اپنے باپ کی زندگی ہی مین جعبر کا قلعہ فتح کیا ہو مین نے اس موقع پر اس لئے اس کو ظاہر کر دیا تاکہ ناظرین یہ نہ سمجھین کہ یہ غلطی مین نے کی ہے ۔ یا مین نے اس غلطی کا خیال نہین کیا ۔

ایک دوسرے موقع پر محمد بن ابی نصر حمیدی کے تذکرے مین لکھتا ہے کہ "بعض ارباب تاریخ نے مجھ سے بیان کیا کہ انھون نے تاریخون مین دیکھا ہے کہ حمیدی کی نسبت حمید بن عبد الرحمن بن عوف کی طرف ہے ۔ لیکن یہ کسی طرح صحیح نہین ، اس لئے کہ محمد بن ابی نصر حمیدی ازدی النسب ہے ، اور حمید بن عبد الرحمن بن عوف قریشی زہری ہین ، اس لئے یہ دونون نسبتین ایک شخص مین کیونکر جمع ہوسکتی ہین ۔

یوسف بن تاشفین کے حالات مین لکھتا ہے کہ "معتمد بن عباد کے تذکرہ مین مین لکھ آیا ہون کہ یوسف بن تاشفین جنگ زلاقہ کے دوسرے سال اندلس گیا اور یہان کے بیانات سے ثابت ہوتا ہے کہ یوسف خود اندلس نہین گیا ، بلکہ اوس کے نائب نے جا کر اندلس فتح کیا ، ناظرین خیال کرینگے کہ یہ دونون واقع متناقض ہین ۔ لیکن معذوری یہ ہے کہ مورخین نے معتمد کے تذکرہ مین لکھا ہے کہ یوسف اندلس آیا اور یہان وہ لکھتے ہین کہ نہین آیا ، واللہ اعلم بالصواب "

(۳) خلاف عقل ، جو باتین کہ خلاف عقل ہوتی ہین ابن خلکان اون کو بالکل نہین چھوتا ، اور اگر کوئی واقعہ ایسا لکھ جاتا ہے تو اوس کی واقعیت کی نسبت اپنی رائے بھی ظاہر کر دیتا ہے ، ابن جوزی کے حالات مین لکھتا ہے "وہ لوگ ابن جوزی کی کثرت تصنیفات کے متعلق بہت مبالغہ کرتے ہین یہانتک کہتے ہین کہ مین نے اُن کے اجزائے تصنیفات اور مدت عمر کا حساب لگایا تو نو جزو روزانہ کا اوسط پڑا لیکن یہ تعداد اس قدر زیادہ ہے کہ عقل اس کو قبول نہین کرتی ۔

دوسری جگہ کہتا ہے کہ "ابو الحجاج نے بیان کیا ہے کہ ابن البرکات نے مجھ سے بیان کیا کہ مین نے ابو یعقوب لغوی کو دیکھا ہے اُس کا حلیہ ...... یہ تھا " ابن خلکان اس واقعہ کو لکھ کر کہتا ہے کہ "مجکو اس بیان کی صحت مین شک ہے ، کیونکہ ابو یعقوب نحوی نے ۴۱۳ھ مین وفات پائی ہے ، اور ابن البرکات ۴۲۰ھ مین پیدا ہوا ابو یعقوب کی وفات کے وقت ابن برکات

تین برس کا تھا۔ ابن خلکان کا مطلب یہ ہے کہ تین برس کا بچہ ان جزئیات کو نہین خیال کر سکتا ایک دوسرے موقع پر ابن خلکان لکھتا ہے کہ عام مورخین اس پر متفق ہین کہ ابوتمام نے دربار خلافت مین برجستہ دو شعر پڑھے یعقوب کندی نے خلیفہ سے کہا کہ اس شاعر کی جو آرزو ہو پوری کر دیجئے کیونکہ یہ چالیس روز سے زیادہ زندہ نہین رہیگا، چنانچہ خلیفہ نے ابوتمام کی درخواست پر موصل کی صوبہ داری ابوتمام کے سپرد کر دی آخر چالیس دن کے بعد ابوتمام مر گیا، لیکن یہ بالکل غلط اور لغو ہے۔

(۴) تطابق سنین، ابن خلکان ہمیشہ دو واقعات ملا کر دیکھتا ہے کہ ان واقعات کے سنین کہانتک صحیح ہین، مثلاً بعض مورخین نے لکھا ہے، کہ جب معزلدین اللہ فاطمی مصر آیا، تو عبداللہ بن طباطبا حسینی نے پوچھا کہ خلیفہ کا نسب کیا ہے .... معز نے سر دربار تلوار کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میرا نسب یہ ہے، ابن خلکان اس واقعہ کو لکھکر کہتا ہے کہ یہ واقعہ کسی طرح صحیح نہین ہو سکتا کیونکہ معز ۳۶۲ھ مین مصر آیا ہے اور عبداللہ ۳۴۸ھ مین انتقال کر چکے تھے اس لئے ان دونون واقعات کے توافق کی کوئی صورت نہین ہے۔

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ قرمطی جب خانہ کعبہ سے حجر اسود اکھاڑ کر لیگیا تو عبیداللہ مہدی نے اسکو لکھا کہ حجر اسود جسقدر جلد ممکن ہو تم حرم مین پہنچا دو" ابن خلکان لکھتا ہے کہ اس واقعہ کی صحت غیر ممکن ہے کیونکہ مہدی نے ۳۲۲ھ مین وفات پائی ہے اور حجر اسود کو قرامطہ نے ۳۳۹ھ مین واپس کیا ہے۔

امام الحرمین نے کتاب الشامل مین لکھا ہے کہ معتبر ثقات نے بیان کیا ہے کہ ابن المقفع، منصور حلاج، اور جنابی قرمطی نے آپس مین ملکر باہم یہ عہد کر لیا تھا کہ دنیا مین ایک پولٹیکل انقلاب پیدا کر کے کوئی نئی سلطنت قایم کرنی چاہئے، چنانچہ ہر ایک نے دنیا کا ایک ایک حصہ تقسیم کر لیا تھا جہان جاکر وہ اپنے زہد و تقوی سے لوگون کو گرویدہ بنائیگا۔ ابن مقفع نے ترکستان لیا، جنابی نے احسا لیا، منصور بغداد گیا،، ابن خلکان اس واقعہ کو لکھکر امام کی تاریخ دانی پر ہنسی اڑاتا ہے کہ ان تینون کے اجتماع کا تاریخی طور سے کوئی ثبوت نہین ہے، ابن مقفع، منصور، اور جنابی سے سو برس پہلے گزرا ہے، ابن مقفع غالباً ۱۴۴ھ مین قتل ہوا ہے اور منصور و جنابی تیسری

صدی کے وسط مین تھے"!

ابن خلکان کی تنقید و روایت کے متعلق اگر مزید مثال وشہادت کی ضرورت ہو تو ابن خلکان مین حسب ذیل تذکرے دیکھنے چاہئیں، فراء، محمد بن الحداد، یعقوب خارجی، نجم الدین ایوب، یزید بن مزید۔ محمد بن حازم، (د ۲۰۰) حماد بن ابی لیلی، یحییٰ بن معین، یوسف بن یعقوب"!

(۵) جدت عبارت"، ابن خلکان کی بڑی خوبی اُس کی لطافت عبارت اور حسن بیان ہے، لفظ لفظ سے انشاپردازی کی شان ٹپکتی ہے، اس لطف ادا اور جدت بیان نے بھی ابن خلکان کو بہت مقبول اور دلچسپ بنا دیا ہے، ابن خلدون کی عبارت مین بھی لطف عربیت ہے لیکن چونکہ ابن خلدون سودہ ہے مصنف کو نظر ثانی کا موقع نہین ملا اس لئے ابن خلدون کی عبارت پیچیدہ اور پریشان ہو گئی ہے، اگر ابن خلکان کا اور کتابون سے موازنہ کرنا چاہتے ہو تو اون تکملون کو دیکھو جو ذیل ابن خلکان کے نام سے لکھے گئے ہین۔

ابن خلکان پر اعتراضات | یہ بالکل صحیح ہے کہ محاسن اور معائب توام ہے، جو چیز حُسن اور لطافت کا مرقع ہو گی غور سے دیکھو اوس کے ایک گوشہ مین عیب کا داغ بھی لگا ہو گا لیکن لوگون کو ابن خلکان کے چہرہ پر جس قسم کے داغ نظر آتے ہین، اہل ذوق اونکو حسن ولطافت کا خط وخال سمجھتے ہین۔

(۱) معترضین کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ اس مین شعرا کے تذکرے زیادہ ہین اور تمام کتاب شعر و قصائد سے پر ہے، لیکن اصل یہ ہے کہ ابن خلکان کو جس چیز نے سب سے زیادہ دلچسپ بنا دیا ہے وہ ہر صفحہ پر اوس کے شعر ہین جن سے ناظرین کا دل مطالعہ کتاب سے گھبرانے نہین پاتا، اور اگر اس کثرت سے کتاب مین اشعار کا بھر دینا کوئی تصنیفی غلطی ہے تو یہ دراصل مصنف کا قصور نہین ہے بلکہ مصنف کے فطرتی مذاق کا قصور ہے۔

(۲) مصنف کشف الظنون کا یہ اعتراض ہے کہ ابن خلکان مذہبی اشخاص کے تذکرے نہایت مختصر لکھتا ہے اور جن لوگون کے تذکرون کو وہ طول دیتا ہے وہ اکثر وہی لوگ ہین جو اپنے بد عقائد مین بدنام ہین۔ ہمارے خیال مین اس اعتراض کا ایک حصہ بھی صحیح نہین ہے اوس نے سب کے حالات یکسان لکھے ہین بلکہ امام مالک، امام شافعی، ابن حنبل، ابو حامد مروزی، قاضی

ابو یوسف وغیرہ کے تذکرون مین اوس نے حتی الامکان تفصیل کی ہے ، دوسرے یہ کہ جو لوگ
ارباب زہد و تقویٰ ہوتے ہین ، اونکی شہرت اس قدر عام ہوتی ہے کہ وہ محتاج تفصیل نہین ہوتے ۔
چنانچہ اسی بنا پر اوس نے صحابہ کے حالات سے اعتنا نہین کی ہے ، خوارج ، قرامطہ ، کے حالات
اوس نے بیشک بسط سے لکھے ہین مگر بے مذہبی کی بنا پر اونکو اس تفصیل سے نہین لکھا ہے بلکہ
ابن خلکان چونکہ عموماً اون لوگون کا بیان تفصیل سے لکہتا ہے جو سیاست پسند ہین اسی بنا پر
خوارج اور قرامطہ کے حالات کی بھی تفصیل کی ہے ۔

(۳) ہمارے خیال مین ایک ہلکا سا اعتراض ابن خلکان پر یہ ہوسکتا ہے کہ اوس نے ابتدائے
کتاب مین تصریح کی ہے کہ ہماری تاریخ صحابہ اور خلفار کے نام سے خالی ہوگی ، لیکن اس کے
برخلاف تاریخ ابن خلکان مین صحابہ مین حضرت عبداللہ بن عمر اور خلفار مین ، بہت سے خلفائے
مصر و اندلس کے نام ہم پاتے ہین "

ابن خلکان کی یہ حق گوئی بھی قابل ستایش ہے ، عموماً مصنفین اپنی تصنیفات مین رسماً یا ریاراً
لکھدیتے ہین کہ اس تصنیف سے مقصود خدمت علم ، خدمت قوم ، خدمت آستانۂ حکومت ہے
مگر ابن خلکان کہتا ہے کہ اس تصنیف سے میرا مقصود دنیا مین اپنی یادگار چھوڑ جانا ہے ۔

بہر حال ابن خلکان اپنے طرز کی ایک عجیب وغریب کتاب ہے ۔ جسپر عربی لٹریچر جسقدر فخر کرے
زیبا ہے ۔

سید سلیمان

فہرست مضامین

مشاہیر الاسلام

جلد دوم

فہرست ہذا صفحہ ۱

نمبر	صفحہ	نام	ولادت	وفات	مولد	مدفن	کیفیت
۳۳	۸۱	حافظ ابونعیم اصفہانی	رجب ۳۳۶ھ	۲۱ محرم ۴۳۰ھ	اصفہان	اصفہان	صاحب کتاب حلیۃ الاولیاء و تاریخ اصفہان اور بہت بڑا ثقہ محدث اور بنی جعفر بن ابی طالب کا مولیٰ تھا۔
۳۴	۸۲	حافظ ابوبکر خطیب	۲۴ محرم ۳۹۲ھ	۷ ذی الحجہ ۴۶۳ھ	بغداد	بغداد	یہ شخص بہت کتابوں کا مصنف (تاریخ بغداد) ...
۳۴	۸۳	ابوالحسین راوندی	۲۴۵ھ تخمیناً	۲۹۸ھ	راوند	رحبۂ مالک بن الطوق التغلبی	بڑا زبردست متکلم اور ۱۱۴ کتابوں کا مصنف ...
۳۵	۸۴	احمد بن محمد ہروی	.	رجب ۴۰۱ھ	فاشان	فاشان	بہت بڑا عالم اور کتاب الغریبین کا مصنف تھا
۳۶	۸۵	ابوالمظفر خوافی	.	۵۰۰ھ	خواف	طوس	بہت بڑا عالم اور طوس کا قاضی تھا
۳۷	۸۶	ابوالفتوح احمد غزالی	.	۵۲۰ھ	طوس	قزوین	بڑا فقیہ واعظ صوفی شخص امام غزالی کا بھائی تھا
۳۸	۸۷	ابوالفتح ابن برہان	۴۷۹ھ	۵۲۰ھ	بغداد	بغداد	شافعی فقہ میں اس نے کئی اوراق جن کی ... کتابیں لکھی تھیں
۳۹	۸۸	ابوجعفر نحاس مصری	.	ذی الحجہ ۳۳۸ھ	مصر	مصر	بڑا اچھا عالم اور بہت کتابوں کا مصنف تھا
۴۰	۸۹	ابوطالب بن بقیہ	.	۲۰ رمضان ۳۶۶ھ	.	.	نحوی تھا۔
۴۱	۹۰	ابوالعباس بن سہل	.	۲۷۰ھ	.	.	سرکاری دفاتر میں کاتب تھا کتاب الخراج اوسکی تصنیف سے ہے
۴۲	۹۱	ثعلب نحوی	۲۰۰ھ	۱۷ جمادی الاولیٰ ۲۹۱ھ	بغداد	بغداد	کوفیین میں نحو اور لغت کا امام تھا بہت کتابوں کا مصنف
نوٹ	۹۲	احمد بن عطا رودباری	.	۳۶۹ھ	رودبار	.	شام کے ملک میں بہت بڑا صوفی تھا۔
نوٹ	۹۳	احمد بن محمد رودباری	...	۳۲۳ھ	بغداد	مصر غالباً	مصر میں بہت بڑا صوفی اور اچھا عالم تھا
نوٹ	۹۴	ابوالحسن بن البراء	.	شوال ۲۹۱ھ	بغداد	.	قاری قرآن تھا۔
نوٹ	۹۵	ابن الفرات	.	۳۸۴ھ	.	بغداد	مورخ اور بڑا ثقہ مانا جاتا تھا۔

۴۳	۹۶	حافظ سلفی ملقب صدر الدین	سنہ ۴۷۲ھ	۵ ربیع الآخر سنہ ۵۷۶ھ	اصفہان	سکندریہ	شافعی مذہب محدث ابن خلکان کے استادونکا استاد تھا اوسکے بعد محدث جستجو مین
نوٹ ۲	۹۷	عبد اللہ بن عباس	تین سال قبل ہجرت	سنہ ۶۸ھ	مکہ	طائف	بڑے مشہور صحابی ہین ایام جاہلیت کے اشعار اور ذکر حالات کا بڑا مادہ انہین کے سبب سے دنیا مین باقی رہا ہے۔
نوٹ ۳	۹۸	حافظ زکی الدین منذری	شعبان سنہ ۵۸۱ھ	سنہ ۶۵۶ھ	مصر	مصر	بہت بڑا محدث اور الحدیث الکاملیہ کے مدرسہ واقع قاہرہ کا شیخ اور ابن خلکان کا استاد تھا
نوٹ ۴	۹۹	امام جمال الدین صنعاوی	سنہ ۵۸۴ھ	سنہ ۶۶۳ھ	سکندریہ	سکندریہ	مالکی مذہب کا عالم اور قاری تھا
نوٹ ۵	۱۰۰	حافظ عبد الغنی مقدسی	۔	سنہ ۶۰۰ھ	۔	۔	حنبلی مذہب کا عالم بہت اچھا واعظ اور مصنف تھا
۔	۱۰۱	حافظ ضیاء الدین مقدسی	۔	سنہ ۶۴۳ھ	۔	۔	شام کے ملک مین بڑا محدث اور سلفی کا شاگرد تھا
۴۴	۱۰۲	ابو الفضل شرف الدین اربلی	سنہ ۵۵۰ھ	۴ ربیع الاول سنہ ۶۲۲ھ	موصل	موصل	مختلف علوم کا عالم ابن خلکان کا استاد اور ابراہیم موصل کے مدرسون کا مدرس بھی رہا تھا۔
۔	۱۰۳	شیخ رضی الدین ابو داؤد سلیمان	۔	ربیع الاول سنہ ۶۱۳ھ		بغداد	شافعی فقیہ مفتی مدرسہ نظامیہ بغداد اور بڑا استاد تھا
۴۵	۱۰۴	احمد بن عبد ربہ	۱۰ رمضان سنہ ۲۴۶ھ	۱ جمادی الاولی سنہ ۳۲۸ھ	قرطبہ علاقہ اندلس	قرطبہ	مورخ ادیب صاحب کتاب العقد الفرید اموی خاندان کا بڑا عالم
۔	۱۰۵	علی بن محمد الایادی	۔	۔	تونس	۔	المعز لدین اللہ کا شاعر اور ابن عبد ربہ کا ہمعصر تھا
نوٹ ۶	۱۰۶	ابو طاہر طیفور الکاتب	سنہ ۲۰۴ھ	سنہ ۲۸۰ھ	بغداد	بغداد	بہت بڑا فصیح شاعر مورخ اور مشہور عالم تھا۔
۴۶	۱۰۷	ابو العلا المعری	۲۷ ربیع الاول سنہ ۳۶۳ھ	ربیع الاول سنہ ۴۴۹ھ	معرہ	معرہ	باوجود نابینا ہونیکے شعر و سخن نحو لغت مین علامۂ عصر تھا حکماء متقدمین کے مذہب پر چلتا تھا گوشت نہین کھاتا تھا اوسکا اعتقاد تھا کہ اولاد پیدا کرنا گناہ ہے مگر آخر وقت مین مسلمان ہو گیا تھا
۴۷	۱۰۸	ابو عامر بن شہید	سنہ ۳۸۲ھ	جمادی الاولی سنہ ۴۲۶ھ	۔	قرطبہ	اندلس کا بہت بڑا عالم مزاج کا بڑا کریم فیاض تھا بہت سیری اوجنیات و شیاطین کے بیان مین کی کتابین لکھی تھین۔
۴۸	۱۰۹	احمد بن فارس لغوی	۔	سنہ ۳۹۰ھ	رے	رے	عربی لغت کا بہت بڑا علامہ اور بدیع الزمان ہمدانی کا استاد
۴۹	۱۱۰	متنبی شاعر	سنہ ۳۰۳ھ	۲۴ رمضان سنہ ۳۵۴ھ	کوفہ	دیر عاقول	اسلام مین عربی زبان کا بے نظیر شاعر صاحب دیوان ہے عربی شعرا مین اسکے برابر کسی کا کلام مقبول نہین ہوا۔
نوٹ ۱	۱۱۱	ابن وہبون	۔	سنہ ۴۸۴ھ	مرسیہ علاقہ اندلس	لورقہ	مشہور شاعر اور عالم تھا۔
۵۰	۱۱۲	ابو العباس نامی	۔	سنہ ۳۹۹ھ	مصیصہ	حلب	بڑا مشہور شاعر متنبی کا ہمعصر اور سیف الدولہ بن حمدان کا مداح تھا
نوٹ [illegible]	۱۱۳	ابو عبد اللہ کرمانی	۔	۔	۔	۔	کتنی ہی کتابونکا مصنف عالم اور اچھا خوشنویس تھا تاریخ وفات تو نہین معلوم مگر چوتھی صدی ہجری کے شروع مین موجود تھا
۵۱	۱۱۴	بدیع الزمان		۱۱ جمادی الآخر سنہ ۳۹۸ھ	ہمدان	ہرات	اول درجہ کا ادیب جسنے عربیت کی کایا پلٹ دی عجم مین اسی کے طرز انشا پردازی کی تقلید پر منشیون کا قلم اٹھتا ہے صاحب مقامات حریری اسی کا شاگرد تھا۔

۵۲	۱۱۵	ابوالقاسم بن طباطبا	.	۲۵ شعبان ۳۴۵ھ	مصر	مصر	شاعر غزل گو اور طالبین کا نقیب تھا۔
نوٹ	۱۱۶	عنبسہ	.	.	مصر میں عربی نسل کا سب سے آخری والی تھا ۲۳۸ھ سے ۲۴۲ھ تک والی رہا [illegible] مصر میں ایک [illegible] بنایا ہوا ہے		
۵۳	۱۱۷	رقعمق	.	۲۲ رمضان ۳۹۹ھ	انطاکیہ	مصر غالباً	شام کے ملک میں بے نظیر شاعر تھا
۵۴	۱۱۸	جحظہ برمکی	شعبان ۲۲۴ھ	۳۲۶ھ	.	بغداد	برمکی خاندان کا شاعر اور ظریف تھا علم نجوم اور اخبار سلف اور بعض ہنر خوب جانتا تھا جن میں اوسنے کتنی ہی کتابیں لکھی ہیں مگر مذہب کی طرف توجہ کم تھی۔
۵۵	۱۱۹	ابن دراج القسطلی	محرم ۳۴۷ھ	جمادی الآخر ۴۲۱ھ	قسطلہ	قسطلہ غالباً	بڑا اچھا شاعر تھا اندلس میں اوسکا وہی درجہ تھا جو شام میں متنبی کا تھا
۵۶	۱۲۰	ابوالولید بن زیدون الاندلسی		رجب ۴۶۳ھ	قرطبہ	اشبیلیہ	بڑا ادیب شاعر اور معتضد عباد صاحب اشبیلیہ کا وزیر تھا
	۱۲۱	ابوبکر	۳۵۴ھ	۴۰۵ھ	قرطبہ	قرطبہ	ابن زیدون کا باپ اور اچھا عالم تھا۔
	۱۲۲	ابوبکر	.	۲ صفر ۴۸۵ھ	قرطبہ	قرطبہ	معتمد بن عباد کا وزیر تھا ابن تاشفین کے لڑائی میں مارا گیا
۵۷	۱۲۳	ابن الابار	. .	۴۳۳ھ	اشبیلیہ	اشبیلیہ	شاعر اور عالم تھا۔
۵۸	۱۲۴	ابونصر منازی	.	۴۳۷ھ	منازجرد	.	شاعر عالم اور والی میافارقین و دیار بکر کا وزیر تھا
۵۹	۱۲۵	ابن خیاط	۴۵۰ھ	۱۱ رمضان ۵۱۷ھ	دمشق	دمشق	شاعر اور مداح تھا
۶۰	۱۲۶	ابوالفضل میدانی	.	۲۵ رمضان ۵۱۸ھ	نیشاپور	نیشاپور	صاحب کتاب الامثال فن لغت و امثال عرب کا بڑا ماہر تھا
	۱۲۷	سعید بن میدانی	.	۵۳۹ھ	نیشاپور	نیشاپور	میدانی کا بیٹا اور بڑا فاضل تھا کتاب الاسمی فی الاسماء کا مصنف
۶۱	۱۲۸	ابن الخازن الکاتب	۴۷۱ھ تقریباً	صفر ۵۱۸ھ	بغداد	بغداد	بہت بڑا مشہور خوشنویس اور شاعر تھا۔
	۱۲۹	ابوالقاسم ہبۃ اللہ	.	۵۵۰ھ کے بعد	اہواز غالباً	اصفہان غالباً	ایک مشہور طبیب تھا
	۱۳۰	نصر اللہ کاتب	.	.	بغداد	بغداد	ایک مشہور خوشنویس تھا ۵۷۵ھ میں زندہ تھا
۶۲	۱۳۱	ناصح الدین ارجانی	۴۶۰ھ	ربیع الاول ۵۴۴ھ	تستر	تستر	تستر کا نائب قاضی اور بہت بڑا شاعر تھا۔
۶۳	۱۳۲	ابن منیر مہذب الدین	۴۷۳ھ	جمادی الآخرہ ۵۴۸ھ	طرابلس	حلب	شیعہ مذہب اصحاب کبار کی شان میں گستاخیاں کرتا مگر شاعر اچھا تھا
۶۴	۱۳۳	قاضی رشید ابوالحسین	.	محرم ۵۶۳ھ	.	سکندریہ	ریاضی اور علوم شرعیہ کا عالم اور سکندریہ کا ناظر تھا
	۱۳۴	قاضی مہذب ابومحمد	.	رجب ۵۶۱ھ	.	قاہرہ	بہت اچھا شاعر اور قاضی رشید کا بھائی تھا
نوٹ	۱۳۵	امیر عضد الدین	.	۵۷۱ھ کے بعد	.	.	غالباً اوسامہ بن منقذ کا بیٹا تھا جس کا ذکر ابن خلکان نے لکھا ہے و تعلیم مخصص تھا
	۱۳۶	محمد بن تیلی	.	۵۸۰ھ کے بعد	.	.	بہت بڑا ریاضی دان تھا بینات و منطق خوب جانتا تھا

نوٹ ۱	۱۲۶	عبدالعزیز بن الحباب	.	سنہ ۵۶۱ھ	.	.	مصر کا قاضی اور صاحب مصر کا جلیس تھا اسیواسطے جلیس لقب ہو گیا تھا
۶۵	۱۲۷	نفیس قطرسی	.	۲۴ ربیع الاول سنہ ۶۰۳ھ	.	قوص صعید	اچھا شاعر اور منطق فلسفہ وغیرہ بہت جانتا اور طب کا بھی عالم تھا۔
	۱۲۹	خلنک التقوی	.	۹ شعبان سنہ ۶۳۵ھ	.	قاہرہ	بڑا دیندار فاضل اور دمیاط کا والی تھا۔
نوٹ ۴	۱۴۰	سحیم بن وثیل	بہ سال قبل سنہ	سنہ ۶۰ھ	.	.	اچھا شاعر تھا عبد بنی حشحاس کے نام سے جو شخص مشہور ہے غالباً وہی ہے
۶۶	۱۴۱	احمد السبتی	.	سنہ ۱۸۴ھ	.	.	خلیفہ ہارون الرشید کا بیٹا تھا اپنے ہاتھ سے کسب کرکے کھاتا تھا اور باوجود قدرت دنیا کو ترک کر دیا تھا۔
۶۷	۱۴۲	ابن العریف	۲ جمادی الاولی سنہ ۴۸۱ھ	۲۳ صفر سنہ ۵۳۶ھ	مریۃ	مراکش	صوفی اور ولی تھا اور صوفیوں کے دستور کے موافق شیعہ خیالات سے متاثر تھا۔
۶۸	۱۴۳	ابن الحطیئہ	جمادی الآخر سنہ ۴۷۸ھ	محرم سنہ ۵۶۰ھ	فاس	مصر	بڑا زبردست عالم قاری متقی اور پرہیزگار اور حضرت عمر کا شیع تھا اور بنی عباس کی [illegible] کو مانتا تھا
۶۹	۱۴۴	احمد بن الرفاعی	.	۲۲ جمادی الاولی سنہ ۵۷۸ھ	ام عبیدہ	ام عبیدہ	فقرائے رفاعیہ و بطائحیہ کا بانی تھا
۷۰	۱۴۵	احمد بن طولون	۲۳ رمضان سنہ ۲۲۰ھ	۱۰ ذی القعدہ سنہ ۲۷۰ھ	سامرا	مصر	مصر شام و حدود روم کا حاکم اور اہل علم کا بڑا قدر دان تھا
نوٹ ۵	۱۴۷	ابن الدایہ	.	سنہ ۳۳۴ھ	.	.	سیرت ابن طولون کا مصنف تھا۔
	۱۴۶	طولون	.	سنہ ۲۴۰ھ	.	.	نوح ابن اسد سامانی عامل بخارا نے خلیفہ مامون کو غلامی میں بھیجا تھا۔
۷۱	۱۴۸	معز الدولہ بن بویہ	سنہ ۳۰۳ھ	۱۷ ربیع الاول سنہ ۳۵۶ھ	.	بغداد	پہلے سر پر لکڑیاں رکھکر بیچتا تھا پھر عراق کا بادشاہ ہو گیا تھا
۷۲	۱۴۹	ابو نصر بن مروان کردی	.	۲۹ شوال سنہ ۴۵۳ھ	.	میافارقین	میافارقین اور دیار بکر کا بادشاہ تھا اور بڑا خوش نصیب تھا
۷۳	۱۵۰	مستعلی بن المستنصر	۲۰ محرم سنہ ۴۶۹ھ	۱۷ صفر سنہ ۴۹۵ھ	قاہرہ	مصر	خاندان فاطمیین کا خلیفہ تھا فاطمیین کی سلطنت اسکے وقت میں کمزور ہو گئی تھی
	۱۵۱	نزار بن المستنصر	۱۰ ربیع الاول سنہ ۴۳۷ھ	سنہ ۴۸۸ھ کے بعد	قاہرہ	مصر	گرفتار ہو کر مارا گیا
۷۴	۱۵۲	ابن المشطوب عماد الدین	سنہ ۵۷۵ھ	ربیع الآخر سنہ ۶۱۹ھ	.	راس عین	امرائے دولت صلاحیہ کا بڑا زبردست رکن تھا۔
	۱۵۳	سیف الدین مشطوب	.	۲۶ شوال سنہ ۵۸۸ھ	.	قدس	امرائے دولت صلاحیہ میں امیر کبیر اور نابلس کا والی تھا
	۱۵۴	امیر بدر الدین	.	شعبان سنہ ۶۳۵ھ	.	موصل	موصل کا حاکم تھا۔
	۱۵۵	قیس بن عاصم تمیمی	.	.			صحابی تھا اور خسر بننے کی غیرت سے ایام جاہلیت میں اپنی بیٹیوں کو مار ڈالتا تھا
۷۵	۱۵۶	صلاح الدین اربلی	ربیع الآخر سنہ ۵۶۲ھ	۲۵ ذی الحجہ سنہ ۶۳۱ھ	اربل	مصر	ملک کامل حاکم مصر کا وزیر اور ذی علم شخص تھا۔
۷۶	۱۵۷	عزیز الدین مستوفی	سنہ ۴۷۲ھ	اوائل سنہ ۵۲۵ھ	اصفہان	تکریت	سلطان محمود بن محمد بن ملک شاہ سلجوقی کے خزانہ کا متولی تھا
۷۷	۱۵۸	ارتق بن اکسب	.	سنہ ۴۸۴ھ	.	قدس غالباً	پہلے عراق فارس اور حلوان کا پھر قدس کا حاکم ہو گیا تھا

	۱۵۹	سکمان بن ارتق	۰	[illegible]	۰	قریتین	دیار بکر کا حاکم تھا طرابلس اور قدس کے درمیان سفر مین انتقال
	۱۶۰	نجم الدین ایل غازی	۰	۰	سلطان محمد سلجوقی کی طرف سے بغداد مین شحنہ تھا اور سنہ مین ماردین پر قبضہ کر لیا تھا		
۸۰	۱۶۱	البساسیری	۰	ذوالحجہ ۴۵۱ھ	فا	بغداد	قائم بامر اللہ کا ترکی وزیر تھا۔
نوٹ	۱۶۲	مہارش بن المجلی	۰	صفر ۴۹۹ھ	۰	۰	امیر عرب حدیثہ و عانہ کا حاکم تھا
نوٹ	۱۶۳	ابن العظیمی	۰	۰	۰	۰	حلب کا رہنے والا اور تاریخ حلب کا مصنف تھا
۷۹	۱۶۴	نور الدین ارسلان شاہ	۰	۲۹ رجب ۶۰۷ھ	۰	موصل	موصل کا حاکم تھا
	۱۶۵	ازہر بن السمان	سنہ ۱۱۱ھ	سنہ ۲۰۳ھ	بصرہ	بصرہ غالباً	قبل از خلافت منصور عباسی کا مصاحب تھا اور تبع تابعین سے تھا
نوٹ	۱۶۶	حمید الطویل	۰	سنہ ۱۴۳ھ	بصرہ	بصرہ غالباً	تابعی اور بڑے قد کا آدمی تھا۔
۸۱	۱۶۷	اسامۃ بن مرشد	۲۷ جمادی الآخر ۴۸۸ھ	۲۳ رمضان ۵۸۴ھ	شیزر	دمشق	بنی منقذ کے علما اور والا درون سے تھا جو قلعہ شیزر کے مالک تھے۔
	۱۶۸	ابن صورہ	۰	ربیع الآخر ۵۰۷ھ	۰	مصر	یہ کتابون کا بہت بڑا دلال تھا۔
نوٹ ۸۲	۱۶۹	ابن راہویہ خراسانی	سنہ ۱۶۱ھ	سنہ ۲۳۸ھ	مکہ کے راستہ مین	نیشاپور	حدیث فقہ اور زہد و ورع مین امام تھا امام شافعی کے اصحاب مین سے بلکہ قریب قریب انکے مساوی کے تھا اور اس زمانہ کا شاعر تھا
۸۳	۱۷۰	ابو عمرو الشیبانی	۰	سنہ ۲۰۶ھ	رمادہ الکوفہ	بغداد غالباً	لغت اور شعر مین امام اور ابن حنبل وغیرہ کا استاد تھا مگر نبیذ پینے کے سبب سے تمام مخلوق مین عزت نہ تھی
نوٹ	۱۷۱	ابو بکر احمد بن کامل	۰	سنہ ۳۵۰ھ	۰	۰	مورخ تھا قاضیون کی ایک تاریخ اسنے لکھی ہے
۸۴	۱۷۲	ابن الندیم موصلی	سنہ ۱۵۰ھ	رمضان ۲۳۵ھ	موصل	موصل غالباً	لغت شعر حدیث فقہ کا عالم تھا صداقت دیانت عفت مین بھی اوسکو سب مانتے تھے مگر غنا مین مشہور اور بے نظیر تھا۔
نوٹ	۱۷۳	مصعب بن عبد اللہ الزبیری	سنہ ۱۵۶ھ	سنہ ۲۳۶ھ	مدینہ	۰	محدث فقیہ مورخ اور نسابہ تھا مگر حضرت علی کو اچھا نہ جانتا تھا
نوٹ	۱۷۴	محمد بن عطیہ	۰	۰	بصرہ	۰	شاعر سرکاری کاتب اور ابن ابی دواد کا ہمعصر تھا
نوٹ	۱۷۵	نظام بلخی	۰	سنہ ۲۳۱ھ	بصرہ	۰	مشہور متکلم بلکہ علم کلام کا بانی تھا۔
نوٹ	۱۷۶	عماد الدین باطیش	محرم ۵۷۵ھ	سنہ ۶۵۵ھ	موصل	حلب	بہت بڑا عالم مفتی اور کتنی ہی کتابوں کا مصنف تھا المغنی اسی کی کتاب ہے۔
نوٹ	۱۷۷	ہشیم بن بشیر	۰	سنہ ۱۸۳ھ	واسط	بغداد	بہت بڑا محدث تھا۔
نوٹ	۱۷۸	ابو معاویہ بن الضریر	سنہ ۱۱۳ھ	سنہ ۱۹۵ھ	کوفہ	۰	محدث تھا۔
۸۵	۱۷۹	اسحاق بن حنین	۰	ربیع الآخر ۲۹۸ھ	حیرہ	بغداد غالباً	بڑا مشہور طبیب نصرانی مذہب تھا اسنے اور انکے باپ نے کتب طب و فلسفہ کا یونانی سے عربی مین ترجمہ کیا تھا
نوٹ	۱۸۰	ابن بطلان	۰	سنہ ۴۴۴ھ	بغداد	انطاکیہ	ایک مشہور نصرانی طبیب تھا۔

۸۶	۱۸۱	اسعد المیہنی	.	۵۲۷ھ	میہنہ	بغداد	مدرسہ نظامیہ بغداد کا مدرس فقہ اور فن خلاف مین مشہور تھا
۸۷	۱۸۲	العجلی	ربیع الاول ۵۱۰ھ	۲ صفر ۵۹۷ھ	اصفہان	اصفہان	بڑا محدث صاحب تصنیف اور زاہد و عابد تھا
	۱۸۳	ام ابراہیم					یہ سب العجلی کے استاد اور محدثین تھے جنکے حالات رجال کی کتابون کسیٹ نہین دیے ہین مگر ابن خلکان نے انکے نہایت ضروری حالات یعنے اونکا زمانہ اور اون کا مقام تبلادیا ہے ۔
	۱۸۴	حافظ ابوالقاسم					
	۱۸۵	ابوالوفا غانم					
	۱۸۶	ابوالفضل عبدالرحیم					
	۱۸۷	ابوالمطہر					
	۱۸۸	ابن البطی					
	۱۸۹	اسمعیل بن الفضل					
	۱۹۰	عبدالعزیز بن محمد					
نوٹ	۱۹۱	اسمعیل بن محمد	۴۵۷ھ	۵۳۵ھ	اصفہان	اصفہان	بہت بڑا محدث اور کئی کتابونکا مصنف تھا
نوٹ	۱۹۲	زاہر الشحامی	۴۴۶ھ	۵۳۳ھ	.	.	محدث تھا ۔
۸۸	۱۹۳	اسعد بن مماتی	.	جمادی الاولی ۶۰۶ھ	.	حلب	مصر کا بہت بڑا شاعر اور سرکاری دواوین کا ناظر تھا کلیلہ دمنہ کو اور سیرۃ صلاح الدین کو اسنے نظم کیا تھا ۔
	۱۹۴	خطیر والد اسعد	.	۶ رمضان ۵۷۷ھ	.	.	یہ بھی شاعر تھا اور صلاح الدین کے لشکر کے دفتر کا افسر تھا اور اوسیوقت مسلمان ہوا تھا ۔
نوٹ	۱۹۵	صفی الدین بن شکر	.	.	.	.	ملک عادل کا وزیر تھا اور ۶۰۹ھ کے بعد تک زندہ تھا
نوٹ	۱۹۶	ابن مکنسہ	.	.	.	.	مصر کا شاعر اور ابوالملیح کے رفقا سے تھا ۴۶۰ھ کے بعد تک زندہ تھا
نوٹ	۱۹۷	بدر الجمالی	.	.	.	.	مصر کا وزیر تھا اور ۴۶۷ھ کے بعد تک زندہ تھا ۔
۸۹	۱۹۸	بہاؤ الدین السنجاری	۵۳۳ھ	شروع ۶۲۲ھ	سنجار	سنجار	شافعی فقیہ اور شاعر تھا مدح سرائی کیا کرتا تھا ۔
۹۰	۱۹۹	مزنی	۱۷۵ھ	رمضان ۲۶۴ھ	مصر	مصر	امام شافعی کے بعد سب سے بڑا شافعی فقیہ بڑا زاہد بڑا عالم اور بہت جلیل القدر مصنف ہے مختصر المزنی اسکی کتاب ہے
۹۱	۲۰۰	ابوالعتاہیہ	۱۳۰ھ	جمادی الآخر ۲۱۱ھ	عین التمر	بغداد	بڑا مشہور شاعر ہے خلیفہ مہدی عباسی کی لونڈی عتبہ پر عاشق تھا ۔
نوٹ	۲۰۱	محمد بن العلاء	.	.	.	.	طبرستان کا حاکم اور ۲۶۷ھ مین موجود تھا ۔
نوٹ	۲۰۲	اشجع السلمی	.	.	رقہ	.	ہارون الرشید کے زمانہ کا مشہور شاعر تھا
نوٹ	۲۰۳	مخارق	.	۲۳۰ھ	.	سر من رای	بہت بڑا مغنی تھا اسکا اور اسکے ساتھ کے اور دو مغنیون کا ذکر تذکرہ مین آیا ہے
۹۲	۲۰۴	ابن عیذون القالی	جمادی الآخر ۲۸۸ھ	ربیع الآخر ۳۵۶ھ	منازجرد		لغت شعر اور نحو مین مشہور اور بہت بڑا مصنف تھا اسکی کتاب الامالی بہت اچھی کتاب ہے ۔
نوٹ	۲۰۵	ابو یعلی	۲۱۰ھ	۳۰۷ھ	موصل	.	حافظ حدیث تھا اسکی مسند مشہور ہے ۔

۹۳	۲۰۶	الصاحب بن عباد	۱۶ ذیقعدہ ۳۲۶ھ	۲۴ صفر ۳۸۵ھ	اصطخر	اصفہان	فخر الدولہ والی جرجان کا وزیر اور بڑا صاحب فضل شاعر اور
		تفضیلیہ تھا اور وہ بخشش مین بڑا نام پیدا کیا تھا کیتنی ہی کتابونکا مصنف بھی ہے جنمین سے ایک کتاب المحیط لغت مین سات جلد مین ہے					
	۲۰۷	ابو الحسن عباد	.	۳۳۵ھ	.	.	صاحب کے باپ اور رکن الدولہ والی دیلم کا وزیر تھا
	۲۰۸	فخر الدولہ	۳۴۱ھ	شعبان ۳۸۷ھ	.	.	متنبی کا ممدوح اور دیلم کا حاکم تھا ۔
	۲۰۹	ابو سعید رستمی	.	.	.	.	صاحب بن العباد کا دوست اور شاعر تھا
	۲۱۰	ابو القاسم زعفرانی	.	.	.	.	صاحب کا دوست اور شاعر و عالم تھا
	۲۱۱	ابو الحسین الغانمی	.	.	.	.	یہ بھی صاحب کا یار غار اور اچھا شاعر اور نحوی تھا
نوٹ	۲۱۲	ابو القاسم بن ابی العلاء	.	.	.	.	یہ بھی صاحب کا دوست اور شاعر تھا
۹۴	۲۱۳	ابو علی حسن صاحب العنوان	.	ذی الحجہ ۵۵۴ھ	سرقسطہ	.	نحوی ادیب اور فن قرأت مین مشہور تھا
۹۵	۲۱۴	منصور عبیدی	۳۰۲ھ	آخر شوال ۳۴۱ھ	قیروان	مہدیہ	ممالک افریقیہ کا بادشاہ تھا ۔
	۲۱۵	ابو یزید	.	محرم ۳۳۶ھ	.	منصوریہ	قائم اور منصور کے مقابلہ مین سخت خروج کیا تھا مگر شکست کھا کر مارا گیا
	۲۱۶	اسحاق بن سلیمان	.	.	.	.	منصور کا طبیب تھا
نوٹ	۲۱۷	ابن اباض	.	.	.	.	یہ اباضیہ فرقہ کا بانی اور مروان بن محمد اموی کا ہمعصر تھا
۹۶	۲۱۸	ظافر عبیدی	ربیع الآخر ۵۲۷ھ	محرم ۵۴۹ھ	قاہرہ	قاہرہ	ملک مصر کا بادشاہ تھا عین عالم جوانی مین ایک ترک کے ہاتھ سے مارا گیا
	۲۱۹	عباس	.	.	.	.	ظافر کا وزیر اور اوسکا قاتل تھا
۹۷	۲۲۰	اشہب القیسی	۱۵۰ھ	۲۲ شعبان ۲۰۴ھ	مصر	مصر	مالکی مذہب کا اول درجہ کا فقیہ تھا شافعی نے امام مالک کے اصحاب مین سے اسکے اور ابن عبد الحکم کے سوا اور کسیکو نہین دیکھا
	۲۲۱	ابن عبد الحکم	.	.	.	.	مالکی مذہب کا اول درجہ کا فقیہ اور امام شافعی کا ہمعصر تھا
۹۸	۲۲۲	اصبغ المالکی	.	۲۶ شوال ۲۲۵ھ	مصر	مصر	مالکی مذہب کا فقیہ تھا ۔
نوٹ	۲۲۳	عبد العزیز	.	۸۵ھ	.	.	مصر کا والی تھا ۔
۹۹	۲۲۴	آق سنقر حاجب	.	جمادی الاولی ۴۸۷ھ	.	حلب	حلب کا حاکم اور خاندان اتابکی موصلی کا جد اعلیٰ تھا
	۲۲۵	بزان	.	جمادی الاولی ۴۸۷ھ	.	حلب	آق سنقر کی بغاوت مین یہ بھی اوسکا شریک تھا
	۲۲۶	سلیمان بن عبد الجبار	.	.	.	.	حلب کا حاکم تھا
۱۰۰	۲۲۷	آق سنقر برسقی	.	۵۲۰ھ	.	موصل	موصل کا حاکم تھا فرقہ باطنیہ کے ہاتھ سے مارا گیا ۔

	۲۲۸	مودود	•	ربیع الآخر ۵۰۷ھ	•	دمشق	محمد بن ملکشاہ سلجوقی کی طرف سے بلاد شام کا حاکم تھا باطنیہ کے ہاتھ سے مارا گیا
	۲۲۹	کیقباد بن ہزار اسپ	•	تقریباً ۵۳۰ھ	•	•	فرقہ باطنیہ کا امیر اور تکریت کا حاکم تھا
	۲۳۰	سیف الدولہ صدقہ	•	•	•	•	حلہ کا حاکم تھا اور کیقباد کو گرفتار کر کے لے گیا۔
	۲۳۱	عز الدین مسعود	•	جمادی الآخرہ ۵۲۱ھ	•	موصل	موصل کا حاکم تھا۔
۱۰۱	۲۳۲	امیۃ بن ابی الصلت	۴۶۰ھ	محرم ۵۲۹ھ	دانیہ	مُنستیر	ادیب حکیم تھا طب ہیئت منطق وغیرہ میں اچھی تصنیفات ہیں
	۲۳۳	ابو الولید وقشی	•	•	•	•	دانیہ کا قاضی اور ابو الصلت کا استاد تھا
	۲۳۴	عبد العزیز	•	۵۴۶ھ	مہدیہ	بجایہ	ابو الصلت کا بیٹا شاعر اور بڑا شطرنج باز تھا
	۲۳۵	ابو عبداللہ حلبی	•	•	•	•	افضل شاہنشاہ کا منجم تھا۔
نوٹ ۸	۲۳۶	ابو الشغناء	•	•	عسقلان	•	۵۴۰ھ میں بقید حیات تھا عسقلان کا سب سے بڑا شاعر تھا
نوٹ ۹	۲۳۷	علی بن رضوان	•	۴۶۰ھ	•	•	یہ شخص بہت بڑا حکیم اور طبیب گزرا ہے۔
۱۰۲	۲۳۸	قاضی ایاس	۴۶ھ تقریباً	۱۲۲ھ	•	عَبَسی	قاضی بصرہ اور عقلاء عرب سے تھا فراست میں اسکی مثال دیتے ہیں
	۲۳۹	عدی بن ارطاۃ	•	•	•	•	عمر بن عبد العزیز اموی کی خلافت میں عراق کا والی تھا
	۲۴۰	قاسم بن ربیعۃ	•	•	•	•	قاضی ایاس کا ہمعصر اور بہت بڑا عالم تھا
نوٹ ۹	۲۴۱	انس بن مالک	•	۹۲ھ	•	بصرہ	صحابہ رسول مقبول میں انکا سب سے بعد انتقال ہوا ہے
۱۰۳	۲۴۲	ابن القریۃ	•	۸۴ھ	•	بصرہ	امی محض مگر فصاحت میں اول درجہ کا شخص مشہور ہے لیکن علما کی رائے ہے کہ وہ محض فرضی شخص ہے کوئی آدمی ایسا نہیں گزرا
	۲۴۳	عبد الرحمن بن الاشعث	•	•	•	•	سیستان کا حاکم تھا۔
	۲۴۴	ابن ابی العقب	•	•	•	•	ملاحم و پیشین گوئیاں اسکے نام سے بہت مشہور ہیں مگر کہتے ہیں کہ یہ اور مجنوں عاشق لیلے صرف فرضی شخص ہیں
۱۰۴	۲۴۵	نجم الدین ایوب	•	ذی الحجہ ۵۶۸ھ	دُوین	مدینہ منورہ	سلطان صلاح الدین کا باپ اور اتابک سلطنت میں بڑا رکن تھا
	۲۴۶	بہروز	•	•	•	•	نجم الدین کا دوست اور شاہان سلجوقی کا نائب تھا
	۲۴۷	عز الدین فرخ شاہ	•	•	•	•	سلطان صلاح الدین کا بھتیجا اور بعلبک کا حاکم تھا
	۲۴۸	قاضی فاضل	•	•	•	•	سلطان صلاح الدین کا وزیر اور بہت بڑا ادیب تھا
نوٹ	۲۴۹	کمال الدین	•	۶۶۰ھ	•	•	یہ شخص حلب کا رہنے والا تھا اور شہر کی تاریخ لکھی ہے
نوٹ	۲۵۰	ابن ابی الطی	•	۶۳۰ھ	حلب	•	اس نے بھی حلب کی تاریخ لکھی ہے۔

یہاں جلد دوم ختم ہوئی اسکے بعد تیسری جلد میں سب سے اول تذکرہ بنمبرہ ۱۰۱ بادیس نصر الدولہ کا ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

۲۴۳ حافظ ابو نعیم احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسی بن مہران اصفہانی

کتاب حلیۃ[1] الاولیا کا مصنف اعلام محدثین واکابر حفاظ[2] وثقات سے تھا۔ بڑے بڑے فاضلون سے اوس نے پڑھا۔ اور اوس سے بھی بہت لوگون نے علم حاصل کیا۔ اور فائدہ اوٹھایا تھا۔ اوس کی کتاب الحلیہ بہت ہی اچھی کتاب ہے اوس کے سوا اوس نے اصفہان کی ایک تاریخ بھی لکھی ہے۔ اوسی مین اوس نے اوسکے باپ عبد اللہ کے حال مین سے لیکر اوس کا نسب اس طرح لکھا ہے۔ وہان اوس نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اوسکا دادا مہران مسلمان ہوا تھا یعنی اوس نے یہ اشارہ کیا ہے کہ اوس کے اجداد مین سے مہران ہی سب سے اول مسلمان ہوا ہے۔ مہران عبد اللہ بن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا مولی تھا۔ اس عبد اللہ[3] بن معاویہ کا ذکر انشاء اللہ تعالی آئندہ آئیگا۔ اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ اوس کا باپ ۳۶۵ھ (۹۷۶ء) مین مرا۔ اور اوس کے نانا کے قبر کے پاس مدفون ہوا ابو نعیم رجب ۳۳۶ھ (آغاز ۹۴۸ء) یا ۳۳۴ھ مین پیدا ہوا۔ اور ۴۳۰ھ (نومبر ۱۰۳۸ء) مین اصفہان مین مرا جیسے بعض کہتے ہین کہ بروز دوشنبہ ۲۱ محرم سنہ مذکور کو اوس کا انتقال ہوا ہے۔ اصفہان بکسر یا بفتح یائے موحدہ یا فا و فتح ہائے ہوز والف ونون جبال کے نہایت مشہور شہرون مین سے ہے۔ اصفہان کو اصبہان اس وجہ سے کہتے ہین کہ عجمی مین اوس کا نام سپاہان ہے سپاہ لشکر کو کہتے ہین اور ہان (نہین بلکہ الف و نون جمع کے علامت ہے۔ اکاسرہ کے زمانہ مین دستور تھا کہ جب کہین لڑائی ہوتی تو اوسکے لشکر فارس کردان اصبہان

وغیرہ سے آکر اسی جگہ جمع ہوا کرتے تھے۔ عربون نے اسے معرّب کرکے اصفہان کرلیا ہے۔ سکندر ذوالقرنین نے اسے آباد کیا تھا۔ ماخوذ از کتاب سمعانی۔

(۱) حلیۃ الاولیاء مین اکابر اولیاء اللہ کے تذکرہ اور اونکے کرامات کا ذکر ہے۔

(۲) حافظ کے معنی اوپر ہم نے بیان کردے ہین۔ دیکھو تذکرہ ۲۷ نوٹ ۱۔

(۳) اس عبداللہ بن معاویہ کا جدا تذکرہ اس کتاب مین نہین ہے کسی دوسرے شخص کے تذکرہ مین غالباً اس کا بیان ہوگا مگر مترجم انگریزی ڈی ہربلو کے کتاب مین اس کے حالات دیکھنے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

۳۳ حافظ ابوبکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد مہدی بن ثابت بغدادی معروف بہ خطیب (۱)

صاحب تاریخ بغداد وغیرہ حفاظ متقنین اور علمائے متبحرین سے تھا۔ اوس کی بغداد کی تاریخ ایسی معلومات عظیم کا ذخیرہ ہے کہ اگر اوس کے سوا اور کوئی کتاب بھی وہ نہ لکھتا تو بھی اوس کے علم کی ناموری کے لئے فقط یہی کافی تھی۔ اوسکے سوا اوس کی تصنیفات کی تعداد قریب سنو (۱۰۰) کے پہونچ گئی ہے۔ اوس کے اوصاف اسقدر مشہور و معروف ہین کہ اونکی ستائش کی ضرورت نہین۔ فقہ اوس نے ابوالحسن المحاملی اور قاضی ابوالطیب الطبری وغیرہ سے پڑھی تھی۔ پہلے صرف ایک فقیہ تھا۔ مگر آخر مین حدیث اور تاریخ مین اوسے کمال ہوگیا۔ بروز پنجشنبہ ۲۴ جمادی الاخرۃ ۳۹۲ھ (مئی ۱۰۰۲ء) کو پیدا ہوا۔ اور بروز دوشنبہ ۷ ذی الحجہ ۴۶۳ھ (۵ ستمبر ۱۰۷۱ء) کو بغداد مین مرگیا رحمہ اللہ تعالی۔ مگر سمعانی کہتا ہے۔ اوسکی وفات شوال مین ہوی ہے۔ مین نے سنا ہے کہ شیخ ابواسحاق شیرازی رحمہ اللہ تعالی (سے معزز شخص نے) بھی اوس کے جنازہ کو کندھا لگایا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ خطیب سے اس نے بہت فائدہ اوٹھایا اور اپنے تصنیفات مین اکثر اوس کی مدد لیا کرتا تھا۔ ایک یہ بھی عجیب اتفاق کی بات ہے۔ کہ خطیب کی وفات جو اپنے زمانہ کا حافظ مشرق تھا اوسی سال ہوئی جس سال ابوعمر یوسف بن عبدالبر صاحب کتاب الاستیعاب کے ہوئی جو اوسی زمانہ مین حافظ مغرب (۲) تھا۔ اس یوسف کا ذکر حرف یائے تحتانیہ (تذکرہ ۸۰۸) مین آئیگا۔ انشاء اللہ تعالی۔

محب الدین ابن النجار نے تاریخ بغداد مین ذکر کیا ہے۔ کہ ابوالبرکات اسماعیل بن ابی سعد صوفی نے بیان کیا ہے کہ شیخ ابوبکر بن زہرا الصوفی نے بشر الحافی رحمہ اللہ تعالی کی قبر کے برابر اپنے لئے ایک قبر بنائی تھی۔ اور ہر ہفتہ ایکبار وہان جاتا اور قبر مین سوتا اور کل قرآن پڑھا کرتا تھا۔ جب ابوبکر خطیب مرگیا۔ جس نے وصیت کی تھی کہ مجھے بشر کے قبر کے پاس دفن کرنا تو اصحاب حدیث (طالب علم حدیث پڑھنے والے) ابوبکر بن زہرا کے پاس آئے۔ اور کہا کہ

خطیب کو آپ اپنے اوپر مقدم کیجئے اور اوس کے دفن کے واسطے آپ اوس قبر مین اجازت دیجئے جو آپ نے اپنے لئے تیار کی ہے ابن زہرا نے اس سے انکار کیا۔ اور انکار پر سخت اصرار کیا۔ اور کہا مین نے سالہا سال سے جو جگہ اپنے لئے تیار کی ہے مجھ سے اوسے کون لے سکتا ہے۔ جب لوگون نے دیکھا کہ وہ نہین مانتا۔ تو سب اکھٹے ہو کر شیخ ابو سعد[3] میرے باپ کے پاس آئے۔ اور اوس کا ذکر کیا۔ اوس نے شیخ ابوبکر بن زہرا کو بلایا اور کہا مین یہ نہین کہتا کہ آپ اپنی قبر اونھین دیدیجئے۔ مگر مین یہ بات پوچھتا ہون کہ اگر آپ بشر الحافی کے ایام حیات مین اوس کے پاس کبھی بیٹھے ہوتے۔ اور اتفاقاً ابوبکر خطیب اوس کے پاس آتا تو آپ اوسی جگہ بیٹھے رہتے اور یہ پسند کرتے کہ اوس کے اوپر بیٹھے رہین۔ ابن زہرا نے کہا نہین۔ بلکہ مین اوٹھتا اور اپنی جگہ اوسے بٹھا دیتا۔ ابو سعد نے کہا تو پھر اب بھی ایسا ہی چاہیئے۔ ابوبکر کا دل اس سے خوش ہوگیا۔ اور اپنی قبر مین دفن کی اجازت دیدی۔ چنانچہ خطیب کو باب حرب[4] مین بشر الحافی کے برابر دفن کر دیا۔

خطیب کے پاس دو سو (۲۰۰) دینار تھے۔ وہ سب صدقہ مین دے گیا۔ اور ارباب حدیث فقہا اور فقرا کو اپنی بیماری مین تقسیم کر گیا تھا۔ اور وصیت کر مرا تھا۔ کہ اوس کے تمام کپڑے بھی خیرات کر دئے جائین۔ اور جتنی کتابین تھین وہ بھی مسلمانون کے واسطے وقف[5] کر گیا تھا۔ اوس کے اولاد نہ تھی۔ اوس نے ساٹھ (۶۰) کتابون سے زیادہ تصنیف کی ہین شیخ ابو اسحاق شیرازی اوس کے جنازہ کے اوٹھانے والون مین سے تھا۔ کہتے ہین کہ وہ ۳۹۲ھ (سال ۱۰۰۲ء) مین پیدا ہوا تھا۔ واللہ اعلم۔ اوس کے مرنے کے بعد لوگون نے خواب[6] مین اوسے بہت خوش دیکھا۔ وہ اپنے زمانہ کا اعلی درجہ کا محدث اور بہت بڑا حافظ تھا۔ یہان تک مین نے ابن النجار کی کتاب سے نقل کیا ہے۔

---

(۱) دیکھو تذکرہ ۲۷ نوٹ ۱۔

(۲) شمالی افریقہ سسلی اندلس وہ ملک ہین جنھین مسلمان اوس زمانہ مین ملک مغرب کہا کرتے تھے۔ اب آجکل بھی سسلی اور اسپین کو چھوڑ کر شمالی افریقہ کو جو مصر کے مغرب مین واقع ہے مغرب کے نام سے نامزد کرتے ہین۔ دیکھو تذکرہ ۱۶۔

(۳) ابو سعد کی جگہ بعض نسخون مین حرف سعد لکہا ہوا ہے۔ لیکن چونکہ نیچے چلکر آگے بھی ابو سعد لکہا ہے۔ اسلئے غالباً ابو سعد صحیح ہے۔

(۴) بجائے حاے حطی کے بعض جگہ اسے جیم کے ساتھ لکہا ہے۔ مگر حائے حطی سے صحیح ہے۔

(۵) دیکھو تذکرہ ۲۱ نوٹ ۶۔

(۶) دیکھو تذکرہ ۱۹ نوٹ ۷۔

۳۴ ابو الحسین احمد بن یحییٰ ابن اسحاق راوندی۔

مشہور عالم تھا۔ علم کلام مین اوس نے ایک مقالہ لکھا ہے۔ اپنے عہد کے بہت بڑے فضلا مین شمار ہوتا تھا۔ کوئی ایک سو چودہ کتابین اوس نے تصنیف کی تھین۔ انھین مین سے کتاب فضیحۃ المعتزلہ کتاب التاج کتاب الزمرد کتاب القضیب ذہبی (؟) وغیرہ بھی ہین۔ اوس نے جو علمائے کلام کے ساتھ اس کے اکثر مجلسین رہا کرتین اور مناظرات ہوا کرتے تھے اون کا حال بھی لکھا ہے۔ بعض مذہبی مسائل مین یہ تمام علماء سے جدا ہے جنھین اہل کلام نے اپنی کتابون مین اوس سے نقل کیا ہے۔ ۲۴۵ھ یا ۲۵۰ھ مین رحبۂ مالک بن طوق التغلبی مین یا بغداد مین اس کا انتقال ہوا۔ تخمیناً چالیس برس کی عمر ہوئی ہوگی۔ بستان[1] مین کہتا ہے کہ وہ ۲۹۵ھ مین مرا ہے۔ واللہ اعلم۔ رحمہ اللہ تعالیٰ

راوند بفتح را و الف و واو و سکون نون و دال مہملہ قاسان کے علاقہ اور نواحی اصفہان مین ایک قریہ ہے۔ راوند نیشاپور کے علاقہ مین بھی ایک سمت کا نام ہے۔ یہ وہ نھین ہے۔ قاسان بسین مہملہ ہے۔ نہ قاشان بشین معجمہ جو قم کے پاس ہے یہی راوند ہے جس کا ذکر ابو تمام الطائی نے اپنی کتاب حماسہ کے باب المراثی مین کیا ہے۔ اور کہا ہے لوگ کہتے ہین بنی اسد کے دو شخص تھے وہ کہین اصفہان کی طرف گئے۔ وہان ایک مقام پر جسے راوند و خزاق کہتے تھے ایک دہقان[2] سے اور اون سے اتنی دوستی ہوگئی کہ بھائی بن گئے۔ اور ہم پیالہ اور ہم نوالہ ہوگئے۔ اتفاقاً ایک اون دونون مین سے مرگیا۔ دوسرا اسدی اور دہقان جو زندہ تھے اونھین اس سے سخت صدمہ ہوا۔ اور یہ قاعدہ مقرر کرلیا کہ دونون اوس کی قبر پر پڑے رہتے۔ اور جب شراب کے دو پیالہ پیا کرتے تو اوس کی قبر پر بھی ایک پیالہ ڈالدیا کرتے۔ کچھ مدت بعد دہقان بھی مرگیا۔ اب وہ اسدی جو باقی رہ گیا تھا اون دونون کی قبر پر پڑا رہتا اور یہ شعر گایا کرتا تھا۔

خلیلی ہبا طالما قد رقدتما ۔ اجدکما لا تقضیان کراکما

میرے دونو دوستو اٹھو سوتے ہوئے تمہین مدت گذر گئی کیا یہ سچ ہے کہ تم اپنی نیند کبھی ختم نہ کروگے۔

امن طول نوم لا تجیبان داعیاً ۔ کان الذی یسقی المدام سقاکما

کیا مدت دراز کے خواب کے باعث پکارنے والے کو تم جواب نھین دیتے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کسی شراب پلانے والے نے تمہین شراب پلادی (اور سلا دیا ہے)

الم تعلما مالی براوند کلہا ۔ ولا بخزاق من صدیق سواکما

کیا تم نہین جانتے کہ تمام راوند اور خزاق مین تمھارے سوا میرا کوئی دوست نہین

أُقِيمُ عَلَى قَبْرَيْكُمَا لَسْتُ بَارِحاً ... طِوَالَ اللَّيَالِي أَوْ يُجِيبُ صَدَاكُمَا

مین تمہاری ہی پاس پڑا رہونگا جب تک کہ راتین ہوا کرین گے یہانتک جب تک کہ تمہاری صدا میری بات کا جواب دیوے۔

وَأَبْكِيكُمَا حَتَّى الْمَمَاتِ وَمَا الَّذِي ... يَرُدُّ عَلَى ذِي لَوْعَةٍ إِنْ بَكَاكُمَا

مرتے دم تک تم پر برابر روتا رہونگا۔ مگر کوئی چیز بھی ہے کہ جس شخص کا محبت سے دل جل رہا ہے اوس کو تم پر رونا دیکھکر جواب دے۔

فَلَوْ جُعِلَتْ نَفْسٌ لِنَفْسٍ وِقَايَةً ... لَجُدْتُ بِنَفْسِي أَنْ تَكُونَ فِدَاكُمَا

اگر کسی جان کے بچانے کے واسطے کوئی جان کام آسکتی تو مین اپنی جان تم پر سے قربان کر دیتا۔

أَصُبُّ عَلَى قَبْرَيْكُمَا مِنْ مُدَامَةٍ ... فَإِلَّا تَنَالَاهَا تُرَوِّي ثَرَاكُمَا

مین تمہارے قبرون پر شراب چھڑکونگا۔ اگر وہ تم تک نہ پہونچے گی تو بھی تمہاری قبرونکی مٹی کو وہ تر ہی کر دے گی۔

خزاق بضم خائے معجمہ و زائے معجمہ والف و قاف ایک اور گاون راوند کے پاس ہے واللہ اعلم بالصواب۔

(۱) دیکھو تقویم البلدان ابو الفدا عربی صفحہ ۲۸۰۔

(۲) بستان بہت کتابون کے نام ہین۔ حاجی خلیفہ نے اس نام کی ستولہ کتابین لکھی ہین۔ غالباً یہ بستان ابو حامد اسفرائنی کی ہے جس کا یہان حوالہ دیا گیا ہے۔

(۳) دہقان فارسی سے معرب کیا ہوا لفظ ہے کاشتکار اور مورخ دونون کو کہتے ہین۔ اور اکثر اس کا اطلاق اہل فارس کے قدیمی خاندانون پر کیا جاتا ہے جو موروثی زمین کے مالک ہوتے ہین۔

(۴) ایام جاہلیت مین عربون کا عقیدہ تھا کہ ہر ایک انسان کے ساتھ ایک ہمزاد ہوتا ہے۔ وہ اوس کی قبر پر رہتا اور رات کو صدا کیا کرتا ہے۔ امام مسعودی نے اپنی کتاب مروج الذہب مین ان خیالات اور عقائد کا کچھ ذکر کیا ہے۔ ہمارے ترجمہ مسعودی مین اوسے دیکھنا چاہیئے۔

۳۵ ابو عُبَيْد احمد بن محمد بن ابی عُبَيْد العَبْدِی المُؤَدِّب مُعَلِّم، ہَرَوِی فاشانی

مصنف کتاب الغریبین تھا۔ یہ نسب تو اوس کا کتابون مین منقول ہے۔ مگر اوس کی کتاب الغریبین کی پشت پر مین نے اس طرح لکھا دیکھا ہے۔ احمد بن محمد بن عبد الرحمن۔ واللہ اعلم یہ شخص علمائے کبار سے تھا اور اپنی کتاب مذکور مین اس نے کچھ کوتاہی نہین کی ہے۔ مجھے اوس کے حالات بجز اس کے اور کچھ نہین معلوم کہ وہ ابو منصور

زہری نغوی کی صحبت مین جس کا ذکر آئندہ آتا ہے رہا کرتا تھا۔ اوسی سے اوس نے پڑھا اور بہت کچھ نفع اٹھا کر عربی مین کمال حاصل کیا تھا۔ اس اپنی کتاب مین اوس نے قرآن کریم اور حدیث نبوی کے کلمات غریبہ کے تفسیر لکھی ہے۔ جس سے وہ ایک نہایت مفید کتاب ہوگئی ہے اور تمام دنیا مین پہیل گئی ہے۔ کہتے ہین وہ بڑا دل لگی باز تھا۔ خلوت مین (شراب) پیتا۔ مجالس لذت و طرب مین اہل ادب کا ہمدم و ہمساز رہتا تھا۔ خدا تعالی اوسکے اور ہمارے سب کے گناہ معاف کرے۔ باخرزی نے اولیاے خراسان کے تذکرات مین اس کی ان حرکات کی نسبت کچھ اشارہ کیا ہے واللہ اعلم۔ اس کی وفات رجب ۴۰۱ھ (سنہ ۱۰۱۰ء) مین ہوی ہے۔ رحمہ اللہ تعالی ہروی بفتح ہائے ہوز و رائے مہملہ ہرات سے منسوب ہے۔ جو خراسان کے نہایت بڑے شہرون مین سے ہے۔ جسے احنف بن قیس نے عبداللہ بن عامر کے ماتحتی مین صلح کے طور پر (سنہ ۳۱ھ مین) فتح کیا تھا[1]۔ فاشانی بفتح فا و الف و شین معجمہ و الف و نون فاشان کی طرف منسوب ہے۔ جو ہرات کے علاقہ مین ایک قریہ ہے سمعانی کے قول کے بموجب بعض اوس کو باشان بہ بائے موحدہ بہی بتاتے ہین۔ اس سے اوپر قاسان اور قاشان کا ذکر آچکا ہے[2]۔ یہ چارون ایسے نام ہین کہ ان مین اشتباہ ہو جایا کرتا ہے۔ مگر درحقیقت ان مین بڑا فرق ہے۔ ہم نے جو تصریح کر دی ہے اب شبہ نہین ہو سکتا۔

(۱) دیکھو تذکرہ ۲۲ نوٹ ۲۔

(۲) دیکھو تذکرہ ۔ ۴۳۔

۳۶ ابوالمُظَفَّر احمد بن محمد بن المظفر الخوافی

شافعی فقیہ اور اپنے زمانہ کا بڑا بالغ نظر تھا۔ امام الحرمین جوینی سے فقہ پڑھی اور اوس کے تلامذہ مین اول درجہ حاصل کیا تھا۔ طوس اور اوس کے نواحی کا قاضی بھی رہا تھا۔ اہل علم مین بحث و مناظرہ اور مخالفون کے ساکت اور دم بند کرنے مین نہایت مشہور تھا۔ علمی مشغل اشتغال مین ابوحامد غزالی کا رفیق و دمساز رہتا تھا۔ خدا نے تعالی نے غزالی کو تصانیف مین اور خوافی کو مناظرہ مین سعادت عنایت فرمائی تھی۔ بمقام طوس سنہ ۵۰۰ھ (سنہ ۱۱۰۶ء) ابوالمظفر نے وفات پائی۔ خواف بفتح خائے معجمہ و واؤ الف و فا نیشاپور کی ایک سمت کا نام ہے جہان بہت کثرت سے قریات اور دیہات آباد ہین۔

۳۷ ابو الفتوح احمد بن محمد بن محمد بن احمد طوسی غزالی ملقب مجد الدین

امام ابو حامد محمد بن محمد بن غزالی کا بھائی شافعی فقیہ واعظ خوش بیان شکل وصورت کا اچھا صاحب کرامات واشارات تھا۔ اگرچہ فقیہ بھی بہت اچھا تھا۔ مگر وعظ کی طرف طبیعت مائل ہوگئی تھی۔ اکثر وعظ کہا کرتا تھا۔ اوس کے بھائی ابو حامد کی طبیعت جب تعلیم وتدریس سے تنگ ہوئی اور گوشہ اختیار کرلیا۔ تو نیابتہً یہی مدت تک مدرسہ نظامیہ مین پڑھاتا رہا تھا۔ اس نے ابو حامد کی کتاب احیاء العلوم کا ایک جلد مین خلاصہ کرکے لُبابُ الاحیاء نام رکھا ہے۔ ایک اس کی اور کتاب بھی ہے۔ جس کا نام اوس نے الذخیرۃ فی علم البصیرۃ رکھا ہے۔ ملکون مین اکثر سفر کرتا۔ اور صوفیون کی بذات خاص خدمت کیا کرتا تھا طبیعت مین گوشہ گیری وعزلت نشینی کی طرف بہت میلان تھا۔ ابن النجار نے تاریخ بغداد مین اوس کا ذکر کرکے کہا ہے کہ اوس کے سامنے ایک شخص نے ایک مرتبہ یہ آیت پڑھی یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسهم لا تقنطوا من رحمة الله۔ ان الله یغفر الذنوب جمیعاً۔ انه هو الغفور الرحیم (اے ہمارے بندو جنہوں نے گناہ کرکے) اپنے اوپر زیادتیان کی ہین اللہ کی رحمت سے ناامید نہ رہو۔ کیونکہ اللہ تعالی تمام گناہون کو معاف فرماتا ہے۔ اور وہ بیشک بڑا بخشنے والا مہربان ہے) غزالی نے کہا اللہ تعالی نے یا عبادی کہکر اپنے بندون کو اپنی طرف اضافت کی شرافت بخشی ہے۔ پھر اپنے قول کی تائید مین یہ شعر پڑھکر سنائے۔

وَهَانَ عَلَى اللَّوْمُ فِي جَنْبِ حُبِّهَا ۔۔۔ وَقَوْلُ الْاَعَادِي اِنَّهُ لَخَلِيعٌ

اوس کی محبت کے پہلو پر غور کیجیے تو جو ملامت کہ مجھپر کی جاتی ہے بہت ہی خفیف ہے۔ اور دشمنون کا یہ کہنا کہ وہ برادری سے نکالدیا گیا ہے کچھ بھی نہین ہے۔

اَصَمُّ اِذَا نُوْدِيْتُ بِاسْمِيْ وَاِنَّنِيْ ۔۔۔ اِذَا قِيْلَ لِيْ يَا عَبْدَهَا لَسَمِيْعٌ

جب مجھے میرا نام لیکر پکارتے ہین تو بہرا بنجاتا ہون۔ لیکن جب اوس کا غلام کہتے ہین تو مین فوراً سن لیتا ہون۔

لَا تَدْعُنِيْ اِلَّا بِيَا عَبْدَهَا ۔۔۔ فَاِنَّهُ اَشْرَفُ اَسْمَائِيْ

مجھے اوس کا غلام کہکر پکارا کرو۔ اور نام کبھی نہ لو۔ میرا سب سے اچھا نام یہی ہے۔

احمد کی وفات قزوین مین ۵۲۰ھ (۱۱۲۶ء) مین ہوئی ہے۔ رحمہ اللہ تعالی۔ طوسی طوس کی طرف منسوب ہے طوس بضم طائے مہملہ وسکون واو وسین مہملہ خراسان کا ایک پرگنہ ہے۔ جس مین دو شہر آباد ہین۔ ایک کا نام

طابران بطائے مہلہ و الف و بائے موحدہ و رائے مہلہ و الف و نون۔ دوسرے کا نام ہے نوقان بضم نون و سکون واؤ و قاف و الف و نون۔ ان دونون شہرون کے متعلق کوئی ایک ہزار گاؤن سے زیادہ ہین۔

غزالی بفتح غین معجمہ و تشدید زائے معجمہ و الف و لام خوارزم والون کے محاورہ مین غزال (سوت فروش) کی جانب نسبت ہے۔ کیونکہ وہ قصّار (دھوبی) کو قصّاری اور عطّار کو عطاری کہکر نسبت کیا کرتے ہین بعض یہ بھی کہتے ہین کہ غزالی بزائے مخففہ غزالہ کی طرف منسوب ہے جو طوس کے علاقہ مین ایک گائون ہے مگر یہ خلاف شہرت ہے۔ لیکن سمعانی نے کتاب الانساب مین اسی کو اختیار کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

قزوین بفتح قاف و زائے معجمہ و کسر واؤ و یائے تحتانیہ و نون عراق عجم مین اسماعیلی[3] قلعون کے پاس ایک بڑا شہر ہے۔

---

(۱) یعنے وہ کتاب جس مین علم بصیرت اور نظر کا بیان ہے۔ لیکن یہ بات کہ اس مین نظر کا کس حیثیت سے بیان ہے اوس کے اصل حقیقت تو اوسی وقت معلوم ہوگی جب وقت یہ کتاب سامنے آئے۔ لیکن مصنف کی حالت پر غور کرنے سے خیال ہوتا ہے کہ اس مین بصیرت روحانی کا ذکر ہوگا۔

(۲) سورۃ الزمر نمبر ۳۹ آیت ۴۵۔

(۳) اسماعیلیون کا پورا بیان مسٹر ڈی ساسی نے اپنی تاریخ فرقۂ ڈروزس کے دیباچہ مین لکھا ہے۔

---

۴۸ ابو الفتح احمد بن علی بن محمد الوکیل معروف بہ ابن برہان

شافعی فقیہ اصول و فروع متفق و مختلف مین بڑا کامل و متبحر تھا۔ ابو حامد غزالی ابوبکر الشاشی اور ابو الحسن الکیا الہراسی سے فقہ پڑھی تھی۔ اس کے تمام فنون مین خوب ماہر تھا۔ کتاب الوجیز اصول فقہ مین اسی کی ہے۔ بغداد مین ایک مہینے سے کچھ کم مدرسۂ نظامیہ مین پڑھایا بھی تھا۔ سنہ ۵۲۰ھ (۱۱۲۶ء) مین بغداد مین ہی انتقال ہوا۔[1] رحمہ اللہ تعالی۔ برہان بفتح بائے موحدہ و سکون رائے مہلہ و ہائے ہوز و الف و نون ہے۔

---

(۱) طبقات الشافعیین مین ہے ابن برہان بغداد مین سنہ ۴۷۹ھ مین پیدا ہوا تھا۔ فقہ مین اوس نے ایک کتاب البسیط مفصل کے نام سے تصنیف کی تھی۔ پھر الوسیط یعنی اوسط درجہ کی لکھی۔ اوس کے بعد الوجیز یعنی مختصر لکھی۔ اور اور بھی کتنی ہی کتابین تصنیف کین۔ اوسکے سامنے بڑے بڑے پیچیدہ فقہ کے سوالات پیش ہوتے اور وہ ہر چیز مین نہایت عمدہ فتوی دیتا تھا۔ یہانتک کہ اوسکی لیاقت اس فن مین ضرب المثل ہو گئی تھی۔ ابن خلکان اگرچہ اوسکی وفات کی تاریخ سنہ ۵۲۰ھ بتاتا ہے مگر مشہور یہ ہے کہ وہ سنہ ۵۱۸ھ مین مرا ہے

۳۹ ابوجعفر احمد بن محمد بن اسمعیل بن یونس المرادی نحّاس نحوی مصری

فضلائے عصر اور صاحب تصانیف مفیدہ سے تھا۔ تفسیر القرآن الکریم کتاب اعراب القرآن کتاب الناسخ والمنسوخ کتاب فی النحو جس کا نام التفاحہ (سیب) ہے کتاب فی الاشتقاق تفسیر ابیات (کی جو سیبویہ دینے بطور مثال کے اپنی کتاب مین دی ہین اور جو اپنی طرح کی پہلی ہی کتاب ہے) کتاب ادب الکتاب (راہبر کاتبان ونشیان) کتاب الکافی نحو مین کتاب المعانی (بیان محاورات جو نظم مین اکثر آیا کرتے ہین) دس شعرا کے دیوانون کی تفسیر اور اون کا املا لکھانا کتاب الوقف والابتدا صغری وکبری (جملون کی ابتدا اور انتہا کے بیان مین) کتاب شرح معلقات سبعہ کتاب طبقات الشعرا وغیرہ سب اسی کی کتابین ہین۔ حدیث ابوعبدالرحمن النسائی سے سنی۔ اور اوس سے روایت کیا کرتا تھا۔ نحو ابوالحسن علی بن سلیمان اخفش نحوی وابو اسحاق الزجاج وابن الانباری ونفطویہ ودیگر اعیان اوباے عراق سے پڑہا تھا۔ مصر سے اون کے پاس تحصیل علم کے واسطے گیا تہا۔ مگر بڑا خسیس اور اپنے خرچ مین بڑی تنگی کیا کرتا تھا اگر کسی کو ایک عمامہ عنایت کرنا چاہتا تو بخل اور لالچ کی وجہ سے قطع کر کے تین عمامہ بنا کر دیتا تھا۔ اور کفایت شعاری کی غرض سے بازار سے اپنا سودا خود ہی لے آتا۔ اپنی حوائج کا بار بھی اپنے اہل معرفت اور آشناؤن پر ڈالتا رہتا تھا۔ مگر باوجود اس کے لوگ اوس کے پاس بڑی رغبت سے جاتے اور پڑہتے پڑھاتے تھے۔ اوس نے مخلوق کو بہت فائدہ پہونچایا ایک خلق کثیر نے اوس سے علم حاصل کیا تھا۔

مصر مین بروز پنجشنبہ ۵ ذی الحجہ ۳۳۸ھ (مئی ۹۵۰ء) یا بعض کے قول کے بموجب ۳۳۷ھ کو اس نے وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالی۔ اوس کی وفات کا سبب اس طرح بیان کرتے ہین۔ کہ ایک مرتبہ وہ دریائے نیل کے کنارہ مقیاس کے زینہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ دریا کی طغیانی کا موسم تھا۔ عروض مین کچھ اشعار کی باتین سوچ رہا تھا۔ کسی جاہل نے سمجھا وہ نیل پر جادو کر رہا ہے تاکہ اوس سے طغیانی نہو اور غلہ گران ہو جائے۔ اسلیے یکایک آکر ایک ایسی لات ماری کہ وہ دریائے نیل مین گر پڑا۔ اور پھر اوسکی کسی کو کچھ خبر نہ ملی۔ نحّاس بفتح نون وتشدید حائے حطّی والف وسین مہملہ اوس شخص کو کہتے ہین جو نحاس (تانبے) کا کام کرتا ہے۔ مصر والے پیتل تانبے کے برتن بنانے والون کو نحّاس کہا کرتے ہین۔

۴۰ ابو طالب احمد بن بکر بن بقیۃ العبدی النحوی

بڑا فاضل اور علوم مین خوب ماہر تھا۔ نحو مین ابو علی فارسی کی کتاب الایضاح کی نہایت عمدہ شرح لکھی ہے مجھے اس کے سوا اس کا حال اور کچھہ نہین معلوم کہ اوس نے نحو کی کتابین ابو سعید سیرافی ابو الحسن رمانی اور ابو علی فارسی سے پڑھی تھین۔ بروز پنجشنبہ ۲۰ رمضان ۴۰۶ھ (۱۰۱۶ء) کو اوس کا انتقال ہوا ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ
عبدی بفتح عین مہملہ وسکون بائے موحدہ و دال مہملہ عبد القیس بن افصٰی[1] بن دعمی کی طرف منسوب ہے جو عرب مین ایک بڑا مشہور قبیلہ ہے۔

(۱) دیکھو تذکرہ ۱۹ نوٹ ۱۔

۴۱ ابو العباس احمد بن محمد بن عبد الکریم سہل الکاتب

صاحب کتاب الخراج[1] ۲۷۰ھ (۸۸۳ء) مین مرا ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ مجھے اس کا کچھہ حال معلوم نہین کہ مین اوس کا ذکر کرون۔ مگر کتاب اوس کی بہت مشہور ہے۔ اسی وجہ سے مین نے اوسکا یہان ذکر کیا ہے۔ کیونکہ جب لوگ اوس کی کتاب کو پڑھین گے تو اوس کے زمانہ کے معلوم کرنے کا اونھین ضرور شوق پیدا ہوگا۔

(۱) معلوم ہوتا ہے کہ یہ رسالہ مالگزاری کے بیان مین ہوگا جو زمینداروں اور رعایا سے سرکار کو وصول ہوتی تھی اور چونکہ یہ کاتب تھا اور سرکاری دفاتر مین ملازم تھا اس سے ہمارے خیال کی اور بھی تائید ہوتی ہے۔ اگر یہ رسالہ کہین ملجائے تو تاریخ اسلام مین اس سے بہت بڑا مفید اضافہ ہوگا۔

۴۲ ابو العباس احمد بن یحییٰ بن زید بن سیار النحوی الشیبانی بالولاء المعروف بہ ثعلب

معن بن زائدۃ الشیبانی کا جس کا ذکر (تذکرہ ۱۱) مین انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ حرف میم مین آئیگا مولی تھا۔ نحو اور لغت مین کوفیون[1] کا امام اور ابن الاعرابی اور زبیر بن بکار کا شاگرد تھا۔ اخفش اصغر ابو بکر بن انباری اور ابو عمر الزاہد وغیرہم اس سے روایت کیا کرتے تھے۔ وہ بہت بڑا ثقہ حجت قاطع اور صالح تھا۔ حافظہ صدق بیان اور عربی دانی مین بڑا مشہور تھا۔ قدیم اشعار کی روایت مین ایام طفلی سے ہی اپنے استادون کے نزدیک معتبر اور مستند مانا جاتا تھا

ابن الاعرابی کو جب کبھی شک ہوتا تو کہتا ابو العباس بتاؤ یہ کیسے ہے۔ کیونکہ وہ اُسے ثقہ سمجھتا اور اوس کے حافظہ پر بڑا اعتبار کرتا تھا۔

ابو العباس کہا کرتا تھا میں نے عربی ادب اور لغت ۲۱۶ھ میں پڑھنا شروع کیا۔ اور ۲۱۸ھ سے فرا کے حدود کو دیکھنے لگا تھا جب پچیس سال کا ہو گیا تو فرا کا کوئی مسئلہ ایسا باقی نہ رہا کہ جو مجھے سب سے اچھا یاد نہ ہو۔ ابو بکر بن مجاہد المقری کہتا ہے کہ ثعلب نے ایک مرتبہ مجھ سے کہا۔ ابو بکر۔ علمائے قرآن قرآن پڑھتے پڑھاتے ہیں وہ اپنی مراد کو پہونچیں گے۔ حدیث والے حدیث پڑھتے ہیں وہ بھی اجر پائینگے۔ اہل فقہ فقہ سیکھتے سکھاتے ہیں اونھیں بھی اپنا ثواب ملیگا۔ میں ہمیشہ زید و عمر[۲] میں مشغول رہا۔ آخرت میں نہ معلوم میرا کیا حال ہوگا۔ ابو بکر کہتا ہے کہ اس کے بعد میں اوس کے پاس سے اپنے مکان کو چلا آیا۔ اسی شب کو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا۔ اِقْرَءْ اَبَا الْعَبَّاسِ عَنِّی السَّلَامَ وَقُلْ لَهٗ اَنْتَ صَاحِبُ عِلْمِ الْمُسْتَطِیْلِ و ابو العباس سے جاکر ہمارا سلام کہو۔ اور اوس سے کہدو کہ تجھے بڑا معزز علم دیا گیا ہے[۳] ابو عبد اللہ رودباری جو اللہ کا ایک نیک بندہ تھا اوس کی نسبت کہتا ہے کہ رسول اللہ کا اس تقریر سے یہ مطلب ہے کہ اس علم سے کلام کامل اور گفتگو اچھی ہو جاتی ہے۔ اور کل علوم میں انسان کو اسکی ضرورت ہوا کرتی ہے۔ ابو عمر الزاہد معروف بہ مُطرِز کہتا ہے ایک مرتبہ میں ابو العباس ثعلب کی مجلس میں بیٹھا تھا کسی نے اوس سے ایک سوال کیا۔ ثعلب نے کہا مجھے نہیں معلوم۔ کہا ہاں آپ کہتے ہیں مجھے نہیں معلوم آپکی طرف تو سفر کرتے کرتے اونٹوں کے کلیجے پھٹے جاتے ہیں۔ ہر ملک سے لوگ آپ کے پاس چلے آتے ہیں۔ ابو العباس نے کہا جتنی چیزیں میں نھیں جانتا ہوں اونکی گنتی کی برابر تیری اماں کے پاس بھیڑ بکریوں کی مینگنیاں بھی ہوتیں تو وہ غنی ہو جاتی (یعنی بے انتہا تھیں میں نحو کی نہیں جانتا ہوں) کتاب الفصیح جو حجم میں چھوٹی مگر فائدہ میں بہت بڑی ہے اوسی کی تصنیف ہے۔ شعر بھی کہا کرتا تھا۔ ابو بکر بن القاسم الانباری نے اپنی آمالی میں ایک جگہ ذکر کیا ہے کہ یہ شعر ثعلب نے مجھے ایک مرتبہ سنائے تھے مگر میں نھیں کہہ سکتا کہ اوسی کے ہیں یا کسی اور کے۔

اذا كنتَ قوتَ النفسِ ثم هجرتَها فكم تلبثُ النفسُ التي انتَ قوتُها

(تو تو نفس کی قوت اور غذا ہے۔ پھر بھی تو اوسے چھوڑ کر چلی گئی۔ بھلا بتا تو سہی جس نفس کا تو قوت ہے وہ بغیر تیرے کب تک زندہ رہیگا (یعنی تیرا وجود میری زندگی ہے۔ تیری جدائی میں میں کیسے زندہ رہ سکتا ہوں)

ستبقى بقاءَ الضبِّ في الماءِ اَوكَما يعيشُ بيداءِ المهامةِ حوتُها

اوس کی زندگی ہوگی تو اتنی ہی ہوگی جتنی پانی مین گوہ کی یا خشک بیابان مین مچھلی کی۔

ابن الانباری کہتا ہے کہ اس مین ابوالحسن بن البراز[۲] یہ شعر اور زیادہ کرکے ہمین سنائے تھے

أَغَرَّكِ مِنِّي أَنْ تَصَبَّرْتُ جَاهِداً ... وَفِي النَّفْسِ مِنِّي مِنْكِ مَا سَيُمِيتُهَا

کیا تجھے اسبات سے دہوکا ہوا کہ مین نے زبردستی اپنے آپ کو تجھپر با صبر ظاہر کیا تھا۔ حالانکہ میرے نفس کی تیرے سبب یہ حالت ہو رہی ہے کہ اوسے قتل کرنے کو تیار ہے۔

فَلَوْ كَانَ مَا بِي بِالصُّخُورِ لَهَدَّهَا ... وَبِالرِّيحِ مَا هَبَّتْ وَطَالَ خُفُوتُهَا

جو صدمہ کہ مجھپر ہے اگر پہاڑ پر بھی ہوتا تو اوس کے بھی ٹکڑے ہوجاتے اور اگر ہوا پر ہوتا تو اوسکا چلنا بند ہوجاتا اور مدتون سکون کی نیند سوتی رہتی۔

فَصَبْراً لَعَلَّ اللهَ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ... فَأَشْكُو هُمُوماً مِنْكِ فِيكِ لَقِيتُهَا

صبر ہی بہتر ہے۔ شاید اللہ ہمین تمہین اکٹھا کر دے۔ اوسوقت مین اون باتون کی شکایت کرونگا جو تجھ سے مجھ پر آپڑی ہین اور تیری خاطر سے مین نے برداشت کی ہین۔

ابن الفرات[۷] نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ ثعلب ربیع الاول سنہ ۲۰۰ھ (اکتوبر ۸۱۵ء) مین پیدا ہوا تھا۔ مگر بعض نے سنہ ۲۰۰ھ اور ۲۰۱ھ بھی بیان کئے ہین۔ لیکن واقعات سے دیکھا جائے تو وہ سنہ ۲۰۰ھ مین پیدا ہوا ہوگا وہ کہتا ہے جب مامون خراسان سے سنہ ۲۰۴ھ مین آیا ہے تو مین نے اوسے دیکھا تھا۔ مین باب الحدید سے نکلکر رصافہ کو جاتا تھا۔ تماشائی دو صفین باندہے کھڑے تھے۔ میرے باپ نے مجھے کندہے پر چڑھا لیا تھا۔ جب مامون برابر کو آیا تو اوس نے کہا یہ مامون ہے۔ یہ واقعہ سنہ ۲۰۴ھ کا تھا۔ یہ بات مجھے اوس کی ابتک یاد ہے۔ میری عمر اوس وقت تخمیناً چار سال کی ہوگی۔ بروز شنبہ ۱۷ یا ۱۰ جمادی الاولی سنہ ۲۹۱ھ (اپریل سنہ ۹۰۴ء) بغداد مین انتقال کیا۔ اور باب الشام کے مقبرہ مین مدفون ہوا۔ رحمہ اللہ تعالے۔ کہتے ہین کہ جمعہ کا دن تھا عصر کی نماز پڑھکر وہ جامع مسجد سے نکلا۔ کانون سے اونچا سنائی دیتا تھا۔ ہاتھ مین ایک کتاب تھی۔ راستہ مین پڑہتا جاتا تھا۔ ایک گھوڑے کا دھکا لگ کر گڑھے مین گر گیا اور ایسی چوٹ آئی کہ نکلا تو ہوش نہ رہا۔ اسی طرح گھر کو اوٹھا کر لیگئے۔ سر مین سے کتنانے کی آواز نکلتی تھی۔ دوسرے روز مر گیا۔

سیّار بفتح سین مہلہ و تشدید یائے تحتانیہ و الف و راے مہلہ۔ شیبانی بفتح شین معجمہ و سکون یائے تحتانیہ و بائے موحدہ و الف و نون منسوب ہے شیبان کی طرف جو بکر بن وائل کا ایک فخذ ہے۔ مگر شیبان دو ہوئے

ہین۔ایک شیبان بن ثعلبہ بن عکابہ۔دوسرا شیبان بن ذہل بن ثعلبہ بن عکابہ۔بڑا شیبان چھوٹے شیبان کا چچا ہے۔

اس کی تصانیف مین سے بعض کتب کے نام یہ ہین۔کتاب المصُون (صرف ونحو مین) کتاب اختلاف النحوین کتاب معانی القرآن (قرآن کے خاص خاص محاورات کی تفسیر) کتاب ماتلحن فیہ العامۃ (اون غلطیون کا بیان جو عام لوگون سے بولنے مین ہوا کرتی ہین) کتاب القرآآت (قرائت سبعہ کے بیان مین) کتاب معانی الشعر (تفسیر محاورات اشعار جاہلیت) کتاب التصغیر کتاب مایُنصرف ومالاینصرف کتاب ماتجری ومالایجری (اون کلمات کے بیان مین جن پر دوسرے الفاظ کا عمل ہوتا ہے اور جن پر نہین ہوتا) کتاب الشواذ کتاب الامثال کتاب الایمان (قدما مین) کتاب الوقف والابتدام کتاب الالفاظ کتاب الہجاء کتاب المجالس کتاب الاوسط (صرف ونحو مین) کتاب اعراب القرآن کتاب المسائل کتاب حد النحو وغیرہ۔

(۱) اسلام کے ابتدائی عہد مین جب عربی صرف ونحو اور لغت کے اول اول تدوین شروع ہوی تو اوسوقت دو مقام کوفہ اور بصرہ جو حضرت عمر کے آباد کیے ہوئے تھے بڑے نامی ہو گئے تھے۔اوس کے عربی محاورات ایک دوسرے سے ایسے ہی مختلف تھے جیسے کچھہ عرصہ پیشتر دہلی لکھنؤ کی اردو مین تھے۔ان مین بصرہ کو بعض مناسبتون سے دہلی اور کوفہ کو لکھنؤ کہہ سکتے ہین۔ان مین کوفہ تو دنیا سے ہی رخصت ہو گیا۔اور بصرہ فقط ایک تجارت گاہ کے طور پر رہ گیا ہے۔اور گو کہ اسلام کی ہی عملداری مین ہے مگر وہان اب کوئی علمی چرچا نہین ہے۔

(۲) یعنی مین ہمیشہ صرف ونحو کے پڑھنے پڑھانے مین لگا رہا جس مین نہایت مشہور مثالین ہین ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا۔رَاَیْتُ زَیْدًا۔مَرَرْتُ بِزَیْدٍ وغیرہ۔

(۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم صرف ونحو نہ صرف جائز ہی ہے بلکہ اوسکا پڑھنا پڑھانا مستحسن ہے۔دیکھو تذکرۃ ۱۹ الوفیات

(۴) ابو عبداللہ احمد بن عطار رودباری صور کا باشندہ اور شام کے صوفیون مین سب سے اعلی درجہ کا شخص تھا۔۳۶۹ھ ہجری (۹۷۹ء) مین وفات پائی۔ایک اور شخص شیخ اور صوفی اسی ابو علی احمد بن محمد بن القاسم رودباری کے نام کا بغداد کا رہنے والا تھا اِس نے مصر مین آکر سکونت اختیار کر لی تھی۔اور یہان صوفیون مین اول مانا جاتا تھا۔اوس نے جنید وغیرہ سے تعلیم پائی تھی۔اور بہت قسم کے علوم جانتا تھا۔وہ کہا کرتا تھا کہ تصوف مین میرا استاد جنید ہے حدیث مین ابراہیم الحربی فقہ مین ابن سریج اور ادب مین ثعلب۔۳۲۲ھ (۹۳۳ء) مین اس نے انتقال کیا۔ماخوذ از تاریخ یافعی وطبقات حنفیہ

(۵) نصب کو جسے ہمارے یہان گوہ کہتے ہین۔پانی مین جانا ایسا ہی ناگوار ہے جیسا کہ بلی کو وہ ہمیشہ پانی سے بچتی

اوس کی زندگی ہوگی تو اتنی ہی ہوگی جتنی پانی مین گوہ کی یا خشک بیابان مین مچھلی کی۔

ابن الانباری کہتا ہے کہ اس مین ابو الحسن بن البراز[6] یہ شعر اور زیادہ کرکے ہمین سنائے تھے

أَغَرَّكِ مِنِّي أَنْ تَصَبَّرْتُ جَاهِدًا　　وَفِي النَّفْسِ مِنِّي مِنْكِ مَا سَيُمِيتُهَا

کیا تجھے اسبات سے دہوکا ہوا کہ مین نے زبردستی اپنے آپ کو تجھپر با صبر ظاہر کیا تھا۔ حالانکہ میرے نفس کی تیرے سبب یہ حالت ہو رہی ہے کہ اوسے قتل کرنے کو تیار ہے۔

فَلَوْ كَانَ مَا بِي بِالصُّخُورِ لَهَدَّهَا　　وَبِالرِّيحِ مَا هَبَّتْ وَطَالَ خُفُوتُهَا

جو صدمہ کہ مجھ پر ہے اگر پہاڑ پر بھی ہوتا تو اوس کے بھی ٹکڑے ہو جاتے اور اگر ہوا پر ہوتا تو اوسکا چلنا بند ہو جاتا اور مدتون سکون کی نیند سوتی رہتی۔

فَصَبْرًا لَعَلَّ اللَّهَ يَجْمَعُ بَيْنَنَا　　فَأَشْكُو هُمُومًا مِنْكِ فِيكِ لَقِيتُهَا

صبر ہی بہتر ہے۔ شاید اللہ ہمین تمہین اکھٹا کر دے۔ اوسوقت مین اون باتون کی شکایت کرون گا جو تجھ سے مجھ پر آپڑی ہین اور تیری خاطر سے مین نے برداشت کی ہین۔

ابن الفرات[7] نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ ثعلب ربیع الاول سنہ ۲۰۰ھ (اکتوبر ۸۱۵ء) مین پیدا ہوا تھا۔ مگر بعض نے ۲۰۰ھ اور ۲۰۱ھ بھی بیان کئے ہین لیکن واقعات سے دیکھا جائے تو وہ ۲۰۰ھ مین پیدا ہوا ہوگا وہ کہتا ہے جب مامون خراسان سے ۲۰۴ھ مین آیا ہے تو مین نے اوسے دیکھا تھا۔ مین باب الحدید سے نکلکر رصافہ کو جاتا تھا۔ تماشائی دو صفین باندہے کھڑے تھے۔ میرے باپ نے مجھے کندہے پر چڑہا لیا تھا۔ جب مامون برابر کو آیا تو اوس نے کہا یہ مامون ہے۔ یہ واقعہ ۲۰۴ھ کا تھا۔ یہ بات مجھے اوس کی ابتک یاد ہے۔ میری عمر اوس وقت تخمیناً چار سال کی ہوگی۔ بروز شنبہ ۱۷ یا ۱۰ جمادی الاولی ۲۹۱ھ (اپریل ۹۰۴ء) بغداد مین انتقال کیا۔ اور باب الشام کے مقبرہ مین مدفون ہوا۔ رحمہ اللہ تعالے۔ کہتے ہین کہ جمعہ کا دن تھا عصر کی نماز پڑھکر وہ جامع مسجد سے نکلا۔ کانون سے اونچا سنائی دیتا تھا۔ ہاتھ مین ایک کتاب تھی۔ راستہ مین پڑہتا جاتا تھا۔ ایک گھوڑے کا دھکا لگ کر گڑھے مین گر گیا اور ایسی چوٹ آئی کہ نکلا تو ہوش نہ رہا۔ اسی طرح گھر کو اوٹھا کر لیگئے۔ سر مین سے کٹ کٹانے کی آواز نکلتی تھی۔ دوسرے روز مر گیا۔

سَیّار بفتح سین مہملہ و تشدید یائے تحتانیہ و الف و رائے مہملہ۔ شیبانی بفتح شین معجمہ و سکون یائے تحتانیہ و بائے موحدہ و الف و نون منسوب ہے شیبان کی طرف جو بکر بن وائل کا ایک قبیلہ ہے۔ مگر شیبان دوسرے

ہین۔ ایک شیبان بن ثعلبہ بن عکابہ۔ دوسرا شیبان بن ذہل بن ثعلبہ بن عکابہ۔ بڑا شیبان چھوٹے شیبان کا چچا ہے۔

اس کی تصانیف مین سے بعض کتب کے نام یہ ہین۔ کتاب المصُون (صرف و نحو مین) کتاب اختلاف النحویین کتاب معانی القرآن (قرآن کے خاص خاص محاورات کی تفسیر) کتاب ما تلحن فیہ العامۃ (اون غلطیون کا بیان جو عام لوگون سے بولنے مین ہوا کرتی ہین) کتاب القرآآت (قرائت سبعہ کے بیان مین) کتاب معانی الشعر (تفسیر محاورات اشعار جاہلیت) کتاب التصغیر کتاب ما ینصرف وما لا ینصرف کتاب ما تجری وما لا یجری (اون کلمات کے بیان مین جن پر دوسرے الفاظ کا عمل ہوتا ہے اور جن پر نہین ہوتا) کتاب الشواذ کتاب الامثال کتاب الایمان[۵] (قدما مین) کتاب الوقف والابتداء کتاب الالفاظ کتاب الہجاء کتاب المجالس کتاب الاوسط (صرف و نحو مین) کتاب اعراب القرآن کتاب المسائل کتاب حد النحو وغیرہ۔

(۱) اسلام کے ابتدائی عہد مین جب عربی صرف و نحو اور لغت کے اول اول تدوین شروع ہوی تو اوسوقت دو مقام کوفہ اور بصرہ جو حضرت عمر کے آباد کیے تھے بڑے نامی ہو گئے تھے۔ اوس کے عربی محاورات ایک دوسرے سے ایسے ہی مختلف تھے جیسے کچھہ عرصہ پیشتر دہلی لکھنؤ کی اردو مین تھے۔ ان مین بصرہ کو بعض مناسبتون سے دہلی اور کوفہ کو لکھنؤ کہہ سکتے ہین۔ ان مین کوفہ تو دنیا سے ہی رخصت ہو گیا۔ اور بصرہ فقط ایک تجارت گاہ کے طور پر رہ گیا ہے۔ اور گو کہ اسلام کی ہی عملداری مین ہے مگر وہان اب کوئی علمی چرچا نہین ہے۔

(۲) یعنی مین ہمیشہ صرف و نحو کے پڑھنے پڑھانے مین لگا رہا جس مین نہایت مشہور مثالین ہین ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا۔ رَأَیْتُ زَیْدًا۔ مَرَرْتُ بِزَیْدٍ وغیرہ۔

(۳) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم صرف و نحو نہ صرف جائز ہی ہے بلکہ اوسکا پڑھنا پڑھانا مستحسن ہے۔ دیکھو تذکرہ ۱۹ و ۲۰۔

(۴) ابو عبداللہ احمد بن عطار رودباری صور کا باشندہ اور شام کے صوفیون مین سب سے اعلی درجہ کا شخص تھا۔ ۳۶۹ھ ہجری (۹۷۹ء) مین وفات پائی۔ ایک اور شخص شیخ اور صوفی اسی ابو علی احمد بن محمد بن القاسم رودباری کے نام کا بغداد کا رہنے والا تھا اِس نے مصر مین آکر سکونت اختیار کر لی تھی۔ اور یہان صوفیون مین اول مانا جاتا تھا۔ اوس نے جنید وغیرہ سے تعلیم پائی تھی۔ اور بہت قسم کے علوم جانتا تھا۔ وہ کہا کرتا تھا کہ تصوف مین میرا استاد جنید ہے حدیث مین ابراہیم الحربی فقہ مین ابن سُریج اور ادب مین ثعلب۔ ۳۲۲ھ (۹۳۴ء) مین اس نے انتقال کیا۔ ماخوذ از تاریخ یافعی و طبقات حنفیہ

(۵) نصب کو جسے ہمارے یہان گوہ کہتے ہین۔ پانی مین جانا ایسا ہی ناگوار ہے جیسا کہ مرغی کو وہ ہمیشہ پانی سے بچتی

رہتی ہے۔گوہ کی ڈیڑہ فٹ کی لنبی ہوتی ہے۔ ریگستان کے بیابانون مین زمینون مین سوراخ کرکے رہتی ہے
ایام جاہلیت مین عرب اسے کھایا بھی کرتے تھے۔

(۶) قاضی ابوالحسن محمد بن احمد بن البرا عبدی بغداد کا باشندہ اور قاری قرآن تھا۔ شوال ۲۹۱ھ (۹۰۴ء) مین مرا ہے (طبقات القرا)

(۷) اس مورخ کا کہین پتا نہین چلتا بلکہ نام کا صحیح تلفظ بھی نہین معلوم ہوتا۔ غالباً ابن الفرات ہے۔ تاریخ یافعی کے ۳۸۴ھ کے ذیل مین یہ عبارت لکھی ہوی ہے۔ اس سال ابوالحسن محمد بن عباس بن احمد بن الفرات بغداد مین مرگیا اوس نے حدیث نحاملی وغیرہ اوس زمانے کے استادون سے پڑھی تھی۔ خطیب (دیکھو تذکرہ ۳۳) کہتا ہے مین نے سنا ہے کہ اوس کے پاس دو سو صندوق (حواشی کے) تھے۔ جو علی بن محمد مصری سے اوسے ملے تھے۔ اور اوس نے تفسیرین لکھی تھین اور اتنی ہی تاریخون کا مصنف تھا۔ اور بہت بڑا معتبر ثقہ مانا جاتا تھا۔

(۸) کتاب الایمان کا مضمون صحیح نہین معلوم کہ کیا ہے۔

۳۴ حافظ ابوطاہر احمد بن محمد بن احمد بن محمد بن ابراہیم سلفۃ الاصفہانی ملقب صدر الدین

شافعی مذہب حدیث کے بڑے جلیل القدر حفاظ مین سے تھا۔ حدیث کی جستجو مین ملکون کے سفر کئے اور اکابر مشائخ سے ملا تھا۔ بغداد مین بھی آیا۔ اور ابوالحسن الکیا علی الہراسی سے فقہ اور خطیب ابوزکریا یحیی بن علی التبریزی لغوی سے لغت پڑھتا رہا تھا۔ ابومحمد جعفر بن السراج وغیرہ ائمہ سے روایت کرتا تھا۔ ملکون کے سفر کرتا اور دنیا مین چارون طرف چکر مارتا پھرتا تھا۔ ذی القعدہ ۵۱۱ھ (مارچ ۱۱۱۸ء) مین سکندریہ کی سرحد تک پہونچ گیا تھا۔ یہان وہ شہر صور سے جہاز مین بیٹھ کر آیا تھا۔ وہان کچہ روز اوس نے قیام کیا۔ لوگ اوس کے پاس دور دور سے آتے حدیث سنتے اور فائدہ اوٹھاتے تھے۔ اخیر عمر مین اپنے زمانہ مین اوس کا ثانی نہ تھا۔ عادل ابوالحسن علی بن السلار وزیر الظافر العبیدی صاحب مصر نے ۵۴۶ھ (۱۱۵۱ء) مین اسی مقام پر اوس کے لئے ایک مدرسہ بنوایا اور اوسے اوسکا مہتمم مقرر کردیا تھا جو آجتک وہان سلفی مدرسہ کے نام سے مشہور چلا آتا ہے۔ مین شام اور ملک مصر مین اوس کے بہت اصحاب سے ملا۔ اور اون سے حدیث سنی اور اجازت حاصل کی۔ اوس نے خود بہت کچہ لکھا ہے۔ مین نے اوس کے ہاتھ کی لکھی ہوی تحریرین دیکھین اور بہت مفید باتین نقل کین منجملہ اون کے ابوعبداللہ محمد بن عبدالجبار اندلسی کے قصیدہ مین کے

یہ چند اشعار بھی اوس کے لکھے ہوے تھے۔ انھین بھی مین نے لکھ لیا تھا۔

لَوْلَا اشْتِغَالِی بِالْاَمِیْرِ وَمَدْحِهِ ۔۔۔ لَاَطْلَتُ فِی ذَاکَ الْغَزَالِ تَغَزُّلِی

اگرچہ مین امیر اور اوس کی مدح مین مشغول نہ ہوتا تو مین اس غزال (معشوقہ) کے اوصاف مین لمبی لمبی غزلین کہتا۔

لٰکِنَّ اَوْصَافَ الْجَلَالِ عَدَدْنَ لِیْ ۔۔۔ فَتَرَکْتُ اَوْصَافَ الْجَمَالِ بِمَعْزِلِ

لیکن عظمت وجلال کے اوصاف نے مجھے اپنی طرف مشغول کر کے ایسا روک دیا ہے کہ مجبوراً اوصاف جمال مجھے گوشہ مین رکھنا پڑے ہین۔

اوس کے ہاتھ کے لکھے ہوئے انھین کاغذات مین سے مین نے یہ شعر بھی نقل کیے ہین جو جمیل کے بثینہ نے جمیل کے مرنے پر لکھے تھے۔

وَاِنَّ سُلُوِّیْ عَنْ جَمِیْلٍ لِسَاعَةٍ ۔۔۔ مِنَ الدَّهْرِ مَا جَاءَتْ وَلَا حَانَ حِیْنُهَا

جمیل کے مرنے کے بعد مجھے دنیا مین ایک ساعت تسلّی نہین ہوی۔ اوسکا وقت اوس دن سے پھر کبھی آجتک نہین آیا۔

سَوَاءٌ عَلَیْنَا یَا جَمِیْلُ بْنُ مَعْمَرٍ ۔۔۔ اِذَا مِتَّ بَاسَاءُ الْحَیَاةِ وَلِیْنُهَا

اے جمیل بن معمر تیرے مرنے کے بعد زندگی کی سختی ونرمی ہمارے لیے سب یکسان ہو گئی ہے۔

یہ شعر وہ بہت پڑھا کرتا تھا۔

قَالُوْا نُفُوْسُ الدَّارِ سُکَّانُهَا ۔۔۔ وَاَنْتُمْ عِنْدِیْ نُفُوْسُ النُّفُوْسِ

کسی گھر کے رہنے والون کو اوس کے نفوس کہا کرتے ہین۔ مگر تم تو میرے نزدیک دگھرون کے نفوس نہین بلکہ نفوس کے نفوس اور جانون کی جان ہو۔

اوس کے آمالی اور تعالیق بہت کثرت سے ہین۔ مگر مختصر کتاب مین اختصار ہی بہتر ہے۔ تقریباً ۴۷۵ھ ہجری (۱۰۸۲ء) مین بمقام اصفہان پیدا ہوا۔ اور چاشت کے وقت بروز جمعہ یا شب جمعہ پنجم ماہ ربیع الآخر ۵۷۶ھ (اگست ۱۱۸۰ء) کو ثغر اسکندریہ مین انتقال کیا۔ وعلہ مین مدفون ہوا۔ وعلہ فصیل کے اندر باب اخضر کے پاس ایک قبرستان ہے۔ وہان طرطوسی وغیرہ کی طرح کے بہت سے اور صالحین بھی مدفون ہین۔ وعلہ بفتح واو وسکون عین مہملہ ولام وہاے ہوز۔

کہتے ہین کہ یہ قبرستان عبدالرحمن بن وعلہ السبائی[1] مصری[2] صاحب ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب ہے مگر اس مین اس کے سوا اور قول بھی ہین۔ رحمہ اللہ تعالےٰ۔

مین سے نے علماے محدثین دیار مصر سے جس مین حافظ زکی الدین ابو محمد عبد العظیم بن عبد القوی المنذری بھی داخل ہے جو اپنے زمانہ مین مصر کا بڑا محدث تھا حافظ سلفی کی ولادت کی نسبت روایت مذکور کو بیان کرتے ہوئے سنا ہے۔ مگر کتاب زہر الریاض المفصح عن المقاصد والاغراض تالیف شیخ جمال الدین ابی القاسم عبد الرحمن بن ابی الفضل عبد المجید بن اسمعیل بن حفص الصفراوی اسکندری شاگرد حافظ ابو طاہر سلفی مذکور مین مین نے اسکے بعد لکھا دیکھا ہے۔ کہ حافظ ابو طاہر کہا کرتا تھا۔ میری ولادت تخمیناً نہ یقیناً ۴۷۸ھ ہے اس سے اوسکی عمر اٹھانوے برس کی ہوتی ہے۔ انتہی کلام الصفراوی۔ حافظ محب الدین محمد بن محمود معروف بابن النجار بغدادی کی تاریخ مین بھی کچھہ ایسا ہی بیان ہے جس سے صفراوی کے قول کی تصدیق ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ کہتا ہے کہ عبد الغنی مقدسی(۵) سے کہتا تھا۔ کہ مین نے حافظ سلفی سے اوس کے تاریخ ولادت پوچھی تو اوس نے کہا مجھے نظام الملک کا قتل جو ۴۸۵ھ مین ہوا ہے یاد ہے۔ اوسوقت میری عمر کا دسوان سال شروع ہوا تھا۔ اگر اوس کی ولادت کی نسبت مصر والون کی روایت ۴۷۲ھ کی صحیح ہوتی تو وہ یہ نہ کہتا کہ ۴۸۵ھ مین جو نظام الملک کا قتل ہوا ہے وہ یاد ہے۔ کیونکہ اون کے قول کے مطابق اوس وقت اسکی عمر ۱۳ یا ۱۲ برس کی تھی۔ اس عمر مین عادت کے خلاف ہے کہ کوئی شخص کہے مجھے فلان بات یاد ہے۔ بلکہ ایسی بات وہ کہا کرتا ہے جسکی عمر چار یا پانچ چھہ سال کی تخمیناً ہوا کرتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ صفراوی کا قول اقرب بصحت ہے اور وہ اوس کا شاگرد بھی تھا اور اوس کی زبان سے اوس نے اس طرح سنا تھا کہ مین ۴۷۸ھ مین پیدا ہوا ہون۔ صفراوی ایسا شخص ہے کہ جس کے قول مین کوئی شک وشبہ نہین ہوسکتا۔ برخلاف اس کے قاضی ابو الطیب طاہر بن عبد اللہ الطبری کے سوا جس کی عمر ایک سو دو برس کی ہوی ہے اور جسکا ذکر آئندہ (تذکرہ ۲۰۲ مین) آئیگا تین سو برس سے اس وقت تک کوئی شخص سو سے زیادہ تو کیا سو برس کا بھی نہین ہوا۔ سلفی منسوب ہے اوس کے دادا ابراہیم سلفہ کی طرف۔ سلفہ بکسر سین مہملہ و فتح لام و فا و ہائے ہوز فارسی لفظ ہے۔ عربی مین اوسکے معنی سہ لبہ کے ہین۔ ایک لب اوس کا چرا ہوا تھا جس سے ایک کے دو لب معلوم ہوتے تھے۔ اور ان کے سوا ایک دوسرا اوس کا اصلی لب تھا۔ اس طرح تین ہوگئے تھے۔ سلفہ اصل مین سلبہ تھا۔ ب ف سے بدل گئی ہے۔

(۱) سبائی شہر سبا کا رہنے والا۔ جو یمن کے ملک مین ایک بڑا مشہور شہر ہے۔

(۲) ابو العباس عبد اللہ بن عباس عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مین تین سال قبل سنہ ہجری مین پیدا ہوے تھے۔ تولد کے بعد

خود آنحضرت نبوی مین پیش کئے گئے۔ جناب رسالت مآب نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ اوسے علم حکمت یا علم کتاب قرآن عطا فرماوے۔ ابن عباس کو جو آخیر عمر مین علمی فضیلت اور زہد و تقوی کا جوہر حاصل تھا اوسکو مسلمان (یعنی بنی ہاشم) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا نتیجہ بتاتے ہین۔ حضرت ابوبکر عمر اور عثمان کے زمانہ مین اگرچہ انکی عمر کم تھی مگر بسبب اونکی لیاقت اور رسول اللہ سے رشتہ داری کے باعث اونکی عزت کرتے تھے۔ انکے اخیر زمانہ مین انہین قرآن کا سب سے اچھا مفسر خیال کرتے اور جانتے تھے۔ کہ احادیث نبوی اور خلفاے ثلثہ کے سنن فقہ تفسیر قرآن اشعار عرب اور حساب کوئی انکی برابر نہین جانتا دور دور سے لوگ اکثر ان سے مسائل پوچھنے اور حدیث سننے آتے تھے۔ اور یہ امر معتبر ذرائع سے ثابت ہوا ہے کہ وہ باقاعدہ طور پر مجالس مین بیان کیا کرتے تھے۔ ایک روز قرآن کی تفسیر کا دوسرے روز فقہ کا تیسرے روز ادب کا چوتھے روز ایام عرب کا پانچوین روز اشعار کا۔ یہ انھین کی کوششون کا نتیجہ ہے کہ مسلمان اوسی زمانہ مین اشعار جاہلیت کی قدر و قیمت سمجھ گئے تھے۔ کیونکہ جب کبھی وہ قرآن کے کسی مقام کی تفسیر کرتے تو اشعار جاہلیت کا اونسے حوالہ دیا کرتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ جب کبھی قرآن کے معانی مین اشکال پیدا ہو تو اشعار عرب کو دیکھو۔ اوس سے تم کو مطلب سمجھ مین آجائے گا۔ قوم عرب کی یہی کتابین ہین۔ کسی نے اون سے پوچھا کہ یہ وسیع علم تمکو کہان سے حاصل ہوا۔ کہا پوچھنے والی زبان اور دانشمند دل سے۔ حضرت علی نے اپنی خلافت مین چند روز کے لئے انھین بصرہ کا والی مقرر کر دیا تھا۔ مگر پھر حضرت علی سے اور ان سے کچھ رنجش ہوگئی تھی۔ ستر برس کی عمر مین ۶۸ھ (۶۸۷ء) مین طائف مین انکا انتقال ہوگیا۔ محمد بن الحنفیہ نے انکے جنازہ کی نماز پڑہائی۔ اخیر عمر مین اونکی بصارت جاتی رہی تھی۔ از طبقات الفقہا طبقات القرا و سیر السلف۔

(۳) حافظ زکی الدین محمد عبد العظیم بن عبد القوی بن عبد اللہ بن سلامی منذری کے آبا و اجداد شام کے رہنے والے تھے۔ لیکن وہ خود مصر مین ماہ شعبان ۵۸۱ھ (نومبر ۱۱۸۵ء) مین پیدا ہوا تھا۔ قرآن ادب فقہ حدیث پڑھکر اور اونمین کمال حاصل کرکے اور ایک مُعجم اور اور کئی مفید کتابین لکھکر دار الحدیث الکاملیہ کا جو تعلیم حدیث کے لئے بنایا گیا تھا شیخ ہوگیا۔ یہ مدرسہ ۶۲۲ھ (۱۲۲۵ء) مین قاہرہ مین قائم کیا گیا۔ اور اسکا بانی ملک کامل نصیر الدین محمد بن ملک عادل تھا یہ اون دو مدرسون مین سے ایک تھا جو حدیث کی تعلیم کے لئے خاصکر بنائے گئے تھے۔ ایک تو یہی تھا۔ اور دوسرا دمشق مین تھا۔ جسے ملک عادل نور الدین محمود بن زنگی نے قائم کیا تھا۔ زکی الدین بیس سال تک یہان پڑہاتا رہا اوس کا زہد و تقوی نہایت درجہ کو پہونچ گیا تھا۔ بیشمار طالب علم آآکر اوس سے پڑھے۔ جو اپنے زمانہ مین بڑے بڑے نامور ہوئے۔ چنانچہ ابن خلکان بھی انھین مین سے تھا۔ اوس نے امام مسلم کی صحیح کو اور نیز ابو داؤد کو مختصر کیا ہے۔

اور نہایت عمدہ حواشی اوسپر اضافہ کئے ہین - ایک رسالہ الترغیب والترہیب جس مین کچھ احادیث جمع کی ہین اوسنے لکہا ہے - جس کی ایک کاپی جرمن مین اس وقت موجود ہے - مصر مین اوسنے ۶۵۶ھ (۱۲۵۸ء) مین وفات پائی - (دیکھو طبقات الشافعین) یہ بھی یہان لکھنے کے قابل ہے کہ صحیح ابوداؤد کا کچھ حصہ جرمن مین موجود ہے - جس پر اس عبدالعظیم منذری کے خود اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے حواشی چڑھے ہوئے ہین -

(۴) امام جمال الدین ابوالقاسم عبدالرحمن بن ابی الفضل عبدالمجید بن اسمعیل بن حفص الصفراوی مالکی مذہب کا عالم سکندریہ مین آغاز ۵۴۴ھ (۱۱۴۹ء) مین پیدا ہوا - اور ۶۳۶ھ (۱۲۳۸ء) مین مرا - زہرالریاض کے علاوہ اوس نے ایک رسالہ قرارة سبعہ پر بھی لکہا ہے - جس کا نام ہے الاعلان فی القرآت السبعہ - از طبقات القرا -

(۵) حافظ عبدالغنی بن عبدالواحد مقدسی حنبلی مذہب نے فقہ حدیث دمشق سکندریہ بغداد اور اصفہان مین پڑھی تھی اور اپنے زمانہ مین ان علوم مین کوئی اوس کی برابر نہ تھا - اوس نے کتنی ہی کتابین تصنیف کی ہین - زہد و ورع اور اتباع سنت مین نہایت مشہور تھا - اوس کے وعظ و نصیحت کو لوگ دل وجان سے قبول کرتے اور امر و نواہی پر کاربند ہوتے تھے - ۶۰۰ھ (۱۲۰۳ء) مین اوس نے انتقال کیا - حافظ ضیاء الدین نے اوس کی سوانح عمری دو جلدون مین لکھی ہے - از تاریخ یافعی - حافظ ضیاء الدین ابوعبداللہ محمد مقدسی حنبلی مذہب کا عالم اور شام کے ملک مین نہایت معتبر محدث اور حافظ سلفی کا شاگرد تھا - ۶۴۳ھ (۱۲۴۵ء) مین وفات پائی - از طبقات الحفاظ -

۴۴ ابوالفضل احمد بن الشیخ العلامہ کمال الدین ابی الفتح موسی بن الشیخ رضی الدین ابی الفضل یونس بن محمد بن منعۃ بن مالک بن محمد بن سعد بن سعید بن عاصم بن عائذ بن کعب بن قیس بن ابراہیم ملقب بہ شرف الدین

اربلی الاصل روسا فضلا اور مقدمین اربل کے خاندان سے اور بہت بڑا امام فاضل عاقل نیک سیرت خوب صورت تھا - کتاب التنبیہ (مصنفہ ابواسحاق الشیرازی) کی فقہ مین ایک نہایت عمدہ شرح لکھی ہے امام غزالی کی کتاب احیاء علوم الدین کو دو مختصرون مین مختصر کیا ہے - ایک تو بڑا ہے دوسرا چھوٹا ہے - جب کتاب الاحیا کا درس دیتا تو ہمیشہ حفظ پڑھاتا یعنی لکچر دیا کرتا تھا - اوس کا حافظہ بڑا غضب کا اور دماغ بڑا

زبردست تھا۔ وہ خود بھی عالم تھا اور علماء کے خاندان سے تھا۔ اوس کے باپ دادا اور چچا کا ذکر اپنے اپنے موقع پر آئیگا۔ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

تفنن فی العلوم اُسے اپنے باپ کی ہی طرح تھا۔ انواع و اقسام کے علوم جانتا تھا۔ بہت کثرت سے لوگون نے اوس سے ادب سیکھا تھا۔ ملک معظم مظفر الدین بن زین الدین صاحب اربل رحمہ اللہ تعالیٰ کے مدرسہ مین میرے والد رحمہ اللہ تعالیٰ کے بعد شہر اربل مین مدرس بھی رہا تھا۔ یہ موصل سے اوائل شوال ۶۱۰ھ مین وہان پہونچا۔ اور والد کی وفات شب دوشنبہ ۲۲ شعبان کو اسی سنہ مین ہوی تھی۔ مین اوسوقت صغیر سن تھا۔ مگر پڑھنے کو اوس کے پاس جایا کرتا تھا جیسا وہ پڑہاتا تھا ایسا اچھا درس دیتے ہوے مین نے اپنی تمام عمر مین بھی کسی کو نہین سنا ہے۔ ایک مدت تک وہ وہان رہا۔ پھر حج کو چلا گیا۔ وہان سے لوٹ کر جب آیا تو چند ہی روز قیام کر کے ۶۱۷ھ (۱۲۲۰ع) مین موصل کو چلا گیا۔ جہان مدرسہ قاہریہ اوس کی تفویض مین دیدیا گیا۔ پھر اخیر عمر تک اسی شغل اشتغال مین مصروف رہا۔ مخلوق کو اوس کی تعلیم سے بڑا فائدہ پہونچا۔ بروز دوشنبہ ۲۴۔ ربیع الاول ۶۲۲ھ (مئی ۱۲۲۵ع) کو اوس نے وفات پائی موصل مین ہی ۵۷۵ھ (۱۱۷۹ع) مین پیدا ہوا تھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اوسکا وجود دنیا مین نہایت غنیمت تھا۔ جب مین اوسے یاد کرتا ہون تو دنیا میری نظر مین خالی دکھائی دیتی ہے۔ ایکبار مین نے اوس کی عمر کی نسبت غور کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ اوس کی عمر اسی قدر ہوی ہے جس قدر امام ناصر الدین اللہ ابی العباس احمد کی خلافت کی مدت تھی۔ کیونکہ امام مذکور ۵۷۵ھ مین خلیفہ ہوا تھا۔ اور اسی سنہ مین شرف الدین پیدا ہوا تھا۔ اور دونون ایک ہی سن مین مرے۔

تنبیہ کی شرح اوس نے اربل مین ہی لکھنا شروع کی تھی۔ اور ہم سے ہی تنبیہ کا ایک نسخہ عاریت لے لیا تھا۔ ایک بڑے فاضل کے ہاتھ کی لکھی ہوی اوس پر کچھ مفید حواشی بھی تھے۔ جب اوس نے شرح لکھی تو کچھ عرصہ کے بعد وہ میری نظر سے بھی گذری۔ مین نے دیکھا کہ وہ حواشی بھی جو ہمارے نسخہ پر لکھے تھے بعینہ اوس شرح مین موجود ہین۔ اوس فاضل کا نام کہ جس کی یہ کتاب تھی اور اوس پر اوس کے ہاتھ کے حواشی چڑھے ہوے تھے شیخ رضی الدین ابو داؤد سلیمان بن المظفر بن غانم بن عبد الکریم الجیلی ہے جو مدرسہ نظامیہ بغداد کا مفتی اور اپنے زمانہ کا فاضل اجل تھا۔ اوس نے فقہ مین ایک کتاب بھی لکھی تھی جو پندرہ جلدون مین تھی۔ ہر چند اوس کو مناصب دیتے رہے مگر اوس نے قبول نہین کئے۔ وہ بڑا متدین تھا۔ بغداد

چہارشنبہ ۱۳ ربیع الاول ۶۲۳ھ (۱۲۲۶ء) کو وفات پائی۔ شونیزیہ مین مدفون ہوا۔ عمر اوس کی ساٹھ سال سے کچھ اوپر تھی۔ رحمہ اللہ تعالے۔ بغداد مین وہ پڑہنے پڑھانے کے لئے ۵۸۰ھ کے بعد آیا تھا اب شرف الدین مذکور کا ذکر سنئے اوس نے موصل مین اپنے باپ سے ہی پڑھا تھا۔ خانگی کاروبار کی وجہ سے کہین کا ر اوس زمانہ کے طلبہ کی طرح) سفر نہین کیا تھا۔ فقہا تعجب کرتے تھے۔ کہ اپنے وطن مین اور فارغ مین عزت کے ساتھ اور کاروبار دنیوی مین مشغول رہکر اوس نے کیسے علم حاصل کیا۔ اور جو فوائد اوس سے پہونچے وہ پہونچے۔ اگر مین اوس کے محاسن پورے پورے لکھون تو کلام بڑا طویل ہو جائیگا اسی پر اکتفا کرتا ہون۔

(۱) الغاو الدرس کا لفظ اگرچہ عربی لغتون مین نہین پایا جاتا۔ مگر اس کا استعمال بکثرت ہے۔ اور اوس کے معنی الکچر دینے کے ہین۔

(۲) بغداد کی قضا کا عہدہ اس کو دیا گیا تھا۔ اور الرباط الکبیر کی نگرانی بھی اس کے سپرد کرنے کی درخواست کی گئی تھی۔ مگر دونون کامون کو اس نے منظور نہ کیا۔ اوس کی کتاب کا نام الکمال ہے۔

۵۴ ابو عمر احمد بن محمد بن عبد ربہ[1] بن حبیب بن حدیر بن سالم القرطبی مولی ہشام بن عبد الرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبد الملک بن مروان بن الحکم الاموی۔

بڑے رجلیل القدر) علماء سے تھا۔ احادیث خوب یاد تھین۔ تاریخی واقعات اوسے بکثرت معلوم تھے۔ کتاب العقد اسی کی تصنیف سے ہے۔ جو نہایت مفید کتاب ہے۔ اور اوس مین ہر طرح کے معلومات موجود ہین۔ اس کا ایک دیوان بھی ہے۔ جس کے اشعار نہایت عمدہ ہین یہ شعر بھی اوس کے ہین۔

یَا ذَا الَّذِی خَطَّ الْعِذَارُ بِوَجْهِہٖ خَطَّیْنِ هَاجَا لَوْعَةً وَبَلَابِلَا

اے وہ شخص جس کے چہرہ پر عذار نے دو خط ایسے کھینچے ہین جنہون نے میرے دل مین محبت کے اضطراب اور رنج والم کو جوش دیدیا ہے۔

مَا صَحَّ عِنْدِی اَنَّ لَحْظَکَ صَارِمٌ حَتّٰی لَبِسْتَ بِعَارِضَیْکَ حَمَائِلَا

اوس وقت تک میرے نزدیک صحیح نہ تھا کہ تیری نظر شمشیر بُران ہے جب تک کہ تو نے اپنے عارضون پر (عذار کی) حمائل نہین ڈالی تھی۔

اور اسی مضمون مین اوس کے یہ شعر بھی ہین۔ مگر بعض نے کہا ہے کہ وہ ابو طاہر الکاتب یا ابو الفضل محمد بن عبد الواحد بغدادی کے ہین۔

وَمُعَذَّرٍ نَقَشَ العِذَارُ بِمِسْکِہٖ ۔۔۔ خَدَّاً لَہُ بِدَمِ القُلُوبِ مُضَرَّجَا

ایک نوجوان تھا جس کے عذار نے اپنے مشک سیاہ سے اوس کے رخسارہ کو منقش کیا اور عاشقون کے زخمی دلون کے خون سے سرخ کیا تھا یعنے اوس کے چہرہ پر سیاہ خط نکل آیا۔ اور رخسارہ نوجوانی کے جوش سے سرخ ہو رہے تھے

لَمَّا تَیَقَّنَ اَنَّ عَضْبَ جُفُوْنِہٖ ۔۔۔ مِنْ نَرْجِسٍ جَعَلَ النِّجَادَ بَنَفْسَجَا

جب اوسے یقین ہوگیا کہ اوس کے مژگان کی تلوار نرگس کی ہے۔ (یا اوس کی نرگسین آنکھین تیز تلوار ہین) تو اوسنے دعذار کے بنفشہ کا پرتلہ بنایا (یعنی چہرہ پر خط نکال لیا)۔

یہی مضمون بہاء الدین اسعد السنجاری نے بھی لیا ہے اور اپنے قصیدہ مین کہا ہے۔

یَا سَیْفَ مُقْلَتِہٖ کَمُلْتَ مَلَاحَۃً ۔۔۔ مَا کُنْتَ قَبْلَ عِذَارِہٖ بِحَمَائِلَ

اے اوس کی شمشیر چشم تو خوبی و حسن مین اب کامل ہو گئی۔ جب تک اوس کا عذار نہ تھا تیرے پاس حمائل نہ تھی (یعنی چہرہ پر بال نہ نکلے تھے تو پرتلہ نہ تھا)

یہ بھی ابن عبد ربہ کے شعر ہین۔

وَدَّعَتْنِی بِزَفْرَۃٍ وَاعْتِنَاقِ ۔۔۔ ثُمَّ قَالَتْ مَتیٰ یَکُوْنُ التَّلَاقِ

اوس نے مجھے سسکیون اور بڑی ہائی ہائی کے ساتھ گلے مل کر رخصت کیا۔ اور پوچھا کہ پھر اب ملاقات کب ہوگی

وَبَدَتْ لِیْ فَاَشْرَقَ الصُّبْحُ مِنْہَا ۔۔۔ بَیْنَ تِلْکَ الْجُیُوْبِ وَالْاَطْوَاقِ

اسی مین اون گریبانون اور طوقون کے درمیان (گوری گردن پر) جو میری نظر جا پڑی تو نور کی چمک دیکھ کر مجھے خیال آگیا کہ صبح کا اجالا ہو گیا ہے۔

یَا سَقِیْمَ الْجُفُوْنِ مِنْ غَیْرِ سُقْمٍ ۔۔۔ بَیْنَ عَیْنَیْکَ مَصْرَعُ الْعُشَّاقِ

اے بغیر مرض کے مریض مژگان تیری دونون آنکھون کے درمیان عشاق کا مقتل ہے واسی جگہ عاشق قتل ہوا کرتے ہین

اِنَّ یَوْمَ الْفِرَاقِ اَفْظَعُ یَوْمٍ ۔۔۔ لَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ یَوْمِ الْفِرَاقِ

واسطے جدائی کا دن بھی بڑے اضطراب کا دن ہے۔ کیا اچھا ہوتا جو مین فراق کے دن سے پہلے ہی مر جاتا۔

یہ بھی اوسی کے ہین۔

إنّ الغواني إن رأينك طاوياً ۔۔۔ بُردَ الشباب طوين عنك وصالا

اگر حسین گانے والیان دیکھین کہ تونے اپنی جوانی کی چادر تہ کر لی تو وہ تجھسے وصال کی چادر تہ کر لینگی۔

وإذا دعونك عمّهنّ فإنّه ۔۔۔ نسب يزيدك عندهنّ خبالا

اور جب تجھے وہ چچا کہکر پکارنے لگینگے تو یہ ایسا رشتہ ہوگا کہ اس سے اون کے دلون مین تیری طرف سے رنج اور گرانی زیادہ ہوگی۔

اوس نے منذر بن محمد بن عبد الرحمن بن الحکم بن ہشام بن عبد الرحمن بن معاویہ بن ہشام بن عبد الملک بن مروان الحکمی کی تعریف مین ایک طویل قصیدہ لکھا ہے جو بنی امیہ مین سے اندلس کا بادشاہ تھا۔ اوس مین یہ شعر بھی ہین۔

بالمنذر بن محمد ۔۔۔ شرفت بلاد الاندلس

منذر بن محمد سے بلاد اندلس کو شرافت حاصل ہوئی ہے۔

فالطير فيها ساكن ۔۔۔ والوحش فيها قد أنس

اوس کی وجہ سے پرند بھاگتے نہین بلکہ پلے ہوون کی طرح ساکن رہتے ہین اور وحشی مانوس ہو گئے ہین۔

وزیر بن المغربی نے کتاب ادب الخواص مین ذکر کیا ہے۔ کہتے ہین کہ جب یہ قصیدہ مشہور ہوا۔ اور ابو تمیم معدّ المعز لدین اللہ کے کان تک پہونچا تو اوس کے جھوٹے مضمون اور تتویہ کے سبب سے اوسے ایسا سخت ناگوار گذرا کہ اوس کے ایک شاعر ایادی نے ایک قصیدہ اوس کے معارضہ مین لکھا جس کا اول یہ ہے۔

ربع لزينب قد درس ۔۔۔ واعتاض من نطق خرس

جہان زینب موسم بہار مین جا کر رہتی تھی وہ مقام اوجڑ گیا۔ جہان لوگ بات چیت کرتے تھے۔ بجائے اوس کے سکوت وخاموشی کے سوا کچھ نہین ہے۔

اس ایادی شاعر کا نام ابو الحسن علی بن محمد الایادی التونسی تھا۔

یہ شعر بھی ابن عبد ربہ کا ہے۔

نعق الغراب فقلت أكذب طائر ۔۔۔ إن لم يصدّقه رغاء بعير

کوا بولا تو مین نے کہا سب سے بڑا جھوٹا پرندہ ہے۔ اگر اونٹ کا بلبلانا اس کی پیشین گوئی کی تصدیق نہ کرے۔

ایک شاعر کے ان اشعار کا مضمون اس شعر سے ملتا ہوا ہے۔

لهن الوجى ما كن عوناً على النوى ولا زال منها ظالع وحسير

اون (اونٹون) کے پاؤن سفر سے اس قدر خستہ وریش ہوگئے ہین کہ منزل مقصود تک لیجانے مین مدد نہین کرسکتے وہ ہمیشہ لنگڑے تھکے ماندہ رہا کرتے ہین۔

وما الشؤم فی نعق الغراب ونعبه وما الشؤم الا ناقة وبعير

کوون کے بولنے اور اون کے سر اور گردن ہلانے مین کچہہ نحوست نہین۔ اگر نحوست ہے تو اونٹنی اور اونٹ مین ہے اس کے سوا اوس کا جو مضمون ہے ملاحت سے خالی نہین۔ وہ ۱۰ رمضان ۲۴۶ھ (نومبر ۸۶۰ء) کو پیدا ہوا۔ اور بروز یکشنبہ ۱۸ جمادی الاولی ۳۲۸ھ (مارچ ۹۴۰ء) کو مر گیا۔ دوسرے روز دوشنبہ کو قرطبہ کے مقبرہ بنی عباس مین مدفون ہوا۔ اوسے کئی برس ہوئے تھے کہ فالج نے مار لیا تھا۔ رحمہ اللہ تعالے قُرطُبی بضم قاف وسکون رائے مہملہ وضم طائے مہملہ وبائے موحدہ قرطبہ کی طرف منسوب ہے۔ جو اندلس کا بہت بڑا شہر اور دارالملکت ہے۔ حُدَیر بضم حائے مہملہ وفتح دال مہملہ وسکون یائے تحتانیہ ورائے مہملہ اوس کے اجداد مین سے تھا۔

---

(۱) عوام الناس آجکل اس نام کو ابن عَبْدِ رَبِّہٖ بولتے ہین۔ بُغْیَۃُ الْمُلْتَمِسْ مین ہے کہ عبد ربہ ہمارے شاعر کا دادا تھا اور باپ کا نام محمد تھا۔ علاوہ اَلْعِقْدُ الْفَرِیْد کے جس مین قدمائے عرب کے حالات مین بہت ہی مفید ذخیرہ جمع کیا گیا ہے ابن عبدربہ کا ایک بڑا دیوان بھی ہے۔ جس کا نام اوس نے اَلْمُمَحِّصَات رکھا ہے۔ اوس مین ہر عاشقانہ شعر کے بعد ایک نصیحت آمیز شعر لگایا گیا ہے۔ جس سے یہ غرض ہے۔ کہ پہلے شعر مین جو بُرا خیال ہے اوس کو دوسرے شعر کے مذہبی خیال سے مُمَحَّص یعنی صاف کیا جائے۔ اور زہد وورع کے خیالات مخلوق مین پھیلائے جائین۔

(۲) دیکھو تذکرہ ۱۵ نوٹ ۲۔

(۳) غالباً یہ ابن ابی طاہر ہوگا خطیب کی تاریخ بغداد کے خلاصہ مین اوسکا حال اسطرح پر لکہا ہوا ہے۔ ابوالفضل احمد بن ابی طاہر طیفور کاتب کے آباؤ اجداد مرو مین رہتے تھے۔ یہ بہت بڑا فصیح شاعر اور روایات تاریخیہ کا نہایت اچھا بیان کرنے والا تھا۔ اور مخلوق کے خیالات سے خوب واقف اور مشہور عالم تھا۔ اوس نے خلفا کی ایک تاریخ لکھی ہے۔ اور عمر بن شبّہ وغیرہ کا طرز اوس مین اختیار کیا ہے۔ اوس کا بیٹا کہتا ہے کہ وہ ۲۸۰ھ (۸۹۳ء) مین مرا اور بغداد مین باب الشام کے نزدیک قبرستان مین مدفون ہوا۔ بغداد مین ۲۰۴ھ مین مامون کے آنیکے وقت پیدا ہوا تھا۔

(۴) چچا چچی ماموں خالہ کے الفاظ سے بڑوں اور بزرگوں کو مخاطب کیا کرتے تھے۔ چچا زاد ماموں زاد بھائی جان وغیرہ الفاظ برابر والوں کے واسطے استعمال کئے جاتے تھے۔ اور اب بھی مسلمانوں کے پرانے خیالات والے اسیطرح بولتے ہیں۔ یہاں تک کہ جن کو کبھی نہیں دیکھا اون سے بھی انہیں شیرین الفاظ سے کلام کرتے ہیں۔

(۵) بدوی شعرا کا خیال تھا۔ کہ کوے کو یہ بات پہلے ہی سے معلوم ہو جاتی ہے۔ کہ فلاں قبیلہ اب اپنی جگہ چھوڑکر کوچ کر جائیگا اور پھر وہ بدشگنی کی آواز جلدی سے بول دیتا ہے۔ اور بولتے وقت اودھر کو منہ کرتا ہے جدھر کو کہ چھوٹنے والی جگہ ہوتی ہے۔ اور جہاں کہ شاعر کو خیال ہوتا ہے کہ اوس کی معشوقہ اس مقام پر ملے گی غُرَابُ الْبَیْنِ تفرقہ اور جدائی کے کوتے کا اکثر شعرا ذکر کیا کرتے ہیں۔ بعض بادنٹ بھی جس وقت لادے جاتے ہیں تو بڑبڑاتے ہیں۔ یہ اون کا بڑبڑانا گویا کوے کے آواز کی تصدیق کرتا ہے۔

۴۶ ابو العلا[۱] احمد بن عبداللہ بن سلیمان بن محمد بن احمد بن سلیمان بن داؤد بن المطہر بن زیاد بن ربیعہ بن الحارث بن ربیعہ بن انور بن اسحم بن ارقم بن النعمان بن عدی بن غطفان بن عمرو بن بریح[۲] بن خذیمہ بن تیم اللہ بن اسد بن وبرۃ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ تنوخی۔

معری (معرۃ النعمان کا رہنے والا) لغوی شاعر فنون ادب میں کامل بلکہ اکمل تھا۔ نحو اور لغت میں اپنے باپ سے اور حلب میں عبداللہ بن سعد النحوی سے پڑھے تھے۔ اس کی تصانیف کثیرہ مشہور ہیں۔ اور رسائل محفوظ چلے آتے ہیں۔ اوس کی نظم کا مجموعہ جس میں اوس نے شعر کی بعض اون خوبیوں کو اپنے اوپر لازم کر لیا تھا۔ جو لازم[۳] نہیں ہیں بہت بڑا ہے۔ کوئی پانچ جلدیں یا اوس کے قریب ہونگی اوس کی ایک اور کتاب سقط الزند (چقماق کی گرتی ہوی چنگاری بھی ہے جس کی اوس نے خود ہی شرح بھی لکھی ہے۔ اور اوس کا نام ضوء السقط (گرتی ہوئی چنگاری کی چمک) رکھا ہے۔ میں نے یہ بھی سنا ہے کہ اوس کی ایک کتاب الایک والغصون (جنگل اور ڈالیاں) بھی ہے۔ جو الہمزہ والردف کے نام سے ملقب ہے۔ اسکے کوئی سو جزو ہونگے۔ یہ ادب میں ہے۔ ملک شخص

مجھہ سے یہ بھی بیان کرتا تھا کہ اوس نے اس کتاب کے سو جزون کے بعد بھی ایک اور جزو دیکھا تھا۔ اور کہا تھا کہ مجھے یہ نہین معلوم کہ اوس کا اس کے بعد اور کوئی جزو بھی ہے یا نہین۔ واقع مین یہ شخص علامۂ عصر تھا۔ ابوالقاسم علی بن المحسن تنوخی اور خطیب ابوزکریا تبریزی وغیرہ اسی کے شاگرد تھے۔ ۲۷ ربیع الاول ۳۶۳ھ مطابق ۲۶ دسمبر ۹۷۳ء بروز جمعہ غروب آفتاب کے وقت مَعَرّہ مین وہ پیدا ہوا اور ۳۶۶ھ کے آغاز مین ہی چیچک سے اندھا ہو گیا تھا دہنی آنکھہ پر تو اوس کی سپید جالا آگیا تھا۔ اور دوسری بالکل پھوٹ گئی تھی۔ حافظ سِلَفی کہتا ہے مجھ سے ابو محمد عبداللہ بن الولید بن غَرِیب الایادی نے کہا ہے کہ وہ اپنے چچا کے ہمراہ ابوالعلا کی ملاقات کو گیا تھا دیکھا تو وہ ایک بہت بوڑھا آدمی تھا اور پشمینہ کے سجادہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ عبداللہ کہتا ہے مین بچہ تھا۔ اوس نے میرے سر پر ہاتھہ پھیرا اور مجھے دعا دی۔ اوس کی صورت اور اوس کی آنکھین اس وقت تک میری آنکھون کے سامنے ہین۔ ایک آنکھہ تو اوس کی ناؤرہ[5] یعنی باہر کو نکلی ہوی تھی اور دوسری مین ایک بڑا غار تھا۔ اور چہرہ پر چیچک کے داغ جسم تپلا پتلا تھا۔

جب اوس نے کتاب لامع العزیزی فی شرح شعر المتنبی لکھی اور لوگون نے اوس سے آکر پڑھی اور تعریف کرنے لگے تو اوس نے کہا کہ متنبی نے جو یہ شعر لکھا ہے گویا اوس نے چشم غیب سے دیکھا اس وقت میری نسبت کہا ہے

أَنَا الَّذِی نَظَرَ الْأَعْمٰی اِلٰی اَدَبِی وَأَسْمَعَتْ کَلِمَاتِی مَنْ بِهِ صَمَمُ

مین وہ شخص ہون جس کے ادب کو اندھا بھی دیکھ لیتا ہے۔ اور جس کے کلمات کو بہرا بھی سن سکتا ہے۔

ابوالعلا نے دیوان ابو تمام کو مختصر کر کے شرح لکھی ہے اور اوس کا نام ذِکرٰی حبیب[6] رکھا ہے اور ایسے ہی دیوان البُحتُری کی بھی شرح لکھی۔ اور اوس کا نام عَبَثُ الْوَلِیْد (لڑکون کا کھیل) رکھا[7] ہے۔ اسی طرح ایک اور تیسری شرح دیوان المتنبی کی لکھی ہے۔ اوسے مُعْجِزُ اَحْمَد[8] کے نام سے موسوم کیا ہے۔ ان تینون شرحون مین اون کے اشعار غریبہ اور نیز اون کے مضامین پر بحث کی ہے۔ جو مضامین کہ اونہون نے اورون سے لئے ہین۔ یا اون پر لوگون نے اعتراض کئے ہین اون کا ذکر کیا ہے۔ اور اون کے جواب دئے ہین۔ اور جہان کچھہ خطا تھی وہان اعتراض کئے یا اون کے کچھہ مناسب توجیہ کی ہے۔ پہلی مرتبہ وہ بغداد مین ۳۹۸ھ مین آیا تھا۔ پھر دوسری مرتبہ ۳۹۹ھ مین آیا۔ اور ایک برس سات مہینہ ٹھہر کر معرہ چلا گیا۔ اس کے بعد وہ اپنے گھر سے کہین نہین گیا۔ تصنیف شروع کر دی۔ طالب علمون کو گھر پر پڑہاتا رہا چارون طرف سے اوس کے پاس طالب علم آتے اور فائدہ اوٹھاتے تھے۔ بڑے بڑے علما وزرا اہل مقدرت دل کو وقع نہوتا تو خطوط سے

ذریعہ سے اوس سے ملاقات کرتے تھے وہ اپنے آپ کو رہین المحبسین کہا کرتا تھا۔ کیونکہ ایک تو وہ اپنی مرضی سے اپنے گھر ہی رہتا تھا۔ دوسرے اوس کی آنکھین جاتی رہی تھین۔

پینتالیس سال تک اوس نے اپنی (اعتقادی) ویندار ی کی وجہ سے گوشت نہین کھایا۔ وہ اون حکمائے متقدمین کی رائے پر چلتا تھا جن کے نزدیک گوشت کھانا اس سبب سے جائز نہین کہ اس مین جانور ذبح کرنا پڑتا ہے اور اوسے تکلیف پہونچتی ہے۔ کسی جانور کو تکلیف دینا اون کے نزدیک مطلق جائز نہین ہے[10]۔

جب اوس نے شعر لکھنا شروع کیا ہے تو اوس کی عمر گیارہ سال کی تھی۔ اوس کی کتاب لزوم مین یہ شعر بھی ہین

لا تطلبن بآلة لك رتبة — قلم البليغ بغير جد مغزل

فقط اپنی ہی کوشش سے کسی رتبہ کی جستجو کرنا فضول ہے۔ کسی بلیغ کا قلم قسمت کے تکلہ کی طرح ہوتا ہے۔

سكن السماكان السماء كلاهما — هذا له رمح وهذا اعزل

وہ سماک تارہ ہین کہ دونو آسمان مین ہی رہتے ہین مگر قسمت سے دیکھو ایک کے پاس نیزہ ہے اور دوسرا بے اوزار ہے۔

ابو العلا نے بروز جمعہ ۳ ربیع الاول ۴۴۹ھ (۱۰۵۷ع) کو معرہ مین وفات پائی۔ مین نے سنا ہے کہ اوس نے اپنی قبر پر اس بیت کے لکھنے کی وصیت کی تھی۔

هذا جناه ابي علي — وما جنيت على احد

یہ قصور قابل سزا میرے باپ کا ہے جو اوس نے میرے ساتھ کیا ہے۔ مگر مین نے کسی کے ساتھ ایسی برائی نہین کی۔ یہ بھی انھین حکما کے اعتقاد کے موافق ہے۔ کیونکہ وہ لوگ کہتے ہین کہ بیٹے کا پیدا کرنا اور اوسے اس عالم مین لانا اوس کے ساتھ برائی کرنا ہے کیونکہ اس سبب سے اوس پر حوادث و آفات نازل ہوا کرتی ہین۔ وہ تین روز فقط بیمار رہا چوتھے روز مر گیا۔ اوس وقت اوس کے پاس بنی عم کے سوا اور کوئی نہ تھا تیسرے روز اون سے کہا۔ مین جو کہتا ہون اوسے لکھ لو۔ لوگ دوڑ کر قلم دوات لائے۔ لیکن کچھ ایسی باتین کہین جو درست نہ تھین۔ قاضی ابو محمد عبد اللہ تنوخی نے یہ حال دیکھکر کہا اللہ تعالیٰ تم لوگون کو شیخ کی طرف سے صبر عطا فرمائے وہ اب مرنے والا ہے۔ دوسرے روز مر گیا۔ جب وہ مر گیا تو اوس کے شاگرد ابو الحسن علی بن ہمام نے اوس کا مرثیہ کہا۔

ان كنت لم ترق الدماء زهادة — فلقد ارقت اليوم من جفني دما

اگرچہ تیرے نزدیک تو زہد کی وجہ سے کسی کی خونریزی روا نہ تھی۔ مگر یہ کیا کیا کہ آج میری آنکھون سے تو نے ہی خون بہادیا۔

سَرَتْ ذِكْرُكَ فِي الْبِلَادِ كَأَنَّهُ ‏ مِسْكٌ فَسَامِعَةٌ يُضَمِّخُ أَوْ فَمَا

(تونے اپنا ذکر ملک مین اس طرح پہیلا دیا ہے کہ گویا وہ مشک ہے کہ سننے والیکے کانون کو خوشبودار کر دیتا ہے اور اون کے منہ کو بھی (جواوس کی صفت منہ سے بیان کرتے ہین)

وَأَرَى الْحَجِيجَ إِذَا أَرَادُوا لَيْلَةً ‏ ذِكْرَاكَ أَخْرَجَ فِدْيَةً مَنْ أَحْرَمَا

مین دیکھتا ہون جب حاج تیرے ذکر کا کسی شب کو ارادہ کرتے ہین۔ تو جس شخص نے احرام[3] باندہ لیا ہوتا ہے وہ پہلے ہی سے خوشبو سونگھنے کے گناہ کا) فدیہ نکالتا ہے۔

اس اول بیت مین بھی اوسی اعتقاد کی طرف جسے اوس نے اپنا دین بنا لیا تھا اشارہ ہے کہ جانورون کو ذبح نہ کرنا چاہیے۔ جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔

اوس کی قبر اوس کے خاندان کے گھر وننے صحن مین ہی ہے۔ اس صحن کا ایک چھوٹا سا قدیمی دروازہ ہے۔ جس کی خبر گیری کوئی مطلق نہین کرتا۔ بالکل بے مرمت پڑا ہے۔ اوس کے خاندان والون کو کچھ پروا بھی نہین۔

تنوخ بفتح تائے فوقانی وضم نون مخففہ وخائے معجمہ چند قبائل کا نام ہے جو قدیم زمانہ مین بحرین کے علاقہ مین جمع ہو گئے تھے۔ اور باہم تناصر ومعاونت کا حلف کر لیا اور وہین سکونت اختیار کر لی تھی۔ اسی سے اونہین تنوخ کہنے لگے تھے۔ تنوخ کے معنی اقامت کے ہین یہ قبیلہ اون تین قبیلون مین سے ہے جو عرب ہین نصرانی رہ گئے ہین۔ اور وہ بہرا تنوخ تغلب ہین۔ مَعَرِّی بفتح میم وعین مہملہ وتشدید رائے مہلہ مَعَرَّةُ النعمان کی طرف منسوب ہے۔ جو شیزر اور حماۃ کے قریب شام مین ایک چھوٹا سا شہر ہے اور نعمان[4] بن بشیر انصاری رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے۔ کیونکہ انہون نے وہان اپنا گھر بنا لیا تھا۔ اسے محرم ۴۹۲ھ (دسمبر ۱۰۹۸ء) مین فرانسیسیون نے مسلمانون سے چھین لیا تھا۔ اوسوقت سے وہ فرانسیسیون کے ہی قبضہ مین رہا۔ ۵۲۹ھ (۱۱۳۵ء) مین عمادالدین زنگی بن آق سُنقُر نے جس کا ذکر آئندہ آئیگا اوسے فتح کر لیا اور جن جن مسلمانون کی وہان املاک تہین براہ مہربانی اونہین دیدین۔

---

(۱) اگرچہ اس نام کو اکثر اہل علم ابو العلاء پڑہتے ہین۔ مگر اس کا صحیح تلفظ ابو العلا ہے۔

(۲) یہ شیخ اس کا صحیح تلفظ ہے۔ دیکھو قاموس ب ج۔

(۳) بعض اشعار ایسے ہوتے ہین۔ کہ اون کے آخر مین قافیہ ردیف کی ایک خاص صورت اختیار کر لی جاتی ہے جیسے

شعر کا آواز سننے مین اچھا معلوم ہوتا ہے۔ اسے اہل عروض لزوم مالایلزم کہا کرتے ہین۔ کیونکہ شعر کے لئے یہ امر لازمی نہین۔ اگر ہو تو بہتر اور اگر نہو تو کوئی ضرورت نہین۔

(۴) الہمزہ والردف سے خیال ہوتا ہے کہ اس کتاب کا کچھ نہ کچھ حصہ نظم ہوگا۔ جس کے آخر مین ہمزہ اور اوس کے بعد کوئی اور حرف ہوگا۔ جسے اہل عروض ردف کہا کرتے ہین۔

(۵) اسے بعض اہل علم نے ناظرہ بھی پڑھا ہے۔ لیکن ابن خلکان کے کسی نسخہ مین ناظرہ نہین ہے۔ اور نہ ابن خلکان کا بیان ہی اس سے ملتا ہے۔

(۶) ابوتمام کا نام حبیب تھا۔ ذِکرٰی حَبیب کے معنی ہین یادگار حبیب۔

(۷) اس مین دونون باتین نکلتی ہین ایک تو لڑکون کے کہیل۔ دوسرے جو ولید نے کہیل اور دل لگی کی باتین بنائی ہین بُحتُری کا نام ولید تھا۔

(۸) متنبی کا نام احمد تھا۔ یعنی احمد کی تصنیف جس کا اثر انسانون پر معجزہ کی طرح ہوتا ہے۔

(۹) دو قید خانون کا قیدی۔

(۱۰) ابن خلکان کے حاشیہ پر جو جرمن کے ایک کتب خانہ مین ہے اس مقام پر ایک نوٹ لکھا ہوا ہے۔ کہ ابن خلکان کی تحریر سے یہ ممکن معلوم ہوتا ہے کہ ابوالعلا اپنے آخری دم تک اسی عقیدہ پر رہا ہو مگر وہ کہتا ہے کہ کتنے ہی دوسرے مورخ کہتے ہین۔ کہ وہ آخری وقت مین اس راے سے پلٹ کر مسلمان ہوگیا تھا۔

ایک رسالہ مین جس مین متنبی کے اشعار پر بحث کی گئی اور اوس کی سوانح عمری دی گئی ہے، اور جس کا حوالہ تذکرہ یتیمۃ (۴ نوٹ ۷) مین دیا گیا ہے۔ یہ لکھا ہوا ہے۔ کہ ابوالعلا نے ایک قرآن بنایا تھا۔ اور اوسے وہ اپنے خیال مین قرآن سے مضمون اور عبارت مین بہتر سمجھتا تھا۔ اوس کا کچھ خلاصہ بھی وہان لکھا ہوا ہے۔

(۱۱) سماک وہ روشن تارون کا نام ہے۔ اون مین سے ایک سماک رامح (تیر والا سماک) کہلاتا ہے۔ اور دوسرا سماک اَعزل (بے ہتیار والا سماک) ہے۔ وجہ تسمیہ کچھ سمجھ مین نہین آتی۔ سَماک وہ شے ہے جس سے کسی شے کو اوٹھاتے ہین یا بلند کرین تقویم الغ بیگ کے شارحین نے لکھا ہے۔ کہ ان تارون کا نام سماک بلندی کی وجہ سے رکھا گیا ہے سَمَکَ کے معنی بلند ہونے اور بلند کرنے کے ہین۔

(۱۲) یہان اَوْ کے معنی مین بَل کے لئے ہین اور اس شعر کے ترجمہ مین یافعی کی تقلید کی ہے۔ جس نے اپنے تاریخ مین اوس کی تفسیر بیان کی ہے۔ اور قرآن کے سورۃ الصّافّات کی آیت ۱۴۷ کا حوالہ دیا ہے کہ اَوْ کے معنی بَل

آتے ہین اس کے سوا یافعی ابو العلا کی منشیانہ رسائل کا بھی ذکر کرتا ہے۔

(۱۳۱) احرام وہ دو بے سیئے کپڑے ہوتے ہین۔ کہ جنہین حاجی حرم مین داخل ہونے سے پہلے پہن لیا کرتے ہین۔ جب تک یہ لوگ حج ختم نہین کر لیتے اوس وقت تک خوشبو کا استعمال جائز نہین ہے۔ اور اگر غلطی سے کر لیا جاے تو فدیہ دینا ہوتا ہے

(۱۴۱) نعمان بن بشیر انصاری نے ۶۵ھ مین انتقال کیا تھا۔

۷۴ ابو عامر احمد بن ابی مروان عبد الملک بن مروان بن ذی الوزارتین الاعلی احمد بن عبد الملک بن عمر بن محمد بن عیسیٰ بن شُہید الاشجعی اندلسی قرطبی۔

وضاح بن رزاح کی نسل سے تھا جو مرج راہط کی لڑائی مین ضحاک بن قیس الفہری کے ساتھ تھا۔ اس کا ذکر ابن بسام نے کتاب الذخیرہ مین کیا۔ اور بہت بڑی تعریف کی ہے۔ اور اوس کے کتنے ہی رسائل اور نظمین اور اوس کے حالات بھی کسی قدر لکھے ہین۔ اندلس والون مین یہ شخص سب سے بڑا عالم تھا۔ عربی مین جو جو علوم ہین اونھین سب کو اچھی طرح جانتا تھا اس سے اور ابن حزم ظاہری (۱۴۲) سے بہت کچھ مکاتبت و مراسلت ہوئی ہے۔ جس مین مداعبت و خوش طبعی کثرت سے برتی گئی ہے۔ ابو عامر نے کچھ کتابین بھی تصنیف کی ہین جن کے مضامین نئے نئے اور نادر ہین۔ اون مین سے بعض یہ ہین۔ کتاب کشف الدک و ایضاح الشک کتاب التوابع والزوابع کتاب حانوت عطار۔ ان کے سوا اوس کی اور کتابین بھی ہین باوجود اس علم و فضل کے اوس کی طبیعت کا نہایت کریم و فیاض بھی تھا۔ لوگ اس باب مین عجیب و غریب حکایات بیان کیا کرتے ہین۔ اوس کے قصائد مین سے ہم بعض اچھے اچھے شعر یہان نقل کرتے ہین۔

وَتَدْرِی سِبَاعُ الطَّیْرِ اَنَّ کُمَاتَهُ ۔۔۔ اِذَا لَقِیَتْ صَیْدَ الْکُمَاةِ سِبَاعُ

شکاری پرندہ (یعنی گدھ وغیرہ مردار خوار جانور) جانتے ہین کہ جب اوس کے بہادر سپاہی سپاہیون کے شکار کو جاتے ہین تو وہ شکاری درندہ (یعنی شیر) ہو جاتے ہین۔

تَطِیْرُ جِیَاعًا فَوْقَهُ وَتَرُدُّهَا ۔۔۔ ظِبَاهُ اِلَی الْاَوْکَارِ وَهِیَ شِبَاعُ

وہ اوس کے اوپر (کہ یہ شکار کب مارے اور کب ہم کھائین) بھوکے اڑتے ہین مگر اوس کے بھالون کی نوکین اونھین پیٹ بھرا کر گھونسلون کی طرف لوٹاتے ہین۔

اگرچہ یہ مضمون (شعر کا) پامال کیا ہوا ہے اور شعرائے جاہلیت و اسلام نے اس کو اوس سے پیشتر بھی

لکہا ہے۔ لیکن اوس نے سانچہ مین بہت ہی اچھا ڈھالا اور نہایت لطف سے اوسے لیکرادا کیا ہے۔ یہ شعر بھی اوس کے نہایت عمدہ اشعار و اقوال سے ہین۔

ولما تملا من سکرہ ونام ونامت عیون العس

جب وہ نشہ مین چور ہوکر سو رہا اور اوس کے چوکیدارون کی آنکھ بھی لگ گئی۔

دنوت الیہ علی بعدہ دنو رفیق درٰی ما التمس

تو اگرچہ (اوس کا مکان) دور تہا مین اوس کی طرف بڑھا اس رفیق کی طرح جسے معلوم ہو کہ اوس کا مطلب کہان ملیگا

ادب الیہ دبیب الکرا واسمو الیہ سمو النفس

مین اوس کی طرف ایسے چلا جیسے نیند کسی (تھکے ماندہ) کی آنکھون مین جاتی ہو۔ اور اوس کے مکان پر ایسے چڑہا جیسے سانس اوپر کو چڑھتی ہے۔

وبت بہ لیلتی ناعما الی ان تبسم ثغر الغلس

وہان تمام رات عیش و عشرت مین کاٹی یہان تک کہ بڑے تڑکے کے مسکرانے کی چمک ظاہر ہونے لگی۔

اقبل منہ بیاض الطلا وارشف منہ سواد اللعس

اوس وقت مین نے اوس کی گوری گردن (کے چارون طرفون) کو بوسہ دیا اور لبون کی دہان کہائی ہوئی سیاہی کو منہ سے چاٹا اور چلدیا۔

ابو منصور علی بن الحسن معروف بہ صردر کا قول بھی اس مضمون مین نہایت ہی اچھا ہے۔

وحی طرقناہ علی غیر موعد فما ان وجدنا عند نار ہم ہدی

ایک حی (کے ڈیرون) پر رات کی تاریکی مین ہم اون سے بغیر کہے سنے جا پڑے مگر جہان اون کی آگ (جل رہی تھی) ہمین راستہ بتانیوالا کوئی بھی نہ ملا۔

وما غفلت احراسہم غیر اننا سقطنا علیہم مثل ما یسقط الندی

اون کے چوکیدار غافل تو نہ تھے بلکہ ہم ہی اون پر اس آہستگی سے جا پڑے تھے۔ کہ جیسے آسمان سے شبنم گرا کرتی ہے (کوئی اوسے دیکھتا بھی نہین)۔

یہ مضمون تو اور بہت شعرا نے لکہا ہے۔ مگر اون مین اصل قول (جو سب سے اول لکہا گیا ہے وہ) امرا القیس کا ہے۔ چنانچہ وہ کہتا ہے۔

سَمُوتُ اِلَیْہَا بَعْدَ مَا نَامَ اَھْلُہَا ۔۔۔ سُمُوَّ حَبَابِ الْمَاءِ حَالًا عَلٰی حَالِ

مین اوس کی طرف چڑھ کر او سوقت گیا جب کہ اوس کے لوگ سو رہے تھے۔ اس طرح پر کہ جیسے بلبلے یکے بعد دیگرے چڑھے جاتے ہون۔

اس کے اکثر اشعار نہایت ہی فائق ہین۔ اوس کی ولادت ۳۸۲ھ (۹۹۲ء) مین ہوئی تھی۔ بروز جمعہ چاشت کے وقت بتاریخ سلخ جمادی الاولی ۴۲۶ھ (۱۰۳۵ء) کو قرطبہ مین انتقال کیا۔ اور دوسرے روز مقبرہ ام سلمہ[6] مین مدفون ہوا۔ رحمہ اللہ تعالی۔ اوس کے باپ عبد الملک کا کتاب الصلہ (مصنفہ ابن بشکوال) مین ذکر آیا ہے۔

شُہید بضم شین مثلثہ و فتح ہا و سکون یاے تحتانیہ و دال مہملہ۔ اَشجعی بفتح ہمزہ و سکون شین مثلثہ و فتح جیم و عین مہملہ اشجع بن ریث بن غطفان کی طرف منسوب ہے جو ایک بہت بڑا قبیلہ ہے۔

---

(۱) ذو الوزارتین (دو وزارت والا یا صاحب السیف و القلم) اون وزرا کا خطاب ہوا کرتا تھا۔ جن کو مالی اور ملکی دونون صیغون کا اختیار ہوتا تھا۔

(۲) مرج راہط کی لڑائی ۶۴ھ مین خلیفہ مروان بن الحکم اور عبد اللہ بن زبیر کی فوجون مین ہوئی تھی۔ وضاح ابن الزبیر کا طرفدار تھا۔ اور اپنے بہت سے ہمراہیون کے ساتھ مارا گیا تھا۔ حماسہ مین چند اشعار ہین جن مین اس لڑائی کا کچھ کچھ ذکر آیا ہے۔ خلیفہ مروان نے اس لڑائی مین وضاح کو قید کر لیا مگر قتل نہین کیا تھا۔ اسی کی نسل سے مرسیہ مین بنی وضاح رہتے تھے۔ از بغیات الملتمس۔ مرج راہط شام کے ملک مین دمشق سے مشرق کو واقع ہے۔

(۳) ظاہری فقہاے اہل سنت کا ایک فرقہ ہے۔

(۴) حاجی خلیفہ کے بیان کے بموجب کشف الدک و ایضاح الشک (دھوکہ اور شک کے ظاہر کرنے یعنی بہت بھیری کے بیان مین ہے۔ التوابع و الزوابع کو مستر فلوگل کہتے ہین۔ کہ جنات اور شیاطین کے ذکر مین ہے۔ حانوت عطار کو مصنف بغیات کہتا ہے کہ وہ صرف و نحو مین ہے۔ مگر اس کے نام سے یہ بات ظاہر نہین ہوتی۔

(۵) عرب کی بدوی اقوام کا یہ قاعدہ تھا اور اب بھی ہے۔ کہ بلند مقامات پر شب کے وقت خوب آگ جلایا کرتے ہین۔ تاکہ اگر بیابان مین کوئی بھٹکا بھٹکایا مسافر راہ کا بھولا ہوا پھرتا ہو تو روشنی کو دیکھ کر وہاں دھر چلا آئے۔ اور بھوک پیاس سے جان بچا کر اپنے راستہ کا پتہ معلوم کرے۔ چنانچہ قرآن شریف کے سورۂ النمل آیت ۷ مین ہے۔ اِذْ قَالَ مُوْسٰی لِاَھْلِہٖٓ اِنِّیْٓ اٰنَسْتُ نَارًا ۭ سَاٰتِیْکُمْ مِّنْہَا بِخَبَرٍ اَوْ اٰتِیْکُمْ بِشِہَابٍ قَبَسٍ (جبکہ موسی نے اپنے گھر والون سے کہا جب کہ

آگ دسی) دکہائی دی ہے۔ ذرا دشہر) تو ہین وہان سے تمہاری پاس (راستہ کی) کچہ خبر لاؤن یا دہو سکے تو ایک سلگتا ہوا انگارا تمہارے پاس لے آؤن۔

(۶) ابو عامر اپنے زمانہ مین شعر سخن اور فصاحت وبلاغت مین امام تھا۔ اوس کے بعد پہر کوئی ایسا نہوا۔ اور اوس کی اولاد بھی نہ تھی۔ وہ بڑا فیاض طبع اور خندہ پیشانی تھا۔ طب مین اوسکی بہت اچھی لیاقت تھی۔ از بغیات الملتمس۔

۴۸۔ ابو الحسین احمد بن فارس بن زکریا بن محمد بن حبیب الرازی اللغوی

کتنے ہی علوم مین خصوصاً لغت مین امام تھا۔ کیونکہ اوس نے اس فن لغت کی بہت کچھ چھان بین کی تھی اوس نے اپنی کتاب المجمل فی اللغۃ مین جو اوس نے لغت مین تالیف کی ہے باوجود اختصار کے بہت بڑا مواد[1] جمع کیا ہے۔ ایک اور کتاب حلیۃ الفقہا بھی اوسی کی ہے۔ اوس کے سوا اوس نے اور بھی عمدہ عمدہ رسائل لکھے اور لغت کے ایک رسالہ مین کچھ ایسے مسائل کو حل کیا ہے۔ جنہین فقہا بڑی توجہ سے پڑہتے ہین۔ اسی کتاب سے حریری صاحب المقامات نے جس کا ذکر انشاء اللہ تعالی آئندہ آتا ہے یہ اسلوب اختیار کیا ہے اور مسائل فقہیہ کو مقامہ طیبیہ[2] مین بیان کیا ہے جس مین کوئی سو مسئلہ تک آگئے ہین۔ یہ ہمدان مین رہا کرتا تھا۔ بدیع الزمان ہمدانی صاحب المقامات نے جس کا ذکر بھی آئندہ آتا ہے اسی سے علم حاصل کیا تھا۔ اس کے اشعار بڑے جید ہوتے تھے۔ چنانچہ یہ اوس کے شعر ہین۔

مَرَّتْ بِنَا هَيْفَاءُ مَجْدُوْلَةٌ　　تُرْكِيَّةٌ تَنْمِي لِتُرْكِيِّ

ایک ترکی دمزاج کی عاشقون کے دل لوٹنے والی) اور ترکی نسل کی پتلی کمر کی خوبصورت معشوقہ ہمارے پاس[3] ہوکر گذری

تَرْنُوْ بِطَرْفٍ فَاتِرٍ فَاتِنٍ　　اَضْعَفُ مِنْ حُجَّةِ نَحْوِيِّ

فستور انداز وفتنہ انگیز نگاہ سے تکتی جاتی اور حجت ودلیل نحوی سے زیادہ کمزور (اور نازک[4]) تھی۔

یہ بھی اوسی کے شعر ہین۔

اِسْمَعْ مَقَالَةَ نَاصِحٍ　　جَمَعَ النَّصِيْحَةَ وَالْمِقَهْ

ناصح کی باتون کو سن جو تجھے اچھی باتین بتائے اور محبت کرے۔

اِيَّاكَ وَاحْذَرْ اَنْ تَبِيْتَ مِنَ الثِّقَاتِ عَلٰى ثِقَهْ

خبردار اس سے بچنا کہین ثقات کے پاس ایک رات بھی اون کے بھروسہ[5] پر گذار۔

یہ بھی اوسی کے ہین۔

إذا كنت في حاجة مرسلاً ‏ ‏ ‏ ‏ وأنت بها كلف مغرم

اگر تو کسی شخص کو ایک ضرورت کے لئے جس کی تجھے بڑی خواہش اور ازحد شوق ہے بھیجنا چاہے۔

فأرسل حكيماً ولا توصه ‏ ‏ ‏ ‏ وذاك الحكيم هو الدرهم

تو تو ایک حکیم دانشمند کو بھیج اور کچھ نصیحت نہ کر وہ حکیم دانشمند درہم ہے۔

یہ بھی اوسی کے ہین۔

سقى همذان الغيث لست بقائل ‏ ‏ ‏ ‏ سوى ذا وفي الأحشاء نار تضرم

ہمدان پر خدا باران رحمت برسائے اس کے سوا اور مین کچھ نہین کہہ سکتا۔ آنتون مین تو دہوک سے) آگ لگ رہی ہے۔

ومالي لا أصفي الدعاء لبلدة ‏ ‏ ‏ ‏ أفدت بها نسيان ما كنت أعلم

کیون مین صفائی قلب سے اوس شہر کے لئے دعا نہ کرون جس مین مجھے یہ فائدہ نصیب ہوا ہے کہ جو کچھ مین جانتا تھا[۲۶] بھول گیا۔

نسيت الذي أحسنته غير أنني ‏ ‏ ‏ ‏ مدين وما في جوف بيتي درهم

جو باتین اور علم مین خوب جانتا تھا وہ سب بھول گیا صرف قرض لینا یاد رہ گیا ہے۔ میرے گھر مین ایک درہم بھی نہین ہے۔ اس کے اشعار کثرت سے اچھے ہوتے تھے۔ سنہ ۳۹۰ھ ([illegible]) مین بمقام رے اوس نے انتقال کیا رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اور قاضی علی بن عبد العزیز جرجانی کے مشہد کے مقابل مدفون ہوا۔ یہ بھی کہتے ہین کہ صفر سنہ ۳۷۵ھ (جون ۹۸۵ع) مین اوس نے بمقام محمدیہ وفات پائی تھی مگر اول روایت بہت مشہور ہے۔

رازی بہ رائے مہملہ و الف و زائے معجمہ رے کی طرف منسوب ہے۔ جو دیلم کا بڑا مشہور شہر ہے۔ زا اوس مین اوسی طرح زائد ہے جیسے مروزی مین مرو الشاہجان کی طرف نسبت کر کے بڑھا دیتے ہین۔

یہ بھی اوسی کے شعر ہین۔

وقالوا كيف حالك قلت خير ‏ ‏ ‏ ‏ تقضى حاجة وتفوت حاج

اونہون نے پوچھا کہ تیرا حال کیسا ہے مین نے کہا خیر ہے۔ بعض ضرورتین تو پوری ہو جاتی ہین اور بہت رہ جاتی ہین

إذا ازدحمت هموم الصدر قلنا ‏ ‏ ‏ ‏ عسى يوماً يكون لها انفراج

جب کبھی سینہ مین رنج و الم کا ہجوم اور بہت زور ہوتا ہے تو ہم کہتے ہین کہ ایک نہ ایک دن ضرور کشادگی ہو گی۔

نَدِیمِی صَدرِی و اَنِیسُ نَفسِی ۔ دَفَاتِرِلِی و معشوقِی السِّرَاجُ

میری بلی میری ندیم ہے ۔ اور میرے دل کی دوست کتابین ہین ۔ اور ایک چراغ میرا معشوق ہے ۔

(۱) مجمل اگرچہ ایک مختصر کتاب ہے ۔ مگر پھر بھی عربی زبان کا لغت ہے اچھی بڑی دو جلدون مین ہے ۔

(۲) طیبہ مدینۃ النبی کا نام ہے ۔ طیبیہ اوسی کی طرف نسبت ہے ۔ بتیسوین[۳۲] مقامہ کا یہ لقب اس واسطے ہوگیا ہے کہ اوس کے شروع مین طیبہ کا ذکر آیا ہے ۔ بعض اس مقامہ کو حربیہ بھی کہتے ہین ۔

(۳) ترکمان تو مین ہمیشہ قطاع الطریقی اور راہزنی مین مشہور و معروف ہین ۔ یہ معشوقہ اوسی قوم کی تھی ۔ اور اپنی قومی عادت اوس مین موجود تھی ۔ عشاق کے دل لوٹ لیتی تھی ۔

(۴) اہل نحو اپنے قواعد نحویہ کے ثبوت مین وہ ہی سماعی دلائل پیش کیا کرتے ہین جو اہل زبان کی زبان سے سنتے ہین ۔ اون کے دلائل عقلی نہین ہوتین صرف نقلی ہوتی ہین ۔ اس سے زیادہ اور کمزور دلیل کیا ہوگی ۔ عربی مین جہان اضعف کے معنی ہین کمزور وہان اوس کے معنی نازک کے بھی ہین ۔

(۵) یہ رائے اون لوگون کے برخلاف ہے ۔ جو مذہبی اور تواریخی روایتین بیان کرتے اور مخلوق مین اون کی دیانت و امانت ایسی مشہور ہوتی کہ روایت کے راویون کے نام بتانے کی اون کو ضرورت نہ سمجھی جاتی تھی ۔ ثقہ کے معنی بھروسہ کے ہین ۔ مگر یہ لفظ صفت کے علاوہ اون لوگون پر بھی بولا جاتا ہے جن پر بھروسہ ہوتا ہے ۔

(۶) ساکنین ہمدان اپنی جہالت کے سبب سے مشہور تھے ۔ ابن فارس کا دعوی ہے ۔ کہ اون کی جہالت ایک مرض متعدی کی طرح ہے ۔ جو مجھ مین بھی سرایت کر گیا ہے ۔

(۷) دیکھو تذکرہ ۲ ۔

۴۹ ابوالطیب احمد ابن الحسین بن الحسن بن عبدالصمد الجعفی الکندی معروف بہ مُتَنَبِّی

کوفہ کا رہنے والا اور مشہور شاعر تھا ۔ بعض نے اوسے احمد بن الحسین بن مُرّۃ بن عبدالجبار بھی بتایا ہے واللہ اعلم کونسا نسب صحیح ہے ۔ وہ کوفہ کے باشندون سے تھا مگر ایام طفولیت مین ہی شام کو چلا آیا ۔ اور وہان چارون طرف پھر پھرا کر اوسی جگہ فنون ادب[۱] سیکھے ۔ اور وہین کمال حاصل کیا تھا ۔ زبان عربی کے محاورات کو بہت ہی اچھی طرح اپنی نظم و نثر مین بدوی عربون کے طرح[۲] بیان کرتا ۔ اور اوس کے غریب و وحشی یعنی برے بھلے کو خوب جانتا تھا ۔ اوس کے سامنے کوئی بات ایسی پیش نہین کی جاسکتی تھی ۔ کہ جس کے لئے وہ

کلام عرب (۳) سے فوراً نظم و نثر مین شواہد نہ پیش کر دیتا ہو۔ یہان تک کہ شیخ ابو علی فارسی صاحب الایضاح و التکملہ
نے ایک مرتبہ اوس سے دریافت کیا۔ کہ بھلا بتاؤ تو ابو الطیب فِعْلیٰ کے وزن پر ہماری زبان مین جمع کے
کتنے لفظ آئے ہین۔ متبنی نے اوسی وقت کہا حِجْلیٰ اور ظِربیٰ صرف دو کلمہ آئے ہین۔ شیخ ابو علی کہتا ہے مین
نے اس پر تین روز برابر لغت کی کتابون کا مطالعہ کیا کہ کہین اور کوئی لفظ اس وزن پر مل جائے۔ مگر نہ ملا۔
ابو علی سا شخص جب کسی کے حق مین یہ بات کہے تو بس اوس کی (لغت مین) کمال فضیلت کے لئے یہی
شہادت کافی ہے۔ حِجْلیٰ جمع حَجَل کی ہے جو ایک پرندہ ہے اور جسے عربی مین قبج بھی کہتے ہین۔ (حجل تیتر
اور قبج کبک یا چکور کو کہتے ہین) اور ظِربیٰ ظَربان (مثل قَطِران کے) جمع ہے یہ ایک چھوٹا سا چوپایہ (بلی کی
قسم کا) بدبو دار ہوتا ہے۔ رہے شعر ابو الطیب کے تو اوس کے نہایت ہی عمدہ ہین۔ وہ اس قدر مشہور ہین کہ اون کے
(نمونہ کے طور پر) ذکر کرنے کی کوئی ضرورت نہین (۵)۔ لیکن شیخ تاج الدین کندی رحمہ اللہ تعالےٰ اوس کی
دو بیتین بیان کیا کرتا تھا جو اوس کے دیوان مین نہین ہین۔ مگر اون کی روایت باسناد صحیح متصل ہے۔ اسی وجہ
سے ندرت کے سبب مین اون کا یہان لکھدینا مناسب سمجھتا ہون۔

أَبِعَيْنِ مُفْتَقِرٍ إِلَيْكَ نَظَرْتَنِي ۔۔۔ فَأَهَنْتَنِي وَقَذَفْتَنِي مِنْ حَالِقِ

کیا تو نے مجھے اپنی آنکھ سے جو تیری مہربانی کی محتاج ہے (تیری طرف نظر کرتے) دیکھ لیا ہے کہ جس سے تو نے میری
اہانت کی اور مجھ کو اوپر سے گڑھے مین پھینک دیا۔

لَسْتَ الْمَلُومَ أَنَا الْمَلُومُ لِأَنَّنِي ۔۔۔ أَنْزَلْتُ آمَالِي بِغَيْرِ الْخَالِقِ

اس مین تو ملامت کے لائق نہین بلکہ مین ہی ملامت کے قابل ہون کیونکہ مین نے ہی اپنی امیدین خالق کے سوا
دوسرے کی طرف لگائی ہین۔

جس زمانہ مین متبنی مصر مین تھا۔ اتفاقاً ایک مرتبہ بیمار ہوگیا۔ اوس کا ایک دوست تھا۔ بیماری کے ایام
مین اوس کی خوب خدمت کرتا رہا۔ لیکن جب متبنی کو صحت ہوگئی تو وہ چند روز تک نہ آیا۔ متبنی نے اوسے
لکھا جب مین بیمار تھا تو آپ نے مجھپر بڑی مہربانی کی۔ خدا آپ پر مہربانی کی نظر رکھے۔ مگر جب مین
اچھا ہوگیا۔ تو آپ نے میرے پاس آنا ہی چھوڑ دیا۔ اب یہ صرف آپ کی مرضی پر منحصر ہے۔ کہ آپ مجھے بیماری
کا دوست نہ بننے دین۔ اور میری صحت کو قائم رکھین (۶)۔

اہل علم کی اس کے اشعار کی نسبت مختلف رائین ہین۔ کوئی تو ابو تمام پر اور جو لوگ اوس کے بعد ہوئے ہین

اون پر اسے ترجیح دیتے ہین اور بعض ایسے ہین کہ جو ابو تمام کو اس پر ترجیح دیتے ہین۔ لیکن ابو العباس احمد بن محمد الناحی شاعر جس کا اس کے بعد (تذکرہ ۵۰ مین) ذکر آتا ہے کہتا ہے کہ شعر و سخن (کی دیوار) مین فقط ایک گوشہ باقی رہ گیا تھا۔ وہان آکر متنبی داخل ہو گیا کیا اچھا ہوتا جو دو مضمون اوس نے لکھے ہین وہ میرے قلم سے نکلے ہوتے۔ یہ دونون مضمون اوس نے ایسے لکھے ہین جو پہلے کسی نے نہین لکھے۔ ایک تو اون دو شعرون مین ہے۔

رَمَانِی الدَّهْرُ بِالْاَرْزَاءِ حَتّٰی ۔۔۔ فُؤَادِیْ فِیْ غِشَاءٍ مِنْ نِبَالِ

دا منے ایسے مصائب مجھ پر ڈالے ہین کہ میرا دل اون کے تیرون سے چھپ گیا ہے۔

فَصِرْتُ اِذَا اَصَابَتْنِیْ سِهَامٌ ۔۔۔ تَکَسَّرَتِ النِّصَالُ عَلَی النِّصَالِ

اور اب میری یہ نوبت پہونچ گئی ہے کہ جب تیر مجھ پر آکر لگتے ہین۔ تو اون کے پیکان پیکانون پر ہی لگ کر ٹوٹتے ہین۔

اور دوسرا یہ ہے۔

فِیْ جَحْفَلٍ سَتَرَ الْعُیُوْنَ غُبَارُهٗ ۔۔۔ فَکَاَنَّمَا یُبْصِرْنَ بِالْاٰذَانِ

وہ ایسا زبردست لشکر لیکر چلا تھا کہ اوس کے گرد و غبار نے آنکھون پر پردہ ڈالدیا تھا اور یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ گویا وہ کانو نکی آنکھین کانونسے دیکھتی تہین

اہل علم نے اوس کے دیوان پر بڑی توجہ کی ہے۔ نہایت مختلف سی شرحین لکھی ہین۔ جن استادون سے مین نے پڑھا ہے اون مین سے ایک صاحب مجھ سے کہتے تھے کہ مین نے اوس کی چھوٹی بڑی کوئی چالیس شرحین دیکھی ہین۔ اس قدر شرحین کسی دوسرے دیوان کی کہین نہین لکھی گئین۔ واقعی متنبی بڑا ہی خوش قسمت تھا اللہ تعالے نے اوس کے شعر و سخن مین بڑی سعادت عطا فرمائی ہے۔

اوسے متنبی (بنا ہوا نبی) اس لئے کہتے ہین کہ اوس نے بادیۃ السماوہ مین نبوت کا دعوی کیا تھا اور بنی کلب وغیرہ کئی قبائل اوس کے متبع ہو گئے تھے۔ یہ نامناسب حرکت سنکر لؤلؤ امیر حمص جو حکام اخشیدیہ کا نائب تھا فوج لیکر متنبی کی طرف نکلا۔ اور اوسے قید کر کے اوس کے متبعین کو منتشر کر دیا۔ پھر ایک مدت تک قید مین رکھکر اوس سے توبہ کرا کر چھوڑ دیا۔ اس روایت کو مورخین نے مختلف طور پر بیان کیا ہے۔ مگر جو مین نے لکھا ہے یہی اصح ہے۔ یہ بھی کہتے ہین کہ متنبی کہا کرتا تھا مین ہی اون لوگون مین اول شخص ہون جنہون نے عمدہ شاعر ہونے کی وجہ سے نبوت کا دعوی کیا ہے۔

پھر متنبی یہان سے ۳۳۳ھ (۹۴۴ء) مین امیر سیف الدولہ بن حمدان کے پاس چلا گیا - اور کچھ دنون کے بعد وہان سے بھی کوچ کر دیا۔ ۳۴۶ھ (۹۵۷ء) مین مصر پہونچا - کافور الاخشیدی اور انوجور بن الاخشید کی تعریف مین قصیدہ لکھا۔ اوس کی ایسی عزت تھی کہ کافور کے روبرو دونون پیرون مین موزہ پہنے کمر مین تلوار اور پر تلہ ڈالے ہوے کھڑا رہتا۔ اور جب سوار ہو کر کہین جاتا تو شاہی ممالیک مین سے دو حاجب اوس کے ساتھ جاتے جن کے پاس تلوارین اور پرتلہ ہوتے تھے۔ پھر جب کافور سے اوس کی خواہشین پوری نہ ہو سکین تو متنبی نے اوس کی ہجو لکھی اور جان کے اندیشہ سے شب عید الضحیٰ ۳۵۰ھ (جنوری ۹۶۲ء) کو وہان سے بھاگا۔ کافور نے کئی طرف کو اوس کے تعاقب مین سوار بھیجے۔ مگر وہ کسی کے ہاتھ نہ آیا۔ کافور نے اوس سے کسی صوبہ کے والی کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ مگر جب دیکھا کہ وہ اشعار مین اپنے بڑی تعلی کرتا اور شیخیان مارتا ہے تو اوسے خوف ہوا (اور ایفائے وعدہ سے انکار کیا) لوگون نے کافور کو اس پر برا بھلا کہا۔ کافور نے کہا بھائیو۔ یاد رکھو جس شخص نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کے دعوے مین دریغ نہ کیا۔ تو کیا اوسے کافور کے ساتھ حکومت کا دعوی کرنے مین کچھ خوف ہوگا۔

ابو الفتح ابن جنی نحوی کہتا ہے کہ مین ابو الطیب المتنبی کا دیوان خود اوسی سے پڑھا کرتا تھا۔ جب مین نے اوس قصیدہ مین جس کا اول یہ ہے۔

اُغَالِبُ فِیْکَ الشَّوْقَ وَالشَّوْقُ اَغْلَبُ   وَاَعْجَبُ مِنْ ذَا الْھِجْرِ وَ الْوَصْلُ اَعْجَبُ

تیرے دیدار کے شوق سے مین لڑا کرتا ہون مگر شوق غالب رہتا ہے۔ اور مجھے تعجب آتا ہے کہ اس پر بھی آپ کو نفرت ہے۔ پر آپ کا وصل اس سے بڑھ کر تعجب کے قابل ہے۔

پڑھتے پڑھتے یہ قول پڑھا۔

اَلَا لَیْتَ شِعْرِیْ ھَلْ اَقُوْلُ قَصِیْدَۃً   وَلَا اَشْتَکِیْ فِیْھَا وَلَا اَتَعَتَّبُ

بھلا مین یہ جانتا تو کیا خوب تھا۔ کہ مین کوئی ایسا قصیدہ کہہ سکتا ہون جس مین نہ تو مین کسی کی شکایت کرون اور نہ کسی پر عتاب ہی کرون۔

وَبِیْ مَا یَذُوْدُ الشِّعْرَ عَنِّیْ اَقَلُّہٗ   وَلٰکِنَّ قَلْبِیْ یَا ابْنَۃَ الْقَوْمِ قُلَّبُ

مجھ پر وہ مصائب نازل ہوئے ہین کہ ادنے اثر اون کا یہ ہے کہ شعر کہنا مجھ سے چھوڑا دیا ہے مگر اے بڑے لوگون کی بیٹی میرا دل بھی تو بہت بڑا ہے۔

تو مین نے متنبی سے کہا مجھے سخت ناگوار گذرتا ہے کہ سیف الدولہ کے سوا یہ شعر اور کسی کی تعریف مین کیون لکھا جاتا ہے۔ متنبی نے کہا۔ مین نے تو اوس سے کہدیا تھا کہ ہشیار رہو ڈرتے رہنا۔ مگر کچھہ نفع نہ ہوا۔ کیا مین نے اوس کی نسبت یہ شعر نہین کہا۔

اَخَا الْجُودِ اَعْطِ النَّاسَ مَا اَنْتَ مَالِكٌ   وَلَا تُعْطِيَنَّ النَّاسَ مَا اَنَا قَائِلُ

اے صاحب بخشش وجود۔ لوگون کو تو وہ چیز جاہے تو دیدے جس کا تو مالک ہے۔ مگر وہ چیز جو مین کہتا ہون ہرگز کسی کو مت دینے۔ (۱۰)

یہی سبب ہے جو مین کافور کے پاس آیا۔ اوسی نے مجھے اوس کے پاس سو رتدبیری اور ناقدرشناسی سے بھیجا ہے۔ سیف الدولہ کا قاعدہ تھا کہ ہمیشہ دربار کیا کرتا۔ وہان شب کو علما فضلا جمع ہوتے اور آپس مین اوس کے سامنے گفتگو کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ متنبی اور ابن خالویہ نحوی مین کچھہ بحث ہوگئی۔ اور یہان تک نوبت پہونچی کہ ابن خالویہ نے متنبی پر حملہ کیا۔ اور ایک کنجی جو اوس کے ہاتھہ مین تھی متنبی کے ایسی ماری جس سے اوس کے چہرہ پر خون نکل آیا۔ متنبی اوٹھ کر باہر چلا گیا خون اوس کے کپڑون پر بہ رہا تھا۔ متنبی کے غصہ کا حال نہ پوچھو کہ اوس پر کیا گذری۔ اوسی وقت اوس نے مصر کا راستہ لیا۔ وہان جاکر کافور کی مدح مین قصیدہ لکھا پھر وہان سے بھی چلا آیا۔ بلاد فارس کا قصد کیا۔ عَضُدُ الدَّولہ بن بُوَیۃ الدَّیلمی کی مدح سرائی کی۔ اوس نے اوسے بہت انعام واکرام دئے۔ (۱۱)

پھر جب یہان سے لوٹ کر بغداد کو چلا۔ اور ۸ شعبان (۳۵۴ھ اگست ۹۶۵ء) کو کوفہ کی طرف روانہ ہوا۔ تو راستہ مین فاتِک بن ابی الجہل الاسدی اپنے کچھہ آدمی لیکر اوس کے سامنے آیا۔ متنبی کے ساتھہ بھی کچھہ آدمی تھے۔ دونون مین باہم لڑائی ہوئی۔ متنبی اور اوس کا بیٹا مُحَسَّد اور اوسکا غلام مُفلح نُعمانیہ کے قریب ایک موضع مین جسے صافیہ یا جبال صافیہ کہتے ہین اور جو سواد بغداد کے جانب غربی مین دیر عاقول کے پاس دو میل کے فاصلہ پر مارے گئے۔ ابن رشیق نے کتاب العمدہ کے باب منافع الشعر والمضار مین لکھا ہے کہ جب ابو الطیب نے دشمن کا غلبہ دیکھکر بھاگنے کا ارادہ کیا تو اوس کے غلام نے کہا ایسا ہرگز نہ ہونا چاہئے کہ لوگ کہین کہ متنبی بھاگ گیا حالانکہ تو نے ہی خود یہ شعر کہا ہے۔

فَالْخَيْلُ وَاللَّيْلُ وَالْبَيْدَاءُ تَعْرِفُنِي   وَالْحَرْبُ وَالضَّرْبُ وَالْقِرْطَاسُ وَالْقَلَمُ

گھوڑا اور رات اور بیابان مجھے خوب جانتے ہین اور ایسے ہی لڑائی مارپیٹ اور کاغذ اور قلم بھی۔

متنبی یہ سنکر لوٹا اور لڑکر مارا گیا۔ یہی بیت اوس کے قتل کا باعث ہوئی۔ یہ واقعہ بروز چہار شنبہ ۲۴ رجب یا ۲۷ یا ۲۸ رمضان دسمبر ۹۶۵ء کا ہے۔ بعض نے اوس کے قتل کی تاریخ روز دوشنبہ ۲۲ رمضان یا ۲۶ ہی رمضان بھی بتائی ہے۔ ۳۰۳ھ (۹۱۵ء) مین وہ کوفہ کے محلہ کندہ مین پیدا ہوا تھا۔ اس سے اوسے کندی کہتے تھے۔ لیکن وہ کندہ قبیلہ سے نہین تھا۔ بلکہ جُعفی قبیلہ سے تھا۔ جُعفی (بضم جیم وسکون عین وفا) بن سعد العشیرہ بن مذحج (جس کا نام مالک ہے) بن اُدد بن زید بن یشجب بن عریب بن زید بن کہلان ہے سعد کو سعد العشیرہ اس لئے کہتے تھے کہ اوسکی اولاد بہت تھی۔ کہتے ہین کوئی تین سو کے قریب بیٹے پوتے تھے۔ جب وہ سب کو ساتھ لیکر کبھی سوار ہوتا اور لوگ پوچھتے کہ یہ کون ہین تو وہ کہتا یہ میرے عشیرہ یعنی خاندان کے لوگ ہین۔ تاکہ کہین نظر بد کا اثر نہو۔[۱۴۹]

کہتے ہین کہ متنبی کا باپ کوفہ مین سقّا رہتا پھر اپنے بیٹے کو لیکر شام کو چلا گیا تھا۔ اوس کے بیٹے نے وہین شام مین ہی پرورش پائی۔ متنبی کی ہجو مین بعض شعرا نے ان شعرون مین اسی کی طرف اشارہ کیا ہے۔

اَیُّ فَضْلٍ لِشَاعِرٍ یَطْلُبُ الْفَضْلَ مِنَ النَّاسِ بُکْرَۃً وَعَشِیًّا

اوس شاعر مین فضیلت کہان سے آئی جو صبح سے شام تک لوگون سے فضل وکرم کی درخواست کرتا رہتا ہے۔

عَاشَ حِیْنًا یَبِیْعُ فِی الْکُوْفَۃِ الْمَا ءَ وَحِیْنًا یَبِیْعُ مَاءَ الْمُحَیَّا

ایک مدت تک تو وہ کوفہ مین پانی بیچا کرتا یعنی سقّے کا کام کیا کرتا تھا۔ اور اب مدت سے عرق جبین بیچا کرتا ہے۔[۱۵۰]

اس قسم کی ایک نظیر آپ کو جرح مین ملیگی۔ جو ابن المعذّل نے ابو تمام حبیب بن اوس مشہور شاعر کی نسبت کہی تھی

جب متنبی مارا گیا تو ابو القاسم مظفر بن علی الطبسی نے یہ مرثیہ لکھا۔

لَا رَعَی اللّٰہُ سِرْبَ ھٰذَا الزَّمَانِ اِذْ دَھَانَا فِیْ مِثْلِ ذَاکَ اللِّسَانِ

اللہ تعالی اس زمانہ کی بری حالت کو غارت کرے۔ جس نے ایسی زبان والے آدمی کو ہم سے جدا کر دیا۔

مَا رَأَی النَّاسُ ثَانِیَ الْمُتَنَبِّیْ اَیُّ ثَانٍ یُرَی لِبِکْرِ الزَّمَانِ

متنبی کا ثانی لوگون نے کہین نہین دیکھا۔ زمانہ کا جو بے نظیر شخص ہو اوس کا ثانی کہان ملتا ہے۔

کَانَ مِنْ نَفْسِہٖ الْکَبِیْرَۃِ فِیْ جَیْشٍ وَفِیْ کِبْرِیَاءِ ذِیْ سُلْطَانِ

اوس کا حوصلہ ایسا بڑا تھا کہ اپنے آپ کو وہ ایک لشکر سمجھتا اور بڑا بھاری سلطان جانتا تھا۔

هُوَ فِي شِعْرِهِ نَبِيٌّ وَلٰكِنْ ظَهَرَتْ مُعْجِزَاتُهُ فِي الْمَعَانِي

شعر و سخن مین وہ نبی تھا۔ (اور انبیا کے معجزات اجسام مین نظر آتے ہین) لیکن اوس کے معجزات معانی مین دکھائی دیتے تھے

طَبَسی بطائے مہلہ و بائے موحدہ و سین مہملہ ایک شہر کی طرف منسوب ہے۔ جو نیشاپور اصفہان اور کرمان کے درمیان واقع ہے اور جسے طبس کہتے ہین۔

کہتے ہین۔ کہ مُعْتَمِد بن عَبّاد اللَّخْمِی صاحب قُرْطُبَہ و اِشْبِیلِیہ تنبی کی یہ بیت اپنی مجلس مین ایک روز پڑھ رہا تھا جو اوس کے ایک مشہور قصیدہ مین ہے۔

اِذَا نَظَرَتْ عَيْنُكَ الْعُيُوْنُ بِنَظْرَةٍ أَثَابَ بِهَا مُعْيِيَ الْمَطِيِّ وَرَازِمُه

جب آنکھین تجھ کو ایک نظر بھر کر دیکھ لیتی ہین تو (ہمارے) تھکے ماندہ اور ناتوان اونٹ فوراً تر و تازہ ہو جاتے ہین۔

معتمد اس بیت کو بار بار مزہ لے لے کر پڑھتا تھا۔ ابو محمد عبد الجلیل بن وَهْبُون اندلسی اوس کی مجلس مین موجود تھا۔ سنتے ہی اوس نے بے ساختہ یہ شعر لکھکر سنائے۔

لَئِنْ جَادَ شِعْرُ ابْنِ الْحُسَيْنِ فَاِنَّمَا تُجِيْدُ الْعَطَايَا وَاللُّهَا تَفْتَحُ اللَّهَا

اگرچہ تنبی ابن الحسین کے شعر بہت اچھے ہین تو کیا ہوا۔ تیری بخششین ہی تو بہت اچھی ہین بخششین خلق کو گویا بنا دیتی ہین

تَنَبَّأَ عُجْبًا بِالْقَرِيْضِ وَلَوْ دَرٰى بِاَنَّكَ تَرْوِيْ شِعْرَهُ لَتَأَلَّهَا

وہ شعر و سخن کے غرور سے نبی بن گیا تھا۔ لیکن اگر اوسے یہ معلوم ہوتا کہ تو اوس کے شعر پڑھتا اور دوسرون کو سناتا ہے تو وہ خدا ہی بن جاتا ہے۔

اِقْلِیْشِی نے بیان کیا ہے کہ تنبی نے سیف الدولہ بن حمدان کو میدان مین ایک قصیدہ کہہ کر سنایا جس کا اول یہ ہے۔

لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْ دَهْرِهِ مَا تَعَوَّدَا وَعَادَاتُ سَيْفِ الدَّوْلَةِ الطَّعْنُ فِي الْعِدَا

زمانہ ہر شخص کو وہ چیز دیا کرتا ہے جس کی اوسے عادت ہوتی ہے اور سیف الدولہ کی عادت ہے کہ دشمنون کے برچھے مارا کرتا ہے (سو وہ ہی زمانہ اوسے دیتا ہے)۔

جب سیف الدولہ لوٹ کر مکان کو آیا۔ تو تنبی سے پھر سنانے کو کہا۔ تنبی نے اوسے بیٹھ کر سنایا۔ کسی شخص نے درباریون مین سے تنبی کے ساتھ برائی کی غرض سے (کہ اوسکو جو بیٹھ کر دربار مین قصیدہ سنانے کی عزت حاصل ہوئی ہے محروم کرے) اس غرض سے اوس سے کہا اگر آپ کھڑے ہو کر پڑھتے تو مین بھی

خوب سن سکتا تھا۔ بیٹھ کر پڑھنے سے بہت لوگون کو سنائی نہین دیتا۔ ابو الطیب سے کہا گیا تو سنے لِکُلِّ اِمْرِئٍ مِن دَهْرِهٖ مَا تَعَوَّدَا۔ اُس قصیدہ کا اول شعر نہین سنا (مجھے تو زمانہ نے بیٹھ کر پڑھنے کی عزت بخشی ہے مین کھڑا ہوکر کیونکر سناؤن) واقعی یہ بہت ہی اچھا اور برجستہ جواب تھا۔ اوس کے علو ہمت و بلند ہی حوصلہ کے قصّہ اور اوس کے دیگر اخبار و حالات بہت کثرت سے ہین۔ مگر اختصار بہتر ہے۔ اسی پر ہم اکتفا کرتے ہین۔[18]

اوس کے بیٹے کا نام مُحَسَّدْ بضم میم و سین مہملہ مشدّدہ و دال مہملہ ہے۔

---

(۱) اس کا ذکر پہلے بہی ہم نے کر دیا ہے۔ کہ اوس زمانہ مین جب طالب علمون کی عمر پندرہ سولہ برس کی ہو جاتی تو وہ تحصیل علوم کے لئے باہر نکل جاتے اور جہان جہان علما اور مدرسہ ہوتے وہان جا کر استفادہ کرتے تھے۔ اس طرح پر سفر کرنے سے بہت فائدہ ہوتے تھے اول تو اس طرح وہی طالب علم جاتے تھے جنہین تحصیل علم کا خود شوق ہوتا تھا دوسرے جو طالب علم کم مایہ ہوتے اونھین مسافرت مین علما کی وساطت وغیرہ سے کھانے پینے کا سامان مہیا ہو جاتا تھا اونہین اپنے مصارف کی کچھ پروا نہ ہوتی تھی۔ پھر طالب علم کو جس فن کے سیکھنے کی ضرورت ہوتی وہ اوس طرح کے استاد کو تلاش کر لیتا تھا۔ اس کے سوا ملکون کے حالات معلوم ہوتے اور جا بجا پھرنے چلنے سے انواع و اقسام کے تجربہ ہو جاتے تھے۔ تیرھوین صدی ہجری کے اخیر تک یہ حالت ہندوستان مین بھی کسی قدر دکھائی دیتے تھے جو اب تقریباً بالکل نیست و نابود ہو گئی ہے۔

(۲) مین نے یہان کچھ عبارت بڑھا کر ترجمہ کیا ہے۔ تا کہ جو عربی محاورہ کا اصلی مطلب ہے وہ بخوبی صاف الفاظ مین ادا ہو جائے۔

(۳) خوش نیتی سے میرے نزدیک وہ محاورات مراد ہین جن کا اب استعمال اعلی درجہ کا نہ رہا ہو۔ کیونکہ اگر اس کے معنی وہی جہلا کے محاورات لئے جاین تو متنبی سے شخص کی کچھ فضیلت نہین رھتی۔ اونھین تو عام لوگ بھی ذرہ توجہ کرتے تو جان سکتے ہین۔

(۴) کلام عرب سے مراد یہان بدویان عرب کے محاورات سے ہے۔ کیونکہ خالص اور اچھی عربی بدویان عرب کے سوا اور کوئی نہین جانتا۔ اونھین کی عربی صحیح اور با محاورہ مانی جاتی ہے۔

(۵) متنبی کی نظم کی کیفیت اوس کے دیوان کے شرحون مین دیکھنا چاہئے۔ جو نہایت مشہور ہین۔

(۶) یہان جو لطف عربی عبارت مین ہے وہ ترجمہ مین نہین ہے۔

(۷) یعنی اس قدر گرد و غبار اوڑا تھا۔ کہ آنکھون سے دیکھنا مشکل پڑ گیا تھا۔ اوس کے سپاہی اپنے سرداون کی

بولی پر چلتے تھے گویا اون کے کان اون کو راستہ بتاتے تھے نہ آنکھین۔

(۸) بادیۃ السماوہ دریائے فرات کے مغربی کنارہ ۳۱ درجہ ۲۰ دقیقہ عرض شمالی پر واقع ہے۔

(۹) ابو جور الاخشیدی کے کچھ حالات کافور کے تذکرہ مین ملین گے۔ دیکھو تذکرہ ۵۲۶۔

(۱۰) یعنی ایسا نہ کر کہ جس تعریف کا تو فی الواقع مستحق ہے مجھے وہ تعریفین دوسرون کے حق مین لکھنا پڑین۔ میری ایسی قدر کر۔ کہ تجھے چھوڑ کر مین دوسرے کے پاس نہ جاؤن۔

(۱۱) جس قدر کثرت سے دولت ان سفرون مین اس کے ہاتھ لگی اوس کے لئے فقط اتنا بیان کر دینا کافی ہوگا۔ کہ عضد الدولہ نے فقط تیس ہزار (۳۰۰۰۰) دینار اور وزیر ابن العمید نے بھی اسی قدر نقد اس کو دیا تھا۔ ماخوذ از یافعی۔

(۱۲) دیر عاقول دجلہ کے کنارہ بغداد سے تیس (۳۰) میل تقریباً نیچے کو واقع تھا۔

(۱۳) یہ مشہور نسب یہان ٹھیک نہین لکھا ہے۔ ابن خلدون نے اس نسب پر اپنی معمولی لیاقت اور انصاف کے ساتھ بحث کی ہے۔ اوسے دیکھنا چاہئے۔

(۱۴) اس قدر کثرت سے اولاد ذکور کا ہونا بے شک حسد کا باعث ہوتا۔ اور جب لوگ حسد کرتے تو یقیناً جان کا خطرہ تھا اسی وجہ سے مشرقی اقوام مین طرح طرح کے خیالات اور توہمات کرتے ہین۔ گویا درحقیقت حسد سے خوف کرتے ہین۔

(۱۵) جب کسی شرم والے عزت دار آدمی کا غیرت اور شرم سے منہ فق پڑ جاتا اور پسینا آجاتا ہے تو اوسے عربی مین ماء الوجہ یا ماء المحیّا (عرق جبین) کہا کرتے ہین۔ جو شاعر کہ شرم و حیا کو بالائے طاق رکھدے۔ اور نالائقون کی مدح سرائی کرے تو وہ اپنی عزت و شرم اور درجہ کو روپیہ کے بدلہ فروخت کرتا ہے۔

(۱۶) یہ شاعر ثعالبی کا ہم عصر تھا۔ جو اپنی کتاب یتیمہ مین کچھ اشعار ابو النصر ہرثمی کے اس کی روایت سے لکھتا ہے۔

(۱۷) ابو محمد عبد الجلیل بن وہبون مشہور شاعر اور بہت بڑا عالم تھا۔ مرسیہ علاقہ اندلس مین پیدا ہوا ۴۸۰ھ (۱۰۸۷ء) مین جب کہ وہ قرطبہ سے اپنے وطن کو جا رہا تھا۔ کچھہ عیسائی لوگون نے راستہ مین قتل کر دیا۔ از بغیات الملتمس۔

(۱۸) حسین ابو الطیب المتنبی کا باپ عام لوگون مین عیدان سقّا کے نام سے مشہور تھا۔ اسی واسطے متنبی کو کبھی کبھی ابن عیدان یا ابن سقا بھی کہا کرتے ہین۔ متنبی ایام طفولیت سے ہی شعر کہنے لگا تھا۔ اوس کے ابتدائی شعر ابھی تک مشہور ہین اوس کے لڑکپن کے کلام مین بھی وہ نزاکت و خوبی نظر آتی تھی جس نے آئندہ چلکر اوس کے کلام کو عالم مین مشہور کر دیا اوس کی نوجوانی کے دن تو شام کے ملک مین گذرے۔ ان بدویون مین اس وقت اوس کی بود و باش رہی۔ جو دریائے فرات کے

مغربی بیابانون مین رہتے بستے تھے۔ ایک شخص ابوالحسن محمد بن یحییٰ عَلَوی کوفی کہتا ہے۔ کہ تنبی ایام طفولیت مین میرے
ہمسایہ مین رہتا تھا۔ لیکن اوسیوقت سے وہ علم ادب کا شوقین تھا۔ پھر وہ بدوان عرب مین جاکر ایک عرصہ تک رہا۔ اور
وہان سے جب واپس آیا تو پورا پورا بدوی ہوگیا تھا۔ اوس نے اپنے علم کا بڑا حصہ کتب فروشون کی دکانون مین سیکہا تھا۔
اوسکا حافظہ غضب کا تھا۔ ایک مرتبہ کتاب کا دیکھکر پڑھ لینا اوس کے لئے کافی تھا۔ وہ کتاب اوسے حفظ یاد ہوجاتی تھی۔ خانہ بدوش
عربون مین اوس کی بودوباش سے اوس کے چال چلن پر بڑا اثر ہوا تھا۔ اوس نے اونھین سے وہ بےباکی وجرأت سیکھی
تھی۔ جو ہر ایک بات مین اوس کی نظر آتی اور شعر وسخن میں بلند حوصلگی وعلوی ہمت کا جلوہ دکھاتی تھی۔ وہین سے اوس نے
وہ خالص عربی زبان حاصل کی جس سے اوس کے ملک والے دنگ رہ گئے۔ اور جس نے اوس کے اشعار کی شہرت
مشرق سے لیکر مغرب تک تمام مین پھیلادی۔ اس سے کچھ عرصہ بعد وہ اسی سبب سے (سنہ ۳۲۰ھ) مین پیغمبر بن بیٹھا۔
نبوت کا دعوی کیا۔ اور لاذقیہ کے باشندون مین سے چند آدمیون نے مان لیا کہ وہ نبی مُرسل من اللہ ہے۔ اوس نے
لوگون سے کہا کہ مین اپنے اس زمانہ کے لوگون کی ہدایت کے واسطے آیا ہون جو ضال اور مضل ہورہے ہین دنیا
مین اس وقت جو ظلم وطغیانی پھیلی ہوئی ہے مین اوسے عدالت وانصاف سے بھر دونگا۔ جو لوگ خدا کے اوامر کو
مانینگے اونھین ثواب ملیگا۔ لیکن جو لوگ عصیان ونافرمانی کرین گے اون کے سر قلم کردئے جائینگے۔ اوس نے معجزات
کے اظہار کا بھی دعوے کیا۔ اور ایک علامت اپنے دعوے کے ثبوت کی یہ دکھائی کہ جس وقت خوب زور شور کا مینہ برس
رہا تھا تو اوس پہاڑ پر پانی چھوا بھی نہین جہان وہ اوسوقت کھڑا تھا۔ اس قدرتی اظہار سے (جسے بعض سیدھے مسلمان مورخ
جادو کا اثر بتاتے ہین) بہت لوگ چکر مین آگئے۔ مگر اس پیغمبر مصنوعی کی یہ بڑی بدقسمتی ہوئی کہ حمص کے والی کو ان حرکات کی
کی خبر پہونچ گئی۔ اوس نے اسے گرفتار کرایا اور قید خانہ مین ڈال دیا۔ جب تنبی قید خانہ کی کوٹھری
مین گیا۔ اور سر اور بازو شکنجہ مین کھینچ دئے گئے۔ پیر بھی کاٹھ مین جڑ دئے گئے۔ تو پھر رسالت ونبوت کی بلند پروازیان دماغ
سے سب اڑ گئین۔ وہ خطرات سب آنکھون کے سامنے آکر موجود ہوگئے۔ جو اوس زمانہ مین ایسے خیالات فاسدہ سے پیدا
ہوا کرتے تھے۔ مجبوراً توبہ کرنی پڑی۔ اور منت سماجت کے بعد بمشکل رہائی پائی۔ اس کے بعد کچھ ایام تک تو زاویہ خمول
اور افلاس مین پڑا رہا۔ پھر کچھ اشعار ابوالعشائر کو لکھ کر بھیجے جو سیف الدولہ کی طرف سے انطاکیہ کا حاکم تھا۔ وہ اس سے
بہت خوش ہوا۔ اتفاقاً اسی زمانہ مین خود سیف الدولہ بھی کہین انطاکیہ آگیا۔ تنبی کو بھی اوس کے یہان باریابی ہوگئی
اوس کے مدح مین ایک قصیدہ لکھکر اوسے سنایا۔ وہ اوس نے نہایت پسند کیا۔ اور قصیدہ کچھ ایسا اچھا لکھا گیا تھا۔ کہ
سیف الدولہ کی نظر مین تنبی سے بڑھ کر کوئی شاعر نہ رہا۔ اوس نے اسے پناہ دی اور حفاظت کا وعدہ کیا۔ لیکن باوجود

اس کے کہ اوس کے جوار مین رہا اور بہت کچھ فائدہ بھی حاصل کیا وہ غرور جو اوس کی ذاتیات مین بسا ہوا تھا اول سے فراموش نہوا۔ اوس نے درخواست کی کہ سیف الدولہ کے دربار مین اوسے بیٹھنے کی اجازت دی جائے۔ اور جو قصائد اوس نے اوس کی صفت مین لکھے ہین اونھین بیٹھکر پڑھے۔ اور دربار مین جو سلام کرنے اور زمین بوسی کا قاعدہ ہے اوس سے مستثنیٰ کیا جائے۔ یہ درخواست ایک حد تک منظور بھی ہوی۔ اور وہان بڑے بڑے نامی گرامی شعرا سے اس کے مناظرہ ہوے لیکن یہ اپنی جوہر لیاقت اور فصاحت و بلاغت مین سب سے بلند رہا۔ ابو العلا سا مشہور و معروف شاعر اوس کے حق مین کہا کرتا تھا۔ ابو نواس فلان مضمون کو ایسے بیان کرتا ہے بحتری ایسے کہتا ہے لیکن یہ شاعر (متنبی) اوسے یون ادا کرتا ہے۔ متنبی مین اگر کوئی نقص تھا تو وہ طمع تھی۔ اس حرص کے سبب سے جا بجا اوسے ذلت اوٹھانا پڑتی تھی۔ اوسکا اخلاقی چال چلن بھی اچھا تھا۔ اوس کے رفقا مین جو اکثر دولت مند ہوتے تھے بہت سے عیاش و بدکار ہوا کرتے تھے۔ مگر بدوی صحبت کے باعث یہ ان باتون سے کوسون دور تھا۔ چنانچہ ایک شخص نے اوس کے حق مین کہا ہے۔ متنبی اگرچہ پابند صوم و صلوٰۃ نہین نہ تلاوت قرآن کا ہی عادی ہے۔ تاہم نہ تو وہ کبھی جھوٹ بولتا ہے اور نہ کبھی عورتون کے میل جول سے ہی اوس کا دامن عفت ملوث ہوا ہے۔ جب سیف الدولہ رومیون کے مقابلہ مین فوج لیکر گیا تو متنبی بھی اوس کے ساتھ تھا۔ یہ دونون ایک موقع پر اتفاقاً ایسے پھنس گئے کہ دشمنون کے ہاتھ مین قید ہو جانے کا اندیشہ ہوا تھا۔ مگر انہون نے تلوار سے اپنا راستہ صاف کیا اور غنیم کے نرغہ مین سے صاف نکل آئے اس وقت متنبی کا اتنا بڑا درجہ ہو گیا تھا کہ دشمنون کا حسد نہ کرنا ہی ایک تعجب کی بات تھی۔ دربار کے بہت کثرت سے لوگ جن مین نامی شاعر بھی شامل تھا اس کے برخلاف ہو گئے۔ سیف الدولہ سے اس کا بگاڑ کرا دیا۔ اور یہان تک نوبت پہونچ گئی کہ سیف الدولہ کو اوس سے کچھ ہمدردی نہ رہی۔ ایک دن چند آدمی دربار مین علمی گفتگو کر رہے تھے۔ عربیت کا تذکرہ تھا۔ ابن خالویہ نحوی سوالات کے جواب دیتا جاتا تھا۔ متنبی بول اوٹھا خاموش۔ تو فارسی شخص خوزستان کا رہنے والا عربی تو کیا سمجھتا ہے۔ خالویہ نے اس کا جواب ایک کلید سے دیا۔ جو اوس کی آستین مین چھپی ہوی تھی۔ اگرچہ متنبی کے اتنا زخم لگ گیا کہ خون اوس کے چہرہ پر سے جاری ہو گیا۔ مگر سیف الدولہ دیکھتا رہا۔ اوس نے نہ تو ہاتھ ہلایا نہ زبان سے ہی کچھ کہا۔ اس کے بعد متنبی نے اور بھی چند باتین سیف الدولہ کی جانب سے ایسے ہی دیکھین کہ جس سے قدیمی توجہ اور نوازش کے آثار کمدر نظر آتے تھے۔ متنبی نے اس پر کچھ نہایت عمدہ اشعار لکھے سیف الدولہ کو ایسی باتون پر ملامت کی۔ اور اپنی عزت اور قدر کرنے کا حق جتایا۔ اور کہا کہ دشمنون کے حملون کے مقابلہ مین میری تائید کرنا چاہئے۔ لیکن کچھ نتیجہ نہ نکلا۔ اوس کی درخواستین سب نامنظور ہوئین۔ آخرکار اوسے ان بدسلوکیون سے نفرت ہو گئی

دربار حلب کو خیرباد کہا۔ اور دمشق کو چلا گیا۔

یہ شہر اوس زمانہ میں اخشیدیہ خاندان کے قبضہ میں تھا۔ وہان کا والی ابن مالک ایک یہودی تدمر کا باشندہ کافور حاکم مصر کا ماتحت تھا۔ اوس یہودی نے متنبی سے کہا کہ کافور کی مدح مین ایک قصیدہ لکھو۔ لیکن متنبی نے قطعاً انکار کیا۔ اور جب دیکھا کہ وہان قیام کرنا خطرہ سے خالی نہین ہے تو رملہ کو چلدیا۔

وہان کا حاکم ابن طغج تھا۔ اوس نے بڑی خاطرداری کی۔ کثرت سے انعام اکرام دئے۔ جن مین ایک گھوڑا تھا جس کا ساز و سامان سب طلائی تھا۔ اور ایک تلوار تھی جو سونے اور جواہر سے مذہّب و مرصع تھی۔

پھر جب کافور نے تحریر کے ذریعہ سے متنبی سے آنے کی درخواست کی تو وہ مصر کو چلا گیا۔ یہ وزیر باتدبیر اصل مین ایک غلام تھا ادنی سے ادنی کمینی خدمتین کر چکا تھا۔ لوگ پہلے اوس کو نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھتے اور گالی گلوج سے پیش آتے رہے تھے۔ اوس کی توند بہت بڑی دست و پا ناموزون لب زیرین سوراخ دار جسے دیکھکر اوس کے غلام دوستون کو ہنسی آتی تھی۔ مگر خدا کی قدرت اس وقت وہ ایک سلطنت عظیم کا مالک تھا۔ اب ایسے شکل و شمائل اور متنبی سے شخص کی مدح سرائی کی امید۔ کچھ تو بڑے بڑے انعام و اکرام دئے۔ کچھ دھمکایا ڈرایا۔ غرض جسطرح ہو سکا اپنی مدح مین نہایت آبدار ذومعنین اشعار جو کافوریہ اشعار مین بھرے پڑے ہین اس شاعر سے اوس نے لکھوا لئے۔

ایک اور مشہور شخص فاتک المجنون تھا جس سے مصر مین متنبی سے ملاقات ہوی۔ یہ امیر بہت اچھا آدمی تھا۔ ابوالطیب نے اس کی اچھے دل سے تعریف و توصیف کی۔

متنبی نے جو کافور کی مدح مین قصائد لکھے تھے اوس کے صلہ مین اس نے کافور سے صیدا (سیدون) کی حکومت کی درخواست کی جسے کافور نے قطعاً نامنظور کیا۔ چونکہ متنبی نے لالچ کے سبب سے ایک حبشی کی مدح سرائی کی تھی۔ ایسی حالت مین وہ مقصد بھی پورا نہوا جس کے واسطے یہ ذلت گوارا کی گئی تھی۔ متنبی کو سخت غصہ آیا۔ کچھ کر تو سکتا ہی نہ تھا بھاگنے کا ارادہ کیا۔ یہ بھی نہایت مشکل تھا۔ کافور کے جاسوس چارون طرف لگے ہوئے تھے۔ وہ اس کی ہر ایک حرکت کی خبر دیکھتے تھے۔ مگر بڑی دشواریون سے آخرکار یہ بھاگ کر بچتا بچاتا کوفہ پہنچ گیا۔

اوس کے بعد وہ بغداد آیا۔ یہان اوسوقت معزالدولہ بن بویہ کا وزیر المہلبی تھا۔ متنبی کو دیکھکر بہت خوش ہوا۔ اور امید تھی کہ متنبی اوس کی بھی ستائش مین کوئی قصیدہ لکھیگا۔ مگر اس نے صاف انکار کر دیا۔ اور یہ حیلہ کیا۔ کہ مین صرف والیان ملک کی مدح لکھا کرتا ہون اور کسی کی نہین لکھتا اس سے وزیر ایسا چڑ گیا۔ کہ اوس نے عراق کی تمام چھوٹے بڑے شعرا کو بہکا کر متنبی کے برخلاف کھڑا کر دیا۔ جس سے اوسے وہان سے ارگان کو جانا پڑا۔

ارجان مین ابوالفضل بن العمید نے اوس کی بڑی خاطرداری کی اور اپنے جوار مین لے لیا۔ کچھ دنون متنبی یہان اس وزیر کے پاس رہا۔ پھر عضدالدولہ کے پاس شیراز کو چلا گیا۔ عضدالدولہ نے اوس کی نہایت عزت وحرمت کی۔ اور کوئی دو لاکھ درہم سے زیادہ اوسے انعام واکرام مین دے۔ جن کے تقریباً ایک لاکھ بتیس ہزار روپیہ چہرہ دار ہوتے ہین

اس کے بعد جب وہ شیراز سے کوفہ کو واپس جاتا تھا تو راستہ مین مارا گیا۔ اس کے قتل کی تفصیل ایک خط مین لکھی ہوی ہے جو اوس کے کسی ہمعصر نے دو خالدی شاعرون کو لکھ کر بھیجی تھی۔ یہ دونون شاعر سیف الدولہ کے دربار مین رہتے تھے۔ یہ نوٹ اسقدر لمبا ہو گیا ہے کہ یہان اوس پورے خط کا ترجمہ کرنا مناسب نہین معلوم ہوتا۔ صرف اتنا لکھنا کافی ہے۔ کہ فاتک الاسدی جس کے ہاتھ سے وہ مارا گیا۔ اوسکا دشمن ہو گیا تھا۔ متنبی نے اوس کے خاندان کی خصوصاً اوس کی بھتیجی ضبّہ اور ضبّہ کی مان کی ہجو لکھی تھی۔ فاتک نے پہلے ہی اوس شخص کو اپنے ارادہ سے مطلع کر دیا تھا جس نے اس ہجو کا حال اوس کو لکھکر بھیجا تھا۔ اور اوس شخص نے متنبی سے یہ سب ذکر کر دیا تھا اور مشورہ دیا تھا کہ اپنے ساتھ کچھ آدمیون کو بدرقہ کے طور پر لے جائے۔ لیکن متنبی نے اوس کی بات مطلق نہ سنی بلکہ اولٹا جواب دیا کہ مین یہ کھلوانا نہین چاہتا کہ مین نے اپنی تلوار کے سوا اور کسیکی پناہ لی ہے۔ لوگون نے بہت منت سماجت کی۔ کہ وہ اپنے ارادہ سے باز آئے۔ لیکن اوس نے کوئی نصیحت نہ مانی جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ مارا گیا۔

ماخوذ از کتاب الصّبح المُنبّی عن حیثیۃ المتنبّی ملخصاً۔

۵۰ ابوالعباس احمد بن محمد الدّارمی المصّیصی معروف بہ نامی

عجیب وغریب مضمون کے اشعار کہنے والا اور اپنے زمانہ کا اول درجہ کا شاعر تھا۔ سیف الدولہ بن حمدان کے خاص مداحون مین شمار ہوتا اور اوس کے قدر ومنزلت مین متنبی کے بعد اس کے برابر کوئی نہ تھا وہ عالم فاضل بھی تھا۔ اور ادیب کامل بھی لغت اور ادب خوب جانتا تھا۔ اوس کے آمالی بھی بہت ہین جو اوس نے حلب مین طالب علمون کو لکھائے تھے۔ ابوالحسن علی بن سلیمان الاخفش ابن درستویہ ابو عبداللہ الکرمانی ابوبکر الصّولی ابراہیم بن عبدالرحمن العروضی اور اوس کا اپنا باپ محمد المصّیصی اوس کے استاد تھے۔ اپنے آمالی کے مضامین کی وہ انھین سے روایت کیا کرتا تھا۔ ابوالقاسم الحسین بن ابی اسامہ حلبی اوس کا بھائی ابوالحسین احمد ابوالفرج البّبغا ابوالخطاب بن عون الحریری ابوبکر الخالدی

قاضی ابوطاہر صالح بن جعفر الہاشمی اوس کے شاگرد تھے۔ یہ لوگ اوس سے روایت کرتے ہین۔ اوس سے ایک قصیدہ کے عمدہ شعر ہم نقل کرتے ہین۔

اَمِیرُ العُلَا اِنَّ العَوَالِی کَوَاسِبٌ ۔۔۔ عَلَاءَ لَکَ فِی الدُّنیَا وَفِی جَنَّۃِ الخُلدِ

اے نامور امیر۔ تو ایسا بہادر ہے کہ ہمیشہ تیرے نیزہ دنیا اور جنت الخلد مین تیری برتری پیدا اور قائم کیا کرتے ہین۔

یَمُرُّ عَلَیکَ الحَولُ سَیفُکَ فِی الطُّلَی ۔۔۔ وَطِرفُکَ مَا بَینَ الشَّکِیمَۃِ وَاللِّبدِ

جو سال تیرا گذرتا ہے اوس مین برابر یہی حال رہتا ہے کہ تیری تلوار دشمن کی گردنون پر پڑا کرتی ہے۔ اور تیرے نظیر گھوڑون کو لگامین لگی ہوئی اور زین کسے رہتے ہین۔

وَیَمضِی عَلَیکَ الدَّهرُ فِعلُکَ لِلعُلَا ۔۔۔ وَقَولُکَ لِلتَّقوَی وَکَفُّکَ لِلرِّفدِ

تیری عمر کا جو زمانہ گزرتا ہے۔ اوس مین تیرے کام برتری اور بلندی مراتب کے اور تیری باتین پرہیزگاری کی ہوتی ہین۔ اور تیرے ہاتھ بخشش کا کام کرتے رہتے ہین۔

یہ بھی اوسی کے شعر ہین۔

اَحَقًّا اَنَّ قَاتِلَتِی زَرُودُ ۔۔۔ وَاَنَّ عُهُودَهَا تِلکَ العُهُودُ

کیا یہ سچ ہے کہ میری قاتل زرود ہے اور اوس نے جو عہد و پیمان (وفا و محبت کے) کئے تھے وہ یہی عہد ہین۔

وَقَفتُ وَقَد فَقَدتُ الصَّبرَ حَتَّی ۔۔۔ تَبَیَّنَ مَوقِفِی اِنِّی الفَقِیدُ

مین (اوس کے پہلے گھر پر جا کر) ٹہرا تو دیکھا اوس کا نشان بھی نہین جس سے میرا صبر جاتا رہا اور ایسا بے حس و حرکت کھڑا رہ گیا کہ گویا مجھ مین جان ہی نہین ہے۔

فَشَکَّکَت فِیَّ عُذَّالِی فَقَالُوا ۔۔۔ لِرَسمِ الدَّارِ اَیُّکُمَا العَمِیدُ

اس سے میرے ملامت کنندون کو شک گذرا کہ مین بھی مکان کا کھنڈر ہون اور (مجھ سے اور) گھر کے کھنڈرون سے کہنے لگے کہ تم دونون مین کونسا ستون ہے۔

متنبی کے ساتھ اوس کی چھیڑ چھاڑ رہا کرتی اور اشعار کے پڑھنے اور سنانے مین دونو شاعر آپس مین معارضہ اور مقابلہ کیا کرتے تھے۔ ابوالخطاب بن عون الحریری نحوی شاعر کہتا ہے کہ مین ایک مرتبہ ابوالعباس الناشی کے پاس گیا دیکھا تو وہ بیٹھا ہے۔ سر اوس کا درمنۃ[2] کی طرح سفید ہے۔ فقط ایک بال سیاہ دکھائی دیتا ہے۔ مین نے کہا حضرت آپ کے سر مین ایک کالا بال ہے۔ کہاں میری جوانی کی یہی ایک

نشانی رہی ہے مین اس سے بہت خوش ہون۔ اور اوس مین مین نے کچہ شعر بھی کہے ہین۔ مین نے کہا سنائیے تو اوس نے یہ شعر پڑہے۔

رَاَیْتُ فِی الرَّاْسِ شَعْرَۃً بَقِیَتْ　　سُوْدَاءَ تَہْوِی الْعُیُوْنُ رُؤْیَتَہَا

مین نے اپنے سر مین دیکھا کہ ابھی تک ایک سیاہ بال باقی رہ گیا ہے یہ ایک ایسا تماشا ہے کہ جسے (میرے دوستون کی) آنکھون کو دیکھنے کا بڑا شوق ہے۔

فَقُلْتُ لِلْبِیْضِ اِذْ تُرَوِّعُہَا　　بِاللّٰہِ اِلَّا رَحِمْتِ غُرْبَتَہَا

مین نے اپنے سپید بالون سے جنہون نے اوس سیاہ بال کو ڈرا رکھا تھا۔ کہا خدا کے واسطے اس بیچارہ کی غربت و مسافری پر رحم کرو۔

فَقَلَّ لَبْثُ السَّوْدَاءِ فِیْ وَطَنٍ　　تَکُوْنُ فِیْہِ الْبَیْضَاءُ ضَرَّتَہَا

کیونکہ کالی عورت اوس وقت گھر مین کم رہا کرتی ہے۔ جب کہ اوس کی دوسری گوری سوت گھر مین موجود ہو۔

پھر کہا ابوالخطاب ایک گوری عورت ہزار کالیون کو گھبرا دیتی ہے بھلا ایک کالی کا ہزار گوریون مین کیا حال ہو گا

یہ بھی اوسی کے شعر ہین جنہین لوگ وزیر ابو محمد المہلبی کے اشعار بتاتے ہین۔ مگر یہ غلط ہے۔

اَتَانِیْ فِیْ قَمِیْصِ اللَّاذِ یَسْعٰی　　عَدُوٌّ لِیْ یُلَقَّبُ بِالْحَبِیْبِ

میرا ایک دشمن سرخ حریر کا قمیص پہنے میری طرف دوڑتا آیا جس کا لقب (مین نے) محبوب کر رکھا تھا۔

وَقَدْ عَبَثَ الشَّرَابُ بِمُقْلَتَیْہِ　　فَصَیَّرَ خَدَّہٗ کَسَنَا اللَّہِیْبِ

شراب اوس کی آنکھون مین لطف دکھا رہی تھی۔ اور اوس کے رخسارہ کو گویا آتشین شعلہ بنا دیا تھا۔

فَقُلْتُ لَہٗ بِمَا اسْتَحْسَنْتَ ہٰذَا　　لَقَدْ اَقْبَلْتَ فِیْ زِیٍّ عَجِیْبِ

مین نے پوچھا کہ تجھے یہ حسن دل فریب کیسے ملا ہے۔ تو تو ایک عجیب و غریب روپ مین آیا ہے۔

اَحُمْرَۃُ وَجْنَتَیْکَ کَسَتْکَ ہٰذَا　　اَمْ اَنْتَ صَبَغْتَہٗ بِدَمِ الْقُلُوْبِ

کیا تیرے رخسارون نے تجھے یہ لباس پہنایا ہے۔ یا (عاشقون کے) دلون کے خون مین تو نے اوسے رنگا ہے

فَقَالَ الرَّاحُ اَہْدَتْ لِیْ قَمِیْصًا　　کَلَوْنِ الشَّمْسِ فِیْ شَفَقِ الْمَغِیْبِ

کہا شراب نے مجھے یہ کپڑے ہدیۃً دیے ہین۔ بعینہٖ اوسی طرح جیسے غروب کے وقت شفق مین سورج کا رنگ ہوتا ہے۔

هكذا كلُّ فاضلٍ يدُهُ تُمسي وتُضحي لفاقةٍ مضماره

یہ اس طرح ہے کہ جو شخص فاضل و برتر ہے اوسکا ہاتھ شب و روز (دوستون کے ساتھ) بھلائی اور دشمنون کے ساتھ برائی کرتا ہے

فاستجرهُ فليس يأمنُ الّا　　مَن تَفَيّا ظلالَهُ واستجاره

اوس کے پاس جا کر پناہ گیر ہو۔ کیونکہ جو شخص اوس کے سایہ مین نہ گیا اور اوس کی پناہ نہ حاصل کی اوسنے کہین امن نہین پایا

واذا ما رأيتَهُ مُطرقاً يُعمِلُ　　فيما يُريدُهُ افكاره

جب تو اوسے دیکھے کہ وہ سر جھکائے ہوئے اپنے افکار کو کسی (بلند) مقصد مین لگائے ہوئے ہے

لم يَدَع بالذكاء والذهنِ شيئاً　　في ضميرِ الغيوبِ الّا اثاره

تو جان لے۔ کہ اوس نے اپنے ذکا اور ذہن سے عالم غیب مین کوئی چیز بے پتہ لگائے نہ چھوڑی ہے

لا ولا موضعاً من الارضِ الّا　　كان بالرأي مُدرِكاً اقطاره

نہ کوئی زمین پر ایسی جگہ رہی۔ کہ جس کے کنارون تک اوسکی رائے اور فکر بلند نہ پہونچی ہو

زادَهُ اللهُ بسطةً وكفاهُ　　خوفَهُ من زمانِهِ وحِذاره

خدائے تعالی اوس کے زور و قوت کو زیادہ کرے۔ اور زمانہ کے خوف و اندیشون سے اور اپنی خبرداری کی ضرورت سے اوسے بچا رکھے

اوس کے اکثر شعر عمدہ ہوتے تھے۔ صریع الدلاء قصار بصری کے اسلوب پر شعر لکھتا تھا۔ مصر مین مدت تک رہا۔ اوس کے اشعار کا اکثر حصہ اوسی جگہ کے ملوک اور رؤسا کی تعریف مین تھا۔ المعز ابو تمیم معد بن المنصور بن القائم بن المهدی عُبید الله اور اوس کے بیٹے عزیز اور اوس کے بیٹے حاکم بن العزیز اور جوہر سپہ سالار اور ابو الفرج بن کلس وزیر وغیرہ نامی گرامی لوگون کی تعریف مین اوسنے قصائد لکھے ہین۔ یہ جتنے ممدوح ہین ان سب کے حالات انشاء اللہ تعالیٰ ان کے تذکرون مین آئینگے۔ امیر مختار مسبحی نے تاریخ مصر مین اسکا ذکر کیا اور کہا ہے کہ ۳۹۹ھ (سنہ ۱۰۰۸ء) مین اوسنے وفات پائی ہے لیکن ایک اور شخص نے جمعہ کے دن ۲۲ رمضان یا ماہ ربیع الآخر مین اس پر اور زیادہ کیا ہے۔ میرے نزدیک اوس کی وفات مصر مین ہوئی ہوگی۔

انطاکی بفتح ہمزہ و سکون نون و طائے مہملہ و الف و کاف انطاکیہ کی طرف منسوب ہے۔ جو حلب کے قریب ملک شام مین ایک مشہور شہر ہے۔ رقعمق (۴) بفتح رائے مہملہ و قاف و سکون عین مہملہ و فتح میم و قاف احمد مذکور کا لقب پڑ گیا تھا۔

(۱) جدّ وہ بات ہے جو درست و صحیح اور واقعی ہو۔ ہزل وہ بات ہے جو بیہودگی کے ساتھہ یا ہنسی کے طور پر جھوٹ کہی جاے

(۲) ابن المحاج کے لئے دیکھو تذکرہ ۴۸۱۔

(۳) انگریزی مترجم یہان کہتا ہے کہ عربون کے نزدیک اسلام سے پیشتر اور اشاعت اسلام کے بعد بہی ایسے ہی شخص کو انسان کامل کہتے ہین۔ گویا وہ اس پیرایہ مین اسلام کے دشمنون کے ساتھہ برائی روا رکہنے سے مطعون کرتا ہے۔ لیکن یہ بالکل مغالطہ ہے۔ اور اسی واسطے دیدہ و دانستہ اوس نے یہ اعتراض کہولکر نہین کیا ہے حضرت عیسیٰ کا قول انجیل مین منقول ہے کہ اگر ایک گال پر کوئی طمانچہ مارے تو دوسرا گال اوسکے سامنے کردو۔ اگر کوئی ایک کوس بیگار مین لیجائے تو دو کوس چلے جاؤ۔ لیکن برخلاف اسکے اسلام کہتا ہے۔ کہ جو شخص تمہارے ساتھہ برائی کرے اوس کے ساتھہ تم بہی اوسی قدر برائی کرلو۔ اور اگر معاف کردو تو اوس کا اجر خدائے تعالے کے یہان سے ملیگا۔ اب یہ دیکھنا ہے کہ ان دونون امر مین کونسی بات ممکن العمل ہے۔ حضرت عیسیٰ کی ہدایت یا اسلام کی۔ اگر ایک گہنٹہ کے واسطے بہی دنیا مین حضرت عیسیٰ کی رائے پر عمل کیا جائے تو تمام دنیا تہ و بالا ہوجائے علاوہ برین کوئی شخص بہی کسی کو نفع اوسوقت تک نہین پہونچا سکتا جبتک کہ دوسرے کو ضرر نہ پہونچائے۔ نفع اور ضرر دونو لازم و ملزوم ہین۔ اس لئے جو شخص دوستون کو نفع اور دشمنون کو ضرر پہونچاتا ہے اگر وہ انسان کامل نہین تو کیا وہ انسان کامل ہے جو دوستون کو ضرر پہونچاتا ہے اور دشمنون کو نفع۔ اسی طرح یورپ والون کے اکثر اعتراض مغالطہ پر مبنی ہوا کرتے ہین۔ مگر یاد رہے ذرا تامل اونکی غلطی کہل جاتی ہے۔

(۴) زقمق نہ تو عربی لفظ ہے نہ فارسی ترکی معلوم ہوتا ہے۔ اس لئے مجہکو اسکے معنی بالکل نہین معلوم۔

---

۴۸۵ — ابو الحسن احمد بن جعفر بن موسیٰ بن یحییٰ بن خالد بن برمک برمکی ندیم

جو جحظہ کے لقب سے مشہور تہا بڑا فاضل شخص تہا طرح طرح کے فنون اخبار سلف علم نجوم و نوادر اور فن منادمت سے خوب واقف تہا۔ ابو نصر بن المرزبان نے اوس کے حالات اور اوس کے اشعار جمع کئے ہین۔ برامکہ خاندان سے تہا۔ اپنے زمانہ کے ظرفا مین بے نظیر لیاقت رکہتا اور شعر بہت ہی اچھے کہتا تہا۔ چنانچہ یہ اوسی کے شعر ہین۔

أَنَا ابْنُ أُنَاسٍ مَوَّلَ النَّاسَ جُودُهُم ——— فَأَضْحَوا أَحَادِيثًا لِلنَّوَالِ الْمُشَهَّرِ

مین اون لوگون کا بیٹا ہون کہ جنکی جود و بخشش نے مخلوق کو مالدار کردیا۔ اور جن کا اپنے جود و نوال کی شہرت سے دنیا مین نام چلا جاتا ہے

فَلَمْ يَخْلُ مِنْ اِحْسَانِهِمْ لَفْظُ مُخْبِرٍ ‏ ‏ ‏ ‏ وَلَمْ يَخْلُ مِنْ تَقْرِيْظِهِمْ بَطْنُ دَفْتَرِ

مخبر کا لفظ اون کے احسان سے خالی نہین (یعنی کوئی مخبر و مورخ ایسا نہین جسنے اونکے احسان کا ذکر نہ کیا) اور کوئی کتاب ایسی نہین جو اونکی تعریف سے خالی ہو

یہہ بھی اوسی کے شعر ہین۔

فَقُلْتُ لَهَا بَخِلْتِ عَلَيَّ يَقْظَى ‏ ‏ ‏ ‏ فَجُوْدِيْ فِي الْمَنَامِ لِمُسْتَهَامِ

مین نے اوس (اپنی محبوبہ) سے کہا۔ تو میری بیداری کی حالت مین (مہربانی کرنے مین) میرے ساتھہ دریغ کرتی ہے۔ بھلا خواب مین ہی اس پریشان پر اپنی بخشش کر (اور اپنا دیدار خواب مین ہی دکھا جا)

فَقَالَتْ لِيْ وَصِرْتَ تَنَامُ اَيْضًا ‏ ‏ ‏ ‏ وَتَطْمَعُ اَنْ اَزُوْرَكَ فِي الْمَنَامِ

وہ بولی کہ تو سویا بھی کرتا ہے۔ اور اسپر تجھے یہ خواہش پیدا ہوئی ہے کہ مین خواب مین تجھہ سے ملاقات کر جاون (۱)

یہہ بھی اوسی کے ہین۔

اَصْبَحْتُ بَيْنَ مَعَاشِرٍ هَجَرُوْا النَّدٰى ‏ ‏ ‏ ‏ وَتَقَبَّلُوْا الْاَخْلَاقَ مِنْ اَسْلَافِهِمْ

مین ایک ایسے گروہ مین آپڑا ہون جو بخشش کے کامون سے دور بھاگتے ہین۔ اور جنھون نے یہ اخلاق اپنے اسلاف سے سیکھا ہے

قَوْمٌ اُحَاوِلُ نَيْلَهُمْ فَكَاَنَّمَا ‏ ‏ ‏ ‏ حَاوَلْتُ نَتْفَ الشَّعْرِ مِنْ آنَافِهِمْ

یہ ایسے لوگ ہین کہ اگر مین ان سے کچھہ مقصد حاصل کرنیکی کوشش کرون تو گویا مین انکی ناکون مین سے بال نوچنے کی کوشش کرتا ہون (۲)

هَاتِ اسْقِنِيْهَا بِالْكَبِيْرِ وَغَنِّنِيْ ‏ ‏ ‏ ‏ ذَهَبَ الَّذِيْنَ يُعَاشُ فِيْ اَكْنَافِهِمْ

آؤ۔ مجھے ایک بڑا (پیالہ) تو بھر کر پلا۔ اور یہ گیت گا کر سنا۔ وہ لوگ دنیا سے چلے گئے جنکے کنف (عاطفت) مین زندگی اچھی طرح بسر ہوتی تھی

یہہ بھی اوسی کے ہین۔

يَا اَيُّهَا الرَّكْبُ الَّذِيْنَ ‏ ‏ ‏ ‏ فِرَاقُهُمْ اِحْدَى الْبَلِيَّه

اے سوار (۳) جن کا فراق ایک بلائے (عظیم) ہے

يُوْصِيْكُمُ الصَّبُّ الْمُقِيْمُ ‏ ‏ ‏ ‏ بِقَلْبِهِ خَيْرَ الْوَصِيَّه

یہ عاشق جو تم سے پیچھے چھٹا جاتا ہے سب سے اچھی چیز اپنا دل تمہارے سپرد کرتا ہے۔

یہہ بھی اوسی کے ہین

وَقَائِلَةٍ لِی کَیْفَ حَالُکَ بَعْدَنَا ‏ ‏ أَفِی ثَوْبِ مُثْرٍ اَنْتَ اَمْ ثَوْبِ مُقْتِرِ

جب اوس نے مجھہ سے پوچھا۔ ہمارے بعد تیرا حال کیسا رہتا ہے۔ کیا دولتمند کی لباس مین رہتا ہی یا مفلس محتاجوں کے کپڑے پہنتا ہی

فَقُلْتُ لَهَا لَا تَسْأَلِینِی فَاِنَّنِی ‏ ‏ اَرُوحُ وَاَغْدُو فِی حَرَامٍ مُقَتَّرِ

مین نے کہا اس کا حال تو تو مجھہ سے نہ پوچھہ۔ مین تو صبح سے شام تک مفلسی کا احرام باندھے رہتا ہون (مجھہ پر تو تیرے بغیر دنیا کی سب چیزین حرام ہین)

اوس کے اشعار کا ایک دیوان بھی ہے۔ اوس مین اکثر شعر اچھے ہین۔ اوس کے حالات بہت مشہور ہین۔ اوس کی مشہور ابیات مین سے یہ قول ہے۔

وَرَقَّ الْجَوُّ حَتّٰی قِیلَ هٰذَا ‏ ‏ عِتَابٌ بَیْنَ جَحْظَةَ وَالزَّمَانِ

آسمان ایسا صاف تھا۔ کہ جسے دیکھہ کر لوگ کہنے لگے۔ کہ یہ تو جحظہ اور زمانہ کے درمیان کچھہ جھگڑے کے آثار ہین[۲]؟

ندیم صورت کا برا تہا۔ ابن رومی نے یہ شعر (اسی وجہ سے) اوس کے حق مین کہے ہین

نُبِّئْتُ جَحْظَةَ یَسْتَعِیرُ جُحُوظَهُ ‏ ‏ مِنْ فِیلِ شِطْرَنْجٍ وَمِنْ سَرَطَانِ

مین نے سنا ہے کہ جحظہ نے اپنی باہر کو نکلی ہوئی آنکھین شطرنج[۳] کے ہاتی اور کیکڑے سے عاریت لی ہین (جو ایسی شکل ہین)

وَارَحْمَتَا لِمُنَادِمِیهِ تَحَمَّلُوا ‏ ‏ اَلَمَ الْعُیُونِ لِلَذَّةِ الْآذَانِ

اوس کے ہم نشینون پر خدا رحم کرے جنہون نے (اوس کی شیرین گفتاری سے) کانون کی لذت اٹھانیکو واسطے (اوس کی بدصورتی سے) آنکھون کا رنج برداشت کیا ہے

اوس نے سنہ ۳۲۶ھ (۹۳۸ء) یا بعض کے قول کے بموجب سنہ ۳۲۴ھ مین بمقام واسط وفات پائی کہتے ہین کہ اوس کا تابوت واسطے سے بغداد مین لاکر اوسے دفن کیا تہا رحمۃ اللہ تعالےٰ۔

جحظہ بفتح جیم و سکون حائے مہملہ و فتح ظائے معجمہ اوس کا (چڑونا) لقب ہے جو عبداللہ بن المعتز نے اوسے دیا تہا۔ خطیب[۶] کہتا ہے۔ کہ وہ شعبان سنہ ۲۲۴ھ مین پیدا ہوا تہا۔ اوس کا ذکر تاریخ بغداد مین اور کتاب الاغانی مین بھی مین نے دیکھا ہے[۷]۔

---

(۱) یعنی جب تو سو سکتا ہے تو اپنی تصویر خیالی میرے پاس تو کیون نہین بھیجتا۔ یہ کیا بات ہے کہ مجھکو تو خواب مین بلاتا ہے دیکھو تذکرہ ۵۲ نوٹ ۳۔

(۲) یعنے مجھہ سے سخت ناراض ہو جاتے ہین۔

(٣) یہ عاشق کیطرف سے اوسکی معشوقہ کی طرف خطاب ہے۔ اسوقت جب کہ وہ اپنے پہلے قیام گاہ سے اٹھہ کر دوسری جگہ کو جا رہی ہین۔ جہان اونکو اپنے دانہ چارہ کی امید ہے۔

(٤) یہ لفظی ترجمہ ہے۔ لیکن یہہ بھی یاد رہے۔ کہ جہان رِقّۃ کے معنی صاف ہونے کے ہین۔ وہان نرم مزاج ہونے کے بھی ہین

(٥) ممالک چین اور فارس مین جس مہرہ کو شطرنج کے کہیل مین فیل اور ہاتی کہتے ہین۔ اوسے انگریزی مین بشپ (لاٹ پادری) بولتے ہین۔

(٦) دیکھو تذکرہ ٢٣۔

(٧) مصنف کتاب الفہرست لکھتا ہے۔ کہ جحظہ نے علم تاریخ بڑے بڑے عالم و راویون سے پڑہا تہا۔ اور طنبور بہت اچہا بجاتا تہا۔ ایک اوارہ اور اوباش مزاج کا آدمی تہا۔ مذہب کی طرف اوسے بہت کم یا بالکل توجہ نہ تھی۔ اوس نے باورچی گری کے کام کی ایک کتاب لکھی ہے۔ اور مشہور طنبور نوازون کی ایک تاریخ بھی بنائی ہے۔ ایک رسالہ سِکباج کے بیان مین لکھا ہے۔ سکباج ایک قسم کی چٹنی ہوتی ہے۔ جو میوہ وغیرہ سے بناتے ہین۔ ایک رسالہ خلیفہ معتصم کے اور ایک اور رسالہ اپنے زمانہ کے بیان مین تصنیف کیا ہے۔ ایک اور رسالہ مین اون نجومون کا ذکر کیا ہے جنکی پیشین گوئیان پوری ہوئی ہین۔ اس کتاب سے یہہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ لوگ اوس کی دانشمندی اور حاضر جوابی کے سبب سے اوس کی بڑی عزت کرتے تھے۔ تاریخ بغداد کے خلاصہ مین بھی ہے کہ وہ اپنے زمانہ کا سب سے اچہا مغنی تہا۔ اس کے سوا صاحب آغانی و صاحب کتاب الفہرست دونو جحظہ کا حال کچھ بیان نہین کرتے۔ شاید اوس کے حالات قابل بیان نہ ہونگے۔

القسطلی

٥٥۔ ابو عُمَر احمد بن محمد بن العاصی بن احمد بن سلیمان بن عیسیٰ بن دَرّاج الاَندلُسی

منصور بن ابی عامر[1] کا کاتب اور شاعر تہا۔ صاحب تاریخ اندلس نے شعرائے مجیدین و علمائے متقدمین مین اوسے شمار کیا ہے۔ ابو منصور ثعالبی نے کتاب یتیمۃ الدہر مین اسکا ذکر کیا اور اوس کے حق مین کہا ہے۔ کہ سرزمین اندلس مین اسکا وہی درجہ تہا۔ جو شام کے ملک مین متنبی کا۔ وہان وہ دوسرے نامی گرامی شعرا مین شمار کیا جاتا۔ اوس کا کلام نظم و نثر سب اچہا ہوتا تہا۔ پہر اسی کے ساتہ اوس کا کچھہ عمدہ کلام بھی نقل کیا ہے۔ ابو الحسن بن بسّام نے بہی کتاب الذخیرہ مین اوس کا حال لکہا ہے۔ اور اوس کے رسائل اور نظم کے کچھہ نمونے دیے ہین۔ مین نے اوس کے دیوان مین جسکی دو جلدین ہین۔ لکہا دیکہا ہے کہ منصور بن ابی عامر نے اوسے حکم دیا تہا کہ ابو نواس حکمی کے اوس قصیدہ کے مقابلہ مین ایک قصیدہ لکہے جسمین اوس نے خصیب بن عبد الحمید[2]

صاحب خراج مصر کی مدح کی تھی۔ اور جس کا اول شعر یہ ہے۔

أَجَارَةَ بَيْتَيْنَا أَبُوكِ غَيُورُ   وَمَيْسُورُ مَا يُرْجَى لَدَيْكِ عَسِيرُ

اے ہمارے دو نو خیموں کی پڑوسن تیرا باپ تو بڑا غیرت والا ہے ادنی (مہربانی) بھی جسکی کسی کو امید ہو سکتی ہے تجھ سے بر آنا سخت مشکل ہے

چنانچہ اوس نے اس کے مقابلہ مین ایک نہایت فصیح و بلیغ قصیدہ لکھا۔ جس مین یہ شعر بھی ہین۔

أَلَمْ تَعْلَمِي أَنَّ الثَّوَاءَ هُوَ النَّوَى   وَأَنَّ بُيُوتَ الْعَاجِزِينَ قُبُورُ

کیا تو نہین جانتی کہ (یہان کا) رہنا ہی مرنا ہے اور عاجزون کے مکانات قبرین ہی ہو جاتی ہین۔

تُخَوِّفُنِي طُولَ السِّفَارِ وَإِنَّهُ   لِتَقْبِيلِ كَفِّ الْعَامِرِيِّ سَفِيرُ

تو مجھے طول سفر سے ڈراتی ہے۔ لیکن یہی سفر عامری کی دست بوسی کا میرے لئے وسیلہ ہے

دَعِينِي أُرِدْ مَاءَ الْمَفَاوِزِ آجِنًا   إِلَى حَيْثُ مَاءُ الْمَكْرُمَاتِ نَمِيرُ

مجھے چھوڑ۔ کہ مین بیابانون کا بدمزہ و بدرنگ پانی پیتا پلاتا وہان پہونچ جاؤن جہان جود و کرم کا پاکیزہ پانی ملتا ہے

اسی مین وہ اپنی زوجہ کو اور ایک اپنے صغیر سن بیٹے کو وداع کرتا اور کہتا ہے۔

وَلَمَّا تَدَانَتْ لِلْوَدَاعِ وَقَدْ هَفَا   بِصَبْرِيَ مِنْهَا رَنَّةٌ وَزَفِيرُ

جب کہ وہ اس وقت رخصت کرنے کو پاس آئی۔ اور اوسکی فریاد و زاری نے میرے صبر کو برباد کر دیا تھا

تُنَاشِدُنِي عَهْدَ الْمَوَدَّةِ وَالْهَوَى   وَفِي الْمَهْدِ مَبْغُومُ النِّدَاءِ صَغِيرُ

تو مجھے قسمین دینے لگی کہ میرے عہد مودت و محبت کو بھولنا نہین۔ اسوقت جھولے مین ایک بچہ تھا جو نتھی آواز سے چلا رہا تھا

عَيِيٌّ بِمَرْجُوعِ الْخِطَابِ وَلَحْظُهُ   بِمَوْقِعِ أَهْوَاءِ النُّفُوسِ خَبِيرُ

اگر اوس سے خطاب کیا جاتا تو جواب دینے کے قابل نہ تھا۔ مگر میلان نفوس کے موقع کو اس کی نگاہ خوب جانتی تھی

تَبَوَّءَ مَمْنُوعَ الْقُلُوبِ وَمُهِّدَتْ   لَهُ أَذْرُعٌ مَحْفُوفَةٌ وَنُحُورُ

اوس نے قلوب کے محفوظ مقام مین گہر بنایا تھا۔ اور شوقین ہاتھ اور آغوش اوس کے لیے پھیلے ہوئے تھے

فَكُلُّ مُفَدَّاةِ التَّرَائِبِ مُرْضِعٌ   وَكُلُّ مُحَيَّاةِ الْمَحَاسِنِ ظِئْرُ

ہر خوبصورت جسکو سینہ و گردن پر اپنی جانین فدا ہوتی ہین اوسے دودہ پلانیکو موجود ہے۔ اور ہر حسین جسکے حسن کے برقرار رکھنے کیلئے دعائین کیجاتی ہین اوسکی دایہ بننا چاہتی ہے

عَصَيْتُ شَفِيعَ النَّفْسِ فِيهِ وَقَادَنِي   رَوَاحٌ لِتَدْآبِ السُّرَى وَبُكُورُ

جو محبت کہ میری نفس سے اوسکی پاس نہو کی شفاعت کر رہی تھی اوسے مین نے نہ مانا اور چلدیا اور شام صبح برابر کوچ کرتا رہا کہ جس سے راتکی سفری عادت ہو گئی

(۴)

وَطَارَ جَنَاحُ الْبَيْنِ بِيْ وَسَفَتْ بِهَا ‏ ‏ ‏ جَوَانِحُ مِنْ ذُعْرِ الْفِرَاقِ تَطِيْرُ

فراق کا باز مجہے اڑا لے گیا۔ اور اوس کے (مضطرب) دل نے جو خوف جدائی سے پریشان ہو رہا تہا اوس (کے ہوش و حواس) کو اڑا دیا۔

وَلَوْ شَاهَدَتْنِيْ وَالْهَوَاجِرُ تَلْتَظِيْ ‏ ‏ ‏ عَلَيَّ وَرَقْرَاقُ السَّرَابِ يَمُوْرُ

اگر وہ مجہے دیکہتی جبکہ دوپہر کی تپش کے شعلہ مجہہ پر بہڑک رہے ہون۔ اور سراب کی تہر تہراتی ہوئی چمک لہرین مار رہی تہی

أُسَلِّطُ حَرَّ الْهَاجِرَاتِ إِذَا سَطَا ‏ ‏ ‏ عَلَى حُرِّ وَجْهِيْ وَالْأَصِيْلُ هَجِيْرُ

اور دوپہر کی تپش نے مجہے مغلوب کر لیا تہا جبکہ اوس نے میرے رخسارہ پر حملہ کیا تہا۔ اور شام بہی (گرمی مین) دوپہر کے ہی برابر تہی۔

وَأَسْتَنْشِقُ النَّكْبَاءَ وَهِيَ لَوَافِحُ ‏ ‏ ‏ وَأَسْتَوْطِئُ الرَّمْضَاءَ وَهِيَ تَفُوْرُ

جبکہ مین (راستہ کی) ترچہی ہواؤن سے سانس لیتا جو جلائے ڈالتی تہین۔ اور گرم ریت پر پاؤن رکہہ رکہہ کر چلتا تہا۔ جو گرمی سے تپ رہا تہا۔

وَلِلْمَوْتِ فِيْ عَيْنِ الْجَبَانِ تَلَوُّنٌ ‏ ‏ ‏ وَلِلذُّعْرِ فِيْ سَمْعِ الْجَرِيِّ صَفِيْرُ

نامرد کی نظر مین موت کی طرح طرح کی صورتین دکہائی دیتی ہین۔ اور بہادر کے کان مین خوف کی بہنبہنی آواز ہوتی ہے۔

لَبَانَ لَهَا أَنِّيْ مِنَ الْبَيْنِ جَازِعٌ ‏ ‏ ‏ وَأَنِّيْ عَلَى مَضِّ الْخُطُوْبِ صَبُوْرُ

تو اوسے صاف ظاہر ہو جاتا کہ مین زیادتی اور ناانصافی (قسمت) سے بے پروا ہون۔ اور اگر مصائب دانت سے چابڈالین تو بہی صبر کر سکتا ہون

أَعِيْشُ عَلَى غُوْلِ التَّنَائِفِ مَا لَهُ ‏ ‏ ‏ إِذَا رِيْعَ إِلَّا الْمَشْرَفِيُّ وَزِيْرُ

جو شخص کہ بیابانون کے خوفون پر امیر ہوا وسے جب کہ دہمکی دی جائے تو اوس کے لئے تلوار ہی ذریر ہے

وَلَوْ بَصُرَتْ بِيْ وَالسُّرَى جُلُّ عَزْمَتِيْ ‏ ‏ ‏ وَجَرْسِيْ لِجِنَّانِ الْفَلَاةِ سَمِيْرُ

اگر وہ مجہے دیکہتی جبکہ میرا بڑا عزم رات کا سفر تہا۔ اور جبکہ میرا (قدمون کا) گہنٹہ بیابان کے بہوتون سے بات چیت کرتا تہا

وَأَعْتَسِفُ الْمَوْمَاةَ فِيْ غَسَقِ الدُّجَى ‏ ‏ ‏ وَلِلْأُسْدِ فِيْ غِيْلِ الْغِيَاضِ زَئِيْرُ

اور جبکہ مین رات کی سخت تاریکی مین بیابان مین بہٹکتا پہرتا تہا۔ اور جہاڑیون مین شیر کے رہنے کے جنگل سے شیر کی آواز آ رہی تہی

وَقَدْ حَلَكَتْ طُرْقُ الْمَجَرَّةِ أَنَّهَا ‏ ‏ ‏ عَلَى مَفْرِقِ اللَّيْلِ الْبَهِيْمِ قَتِيْرُ

جبکہ کہکشان کے راستون پر خیال ہوتا تہا کہ اندہیری رات کے سر پر بڑہاپا چہا گیا ہے۔

وَثَاقِبُ عَزْمِيْ وَالظَّلَامُ مُرَوِّعٌ ‏ ‏ ‏ وَقَدْ غَضَّ أَجْفَانَ النُّجُوْمِ فُتُوْرُ

جبکہ میرے عزم کا جوش اور (ثاقب الظلام) تاریکی مین سوراخ کرنے والا دو فویرا۔ خوف دلا رہے تہے اور سستی و شکستہ دلی نے ستارون کے پلک بند کر دیئے تہے۔

لَقَدْ أَيْقَنَتْ أَنَّ الْمُنَى طَوْعُ هِمَّتِي ۔۔۔ وَأَنِّي بِعَطْفِ الْعَامِرِيِّ جَدِيرُ

تو اوسے یقین ہو جاتا کہ تقدیر بھی میری ہمت کے تابع ہے اور مین عامری کی نوازش کے لائق ہون۔

یہہ بہت بڑا قصیدہ ہے۔ مگر یہان اسی قدر کافی ہے۔ جبکہ مین نے یہان اس قصیدہ کا ذکر کیا ہی تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابو نواس کے اوس قصیدہ کا بھی کچھہ ذکر کردون جسکے ہم وزن ابو عمر نے اپنا قصیدہ کہا ہے۔ ابو نواس بغداد سے مصر کو اسی غرض سے گیا تھا۔ کہ ابو نصر الخصیب بن عبد الحمید صاحب دیوان خراج مصر کی مدح سرائی کرے۔ یہ قصیدہ اوس نے اوسے کہہ کر سنایا اور جس راستہ سے وہ گیا تھا۔ اوس کے منازل کا اسمین ذکر کیا۔ مین نے اس کی ایک بیت تذکرۃ ابو اسحاق ابراہیم بن عثمان الغزی مین لکھہ دی ہے اوس سب کا تو ذکر کرنا یہان ضرور نہین۔ بڑا لمبا قصیدہ ہے۔ کچھہ عمدہ اشعار یہان نقل کرتا ہون۔

تَقُولُ الَّتِي مِنْ بَيْتِهَا خَفَّ مَحْمِلِي ۔۔۔ عَزِيزٌ عَلَيْنَا أَنْ نَرَاكَ تَسِيرُ

وہ کہتی ہے جس کے خیمہ سے مین نے کوچ کیا کہ تجھے جاتے دیکھنا ہم پر سخت گران گذرتا ہے۔

أَمَا دُونَ مِصْرَ لِلْغِنَى مُتَطَلَّبٌ ۔۔۔ بَلَى إِنَّ أَسْبَابَ الْغِنَى لَكَثِيرُ

کیا مصر سے قریب تر دولت کمانے کی کوئی اور جگہ نہین (نہین) بلکہ حصول دولت کے اسباب تو یقینا بہت ہین۔

فَقُلْتُ لَهَا وَاسْتَعْجَلَتْهَا بَوَادِرٌ ۔۔۔ جَرَتْ فَجَرَى مِنْ جَرْيِهِنَّ غَدِيرُ

تو مین نے اس سے کہا۔ اور جب وہ دوڑ رہی تھی تو اوسکی گوری گوری سہیلیان بھی پیچھے دوڑین۔ جس سے کہ اونکی زلفین اونکی دوڑنے سے لہرا گئی تہین

ذَرِينِي أُكَثِّرْ حَاسِدِيكِ بِرِحْلَةٍ ۔۔۔ إِلَى بَلْدَةٍ فِيهَا الْخَصِيبُ أَمِيرُ

مجھے جانے کے لیے چھوڑ دے۔ کہ مین اوس شہر کیطرف جہان خصیب امیر ہے سفر کر کے اور کامیاب ہو کر تیرے دشمنونکو زیادہ کر دون

إِذَا لَمْ تَزُرْ أَرْضَ الْخَصِيبِ رِكَابُنَا ۔۔۔ فَأَيَّ فَتًى بَعْدَ الْخَصِيبِ تَزُورُ

اگر ہمارے اونٹ خصیب کے ملک کو نہ جائین تو بھلا خصیب کے بعد پھر کون جوانمرد ہے جسکے پاس جائین۔

فَمَا جَازَهُ جُودٌ وَلَا حَلَّ دُونَهُ ۔۔۔ وَلَكِنْ يَصِيرُ الْجُودُ حَيْثُ يَصِيرُ

جود و بخشش نہ تو اوس سے کہین آگے بڑھی اور نہ پیچھے رہی۔ بلکہ وہ وہین رہتی ہے جہان وہ رہتا ہے۔

فَتًى يَشْتَرِي حُسْنَ الثَّنَاءِ بِمَالِهِ ۔۔۔ وَيَعْلَمُ أَنَّ الدَّائِرَاتِ تَدُورُ

(وہ ایسا جوانمرد ہے جو اپنے مال سے نیکنامی مول لیتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ قسمت کی گردشین اپنا دورہ کرتی رہتی ہین۔ جو نیکنامی حاصل کرنا ہے کر لینا چاہیے)

یہ بھی اسی قصیدہ مین ہین۔

فَمَنْ كَانَ اُمْسِي جَاهِلًا بِمَقَالَتِي ۔ فَاِنَّ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ خَبِيْرُ

اور کوئی شخص میری گفتگو سے جاہل ہو تو ہو۔ لیکن امیر المومنین خوب جانتا ہے

فَمَا زِلْتَ تُوْلِيْهِ النَّصِيْحَةَ يَافِعًا ۔ اِلٰى اَنْ بَدَا فِي الْعَارِضَيْنِ قَتِيْرُ

او خصیب تو ہمیشہ جوانی کے زمانہ سے اوسے اچھی تدابیر پیش کرتا رہا ہے۔ یہانتک کہ تیرے رخساروں پر بڑھاپا چھا گیا ہے

اِذَا غَالَهُ اَمْرٌ فَاِمَّا كَفَيْتَهُ ۔ وَاِمَّا عَلَيْهِ بِالْكِفَى تُشِيْرُ

جب کبھی کوئی امر ناگہانی او سے آپڑا تو یا تو تو نے اوسے بذات خود اوس کے لئے سرانجام کر دیا۔ یا کسی ایسے کو اوسے بتا دیا ہے جو اوسے سرانجام دے سکتا ہے

پھر اوس نے یہاں سے منازل کا ذکر شروع کیا ہے۔ اور آخر میں جاکر کہتا ہے۔

زَهَا بِالْخَصِيْبِ السَّيْفُ وَالرُّمْحُ فِي الْوَغٰى ۔ وَفِي السِّلْمِ يَزْهُوْ مِنْبَرٌ وَسَرِيْرُ

جنگ کے وقت میں خصیب سے ہی سیف وسنان کی رونق ہے۔ اور صلح کے وقت میں منبر اور تخت کی زیبائش بھی اوسی سے ہے

جَوَادٌ اِذَا الْاَيْدِيْ قَبَضْنَ عَنِ النَّدٰى ۔ وَمِنْ دُوْنِ عَوْرَاتِ النِّسَاءِ غَيُوْرُ

وہ بڑا جواد و فیاض ہے۔ اگرچہ اور لوگ بخشش سے ہاتھ کھینچ لیتے ہیں۔ اور خاتونوں کی پردہ داری کے لئے بڑا غیرت والا ہے۔

فَاِنِّيْ جَدِيْرٌ اِنْ بَلَغْتُكَ بِالْغِنٰى ۔ وَاَنْتَ لِمَا اَمَّلْتُ مِنْكَ جَدِيْرُ

اگر میں تجھ تک دیا میرا ایسان تیری اوصاف کی انتہا تک پہونچ گیا تو میں تجھ سے دولت کے ملنے کا سزاوار ہوں۔ اور تو اسکا سزاوار ہے جس کی امید میں نے تجھ سے کر رکھی ہے۔

فَاِنْ تُوْلِنِيْ مِنْكَ الْجَمِيْلَ فَاَهْلُهُ ۔ وَاِلَّا فَاِنِّيْ عَاذِرٌ وَشَكُوْرُ

پس اگر تو اپنی مہربانی مجھ پر کرے تو میں اسکا اہل ہوں۔ اور اگر نہیں۔ تو میں نے فرض کرلیا تھا او سکا تجھ سے عذر کرونگا اور شکرگذار رہونگا۔

اس کے بعد ابو نواس نے اوس کی مدح میں اور بھی چند قصیدہ لکھے کہتے ہیں جب وہ بغداد کو لوٹ کر آیا تو خلیفہ کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا۔ خلیفہ کے آدمیوں میں سے کسی نے کہا۔ جب کہ تو ہمارے ایک ماتحت نواب کی تعریف میں یہ دو نو بیتیں کہہ چکا ہے۔

اِذَا لَمْ تَزُرْ اَرْضَ الْخَصِيْبِ رِكَابُنَا ۔ فَاَيُّ فَتًى بَعْدَ الْخَصِيْبِ تَزُوْرُ

اگر ہمارے اونٹ خصیب کے ملک کو نہ جائیں تو بھلا خصیب کے بعد پھر کون جوان مرد ہے جس کے پاس جائیں۔

فَمَا جَازَهُ جُوْدٌ وَلَا حَلَّ دُوْنَهُ ۔ وَلٰكِنْ يَصِيْرُ الْجُوْدُ حَيْثُ يَصِيْرُ

جود و بخشش نہ تو اوس سے کہیں آگے بڑھی اور نہ پیچھے رہی۔ بلکہ وہ وہیں رہتی ہے جہاں وہ رہتا ہے۔

تو پھر اب ہماری تعریف کرنیکے لئے کونسی چیز باقی رہی ہے۔ اس پر ابو نواس نے ایک ساعت کے لئے گردن جھکائی اور پھر سر اوٹھا کر یہ شعر پڑھا ہے۔

إِذَا نَحْنُ أَثْنَيْنَا عَلَيْكَ بِصَالِحٍ　　فَأَنْتَ كَمَا نُثْنِي وَفَوْقَ الَّذِي نُثْنِي

جب ہم ٹھیک ٹھیک تیری تعریف کرین تو جاننا چاہئے کہ جیسی تعریف کرتے ہین تو ویسا ہی ہے۔ بلکہ اوس سے کچھ بڑہ کر ہی ہے

وَإِنْ جَرَتِ الْأَلْفَاظُ مِنَّا بِمِدْحَةٍ　　لِغَيْرِكَ إِنْسَانًا فَأَنْتَ الَّذِي نَعْنِي

اگر تیرے سوا کسی اور آدمی کی مدح مین ہم سے کچھ الفاظ نکل جائین تو جاننا چاہئے کہ اصلی مقصود ہمارا تو ہی ہے

ابو عمر مذکور کے ابیات مین سے ایک یہ شعر بھی ہے۔

إِنْ كَانَ وَادِيكَ مَمْنُوعًا فَمَوْعِدُنَا　　وَادِي الْكَرَى فَلَعَلِّي فِيهِ أَلْقَاكِ

اگر تیری وادی مین (میری) رسائی ممکن نہین تو وادی خواب[1] کو ملنے کے لئے قرار دیتے ہین کیا تعجب ہے جو وہان مین تجھہ سے ملجاؤن

اس شعر مین وہ ایک اور شاعر کے خیال کو باندہتا ہے

هَلْ سَبِيلٌ إِلَى لِقَائِكَ بِالْجِزْعِ　　فَإِنَّ الْحِمَى كَثِيرُ الْوُشَاةِ

کیا ندی کی چک پھیر پر نہین کہین تیری ملاقات کی کوئی صورت ہو سکتی ہے کیونکہ تیرے قبیلہ کی گھیری ہوئی زمین مین تو جاسوس بہت کثرت سے ہین

محرم ۳۴۷ھ (۹۵۸ء) مین اس کی ولادت اور بروز یکشنبہ ۱۶ جمادی الاخرہ ۴۲۱ھ (۱۰۳۰ء) کو اس کی وفات ہوئی ہے رحمہ اللہ تعالے۔

دَرّاج بفتح دال مہملہ و فتح رائے مہملہ مشددہ و الف و جیم اوس کے دادا کا نام ہے قَسْطَلّی بفتح قاف و سکون سین مہملہ و تشدید لام قَسْطَلّہ[2] کی طرف منسوب ہے۔ جو اندلس مین ایک شہر ہے اور جسے قسطلۂ درّاج بھی کہتے ہین۔ مگر مجھے یہ نہین معلوم کہ یہ درّاج جس کی طرف منسوب ہے آیا ابو عمر کا دادا ہے۔ یا کوئی اور شخص۔ واللہ سبحانہ اعلم۔

(۱) ابو عامر محمد بن ابی عامر ملقب المنصور ۳۶۶ھ (۹۷۶ء) مین ہشام المؤید باللہ کی تخت نشینی پر سلطنت قرطبہ کا حاجب یعنی وزیر اعظم مقرر ہوا تھا۔ عیسائیون کے مقابلہ مین کوئی پچاس سے زیادہ کی فتح کے بعد سانچہ بادشاہ نوار سے اوسے ۳۹۲ھ (۱۰۰۲ء) مین ایسی شکست ہوئی کہ اسی رنج مین مرگیا۔ اگرچہ ہر سال دو مرتبہ صیف و شتا کے موسم مین وہ غنیم کے مقابلہ کو جاتا۔ تاہم اوسے اتنی فرصت بخوبی ملتی تھی کہ وہ اہل علم کی خبرگیری کرتا اور انہین انعام و اکرام دیتا رہتا تھا۔ از تعلیقات۔

(۲) خصیب کو خلیفہ ہارون الرشید نے ۱۹۰ھ (۸۰۵ء) مین مصر کے خراج پر مقرر کیا۔ اور ۱۹۱ھ مین وہان سے ہٹا دیا تہا۔ ماخوذ از المکلین

(۳) یہان صیغہ تثنیہ غالبًا اوسی طرح استعمال کیا گیا ہے جس طرح کہ یا ان عرب کی عادت ہے۔ اور جس کا ذکر ہم تذکرہ ۲۵ نوٹ ۱ مین کر آئے ہین۔

(۴) لفظی ترجمہ پسلیان۔

(۵) ثاقبُ الظلام زحل سیارہ کو کہتے ہین۔

(۶) دیکھو تذکرہ ۱۷۔

(۷) یہان شاعر کی مراد خلیفہ ہارون الرشید سے ہے

(۸) والی کی حیثیت سے اوسکو منبر پر خطبہ بیان کرنے اور تخت پر بیٹھکر دربار کرنے کا اختیار تھا المکلین اور نیز ابو المحاسن بن تغری بردی سے ہے کہ خلیفہ ہارون الرشید کے عہد خلافت مین کبھی کبھی والی کو بھی خراج وصول کرنے کا اختیار دیدیا جاتا تھا۔ مگر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے۔ کہ خصیب مصر کا والی کبھی نہین رہا جس سے اوسے منبر پر خطبہ پڑہنے کا اقتدار ہوتا۔

(۹) یہان بھی خلیفہ سے مراد ہارون الرشید سے ہی ہے

(۱۰) یعنی ہم تم سو رہین۔ اور خواب مین تصویر خیالی بہیجکر مل لین۔

(۱۱) ایام جاہلیت مین دستور تہا۔ کہ شیوخ قوم اپنے مصرف خاص کے لئے دیرون کے قریب زمین کا کچھ حصہ محفوظ کر لیا کرتے اور اوسے حِمٰی کہتے تھے حِمٰی کے معنی ممنوع کے ہین۔ اوس مین کوئی دوسرا شخص اپنے جانور نہین چرا تا اور نہ شکار کر سکتا تہا۔ متاخرین شعرا حِمٰی کے لفظ سے وہ مقام مراد لیتے تھے جہان اونکی معشوقہ کا مسکن فرض کیا جاتا تہا۔

(۱۲) الادریسی کہتا ہے کہ قسطلّہ ساحل پر تادرہ سے چودہ میل شرق کو واقع ہے۔ اور کاندی کہتا ہے۔ کہ اوسے ایک کا شلر کہتے ہین

۵۶ - ابو الولید احمد بن عبد اللہ بن احمد بن غالب بن زیدون المخزومی الاَندلُسی القُرطبی

مشہور شاعر تہا۔ ابن بَسّام نے ذخیرہ مین کہا ہے۔ کہ ابو الولید جو بنی نثر و نظم دونون مین انتہائے کمال کو پہونچ گیا تہا بنی مخزوم کے شعرا کا خاتمہ اسی پر ہوا ہے۔ زمانہ اوس کا مساعد تہا۔ لیاقت مین کوئی اوس کے درجہ کو مخلوق مین نہین پہنچ سکتا تہا۔ قوت (وزارت) کو ایسے استعمال کرتا کہ دشمن مغلوب و مقہور اور دوست کامیاب و بامراد رہتے تھے۔ نظم ہو یا نثر دونون مین اللہ تعالےٰ نے اوسے قوت بیانیہ نہایت ہی اچھی عطا فرمائی تھی۔ ادب مین اوس کے سامنے بحر روان اور بدر تابان کی کچھ ہستی نہ تہی۔ اشعار مین وہ اثر تہا کہ جادو بھی کیا چیز ہے۔ چمکدار تارہ بھی اوسکا لگا نہین

کہا سکتے تھے۔ نثر مین اوسے ایسے معانی غریبہ لکہنے کی قدرت دی گئی تھی کہ جو الفاظ و معانی کے لحاظ سے نظم کا لطف دکہاتی تہی وہ قرطبہ کے بڑے زبردست فقہا کی اولاد مین تھا۔ ادب اسکا کامل شعر اوس کے تقید مرتبہ بھی اوس کا عالیشان زبان بھی خوب چلتی تھی۔ پہر وہ قرطبہ سے سنہ ۴۴۱ھ (۱۰۴۹ء) مین معتضد عباد صاحب اشبیلیہ کے پاس چلا گیا۔ معتضد نے اپنے خواص مین داخل کر لیا۔ خلوت مین اوس سے باتین کرتا اور ریاست مین اوسی کے اشارات پر چلتا تھا۔ اوس کے پاس وہ ایسا تھا جیسے اوسکا وزیر ہو۔ ابن بسام نے اوس کے کتنے ہی رسائل اور نظم بھی ذخیرہ مین لکہی ہے۔ اوسی مین اوس کا یہ قول بھی ہے۔

بَيْنِي وَبَيْنَكَ مَا لَوْ شِئْتَ لَمْ يَضِعِ — سِرٌّ اِذَا ذَاعَتِ الْاَسْرَارُ لَمْ يَذِعِ

میرے اور تیرے درمیان وہ (محبت) ہے کہ اگر تو چاہے تو کبھی نہ ٹوٹے۔ وہ ایک بھید ہے۔ کہ جو کبھی افشا نہین ہوا اگر اور بھید کہل گئے

يَا بَائِعًا حَظَّهُ مِنِّي وَلَوْ بُذِلَتْ — لِيَ الْحَيَاةُ بِحَظِّي مِنْهُ لَمْ اَبِعِ

اے خریدار اوس کی محبت کا حصہ جو مجھے حاصل ہے اگر اوسکے عوض تو مجھے اپنی جان بھی دیدے تب بھی مین اوسکی محبت کا حصہ نہ فروخت کرونگا۔

يَكْفِيكَ اَنَّكَ اِنْ حَمَّلْتَ قَلْبِي مَا — لَا تَسْتَطِيعُ قُلُوبُ النَّاسِ يَسْتَطِعِ

تیرے لئے یہی کافی ہے کہ تو نے جو بوجھ میرے قلب پر ڈالدیا ہے جسے مخلوق کے دل اٹھا نہین سکتے اوسے میرے دل نے اوٹھا لیا ہے

تِهْ اَحْتَمِلْ وَاسْتَطِلْ اَصْبِرْ وَعِزَّ اَهُنْ — وَوَلِّ اُقْبِلْ وَقُلْ اَسْمَعْ وَمُرْ اُطِعِ

تو اگر مین برداشت کرونگا۔ تو غرور کر مین صبر کرونگا۔ تو ضد کر مین عاجزی کرونگا۔ تو منہ پہیر مین سامنے آونگا۔ تو کہہ مین سنونگا۔ تو حکم دے مین مانونگا

یہ بھی اوسی کے شعر ہین۔

وَدَّعَ الصَّبْرَ مُحِبٌّ وَدَّعَكْ — ذَائِعٌ مِنْ سِرِّهِ مَا اسْتَوْدَعَكْ

جس محب نے تجھے وداع کیا اوس نے صبر کو وداع کر دیا اور اوسکا بھید جو اوس نے فقط تیرے ہی پاس امانت رکھا تھا فاش ہو گیا

يَقْرَعُ السِّنَّ عَلَى اَنْ لَمْ يَكُنْ — زَادَ فِي تِلْكَ الْخُطَا اِذْ شَيَّعَكْ

عاشق افسوس سے دانت پیستا ہے کہ اوس کے قدم آگے وہ کیون نہ بڑہ گیا۔ جبکہ وہ رخصت کے وقت تیری مشایعت کو جا رہا تھا

يَا اَخَا الْبَدْرِ سَنَاءً وَسَنًا — حَفِظَ اللّٰهُ زَمَانًا اَطْلَعَكْ

چودہوین رات کے چاند حسن و جمال مین تو اوسکا بھائی ہے۔ اللہ تعالی کوئی زمانہ ایسا لائے کہ مین تجھے نکلتا ہوا پہر دیکہون

اِنْ يَطُلْ بَعْدَكَ لَيْلِي فَلَكَمْ — بِتُّ اَشْكُو قِصَرَ اللَّيْلِ مَعَكْ

تیری جدائی مین میری راتین لمبی ہو گئی ہین تو کیا عجب ہے مین اون راتون کے چہوٹے ہونے کی شکایت کرتا تہا جو تیرے ساتھ گذرتی تہین

اوس کے نہایت سریلے قصائد ہین۔ اگر اطالت کا خوف نہ ہوتا تو مین کچہہ اون مین سے لکھتا۔ اور اوس کے آبدار کلام مین سے ایک قصیدہ نونیہ ہے جس مین یہ شعر بھی ہین۔ (۱)

تَکَادُ حِینَ تُنَاجِیکُمْ ضَمَائِرُنَا
یَقْضِی عَلَیْنَا الْأَسَی لَوْلَا تَأَسِّینَا

جب ہمارا دل تمہارے خیالات مین مصروف تہا تو رنج کا صدمہ ہم پر ایسا ہوا۔ کہ دنیا ہی سے چلدئے ہوتے۔ اگر ہم نے اوس وقت صبر و استقلال سے کام نہ لیا ہوتا۔

حَالَتْ لِبُعْدِکُمْ أَیَّامُنَا فَغَدَتْ
سُودًا وَکَانَتْ بِکُمْ بِیضًا لَیَالِینَا

جب سے تم ہم جدا ہوگئے تب سے ہمارے دن تاریک ہوگئے ہین۔ حالانکہ جب تم تہے تو ہماری راتین بھی روشن تہین۔

بِالْأَمْسِ کُنَّا وَمَا یُخْشَی تَفَرُّقُنَا
وَالْیَوْمَ نَحْنُ وَمَا یُرْجَی تَلَاقِینَا

کل وہ دن تہا۔ کہ جدائی کا کچہہ خوف ہی نہ تہا۔ ایک آج کا دن ہے۔ کہ امید وصال و ملاقات ہی نہین ہے۔

یہ بڑا لنبا قصیدہ ہے۔ ہر ایک بیت اوسکی نتخب ہے۔ مگر تطویل سے ہمارا مقصود فوت ہوجاتا ہے۔ شروع رجب ۴۶۳ھ (۱۰۷۱ء) مین ابن زیدون نے بمقام اشبیلیہ وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالے۔ اور اوسی کے مذکر ابن بشکوال نے کتاب الصلہ مین اوس کے باپ کا ذکر کیا۔ اور بہت تعریف کی ہے۔ اور کہتا ہے کہ اوس کی کنیت ابو بکر تہی۔ بیرہ مین ۴۰۵ھ (۱۰۱۴ء) مین انتقال کیا۔ جنازہ قرطبہ مین لاکر اوس کو بروز دو شنبہ ۲ ربیع الآخر سنہ مذکور کو دفن کیا۔ ۳۵۴ھ (۹۶۵ء) مین پیدا ہوا تہا۔ بڑہاپے مین خضاب کیا کرتا تہا۔ رحمہ اللہ تعالے۔ (۲)

ابو الولید کا ابو بکر نام ایک بیٹا بھی تہا جو معتمد بن عباد کا وزیر ہوگیا تہا۔ یہ اوس روز مارا گیا جس روز یوسف بن تاشفین نے ابن عباد مذکور سے اوس کی مملکت پر غالب ہوکر قرطبہ لیا تہا جس کا مزید حال مصنف اوس ابن تاشفین کے بیان مین آگے آئیگا۔ ان شاء اللہ تعالی۔ یہ واقعہ ۲ صفر ۴۸۴ھ مارچ ۱۰۹۱ء کا ہے ابو بکر قرطبہ مین مارا گیا۔ (۳)

زَیدُون بفتح زاے معجمہ و سکون یاے تحتانیہ و ضم دال مہملہ واو و نون۔ قرطبہ کا ذکر احمد بن عبد ربہ (۴) مصنف کتاب عقد الفرید کے بیان مین اوپر کرچکے ہین اعادہ کی حاجت نہین۔ قرطبہ کو فرانسس اول نے مسلمانون سے شوال ۶۳۳ھ (قریب یکم جولائی ۱۲۳۶ء) (۵) مین چہین لیا ہے۔

[illegible]

(۲) قلائد قلادہ کی جمع ہے جس کے معنی حمیل کے ہین۔ مگر مین نے یہان آبدار کلام کے لئے ہین۔

(۳) اوس وقت اکثر مہندی کا خضاب کیا کرتے تہے۔ وسمہ کم تہا۔ دیکہو تذکرہ ۱۹ نوٹ ۳۔

(۴) دیکہو تذکرہ ۴۵۔

(۵) اگر ابن زیدون کا کسی کو زیادہ حال معلوم کرنا ہو تو مسٹر ڈی ساسی کا رسالہ بائگرافی یونیورسیل (زیدون) دیکہنا چاہئے۔ اوس مین قرطبہ کے لینے کی جو تاریخ سنہ ۴۳۳ھ (سنہ ۱۰۴۲ء) لکہی ہوئی ہے وہ غلط ہے۔ دیکہو مسٹر ڈیرس کی کتاب اسپیسمین کرٹیکم۔ یہ صاحب کہتے تہے میرا ارادہ ہے کہ ابن زیدون کا مشہور رسالہ اور اوس کی شرح مصنفہ ابن نباتہ چہپوا دون۔ مگر معلوم نہین کہ وہ چہپا یا نہین۔

۵۷ — ابو جعفر احمد بن محمد الخولانی اندلسی اشبیلی معروف ابن آبار

مشہور شاعر تہا۔ معتضد عباد بن محمد اللخمی صاحب اشبیلیہ کے اچہے شعرا مین گنا جاتا تہا اور شعر و سخن کے تمام فنون کو خوب جانتا تہا۔ اسی کے ساتہہ عالم بھی بڑا تہا۔ اوس نے خوب مواد جمع کیا تہا تالیف و تصنیف اوس کی بہت ہے لیکن نظم مین اوسکا پایہ ایسا بلند تہا۔ کہ اوسے سب مانتے تہے اس فن مین اوسکی خوبیان شمار سے زاید ہین۔ اوسکے عمدہ اشعار مین سے کچہہ ذیل مین نقل کرتے مین

لَمْ تَدْرِ مَا خَلَدَتْ عَيْنَاكِ فِي خَلَدِي ‌ ‌ مِنَ الْغَرَامِ وَلَا مَا كَابَدَتْ كَبِدِي

تیری آنکہین نہین جانتی تہین کہ اونہون نے میرے دل مین کیسی دائمی شیفتگی پیدا کردی ہے۔ اور میرے جگر پر کیسا قلق گذر رہا ہے

أَفْدِيهِ مِنْ زَائِرٍ رَامَ الدُّنُوَّ فَلَمْ ‌ ‌ يَسْتَطِعْهُ مِنْ غَرَقٍ فِي الدَّمْعِ مُتَّقِدِ

مین اوس آنیوالے پر قربان جاؤن جس نے پاس آنیکا تو قصد کیا۔ مگر آنسوؤن مین ڈوبے ہونے اور سوختہ جان ہونیکے باعث پاس نہ آسکا

خَافَ الْعُيُونَ فَوَافَانِي عَلَى عَجَلٍ ‌ ‌ مُعَطَّلًا جِيدُهُ إِلَّا مِنَ الْجَيَدِ

اوسے دغابازون کی آنکہون کا خوف تہا اس سے وہ میرے پاس جلدی جلدی آیا۔ اوسوقت اوسکی گردن مین حسن و جمال کے سوا کوئی زیور نہ تہا

عَاطَيْتُهُ الْكَأْسَ فَاسْتَحْيَتْ مُدَامَتُهَا ‌ ‌ مِنْ ذَلِكَ الشَّنَبِ الْمَعْسُولِ وَالْبَرَدِ

مین نے اوسے پیالہ دیا۔ تو اوسمین کی شراب اون لبون اور دانتونکو دیکہکر شرما گئی۔ جو شیرینی مین شہد اور سپیدی و چمک مین اولون (۲) کی طرح تہے۔

حَتَّى إِذَا غَازَلَتْ أَجْفَانَهُ سِنَةٌ ‌ ‌ وَصَيَّرَتْهُ يَدُ الصَّهْبَاءِ طَوْعَ يَدِي

(یہہ ہماری شراب پینے پیتے) یہانتک نوبت پہونچی کہ اوسکی آنکہین غنودگی سے نخرہ کرنے لگین۔ اور شراب کے ہاتہہ نے اوسے میرے ہاتہہ کے قبضہ (۳) مین دیدیا

أَرَادَتْ تَوَسُّدَهُ خَدِّي وَقُلْ لَهُ فَقَالَ كَفُّكَ عِنْدِي أَفْضَلُ الْوُسُدِ

مین نے چاہا کہ اپنے گالون[4] کا اوسکا تکیہ بناؤن۔ مگر اوس کے لیے وہ چھوٹا ہوا۔ تو اوس نے کہا کہ تیرا ہاتھ میرے لیے بہت ہی اچھا تکیہ ہے

فَبَاتَ فِي حَرَمٍ لَا غَدْرَ يَذْعَرُهُ وَبِتُّ ظَمْآنَ لَمْ أُصْدِرْ وَلَمْ أَرِدِ

وہ ساری رات تو حرم مین گذری۔ جہان اوسے کچھ خوف و اندیشہ نہ تھا۔ مگر میری رات پیاس مین کٹی۔ مین (اوسکی لبہائے شیرین کے) چشمہ تک نہ گیا [5] نہ آیا

أَمَا دَرَى اللَّيْلُ أَنَّ الْبَدْرَ فِي عَضُدِي تَحَيَّرَ اللَّيْلُ مِنْهُ أَيْنَ مَطْلَعُهُ

رات حیرت مین ہے کہ وہ (خوبصورت چاند) کہان سے نکلیگا۔ کیا رات کو یہ نہین معلوم تہا۔ کہ چاند میرے آغوش مین ہے

اسی اسلوب پر اوس نے نہایت ہی عمدہ مقطعہ بھی لکھے ہین۔ اوس کا ایک دیوان بھی ہے جسکا ابن بسام نے ذخیرہ مین ذکر کیا ہے۔ ابن آبار نے ۴۳۳ھ (۱۰۴۱ء) مین وفات پائی ہے۔ رحمہ اللہ تعالے۔

آبار بفتح ہمزہ و تشدید بائے موحدہ و الف و رائے مہملہ۔ خولانی بفتح خائے معجمہ و سکون واو و لام و الف و نون خولان بن عمرو کی طرف منسوب ہے جو ایک بڑا قبیلہ شام مین رہتا تھا۔ اشبیلی اشبیلیہ کیطرف منسوب ہے۔ اشبیلیہ بکسر ہمزہ و سکون شین مثلثہ و کسر بائے موحدہ و سکون یائے تحتانیہ و لام و یائے تحتانیہ اندلس کا ایک بہت بڑا شہر ہے۔

(۱) دیکھو تذکرہ ۲۵ نوٹ ۵۔

(۲) بَرَد کے معنی اولے کے ہین عربی شاعر دانتون کو اوس سے اکثر تشبیہ دیا کرتے ہین۔

(۳) یعنی شراب کے نشہ مین چکنا چور ہو کر میرے قابو مین آگئی۔

(۴) گالون اور رخسارون کی نرمی اور نزاکت شعرا کا ایک عام مستعمل مضمون ہے۔

(۵) ورود و صدور عربی مین بہت مشہور لفظ ہین۔ ورود پانی پر جانے اور صدور پانی سے واپس ہونے کو کہتے ہین قدیمی عربون مین یہ محاورہ اونٹون کی اوس قوت کے اظہار کے لیے استعمال کیا جاتا تھا جو اونہین قدرت نے پیاس کی برداشت کے لیے عنایت کی ہے۔

۵۵۔ ابو نصر احمد بن یوسف السلیکی منازی کاتب

اعیان فضلا و بے نظیر شعرا سے تھا۔ ابو نصر احمد بن مروان کردی صاحب میافارقین و دیار بکر کا وزیر تھا

جسکا ذکر انشاء اللہ تعالی آیندہ آتا ہے۔ اوہ فاضل اور شاعر ہونے کے ساتھ ہی کام کا بھی آدمی تھا قسطنطنیہ کو کئی مرتبہ سفیر ہو کر گیا۔ اور جہان کہین سے اوسنے کتابین میسر آئین کثرت سے جمع کین۔ اخیر وقت مین یہ کتابین اوس نے جامع مسجد میّافارقین اور جامع مسجد آمد مین بطور وقف کے دیدین جو اب تک اون مساجد کے کتب خانون مین موجود ہین اور مناری کی کتابون کے نام سے مشہور ہین۔ ایک مرتبہ معرۃ النعمان مین ابو العلاء المعری سے اوسکی ملاقات ہوئی تھی۔ ابو العلا نے اوس سے شکایت کی۔ کہ مین نے مخلوق سے علیحدہ ہو کر گوشہ نشینی اختیار کرلی ہے۔ مگر پھر بھی وہ مجھے ستاتے رہتے ہین۔ ابو نصر نے کہا۔ آپ سے اور اون سے کیا علاقہ ہے۔ آپ نے اون کے لئے دنیا اور آخرت[^1] دونو چھوڑ بیٹھے ہین۔ ابو العلا نے کہا۔ کیا آخرت بھی۔ اور یہی لفظ با ربار کہے۔ اور پھر محزون و مغموم ہو کر سر نیچے ڈال لیا۔ جب تک ابو نصر بیٹھا رہا پھر اوس سے بات نہ کی۔

ایک مرتبہ ابو نصر کا کہین سفر مین وادی بزاخا کی طرف گذر ہوا تھا۔ اوس مقام کی خوش نمائی اور وہان کی حالت کو دیکھکر اوس کے دل مین جوش اوٹھا۔ اور یہ اشعار کہے۔

وَقَانَا لَفْحَةَ الرَّمْضَاءِ وَادٍ … وَقَاهُ مُضَاعَفُ النَّبْتِ الْعَمِيمِ

ایک وادی نے ہمین جلتے ہوئے ریت کی طپش سے بچا دیا۔ اوس کے گنجان درختون نے اوسے ہر سایہ دار کر دیا تھا۔

نَزَلْنَا دَوْحَهُ فَحَنَا عَلَيْنَا … حُنُوَّ الْمُرْضِعَاتِ عَلَى الْفَطِيمِ

ہم اوس کے ایک درخت کے نیچے اوترے۔ اور اوس نے ہم پر ایسی شفقت کی جیسے کہ دودھ پلانے والیان اپنے دودھ چھڑائے بچہ پر کرتی ہین۔

وَأَرْشَفَنَا عَلَى ظَمَإٍ زُلَالًا … أَلَذَّ مِنَ الْمُدَامَةِ لِلنَّدِيمِ

اوس نے پیاس کے وقت ہمین ایسا شیرین پانی پلایا جو ندیمون کے لئے انگوری شراب سے بھی لذیذ تر تھا۔

يُرَاعِي الشَّمْسَ أَنَّى قَابَلَتْهُ … فَيَحْجُبُهَا وَيَأْذَنُ لِلنَّسِيمِ

جہان جہان آفتاب سے اوسکا سامنا ہوتا ہے۔ اوسے خوب دیکھتا اور چھپاتا ہے مگر نسیم کے جھونکون کو نہین آنے دیتا ہے۔

يَرُوعُ حَصَاهُ حَالِيَةَ الْعَذَارَى … فَتَلْمِسُ جَانِبَ الْعِقْدِ النَّظِيمِ

اوس وادی کی کنکریان حسینون کو جو زیور پہنے ہوتے ہین اندیشہ مین ڈال دیتی ہین۔ کہ اونہین زمین پر پڑا دیکھکر اپنے سر سے ٹوٹا ہوا موتیون کا ہار سمجھکر ٹٹولتی ہین کہ کہین موتی ٹوٹ کر تو نہین گرے

یہ ابیات اپنے مضمون مین نہایت بدیع ہین۔ ابو المعالی الحظیری نے بھی کتاب زینۃ الدہر مین اوسکا ذکر کیا ہے۔ اور کچھ شعر بھی نقل کئے ہین۔ اون مین یہ شعر بھی ہین۔

[^1]: (۲) حاشیہ کا نشان آخرت پر]

وَلِی غُلامٌ طَالَ فِی دِقَّۃٍ ... کَخَطِّ اُقْلِیْدَسَ لَا عَرْضَ لَہٗ

میرے پاس ایک لڑکا ہے جو لنبا اور پتلا ہے بعینہ اقلیدس کے خط کیطرح کہ جسکا عرض مطلق نہین ہوتا۔

وَقَدْ تَنَاہیٰ عَقْلُہٗ خِفَّۃً ... فَصَارَ کَالنُّقْطَۃِ لَا جُزْءَ لَہٗ

اوس کی عقل خفت کے اوس انتہادرجہ کو پہونچ گئی ہے۔ کہ گویا وہ نقطہ ہے جس کی جز ہی نہین (یعنی مقدار ہی نہین)

اوس کے مقاطیع تو کہین کہین لوگون کے ہاتہہ مین دیکھنے مین آتے ہین۔ مگر اوسکا دیوان بہت ہی کمیاب ہے مین نے سنا ہے قاضی فاضل رحمہ اللہ تعالے نے ایک اہل علم سے جو سفر کو جاتا تہا کہا تہا کہ اوسکا دیوان تلاش کرے۔ اوس نے جہان جہان گیا اوسے ڈہونڈہا مگر کچہہ پتہ نہ چلا۔ اور قاضی فاضل کو لکہہ بہیجا کہ مجہے اوسکا پتہ نہین چلتا۔ اس خط مین کچہہ ابیات بہی تہین۔ جن مین یہ مصرع بہی تہا

وَاَقْفَرَتْ مِنْ شِعْرِیَ الْمَنَازِیِّ الْمَنَازِلُ [4] (جہان جاؤ منازی کے شعرون سے جگہ خالی ہی ملتی ہے)

اوس نے ۴۴۹ھ (۱۰۵۷ء) مین وفات پائی ہے۔ رحمہ اللہ تعالے۔

منازی بفتح میم و نون والف و زاے معجمہ مَنَازْجِرْد کی طرف منسوب ہے۔ جو خَرْتْ بِرْت [5] کے پاس ایک شہر ہے۔ یہ مناز کرد نہین ہے جو اعمال خلاط [6] کا ایک قلعہ ہے جسکا ذکر تقی الدین عمر صاحب حماۃ کے بیان مین آئیگا۔ خرت برت زیادہ مشہور حصن ہے۔ بزاء معجمہ و ضم باے موحدہ و زاے معجمہ و الف و عین مہملہ ایک بڑا قریہ ہے۔ اور حلب اور منبج کے عین وسط مین واقع ہے۔

---

(۱) کوئی چیز کسی نیک کام کے واسطے ہمیشہ کیواسطے دیدینا۔ کہ عام مخلوق اوس کا استعمال کر سکے اور متمتع ہو۔

(۲) آخرت کے چہوٹے چہوٹے مین ابو العلا پر اوس کے اسلامی اُصول سے منحرف ہونے کی وجہ سے طنز کرتا تہا۔ دیکہو تذکرہ ۴۴

(۳) جغرافیہ ابو الفدا مین اوسکا پورا بیان دیکہنا چاہیے۔

(۴) یہ مصرع صرف اس وجہ سے زیادہ مشہور ہے۔ کہ اوس مین مَنَازِی اور مَنَازِل دو لفظ ہم آواز آئے ہوئے ہین منازی تو شاعر کا نام ہے اور منازل منزل کی جمع بمعنی مکان ہے۔

(۵) سلطنت عثمانیہ کے نقشہ مرتبہ لاپی مین اس مقام کا نام خرپوت لکہا ہوا ہے جو تقریبًا سولہ میل شرق کو فرات سے عرض شمالی ۳۰ درجہ ۲۵ دقیقہ پر واقع ہے۔

(۶) خلاط آرمینیہ کا ایک شہر ہے اور وان جہیل کی شمالی نوک پر واقع ہے۔

(۷) دیکھو جغرافیہ ابوالفدا

۵۹ - ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن علی بن یحییٰ بن صدقۃ التغلبی معروف ابن خیاط کاتب دمشقی (۱)

نہایت عمدہ شعرا میں سے تھا - ملکوں میں خوب پھرتا اور لوگوں کی مدح سرائی کرتا تھا - بلاد عجم میں بھی پہونچا وہاں بھی اُمرا کی مدح لکھی - ایک مرتبہ ابوالفتیان بن حیوس مشہور شاعر سے حلب میں اوس کی ملاقات ہوئی - اوس نے اپنے شعر اوسے سنائے - ابوالفتیان سنتے ہی بولا - اس نوجوان نے مجھے موت کی خبر سنائی ہے کیونکہ شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا ہے - کہ ایک اہل ہنر اپنے فن کا کامل اور ماہر پیدا ہو اور وہ اوس فن کے بلوغ ہے صاحب کمال کی موت کی دلیل نہ ہو - ابن خیاط حلب میں ایک دفعہ گیا تو اوس وقت خرچ کیطرف سے نہایت تنگ تھا - ابن حیوس مذکور کے پاس لکھکر یہ بیتیں بھیجیں اور اوس سے بخشش کی التجا کی -

لم یبق عندی ما یباع بحبۃ ٭ وکفاک علماً منظری عن مخبری

میرے پاس کوئی شے اتنی بھی باقی نہیں کہ اوسے ایک حبہ کو بیچ سکوں کسی سے پوچھنے کی بہ نسبت آپ کے لیے میرا حال دیکھ لینا ہی کافی ہے

الا بقیۃ ماء وجہ صنتھا ٭ عن ان تباع واین این المشتری

مگر میں نے اپنے چہرہ کی آب کا بقیہ کچھ فروخت سے بچا کر رکھا ہے اور بیچوں بھی تو لینے والا کہاں ہے -

ابن حیوس نے جب یہ دونو بیتیں دیکھیں تو کہا کہ انت نعم المشتری (تو بہت ہی اچھا خریدار ہے) کہتا تو نہایت بہتر ہوتا - یہاں اوس کے اشعار لکھنے کی حاجت نہیں ہے - اوس کا دیوان خوب مشہور ہے اگر اوسکے اور اشعار بالکل بھی نہ ہوتے اور صرف ایک قصیدہ بائیہ ہوتا جس کا اول یہ ہے -

خذا من صبا نجد اماناً لقلبہ ٭ فقد کاد ریاھا یطیر بلبہ

نجد کی ٹھنڈی شمالی ہوا سے تم دونو اس کے دل کی امن حاصل کرو کیونکہ اوسکی خوشبوئیں اوس کے ہوش اڑائے لیے جاتی ہیں تو اوس کی شہرت کے لیے کافی تھا - اوس کے اکثر قصاید اچھے ہیں - اس قصیدہ کا تتمہ یہ ہے

وایاکما ذاک النسیم فانہ ٭ متی ھب کان الوجد ایسر خطبہ

اس نسیم سے بچتے رہنا - کیونکہ جب وہ چلتی ہے تو ادنیٰ مصیبت جو اوس سے پیدا ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ عشق میں پھنسا دیتی ہے

خَلِیْلَیَّ لَوْ اَحْبَبْتُمَا لَعَلِمْتُمَا — مَحَلَّ الْهَوٰی مِنْ مُغْرَمِ الْقَلْبِ صَبِّهٖ

اے دوستو۔ اگر تم بھی کسی سے محبت کرتے تو معلوم ہو جاتا۔ کہ جس کا دل محبت مین چور ہو اوس پر عشق کا کیا اثر ہوتا ہے

تَذَکَّرَ وَالذِّکْرٰی تَشُوْقُ وَذُوالْهَوٰی — یَتُوْقُ وَمَنْ یَّعْلَقْ بِهِ الْحُبُّ یُصْبِهٖ

وہ اپنے محبوب کو یاد کرتا ہے۔ یاد سے شوق بڑہتا ہے اور عاشق کو آرزوئین ہوا کرتی ہین محبت جس شخص کو لگتی ہے

اوسے دیوانہ بنا دیتی ہے۔

غَرَامٌ عَلٰی یَاْسِ الْهَوٰی وَرَجَائِهٖ — وَشَوْقٌ عَلٰی بُعْدِ الْمَزَارِ وَقُرْبِهٖ

عذاب اور اس کے ساتھ عشق و محبت کی امید و یاس۔ شوق اور اوس ساتھ ملاقات کا وقت قریب ہو یا بعید

وَفِی الرَّکْبِ مَطْوِیُّ الضُّلُوْعِ عَلٰی جَوًی — مَتٰی یَدْعُهٗ دَاعِی الْغَرَامِ یُلَبِّهٖ

قافلہ مین ایک شخص ہے جسکے سینہ مین آتش سوزان لپٹی ہوئی ہے جب اوسے عشق کا داعی پکارتا ہے تو وہ کہتا ہے یہ حاضر ہو

(تیرا شہید ناز)

اِذَا خَطَرَتْ مِنْ جَانِبِ الرَّمْلِ نَفْحَةٌ — تَضَمَّنَ مِنْهَا دَاءَهٗ دُوْنَ صَحْبِهٖ

جب ریگستان کی طرف سے (جہان محبوبہ رہتی ہے) کوئی (باد نسیم کا) جھونکا آتا ہے تو اوس مین عاشق کے لیے درد و رنج تو شامل ہوتا ہے گر اوسکی دوا اوس مین نہین ہوتی

وَمُحْتَجِبٍ بَیْنَ الْاَسِنَّةِ مُعْرِضٌ — وَفِی الْقَلْبِ مِنْ اِعْرَاضِهٖ مِثْلُ حَجْبِهٖ

اور (قافلہ مین) ایک ایسا شخص بھی ہے جسے (حفاظت کے لیے) سنان چہپائے اور وہ (شرم سے) منہ پھیرے چلا جاتا ہے۔ گر (عاشق کے) دل مین اوسکی روگردانی ہو ایسا (درد) ہے کہ جیسے اوس کے چہپانے سے پیدا کر سکتی ہین

اَغَارُ اِذَا آنَسْتُ فِی الْحَیِّ رَنَّةً — حِذَارًا وَّخَوْفًا اَنْ تَکُوْنَ لِحُبِّهٖ

مجھے رشک آتا ہے جب کبھی مین قبیلہ مین رونے کی آواز سنتا ہون۔ اس اندیشہ اور خوف سے کہ کہین اوس کی محبت مین تو کوئی نہین رو تا

یہ بڑا لنبا قصیدہ ہے۔ گر ہم اسی پر قصر کرتے ہین۔

یہ بھی اوسی کے شعر ہین۔

سَلُّوْا سَیْفَ اَلْحَاظِهِ الْمُمْتَشِقْ — اَعِنْدَ الْقُلُوْبِ دَمٌ لِلْحَدَقْ

اوس کے مژگان کی کہنچی ہوئی تلوار سے پوچھو۔ کہ دماشقون کے دلون مین آنکھون سے آنسو بہانے کے لیے خون باقی ہے یا نہین

أما من معين ولا عاذر ... إذا عنف الشوق يوما رفق

ہائے۔ نہ تو کوئی معین مددگار ہے اور نہ عذر کرنیوالا۔ کہ جس روز اوسے شوق ستائے تو اوس سے نرمی کرے

تجلى لنا صارم المقلتين ... مغني الموشح والمنتطق

وہ ہمارے سامنے اسطرح جلوہ افروز ہوا کہ نگاہ کی تیز (تلوار) کھینچے (جسم کان نازک دکھلے ہین) حمایل ڈالے اور نطاق باندھے تھا

من الترك ما سهمه إذ رمى ... بأفتك من طرفه إذ رمق

(۱) وہ ترکی (حسینوں سے ہے) ہے مگر اوس کا تیر جب وہ پھینکتا ہے تو اس قدر قاتل نہین جس قدر کہ اوسکی آنکھہ جب نگاہ سے خون ریزی کرتی ہے

وليلة وافيته زائرا ... سمير السهاد ضجيع القلق

کسی کسی رات مین اوسکے پاس ملاقات کو گیا ہون اوس حالت مین کہ رات بھر بے خوابی سے باتین کرتا رہا۔ اور رنج والم سے ہمبستر رہا

دعتني المخافة من فتكه ... إليه وكم مقدم من فرق

مجھے اوسکی خون ریزی کے خوف نے پناہ کے لیئے اوس کے پاس بھگایا۔ حالانکہ بہت پیش قدم (بڑے خوف کے مقام پر) ڈرجایا کرتے ہین۔

وقد راضت الكأس أخلاقه ... ووقر بالسكر منه النزق

پیالہ شراب نے اوس کی (درشتی) اخلاق کو دبا دیا۔ اور نشہ نے اوس کے غصہ کے جوش کو فرو کردیا ہے

وحق العناق فقبلته ... شهي المقبل والمعتنق

بغل گیری کا حق پیدا ہوگیا تو مین نے اوسکا ایسے شوق سے بوسہ لیا کہ جیسے بوسہ لینے والے اور بغل گیر لیا کرتے ہین

وبت أخالج في فكرتي ... به أزورا طرا أم خيال طرق

رات بھر مین نے اپنی فکر کو اوسمین لگا کر کہا کہ جس سے مین ملا کرتا ہون وہ کسی اور دنیا کی مخلوق ہے یا کوئی خیال ہے جو رات کے وقت دکھائی دیتا ہے

أفكر في الهجر كيف انقضى ... وأعجب للوصل كيف اتفق

ہجر کو دیکھتا ہون تو کہتا ہون کہ اسقدر لمبا زمانہ کیسے گذر گیا وصل کو یاد کرتا ہون تو اوس پر تعجب آتا ہے کہ اوس کا کیونکر اتفاق ہوگیا (جو بالکل غیر ممکن تھا)

وللحب ما عز مني وهان ... وللحسن ما جل منه ودق

میری ہر چیز عزیز و ذلیل ہے سب محبت محبوب کے لیئے ہے۔ اور اوسکی ہر چیز جلیل و دقیق بڑی چھوٹی ہے۔ سب حسن سے لبریز ہے (اوس سے حسن ٹپکتا ہے)

مجھے اوس کی دو بیتون پر جو اوس کے ایک قصیدہ مین اور نہایت عمدہ ہین تعجب آتا ہے۔

وبالجزع حيٌّ كلما عنّ ذكرُهم   أَماتَ الهوى مني فؤادًا وأحياهُ

ایک حی کے لوگ ایک وادی کے موڑ پر رہتے ہین جب اونکا ذکر آتا ہے تو عشق میرے دل کو قتل کرتا اور پہر اوسے زندگی بخشتا ہے

تمنّيتُهم بالرقمتين ودارُهم   بوادي الغضا يا بُعدَ ما أتمنّاهُ

جب مین رقمتین (نجد) (۳) مین تہا تو مجہے اون کی تمنا پیدا ہوئی تہی۔ مگر اونکا مکان وادی غضا مین ہے۔ ہائے جس چیز کی مجہے آرزو ہے کس قدر دور ہے

یہ بہی اوسی کے شعر ہین جن مین وہ اپنے رشتہ دارون اور دوستون پر غصہ کرتا ہے۔

يا مَن بمُجتمَعِ الشقّتين إن عصفت   بكم رياحي فقد قدّمتُ أعذاري

اے وہ لوگو جو دو دریاؤن کے سنگم پر رہتے ہو جو میری ہوائے کی ہوائین تمہین اوڑا لے گئین تو اوسکا عذر مین نے پہلے ہی کر دیا تہا۔

لا تنكِرُنّ رحيلي عن ديارِكمُ   ليس الكريمُ على ضيمٍ بصبّارِ

مین جو تمہارے دیار سے چلا گیا اس سے ناخوش نہ ہو۔ کیونکہ کوئی کریم ظلم و ستم پر صبر نہین کیا کرتا۔

یہہ بہی اوسی کے شعر ہین۔

أتظنّني لا أستطيعُ   أُحيلُ عنكَ الدهرَ ودّي

کیا میری نسبت تجہے گمان ہے۔ کہ کبہی نہ کبہی مین اپنی محبت تجہہ سے نہین اوٹھا سکتا۔

مَن ظنّ أن لا بُدّ منه   فإنّ منه ألفَ بُدِّ

یاد رکھے وہ شخص جو گمان کرتا ہے کہ بجز اس کے مجہے کوئی چارہ نہین۔ میرے پاس اس کے (۱) ہزار اور تدبیرین ہین

دمشق مین وہ ۵۴۹ھ (۱۱۵۴ء) مین پیدا ہوا۔ اور وہین ۱۱ رمضان ۶۳۰ھ (۱۲۳۳ء) کو وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالے۔ بعض نے اوسکی وفات ۲۰ رمضان کو بتائی ہے۔ مگر اول قول صحیح ہے۔

(۱) دیکھو تذکرہ ۱۰ نوٹ ۷، و تذکرہ ۴۴ نوٹ ۵۔

(۲) یعنی مین نے اپنی عزت بچا کر رکھی ہے۔ مجہے اس بات سے غیرت آتی ہے۔ کہ ایسے لوگون کی تعریف کرون۔ اور روپیہ کماؤن جو اوس تعریف کے قابل نہین ہین۔ دیکھو تذکرہ ۴۹ نوٹ ۵،۶۔

(۳) نجد کی بلند زمین عرب مین اپنی خوشبوؤن اور پہولون کے سبب سے مشہور رہا ہے۔ بعینہ اسی طرح جیسے خطہ کشمیر ہندوستان مین اپنی سرد اور تفریح بخش آب و ہوا کی وجہ سے مشہور رہا ہے۔

(۴) لفظی ترجمہ دو نو دوستو دیکھو تذکرہ ۵۲ نوٹ ۱۔

(۵) صحب جمع صاحب کی ہے یعنی اوس کے ساتھی اوس کے ساتہہ نہین ہوتے - وا اگر درد و رنج کا ساتہی دوا ہے

(۶) دیکھو تذکرہ ۵۰ کا اول شعر اور نوٹ ۳ -

(۷) رقمتین مدینہ کے پاس ایک وادی ہے - شعراے جاہلیت اس کا بہت ذکر کیا کرتے ہین - عرب مین اور بہی کئی جگہون کا یہی نام ہے -

(۸) وادی غضایا کا ذکر سیوطی زمخشری اور یاقوت کی کتابون مین کہین نہین ملتا - معلوم نہین کہ یہ مقام کہان ہے

(۹) بعد ما کے محاورہ کے معنی زوزنی نے اپنی شرح مین دئے ہین - معلقہ امرؤ القیس کا ستروان شعر دیکہنا چاہئے

(۱۰) یعنی اگر مین نے تم سے کوئی سخت برتاو کیا -

(۱۱) اس شعر کا مفہوم ٹہیک ٹہیک مین متعین نہین کر سکا -

۶۰ - ابو الفضل احمد بن محمد بن احمد بن ابراہیم المَیدانی نیشاپوری

بہت ہی بڑا ادیب فاضل لغت کا ماہر تہا - ابو الحسن الواحدی صاحب التفسیر کی صحبت مین رہا کرتا تہا - پہر اورون سے بہی پڑہا - عربی زبان مین خصوصًا لغت اور تاریخ امثال عرب مین بہت ہی بڑا کمال حاصل کیا - ان فنون مین اوس کی کئی مفید تصانیف ہین جس مین کتاب[1] الامثال بہی ہے جو اوس کے نام سے مشہور ہے - اور جس کا مثل اس فن مین دیکہنے مین نہین آیا - اوس کی کتاب السّامی[2] فی الاسامی بہی اپنے باب مین بہت عمدہ ہے - اوس نے حدیث بہی سنی اور دوسرون سے روایت بہی کیا کرتا تہا -

یہ شعر وہ بہت پڑہا کرتا تہا - میرے نزدیک اوسی کے ہونگے -

تَنَفَّسَ صُبْحُ الشَّیبِ فی لَیلِ عارِضی ... فَقُلْتُ عَساہُ یَکْتَفِی بِعِذاری

میرے رخسارون کی رات پر بڑہاپے کی صبح نکلی تو مین نے کہا شاید یہ داڑہی سفید کرنے پر کفایت کرے گی -

فَلَمّا فَشا عاتَبْتُہُ فَاَجابَنی ... ایا ہَلْ تَرٰی صُبْحًا بِغَیرِ نَہارِ

مگر جب وہ اور بہی پہیلی تو اوس پر مجہے غصہ آیا - کہنے لگی کہ کوئی صبح ایسی بہی ہوتی ہے جس کے بعد دن نہ نکلتا ہو - بروز چہارشنبہ ۲۵ رمضان ۵۱۸ھ (۱۱۲۴ء) کو نیشاپور مین وفات پائی - اور میدان زیاد کے دروازہ پر مدفون ہوا -

میدانی بفتح میم و سکون یائے تحتانیہ و دال و الف و نون میدان زیاد بن عبد الرحمن کی طرف منسوب ہے جو نیشاپور کا ایک محلہ ہے۔
اوسکا بیٹا ابو سعد سعید بن احمد بھی بڑا فاضل اور دیندار تہا۔ کتاب الاسمی[2] فی الاسماء اوس کی تصنیف سے ہے۔ سنہ ۵۳۹ھ (۱۱۴۴ء) مین اوس نے انتقال کیا۔ رحمہ اللہ تعالے۔

(۱) کتاب الامثال کا ترجمہ لاطینی زبان مین بھی ہوا ہے۔
(۲) یعنی ایسی کتاب جس سے اسماء معرفہ کے معنی معلوم ہوتے ہین۔
(۳) اس کتاب مین بھی اسمائے معرفہ کے مفہوم بتلائے گئے ہین۔

۶۱ ابو الفضل احمد بن محمد بن الفضل بن عبد الخالق معروف ابن خازن کاتب[1] شاعر

کے آبا و اجداد دینور کے رہنے والے تھے۔ مگر یہ خود بغداد مین پیدا ہوا اور وہین وفات پائی تھی۔ بہت بڑا فاضل اور خطاطی مین یکتائے روزگار تہا۔ ابو الفتح نصر اللہ مشہور کاتب کا باپ تہا۔ مقامات حریری کے اوس[2] نے کتنے ہی نسخے لکھے ہین جو آج تک لوگون کے پاس موجود ہین اوسکے بیٹے نے اوس کے اشعار جمع کئے اور دیوان بنایا ہے۔ اشعار نہایت عمدہ ہین الفاظ بھی اوس کے اچھے ہین اور معانی بھی۔ یہہ اوس کے شعر ہین۔ جن مین بہت ہی اچھا مضمون باندہا ہے۔

مَنْ يَسْتَقِمْ يُحْرَمْ مُنَاهُ وَمَنْ يَزِغْ   يَخْتَصُّ بِالْإِسْعَافِ وَالتَّمْكِينِ

جو شخص سیدہا سادہا ہوتا ہے وہ اپنی آرزون سے محروم رہتا ہے۔ اور جو تیڑہا چلتا ہے اور چالاکی کرتا ہے وہ اپنی حاجت پوری کر لیتا ہے اور قدرت پاتا ہے

اُنْظُرْ إِلَى الْأَلِفِ اسْتَقَامَ فَفَاتَهُ   عُجْمٌ وَفَازَ بِهِ اعْوِجَاجُ النُّونِ

دیکھو الف (ا) کو سیدہا ہے پن سے نقطہ سے محروم ہے گر نون نے خمیدگی کے باعث اوسے حاصل کر لیا ہے۔

یہہ بھی اوسی کے شعر ہین۔

مَنْ لِي بِأَسْمَرَ حَجَّبُوهُ بِمِثْلِهِ   فِي لَوْنِهِ وَالْقَدِّ وَالْعَسَلَانِ

کون شخص ہے جو مجھے اس اسمر (گندمی رنگ) سے ملا دے جسے اوس کے لوگون نے اوسی کے سے رنگ قد اور لچک والے (یعنی نیزون) سے گہیر رکھا ہے

مَنْ رَامَہٗ فَلْیَتَدَرَّعْ صَبْرًا عَلٰی ‌ ‌ طَرَفِ السِّنَانِ وَطَرْفِہِ الْوَسْنَانِ

جو شخص اوسے چاہے چاہیے کہ اوسکے نگہبانون کے نیزون کی نوکون اور اوسکی نگاہ خواب آلود دونون کے مقابلہ کے لئے صبر کی زرہ بنائے

رَاحُ الصِّبَا تَثْنِیْہِ لَا رِیْحُ الصَّبَا ‌ ‌ سَکْرَانُ بِیْ مِنْ حُبِّہٖ سَکْرَانِ

جوانی کی شراب اوسے دوہرا کرتی ہے نہ صبا کا جھونکا۔ وہ تو نوجوانی کے نشہ مین ہے اور مجھ پر اوسکی محبت کا دوہرا نشہ چڑہا ہی

طَرْفِیْ کَطِرْفٍ جَامِحٍ مَرِحٍ مَتٰی ‌ ‌ اَرْسَلْتُ فَضْلَ عِنَانِہٖ عَنَّانِیْ

میری آنکھین ایسی ہین جیسے کوئی نجیب سرکش چالاک گھوڑا ہو۔ جبھی مین انکی باگ ڈہیلی چھوڑتا ہون تو وہ مجھے رنج مین ڈالدیتی ہین
پھر بھی اوسی کے ہین۔

اَیَا عَالِمَ الْاَسْرَارِ اِنَّکَ عَالِمٌ ‌ ‌ بِضُعْفِ اصْطِبَارِیْ عَنْ مُدَارَاۃِ خُلْقِہٖ

اے واقف اسرار (نہانی) اوسکی ناز و نخرون کی عادت کے مقابلہ مین میرے صبر و شکیبائی کی کمزوری کو تو خوب جانتا ہے

فَفَتَّرَ غَرَامِیْ فِیْہِ تَفْتِیْرُ لَحْظِہٖ ‌ ‌ وَحَسِّنْ عَزَائِیْ فِیْہِ تَحْسِیْنَ خَلْقِہٖ

میری محبت کے جوش مین جو اوسکے ساتھ ہے فتور ڈالدے جیسا کہ اوس کی نگاہ مین ہے اور اوسکے چھوٹنے سے مجھے تسلی مین
وہی پختگی اور خوبی دیدے جو اوسکے جسم مین دی ہے۔

تَحَمُّلُ الرَّوَاسِیْ دُوْنَ مَا اَنَا حَامِلٌ ‌ ‌ بِقَلْبِیَ الْمُعَنّٰی مِنْ تَکَالِیْفِ عِشْقِہٖ

مضبوط پہاڑون کا بوجہ اوس سے کم ہے جو اوسکا تکالیف عشق سے مین اپنے آفت زدہ دل مین اٹھائے ہوئے ہون۔
حکیم ابوالقاسم اہوازی کو جس نے اوسکی فصد کھولی اور کچھہ تکلیف دی تھی یہ شعر لکھ بھیجے تھے۔

رَحِمَ الْاِلٰہُ مُجَدَّلِیْنَ سَلِیْمُہُمْ ‌ ‌ مِنْ سَاعِدَیْکَ مُشَفَّعٌ بِالْمِبْضَعِ

خدا زمین کے پڑے ہوؤن پر رحم کرے۔ جن مین کے بیمارون کا تو اپنے ہاتھون سے علاج کرتا ہے تو اونہین نشتر سے قیمہ ہی بنا دیتا ہے

فَعَصَائِبُ تَاْتِیْہِمُ بِعَصَائِبٍ ‌ ‌ نُشِرَتْ فَتُطْوٰی اَذْرُعًا فِی الْاَذْرُعِ

پھر تو (مریضون کی) عصائب (گروہون) کے پاس عصائب (پٹیان) لیکر آتا اور پھیلا کر ہاتھہ پر ہاتھہ باندہتا چلا جاتا ہے

اَفَصَدْتَہُمْ بِاللّٰہِ اَمْ اَقْصَدْتَہُمْ ‌ ‌ وَخَزًا بِاَطْرَافِ الرِّمَاحِ الشُّرَّعِ

واللہ تو نے اونکی فصد کھولی ہے یا نہایت سیدھے نشانہ پر لگنے والے نیزون کی نوکون سے اونہین چھید لیا ہے

وَشَتِ الْمَبَاضِعُ اَمْ کِنَانَۃُ اَسْہُمٍ ‌ ‌ اَمْ ذُو الْفِقَارِ مَعَ الْبَطِیْنِ الْاَنْزَعِ

یہ نشترونکی کسبت ہے۔ یا تیرون کا ترکش۔ یا ذوالفقار (تلوار) ہے بڑے پیٹ و چندلے کی۔

غُرِّ رأتْ نفسي اِنْ لقيتُكَ بعدَها ‏ ‏ ‏ ‏ يَا عَنترَ العَبسيِّ غيرَ مُسدَّرعِ

مجھے موت ہی آجائے اے عنترۂ عبسی اگر اس کے بعد بغیر زرہ پہنے مین تیرے سامنے آؤن (۱)

اسی حکیم نے ایک مرتبہ اس کی ضیافت کی - اور بڑی خاطر داری کی تھی - اوسکے مکان مین باغ اور حمام بھی تھا - وہان بھی اوسے لے گیا تھا - اوسپر ابوالغنضو نے یہ اشعار کہے -

وَافيتُ منزلَهُ فلَم اَرَ حاجِباً ‏ ‏ ‏ ‏ اِلّا تلقّاني بِسِنٍّ ضاحِكِ

مین اوس کے مکان پر گیا تو دیکھا کہ کوئی دربان ایسا نہین جو ہنستے دانت دکھاتا ہوا مجھ سے نہ ملا ہو -

وَالبِشرُ في وَجهِ الغُلامِ اَمارةٌ ‏ ‏ ‏ ‏ لِمُقدَّماتِ ضِياءِ وَجهِ المالِكِ

غلام کے منہ پر خوشی اس بات کی نشانی ہے کہ مالک مکان کا منہ بھی اس کے بعد ہنس ہی لیگا (۲)

وَدَخلتُ جنّتَهُ وَزُرتُ جَحيمَهُ ‏ ‏ ‏ ‏ فشكرتُ رِضواناً وَرأفةَ مالِكِ

مین اوس کے باغ مین گیا اور اوس کے حمام مین بھی پہونچا اور مالک (مکان کی) مہربانی وعنایت کا شکریہ (۳) ادا کیا

پھر مین نے ان بیتون کو دیکھا - کہ وہ تو حکیم ابوالقاسم ہبتہ اللہ بن الحسین علی الاہوازی طبیب اصفہانی کی ہین - عماد کاتب نے اپنی کتاب خریدہ مین اوس کی بیان کی ہین - اور کہا ہے کہ اس نے سنہ ۵۰۰ھ (۱۱۰۶ع) سے کچھ بعد وفات پائی ہے - اور پھر انہین بیتون کو ابوالفضل بن الخازن کے ذکر مین اوس کی بتائی ہین - خدا جانے کس کی ہین -

یہ بھی اوسی کے شعر ہین -

وَاَهيَفُ يَنميهِ اِلَى العَربِ لَفظُهُ ‏ ‏ ‏ ‏ وَناظِرُهُ الفَتّانُ يَعزِي اِلَى الهِندِ

(میرا معشوق) ایک پتلی کمر والا ہے جس کی گفتگو سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عرب ہے مگر اوسکی فتنہ انگیز نگاہ کہتی ہے کہ ہندکا ہے (۱)

تَجرَّعتُ كاسَ الصَّبرِ مِن رُقبائِهِ ‏ ‏ ‏ ‏ لِساعةِ وَصلٍ مِنهُ اَحلى مِنَ الشَّهدِ

مین نے صبر کے پیالہ کا گھونٹ پیا مین اوس کے نگاہبانون سے چھپکر مجھے ایک ساعت کا وصل میسر آگیا جو شہد سے بھی شیرین تر تھا

وَهادَنتُ اَعماماً لَهُ وَخُؤُولَةً ‏ ‏ ‏ ‏ سِوى واحِدٍ مِنهُم غَيورٍ عَلَى الخَدِّ

مین نے اوس کے اعمام اور خالون (ماموؤن) کو راضی کر لیا بجز ایک غیرت دار (خال) کے جو اوس کے رخسار پر ہے

كَنُقطةِ مِسكٍ اَودَعَت جُلَّنارةً ‏ ‏ ‏ ‏ رَاَيتُ بِها غَرسَ البَنَفسَجِ فِي الوَردِ

جو ایک مشک (سیاہ) کا نقطہ اور انار کے پھول مین لگا ہوا ہے - میری نظر مین تم وہ بنفشہ کا پھول ہے جو گلاب کے پھول مین اوگا ہے

یہ بھی اوسی کے شعر ہین -

وَاَنِّي خَيَالُكَ فَاسْتَعَارَتْ مُقْلَتِي ... مِنْ اَعْيُنِ الرُّقَبَاءِ تَخْشَى مَرْقَعِ (۱)

تیرا خیال میرے پاس آیا - تو میری آنکھ نے رقیبون کی آنکھون سے ایک ایسی نگرانی کرنے والی آنکھ مستعار لی جو ڈرتی اور خوف کرتی تہی

كَمَا اسْتَمْلَتْ شَفَتَايَ لَثْمَ مُسَلِّمٍ ... مِنْهُ وَلَا كَفَّايَ ضَمَّ مُوَدِّعِ

ابھی میرے ہونٹون نے اوس کا بوسہ لینے ہی نہ پایا تہا کہ سلام کرکے الگ ہوجائین اور نہ میرے ہاتون نے پایا تہا کہ رخصت کرین

وَاَظُنُّهُمْ فَطِنُوا فَكُلٌّ قَائِلٌ ... لَوْ لَمْ يَزُرْهُ خَيَالُهَا لَمْ يَهْجَعِ

رقیبون کو گمان ہوا وہ بیان کرتے ہین کیونکہ ہرایک کہہ رہا تہا - اگر اوس کی تصویر خیالی اوس کے پاس نہ آئی ہوتی تو وہ سوتا نہین

فَانْصَاعَ يَنْزِقُ نَفْسَهُ فَكَأَنَّمَا ... طَلَعَ الصَّبَاحُ بِهَا وَاِنْ لَمْ يَطْلُعِ

اس سے وہ تصویر اپنی جان چہپاکر اوسی پاؤن پلٹ گئی (تب مجھے ہوش آیا) تو (اوس کے آنے کے وقت) گویا صبح ہوگئی تہی حالانکہ صبح ہولی نہ تہی -

اوس کے اکثر اشعار کے مضامین ایسے[2] ہوتے ہین - وفات اوس کی ۵۱۷ھ (۱۱۲۳ء) مین ہوئی اوس وقت اوس کی عمر سینتالیس سال کی تھی - حافظ ابن جوزی نے اپنی کتاب المنتظم مین کہا ہے کہ وہ ۵۱۲ھ مین مرا ہے واللہ اعلم رحمہ اللہ تعالے

اوس کا بیٹا ابوالفتح نصراللہ ۵۶۸ھ (۱۱۷۲ء) مین زندہ تہا مگر مجھے اوس کی تاریخ وفات نہین معلوم

---

(۱) دیکھو تذکرہ ۱۰ نوٹ ۷ -

(۲) انگریزی مترجم نے اس عبارت کا ترجمہ اس طرح پر کیا ہے -

وہ ابوالفتح مشہور کاتب کا باپ تہا جس نے کئی مرتبہ مقامات حریری کو لکہا جسکی نقلین اب تک خلق کے پاس موجود ہین - اور جس نے اپنے باپ کے اشعار کو جمع کرکے ایک دیوان بنایا ہے -

(۳) قدمائے عرب کے نیزہ ایک قسم کی زردی مائل رنگ کی لکڑی سے بنتے تہے جس مین کچھ دور دور گانٹھین ہوا کرتی تھین - میری رائے مین غالبًا یہ لکڑی بانس کی ہوگی - شعرا نے اپنے استعارات مین زرد یا بہورے رنگ کا نام اسمر رکہدیا ہے -

(۴) اس شعر کے معنی اس طرح بھی ہوسکتے ہین -

پہر تو دشمنون کے گروہون پر اپنی فوج کے گروہون کو لیکر آیا اور پہیلاکر دشمن دست بدست ہوکر محاصرہ اور حملہ کرتا ہے -

(۵) حضرت علی کا حلیہ مبارک تاریخ ابوالفدا مین دیکہنا چاہئے تہا - اون کا پیٹ بہت بڑا اور سر چندلہ بتاتے ہین
جو غالبًا سوء ہاضمہ اور سر کی کمزوری کے سبب سے ہوا ہوگا - یہ ذوالفقار تلوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اونکو دی تھی -

(۶) معلوم ہوتا ہے کہ اس حکیم نے فصد لیتے وقت خون ضرورت سے زیادہ نکالدیا ہوگا - جو اوسنے عنترہ عبسی سے
مشابہت دی ہے جس نے لڑائیون مین بہت خون ریزی کی تھی - عبس ایک قبیلہ کا نام ہے - اور عبس اوس
شخص کو بھی کہتے ہین جو بدمزاج ترش رو ہو - اس شعر مین عنتر عوام الناس کی بولی مین بولا گیا ہے - اصل نام عنترہ ہے

(۷) ضیا و کے معنے نور کے ہین - مین نے اوس کے معنی بشاشت کے لئے ہین -

(۸) اس شعر کے معنی اسطرح بھی ہوسکتے ہین -
مین اس کی جنت مین گیا - اور اوس سے جہیم دوزخ کو بھی دیکھا - اور رضوان دربان جنت کا اور مالک داروغہ دوزخ کا
شکریہ ادا کیا -

(۹) یعنی اوس کی نگاہ ہندی تلوار کی طرح ہے - جو اپنی خوبی مین اوس زمانہ مین بہت مشہور تھی - عرب اور فارس
کے سپاہی ہندی تلوارون کو بہت پسند کرتے تہے - شعرا بھی ہندی تلوارون کا اپنے اشعار مین اکثر ذکر کیا کرتے تہے
مگر یہ نہین معلوم کہ یہ تلوارین ہندوستان مین کہان بنتی تہین - میرے ترجمہ سیاحت ٹیورنیر فرانسیسی ج ۲ مین ہے
گولکنڈا بہت مشہور تھا - اور اندور کی تلوار بہت اچھی ہوتی تھی اوسے دیکھنا چاہئے -

(۱۰) دیکھو تذکرہ ۲۹ - نوٹ ۳ - وہان بتا دیا گیا ہے کہ عاشق معشوق دونو ایک دوسرے سے خواب مین مل لیا کرتے ہین اور
اسی واسطے رقیب جہان تک ہوسکتا ہے عشاق کو سونے نہین دیتے -

(۱۱) کوئی عاشق صادق سو نہین سکتا ہے - جب تک کہ اوسے اپنے معشوق سے خواب مین ملاقات کرنا منظور نہ ہو -

(۱۲) اشعار بالا کو دیکھنے سے معلوم ہوسکتا ہے - کہ جسے ابن خلکان اچھا بتاتا ہے اون کے پسند کرنیوالون کا مذاق
کیسا ہوگا - ابن خلکان کے مذاق سے ہر شخص اوس کے متاخرین کے مذاق کا اندازہ کرسکتا ہے -

۶۲ - ابو بکر احمد بن محمد بن الحسین آرجانی ملقب ناصح الدین

تستر اور عسکر مکرم کا قاضی تھا - اوس کے اشعار پرلطف اور نہایت خوب ہوتے تھے - عماد کاتب
اصفہانی نے کتاب خریدہ مین اوسکا ذکر کیا اور کہا ہے - کہ آرجانی عنفوان شباب مین اصفہان
کے مدرسہ نظامیہ مین پڑہتا تھا - نظام الملک کے اخیر عہد سنہ ۴۸۵ھ (۱۰۹۲ء) کے کچھ بعد

شعر کہنا شروع کئے تھے۔ اور اپنے اخیر عہد ۵۷۴ھ (۱۱۷۸ء) تک جس مین کہ وہ مرا ہے کہتا رہا تہا۔ یہ ہمیشہ عسکر مکرم مین سے جسے عسکر مکرم بھی کہتے ہین قاضی کا نائب رہا ہے۔ اوس کے اشعار بہت تھے۔ اون کے مجموعہ مین جواب موجود ہے اوس کے شعرون کا دسوان حصہ بھی نہین ہے۔ ۵۷۴ھ (۱۱۷۸ء) مین جب مین عسکر مکرم کو گیا تہا تو اوس کے بیٹے محمد رئیس الدین سے ملاقات ہوئی تھی۔ اوس نے مجھے اپنے باپ کے اشعار کا بڑا ذخیرہ دکہایا تہا۔ اوس کے شجرہ خاندانی کا منبت ارجان ہے۔ مگر ایک مدت سے یہ لوگ تستر اور عسکر مکرم واقع خوزستان مین رہتے چلے آئے ہین۔ ناصح الدین اگرچہ عجم کی پیدائش ہے۔ مگر اسکی اصل عرب ہے۔ اوس کے اسلاف قدیم انصار[۱] سے تھے۔ جن کا پچھلے زمانہ مین کوئی نظیر نہین تہا۔ وہ نسل کا (ددہیال سے) اوسی اور ننہیال سے خزرجی۔ نطق و فصاحت مین قیس[۲] و ایادی[۳] قلم اور خوشنویسی مین فارسی بلکہ خطاطی کے میدان کا شہسوار اور برہان و دلیل مین سلمان کی مثل تھا۔ اور اون ابنائے فارس سے تہا جو علم کے لحاظ سے ثریا تک پہونچ گئے ہین۔ غرض کہ صورت اور سیرت دونون کی خوبیون کا مجموعہ تہا۔ انتہی کلام العماد۔ مین نے اوس کے دیوان مین لکہا دیکہا ہے کہ بلاد خوزستان مین کبھی تو وہ تستر مین اور کبھی عسکر مکرم مین نائب قاضی رہا کرتا تہا۔ ایک مرتبہ قاضی ناصر الدین ابو محمد عبد القاہر بن محمد[۴] کا نائب رہا۔ اس کے بعد عماد الدین ابو العلا رجا کی نیابت کرتا رہا۔ چنانچہ وہ خود کہتا ہے۔

وَمِنَ النَّوَائِبِ اَنَّنِی   فِی مِثْلِ ہٰذَا الشُّغْلِ نَائِبُ

یہ زمانہ کی گردش ہے کہ مجھے اسطرح کے کام مین نیابت پر کام کرنا پڑا ہے۔

وَمِنَ الْعَجَائِبِ اَنَّ سِیْ   صَبْرًا عَلٰی ہٰذِی الْعَجَائِبْ

اور یہہ بھی عجیب بات ہے۔ کہ ان عجیب اتفاقات پر مجھے صبر بھی حاصل ہوگیا ہے

یہہ فقیہ بھی تھا۔ اور شاعر بھی۔ چنانچہ وہ اس بارہ مین کہتا ہے۔

اَنَا اَشْعَرُ الْفُقَہَاءِ غَیْرَ مُدَافِعٍ   فِی الْعَصْرِ اَوْ اَنَا اَفْقَہُ الشُّعَرَاءِ

اس مین شک نہین مین اپنے زمانہ کے فقہا مین سب سے بڑا شاعر ہون یا کم از کم شاعرون مین سب سے بڑا فقیہ ہون

شِعْرِی اِذَا مَا قُلْتُ دَوَّنَہُ الْوَرٰی   بِالطَّبْعِ لَا بِتَکَلُّفِ الْاِلْقَاءِ[۵]

جب مین شعر کہتا ہون تو مخلوق اوسے خود اپنی طبیعت سے جمع کر لیتی ہے اس کی ضرورت نہین کہ زبردستی یاد کرایا جائے

كالصوت فی ظلل الجبال اذا علا ۔۔۔ للسمع هاج تجاوب الاصداء

یعنہ اوسی طرح جیسے پہاڑون کے نیچے آواز کرو جب زور سے کانون مین پہونچی تو صدا اوس کا جواب بلند کرتی ہے

یہ بھی اوسی کے شعر ہین۔

شاور سواک اذا نابتک نائبۃ ۔۔۔ یوماً وان کنت من اہل المشورات

جب کسی دن تجھ پر کوئی مصیبت آئے تو کسی دوسرے سے مشورہ کر۔ اگرچہ تو ایسا ہی عاقل ہو کہ اور تجھ سے مشورہ لیتے ہون

فالعین تنظر منہا ما دنا ونأی ۔۔۔ ولا تری نفسہا الا بمرآۃ

کیونکہ آنکھ اپنی قریب اور بعید کی چیزین دیکھ لیتی ہے۔ مگر اپنے نفس کے دیکھنے کے لئے اوسی آئینہ کی ضرورت ہوا کرتی ہے

یہ بھی اوسی کے شعر ہین۔ (۱)

ما جبت آفاق البلاد مطوفاً ۔۔۔ الا وانتم فی الوری متطلبی

مین چار دن طرف ملکون مین گھومتا پھرتا ہون۔ اوس سے مجھے بجز آپکے اور کسی کی تلاش منظور نہین

سعیی الیکم فی الحقیقۃ والذی ۔۔۔ تجدون عنکم فہو سعی الدہر بی

حقیقت مین مین آپ ہی کی طرف آتا ہون۔ اور یہ جو اپنے پاس سے مجھے دور پاتے ہو یہ زمانہ کی گردش کا اثر ہے

اقصدکم وترودنی وہی القہقری ۔۔۔ عنکم فسیری مثل سیر الکوکب

مین تو تمہاری طرف منہ کرتا ہون۔ مگر وہ الٹا میرے منہ کو تمہاری طرف سے پھیر دیتا ہے۔ میرا سفر مثل ستارون کا سا ہے

فالقصد نحو المشرق الاقصی لکم ۔۔۔ والسیر رأی العین نحو المغرب

مین تو آپ کے واسطے مشرق اقصی کی طرف قصد کرتا ہون۔ مگر ظاہر آنکھ کے دیکھنے مغرب کی طرف جاتا ہوا معلوم ہوتا ہون

یہ بھی اوسی کے شعر ہین جو اوس نے ایک رئیس کو لکھ کر بھیجے تھے۔ ان مین وہ اس امر کی شکایت کرتا ہے کہ اوس نے ابو بکر کو یاد نہ کیا حالانکہ مدت تک وہ اوس کے پاس نہ گیا تھا۔

نفسی فداؤک ایہا الصاحب ۔۔۔ یا من ہواہ علیّ فرض واجب

اے صاحب میری جان آپ پر سے قربان۔ اور آپ وہ ہین۔ کہ آپ کی ہوا خواہی مجھ پر فرض واجب ہے

لم طال تقصیری وما عاتبتنی ۔۔۔ فانا الغداۃ مقصر ومعاتب

کیون مین اتنی مدت نہ آیا۔ اور مجھ پر آپنے کچھ آزردگی کا اظہار نہ کیا۔ اس لیے آج مین آپ کو تقصیروار ٹھہراتا اور آزردگی کا اظہار کرتا ہون

ومن الدلیل علی ملالک اننی ۔۔۔ قد غبت ایاما وما لی طالب

اس کی دلیل کہ آپ مجھ سے آزردہ ہین یہ ہے کہ مین ایک مدت غائب رہا - مگر کوئی میری تلاش مین نہ آیا

وَاِذَا رَاَیۡتَ الۡعَبۡدَ یَھۡرُبُ ثُمَّ لَمۡ ٭ یُطۡلَبۡ فَمَوۡلَی الۡعَبۡدِ مِنۡہُ ہَارِبٗ

جب آپ دیکھین کہ غلام بہاگ گیا - مگر کوئی اوس کی تلاش مین نہ نکلا تو جان لو کہ غلام کا مالک ہی اوس سے بہاگتا ہے

یہہ بھی اوسی کا کلام ہے اور عجیب مضمون ہے -

رَثَتۡ لِیۡ وَقَدۡ سَاوَیۡتُ فِیۡ نُحُوۡلِہٖ ٭ خَیَالِیۡ لَمَّا لَمۡ یَکُنۡ لِیۡ رَاحِمٗ

میری تصویر خیالی نے جسکا مین لاغری مین مساوی ہوگیا ہون مجہے اوسوقت یاد کیا - جب کہ مجہہ پر کوئی رحم کرنے والا نہ تہا

فَدَلَّسَ بِیۡ حَتّٰی طَرَقۡتُ مَکَانَہٗ ٭ وَاَوۡھَمۡتُ اِلۡفِیۡ اَنَّہٗ بِیۡ حَالِمٗ

اور آہستگی سے میرے لئے اپنی جگہہ چہوڑ دی کہ مین اوس کی جگہہ بیٹہ گیا - اوس وقت مین نے اپنے محبوب کو اس وہم مین ڈالدیا تہا کہ مجہے (فی الواقع نہین بلکہ) وہ خواب مین دیکہہ رہا ہے -

وَبِتۡنَا وَلَمۡ یَشۡعُرۡ بِنَا النَّاسُ لَیۡلَۃً ٭ اَنَا سَاہِرٌ فِیۡ جَفۡنِہٖ وَھُوَ نَائِمٗ

وہان ہم رات کو رہے لوگون نے ہمین جانا بھی نہین - مین اوس کی آنکہون سے جاگتا - اور وہ سو رہا تہا

یہہ بھی اوس کے ایک قصیدہ کا عمدہ شعر ہے -

تَاَمَّلۡ تَحۡتَ ذَاکَ الصُّدۡغِ خَالًا ٭ لِتَعۡلَمَ کَمۡ خَبَایَا فِی الزَّوَایَا

اوس کی کن پٹی کے نیچے کے خال کو دیکہو تو تمہین معلوم ہوجائیگا کہ گوشون مین کتنے خزانہ چہپے ہوا کرتے ہین -

یہہ بھی اوسی کے ہین -

شِبۡتُ اَنَا وَالۡتَحٰی حَبِیۡبِیۡ ٭ وَبَانَ عَنِّیۡ وَبِنۡتُ عَنۡہٗ

مین بوڑہا ہوگیا میرے محبوب کے منہ پر ڈاڑہی نکل آئی - وہ مجہہ سے الگ ہوگیا مین اوس سے الگ چلدیا -

وَابۡیَضَّ ذَاکَ السَّوَادُ مِنِّیۡ ٭ وَاسۡوَدَّ ذَاکَ الۡبَیَاضُ عَنۡہٗ

میرے پاس (بالون مین) جو سیاہی تہی وہ سفید ہوگئی - اوس کے پاس (چہرہ پر) جو سفیدی تہی وہ (بالکل اوسی) سیاہی ہوگئی

یہ بھی اوسی کے ہین -

سَاَلَ الۡفَضَا عَنۡہُ وَاَصۡغٰی لِلصَّدٰی ٭ کَیۡمَا یُجِیۡبُ فَقَالَ مِثۡلَ مَقَالِہٖ

عاشق نے فضا سے محبوب کا حال پوچھا - اور صدا کے لئے کان لگایا - کہ وہ جواب دے اوس نے اوسکا کہا ہوا کہدیا

نَادَاہُ اَیۡنَ تَرٰی مُحَطَّ رِحَالِہٖ ٭ فَاَجَابَ اَیۡنَ تَرٰی مُحَطَّ رِحَالِہٖ

یعنی جب اوس عاشق نے قضا کو پکارا - کہ تیرے نزدیک وس نے اپنا اسباب کہان اوتارا ہوگا تو اوس نے جواب دیا کہ تیرے
نزدیک اپنا اسباب کہان اوتارا ہوگا۔(۹)

ایضاً

لَو كُنتُ أَجهَلُ مَا عَلِمتُ لَسَرَّنِي ‌‌ جَهلِي كَمَا قَد سَاءَنِي مَا أَعلَمُ

اگر مین جاہل ہوتا اور جو چیزین جانتا ہون نہ جانتا تو میری جہالت سے مجھے اسقدر خوشی ہوتی جسقدر مجھے اپنے جاننے سے رنج ہوا ہے

كَالصَّعوِ يَرتَعُ فِي الرِّيَاضِ وَإِنَّمَا ‌‌ حُبِسَ الهَزَارُ لِأَنَّهُ يَتَرَنَّمُ

ممولے کو دیکھو باغ مین اچھلتا پھرتا ہے - مگر بلبل ہزار داستان محبوس ہے کیونکہ وہ گاتی ہے

اسی طرح سے ایک اور شخص کا قول ...

يَختَصُّ أَهلَ الفَضلِ دُونَ الوَرَى ‌‌ مَصَائِبُ الدُّنيَا وَآفَاتُهَا

دنیا کی مصائب و آفات اور مخلوق کو چھوڑ کر اہل فضل پر زیادہ آیا کرتے ہین -

كَالطَّيرِ لَا يُحبَسُ مِن بَينِهَا ‌‌ إِلَّا الَّتِي تُطرِبُ أَصوَاتُهَا

پرندون کا سا حال ہے کہ اون مین سے وہی پکڑے اور قید کئے جاتے ہین جنکی آوازین دل کو اچھی لگتی ہین

یہہ مضمون ایسا ہے جیسا ابو اسحاق غزی نے ایک لنبے قصیدہ کے ایک شعر مین ہے - جسکا ذکر
اوپر (تذکرہ ۲) مین آچکا ہے -

لَا غَروَ أَن تَجنِي عَلَيَّ نَضَارَتِي ‌‌ سَبَبُ احتِرَاقِ المَندَلِيِّ دُخَانُهُ

کچھہ تعجب نہین ہو میرے فضائل و کمالات مجھہ پر کوئی تہمت لگائین (یعنی مین اونپر ہنسے جبکہ کسی بالا مین نہ ہنس
جاؤن) خوشبودار لکڑیون کا دہوان ہی اون کے جلائے جانیکا سبب ہوتا ہے

ہم اوس کی نظم کے انہین مقاطیع پر اختصار کرتے ہین - بڑے بڑے قصائد مین سے خوف اطالت کے
باعث یہان نہین لکہتے -

یہ بہی اوسی کے ہین (۱۰)

أُحِبُّ المَرءَ ظَاهِرُهُ جَمِيلٌ ‌‌ لِصَاحِبِهِ وَبَاطِنُهُ سَلِيمُ

مین اوس شخص کو دوست رکہتا ہون جو ظاہر مین اپنے دوست سے خوش دلی سے پیش آئے اور باطن مین دل کا صاف ہو

مَوَدَّتُهُ تَدُومُ لِكُلِّ هَولٍ ‌‌ وَهَل كُلٌّ مَوَدَّتُهُ تَدُومُ

کسی قسم کا خوف ہی کیون نہ ہو مگر اوس کی دوستی پائدار ہو - کیا ہر شخص کی دوستی پائدار رہا کرتی ہے یہ بیت یعنی ان اوپر کی دونو بیتون مین سے آخری بیت معکوس بھی پڑہی جا سکتی ہے اور غزی مذکور کے دیوان مین بھی موجود ہے - خدا جانے کس کی ہے - ناصح الدین کے اشعار کا ایک دیوان بھی ہے - جن کے مضامین بہت ہی پر لطف ہین - وہ سنہ ۴۶۰ھ (سنہ ۱۰۶۸ع) مین پیدا ہوا - اور ربیع الاول سنہ ۵۴۴ھ (سنہ ۱۱۴۹ع) مین بمقام تُشتَر یا دوسری روایت کے بموجب عَسکَرِ مُکرَم مین مرا ہے رحمہ اللہ تعالے - اَرَّجان بفتح ہمزہ و تشدید رائے مہلہ و جیم و الف و نون بلاد خوزستان کے علاقہ اہواز مین ایک شہر ہے - اکثر لوگ اوسے رائے مخففہ کے ساتھہ بولتے ہین متنبی نے بھی اوسے اپنے شعر مین رائے مخففہ کے ساتھہ باندہا ہے -

أَرَجَانَ أَيَّتُهَا الجِيَادُ فَإِنَّهُ عَزْمِي الَّذِي يَذَرُ الوَشِيجَ مُكَسَّرَا

ارجان کو - اے تیز گہوڑو - میرا عزم یہی ہے - کہ جس نے نیزون کو ٹوٹا ہوا پیچہے چہوڑ دیا ہے - جوہری نے صحاح مین اور حازمی نے اپنی کتاب مین جس کا نام اوس نے مَا اتَّفَقَ لَفظُهُ وَ افتَرَقَ مُسَمَّاهُ رکہا ہے بہ تشدید را لکہا ہے - تُستَر بضم تائے فوقانیہ و سکون سین مہملہ و فتح تائے فوقانیہ و رائے مہملہ خوزستان مین ایک مشہور شہر ہے - جسے عام لوگ شُشتَر کہا کرتے ہین - عَسکَرِ مُکرَم (لشکر گاہ مکرم) مین مُکرَم کی نسبت اختلاف ہے - اکثر تو کہتے ہین - کہ مکرم بہائی ہے مُطَرِّف بن سِیدان بن عَقِیلہ بن ذَکوان بن عَبّان بن الخَزرَق بن غَیلان بن حَادِہ بن مَعن بن مالک بن اَعصَر بن سعد بن قیس بن غَیلان بن مُضَر بن نزار بن مَعَد بن عَدنان کا - مین نے یہ نسب ابن الکلبی کے جَمہَرہ سے لیا ہے - اگرچہ یہان اوس کے نسب مین بَاہِلَہ نہین (۱) ہے - مگر مکرم مذکور مکرم الباہلی الحَاوِی منسوب بہ حاوہ مشہور ہے - واللہ اعلم یہہ بھی کہتے ہین کہ وہ بنی جَعوَنَۃ العامِری کا مُکرَم ہے - بعض نے کہا ہے کہ وہ حَجَّاج بن یوسف الثقفی کا مولی ہے جسے اوس نے خُرزاذ (۲) بن بارس کی لڑائی کے لئے یہان بہیجا تہا - اسی سے اوسکا یہ نام ہو گیا ہے - خُوزِستان بضم خائے معجمہ و واو و زائے معجمہ و سین مہملہ ایک وسیع اقلیم کا نام ہے جو بصرہ اور فارس کے درمیان واقع ہے -

---

(۱) انصار جمع ہے ناصر بمعنی مددگار کی - یہ لقب اون لوگون کا ہے - جنہون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مکہ سے ہجرت کرنیکے بعد اعانت کی تہی - یہ لوگ بنی قحطان مین کے دو قبیلہ اَوس اور خَزرَج تہے -

(۲) انگریزی مترجم نے یہان بجاے قیس کے قُسّ پڑہا ہے۔ قُسّ علاقہ نجران ملک یمن کا ایک نصرانی پادری تہا۔ اشاعت اسلام سے کچہہ تہوڑی ہی مدت قبل ہوا تہا۔ اور فصاحت مین مشہور تہا۔ اس کا حال علامہ مسعودی نے مروج الذہب مین بیان کیا ہے۔ افسوس ہے کہ اس کتاب کا ترجمہ جو مین نے کیا ہے وہ ابہی تک طبع نہین ہوا ہے

(۳) ایاد بنی اسماعیل مین عدنان کی تیسری پشت مین تہا۔ جس کی خوش بیانی ضرب المثل ہوگئی تہی۔ اس کی نسل مین اوس کی دانائی چلی آتی تہی۔ جن مین سے قُسّ کو بہی ایک حصہ ملا تہا۔

(۴) لفظی ترجمہ۔ اوس علم کو پہونچ گئے جو ثریا (تارون مین) لٹکتا تہا۔

(۵) اِلقا کے معنی یہان بہی خوب چسپان ہوتے ہین جو مین نے لئے ہین۔ اس سے پیشتر تذکرہ ۴۴ نوٹ ۱ مین اِلقاء الدرس کے معنی لکہہ دئے گئے ہین۔

(۶) یہان شاعر سیارون کی اوس حرکت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جو وہ اپنی رفتار مین پیچہے کو ہٹ جاتے ہین

(۷) اس شعر کے معنی سمجہنے کے لئے ضرور ہے۔ کہ خوابون کی نسبت شعراے عرب کا جو اعتقاد تہا اور جس کا ذکر اوپر ہم تذکرہ ۲۵ نوٹ ۳ مین کر آئے ہین خیال مین رکہنا چاہئے۔ اون کا اعتقاد تہا۔ کہ عاشق اپنی معشوقہ کی صورت خواب مین دیکہا کرتا ہے۔ کیونکہ اوس کے پاس درحقیقت ایک ہزاد آتا ہے جب معشوقہ خود اپنی مرضی سے اوس کے پاس پہنچتی ہے۔ اسی واسطے یہان شاعر کہتا ہے۔ کہ چونکہ مین بہت لاغر ہو گیا تہا۔ مین اپنی تصویر خیالی کی جگہہ کہڑا ہوا۔ اور اوس نے مجہے اپنی جگہہ چہوڑ کر براہ عنایت کہڑا ہونے کی اجازت دیدی

(۸) دیکہو تذکرہ ۴۱ نوٹ ۵۔

(۹) یعنی معشوق کہان اوترا ہے۔ [illegible] کے جواب سے معلوم [illegible] سبب کہ [illegible] عاشق کی طرف [illegible] اس امر کے دریافت کرنے کی مشتاق ہے۔ کہ معشوق [illegible] ہی نہین معلوم وہ عاشق کو کیا بتا سکتی ہے۔

(۱۰) یہ شعر علانیہ طور پر معلوم ہوتا ہے کہ بعد مین درج کئے گئے ہین۔ اور اسی وجہ سے بے موقع ہین اس قسم کی اور بہی بہت سی مثالین اپنے اپنے موقع پر ہم آیندہ بہی بتائینگے۔

(۱۱) قُتیبہ بن مسلم کے تذکرہ ۵۵ مین مصنف نے وہ سبب بیان کیا ہے کہ جس کی وجہ سے اس نسب مین اوپر معن اور عدنان کے درمیان سے باہلہ کا نام نکال ڈالا گیا ہے۔

(۱۲) یہی حال ابو الفدا نے بہی اپنے جغرافیہ مین لکہا ہے۔ کہ رُم جس کے مقابلہ کے لئے بہیجا گیا تہا۔

اوسکا نام خُرداد تھا۔ مگر ابن خلکان اوسکا نام اوسی طریق پر لکھتا ہے جسطرح کہ طبری سا نامی مورخ لکھتا ہے۔ یہ لشکر کشی ۳۹۵ھ میں کی گئی تھی۔ اسکا ذکر میجر رائٹس نے اپنی تاریخ مسلمانان جلد اول کے صفحہ ۲۷۴ مین کیا ہے۔

۶۴۔ ابوالحسین احمد بن منیر بن احمد مفلح طرابلسی ملقب بہ مہذب الدین عین الزمان

مشہور شاعر اور صاحب دیوان تھا۔ اوسکا باپ بھی شعر پڑھا کرتا اور طرابلس (شام) کے بازارون مین گیت گاتا پھرتا تھا۔ ابوالحسین مذکور جب بڑا ہوا۔ تو قران مجید حفظ کیا اور لغت و ادب پڑھ کر شعر کہنے اور دمشق مین آکر رہنے لگا۔ مذہب کا رافضی تھا[۱]۔ ہجو بہت کہتا اور زبان کا بڑا خبیث تھا۔ جب اوس نے کثرت سے ہجو کرنا شروع کردی تو توری بن اتابک طغتگین والی دمشق کو غصہ آیا۔ اوسے قید کر دیا۔ مدت تک قید مین رہا۔ توری نے چاہا کہ اوسکی زبان کاٹ ڈالے۔ مگر لوگون کے کہنے سننے سے قید سے چھوڑ کر ملک بدر کر دیا۔ اس سے اور ابو عبداللہ محمد بن نصر بن صغیر معروف ابن القیسرانی سے مکاتبت اور جواب و سوال ہوا کرتے اور ایک دوسرے کی ہجو لکھا کرتے تھے۔ دونو حلب مین رہتے اور اپنے شہر مین ایک دوسرے پر شیخی مارتا تھا۔ جیسے کہ ہم پیشہ لوگون کی عادت ہوا کرتی ہے۔ ایک قصیدہ مین اوسکے یہ شعر ہین۔

وَاِذَا الکَرِیمُ رَاَی الخُمُولَ نَزِیلَہٗ ۔۔۔ فِی مَنزِلٍ فَالحَزمُ اَن یَتَرَحَّلَا

جب کوئی بزرگ دیکھے کہ کسی مقام پر وہ گمنامی مین پڑا ہوا ہے تو حزم و عقل کا مقتضی یہی ہے کہ وہان سے کوچ کرے

کَالبَدرِ لَمَّا اَن تَضَاءَلَ جَدَّ فِی ۔۔۔ طَلَبِ الکَمَالِ فَحَازَہٗ مُتَنَقِّلَا

جیسے بدر ہے کہ جب وہ گھٹ جاتا ہے تو کمال حاصل کرنیکے لئے کوشش کرتا ہے اور نقل مکان کر کے اوسے حاصل کر لیتا ہے

سَفَھًا لِحِلمِکَ اِن رَضِیتَ بِمَشرَبٍ ۔۔۔ رَنِقٍ وَرِزقُ اللہِ قَد مَلَاَ المَلَا

تف ہے تیری عقل پر اگر تو کسی گندے چشمے[۲] سے پانی پینے پر راضی ہو۔ اوسوقت کہ اللہ تعالے کا دیا ہوا رزق سے وہ ہی جنگل بھرا پڑا ہو

سَاھَمتَ عِیسَکَ مُرَّ عَیشِکَ قَاعِدًا ۔۔۔ اَفَلَا فَلَیتَ بِھِنَّ نَاصِیَۃَ الفَلَا[۳]

تونے اپنے اونٹون کی چال چلی بیٹھے بیٹھے اپنے دن کاٹے۔ بھلا یہ کیون نہ کیا۔ کہ اونہین لیکر اچھے صحراؤن کے اندر تک چلا گیا تو

فَارِق تَرِق کَالسَّیفِ سُلَّ فَبَانَ فِی ۔۔۔ مَتنَیہِ مَا اَخفَی القِرَابُ وَاَخمَلَا

چھوڑ جا وطن کو۔ دنیا کی فضیلت تجھے ملجائیگی جیسے تلوار میان سے نکلتی ہے تو اوسکی دونو طرفون پر وہ جوہر جنہین میان نے

چھپا رکھا تھا ظاہر ہو جاتے ہین۔

لَا تَحْسَبَنَّ ذَهَابَ نَفْسِكَ مِيتَةً　　مَا الْمَوْتُ إِلَّا أَنْ تَعِيشَ مُذَلَّلَا

یہ مت سمجھ کہ تیری جان جاتی رہتی ہے تو موت آجاتی ہے۔ بلکہ موت یہی ہے کہ ذلیل ہو کر تو اپنی زندگانی بسر کرے

لِلْفَقْرِ لَا لِلْفَقْرِ هِبْهَا إِنَّمَا　　مَغْنَاكَ مَا أَغْنَاكَ أَنْ تَتَوَسَّلَا

اپنی زندگانی فقر اور بیابان مین لگا۔ نہ فقر مین۔ تیرے لئے چاہئے ہے کہ جب تک خدا تجھے زندہ رکھے تو اس کی عنایتون کا مستحق بننے کی کوشش کرتا رہے

لَا تَرْضَ مِنْ دُنْيَاكَ مَا أَدْنَاكَ مِنْ　　دَنَسٍ وَكُنْ طَيْفًا جَلَا ثُمَّ انْجَلَى

دنیا کی اون عنایتون سے راضی نہو جو تجھے بے عزتی کے قریب کرتے ہین بلکہ (عزت سے رہو اور) غول بیابانی کی طرح ہو کہ چمکا اور چلدیا

وَصِلِ الْهَجِيرَ بِهَجْرِ قَوْمٍ كُلَّمَا　　أَمْطَرْتَهُمْ شَهْدًا جَنَوْا لَكَ حَنْظَلَا

دوپہر کی گرمی ہے مین اون لوگون کو چھوڑ کر بھاگ جاؤ اگرچہ تو اون پر شہد کا مینہ برساتا ہے (تو) وہ تجھے کڑوا حنظل توڑ توڑ کر دیتے ہین

مِنْ غَادِرٍ خَبُثَتْ مَغَارِسُ وُدِّهِ　　فَإِذَا مَحَضْتَ لَهُ الْوَفَاءَ تَأَوَّلَا

اور اوسے بھی چھوڑ بھاگ جو بے وفائی کرے اور جس کی دوستی کی جڑین بری جگہ اوگی ہین۔ کہ جب تو اوس سے دوستی کا حق وفاداری اور صاف دلی سے پورا کرے تو وہ اوس مین تاویل (یعنی بیجا نکتہ چینی) کرے

لِلَّهِ عِلْمِي بِالزَّمَانِ وَأَهْلِهِ　　ذَنْبُ الْفَضِيلَةِ عِنْدَهُمْ أَنْ تَكْمُلَا

سبحان اللہ مین زمانہ کو اور زمانہ کے لوگون کو خوب جانتا ہون۔ اون کے نزدیک فاضل و کامل ہونا ہی بڑا گناہ ہے

طُبِعُوا عَلَى لُؤْمِ الطِّبَاعِ فَخَيْرُهُمْ　　إِنْ قُلْتَ قَالَ وَإِنْ سَكَتَّ تَقَوَّلَا

ون کی طبیعت کی خمیر مین ہی کمینگی بسی ہوئی ہے۔ اون مین جو بہت اچھا ہے وہ ایسا ہے کہ اگر مین کچھ کہون تو کہدیتا ہے اور اگر خاموش رہون تو (میری طرف سے) بناکر مشہور کر دیتا ہے۔

أَنَا مَنْ إِذَا مَا الدَّهْرُ هَمَّ بِخَفْضِهِ　　سَامَتْهُ هِمَّتُهُ السِّمَاكَ الْأَعْزَلَا

مین وہ شخص ہون کہ جب زمانہ مجھے نیچا دکھانا چاہتا ہے تو میری (ضدی) ہمت سماک اعزل تارہ تک مجھ کو بلند کر دیتی ہے

وَاعٍ خِطَابَ الْخَطْبِ وَهُوَ مُجَمْجِمٌ　　رَاعٍ أُكُلَ الْعِيسِ مِنْ عَدَمِ الْكَلَا

دو کہنے والا ہون سخت باتون کو گو وہ گول مول ہی کیون نہ کہی گئی ہون۔ اور چرانے والا ہون بہت ہی تھکے ہوئے اونٹون کا جس وقت چارہ نہین رہتا۔

زَعمٌ کمثلِ الصَّباحِ وَرَاءَهُ   عَزمٌ کحدِّ السَّیفِ صادفَ مقتلا

گمان کی بات بہی تیری ایسی روشن ہوتی ہے کہ جیسے اوس کے سامنے صبح کا تڑکا ہو۔ اور عزم تیرا وہ غضب کا ہے کہ جیسے تلوار کی دہار کہ ٹکراتے ہی قتل کر ڈالتی ہے۔

اوس کی عمدہ نظم مین سے وہ قصیدہ بھی ہے جس کی ابتدا یہ ہے۔

مَن رَکَّبَ البدرَ فی صدرِ الرُّدَینیِّ   وَمَوَّهَ السِّحرَ فی حدِّ الیمانیِّ

کس نے چودہوین رات کے چاند کو سیدہے نیزہ کی نوک سے ملا دیا ہے اور اوس یمانی (تلوار) کی دہار مین کس نے جادو بہر دیا ہے (8)

وَأنزَلَ النَّیِّرَ الأعلیٰ الی فلکٍ   مدارُهُ فی القَبَاءِ الخُسروانیِّ

اور نیر اعظم کو کس نے اپنے فلک مین لاکر اوتار دیا ہے جس کا مدار ایک قبائے (9) خسروانی کے اندر ہے

طَرفٌ رَنَا أم قِرَابٌ سُلَّ صارِمُهُ   أوَ أغیدٌ مَاسَ أم أعطافُ خَطِّیِّ

وہ آنکہ ہے جس کے دیکہنے سے دل سیر نہین ہوتا یا کوئی میان ہے کہ تیز تلوار نکلی ہوئی ہے۔ وہ چھیلا ہر رہا ہے یا کوئی لچکدار برچہا (10) ہے

أذَلَّنی بعدَ عِزٍّ والهویٰ أبَداً   یَستَعبِدُ اللَّیثَ لِلظَّبیِ الکِنَاسِیِّ

مین تو بڑا عزت والا مغرور تہا۔ مگر اوس نے مجھے دبا لیا۔ عشق ایسی چیز ہے جو شیر کو بھی ہرن کا جو جہاڑیون مین چہپتی پہرتی ہے ہمیشہ غلام بنا دیتا ہے۔

یہہ بھی اوسی کے ہین۔

أمَا وذوائبُ مِسکٍ مِن ذَوَائِبِهِ   علیٰ أعالی القَضِیبِ الخَیزَرانیِّ

کیا وہ رفیق مشک نہین ہے جو اوس کی کاکلون سے لچکدار چہری کی چوٹی پر یعنی اوس کے سرو قد نازک بدن پر ٹپک رہا ہے

وما یُجَنُّ عَقِیقِیِّ الشِّفَاهِ مِنَ الرِّیقِ الرَّحِیقِیِّ والثَّغرِ الجُمَانِیِّ

کیا ہی محبت کا نشہ دار عرق اور موتیون کی طرح کے دانت اوس کے دونو لبون مین جو عقیق کی طرح سرخ ہین چہپے ہوئے ہین

لَو قِیلَ لِلبَدرِ مَن فِی الأرضِ تَحسُدُهُ   اِذا تَجَلّیٰ لَقَالَ ابنَ الفُلانِیِّ

چودہوین رات کے چاند سے جب کہ خوب چمکتا ہو اگر پوچھا جائے کہ زمین مین تجہہ کو کس سے حسد ہے تو کہیگا کہ فلان شخص کے پسر (11)

(یعنے میرے محبوب) سے

أربیٰ عَلَیَّ بِشَتّیٰ مِن مَحَاسِنِهِ   تَألَّفَت بَینَ مَسمُوعٍ وَمَرئِیِّ

اوس نے مجھے اپنی بہت خوبیون سے دبا لیا ہے جو اون دونو قسمون کا مجموعہ ہین جو کانون سے سنی جاتی ہین اور آنکھون سے دیکھی جاتی ہین

اِبَاءُ فَارِسٍ فِیْ لِیْنِ الشَّآمِ مَعَ الظَّرْفِ العِرَاقِیِّ وَالنُّطْقِ الحِجَازِیِّ

فارس والون کی سی گردن کشی۔ شام والون کی سی نرمی۔ عراقیون کی سی دانائی۔ حجازیون کی سی بول چال۔

وَمَا المُدَامَۃُ بِالْاَلْبَابِ اَفْتَکُ مِنْ   فَصَاحَۃِ البَدْوِ فِیْ اَلْفَاظِ تُرْکِیِّ

شراب بھی عقل کو اتنا غارت نہین کرتی جیسقدر بدوی فصاحت ترکی الفاظ مین

یہ بھی اوسی کے ہین۔

اَنْکَرْتَ مُقْلَتَہٗ وَسَفْکَ دَمِیْ   وَعَلٰی وَجْنَتَہٖ فَاعْتَرَفَتْ

اوسکی نگاہ نے میرا خون بہانے سے انکار کیا۔ (کہ مین نے نہین بہایا) مگر جب سرخ رخسار اوبرا تھایا تو مجبوراً اعتراف کرنا پڑا۔

لَاتَحْسَبُوْا خَالًا فِیْ خَدِّہٖ   قَطْرَۃٌ مِنْ دَمِ جَفْنِیْ نَطَفَتْ

یہ خیال نہ کرو کہ اوس کے رخسارہ پر جو خال ہے وہ میری آنکھون سے خون کا ایک قطرہ جم گیا ہے۔

ذَاکَ مِنْ نَارِ فُؤَادِیْ جَذْوَۃٌ   فِیْہِ سَاخَتْ وَانْطَفَتْ ثُمَّ طَفَتْ

بلکہ وہ میری دہکتی ہوئی دل کی آگ کی ایک چنگاری تھی جو اوس کے رخسارہ کی آب مین جا کر ڈوبی اور بجھ گئی پھر اوبھر آئی ہے

یہ بھی اوسی کے ایک قصیدہ کے شعر ہین۔

لَاتُغَالِطْنِیْ فَمَا تَخْفٰی عَلَامَاتُ المُرِیْبِ

(اپنی ناخوشی کا حال چھپا کر اب مجھے مغالطہ مین نہ ڈال۔ کھٹکے ہوئے بازو کی نشانیان نہیں چھپا کرتی ہین)

اَیْنَ ذَاکَ البِشْرُ یَا مَوْلَایَ مِنْ ہٰذَا القُطُوْبِ

بھلا مولا یہ وہ ہنستا چہرہ کہان اور یہ چین جبین اور ترشروی کہان

مین نے شیخ حافظ محدث زکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی منذری مصری رحمہ اللہ تعالے کی خود ہاتھہ کی ایک تحریر دیکھی ہے اوس مین وہ کہتا ہے۔ کہ مجھہ سے ابو المجد قاضی التنوید اوکہتا تہا کہ شام مین ابن منیر اور ابن القیسرانی دو شاعر تھے۔ ابن منیر ابن القیسرانی پر طعنہ مارا کرتا اور کہا کرتا تہا کہ جس کسی کے ساتہہ وہ رہتا ہے اوس کے لئے بڑا منحوس ہوتا ہے۔ اتفاقاً ایک مرتبہ ایک مغنی نے اتابک عماد الدین زنگی صاحب الشام کے روبرو جب کہ وہ قلعہ جعبہ کو محاصرہ کئے پڑا تھا یہ شعر گا کر سنائے۔

وَیْلِیْ مِنَ المُعْرِضِ الغَضْبَانِ اِذْ نَقَلَ الْوَاشِیْ اِلَیْہِ حَدِیْثًا کُلُّہٗ زُوْرُ

مجھے اوس شرمیلے غضب ناک پریوش سے کیسا رنج ہوتا ہے جب کوئی مخبر اوس سے جا کر کوئی بات ایسی کہدیتا ہو جو بالکل غلط ہوتی ہے

سَلَّمْتُ فَازْوَرَّ یَزْوِیْ قَوْسَ حَاجِبِہٖ ۔۔۔ کَاَنَّنِیْ کَاْسُ خَمْرٍ وَّ ھُوَ مَخْمُوْرُ

مین نے تو سلام کیا۔ اور وہ ابروؤن کی توس مین شکن ڈال منہ پہیر کر چلدیا۔ گویا مین تو پیالہ شراب ہون اور وہ بہی

نشہ مین ڈوبا ہوا ہے (پینے کی حاجت نہین ہے)

زنگی نے اسے بہت پسند کیا اور پوچھا کس کے شعر ہین کسی نے کہا ابن منیر کے۔ اوس وقت ابن منیر حلب مین تہا۔ زنگی نے والی حلب کو لکہا کہ ابن منیر کو فوراً ہمارے پاس بہیجدو۔ اوس نے فوراً بہیجدیا۔ لیکن ابن منیر جس شب کو جعبر مین پہونچا اوسی روز اتابک زنگی مارا گیا۔ اوس کا مفصل حال زنگی کے حال مین انشاء اللہ تعالےٰ آیندہ آئیگا۔ قاضی السویداء کہتا ہے کہ اس کے بعد اسد الدین شیرکوہ صاحب حمص نے نور الدین محمود بن زنگی اور لشکر شام کو لیا۔ اور حلب کو لوٹ آیا۔ اور زین الدین علی بدر[12] مظفر الدین صاحب اربل نے ممالک مشرقی کے لشکرون کو لیا۔ اور سیف الدین غازی بن زنگی کے پاس موصل کو چلا گیا۔ اور اوسے موصل کا حاکم کردیا۔ جب ابن منیر لشکر کے ساتہہ حلب مین آیا تو ابن القیسرانی نے اوس سے کہا۔ کہ تو جو مجھہ پر اس قدر طعنہ مارا کرتا تہا اون سب کے جواب مین یہی ایک واقعہ کافی ہے۔

ابن القیسرانی نے ابن منیر کی نسبت جس نے اوس کی ہجو لکہی تھی یہ شعر کہے ہین۔

اِبْنَ مُنَیْرٍ ہَجَوْتَ مِنِّیْ ۔۔۔ حَبْراً اَفَادَ الْوَرٰی صَوَابَہٗ

اے ابن منیر تو نے میری ہجو کی تو تو نے ایک ایسے عالم کی ہجو کی۔ کہ جس نے اپنی رائے صایب سے مخلوق کو فائدہ پہونچایا

وَلِمْ تَضِیْقُ بِذَاکَ صَدْرِیْ ۔۔۔ فَاِنَّ لِیْ اُسْوَۃَ الصَّحَابَہ

ایسے دل تو کیون اس سے تنگ ہوتا ہے۔ میرے سامنے صحابہ رسول اللہ کا نمونہ موجود ہے۔ (کہ بعض لوگ برا کہتے اور وہ خاموش رہے تھے)

ابن منیر کے اشعار نہایت لطیف اور رفایق ہوا کرتے تہے۔ طرابلس مین ۴۷۳ھ (۱۰۸۰ء) مین پیدا ہوا۔ اور جمادی الآخرہ ۵۴۸ھ دسمبر ۱۱۵۳ء مین بمقام حلب وفات پائی جبل جوشن[15] مین ایک مشہد کے قریب جو وہان ہے مدفون ہوا۔ رحمہ اللہ تعالےٰ۔ مین نے ایک مرتبہ اوس کی قبر کی زیارت کی ہے۔ اوس پر یہ بیتین لکہی ہوئی ہین۔

مَنْ زَارَ قَبْرِی فَلْیَکُنْ مُوْقِنًا　　اَنَّ الَّذِی اَلْقَاهُ یَلْقَاهُ

جو کوئی میری قبر کی زیارت کرے اوس کو یقین کر لینا چاہیئے کہ جو میرا حال ہوا ہے وہی اوسکا بھی ہونا ہے

فَیَرْحَمُ اللّٰہُ امْرَءً اَزَارَنِی　　وَقَالَ لِی یَرْحَمُکَ اللّٰہُ

اوس شخص پر اللہ رحمت کرے کہ میری زیارت کرے اور مجھے کہے اللہ تجھہ پر رحمت کرے

حافظ ابن عساکر نے بھی تاریخ دمشق مین اوس کا ذکر کیا اور کہا ہے کہ خطیب سدید ابو محمد عبد القاہر بن عبد العزیز خطیب حماہ نے مجھہ سے بیان کیا۔ کہ مین نے ابو الحسین ابن منیر شاعر کو اوس کے مرنے کے بعد خواب مین[19] دیکھا کہ مین ایک بلند پہاڑی پر باغ مین کھڑا ہوا ہون۔ مین نے اوس سے پوچھا کہ کیا حال ہے میرے پاس اوپر چڑھ آؤ۔ کہا مین اپنے تعفن کے سبب سے نہین چڑھ سکتا۔ مین نے کہا کیا تو شراب پیتا ہے۔ کہا اے خطیب شراب سے بھی بدتر شے مین نے کہا کیا۔ کہا تجھے معلوم ہے کہ مین جو لوگون کی مثالب و برائیون مین قصاید کہا کرتا تھا اوس سے میرا کیا حال ہوا ہے۔ مین نے پوچھا اوس سے تیرا کیا حال ہوا۔ کہا میری زبان منہ سے نکل کر اتنی لنبی ہو گئی ہے کہ جہان تک نظر جاتی ہے اور پھر سوج کر سخت پڑ گئی ہے۔ اور جو قصیدے مین نے اس قسم کے کہے تھے وہ سب لکھے ہو کر زبان مین لپٹ گئے ہین۔ مین نے اوسے دیکھا کہ وہ برہنہ پا تھا اور نہایت ہی پھٹے پورانے کپڑے پہنے تھا۔ اور یہ بھی مجھے آواز آئی کہ کوئی شخص اوپر پڑھ رہا ہے۔

لَهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ[20] ظُلَلٌ

جب مین خواب سے اوٹھا تو دل پر نہایت خوف چھا گیا۔

پھر مین نے دیوان ابی الحکم عبید اللہ مین جس کا ذکر آئندہ[21] آئیگا لکھا ہوا دیکھا کہ ابن منیر ۵۴۸ھ (۱۱۵۳ء) مین دمشق مین مرا ہے۔ اور اوس نے اوس کے مرثیہ مین ایسی بیتین لکھی ہین جس سے ثابت ہوتا ہے وہ دمشق مین مرا ہے اون مین سے یہ بیتین بھی ہین جو اوس نے اپنی عادت کے موافق ہزل کے طور پر لکھی ہین۔

اَتَوْا بِهِ فَوْقَ اَعْوَادٍ تُسَیِّرُهُ　　وَغَسَّلُوْهُ بِشَطِّیْ نَهْرِ قَلُّوْطِ

وہ اوسے لکڑیون پر لاے جو اوسکے لیے جلتی تہین اور قلوط ندی کے کنارہ غسل دیا۔

وَاَسْخَنُوا الْمَاءَ فِی قِدْرٍ مُرَصَّعَۃٍ وَاَشْعَلُوا تَحْتَہٗ عِیْدَانَ بَلُّوطِ

اور ایک مرصع دیگچی مین پانی گرم کیا جس کے نیچے شاہ بلوط کی لکڑیان جلائی تہین

اس صورت مین ان دو نو روایتون کو جمع کرنا ضرور ہے کیا عجب ہے وہ دمشق مین مرا ہو۔ پہر اوسے حلب مین لاکر دفن کیا ہو۔ واللہ اعلم

منیہ بضم میم وکسر نون و یاے تحتانی و راے مہملہ۔ منقلع بضم میم وسکون نون وکسر لام و عاے مہملہ۔ طرابلسی بفتح طاے مہملہ و راے مہملہ و الف و باے موحدہ مضمومہ و لام مضمومہ و سین مہملہ نسبت ہے طرابلس کی طرف جو ساحل شام پر بعلبک کے قریب ایک شہر ہے۔ کبھی کبھی اس مین ایک ہمزہ زاید کرتے اور اوسے اطرابلس بھی پڑہتے ہین۔ اہل فرنگ نے سات سال کے محاصرہ کے بعد اسے سنہ ۵۰۳ھ (سنہ ۱۱۰۹ء) مین مسلمانون سے چہین لیا ہے۔ اوس وقت ابو علی عمار بن محمد بن عمار اوسکا والی تہا۔ اوسکا بیان بہت لمبا ہے۔ جوشن بفتح جیم وسکون واؤ و فتح شین مثلثہ و نون

---

(۱) اہل سنت وجماعت شیعان علی کو رافضی کہا کرتے ہین۔ عماد الدین نے خریدہ مین لکہتا ہے کہ ابن منیر غالی شیعہ تہا۔ اور اوسکا مقابل ابن القیسرانی کٹا سنی تہا۔

(۲) لفظی ترجمہ۔ جب دیکہے کہ گمنامی اوسکے گہر کی مہمان ہوگئی ہے۔

(۳) لفظی ترجمہ۔ حماقت ہے تیری عقل پر۔

(۴) گندے چشمہ سے یعنی ایسے مربی سے جو مزاج کا کمینہ ہو جس کی بخششون سے جو جو شی حاصل ہوتی وہ اس وجہ سے گندی ہو جاتی ہے کہ وہ اپنی زبان سے بیجا الفاظ نکالتا ہے۔

(۵) یہان کئی شعرون مین تجنیس لفظی سے خوبی شاعر نے پیدا کی ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ ایسی لفظی خوبیون سے مضمون کا لطف پورا پورا ادا نہین ہو سکتا۔

(۶) لفظی ترجمہ۔ چل جا دوپہر کی گرمی سے اون لوگون سے جدا ہو کر۔

(۷) شاعر کا مطلب یہ معلوم ہوتا ہے کہ جب اونٹون کے کہانے کے لیے چارہ کسی جگہ نہین رہتا۔ تو وہان سے کسی اور جگہ پر جہان اونسے دانہ چارہ ملتا ہے اون کو ہنکا لیجاتا ہے۔ اور اس طرح پر وہ نہایت تیزی سے اونکا چرانا ہے

(۸) اُدَینہ عورت تہی جو نیزہ سازی کی بی بی تہی - یہ سمہر ایسے اچہے نیزہ بنانے والا گذرا ہے کہ اوس کی بی بی کا نام نیزہ اور نیزوں کی استعارتہ کے معنی مین مستعمل ہونے لگا ہے - شعر کا مطلب یہ ہے کہ کسی نے اوس خوبصورت چاند کے سے چہرہ کو ایسے قامت پر لاکر رکہدیا ہے جو نیزہ کی مانند سیدہا ہے - اور کسی نے اوس کی نگاہ مین جو یمانی تلوار کی طرح مخلوق کو قتل کرتی ہے جادو بہر دیا ہے -

(۹) یہان عاشق اپنے معشوق کے حسن کو دیکہکر ایسا مبہوت ہوتا ہے کہ اوسے آفتاب سمجہتا ہے -

(۱۰) ہیرا بہت سخت مگر خوبصورت چمکدار ہوتا ہے - شاعر کہتا ہے میرا معشوق جسم اور خوبصورتی مین ہیرا تو ہے مگر چمکدار اور ملائم - اور ایسے ہی استقامت مین نیزہ کی مانند ہے - مگر بل کہاتا اور لچکتا ہوا - خطی موضع اخطا کی طرف منسوب ہے جو علاقہ بحرین مین ایک موضع کا نام تہا - جہان دور دور ملکون سے جہازون مین نیزہ آکر فروخت ہوا کرتے تہے -

(۱۱) یہان ابن سے مراد بنت ہے - مسلمانون مین عورتون کی طرف خطاب کرنا شرم کے خلاف سمجہا جاتا ہے اس واسطے شعراء صیغہ مذکر مین ہی اپنی معشوقہ سے خطاب کرتے ہین - اور بڑہتے بڑہتے یہان تک نوبت پہونچ گئی ہے - کہ لڑکون کی داڑہی مونچہہ جب نکلنا شروع ہوتی ہے اوس کے بیان کو بہی شاعرانہ مضمون مین داخل کرلیا ہے

(۱۲) ایام جاہلیت کے شعراے عرب اہل فارس کی غرورانہ چال ڈہال کی طرف اشارہ کیا کرتے ہین - چنانچہ امرء القیس نے بہی اپنے معلقہ مین اس کی طرف اشارہ کیا ہے -

(۱۳) دیکہو تذکرہ ۱۹ نوٹ ۷ -

(۱۴) مسٹونیا یہ یاے اور وینٹس کے دہانہ پر واقع ہے -

(۱۵) دیکہو تذکرہ عماد الدین زنگی -

(۱۶) یہان عربی مین ولد لکہا ہوا ہے - مگر والد ہونا چاہئے -

(۱۷) یہ اس آیتہ کریمہ کی طرف اشارہ ہے - لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا (مسلمانو تمہارے لیے اور خاص کر اون لوگون کے لئے جو اللہ اور روز آخرت کے عذاب سے ڈرتے اور کثرت سے یاد الٰہی کیا کرتے تہے پیروی کرنے کو رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود تہا -) -

(۱۸) صاحب مراصد الاطلاع کے رو سے جوشن حلب کے قریب ایک پہاڑی ہے -

(۱۹) دیکہو تذکرہ ۱۹ نوٹ ۷ -

(۲۰) اون کا آگ کا ہی اوڑہنا ہوگا اور آگ کا ہی بچھونا۔ سورۂ ۲۹ آیت ۱۶۔

(۲۱) دیکہو تذکرہ ۲۳۰۔

(۲۲) قلوط ندی غالباً دمشق کے قریب ہوگی۔ کیونکہ وہان لاکر اوس کو غسل دیا گیا تھا۔ اور اوسی سے ابن خلکان اوس کا مزار دمشق مین تسلیم کرتا ہے۔ مگر اس ندی کا کہین جغرافیہ مین پتہ نہین چلتا۔ نہ تو عربی جغرافیہ دان اسکا کچہہ حال لکھتے ہین اور نہ کوئی اور سیاح اسکا کچہہ ذکر کرتے ہین۔

۶۴ - قاضی رشید ابو الحسین احمد بن قاضی رشید ابی الحسن علی بن قاضی رشید ابی اسحاق ابراہیم بن محمد بن الحسین بن الزبیر غسانی اسوانی

بڑا اہل فضل ہوشیار اور رؤسا کے خاندان سے تہا۔ کتاب جنان الجنان و ریاض الاذہان (۱) اوس کی تصنیف سے ہے جس مین اوس نے کتنے ہی مشاہیر فضلا کا ذکر کیا ہے۔ ایک اوسکا دیوان بھی ہے۔ اس کے بہائی قاضی مہذب ابو محمد الحسن کا بہی ایک دیوان ہے۔ دونو بہائی نظم و نثر دونو اچہی لکہتے تہے۔ قاضی مہذب کے ایک نادر و بدیع قصیدہ مین یہ پرلطف شعر ہین۔

وترى المجرة والنجوم كانما ۔۔۔ تسقى الرياض بجدول ملآن

کہکشان اور ستارون کو دیکہو تو بعینہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کہکشان ایک لمبا چوڑا سی نہر ہے جو مرغزارون مین پانی پہنچا رہی ہے

لو لم تكن نهرا لما عامت بها ۔۔۔ ابدا نجوم الحوت والسرطان

اگر وہ نہر نہ ہوتی تو برج حوت (مچہلی) اور سرطان (کیکڑے) کے تارے اوس مین نہ تیرتے

یہ بہی اوسی کے قصیدہ کا ایک شعر ہے۔

وما لي الى ماء سوى النيل غلة ۔۔۔ ولو انه استغفر الله زمزم

دریائے نیل کے پانی کے سوا مجہے اور کہین کے پانی پینے کی پیاس نہین۔ استغفر اللہ گو وہ زمزم کا ہی پانی کیون نہ ہو۔ اوس کے مضامین بہت اچہے ہوتے تہے۔ پہلا شعر اوس نے ۵۴۲ھ مین کہا تہا۔ عماد کاتب نے کتاب السیل والذیل مین اوس کا ذکر کیا ہے۔ یہ مہذب اپنے بہائی رشید سے شعر کہنے مین اچہا

مگر باقی علوم مین شیدا اوس سے ذی علم تہا۔ مہذب بمقام قاہرہ رجب ۵۶۹ھ (مئی ۱۱۷۴ء) مین مرا رحمہ اللہ تعالےٰ۔ رہا قاضی رشید سو اوس کا ذکر حافظ ابو طاہر سلفی رحمہ اللہ تعالےٰ نے اپنے ایک تعلیقہ (ڈائری) مین کیا۔ اور کہا ہے کہ سکندریہ مین دواوین سلطانیہ (سرشتہائے سرکاری) کا اپنی مرضی کے خلاف ۵۵۹ھ (۱۱۶۳ء) مین ناظر مقرر کیا گیا تہا۔ اسی جگہ محرم ۵۶۳ھ (اکتوبر ۱۱۶۷ء) مین ازراہ عداوت ظالمون نے اوسے قتل کردیا رحمہ اللہ تعالےٰ۔ عماد الدین کاتب نے بھی اوس کا کتاب السیل والذیل مین جو اوس کے خریدہ کا تتمہ ہے ذکر کیا۔ اور کہا ہے کہ یہ علوم کا دریائے زخار اور بحر مُتَلَبّب تھا۔ اس کا اور اس کے بہائی مہذب کا مین نے اپنے خریدہ مین ذکر کیا ہے۔ شاور نے اوسے اس وجہ سے کہ اوس کا میلان اسد الدین شیرکوہ کی طرف تہا ظلم سے ۵۶۳ھ مین قتل کردیا۔ وہ سیاہ فام اور شہر کا بڑا معزز شخص تہا۔ علم ہندسہ و ریاضی اور علوم شرعیہ و شعر و ادب مین یکتائے روزگار رہتا۔ امیر عضد الدین ابو الفوارس مرہف بن اسامہ بن منقذ (۵) نے جو اوس کے شعر مجھے سنائے اور کہا کہ اوس نے خاص اوس کی زبان سے سُنے ہین اون مین یہ شعر بھی تہے۔

جَلَّتْ لَدَیَّ الرَّزَایَا بَلْ جَلَّتْ ہِمَمِی ۔۔ وَہَلْ یَضُرُّ جِلَاءُ الصَّارِمِ الذَّکَرِ

اگرچہ مصائب بھی مجھہ پر بڑی پڑیہی ہین۔ مگر میری ہمت بھی تو بڑی ہی ہے۔ بہلا فولادی تیز تلوار کو صیقل کے صدمہ سے بھی کچھہ نقصان پہونچا کرتا ہے۔ (مصائب کی رگڑ مجھے کیا نقصان پہونچا سکتی ہے)

غَیَّرَ بِی تَغَیُّرُہُ عَنْ حُسْنِ شِیمَتِہِ ۔۔ صَرْفُ الزَّمَانِ وَمَا یَأْتِی مِنَ الْغِیَرِ

زمانہ کی گردش کسی اور کو حسن اخلاق سے بدل دے تو بدل دے۔ میرے اوپر تغیرات زمانہ کا کچھہ اثر نہین ہوتا

لَوْ کَانَتِ النَّارُ لِلْیَاقُوتِ مُحْرِقَةً ۔۔ لَکَانَ یَشْتَبِہُ الْیَاقُوتُ بِالْحَجَرِ

اگر یاقوت کو بھی آگ جلادیا کرتی تو پہر یاقوت اور پتہر دونو ایک ہی سے ہوتے (کچھہ فرق نہ رہتا)

لَا تَغْرُرَنَّ بِأَطْمَارِی وَقِیمَتِہَا ۔۔ فَإِنَّمَا ہِیَ أَصْدَافٌ عَلَی دُرَرِ

میری پورانی چادرون اور اونکی ادنیٰ قیمت پر نہ جانا۔ وہ صدف ہین جن کے اندر موتی بہرے ہوئے ہین

وَلَا تَظُنَّنَّ خَفَاءَ النَّجْمِ مِنْ صِغَرٍ ۔۔ فَالذَّنْبُ فِی ذَاکَ مَحْمُولٌ عَلَی الْبَصَرِ

یہ نہ سمجہنا کہ تارہ جو چہپ جاتے ہین وہ چہوٹے ہونے سے چہپ گئے ہین۔ بلکہ اس بات مین بینائی کا قصور ہے

اس بیت کا مضمون ابو العلاءِ المعرّی کے قول سے ماخوذ ہے۔ جو اوس نے اپنے ایک مشہور قصیدہ مین لکھا ہے۔

وَالنَّجمُ یَستَصغِرُ الاَبصارُ رُؤیَتَہٗ　　والذَّنبُ لِلطَّرفِ لاَ لِلنَّجمِ فِی الصِّغَرِ

اور تارون کو جو آنکھین چھوٹا دیکھتی ہین۔ اس چھوٹا دیکھنے مین آنکھ کا قصور ہے نہ تارون کا۔

عماد کاتب نے خریدہ مین اوسکا یہ قول بھی نقل کیا ہے جو اوس نے کامل بن شاور کی نسبت کہا تھا۔

اِذَا مَا نَبَت بِالحُرِّ دَارٌ یُؤذٰی بِھَا　　وَلَم یَرتَحِل عَنھَا فَلَیسَ بِذِی حَزمِ

اگر کسی مقام سے کسی معزز کو محبت ہو اور وہ مقام (بلحاظ عزت یا دیگر اغراض کے) اوسکے لیے موافق نہو مگر اسپر بھی وہان سے وہ کوچ نہ کرے تو وہ ہوشیار نہین

وَھَبہُ بِھَا صَبًّا لَم یَدرِ اَنَّہٗ　　سَیَنزِعُ مِنھَا الحِمَامُ عَلٰی رَغمِ

فرض کرو اوسے اوس مقام کا عشق ہی کیون نہو گیا اوسے نہین معلوم کہ اوسکی مرضی کے خلاف اوسے موت وہان سے ایک دن نکال ہی دیگی۔

عماد کہتا ہے کہ محمد بن عیسیٰ یمنی[۲] نے بغداد مین مجھے یہ شعر ۵۸۱ھ مین سنائے تھے۔ اور کہا تھا کہ قاضی رشید نے یمن مین بھے یہ شعر سنائے تھے جو اس نے ایک شخص کی نسبت کہے تھے

لَئِن خَابَ ظَنِّی فِی رَجَائِکَ بَعدَمَا　　ظَنَنتُ بِاَنِّی قَد ظَفِرتُ بِمُنصِفِ

اگرچہ اون امیدون مین جو مجھے تجہ سے تہین اور مین نے یہ سمجھ لیا تہا کہ مجھے ایک منصف شخص ہاتھ لگگیا ہے ناکامیابی ہوئی

فَاِنَّکَ قَد قَلَّدتَنِی کُلَّ مِنَّۃٍ　　مَلَکتُ بِھَا شُکرِی لَدٰی کُلِّ مَوقِفِ

مگر اس بین تو نے میرے گلے مین بڑا بار احسان ڈالدیا ہے کہ جہان کہین مین رہونگا تیرا شکریہ مجہہ پر لازم ہے

لِاَنَّکَ قَد حَذَّرتَنِی کُلَّ صَاحِبٍ　　وَ اَعلَمتَنِی اَن لَیسَ فِی الاَرضِ مَن یَفِی

کیونکہ تو نے مجھے ہر ساتھی سے احتیاط کرنا سکہا دیا اور سکہا دیا کہ دنیا مین کوئی وفادار نہین ہوتا۔

رشید سیاہ فام تہا۔ ابو الفتح محمود بن قادوس کاتب شاعر اوس کی ہجو مین کہتا ہے۔

یَا شِبہَ لُقمَانَ بِلاَ حِکمَۃٍ　　وَخَاسِرًا فِی العِلمِ لاَ رَاسِخًا

ارے تو (سیاہ فامی مین) لقمان کے مشابہ ہے۔ مگر اوس کی سی حکمت نہین۔ تو نے علم کو کہو دیا اوس مین ترقی کچھ نہ کی۔

سَلَّختَ اَشعَارَ الوَرٰی کُلَّھَا　　فَصِرتَ تُدعٰی الاَسوَدَ السَّالِخَا

لوگون کے تمام شعر تو نے چرائے ہین۔ اسی سبب سے تجہے اسود[۹] سالخ کہکر پکارتے ہین
میرے نزدیک یہ شعر ہین اوسی کی نسبت کسی نے لکہے ہین۔

اِنْ قُلْتَ مِنْ نَارٍ خُلِقْتُ وَفُقْتُ كُلَّ النَّاسِ فَهْمَا

اگر تو کہے کہ مین آگ سے پیدا ہوا ہون اور اس لئے سب لوگون سے بڑہ کر صاحب فہم ہون

قُلْنَا صَدَقْتَ فَمَا الَّذِي ۔۔۔ أَغْنَاكَ حَتَّى صِرْتَ فَحْمَا

ہم کہینگے کہ تو سچا ہے مگر یہ تو بتا کہ تجہے کس چیز نے بگاڑ کر (آگ سے) فحم (کوئلہ) بنا دیا ہے
رشید یمن کو سفیر ہوکر گیا تہا۔ اور وہان کے ملوک کی مدح مین قصیدے لکہے تہے۔ علی بن حاتم الہمدانی
کی بہی تعریف کی تہی۔ اوس مین یہ شعر بہی تہے۔

لَئِنْ أَجْدَبَتْ أَرْضُ الصَّعِيدِ وَأَقْحَطُوا ۔۔۔ فَلَسْتُ أَنَالُ الْقَحْطَ فِي أَرْضِ قَحْطَانِ

اگرچہ مصر کے بالائی ملک کی زمین خشک ہے اور وہان کے لوگ قحط کی سختیان اوٹہایا کرتے ہین مگر مجہے تو قحطان کے ملک مین
قحط کا کچہ اندیشہ نہین

وَمُذْ كَفَلَتْ لِي مَأْرِبٌ بِمَآرِبِي ۔۔۔ فَلَسْتُ عَلَى أَسْوَانَ يَوْمًا بِأَسْوَانِ

جب سے مارب کی سرزمین نے میرے آرب ومقاصد کے پورا کرنیکی تکلیف اپنے سر لے لی ہے۔ مجہے اسوان پر کسی دن
بہی افسوس نہین آتا

وَإِنْ جَهِلَتْ حَقِّي زَعَانِفُ خِنْدِفٍ ۔۔۔ فَقَدْ عَرَفَتْ فَضْلِي غَطَارِفُ هَمْدَانِ

اگرچہ خندف کے گروہ نے میرے حق کو فراموش کردیا۔ نادان بن گئے مگر ہمدان کے سردار تو میرے فضل وہنر کو خوب جانتے ہین
قدن مین جو فاطمیین کا داعی رہتا تہا وہ سنکر جل گیا اور یہ ابیات والی مصر کو لکہکر بہیجدین۔ یہی اوسکے
غضب کا باعث ہوا۔ پہر اوس نے رشید کو پکڑوا لیا اور باندہ کر اونکا داعی کے پاس بہیجدیا۔ اوس کا مال و
اسباب جتنا تہا سب لے لیا۔ وہ مدت تک یمن مین رہا جب مصر کو لوٹ آیا۔ اوس وقت شاور نے
جیسا کہ ہم نے اوپر ذکر کیا رشید کو قتل کردیا[۱۰]۔
جلیس[۱۱] بن الحباب نے رشید کو یہ شعر لکہکر بہیجے تہے۔

ثَرْوَةُ الْمَكْرُمَاتِ بَعْدَكَ فَقْرٌ ۔۔۔ وَمَحَلُّ الْعُلَا بِبَعْدِكَ قَفْرُ

ہائے سارے اچہے کامون کی دولت تیرے بعد فقیری کے برابر ہوگئی ہے۔ اور فخر کا مقام تیرے پیچہے بیابان نظر آتا ہے

بِكَ تَجَلَّىٰ إِذَا حَلَلْتَ الدَّيَاجِي ۔۔۔ وَتَمُرُّ الأَيَّامُ حَيْثُ تَمُرُّ

جب تو ہمارے پاس آکر ٹھہرتا ہے تو غم کی تاریکیاں تیرے سبب سے روشن ہوجاتی ہیں۔ اور جہاں تو جاتا ہے اوسی جگہ اقبال بھی جاتا ہے

أَذْنَبَ الدَّهْرُ فِي مَسِيرِكَ ذَنْباً ۔۔۔ لَيْسَ مِنْهُ سِوَى إِيَابِكَ عُذْرُ

تیرے چلے جانے مین زمانہ نے وہ گناہ کیا ہے۔ کہ جس کا عذر بجز اس کے اور کچھ نہین کہ تو لوٹ کر آئے

غسّانی بفتح غین معجمہ و سین مہملہ و الف و نون غسان کی طرف منسوب ہے۔ جو ازد کا ایک بہت بڑا قبیلہ ہے۔ یہ ایک چشمہ غسّان نام کے کنارہ جو یمن مین ہے رہتے تہے۔ اسی سے انہین غسانی کہتے ہین۔ بفتح

اسوانی بضم ہمزہ و سکون سین مہملہ و واؤ و الف و نون اسوان کی طرف منسوب ہے۔ جو صعید مصر مین ایک شہر ہے۔ سمعانی نے ہمزہ بتایا ہی مگر ضمہ صحیح ہے۔ یہ مجہہ سے شیخ حافظ زکی الدین ابو محمد عبد العظیم منذری حافظ مصر نے کہا تہا نفعنا اللّٰہ بہ آمین

(۱) جِنَانُ الجَنَانِ وَرِيَاضُ الأَذْهَانِ (دل کے باغ اور ذہنوں کے مرغزار) مین شعرائے مصر کا ذکر ہے۔ اور ثعالبی کے تتمہ کے طور پر لکھی گئی ہے

(۲) زمزم حرم کعبہ مین ایک کنوان ہے جس کے پانی کو مسلمان متبرک سمجھتے ہین۔

(۳) دیکھو تذکرہ ۲۵ - نوٹ ۲ -

(۴) أَسْوَدُ الْجِلْدَةِ وَسَيِّدُ الْبَلْدَةِ کا مطلب ٹہیک سمجہہ مین نہین آتا۔ جلدہ (کہال) کے سجع کے واسطے وہ یہان بلدہ (شہر) کا لفظ لایا ہے جس سے خواہ مخواہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جیسے اور صدہا جگہ مطلب کو سجع کی بہینٹ چڑہا دیا جاتا ہے اوسی طرح یہان بہی کیا ہوگا۔ لیکن سید البلدہ سے یہ بہی قیاس ہوتا ہے کہ قاضی رشید اپنے شہر اسوان کا والی یا حاکم ہو۔ واللہ اعلم۔

(۵) امیر عَضُدُ الدِّین غالباً اوس اسامہ کا بیٹا ہے جس کا تذکرہ اس کتاب مین آیندہ آئیگا۔ دیکھو تذکرہ ۸۱ عماد الدین کاتب صاحب خریدہ کہتا ہے۔ کہ مین ۵۷۱ھ (۱۱۷۵ء) مین بمقام دمشق اوس سے ملا تہا اوسے عضد الدولہ کہتے تھے۔ نہ عضد الدین جیسا کہ ابن خلکان نے لکھا ہے۔

(۶) عماد الدین کاتب خریدہ مین لکھتا ہے۔ کہ محمد بن عیسیٰ یمنی یا یمانی ۵۵۵ھ مین بغداد کو آیا تہا اور ایک نصرانی طبیب کے خاندان مین جو ابن توما (ٹامس) کے نام سے مشہور تہا قیام پذیر ہوا تہا۔ محمد بڑا ہوشیار ذہین اور ریاضی دان تہا۔ اور کہتا تہا کہ وہ مجسطی علم ہیأت اور منطق خوب جانتا ہے۔ عماد الدین اوس زمانہ مین اقلیدس پڑہتا تہا۔ اوس نے خود سے موقع پا کر اوس کتاب کے مشکلات کو حل کر لیا۔ مگر یمنی کے غرور اور خود رائی سے بہت جلد کشیدگی ہوگئی ۵۶۳ھ مین یہی یمنی پہر بغداد کو آیا۔ عماد الدین سے اوس سے خوب

خوب علمی گفتگوئین ہوئین - اس کے بعد پہر اوسے نہ معلوم کہ یمنی کہان چلا گیا - کبہی پہر دیکہنے مین نہ آیا -

(۷) لقمان جو عربی فارسی کی کتابون مین ایک نہایت دانشمند مشہور شخص ہے کہتے ہین - کہ سیاہ فام تہا -

(۸) اَسْوَدْ سَالِخْ (کالا چمڑہ) ایک قسم کا زہریلا سانپ ہوتا ہے -

(۹) یہ معاملہ صاف صاف اوس وقت تک سمجہہ مین نہین آسکتا جب تک کہ یہ باتین نہ معلوم ہوجائین - اولاً - سلطان علی بن حاتم حاکم صنعا قبیلہ ہمدان سے تہا - جو کہلان برادر حمیر کی نسل سے ہے - اس واسطے وہ خالص عربی نسل سے تہا - ثانیاً خِنْدِف حضرت اسمعیل کی اولاد سے ہین - اس واسطے یہ عرب العربا مین داخل نہین ہین - خِنْدِف کے طَابِخَہ قَمْعَہ اور مُدْرِکہ تین بیٹے تہے - مُدرکہ سے قریش نکلے ہین - اور اسی واسطے فاطمئین مصر جو اپنے آپ کو قریشی اور آل رسول سے بتاتے تہے بنی خندف ہوئے - یہ شاعر اون کے برخلاف کہتا ہے - ثالثاً یہ داعی جس کا یہان ذکر ہوا ہے حکومت فاطمئین کی طرف سے یمن یہان مخفی طور پر رہا کرتا تہا - دیکہو تذکرہ ۱۰ نوٹ ۹ - یہ لوگ رشید جن کے اوس وقت حوالہ کر دیا گیا تہا غالباً اوس کے دشمن ہونگے - جو یمن مین کسی وجہ سے پیدا ہوگئے تہے -

(۱۰) قاضی ابو المعالی عبد العزیز بن الحسین بن الحباب اغلبی سعدی کا لقب جلیس تہا - کیونکہ وہ صاحب مصر کے خاص جلسون مین شریک رہا کرتا تہا - وہ بڑا دانشمند اور شاعر تہا - ۵۶۱ھ (۱۱۶۶ء) مین مرا ہے - ماخوذ از حسن المحاضرہ مصنفہ سیوطی -

۶۵ - ابو العباس احمد بن ابی القاسم عبد الغنی بن احمد بن عبد الرحمن بن خلف بن مُسْلِم اللخمی مالکی قرطبی مرسی موصوف بالتفسس

بڑے اُدَبا سے تہا - اوس کے اشعار کا ایک دیوان بہی ہے - جس مین شعر نہایت عمدہ ہین مین نے ایک قصیدہ اوس مین سے نقل کیا ہے - جو اوس نے امیر شجاع الدین جلدک التقوی (تقی الدین والے) معروف بوالی دمیاط کی مدح مین لکہا ہے - اور جس کا شروع یہ ہے

قُلْ لِلْحَبِیبِ اَطَلْتَ صَدَّکْ　　　وَجَعَلْتَ قَتْلِی فِیکَ وَکْدَکْ

میرے محبوب سے کہدو - تیری روگردانی کو ایک مدت طویل گذر چکی ہے - اور اس مین تو نے اپنے دل مین میرے قتل کا پختہ ارادہ کر لیا ہے

اِنْ شِئْتَ اَنْ اَسْلُوَ فَرُدَّ　　　عَلَیَّ قَلْبِی فَهُوَ عِنْدَکْ

اگر تو چاہتا ہے کہ تیری محبت کو چھوڑ دون تو میرا دل جو تیرے پاس ہے مجھے پھیر دے

أخلفت حتى في زيا   رتنا لطيف مثالك وعدك

تو نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا۔ یہان تک کہ تصویر[1] خیالی بھی تو نے ہماری زیارت کے لئے نہ بھیجی

وأنا عليك كما عهدت   وإن نقضت علي عهدك

مین نے تو جو عہد تجھ سے کیا تھا اوسی پر ہون اگرچہ تو نے اپنا عہد مجھ سے توڑ دیا ہے۔

أحرقت بالثغر الحبيب   حشاي لما ذقت بردك

ای میرے محبوب کے منہ۔ جب مین نے تیری ٹھنڈک کا مزہ چکھا تو تو نے میرا دل جلا دیا۔

وشهدت أني ظالم   لما طلبت إليك شهدك

اور جب مین نے تیرا شہد (یعنی ایک بوسہ) تجھ سے مانگا تو تو نے شہادت دی کہ مین ظالم ہون

أتظن غصن البان يعجبني   وقد عاينت قدك

کیا تجھے گمان ہے کہ مجھے بان کی شاخ کے دیکھنے سے تعجب ہوگا جب کہ مین تیرا قد دیکھ چکا ہون

أم يخدع التفاح ألحاظي   وقد شاهدت خدك

یا تیرے رخسارہ کے دیکھنے کے بعد میری نگاہ سیب کی خوبصورتی سے دہوکہ مین آسکتی ہے

أم خلت آس عذارك المنشوق   يحمي منك وردك

کیا تجھے خیال ہے کہ تیرے عذار کا آس (یعنی کاکل) جو خوشبودار ہے تیرے گلاب (رخسارہ) کو (بوسون سے) بچا سکتا ہے

لا والذي جعل الهوى   مولاي حتى صرت عبدك

ہرگز نہین۔ قسم ہے اوس شخص کی جس نے عشق کو میرا مولا کر دیا ہے کہ جس سے مین تیرا غلام بن گیا ہون

يا قلب من لانت معا   طفه علينا ما أشدك

اے دل اوس شخص کے جس کی چال ڈھال نرم و نازک ہے ہم پر تو کیا سخت و شدید ہے

یہ بہت ہی عمدہ قصیدہ ہے۔ مگر ہم اطالت کے خوف سے اسی پر اختصار کرتے ہین۔ نفیس مذکور ملکون مین پھر کر لوگون کی مدح سرائی کیا کرتا اور انعام و اکرام مانگا کرتا تھا۔ عماد کاتب نے بھی خریدہ مین اوس کا ذکر کیا اور کہا ہے کہ وہ بڑا فقیہ مالکی المذہب تھا۔ علوم اوائل[2] اور ادب مین بڑی دستگاہ رکھتا تھا۔ یہ شعر اوسی کے ہین۔

يَسُرُّ بِالْعِيدِ اَقْوَامٌ لَهُمْ سَعَةٌ   مِنَ الثَّرَاءِ وَاَمَّا الْمُقْتِرُوْنَ فَلَا

عید سے وہ لوگ خوش ہوتے ہیں۔ جو صاحب مقدور ہیں۔ مگر مفلس نہیں خوش ہو سکتے

هَلْ سَرَّنِي وَثِيَابِي فِيهِ قَوْمُ سَبَا   اَوْرَاقِيْ وَعَلٰى رَاسِي بِهِ ابْنُ جَلَا

کیا عید سے مجھے خوشی ہو سکتی ہے حالانکہ میرے کپڑے قوم سبا کے سے ہیں یا عید مجھے خوش نما بنا سکتی ہے

جب کہ اوس میں میرے سر پر ابن جلا ہے۔

قوم سبا سے اوس کی مراد مزقنا ہم کل ممزق یعنی سے ہے اور ابن جلا سے وہ شخص مراد ہے جس کے پاس عمامہ ہو۔ اور اس میں سحیم بن وثیل الریاحی شاعر کے اس قول طرف اشارہ ہے

اَنَا ابْنُ جَلَا وَطَلَّاعُ الثَّنَايَا   مَتٰى اَضَعُ الْعِمَامَةَ تَعْرِفُوْنِيْ

میں ابن جلا یعنی مشہور شخص ہوں۔ اور بلندیوں پر طلوع کرتا یا مشکلات کو سر کیا کرتا ہوں جب میں عمامہ رکھدوں تو تم مجھے اچھی طرح جان جاؤ گے۔

عماد نے اوس کا ذکر کتاب السیل میں بھی کیا اور کہا ہے کہ وہ مصر کے بڑے فقہا میں سے تہا۔ قاضی فاضل کو میں نے دیکھا کہ اوس کی تعریف کرتا تھا۔ میں نے ایک قصیدہ بھی دیکھا جو اوس نے مصر سے اوس کو لکھہ کر بھیجا تہا۔ اوس کے دیوان سے میں نے یہ شعر بھی نقل کئے تھے۔

يَا رَاحِلًا وَجَمِيْلُ الصَّبْرِ يَتْبَعُهُ   هَلْ مِنْ سَبِيْلٍ اِلٰى لُقْيَاكَ يَتَّفِقُ

اے جانے والے مسافر جس کے ساتہہ صبر بھی پیچھے پیچھے جاتا ہے۔ کیا ایسا اتفاق ہو سکتا ہے کہ تیری ملاقات کی کوئی سبیل ہو جائے

مَا اَنْصَفَتْكَ جُفُوْنِيْ وَهِيَ دَامِيَةٌ   وَلَا وَفٰى لَكَ قَلْبِيْ وَهُوَ مُحْتَرِقُ

میرے پلکوں نے رو رو کر گو کہ خون بہا دیا مگر پہر بھی تیرے ساتہہ انصاف نہ کیا اور گو کہ میرا دل جل گیا پہر بھی حق محبت کا ایفا نہ کیا
اوس کا ایک دادا تھا جسے قطروس کہتے تھے۔ ۲۲ ربیع الاول سنہ ۵۶۶ھ کو شہر قوص واقع مصر صعید میں اوس نے وفات پائی۔ اس وقت اوس کی عمر ستر برس سے زاید ہو گئی رحمہ اللہ تعالے
لخمی بفتح لام و سکون خاے معجمہ و میم منسوب ہے۔ لخم بن عدی کی جانب جس کا اصل نام مالک تھا اور جو جذام کا بہائی تھا۔ جذام کا نام عمرو بن عدی تھا۔ ان دونوں میں باہم جھگڑا ہوا۔ عمرو نے مالک کے ایک لخم یعنی تہپڑ مارا اس پر مالک نے ایک چھری سے عمر کا ہاتہہ جذم کیا یعنی کاٹ دیا۔ اس لئے

مالک کو لخم اور عمرو کو جذام کہنے لگے۔ قُطرُسی بفتح قاف و سکون طائے مہملہ و ضم را و سین مہملہ۔ اس نسبت کی نسبت مین نے ہر چند تحقیقات کی مگر مجھے اوس کی حقیقت کچھ نہ معلوم ہوئی صرف یہ معلوم ہوا۔ کہ وہ مصر کا رہنے والا تھا۔ اس کے بعد بہاؤ الدین زُہَیر بن محمد کاتب شاعر نے جس کا ذکر انشاء اللہ تعالےٰ آیندہ آئیگا۔ مجھ سے بیان کیا۔ کہ یہ نسبت اوس کے دادا قُطرُس کی جانب ہے۔ بہاؤ الدین اوس کا شاگرد تھا۔ اور اوس کے بعض اشعار نقل کیا کرتا تھا۔ اور جلدک ابو المظفر آزاد کردہ تہا تقی الدین عمر صاحب حماہ کا جس کا ذکر انشاء اللہ تعالےٰ آیندہ آئیگا۔ یہ جلدک بڑا دیندار اور فاضل شخص تھا۔ ۲۸ شعبان ۶۲۳ھ (۱۲۳۱ء) مین بمقام قاہرہ اسی برس سے زاید عمر مین اوس نے وفات پائی۔ یہ شعر بھی کہتا اور حافظ سلفی وغیرہ سے روایت بھی کیا کرتا تھا۔ بہاؤ الدین زہیر نے جو اوس کے اشعار نقل کئے تھے اون مین ایک لڑکے کی نسبت اوس کے یہ شعر ہین جو علم ہندسہ اور ہیئت سیکہتا تھا۔

وَذِی ہَیْئَۃٍ یَزْہُو بِوَجْہٍ مُہَنْدَسٍ ... اَمُوْتُ بِہٖ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ وَاُبْعَثُ

ایک ذی ہیئت ہندسی چہرہ کے ساتہ جلوہ گر ہے جسے دیکہ کر مین ہر روز مرتا ہون اور جی اُٹہتا ہون۔

مُحِیْطٌ بِاَشْکَالِ الْمَلَاحَۃِ وَجْہُہٗ ... کَاَنَّ بِہٖ اِقْلِیْدِسًا یَتَحَدَّثُ

اشکال ملاحت سے اوس کا چہرہ محیط ہے۔ گویا اقلیدس اوس مین باتین کر رہا ہے

فَعَارِضُہٗ خَطُّ اسْتِوَاءٍ وَخَالُہٗ ... بِہٖ نُقْطَۃٌ وَالصُّدْغُ شَکْلٌ مُثَلَّثُ

اوس کا عارض خط استوا ہے۔ اوس مین کا خال ایک نقطہ ہے اور بنا گوش مثلث کی شکل ہے

یہ بیتین ابو جعفر محمد علوی مصری کی طرف بھی منسوب ہین۔ واللہ اعلم کس کی ہین۔

(۱) دیکہو تذکرہ ۶۲ ناصح الدین ارجانی نوٹ ۔

(۲) علوم اوائل سے مراد ہین علوم منطق فلسفہ ریاضی وغیرہ۔ جو اہل اسلام نے حکمائے یونان کی کتابون کے ترجمون سے لئے تھے۔

(۳) ہم نے پہاڑ کر اون کی بالکل دھجیان کر دین سورہ سبا آیت ۱۸

(۴) مُتَنَخِّل بن وثیل لرباحی شاعر اشاعت اسلام سے چالیس سال قبل پیدا ہوا اور سنہ ... ھ (... ء) مین مرا ہے از شرح شواہد المغنی مصنفہ سیوطی۔ غالباً یہ شاعر وہی شخص ہے جو عبد بنی حسحاس کے لقب سے

مشہور ہے۔ دیکھو تذکرہ ۵ نوٹ ۶

(۵) میدانی نے اپنے امثال مین اس شعر کو نقل کیا ہے۔ ابن جلا عربی محاورات مین اوس شخص کو کہتے ہین جو مشہور ہو یہ محاورہ وجلا الامور (اوس نے کامون کو ظاہر کردیا) سے نکلا ہے۔ اور اسی واسطے اوس شخص کو بھی کہتے ہین جس کے سر پر عمامہ نہ ہو۔

(۶) خط استوا وہ فرضی خط ہے۔ کہ جہان آفتاب ہو کر گذرے اور تمام دنیا مین دن رات برابر ہوجائے۔ ۲۱ مارچ اور ۲۱ دسمبر کو ایسا ہوا کرتا ہے۔ اور اسی وقت اعتدال ربیعی اور اعتدال خریفی ہوتا ہے۔ یہان خط استوا سے مراد وہ سیاہی ہے جو ڈاڑھی نکلنے کے وقت ابتدا مین چہرے کے گرد نمودار ہوتی ہے۔

(۷) غالباً یہ وہی شخص ہے۔ جس کا نام تذکرہ ابن خنزابہ مین ابوجعفر مسلم الحسینی لکھا ہے

۶۶۔ ابو العباس احمد بن ہارون الرشید بن المہدی بن المنصور الہاشمی معروف بالسبتی

بندہ صالح تھا۔ اپنے باپ کے عہد خلافت مین باوجود قدرت دنیا کو ترک کردیا تھا۔ امورات دنیوی سے کچھ تعلق نہ رکھتا تھا۔ حالانکہ اوس کا باپ دنیا کا خلیفہ تھا۔ مگر اوسے صرف انقطاع وعزلت پسند آیا تھا۔ سبتی اوسے اس لئے کہتے تھے۔ کہ یوم السبت کو اپنے ہاتھ سے کچھ کسب کیا کرتا تھا کہ اوس ہفتہ کے باقی ایام کے لئے کچھ خرچ مل جائے۔ اور اشتغال عبادت کے واسطے فراغت حاصل ہوجائے۔ اسی واسطے سبتی مشہور ہوگیا تھا۔ اوس نے اپنی تمام عمر اسی حالت مین بسر کی۔ ۱۸۴ھ (سنہ ۸۰۰ع) مین اپنے باپ سے پہلے ہی وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالے۔ اوس کے حالات بہت مشہور ہین یہان تطویل کی حاجت نہین۔ اس کا ذکر ابن الجوزی نے شذور العقود اور صفوۃ الصفوہ مین کیا ہے۔ اور کتاب التوابین (اون لوگون کی تاریخ جو دنیا سے تائب اور کنارہ کش ہوگئے ہین) اور المنتظم[1] مین بھی اس کا ذکر آیا ہے۔

(۱) المنتظم ابن الجوزی کی کتاب کا نام ہے۔ جو ایک بہت بڑی تاریخ ہے۔ شذور العقود اور صفوۃ الصفوہ بھی اوسی کے ہین۔ کتاب التوابین شیخ موفق الدین ابو محمد عبداللہ حنبلی متوطن قدس کی ہے۔ یہ شیخ سنہ ۶۲۰ھ (سنہ ۱۲۲۳ع) مین مرا ہے۔ از حاجی خلیفہ۔

٦٧ - ابو العباس احمد بن محمد بن موسیٰ بن عطاء اللہ صنہاجی اندلسی مریّی (مریہ کا رہنے والا) معروف با بن العریف کبار صالحین اور اولیائے متورعین سے تھا - اوس کے مناقب مشہور ہین - کتاب المحاسن وغیرہ جو اون لوگون کے طریق کے متعلق ہین اوس کی تصنیف سے ہین صوفیانہ خیالات ہین اوسکی نظم بھی اچھی ہوتی تھی - یہ اوسی کے شعر ہین

شَدُّوا المَطِیَّ وَقَدْ نَالُوا المُنیٰ بِمِنیٰ ۔ وَکُلُّہُمْ بِاَلِیْمِ الشَّوْقِ قَدْ بَاحَا

اونہون نے اپنی سواریون کی زین کسی جب کہ منیٰ مین اپنی آرزوئین حاصل کر چکے تھے - اور ہر ایک نے اوس شوق زیارت نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ظاہر کیا جو اون کے دل پر سخت اثر کر رہا تھا -

سَارَتْ رِکَائِبُہُمْ تَنْدِی رَوَائِحُہَا ۔ طِیْبًا بِمَا طَابَ ذَاکَ الوَفْدُ اَشْبَاحَا

اون کے قافلے روانہ ہوئے جن سے القدیس کے خوشبوؤن کی مہک پھیلتی جاتی تھی - کیونکہ اوس گروہ مین مقدس پاکیزہ لوگ تھے

نَسِیْمُ قَبْرِ النَّبِیِّ المُصْطَفیٰ لَہُمْ ۔ رَوْحٌ اِذَا شَرِبُوْا مِنْ ذِکْرِہٖ رَاحَا

خدا کے نبی محمد مصطفےٰ صلعم کی قبر مطہر کی نسیم سے اون کے دل خوش ہوتے تھے - جب کہ وہ آپکے ذکر مبارک کی شراب پیتے تھے

یَا وَاصِلِیْنَ اِلَی المُخْتَارِ مِنْ مُضَرٍ ۔ زُرْتُمْ جُسُوْمًا وَزُرْنَا نَحْنُ اَرْوَاحَا

اے وہ لوگو جو برگزیدہ قوم مضر کی قبر مطہر کے پاس پہونچ گئے ہو (گو تم نے جسمانی زیارت کی ہے) مگر ہم بھی محروم نہین رہے (ہم نے روحانی زیارت کی ہے -

اِنَّا اَقَمْنَا عَلیٰ عُذْرٍ وَعَنْ قَدَرٍ ۔ وَمَنْ اَقَامَ عَلیٰ عُذْرٍ کَمَنْ رَاحَا (۲)

ہم (جہان تھے وہان) ایک عذر سے پڑے رہے - مقدر نے ہمین روک لیا - جو شخص عذر سے رہ جاتا ہے وہ ایسا ہی ہے جیسے اوس نے سفر کیا -

اوس سے اور قاضی عیاض ابن موسیٰ یحصبی سے خط وکتابت ہوا کرتی تھی - جو نہایت ہی عمدہ ہے طرح طرح کے علوم جانتا تھا - قرآن مجید کی مختلف قرأتون کا بڑا شوق تھا - اس فن مین اوس نے روایات کو جمع کیا - اور اون کے اسناد کی خوب چھان بین کی - اور دریافت کیا تھا کہ کہان کہان اون کا اتفاق ہے - عُبّاد اور اہل زہد اس سے الفت کرتے اور اوس کی صحبت کی تعریف کرتے تھے - ایک بزرگ فاضل نے بیان کیا ہے کہ مین نے ابو محمد علی بن احمد معروف با بن حزم ظاہری اندلسی کے حق مین (جو ایک بڑا محقق عالم تھا) خود ابن عریف کے ہاتھ کا لکھا ہوا

ایک فقرہ ؔ نکہا ہے جس مین اوس نے لکہا ہے کہ ابن حزم کی زبان اور حجاج بن (۴) یوسف الثقفی کی تلوار دونو برادر مین۔ یہ اوس نے اس وجہ سے کہا تہا کہ وہ اہل بدعت کے آئمہ متقدمین و متاخرین پر وہ اکثر طعن کیا کرتا ۔ کوئی بھی اوس سے نہ بچتا تہا۔

ابن العریف کی تاریخ ولادت یوم یکشنبہ بعد از طلوع فجر ۲ جمادی الاولے ۴۸۱ھ دوشنبہ ۱۸ ست ۱۰۸۸ء اور وفات شب پنجشنبہ اول شب ۲۳ صفر ۵۳۶ھ ۱۷ دسمبر ۱۱۴۱ء کو بمقام مراکش ہوئی۔ دوسرے روز جمعہ کو مدفون ہوا کسی شخص نے والی مراکش سے اوس کی چغلی کہائی تہی جس پر اوس نے (جواب طلب کرنے کو) اسے مراکش مین پکڑ بلوایا تہا۔ وہان جا کر اوس کا انتقال ہوگیا۔ لوگ اوس کے جنازہ پہ جمع ہوئے اور بعض کرامتین اوس سے ظہور مین آئین۔ صاحب مراکش کو اوس کے پکڑ بلانے پر بڑی ندامت ہوئی۔ جو شخص کہ اوس وقت مراکش کا حاکم تہا اور جس نے اسے بلوایا تہا اوس کا نام علی بن یوسف بن تاشفین تہا جس کا ذکر اوس کے باپ کے بیان مین انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آئیگا۔

مَرِی منسوب ہے مَرِیّۃ کی جانب مَرِیّۃ بفتح میم و کسر رائے مہملہ و تشدید یائے تحتانیہ اندلس مین ایک بڑا شہر ہے۔

(۱) وادی منیٰ مین کہ مکہ معظمہ کے قریب مسلمان جا کر مناسک حج کو ختم کرتے ہین ۔ او یہان اون کا حج تمام ہوجاتا ہے

(۲) اگرچہ حج سب مسلمانون پر فرض ہے مگر بعض صورتون مین بعض مسلمان معذور قرار دیئے گئے ہین۔ اگر اون کی نیت مین حج کا کرنا ہوتا ہے اور عذر کے سبب سے وہ نہین جا سکتے ہین تو وہ حج کے ثواب ملنے کی امید رکہہ سکتے ہین

(۳) دیکہو تذکرہ ۶۸ ابن الحطیئۃ نوٹ ۱۔

(۴) عباسی مورخ حجاج کو ظالم بتلاتے ہین جس کی تلوار نے اسلام کی اس قدر مدد کی ہے کہ اسلام کو گویا از سر نو زندہ کیا ہے۔ یہی شخص ہے جس کی محنتون کے نتیجہ سے بنی عباس بلکہ کل بنی ہاشم نے مدتون فائدہ اوٹھایا۔ واقعی اس نے بہت لوگون کو قتل کیا۔ لیکن یہ دیکہنا چاہیئے کہ اگر وہ اونہین قتل نہ کرتا تو کیا نتیجہ ہوتا۔ اسلام تہ و بالا ہوجاتا۔ اس واسطے جن کو اوس نے قتل کیا وہ اسلام کے حکم سے کیا اور سیف نبوی تہی۔

(۵) غالباً اصحاب کبار کی شان مین کچہ گستاخی کی ہوگی۔

۶۸ - ابو العباس احمد بن عبد اللہ بن احمد بن ہشام بن الحطیئۃ لخمی فارسی

صلحائے مشاہیر اور اعیان صالحین سے تھا۔ باوجود زہد و صلاح کے علم ادب مین بھی اوس کو
فضیلت حاصل تھی۔ قرآت سبعہ(۱) مین رئیس العلما سمجھا جاتا تھا۔ ادب وغیرہ کی کتنی ہی کتابین
اوس نے اپنے ہاتھہ سے لکھی تھین خط اوس کا بہت پاکیزہ یادداشت نہایت عمدہ تھی۔ جو کتابین
اوس کے ہاتھہ کی لکھی ہوئی ہین۔ لوگ اوس کی تبرک اور اعتبار کی وجہ سے بڑی قدر کرتے ہین
آٹھہ بجے بروز جمعہ ۷ جمادی الآخرہ ۴۷۸ھ (۱۰۸۵ء) کو شہر فاس مین پیدا ہوا۔ پھر دیار مصر مین
جاکر اقامت اختیار کرلی۔ وہان کے باشندے اوس کے بڑے معتقد تھے۔ اونہون نے
اوس کے صلاح و تقوے کو دیکھا تھا۔ اوس نے حج بھی کیا۔ اور شام کے ملک مین بھی گیا تھا۔ پھر
مصر مین آکر شہر کے باہر جامع راشدہ(۲) مین وطن اختیار کرلیا کسی سے کچھہ چیز نہ لیتا تھا۔ پڑہانے کی
اجرت بھی نہ چھوتا تھا۔ ایک مرتبہ مصر مین نہایت سخت قحط پڑا (جس سے اوس پر فاقون کی سخت
مصیبت نازل ہوئی) بزرگان مصر اوس کے پاس گئے اور درخواست کی کہ اون سے کچھہ قبول کرلے
مگر اوس نے بالکل انکار کیا۔ آخر سب نے مشورہ کیا۔ اور ایک شخص نے جسکا نام فضل بن یحیی الطویل (دلمیند
فاس) تھا اوس کی بیٹی کی درخواست کی۔ جو قاہرہ مین قاضی کے پاس عدل اور شہر مین بزاز تھا۔
ابن الحطیئہ نے اپنی بیٹی اوسے دیدی۔ شادی کے بعد اوس نے اپنی ساس کو بھی بی بی کے پاس
رہنے کی استدعا کی۔ ابن الحطیئہ نے اجازت دیدی۔ اس سے اون کا یہ مقصد تھا۔ کہ ابن الحطیئہ پر
سے اون کے خرچ کا بوجھہ کم ہو جائے۔ اس طرح پر وہ اکیلا رہ گیا۔ اور کتاب کی اجرت سے بسر کرنے
لگا۔ آخر محرم ۵۶۰ھ (دسمبر ۱۱۶۴ء) مین بمقام مصر اوس نے وفات پائی قرافہ صغری(۳) مین دفن
ہوا۔ لوگ اوس کی قبر پر زیارت کرنے کو آیا کرتے ہین۔ مین نے بھی ایک مرتبہ رات مین زیارت کی تھی
اوس وقت وہان کثرت سے لوگ جمع تھے۔ رحمہ اللہ تعالے۔
وہ کہا کرتا تھا۔ سعادت اسلام حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے کفن مدفون ہوگئی۔ اس سے
یہ اشارہ تہا۔ کہ جناب ممدوح کے عہد مبارک مین اسلام کو ترقی ہوتی رہی۔ لیکن اون کے بعد
اوس مین تنزل و اضطراب شروع ہوگیا۔ کتاب الدول(۴) المنقطعہ کے بیان (حافظ الدین اللہ) ابو
المیمون عبد المجید صاحب مصر مین مذکور ہے کہ ۵۳۳ھ مین تین مہینہ تک وہان کوئی قاضی نہ تھا۔
پھر ذی القعدہ مین ابو العباس بن الحطیئہ کو منتخب کیا گیا۔ مگر اوس نے یہ شرط کی کہ قوانین دولت(۵)

(فاطمیین) کے رو سے وہ قضا کا حکم دیگا (بلکہ اہل سنت کی شرع شریف کے اصول سے فتوی دیا کریگا) یہ امر ممکن نہ ہوا جس سے دوسرا شخص مقرر ہو گیا۔ واللہ تعالےٰ اعلم۔

حُطَیئَہ بضم حاے مہملہ و فتح طاے مہملہ و سکون و یاے تحتانیہ و ہمزہ و ہا۔ فاسی بفتح فا و الف و سین مہملہ منسوب بفاس۔ جو مغرب مین سبتہ کے قریب ایک بڑا شہر ہے۔ اور جہان پر عالم و فاضل بہت کثرت سے ہوئے ہین۔

---

(۱) ابتدا مین قرآن جو لکھا گیا تھا اوس وقت نہ تو اوس مین اعراب ہی تھے اور نہ حروف متشابہ کی صورتون مین تمیز کا ہی کوئی قاعدہ رکھا گیا تھا۔ اس وجہ سے ہزار ہا الفاظ مختلف طور سے پڑہے جا سکتے تھے۔ پہر آیات کی تفریق اور اجزاے کلام کی تقسیم کے قواعد بھی نہ تھے۔ اس لئے کلام اللہ کے معانی سمجھنے مین بڑی دقت پڑتی تھی۔ اس وجہ سے اور نیز قرآن شریف کے ایک خاص طرح پر پڑہنے اور بعض احادیث کے بموجب خاص خاص جگہ پر زور دینے کی بنا پر قرآن کی قرأتین مختلف ہو گئین اور سات یا نو ضابطہ صورتین اوسکی قرار پا گئین بیضاوی اور زمخشری وغیرہ بڑے بڑے مفسر اور محدث اختلاف قراءۃ کی جا بجا اپنی اپنی تفسیرون وغیرہ مین حوالہ دیا کرتے اور مشتبہ الفاظ کو بتا دیتے ہین۔ کہ کس قرائت مین وہ کیسے پڑہی جاتی ہین۔ یہ ساتون قرأتین درست مانی جاتی ہین۔ ان سے قرآن مین نہ تو کوئی لفظ کم یا زیادہ سمجھا جاتا ہے اور نہ غلط خیال کیا جاتا ہے

(۲) ڈی ساسی نے اپنی کتاب سوانح عمری حاکم بامر اللہ مین اس مسجد کا حال بھی لکھا ہے

(۳) دیکھو تذکرہ ۴۲ طحاوی نوٹ ۱۲۔

(۴) کتاب الدول المنقطعہ (تاریخ سلطنتہاے خود مختار) حاجی خلیفہ کے قول کے بموجب چار جلدون مین ہے اور بہت اچھی کتاب ہے۔ وزیر جمال الدین ابو الحسن علی ابن ابی منصور طاہر الازدی کی تصنیف ہے جو ۶۲۳ھ (۱۲۲۶ء) مین مرا ہے۔

(۵) اس زمانہ مین مصر کے مالک فاطمیین تھے۔ اور ان کا مذہب شیعہ تھا۔ ابن حطیئہ اس بیان سے جو اس نے حضرت عمر کی نسبت کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اہل سنت و جماعت سے تھا۔

---

۹۶ - ابو العباس احمد بن ابی الحسن علی بن ابی العباس احمد معروف بابن الرفاعی مرد صالح اور شافعی مذہب کا فقیہ تھا۔ اصل مین تو وہ عرب تہا۔ مگر بطائح مین ایک قریہ مین رہتا تھا جس کا نام اُمّ عَبِیدہ تھا۔ یہان اوس کے پاس کثرت سے فقرا جمع ہو کر جو اسکے معتقد

اور منتسب ہوگئے تھے۔ رِفَاعِیَّہ اور بَطَائِحِیَّہ فقرا جو کہلاتے ہین وہ اوسی کے نام سے منسوب ہین۔ اوس کے اتباع[1] کا عجیب حال تھا۔ زندہ سانپون کو کھا جاتے۔ جلتے تنورون مین گھس پڑتے۔ اور آگ بجھا دیتے تھے۔ کہتے ہین کہ وہ اپنے بطائح کے شہرون مین شیرون پر سوار ہوتے ہین۔ اور اور بھی اون کے ایسے ہی کام مشہور ہین۔ اونہون نے اپنے میلے بھی مقرر کر رکھے ہین جنمین بے شمار فقرا جمع ہوتے ہین۔ اور یہ لوگ سب کا خرچ اوٹھاتے ہین۔ اس شخص کی اولاد نہ تھی۔ اوس کے بھائی کی اولاد تھی۔ وہ اس گرد و نواح مین اوس کی مشیخت اور ولایت کی آج تک وارث ہے۔ اون کے حالات بہت مشہور ہین۔ بیان کے لیے طول دینے کی کوئی حاجت نہین۔ یہ شیخ احمد باوجود اس کے کہ عبادت مین بہت مشغول رہتا تھا۔ شعر بھی کہا کرتا تھا۔ یہ شعر بھی اوسی کے ہین ؎

إِذَا جَنَّ لَيْلِي هَامَ قَلْبِي بِذِكْرِكُمْ — أَنُوحُ كَمَا نَاحَ الْحَمَامُ الْمُطَوَّقُ

جب رات کا اندھیرا چھا جاتا ہے تو تمھاری یاد مین میرا دل تڑپنے لگتا ہے۔ مین اسی طرح نوحہ کرتا ہون جیسے کنٹھہ دار قمری نالہ کرتی ہے

وَفَوْقِي سَحَابٌ يُمْطِرُ الْهَمَّ وَالْأَسَى — وَتَحْتِي بِحَارٌ بِالْأَسَى تَتَدَفَّقُ

میرے اوپر ابر ہے جو غم و رنج کا مینہ برساتا ہے۔ اور نیچے میرے سمندر ہین جن سے رنج کے طوفان اوٹھتے ہین

سَلُوا أُمَّ عَمْرٍو كَيْفَ بَاتَ أَسِيرُهَا — تُفَكُّ الْأُسَارَى دُونَهُ وَهُوَ مُوثَقُ

ام عمرو سے پوچھو اوس کے قیدی (گرفتار عشق) نے رات کس طرح بسر کی۔ اوس نے اور قیدی تو چھوڑ دیے مگر وہ بندھا پڑا ہی ہے

فَلَا هُوَ مَقْتُولٌ فَفِي الْقَتْلِ رَاحَةٌ — وَلَا هُوَ مَمْنُونٌ عَلَيْهِ فَيُطْلَقُ

نہ تو اوسے قتل ہی کیا جاتا ہے کہ جس سے آرام مل جائے۔ اور نہ اوس پر کوئی احسان ہی کرتا ہے کہ جس سے اوسے رہائی میسر ہو

رفاعی کی تمام عمر اسی حالت مین گزری۔ آخر کار بروز پنجشنبہ ۲۲ جمادی الاولی ۵۷۸ھ (ستمبر ۱۱۸۲ء) کو اُمّ عَبِیدَہ مین ستر برس کی عمر سے زیادہ کا ہو کر مر گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

رِفَاعی بکسر راے مہملہ و فا و الف و عین مہملہ منسوب ہے ایک عرب کی طرف جس کا نام رفاعہ تھا۔ یہ بات مین نے اوس کے ایک اہل بیت کی لکھی ہوئی نقل کی ہے۔ اُمّ عَبِیدَہ بفتح عین و باے موحدہ مکسورہ و سکون یاے تحتانیہ و دال مفتوحہ۔ بطائح[2] بفتح باے موحدہ و طاے مہملہ و الف و یاے تحتانیہ و حاے مہملہ چند قریون کے مجموعہ کا نام ہے۔ جو واسط اور بصرہ کے وسط مین پانی کے درمیان آباد ہین اور عراق

مین بہت مشہور ہین

(۱) مین صاحب کے ماڈرن ایجپشنز مین ان درویشون کے عجیب و غریب کامون کا بہت تفصیل سے حال لکھا ہے مگر مجھے یہہ کتاب نہ ملی ورنہ مین اونکی کچھ تفصیل لکھتا۔

(۲) البطائح نشیبی یا دلدلی مقام) ایک بڑا وسیع خطہ اوس مقام پر واقع ہے جہان دجلہ و فرات دونو دریا آکر ملتے ہین۔

۷۰ امیر العباس احمد بن طولون صاحب دیار مصر شام و ثغور[۱]

کو خلیفہ المعتز باللہ نے ۲۵۴ھ یا ۸۶۸ء مین مصر کا والی مقرر کیا تھا۔ پھر جس زمانہ مین اَلْمُوَفَّق ابو احمد طلحہ بن المتوکل جو اپنے بھائی المعتمد علی اللہ خلیفہ کا نائب اور المعتضد باللہ کا باپ تھا والی زنگ سے لڑ رہا تھا ابن طولون نے دمشق اور شام کے تمام ملک پر اور انطاکیہ اور ثغور پر قبضہ کر لیا۔ یہہ احمد بڑا عادل جواد شجاع متواضع سیرت کا اچھا اور صادق الفراست بڑا دوراندیش تھا سلطنت کے کام اپنے آپ کرتا ملکون کی آبادی مین ہر وقت لگا رہتا اور اپنی رعایا کے حال کو خود دیکھتا بھالتا تھا۔ اہل علم کا بڑا قدردان تھا۔ اوس کے دسترخوان پر ہر روز خاص و عام سب حاضر ہوتے تھے۔ ہر مہینہ مین صدقہ کے لئے ایک ہزار دینا[۲] مقرر کر رکھے تھے۔ ایک روز اوس کا ایک کارپرداز آیا۔ اور پوچھا کہ اگر کوئی عورت میرے پاس آئے جس کے پاس ازار[۳] ہو اور ہاتھ مین سونے کی انگوٹھی بھی پہنے ہو اور مجھسے سوال کرے تو کیا مین اوسے بھی دیدون۔ کہا جو شخص تیرے آگے ہاتھ پھیلائے سب کو دیا کر۔ مگر باوجود اس سب صفات حسنہ کے تلوار بھی بڑی جلدی کھینچتا تھا۔ قُضاعی کہتا ہے کہ ابن طولون نے جو آدمی گرفتار کر کے قتل کئے یا اوس کی قید مین مرے اونہین مین سے گنا تھا اٹھارہ ہزار کی تعداد نکلی تھی۔ اوسے قرآن مجید حفظ تھا۔ آواز بھی بہت اچھی تھی۔ کوئی شخص قرآن اوس کے برابر نہین پڑھ سکتا تھا۔ اوس نے ایک جامع مسجد بھی ۲۵۹ھ (۸۷۲ء) مین مصر اور قاہرہ کے درمیان بنائی تھی جو اوس کے نام سے منسوب ہے۔ یہہ بات فرغانی[۴] نے اپنی تاریخ مین زیادہ کی ہے۔ مگر قُضاعی نے اپنی کتاب الخطط مین لکھا ہے کہ اس کی تعمیر ۲۶۴ھ مین شروع اور ۲۶۶ھ مین ختم ہوئی تھی واللہ اعلم۔ اور احمد بن[۵] یوسف مصنف سیرۃ ابن طولون نے لکھا ہے کہ اس پر ایک لاکھ بیس ہزار دینار خرچ ہوئے تھے۔ اس کا باپ مملوک تھا۔

نوح بن اسد سامانی عامل بخارا نے مامون کو غلامون کے ساتھ سنہ ۲۰۰ھ مین تحفۃً بھیجا تھا۔ طولون سنہ ۲۴۰ھ (۸۵۴ء) مین مرگیا۔ اُس کا یہہ بیٹا احمد سامرّا مین ۲۳ رمضان سنہ ۲۲۰ھ (ستمبر ۸۳۵ء) کو پیدا ہوا تھا۔ جسے بعض کہتے ہین کہ طولون نے لیکر پال لیا تھا۔ یہہ مصر مین ۲۱ یا ۲۳ رمضان سنہ ۲۵۴ھ (ستمبر ۸۶۸ء) کو پہونچا تھا۔ بعض نے روز دوشنبہ ۲۵ ربیع اوس کے وہان داخل ہونے کی تاریخ بیان کی ہے اسی مقام پر اوس کا انتقال شب یکشنبہ ۲۰ ذی القعدہ کو اور فرغانی کے قول کے بموجب ۱۰ ماہ مذکور سنہ ۲۷۰ھ (مئی ۸۸۴ء) کو اسہال[6] سے ہوا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ مین نے اوس کی قبر کی زیارت کی ہے۔ جو ایک پورانے قبرستان مین دروازہ کے قریب قلعہ کے پاس اوس راستہ پر جو قرافہ صُغریٰ کو جاتا ہے دامن کوہ مُقطّم مین واقع ہے۔ طُولُون بضم طائے مہملہ وسکون واؤ وضم لام و واؤ و نون ترکی نام ہے۔ سامانی بسین مہملہ والف ومیم والف و نون سامان کی طرف منسوب ہے۔ جو شاہان سامانیۂ ماوراء النہر وخراسان کا مورث اعلیٰ تھا۔ سامرّا بفتح سین والف ومیم مفتوحہ وراے مہملہ مشددہ والف ایک بڑا شہر ہے جسے معتصم نے سنہ ۲۲۰ھ (۸۳۵ء) مین عراق مین بغداد سے اوپر کو آباد کیا تھا جوہری نے اپنی کتاب صحاح مین چھہ صورتین حرف را مین اوس کے پڑھنے کی بیان کی ہین اون مین سے ایک یہہ ہے۔ یہان اون چھیوُن کے لکھنے کا موقع نہین۔ ابراہیم بن المہدی کے بیان مین ہم اوپر لکھ آئے ہین

---

(۱) ثغور جمع ثغر کی ہے۔ ثغر گھاٹی کو کہتے ہین۔ جہان سے دشمن کے ملک مین گھس آنے کا خوف ہو۔ یہان مراد حدود روم سے ہے۔

(۲) ابو المحاسن دس ہزار دینار بتاتا ہے۔

(۳) چادر وغیرہ ہر ایک کپڑا جو بدن کو ڈھانک لیوے یعنے معزز لباس مین ہو۔

(۴) ابو محمد عبداللہ بن محمد الفرغانی نے طبری کا ذیل لکھا ہے۔ از حاجی خلیفہ۔

(۵) احمد بن یوسف بن الدّایہ سیرۃ ابن طولون کا مصنف سنہ ۳۳۴ھ (۹۴۵ء) مین مرا ہے۔ از حاجی خلیفہ۔

(۶) ذَرَبُ الأمعا انتڑیون کا پھسلنا پیٹ کی بیماری ہے۔ مین نے اوس کا ترجمہ اسہال کیا ہے۔

(۷) کبھی کبھی اسے طیلُون بھی لکھتے ہین۔

(۸) دیکھو تذکرہ ۸۔

۱۷ - ابوالحسین احمد بن ابی شجاع بُوَیہ بن فَنَّاخُسرو بن تمام بن کوہی بن شیرزیل اصغر بن شیرکوہ بن شیرزیل اکبر بن شیران شاہ بن شیرفَنَّہ بن شِشتان شاہ بن سَسَن فرو بن شُروزیل بن سِسناد بن بہرام گور بادشاہ بن یزدگرد بن ہُرمُز کرمان شاہ بن شاپور بادشاہ بن شاپور ذِی الاکتاف (۱)

جس کا باقی نسب شاہان بنی ساسان مین مشہور ہے اطالت کی حاجت نہین۔ اس ابوالحسین کا لقب معزالدولہ تھا۔ وہ تین بھائی تھے۔ جن کا ذکر (اپنے اپنے موقع پر) آئندہ آئیگا۔ یہہ عضدالدولہ کا چچا (۲) شاہان دیلم سے ہوا ہے چچا تھا۔ اور عراق اور اہواز کا مالک تھا۔ اوسے اقطع یعنی ٹنٹا کہتے تھے۔ کیونکہ اوس کا ایک بایان ہاتھ اور دہنے ہاتھ کی کچھ انگلیان کٹی ہوئی تھین۔ اس کا سبب یہہ ہوا تھا کہ ابتدائے عمر مین جب وہ چھوٹا بچہ تھا تو اپنے بھائی عمادالدولہ کا تابع تھا۔ ایک مرتبہ اپنے دونون بھائی عمادالدولہ اور رکن الدولہ کے اشارہ سے کرمان کو روانہ ہوا جب اوس کے قریب پہونچا تو وہان کا حاکم اس کے آنے کی خبر سن کر بغیر لڑے بھڑے کرمان کو چھوڑ سیستان کو چلدیا۔ معزالدولہ جاتے ہی اوس پر قابض ہوگیا۔ اس علاقہ مین کردون کے کچھ آدمی ایک جگہہ قابض ہوگئے تھے۔ اور کرمان کے حاکم کو ہر سال کچھہ خراج دیا کرتے تھے اس غرض سے کہ اونھین اوس کے پاس بساط بوسی کے لئے آنا نہ پڑے۔ جب معزالدولہ وہان پہونچا تو اونھون نے سردار کو اوس کے پاس بھیجا۔ اوس نے معزالدولہ سے اپنے عہود و مواثیق کی درخواست کی کہ عادت معہودہ کے موافق وہ بھی اونھین رہنے دے۔ معزالدولہ نے اونھین منظور کرلیا۔ اس کے بعد اوس کے وزیر نے مشورہ دیا کہ عہد توڑ دیا جائے۔ اور غفلت کے وقت ان پر شبخون مارکر اون کے اموال و ذخائر لوٹ لئے جائین۔ معزالدولہ بھی اس پر راضی ہوگیا۔ اور رات کے وقت اون کی طرف چلا۔ ایک ناہموار راستہ سے روانہ ہوا۔ دشمنون کو اوس کی خبر بھی ہوگئی۔ وہ آکر ایک تنگ گھاٹی مین اس کے انتظار مین بیٹھ گئے جب وہ لشکر کے ساتھ وہان پہونچا۔ تو چارون طرف سے اس پر پل پڑے۔ تمام فوج کو قتل و اسیر کرلیا۔ صرف چند آدمی بچ نکلے۔ معزالدولہ سخت زخمی ہوا۔ بایان ہاتھ اور دہنے ہاتھ کی چند انگلیان کٹ گئین۔ سر مین بھی بڑی ضرب آئی۔ تمام بدن چور چور

ہوگیا مقتولون مین گرگیا۔ دگمر زندگی تھی جان بچ گئی ہاس کے بعد وہان سے سلامت نکل آیا۔ اس کا بڑا
طول طویل قصہ ہے۔
بغداد کو وہ اہواز کی جانب سے آیا۔ اور بروز شنبہ ۱۱ جمادی الاولی ۳۳۴ھ (دسمبر ۹۴۵ء) کو ایام خلافت مستکفی مین
اوس مین داخل ہوکر بلا کلفت اوس کا مالک ہوگیا۔ ابو الفرج بن الجوزی نے کتاب شذور العقود مین
ذکر کیا ہے۔ کہ معز الدولہ مذکور اپنے ابتدائے زمانہ مین سر پر لکڑیان ڈھویا کرتا تھا۔ پھر وہ اور اوس کے
بھائی ملک کے مالک ہوگئے۔ اور جو عزت اونکو حاصل ہوی وہ مشہور ہے معز الدولہ اپنے تینون
بھائیون مین سب سے چھوٹا تھا۔ عراق مین اوس نے اکیس برس گیارہ مہینے حکومت کی۔ بروز دوشنبہ
۱۷ ربیع الاول ۳۵۶ھ (اپریل ۹۶۷ء) کو بغداد مین وفات پائی۔ اپنے ہی مکان مین مدفون ہوا۔ لیکن پھر
قریش کے قبرستان مین (بغداد کے قریب) اوسے لے گئے۔ وہان اوس کا مقبرہ بنا دیا ۳۰۳ھ (۹۱۵ء)
مین پیدا ہوا تھا۔ رحمہ اللہ تعالی۔ جب وہ مرنے لگا تو اوس نے اپنے تمام غلام آزاد کر دئے اور کثرت سے
مال و اسباب صدقہ مین دیدیا۔ اور جو برائیان کی تھین اون کی تلافی کر دی۔ ابو الحسین احمد علوی کہتا ہے کہ ایک
مرتبہ شب کو مینہ برستا اور بادل گرج رہا تھا۔ مین دجلہ کے کنارہ مشرعۃ القصب محلہ مین اپنے گھر مین
تھا کہ ایک ہاتف کی آواز مجھے سنائی دی۔ جو یہہ اشعار پڑھتا تھا۔

لَمَّا بَلَغْتَ اَبَا الْحُسَيْنِ مُرَادَ نَفْسِكَ فِي الطَّلَبِ

اسے ابو الحسین جب تو طلب کرتے کرتے اپنے دل کی مراد کو اچھی طرح پہونچ گیا۔

وَ اَمِنْتَ مِنْ حَدَثِ اللَّيَالِي وَ احْتَجَبْتَ عَنِ النُّوَبِ

اور زمانہ کے حوادث سے امن مل گئی۔ اور اوس کے خطرات سے بچ گیا۔

مُدَّتْ اِلَيْكَ يَدُ الرَّدٰى وَ اَخَذْتَ مِنْ بَيْتِ الذَّهَبِ

تو تیری طرف موت نے ہاتھ پھیلایا۔ مگر تو نے (اوسے فقیر سمجھ کر) خزانہ سے سونا لیا (کہ اوسے دیوے)

وہ کہتا ہے کہ یکایک اسی تاریخ کو معز الدولہ مرگیا جب وہ مرگیا تو اوس کی جگہ اوس کا بیٹا عز الدولہ ابو المنصور
بختیار بادشاہ ہوا۔ جس کا ذکر انشاء اللہ تعالی آئندہ آئیگا۔ بُوَیہ بضم بائے موحدہ و فتح واو و سکون یائے
تحتانیہ و ہائے ساکنہ۔ فَنَّاخُسرو بفتح فا و تشدید نون و الف و خائے معجمہ مضمومہ و سین مہملہ و رائے
مضمومہ و واو۔ تمّام بفتح تائے فوقانیہ و میم مخففہ و الف و میم۔

اگر تطویل کا خوف نہ ہوتا تو مین سب نامون کو مقید و منضبط کر دیتا۔ مگر مین نے جو اپنے ہاتھ سے نام لکھدئے ہین۔ ناقل اونھین اوسی طرح نقل کر لین[2] وہ صحیح ہین۔ اوس کے دونون بھائی عماد الدولہ[3] علی اور رکن الدولہ[4] حسن کا حال بھی آتا ہے۔

(۱) تاریخ ابوالفدا مین جو اوس کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔ اور تاریخ گزیدہ اور ابن خلکان کے قلمی نسخون مین یہ نسب مختلف صورتون سے لکھا ہوا ہے۔ جو آپس مین ایک دوسرے سے جابجا مختلف ہین۔ کہین تو نامون مین ایکسا تلفظ نہین کہین نام ہی کم و بیش ہین۔ یہان جو نام لکھے ہوئے ہین غالباً یہ اون کے مطابق نہین جو ابن خلکان نے خود لکھے تھے۔ مگر یہ بات کوئی بڑی اور اہم نہین ہے۔ کیونکہ اسی مین بہت بڑا اختلاف ہے کہ خاندان بویہ درحقیقت بنی ساسان کی نسل سے ہے بھی یا نہین۔

(۲) دیکھو تذکرہ ۱۹ ابن حنبل نوٹ ۵۔ ابن خلکان کو اوس وقت یہ کب خبر ہو سکتا تھا۔ کہ اوس کی کتاب کے ناقل اسی نسب مین ایسے عجیب و غریب تبدلات کر دین گے۔

(۳) دیکھو تذکرہ ۴۵۴۔

(۴) دیکھو تذکرہ ۱۶۸۔

۴۷۔ ابونصر احمد بن مَروان بن دُوستک کُردی حُمَیدی ملقب نَصرُ الدَّولہ صاحب مَیّافارِقین و دیار بکر

اوس وقت بادشاہ ہوا تھا جب کہ قلعہ ھَتّاخ[1] واقع دیار بکر مین بروز پنجشنبہ ۵ رجادی الاولی [?] سنہ ۴۰۱ھ (دسمبر ۱۰۱۰ء) کو اوس کا بھائی ابوسعید منصور بن مروان قتل ہوا تھا۔ یہ ابونصر بڑا مسعود و عالی ہمت ملکداری کے فن سے خوب ماہر صاحب حزم اور محتاط تھا۔ جو عیش و عشرت اور سعادت اوسے حاصل ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔ ابن الاَزرَق الفارِقی (باشندہ میّافارقین) نے اپنی تاریخ (شہر مذکور) مین لکھا ہے کہ نصر الدولہ نے اپنی تمام عمر مین ایک شخص کے سوا اور کسی پر جرمانہ نہین کیا جس کا قصہ اوس نے لکھا ہے یہان اوس کے دوہرانے کی کوئی ضرورت نہین۔ باوجود اس کے کہ وہ ہمیشہ عیش و عشرت مین منہمک رہتا تھا صبح کی نماز اوس کی کبھی قضا نہین ہوئی۔ اوس کی تین سو ساٹھ لونڈیان تھین۔ ہر روز ایک سے خلوت کیا کرتا تھا۔ پھر دوسرے سال اوسی روز دوسری مرتبہ اوس کی نوبت آتی تھی۔ وہ یہ بھی کہتا ہے

کہ اوس کی اوقات اچھی طرح منقسم تھی۔ ہر روز ایک وقت مصالح دولت پر توجہ کرتا کچھ وقت عیش وعشرت
مین اور کچھ اپنے گھر کے لوگون اور دوستون کے ملنے جلنے مین گذارتا تھا۔ اس کی اولاد بھی بہت تھی
جو اس کے پیچھے باقی رہی۔ شعرائے عصر اوس کے پاس بہت جمع ہوئے۔ اور اوس کی مدح مین قصائد
لکھ لکھ کر اپنے دیوانون مین ہمیشہ تک باقی چھوڑ گئے۔ اس کی خوش نصیبی سے دو وزیر اوسے ایسے
ملے تھے جو دونون خلفا کے وزیر رہ چکے تھے۔ ایک تو اون مین ابو القاسم الحسین بن علی معروف
ابن المغربی تھا جس کا ایک دیوان ہے۔ جس مین نظم اور نثر دونون طرح کے تحریرات ہین[2] اور نیز
اور کئی تصانیف مشہورہ کا مصنف ہے۔ یہہ پہلے خلیفہ مصر کا وزیر رہا تھا۔ اوسے چھوڑ کر امیر ابو نصر
کے پاس آکر وزیر ہو گیا تھا۔ اور دو مرتبہ اوس کی وزارت کا کام کیا تھا۔ اور دوسرا فخر الدولہ ابو نصر
بن جہیر اوس کا وزیر تھا۔ ان دونون کا انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ ذکر آئیگا۔ یہہ شخص اخیر عمر تک برابر اپنی
سعادت واقبال پر برقرار رہا۔ پھر ۲۹ شوال ۴۵۳ھ (نومبر ۱۰۶۱ء) کو وفات پائی۔ جامع مسجد محدثہ مین
دفن ہوا۔ بعض کہتے ہین سدلی کے قصر مین پہلے گاڑا گیا تھا۔ پھر وہان سے بنی مروان کی مشہور
قبرستان مین لے آئے جو جامع مسجد محدثہ کے پاس ہے۔ ستتر برس کی عمر ہوئی۔ باون برس
امارت کی۔ جسے بعض نے بیالیس برس بھی بتایا ہے رحمہ اللہ تعالیٰ۔ میافارقین مشہور ہے اوس
کے ضبط کی ضرورت نہین۔ محدثہ بضم میم وسکون حائے مہملہ وفتح دال مہملہ وثائے مثلثہ میافارقین
کے قریب ایک رباط[3] ہے۔ سدلی بکسر سین مہملہ ودال مہملہ ولام مشددہ مکسورہ اسی قصر مین ایک قبہ
ہے جس کے تین ستون ہین یہ عجمی لفظ ہے جس کے معنی سہ دری[4] کے ہین۔ اس کے بعد اسکا
بیٹا نظام الدین ابو القاسم نصر بادشاہ ہوا۔

---

(۱) ابو الفدا اپنے جغرافیہ مین بیان کرتا ہے۔ کہ ہتاخ دیار بکر مین واقع ہے۔ عروج بنی مروان اور وفات منصور
نصر الدولہ کا حال تاریخ ابو الفدا مین دیکھنا چاہئے۔

(۲) دیوان للشعر والرسائل کے محاورہ کے معنی یہی ہین جو مین نے یہان لکھے ہین۔

(۳) رباط حدود ممالک اسلامیہ پر مستحصنہ مکانات یا بارکین اور سرائین تھین۔ جن کی تعداد ہزارون ہوا کرتی تھی
اور جن مین مسافر آکر مفت آرام پاتے تھے۔ ان کی تعمیر وترمیم اور صفائی وغیرہ کے اخراجات یا تو سرکار سے مقرر
ہوتے تھے یا چندہ وغیرہ سے چلتے تھے۔ یا دیندار مسلمان اون کے واسطے جائدادین وقف کر دیتے

تھے۔ دیکھو تذکرہ ۲۱ قاضی الطبری نوٹ ۱۔ رباط مین جو کچھ فوجی خدمت کرنا پڑتی وہ ثواب کا کام سمجھا جاتا تھا اس مضمون کی اگر زیادہ تفصیل دیکھنا ہو تو ابو الفدا کے جغرافیہ مین خلاصہ ابن حوقل دیکھنا چاہئے۔ افسوس کہ اس زمانہ مین ایسے رفاہ عام کے کام مین روپیہ خرچ کرنا فضول سمجھا جاتا ہے۔

(۴) فارسی مین سہ دکہ یا سہ درہ کہتے ہین۔

۷۳۔ ابو القاسم احمد موصوف بالمُستَعلی بن المُستَنصِر بن الظاہر بن الحاکم بن العزیز بن المُعِز بن المنصور بن القائم بن المَہدی عُبَید الله

کا باقی نسب مَہدی کے ذکر مین حرف عین مین آئیگا۔ اور جو اختلاف اوس مین ہے اوس کی کیفیت بھی وہان لکھی جائیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہہ اپنے باپ مُستَنصِر کے بعد دیار مصر اور شام مین حاکم ہوا۔ مگر اوس کے زمانہ مین اس خاندان[۱] کی حکومت مین اختلاف پڑگیا سلطنت ضعیف ہوگئی۔ شام کے اکثر شہرون سے اون کی دعوت منقطع[۲] ہوگئی۔ ایک طرف تو ترکون نے اوس کے علاقون پر قبضہ کرلیا۔ دوسری طرف فرنگیون کو دے۔ خذلہم اللہ تعالےٰ۔ فرنگی شام کے ملک مین آئے۔ اور انطاکیہ پر ماہ ذی القعدہ ۴۹۰ھ (نومبر ۱۰۹۷ء) مین چڑہائی کی۔ پھر ۱۶ رجب ۴۹۱ھ (۲۰ جون ۱۰۹۸ء) کو اوس پر قابض ہوگئے۔ دوسرے سال ۴۹۲ھ مین مَعَرَّۃ النُّعمان کو بھی لے لیا۔ اس کے بعد شعبان (جولائی ۱۰۹۹ء) مین چالیس روز سے زیادہ کے محاصرہ کے بعد بیت المقدس بھی جمعہ کی چاشت کے وقت اون کے قبضہ مین چلا گیا۔ ایک ہفتہ تک کثرت سے مسلمان قتل ہوتے رہے۔ صرف مسجد اقصیٰ مین ستر ہزار سے اوپر اون کے مقتولون کی تعداد پہونچ گئی صخرہ[۳] کے پاس سے فرنگیون نے ظروف طلائی و نقرئی اس قدر لئے کہ جن کی انتہا نہین۔ تمام بلاد اسلام مین اس واقعہ کو سنکر بڑے درجہ کا تہلکہ پڑگیا۔ جس کا ذکر کسی قدر افضل بن امیر الجیوش کے بیان مین حرف شین مین آئیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہہ افضل شاہنشاہ امیر الجیوش[۴] کے لقب سے موصوف تھا۔ اس نے بیت المقدس کو سُکمان بن اُرتُق[۵] سے ۲۶ رمضان ۴۹۱ھ جمعہ کے دن یا شعبان ۴۸۹ھ مین لیا تھا۔ واللہ اَعلَم بالصواب۔ اوس نے ایک شخص کو اپنی طرف سے وہان کا والی کردیا تھا۔ مگر اوس مین اتنی طاقت نہ تھی کہ فرنگیون کو روکے۔ فرنگیون نے یہ مقام اوس سے لے لیا۔ اگر اُن[۶] کے قبضہ خاندان کے ہاتھ مین ہی رہتا تو مسلمانون کے لئے بہت اچھا تھا

پھر فرنگی ساحل بحر کے اکثر شہرون پر اوس کے ایام مین قابض ہو گئے۔ ماہ شوال ۴۹۲ھ مین انہون نے (۴) یَفَا بھی لے لیا۔ ۴۹۴ھ مین قیساریہ بھی اون کے ہاتھ مین چلا گیا۔ مستعلی کو کچھ اختیار نہ تھا۔ افضل (وزیر) ہی ہر ایک کام کا مالک تھا۔ اسی کے زمانہ مین اوس کا بڑا بیٹا نزار بھی سکندریہ کو بھاگ گیا۔ یہہ نزار اصحاب دعوت (فرقہ اسماعیلیہ) کا جد اعلی تھا۔ جو قلعۂ اَلَمُوْت اور نیز دیگر قلاع کے مالک تھے اس شخص کا حال بہت مشہور ہے۔ اور قصہ بڑا لنبا ہے۔ جس کی یہان گنجایش نہین ہے۔ مستعلی ۲۰ محرم ۴۶۹ھ (اگست ۱۰۷۶ء) کو قاہرہ مین پیدا ہوا۔ اور عید غدیر (۸) خم کے روز ۱۸ ذی الحجہ ۴۸۷ھ (۱۰۹۴ء) کو اوس کی بیعت ہوئی۔ مصر مین بروز سہ شنبہ ۱۷ صفر ۴۹۵ھ (دسمبر ۱۱۰۱ء) کو وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالے۔

---

(۱) اس کے خاندان سے مراد ابن خلکان کی فاطمیین سے ہے۔ مگر چونکہ اوس کے نزدیک یہہ لوگ بی بی فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل سے نہین ہین اس واسطے وہ اس نام سے انہین نہین پکارتا۔

(۲) دیکھو تذکرہ ۱۰ ابراہیم صُولی نوٹ ۹۔

(۳) صخرہ کے معنی پتھر کے ہین۔ جو کنیسہ مسجد حضرت عمر کے پاس ہے۔ جسے اونھون نے یورا لے کنیسہ کے مقام پر بنوایا تھا اوسے صخرہ اس واسطے کہتے ہین۔ کہ وہ اوس مقام پر بنا ہے جسے مسلمان وہ پتھر خیال کرتے ہین کہ جو حضرت یعقوب کا اوس وقت تکیہ تھا جب کہ اونھین ایک سیڑھی آسمان تک لگی ہوئی نظر آئی تھی۔

(۴) اَلنَّعتُ بِنُعُوتِ آبائِہِ افضل اپنے باپ کی طرح امیر الجیوش کہلاتا تھا۔ از نُوَیری۔

(۵) بیت المقدس اوس زمانہ مین تاج الدولہ تُتُش سَلجوقی کے قبضہ مین تھا۔ جسے اوس نے امیر سُکمان کو دیدیا تھا۔ افضل نے افتخار الدولہ کو مُستَعلی کی طرف سے وہان کا حاکم کر دیا تھا۔ ماخوذ از نویری۔

(۶) جسے اہل یورپ گیفا کہتے ہین۔

(۷) نویری نے نزار کے حالات اس طرح لکھے ہین۔

مستعلی کی بیعت بروز پنجشنبہ ۱۸ ذی الحجہ ۴۸۷ھ کو ہوئی تھی۔ اور اس کا سبب افضل امیر الجیوش تھا۔ کیونکہ وہ المُستَنصِر کے مرتے ہی بسرعت تمام قلعہ قاہرہ مین آیا۔ اور مستعلی کو تخت سلطنت پر متمکن کر دیا۔ اور کسی شخص کو نزار عبد اللہ اور اسمعیل اوس کے بھائیون کے پاس بھیجکر اون کے باپ کے مرنے کی اطلاع دیکر اونھین بہت جلد بلوایا۔ جب وہ آئے تو دیکھا کہ اون کا سب سے چھوٹا بھائی تخت خلافت کا مالک بنا بیٹھا ہے۔ اس پر مارے

غصہ کے اونہین تاب نہ رہی۔ افضل نے اون سے کہا آگے بڑھو اور خدا اور ہمارے خداوند المستعلی باللہ
کے حضور مین زمین بوسی کرو۔ اور اوس کی بیعت کرو۔ کیونکہ المستنصر باللہ نے اوسے اپنا خلیفہ بنایا ہے۔
نزار نے اس کا جواب اس طرح دیا کہ میرے اگر ٹکڑے بھی کر ڈالے جائین تب بھی تو مین اپنے سے
چھوٹے بھائی کی اطاعت نہ کرونگا۔ میرے پاس تو میرے باپ کے خاص ہاتھ کا لکھا ہوا ایک کاغذ ہے
جس مین اوس نے مجھے اپنا جانشین مقرر کیا ہے۔ اوسے جاکر مین ابھی لے آتا ہون۔ یہہ کہکر وہ گھر کو
فوراً کاغذ لانے کو گیا۔ اور سکندریہ کو چلدیا۔ افضل نے آدمی بھیجے۔ کہ اوسے واپس لے آئین۔ مگر کسی کو معلوم بھی
نہ ہوا۔ کہ وہ کہان گیا۔ اور کیسے گیا۔ اس سے افضل کو سخت پریشانی ہوئی۔ مگر بعض اس روایت کو دوسری طرح بیان
کرتے اور کہتے ہین۔ کہ جب مستنصر باللہ مر گیا تو نزار جو ولی عہد تھا تخت پر بیٹھ گیا۔ اور اپنی بیعت کی تجویزین کرنے
لگا۔ لیکن اسے افضل نے منظور نہ کیا۔ وہ نزار کو پسند نہین کرتا تھا۔ اوس نے امرائے سلطنت اور بڑے بڑے
اعیان و اکابر کو بولایا۔ اور ایک مجلس منعقد کر کے اون سے کہا۔ کہ نزار جوان ہوگیا ہے۔ اوس کے مزاج کی
سختی کا بار اوٹھانا بہت مشکل ہے۔ اس سے بہتر یہہ ہے۔ کہ اوس کے چھوٹے بھائی ابو القاسم احمد کی بیعت
کی جائے۔ اس تجویز کو سب نے بالاتفاق پسند کیا۔ فقط محمود بن مَصّال نے اختلاف کیا جس سے نزار نے
اپنا وزیر اور افضل کی جگہہ امیر الجیوش بنانے کا وعدہ کیا تھا۔ اس واسطے ابن مَصّال نے نزار کو اس کی اطلاع
کی۔ لیکن افضل نے بڑی جلدی کی۔ اور احمد کو مستعلی باللہ کے لقب سے فوراً خلیفہ مشہور کر دیا۔ اور تخت
سلطنت پر اوسے بٹھا کر خود وزیر بن گیا۔ اور امام علی بن الکحّال قاضی القضاۃ اور شہود کو بلوا کر تمام اعیان سلطنت
سے مستعلی باللہ کی بیعت لے لی۔ اس کے بعد وہ اسمعیل اور عبداللہ کے پاس گیا جو قلعہ کی مسجد مین مقید تھے
اور کہا کہ خلیفہ مستعلی باللہ کی لوگون نے بیعت کر لی ہے اور اوس نے آپکو سلام کیا اور اپنی بیعت کرنے
نہ کرنے کا آپ کو پورا اختیار دیا ہے۔ اس کا اونھون نے جواب دیا۔ کہ جب خداوند تعالیٰ نے ہمارے مقابلہ
مین اوسے خلافت کے لئے منتخب کر لیا ہے تو ہم بھی اوسے خلیفہ سمجھتے ہین۔ اس واسطے اونھون نے بیعت
کر لی۔ اور شریف ثنا الملک محمد بن محمد الحسینی نے جو محکمۂ انشا کا کاتب تھا (دیکھو تذکرہ ۱۴ نوٹ ۵) تمام
امرائے سلطنت کے روبرو ایک سند پڑھ کر سنائی جو پہلے سے لکھی ہوئی تیار تھی۔ اس پر نزار اور عبداللہ
اوس کا بھائی دونون محمود بن مَصّال کے ساتھ سکندریہ کو بھاگ گئے۔ اس مقام کا حاکم اوس وقت
ناصر الدولہ افتکین ترکی تھا۔ جو امیر الجیوش کے ممالیک مین سے تھا جس کا تذکرہ ابن خلکان نے اپنی کتاب

مین لکھا ہے جب یہ سارا قصہ اونھون نے جاکر اوس سے کہا اور اُس سے وزارت دینے کا وعدہ کیا تو اوس نے نزار سے بیعت کر لی اور اوس شہر کے تمام لوگون نے اوسے خلیفہ تسلیم کر لیا نزار نے پھر اپنا لقب مصطفے لدین اللہ رکھا اوس کے بعد محرم ۴۸۸ھ مین افضل نے فوج لی اور نزار افتکین اور ابن مصال پر چڑہ کر گیا یہ لوگ بھی سکندریہ مین اوسکے مقابلہ کو نکلے بڑی سخت لڑائی کے بعد افضل کو شکست ہوئی افضل مصر کو لوٹ آیا۔ نزار نے کچھ بدوی عربونکی مدد سے مصر کے شمالی اقطاع مین تاخت وتاراج کرنا شروع کیا اور تمام ویرانہ بنا دیا اسواسطے افضل پھر سکندریہ کو گیا اور ذی القعدہ کے مہینہ تک اوسے محاصرہ کئے پڑا رہا جس وقت یہ کشمکش ہو رہی تھی اوس وقت ابن مصال نے ایک خواب دیکھا اور غیر ملک والے منجم سے دوسرے دن صبح کو خواب کی تعبیر پوچھی اوس نے کہا کہ مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ مین ایک گھوڑے پر سوار ہون اور افضل زمین پر میرے ساتھ ساتھ چل رہا ہے اسپر اوس اجنبی نے کہا کہ جو شخص زمین پر چل رہا ہے زمین اوسی کے قبضہ مین جائیگی یہ سنتے ہی ابن مصال نے اپنا سب مال ومتاع جمع کیا اور موضع لگ کو جو برقہ کے قریب تھا بھاگ گیا اوسکے بھاگتے ہی نزار اور افتکین کی قوت گھٹنا شروع ہو گئی اور آخرکار یہان تک مجبور ہوے کہ اونھین افضل سے اپنی جانون کی امن مانگنا پڑی جب اوس نے جان کی امان کا وعدہ کر لیا تو اونھون نے سکندریہ کے دروازے کھول ڈالے چنانچہ وہ اندر گیا اور نزار اور افتکین کو پکڑ کر مصر کو بھیجدیا اسکے بعد نزار کو پھر کسی نے نہ دیکھا کہ وہ کہان گیا کہتے ہین کہ افضل نے اوسے دو دیوارون کے درمیان چنوا دیا تھا اوسی جگہہ مر گیا نزار ۱۰ ربیع الاول ۴۳۷ھ کو پیدا ہوا تھا رہا افتکین سو اوسکی نسبت بعد مین مشہور کر دیا تھا کہ اوسے قتل کر دیا گیا۔ ابن المصال کو افضل نے ایک خط بھیجکر اپنے پاس مصر مین بلا لیا اور جب وہ آیا تو بڑی خاطر وتواضع سے اوسے رکھا ماخوذ از ڈوتیری اس بیان کو میر خوند کے خلاصہ سے مقابلہ کرنا چاہیے جو مسٹر ڈی ساسی نے اپنی کتاب یادگار سفا کان مین دیا ہے ابن خلکان کہتا ہے کہ نزار ہی اسماعیلیون کا مورث اعلیٰ ہے اسی کو میر خوند نے بھی تسلیم کیا ہے جو کہتا ہے کہ خاندان اسماعلیہ کا ایک سردار حسن بن محمد بن بزرگ امید نزار بن المستنصر کی نسل سے ہونے کا دعوی کرتا تھا۔ مسٹر ڈی ساسی کی دو کتابون مین اسماعیلیون کا بیان ہے اور بہت اچھی طرح لکھا گیا ہے اوسمین ہر ایک قسم معلومات ہین جسقدر اوسکی ان دو کتابونکی تعریف کیجائے بیجا نہو گی

(۷) خم اوس نشیبی زمین کو کہتے ہین جہان کچھ پانی جمع ہو جاے مگر یہان خم ایک مقام کا نام ہے جو حرمین شریفین کے

درمیان جحفہ سے تین میل پر واقع ہے وہان ایک تالاب ہے جسے غدیر خم کہتے ہین مسلمانون مین شیعہ فرقہ کے لوگ غدیر خم کی عید مناتے ہین اور کہتے ہین کہ حضرت علی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکہ معظمہ سے واپسی کے وقت جب اس مقام پر پہونچے تھے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اپنے بعد خلیفہ مقرر کیا تھا۔

۴۷۔ ابو العباس احمد بن امیر سیف الدین ابی الحسن علی بن احمد بن ابی الہیجا بن عبد اللہ بن ابی الخلیل بن مرزبان الہکاری معروف بہ ابن المشطوب

عماد الدین کے لقب سے مشہور تھا مشطوب (داغدار) اوسکے باپ کا لقب تھا اوسکے چہرے پر زخم کا ایک داغ تھا یہ ابن المشطوب بڑا امیر کبیر اور بادشاہون کے روبرو بہت ہی بڑا ذی حرمت بلکہ بادشاہون مین ہی معدود ہوتا اور تمام مخلوق مین عالی ہمت کثیر الجود واسع الکرم شجاع و دلیر عالی حوصلہ مشہور تھا بادشاہ اس سے خوف کھاتے تھے اوس کے وقائع مشہور ہین جن مین اوس نے بادشاہون پر خروج کیا تھا۔ یہان اونکے ذکر کی کچھہ حاجت نہین دولت صلاحیہ کے امرا سے تھا کیونکہ جب اوس کا باپ جسکی جاگیر نابلس کا ملک تھا مرا تو سلطان صلاح الدین رحمہ اللہ تعالے نے ایک ثلث اوسکی جاگیر مین سے بیت المقدس کے لئے مخصوص کر دیا باقی اوسکے بیٹے عماد الدین مذکور کو جاگیر مین دیدیا تھا اوس کا دادا ابو الہیجا رعمادیہ کا اور نیز چند دیگر قلاع ہکاریہ کا مالک تھا۔ یہ ایک مدت تک اسیطرح اپنی جاہ و حرمت پر برقرار رہا مگر دمیاط کے سال وہ واقعہ ہوا جو مشہور ہے اسکی تفصیل مین نے ملک کامل کے ذکر مین بیان کی ہے اس واقعہ کے بعد ابن المشطوب دیار مصر سے نکل گیا اور آخر کو اوسکا یہ حال ہوا کہ تل یعفور کے قلعہ مین جو موصل و سنجار کے درمیان واقع ہے ربیع الاول کے مہینہ مین محصور کیا گیا اس کا قصہ مشہور ہے محاصرہ کی حالت مین امیر بدر الدین لولو اتابک صاحب موصل نے اوس سے سلسلت شروع کی اور اس سے مکر چلکر کرکے امن کے وعدہ دیکر اطاعت کرنے پر آمادہ کر لیا اور اپنے وعدہ کے استحکام کیلئے حلف بھی اٹھا لیا جس سے ابن مشطوب موصل کو چلا گیا کچھہ تھوڑا ہی وہان قیام کیا تھا کہ صاحب موصل نے اوسے گرفتار کر لیا یہ واقعہ ۶۱۷ھ ۱۲۲۰ء کا ہے پھر اوسی ملک اشرف مظفر الدین ابن الملک العادل کو بابن بھیجدیا اسکی گرفتاری پا سکا

مقصود تھا۔ کہ ملک اشرف کو راضی کر لے۔ کیونکہ اس وقت اخیر مرتبہ ابن المشطوب نے ملک اشرف کے ہی مقابلہ مین خروج کیا تھا۔ ملک اشرف نے اوسے قلعہ حرّان مین قید کر دیا۔ اور نہایت ہی تنگ پکڑا۔ آہنی وزنی بیڑیان پیرون مین اور چوبی ہتکڑیان ہاتون مین ڈلوادین۔ کہتے ہین وہان اوسے ایسی بری طرح رکھا گیا تھا۔ کہ سر اور داڑھی کے بالون اور کپڑون مین جوئین تک کثرت سے پڑگئی تھین۔ مین اس زمانہ مین بچہ تھا یہہ حالات اوسی وقت سنا کرتا تھا۔ ایک شخص کی زبانی مین نے سنا ہے کہ اوس کے کسی خادم نے ملک اشرف کو یہہ دو بیت اوس کی خلاصی کے واسطے لکھکر بھیجی تھین۔

يَا مَنْ بِدَوَامِ سَعْدِهِ دَارَ فَلَكْ ... مَا أَنْتَ مِنَ الْمُلُوكِ بَلْ أَنْتَ مَلَكْ

اے وہ شخص کہ جس کے اقبال کے ساتھ آسمان ہمیشہ گردش کرتا ہے تو ملک نہین بلکہ مَلَک ہے۔

مَمْلُوكُكَ ابْنُ الْمَشْطُوبِ فِي السِّجْنِ هَلَكْ ... أَطْلِقْهُ فَإِنَّ الْأَمْرَ لِلّٰهِ وَلَكْ

تیرا مملوک ابن المشطوب قید خانہ مین مر رہا ہے اوسے چھوڑ دے۔ یہہ امر بجز اللہ کے اور تیرے کسی کے اختیار مین نہین ہے۔ مگر ابن المشطوب اسی حالت قید مین ماہ ربیع الآخر ۶۱۹ھ (۱۲۲۲ء) مین مر گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد دختر ابن المشطوب نے شہر راس عین کے دروازہ پر اوس کے لئے ایک قبہ بنایا۔ اور حرّان سے وہان لاکر دفن کر دیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ مین نے بھی اوس کی قبر دیکھی ہے۔ جب وہ قید خانہ مین تھا تو ایک ادیب نے یہہ دو بیت اوسے لکھکر بھیجی تھین۔

يَا أَحْمَدُ مَا زِلْتَ عِمَادَ الدِّينْ ... يَا أَشْجَعَ مَنْ أَمْسَكَ رُمْحاً بِيَمِينْ

اے احمد جو تو ہمیشہ دین کے لئے ستون رہا ہے۔ اور اے اون سب سے بہادر جنھون نے نیزہ دست راست مین پکڑا ہے

لَا تَيْأَسْ إِذْ حَصَلْتَ فِي سِجْنِهِمْ ... هَا يُوسُفُ قَدْ أَقَامَ فِي السِّجْنِ سِنِينْ

کچھ رنج و حزن نہ کر کہ تو اون کے قید خانہ مین پڑا ہے۔ حضرت یوسف کو دیکھو۔ وہ تو برسون قید مین رہے تھے۔ یہہ مضمون بحتری کے قول سے لیا ہوا ہے جو ان ابیات مین مذکور ہے۔

أَمَا فِي رَسُولِ اللهِ يُوسُفَ أُسْوَةٌ ... لِمِثْلِكَ مَحْبُوساً عَلَى الظُّلْمِ وَالْإِفْكِ

تجھ سے آدمی کو جو ظلم و بہتان سے قید مین گرفتار ہے کیا حضرت یوسف کو جو اللہ کے رسول تھے دیکھکر کافی تسلی نہین ہو سکتی

أَقَامَ جَمِيلَ الصَّبْرِ فِي السِّجْنِ بُرْهَةً ... فَآلَ بِهِ الصَّبْرُ الْجَمِيلُ إِلَى الْمُلْكِ

وہ قید خانہ مین ایک عرصہ دراز تک اچھے صبر سے پڑے رہے۔ آخر اسی صبر جمیل نے اونہین بادشاہی تک پہونچا دیا۔

امیر عماد الدین قیاساً ۵۷۵ھ (۱۱۷۹ء) مین پیدا ہوا۔ مین نے قاضی فاضل کے ایک رسالہ مین دیکھا ہے
کہ امیر سیف الدین ابوالحسن علی بن احمد ہکاری معروف بالمشطوب نے ملک ناصر صلاح الدین کو ایک عرضی
کے ذریعہ سے اطلاع دی تھی۔ کہ عماد الدین ابوالعباس احمد پیدا ہوا ہے اور اوس کی ایک اور عورت حاملہ
ہے۔ قاضی فاضل نے (بادشاہ کی طرف سے) اوس کے جواب مین لکھا۔ امیر کی تحریر ہمارے پاس پہونچی
جس مین دو بچون کی خبر درج تھی۔ جن مین سے ایک تو بتوفیق ایزدی آکر اوتر گیا ہے۔ اور دوسرا راستہ مین
ہے۔ اللہ تعالی اوس کی قسمت مین سلامتی کا حکم لکھے۔ ہم کو اوس ستارہ سے خوشی ہوی جو پردہ سے باہر نکل
آیا۔ اور اوس پہل کی خوشی کی امید ہے۔ جو ابھی کلیئون مین باقی ہے۔
اب رہا اوس کا باپ سیف الدین المشطوب سو اوسے اور بہاء الدین قراقوش کو جس کا ذکر آئندہ انشاء اللہ تعالے
آئیگا سلطان صلاح الدین نے فرنگیون کے خوف سے عکا مین مقرر کر دیا تھا۔ یہہ اوس کی حفاظت پر
مقرر تھا۔ کہ فرنگیون نے اوس کا محاصرہ کیا۔ اور اوس پر قبضہ کر لیا۔ جب یہہ سیف الدین وہان[9] سے چھوٹا تو
بروز پنجشنبہ یکم جمادی الآخرہ ۵۸۸ھ کو سلطان صلاح الدین کے پاس قدس مین پہونچا۔ ابن شداد اپنی
تاریخ مین[10] کہتا ہے کہ یکایک سلطان صلاح الدین کے پاس یہہ اوسوقت پہونچا۔ کہ اوس کا بھائی ملک
عادل اوس کے پاس موجود تھا۔ بادشاہ اوٹھا اور بغلگیر ہوا۔ اور دیکھکر نہایت ہی خوش ہوا پھر تخلیہ
مین لیجاکر بڑی دیر تک گفتگو کرتا رہا۔ مگر سیف الدین (بہت جلد) بروز پنجشنبہ ۲۶ شوال ۵۸۸ھ (نومبر ۱۱۹۲ء)
کو نابلس مین مر گیا۔ رحمہ اللہ تعالے۔ یہہ تو عماد کاتب اصفہانی نے اپنی کتاب البرق الشامی مین لکھا ہے
مگر بہاء الدین بن شداد اپنی کتاب سیرۃ صلاح الدین مین کہتا ہے کہ سیف الدین بروز یکشنبہ ۲۳ شوال[11] سنہ مذکور
کو قدس شریف مین مرا۔ اور مسجد اقصی مین اوس کے جنازہ کی نماز پڑہائی گئی۔ اوس کے بعد اوسے اپنے ہی
مکان کے صحن مین دفن کر دیا گیا۔ امرائے دولت صلاحیہ مین کوئی شخص اوس کا مثل نہ تھا۔ اور نہ منزلت
و علو مرتبت مین اوس کا ہم پایہ تھا۔ اوسے امیر کبیر کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ یہ لفظ اوس کا نام سا
ہو گیا تھا۔ کوئی دوسرا شخص اس معنی مین اوس کا شریک ہی نہ تھا۔ مین نے قاضی فاضل کے ہاتھ کا لکھا
ہوا دیکھا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ امیر سیف الدین مشطوب امیر کبیر اکراد کی وفات کی خبر آئی جو بروز یکشنبہ ۲۳
شوال سنہ مذکور کو قدس مین ہوئی تھی۔ وفات کے روز اوس کی تنخواہ[12] جو نابلس وغیرہ کے محاصل سے مقرر
تھی تین لاکھ دینار[13] تھے۔ قید فرنگ سے چھوٹنے کے بعد اوس کی زندگی کے پورے سو دن بھی نہ

گزرنے پائے تھے کہ پیغام اجل آپہونچا خداتعالےٰ پاک ہو اور زندہ کبھی مرنے والا نہین وہی لوگون کی بنیاد جسمانی کو توڑ ڈالتا ہے دیوان حماسہ کی ایک بیت[1] کے مطابق ہے جو حسب ذیل ہے۔

فَمَا کَانَ قَیْسٌ هُلْکُهُ هُلْکُ وَاحِدٍ وَلٰکِنَّهٗ بُنْیَانُ قَوْمٍ تَهَدَّمَا

یہ بیت عبدۃ بن الطیب نے اوس مرثیہ مین لکھی ہے جو اوس نے قیس بن عاصم التمیمی کی موت پر لکھا ہے یہ قیس بادیہ سے نبی صلعم کے پاس بنی تمیم کے وفد کے ساتھ ۹ھ مین آیا اور مسلمان ہوا تھا۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اوس کے حق مین فرمایا تھا کہ یہ اہل الوبر[2] کا سردار ہے۔ یہ شخص حلم اور اپنی قوم کی سیادت مین بڑا مشہور اور عاقل تھا۔ عربی دانون کے نزدیک اس شعر کے اعراب[3] مین کچھ بحث ہے جس کے بیان کا یہان موقع نہین ہے ابوتمام طائی نے (حماسہ) باب مراثی مین یہ بیت دو اور ابیات کے ساتھ لکھی ہے وہ یہ ہین۔

عَلَیْکَ سَلَامُ اللّٰهِ قَیْسُ ابْنَ عَاصِمٍ وَرَحْمَتُهٗ مَا شَاءَ اَنْ یَتَرَحَّمَا

اے قیس بن عاصم تجھ پر اللہ تعالی کا سلام ہو اور رحمت ہو اوسوقت تک کہ وہ اپنے بندون پر رحمت کرتا ہے

تَحِیَّةَ مَنْ غَادَرْتَهٗ غَرَضَ الرَّدٰی اِذَا زَارَ عَنْ شَحْطٍ بِلَادَکَ سَلَّمَا

یہ سلام اوسکی طرف سے ہے جسے مصائب نے اپنا نشانہ بنایا ہے اور اوسکی طرف سے ہے کہ جب وہ دور سے تیرے شہر کو آتا ہے تو سلام کرتا ہے۔

فَمَا کَانَ قَیْسٌ هُلْکُهٗ هُلْکُ وَاحِدٍ وَلٰکِنَّهٗ بُنْیَانُ قَوْمٍ تَهَدَّمَا

قیس ایسا شخص نہین کہ اوسکی ہلاکت ایک شخص کی ہلاکت ہو بلکہ وہ ایک قوم کی بنیاد ہے جو منہدم ہوگئی ہے

یہ قیس اون لوگون مین سے اول شخص ہے جو زمانہ جاہلیت مین خسر بننے کی غیرت سے لڑکیون کو زندہ درگور کیا کرتے تھے۔ اسی کو دیکھ کر لوگون نے یہ رسم اختیار کی تھی جسے اسلام نے رد کر دیا۔

امیر بدرالدین لولو ندکور بروز جمعہ ۳ شعبان ۶۵۷ھ (جولائی ۱۲۵۹ء) کو قلعہ موصل مین مرا اور وہین ایک قبرستان مین مدفون ہوا اس وقت اوسکی عمر اسی سال کی تھی رحمہ اللہ تعالے

(۱) شام کا ملک اس زمانہ مین بہت سے چھوٹے چھوٹے سرداروں کے قبضہ مین تھا جن مین سے

ہر ایک قریب قریب خود مختار تھا ۔

(۲) ابن المشطوب کی زندگی کے بڑے بڑے واقعات دیکھنا ہون تو موسیو ہمیکر کی کتاب دیکھنا چاہیے۔

(۳) ترکونکی ایک قوم ہے یہ لوگ اس وقت موصل کے شمال مشرقی ملک پر قابض تھے ۔

(۴) اس سے مراد ۱۲۱۸ء (۶۱۵ھ) ہے جس مین فرنگیون نے دمیاط پر حملہ کیا تھا ۔

(۵) ابن المشطوب چاہتا تھا کہ ملک کامل کو معزول کرکے اوس کے بھائی ملک فائض کو مصر کا سلطان مقرر کرے ۔

(۶) اس قلعہ کا نام تل یعفر تل اعفر اور التل الاعفر بھی کہتے ہین موصل اور سنجار کے درمیان ایک ویران پہاڑی واقع ہے وہان ایک خراب پانی کا چشمہ بھی ہے ۔ ماخوذ از مراصد الاطلاع

(۷) تاریخ کامل ابن اثیر کا ۶۱۵ھ دیکھنا چاہیئے ۔

(۸) کم خوشۂ خرما کے غلاف کو کہتے ہین جس کے معنے ہین نے کلی کے لئے ہین ۔

(۹) ابن المشطوب اور اوسکی سپاہ جو عکا کی حفاظت پر مامور تھی اونھون نے فرنگیون کا خوب مقابلہ کیا مگر آخر کار رچرڈ نے انہین قید کر لیا اور کل فوج کو قتل کر ڈالا ۔ صرف چند سردار بامید فدیہ رکھ چھوڑے ۔

(۱۰) ابن شداد کی تاریخ کا ترجمہ جس کا حوالہ ابن خلکان نے بیان دیا ہے شلٹنس نے لیٹن مین اصل عربی متن کے ساتھ چھاپا ہے ۔

(۱۱) دیکھو تاریخ ابن شداد ۔

(۱۲) لفظی ترجمہ اوسکی روٹی ۔ محاورہ مین اس لفظ کے معنے تنخواہ کے ہین اور اسمین کسیطرح کا شک نہین ہے

(۱۳) ایوبی دینار کی قیمت آجکل کے حساب سے ایک پونڈ انگریزی کے برابر ہوگی جسکے پندرہ روپیہ چودہ آنہ ہوتے ہین

(۱۴) دیکھو دیوان حماسہ

(۱۵) لفظی ترجمہ ہے اونٹ کے بالون والے لوگون کا سردار ۔ بدوی عرب اس وقت تک اپنے خیمہ ایک قسم کے سیاہ کپڑے کے بناتے ہین جو اونٹ کے بالون سے بنایا جاتا ہے ۔

(۱۶) تبریزی نے اپنی شرح حماسہ مین اسکی نسبت خوب بحث کی ہے ۔ بحث یہ ہے کہ لفظ ھلک کے کاف کو کیا اعراب ہونا چاہیئے ۔ اوسے منصوب پڑھا جائے یا مرفوع ۔

۷۵ - ابو العباس احمد بن عبد السید بن شعبان بن محمد بن جابر بن قحطان الاربلی

ملقب صلاح الدین

اربل کے ایک بڑے خاندان سے تھا۔ اور ملک معظم مظفر الدین بن زین الدین صاحب اربل کا حاجب[1] تھا۔ مظفر الدین اس سے کچھہ آزردہ ہوگیا اور اوسے ایک مدت تک قید کر دیا تھا۔ جب وہان سے خلاصی پائی تو بلاد شام کے ارادہ سے ۶۰۳ھ (۱۲۰۶ء) مین ملک القاہر بہاء الدین ایوب بن الملک العادل کے ہمراہ روانہ ہوا۔ ملک مغیث بن الملک العادل کی خدمت مین رہنے لگا۔ اوسے وہ اربل سے ہی جانتا تھا۔ اس کے پاس وہ بہت اچھی طرح سے رہا جب مغیث مرگیا۔ تو صلاح الدین دیار مصر کو چلا گیا۔ اور ملک کامل کی خدمت کرنے لگا۔ اس سے ملک کامل کی نظرون مین اوس کی قدر بڑی ہوگئی اور اس درجہ پر پہونچ گیا۔ کہ وہان اس کے برابر کوئی بھی نرہا خلوت مین بھی اوس کا مشیر تدبیر ہوگیا۔ ملک کامل نے اسے امیر کر دیا۔ یہہ صلاح الدین صاحب فضیلت تامہ اور قسم قسم کے علوم مین اچھی دستگاہ رکھتا تھا۔ مین نے سنا ہے۔ کہ اوسے امام غزالی کا رسالہ جو فقہ مین ہے اور الخلاصۃ کے نام سے مشہور ہے حفظ یاد تھا۔ نظم بھی اچھی کہتا تھا۔ دوبیت بھی اوس کی بہت خوب ہوتی تھین بادشاہون کے یہان اسی سے اوس کی رسائی ہوئی تھی۔ پھر ملک کامل بھی اس سے بگڑ گیا۔ اور محرم ۶۱۸ھ مین جب کہ وہ فرنگیون کے مقابلہ مین منصورہ مین پڑا ہوا تھا اوسے پکڑ کر قید کر دیا۔ اور قلعہ قاہرہ کو بھیجدیا یہان وہ نہایت سخت قید مین ربیع الآخر ۶۲۳ھ تک محبوس رہا۔ پھر صلاح الدین نے دوبیتین لکھین اور ایک گویے کو یاد کرائین۔ اوس نے ملک کامل کو سنائین۔ بادشاہ بہت خوش ہوا۔ اور پوچھا کس کی ہین۔ مغنی نے کہا صلاح الدین کی ہین۔ اس پر ملک کامل نے اوسے چھوڑنے کا حکم دیدیا۔ وہ دوبیت یہہ ہین۔

مَا اَمرُ تَجَنّبِکَ عَلَى الصَّبِّ خَفِیٌّ   اَفْنَیْتَ زَمَانِی بِالْاَسٰی وَالْاَسَفِ

عاشق پر جو تیری ظلم و زیادتی ہے وہ کسی پر مخفی نہین۔ تو نے میری عمر کا زمانہ رنج و افسوس مین سب فنا کر دیا۔

ماذا غضبٌ بقدر ذنبي ولقد — بالغتَ وما اردتَ الّا تلفي

جو غصہ ہے وہ میرے گناہ کے برابر نہین۔ بلکہ اوس مین تو نے مبالغہ کیا ہے کہ جس سے میری بربادی کے سوا اور کوئی تیرا ارادہ نہین۔

بعض کہتے ہین وہ دو بیت جس سے اوسے خلاصی ملی تھی یہہ ہین۔

اِصنع ما شئتَ انتَ انتَ المحبوبُ — مالی ذنبٌ بلیٰ کما قلتَ ذنوبُ

کرجو تو چاہتا ہے۔ تو تو پیارا ہے۔ میرا گناہ تو کچھ نہین۔ مگر چونکہ تو کہتا ہے تو بیشک گناہ ہین۔

هل تسمح بالوصال فی لیلتنا — تجلو صدأ القلب وتعفو الحوب

کیا ایسی مہربانی بھی تو نہ کریگا کہ ایک رات ہم تم مل کر رہین۔ جس سے میرے دل کے زنگ کا صیقل ہو۔ تو معاف کرے اور مین توبہ کرون

غرض جب وہ قید سے نکلا تو بادشاہ کے پاس اوس کا وہی مرتبہ ہوگیا جو پہلے تھا بلکہ اوس سے بھی بڑھکر اوس کی عزت ہوگئی۔ ملک کامل اپنے ایک بھائی سے ناراض ہوگیا تھا جس کا نام ملک فائز سابق الدین ابراہیم بن الملک العادل تھا۔ وہ صلاح الدین کے پاس آیا۔ اور چاہا کہ اوس کے بھائی ملک کامل سے صفائی کرادے۔ صلاح الدین نے ملک کامل کو یہہ شعر لکھکر بھیجے۔

مِن شرط صاحب مصر ان یکون کما — قد کان یوسف فی الحسنیٰ لاخوته

صاحب مصر کیلئے ضرور ہے کہ ایسا ہو۔ جیسے حضرت یوسف بھلائی کے ساتھ اپنے بھائیون سے پیش آئے تھے

اَسَوا فقابلهم بالعفو وافتقروا — فبرّهم وتولّاهم برحمته

اونھون نے برائی کی۔ مگر اون کے مقابلہ مین اونھون نے عفو کے ساتھ سلوک کیا اور جب وہ محتاج ہوئے

تو اونھون نے اون پر عنایت کی اور محبت و دوستی کرتے رہے۔

جب امپرر (فریڈرک ثانی) صاحب صقلیہ ۶۲۶ سنہ (۱۲۲۹ء) مین ساحل شام پر آیا۔ تو ملک کامل نے صلاح الدین کو ایلچی کرکے اوس کے پاس بھیجا۔ جب صلح کی شرطین طے ہوگئین اور امپرر نے قسم بھی کھائی۔ تو صلاح الدین نے ملک کامل کو یہہ شعر لکھکر بھیجے۔

زعم الزعیم الانبرور بانّه — سِلمٌ یدوم لنا علیٰ اقواله

بادشاہ امپرر نے اقرار کیا ہے کہ وہ صلح سے راضی رہے۔ اور ہمارے ساتھ ہمیشہ اپنے اقرار پر رہے گا۔

فضرب الیمین فان تعرض نکثنا — فلیأکلنّ لذاک لحم شماله

اوس نے دوھنا ہاتھ یا (قسم کھائی ہے کہ اگر وہ اقرار کو توڑ دے تو اپنے بائین ہاتھ کا گوشت ہی کھائے[۳] -

اوسی کے یہہ شعر بھی ہین -

وَاِذَا رَاَیْتَ بَنِیْکَ فَاعْلَمْ اَنَّھُمْ　　قَطَعُوْا اِلَیْکَ مَسَافَۃَ الْآجَالِ

جب تو اپنی اولاد کو دیکھے تو جان لے کہ اونہون نے موت کا راستہ تیری طرف بنا[۴] دیا ہے -

وَصَلَ الْبَنُوْنَ اِلٰی مَحَلِّ اَبِیْھِمْ　　وَتَجَھَّزَ الْآبَاءُ لِلتَّرْحَالِ

اولاد جب اپنے باپون کی جگہ پہونچتی ہے - تو اون کے باپ سفر کا سامان تیار کرتے ہین -

میرے ایک دوست نے یہ شعر بھی مجھے سنائے تھے اور کہا تھا کہ اوسی کے یہ ہین -

یَوْمُ الْقِیَامَۃِ فِیْہِ مَا سَمِعْتَ بِہٖ　　مِنْ کُلِّ ھَوْلٍ فَکُنْ مِنْہُ عَلٰی حَذَرِ

قیامت کے دن ہر طرح کا خوف ہوگا - جیسا کہ تو نے سنا ہے - چاہئے کہ اوس سے ہوشیار رہو -

یَکْفِیْکَ مِنْ ھَوْلِہٖ اَنْ لَسْتَ تَبْلُغُہٗ　　اِلَّا اِذَا ذُقْتَ طَعْمَ الْمَوْتِ فِی السَّفَرِ

یہی جاننا تجھے کافی ہے - کہ اوس کی ہول کو تو خیال مین بھی نہین لا سکتا بجز اسکے کہ موت کا مزہ تو سفر دنیوی مین چکھے -

شرف الدین بن عُنَیْن الشاعر دمشقی نے ایک خط دمشق سے دیار مصر کو صلاح الدین کے پاس بھیجا تھا میرے اوستاد عفیف الدین ابو الحسن علی بن عَدلان نحوی مترجم موصلی نے مجھ سے بیان کیا کہ یہہ خط خاص ابن عُنَین کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا - اور اوس مین اوسنے وصیت کی تھی - شروع مین اوس کے یہہ شعر تھے -

اَنَّبْتُکَ مَا لَقِیْتُ مِنَ اللَّیَالِیْ　　فَقَدْ قَصَّتْ نَوَائِبُھَا جَنَاحِیْ

زمانہ نے جو میرے ساتھ سلوک کیا ہے وہ تجھ پر مین ظاہر کئے دیتا ہون - اوس کے مصائب نے میرے بازو کاٹ دئے ہین

وَکَیْفَ یُفِیْقُ مَنْ عَنَتِ الرَّزَایَا　　مَرِیْضٌ مَا یَرٰی وَجْہَ الصَّلَاحِ

کیسے اچھا ہو سکتا ہے وہ مریض کہ جسے مصائب نے ستایا ہو - جب تک کہ وہ صلاح (الدین) کا منہ نہ دیکھے

صلاح الدین مذکور کا ایک دیوان تو شعرون کا ہے اور ایک دیوان دو بیت کا - اخیر دم تک اسکی عزت و حرمت ملک کامل اور اور ملوک کے سامنے قایم رہی - جب ملک کامل نے بلاد روم کا قصد کیا - تو یہہ بھی اوس کے ساتھ چلا - راستہ مین سُوَیدا[۵] کے قریب بیمار ہو گیا اور جب بیماری کو شدت ہو گئی تو لشکر سے رہا کی طرف اسے لے گئے - مگر ۲۵ ذی الحجہ ۶۳۱ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۲۳۴ء کو شہر مین

داخل ہونے سے پیشتر ہی مرگیا۔ بعض لوگ کہتے ہین کہ بروز شنبہ ۲۰ ذالحجہ کو اوس کا انتقال ہوا تھا۔ اوس وقت قبرستان باب حربؔان مین رہا سے باہر اوسے دفن کیا تھا۔ پھر اوس کے بیٹے نے اوسے دیارِ مصر مین لاکر قرافۂ صُغرٰی کے قبرستان مین آخر شعبان ۶۲۳ھ مین دفن کیا ہے۔ اوس زمانہ مین مین قاہرہ مین موجود تھا۔ اندازہ سے اوس کی عمر مرنے کے وقت کوئی ساٹھ برس کی ہوگی رحمہ اللہ تعالیٰ۔ پھر اس کے بعد مجھے معلوم ہوا۔ کہ اوس کی ولادت کی تاریخ ماہ ربیع الآخر ۵۶۲ھ (اکتوبر ۱۱۶۶ء) ہے۔ اور اربلؔ اوس کی پیدائش کا مقام ہے۔ اربلی بکسر ہمزہ وسکون رائے مہملہ و بائے موحدہ ولام اربل کی طرف منسوب ہے جو موصل کے مشرق کی طرف ایک بڑا شہر ہے۔

(۱) حاجب کا عہدہ ایسا تھا۔ جیسا آجکل انگریزی طرز مملکت مین چیمبرلین یا پرائیوٹ سکرٹری کا۔ جسے اسلامی حکومت مین کبھی کبھی خانساماں بھی کہا کرتے تھے۔

(۲) دیکھو تاریخ زوال سلطنت رومۃ الکبریٰ مصنفہ گبن۔ اور نیز موسیو رناڈ کی تلخیص التواریخ العربیہ فی الحروب الصلیبیہ زبان فرانسیسی مین جو بہت ہی معتبر اور مفید تاریخ ہے۔

(۳) ایک بادشاہ کا اس طرح قسم کھانا مصلحت وقت کے لحاظ سے ہوسکتا ہے جسے انگریزی زبان مین پالیسی کہتے ہین۔ اور جس کا مرادف عربی فارسی اور اردو زبان مین نہین ہے۔ ان الفاظ کو دیکھکر انگریزی مترجم کہتا ہے۔ کہ ایسا حماقت آمیز مضمون صرف اصل عربی مین ہی سکنے کے قابل ہے۔ کیونکہ اگر ترجمہ کرین تو سیدھا مطلب ادا کرنا پڑے گا۔ اور عربی عبارت مُعْتَشُون کا ساطرز اور ذومعنیین الفاظ کی رعایت جاتی رہیگی۔ دوسرے شعر کے پہلے مصرع مین شَرِبَ الْیَمِیْنَ کے محاورہ کا یہہ مطلب ہے کہ اوس نے مجبوراً قسم کھائی ہے۔

(۴) یعنے اون کا پیدا ہونا تیری موت کی نشانی ہے۔ انسانون کے پاس بچہ اور موت دو لوآتے ہین۔ لیکن بچہ پہلے آجاتے ہین۔ اور موت پیچھے آتی ہے۔

(۵) شوئنڈا دریائے آؤرونٹس کے دہانہ پر واقع ہے۔

۷۶ - ابونصر احمد بن حامد بن محمد بن عبداللہ بن علی بن محمود بن ھبۃ اللہ بن آلہ الاصفہانی ملقب عزیزالدین مستوفی (۱)

عماد کاتب اصفہانی کا چچا تھا جس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آئیگا۔ یہہ عزیزالدین ایک رئیس کا بڑا قدر تھا

اور دولت سلجوقیہ مین مناصب علیۂ پر ممتاز اور مقدم تھا۔ ذوی الحاجات اوس کے پاس آتے شعرا اوس کی مدح لکھتے اور یہہ اچھے انعام واکرام دیتا تھا۔ ابو محمد الحسن بن احمد بن حکینا بغدادی مشہور شاعر ایک قصیدہ مین اوس کی نسبت کہتا ہے۔

أَمِيلُوا بِنَا نَحْوَ الْعِرَاقِ رِكَابَكُمْ   لِنَكْتَالَ مِنْ مَالِ الْعَزِيزِ بِضَاعَةً

چلو چلو اپنے اونٹون کی نکیل عراق کی طرف پھیر دین۔ تاکہ عزیز کی دولت سے تول تول کر ہمین انعام واکرام ہاتھ آئین۔

قاضی ابو بکر احمد بن محمد الارجانی نے جس کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ اس کی مدح لکھی ہے۔ اور ابیات بائیہ (۳) جو اوس کے بیان مین آچکی ہین ایک لنبے قصیدہ مین اوس نے اسی عزیز الدین کی تعریف مین لکھے ہین۔ اس کا بھتیجا عماد کاتب بھی اس پر بہت فخر کیا کرتا تھا۔ اپنی تالیفات مین اکثر اوسکا ذکر کیا ہے۔ یہہ اپنے اخیر عہد مین سلطان محمود بن محمد بن ملک شاہ بن الپ ارسلان سلجوقی کے خزانہ کا متولی تھا اور سلطان محمود کو اوس کے چچا سلطان سنجر بن ملک شاہ کی بیٹی منسوب تھی۔ جب وہ مرگئی تو اوس کے چچا نے وہ جہیز طلب کیا جو دلہن کو دیا گیا تھا۔ اور جس مین انواع واقسام کے تحف و ہدایا اور ایسے عجائب وغرائب چیزین تھین کہ جو بادشاہون کے خزانون مین نہین مل سکتی تھین۔ محمود نے ان سے انکار کیا۔ اور عزیز الدین کی جانب سے اوسے خوف پیدا ہوا کہ یہ گواہی دیگا کیونکہ خزانہ دار ہونے کی وجہ سے اوسے حال معلوم تھا اور یہہ مال واسباب اوسی کے ہمراہ بھیجا گیا تھا۔ محمود نے اسے پکڑ کر قلعہ تکریت (۴) مین بھیجدیا۔ اوس وقت وہ قلعہ اوسی کے قبضہ مین تھا۔ یہان کچھ مدت قید رکھنے کے بعد اوائل 525ھ (۱۱۳۰ء) مین اوسے قتل کر ڈالا۔ رحمہ اللہ تعالے۔

عماد کاتب اوس کے بھتیجے نے اپنی کتاب خریدہ مین ذکر کیا ہے۔ کہ اوس کا مولد اصفہان ہے ۴۷۲ھ (۱۰۷۹ء) مین پیدا ہوا تھا۔ اور تکریت مین ۵۲۶ھ (۱۱۳۱ء) مین اوسے قتل کیا گیا۔ اوس کی گرفتاری بغداد مین ہوی تھی۔ عماد کاتب نے یہہ بھی کہا ہے کہ جب وہ قتل کیا گیا ہے تو اوس وقت امیر نجم الدین ایوب سلطان صلاح الدین کا باپ اور اوس کا بھائی اسد الدین شیرکوہ دونون قلعہ مذکور کے متولی تھے۔ اونھون نے اوس کی حفاظت کرنا چاہی تھی۔ مگر اون کی

حمایت نے کچھ نفع نہ بخشا۔

الہ بفتح ہمزہ وضم وسکون ہا عجمی لفظ ہے جس کی عربی مین عُقاب کے معنی ہین۔ اصفہان کی تشریح اوپر ہو چکی ہے۔ یہان اعادہ کی حاجت نہین۔

(۱) زین الدین اور اوس کے بیٹے مظفر الدین کوک بوری والیان اربل کے عہد مین مستوفی بہت بڑا عہدہ تھا جسے سکرٹری اسٹیٹ کہنا چاہئے۔ وزیر اعظم کے بعد اوس سے بڑا اور کوئی درجہ نہ تھا۔

(۲) اس سے اور ایک اور فقرہ سے جو ابن خلکان نے حریری کے تذکرہ مین لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ ابن حکینا پانچوین صدی ہجری کے اخیر مین زندہ تھا۔ عماد الدین اصفہانی نے خریدہ مین اوس کے کچھ اشعار بطور نمونہ کے نقل کئے ہین۔ مگر اس کے حالات مطلق نہین بیان کئے۔

(۳) دیکھو تذکرہ ۶۲ ناصح الدین اَرَّجانی۔ اس قصیدہ کا پہلا مصرع یہہ ہے۔ مَاجُبْتُ آفَاقَ الْبِلَادِ مُتَطَوِّفاً۔

(۴) ملک شام کے بڑے بڑے شہر دوآبہ دجلہ وفرات اور ان کے قرب وجوار کے ملک اوس زمانہ مین بہت سے جاگیرداروں کے قبضہ مین تھے۔ جو قریب قریب خود مختارانہ حکومت کرتے تھے۔ اور قریب قریب ہمیشہ ہی آپس مین ایک دوسرے سے لڑتے رہتے تھے۔ اس واسطے تکریت اور اور بہت سے مقام آج ایک کے قبضہ مین ہوتے تو کل دوسرے کے ہاتھہ مین چلے جاتے تھے۔ مالک ہمیشہ بدلتے رہتے تھے۔

(۵) دیکھو تذکرہ ۳۲

۷۷ ۔ اُرْتُق بن اَکْسَب

ملوک اُرْتُقِیہ کا جد امجد ترکمان قوم سے اور حُلْوان جَبَل (عراق فارس) کا حاکم تھا۔ پھر فخر الدولہ ابو نصر محمد بن جہیر کو چھوڑ کر سلطان محمد بن ملک شاہ[۱] کے خوف سے ۴۵۸ھ یا ۴۹۱ھ مین شام کو چلا گیا۔ اور تاج الدولہ تُتُش سلجوقی کی طرف سے جس کا ذکر انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ آتا ہے قدس پر قابض ہو گیا تھا جب اُرْتُق اوس تاریخ مین مر گیا جسے ہم آئندہ بیان کرین گے تو اوس کے دونون بیٹے سُکْمان اور اِیل غازی باپ کی جگہہ والی ہوئے۔ ان پر افضل شاہنشاہ اَمِیرُ الْجُیُوش نے جس کا ذکر آئندہ آتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ مصر سے فوج لیکر چڑھائی کی۔ اور شوال ۴۹۱ھ (ستمبر ۱۰۹۸ء) مین مقام

چھین لیا۔ یہہ دونون بھائی علاقہ جزیرہ فراتیہ کو چلے گئے۔ اور دیار بکر پر قبضہ کرلیا۔ قلعہ ماردین
کا آجکل جو مالک ہے وہ اسی کی نسل سے ہے۔ اس کے بیٹے نجم الدین ایل غازی نے ۵۰۱ھ
مین شہر ماردین پر قبضہ کیا تھا۔ اسی سلطان محمد(۱) نے پہلے بغداد مین اپنا شحنہ(۴) مقرر کیا تھا۔ اور سکمان
بن ارتق خناق کے عارضہ سے فرات کے یا غزاۃ کے راستہ(۵) مین طرابلس اور قدس کے درمیان
۴۹۸ھ (۱۱۰۴ء) مین مرا تھا۔ ارتق فہم و فراست مین اعلی درجہ کا اور بڑا اولوالعزم صاحب اقبال
اور کام مین بڑی جد و جہد کرنے والا تھا۔ ۴۸۴ھ (۱۰۹۱ء) مین اوس کا انتقال ہوا ہے رحمہ اللہ
تعالی۔ اُرتق بضم ہمزہ و سکون رائے مہملہ و ضم تائے فوقانیہ و قاف۔ اَکسَب بفتح ہمزہ و سکون کاف
و فتح سین مہملہ و بائے موحدہ۔ جسے بعض نے اکسک بکاف بجائے بے کے بھی بتلایا ہے۔ واللہ اعلم

(۱) ابن خلکان مین سلطان محمد بن ملک شاہ لکھا ہے۔ مگر ملک شاہ صحیح ہے۔ یہہ واقعہ ملک شاہ کے زمانہ کا ہے
(۲) ۴۸۴ھ یا ۴۹۴ھ کی بجائے ۴۷۸ھ یا ۴۷۷ھ ہونا چاہئے۔ کیونکہ یہہ واقعہ تاریخ کامل ابن اثیر کے رو سے
۴۷۸ھ مین ہوا ہے۔ ۴۷۷ھ مین فخر الدولہ سپہ سالار سلطان ملک شاہ جس کی ماتحتی مین ارتق بن اکسب تھا
شرف الدولہ مسلم بن قریش کی تنبیہ کو گیا اور آمد مین جاکر اوس کو محصور کرلیا۔ لیکن شرف الدولہ اس شہر سے بھاگ
گیا۔ اوس نے ارتق کو رشوت دی تھی جس سے اوس نے شرف الدولہ کو نکل جانے دیا۔ اس سے ارتق نے
جان لیا کہ ملک شاہ اوسے پکڑ کر مار ڈالے گا۔ وہ شام کو اوس کے خوف سے چلدیا۔
(۳) بعض لوگون نے اوسے شُنُش بنون پڑھا ہے۔ مگر ابن خلکان نے اس کا صحیح لفظ تُتُش بتادیا ہے۔
(۴) شحنہ آجکل کے رواج کے مطابق انگریزی حکومت مین رزیڈنٹ ایجنٹ کو کہنا چاہئے۔ یہہ فارسی محاورہ کے
مطابق ہے۔ شحنگیہ عہدہ رزیڈنسی کو کہتے تھے جس زمانہ مین خاندان سلجوقیہ کا آفتاب اوج پر تھا۔ تو خلفائے عباسیہ
کی حکومت جاتی رہی تھی۔ اون کو اگر کچھ حکومت حاصل تھی تو مذہبی حیثیت سے تھی۔ خاص بغداد مین بھی جہان
براہ راست وہ حاکم تھے اونھین سلجوقی حکومت کی مرضی پر چلنا پڑتا تھا۔ سلاطین سلجوقی خود تو اصفہان یا ہمدان مین
رہتی تھی۔ مگر بغداد مین اپنی طرف سے شحنہ رکھتی تھی۔ تاکہ خلفا اپنی دار السلطنت مین بھی سلجوقیون کی مرضی کے
خلاف کچھ نہ کرسکین۔
جب مغل سلجوقیون کو مٹا کر یہان غالب ہوئے۔ اور فارس عراق اور شام پر قبضہ کرلیا۔ تو اونھون نے بھی ان
ملکون کے کسی شہر مین اپنی فوج حفاظت کے لئے نہ رکھی۔ اس قدر فوج اون کے پاس نہ تھی۔ کہ ہر ایک مقام

کی وہ حفاظت کر سکتے۔ بڑے بڑے مقامات پر صرف وہ اپنے شحنہ چھوڑ دیتے تھے۔ اور تمام رعایا اور امرائے
ملک سے اون کی حفاظت کا عہد لے لیتے تھے۔

(۵) ابن اثیر نے لکھا ہے کہ سلیمان دمشق کو بڑی تیزی سے جا رہا تھا۔ تاکہ فرنگیون سے جا کر اوس کی حفاظت
کرے کہ راستہ مین قریتین کے پاس اوس کا انتقال ہوگیا۔ اس سے خیال پیدا ہوتا ہے کہ ابن خلکان مین
جو لفظ فرات یا غزاۃ لکھا ہوا ہے اوسے غزاۃ پڑہین تو معنی بہت صاف ہو جاتے ہین۔ اور یہہ مطلب ہوگا۔
کہ جب وہ طرابلس سے قدس کو غزا کے واسطے جا رہا تھا تو راستہ مین اوس کا انتقال ہوگیا۔ واللہ اعلم
کیا صحیح ہے۔

۷۸۔ ابو الحارث ارسلان بن عبد اللہ البساسیری ترکی

بغداد کے ترکون کا مقدم اور سردار تھا۔ کہتے ہین کہ وہ بہاء الدولہ بن عضد الدولہ بن بویہ کا غلام
تھا۔ واللہ اعلم۔ اس نے امام قائم بامر اللہ کے خلاف بغداد مین خروج کیا تھا۔ جس نے اسے
تمام ترکون کا مقدم بنایا۔ اور کل معاملات اوس کے سپرد کر دیے تھے۔ عراق اور خوزستان کے
تمام منابر پر اوس کے نام کا خطبہ پڑہا جاتا تھا جس سے اوس کی عظمت وشان بڑھ گئی اور ملوک
ڈرنے لگے تھے۔ پھر امام قائم کے مقابلہ مین اٹھا بغداد سے اوسے نکال باہر کر دیا۔ اور مستنصر
عبیدی (خلیفہ فاطمی) صاحب مصر کے نام کا خطبہ (۲) پڑھوایا۔ امام قایم مجبوراً امیر عرب محی الدین (۳)
ابو الحارث مہارش بن المجلی العقیلی صاحب الحدیثہ وعانہ کے پاس چلا گیا۔ اس امیر نے اوسے
پناہ دی۔ اور ایک سال تک اوس کے تمام مایحتاج کا کفیل رہا۔ پھر طغرل بیگ سلجوقی آیا۔ اور
بساسیری مذکور سے لڑکر اوسے مار ڈالا۔ قایم یہہ سنکر بغداد کو لوٹ آیا۔ کہتے ہین کہ جس تاریخ پچھلے سال
قائم بغداد سے نکلا تھا اوسی تاریخ ایک سال کے بعد پھر وہان داخل ہوا تھا۔ یہہ ایک عجیب اتفاق
کی بات ہے۔ اور بڑا مشہور واقعہ ہے۔ سلطان طغرل بیگ سلجوقی کے لشکر نے بغداد مین
بساسیری کو بروز پنجشنبہ ۱۵ ذی الحجہ اور ابن العظیمی (۵) (اپنی تاریخ مین) کہتا ہے۔ بروز سہ شنبہ ۱ ذی الحجہ
۴۵۱ھ (جنوری سنہ ۱۰۶۰ء) کو قتل کیا۔ اور شہر مین سر کو گھما کر باب النوبی کے سامنے اوس کا دھڑ
لٹکا دیا تھا۔ بساسیری بفتح بائے موحدہ وسین مہملہ والف وسین مہملہ مکسورہ و یائے تحتانیہ و رائے

پہلے منسوب ہے فارس کے ایک شہر کی طرف جسے فارس والے بسا اور عرب والے فسا کہتے ہین۔ اور عرب مین اوس کی نسبت فسوی ہوتی ہے۔ شیخ ابو علی فارسی نحوی صاحب الایضاح جسے فسوی بھی کہتے ہین اسی جگہہ کا رہنے والا تھا۔ اہل فارس جب بسا کی طرف نسبت کرتے ہین تو اصل کے خلاف بساسیری بولتے ہین۔ یہہ ایک شاذ نسبت ہے۔ ارسلان مذکور کا آقا بسا کا رہنے والا تھا اسی سے اوس کے ملوک بھی اوس کے ساتھہ منسوب ہو گئے۔ اور بساسیری کہلانے لگے تھے۔ یہہ سمعانی کا بیان ہے جو اوس نے ادیب ابو العباس احمد بن علی بن بابہ قاشی سے نقل کیا ہے۔ یہ لفظ اپنی اصل سے بڑھا دیا گیا ہے۔ امیر مہارش بن المجلی صفر ۴۹۹ھ (اکتوبر ۱۱۰۵ء) مین مرا ہے۔ جو اسی برس سے تجاوز کر گیا تھا۔ اوس کا نسب اس طرح ہے۔ مہارش بن المجلی بن علیث بن قبان بن شعب بن المقلد بن جعفر بن عمرو بن المہنا۔ باقی نسب اوس کا المقلد بن المسیب کے بیان مین آئیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۱) معتصم سب سے اول خلیفہ تھا جس نے ترکون کو اپنی خدمت مین ملازم رکھا تھا۔ اوس وقت اون کی تعداد چار ہزار تھی اور دوسری فوج سے اون کا لباس اور ہتھیار بہتر تھے۔ ان کا لباس ریشمی اور زربفت کا تھا ماخوذ از کتاب مروج الذہب للامام مسعودی رحمہ اللہ تعالیٰ۔

(۲) خطبہ جمعہ کے دن مسجد کا امام ہمیشہ پڑھا کرتا ہے۔ جو امام ابو حنیفہ کے نزدیک شرط اور فرض ہے خطبہ شرع مین اوس کلام کو کہتے ہین کہ جس مین ذکر پروردگار عالم اور شہادتین اور درود اور نصیحت کا بیان ہو۔ اس ہین سلاطین وقت کے واسطے دعا مانگنے کا بھی دستور ہو گیا ہے۔ اور بادشاہ وقت کا خطبہ مین نام لینا اور سکہ چلانا بادشاہ کے خاص حقوق قرار دیئے گئے ہین۔ جس کا نام خطبہ مین لیا جائے اور جس کے نام کا سکہ چلایا جائے وہ جائز اور حقدار حاکم سمجھا جاتا ہے۔

(۳) خلفائے عباسیہ کی ماتحتی مین امرائے عرب اوسی طرح تھے جیسے ملوک غسان بادشاہان روم کے تحت تھے۔ یا ملوک حیرہ شاہان ایران کے مطیع تھے یہ لوگ قبائل عرب پر حکومت کرتے تھے۔

(۴) یہہ دونون شہر جزیرہ فرات و دجلہ کے ملک مین واقع ہین۔

(۵) ابو عبد اللہ محمد بن علی العظیمی تاریخ حلب کا مصنف ہے اور حلب کا ہی رہنے والا ہے۔

۷۹ ابوالحارث ارسلان شاہ بن عز الدین مسعود بن قطب الدین مودود بن عماد الدین زنگی بن آق سنقر صاحب موصل معروف اتابک (۱)

ملک عادل نور الدین کے لقب سے ملقب تھا اس کے اہل بیت سے کتنے ہی لوگون کا ذکر اپنے اپنے مقام پر انشاء اللہ تعالی آئندہ آئیگا۔ نور الدین مذکور اپنے باپ کی وفات کے بعد جس کی تاریخ اوس کے باپ (۲) کے بیان مین لکھی جائیگی موصل کا حاکم ہوا۔ یہہ اچھا عاقل بادشاہ تھا امورات مملکت کو خوب جانتا تھا۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کا مذہب اختیار کرلیا تھا۔ اس کے خاندان مین اس کے سوا کوئی کوئی اور شافعی نہ تھا۔ شافعیون کے واسطے موصل مین اوس نے ایک مدرسہ بھی ایسا خوبصورت بنایا تھا کہ بہت ہی کم کہین دیکھنے مین آیا ہوگا۔ ملک عادل شب یکشنبہ ۲۹ رجب ۶۰۷ھ (جنوری ۱۲۱۱ع) کو (جب کہ وہ) دریائے دجلہ (۳) مین (سیر کررہا تھا) ایک شبارہ (۴) (ڈونگی) مین موصل سے باہر (مر گیا) تھا۔ شبارہ اوسی قسم کی ایک کشتی ہے جسے مصر والے حراقہ کہتے ہین۔ اس کی موت کو اوس وقت تک چھپائے رکھا جب تک کہ اوسے دارالسلطنت موصل مین نہ لے آئے۔ وہان لاکر اوسے مدرسہ مذکور کے اندر اوس کے مقبرہ مین دفن کردیا۔ رحمہ اللہ تعالی۔ اس نے دو بیٹے ملک قاہر عز الدین مسعود اور ملک منصور عماد الدین زنگی چھوڑے تھے۔ جن کا ذکر اون کے دادا نور الدین مسعود بن مودود بن زنگی کے بیان مین ہم نے لکھا ہے۔ وہان دیکھنا چاہئے۔ اس کے بعد اس کا بیٹا قاہر مملکت کا مالک ہوا جس کا ذکر بھی اوسی مقام پر ناظرین کو ملیگا۔ یہہ امیر بدر الدین ابو الفضائل لولو کا استاد تھا جس نے آخر رمضان ۶۳۱ھ (جولائی ۱۲۳۳ع) مین موصل پر غلبہ حاصل کرکے دخل کرلیا تھا۔ یہہ پہلے ہی سے وہان کا نائب تھا۔ پھر خود مختار بن بیٹھا۔ اسی کا ذکر عماد الدین بن المشطوب کے بیان مین آچکا ہے۔

(۱) اتابک فارسی دو لفظوں (اتا اور بک) سے مرکب ہے۔ اتا باپ اور بک سردار کو کہتے ہین۔ اتابک کا اطلاق استاد وزیر اعظم اور کبھی کبھی خود بادشاہ پر بھی آیا ہے۔

(۲) عز الدین مسعود ۵۸۹ھ (۱۱۹۳ع) مین مرا ہے (دیکھو تذکرہ ۶۹۲)

(۳) اس کا تمام خاندان غالباً حنفی تھا۔ نورالدین محمود اوس کے دادا کا باپ یقیناً حنفی تھا۔ لیکن حنفی سے شافعی یا شافعی سے حنفی ہونا کوئی اہم واقعہ نہین ہے۔ بلکہ اہل سنت مین چاہے جس امام کی تقلید کرے یا بالکل تقلید ہی نکرے کوئی اوس کو کافر نہین کہہ سکتا۔ وہ پختہ مسلمان سمجھا جاتا ہے۔ ابن خلکان چونکہ شافعی ہے وہ اسے بڑی بات سمجھتا ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ اکثر شافعی فقہا کے تذکرات زیادہ لکھتا ہے۔

(۴) موصل کے قریب دریائے دجلہ کو الشط (دریا) کہتے ہین اور شط اس معنی مین کثرت سے مستعمل ہے۔

(۵) اس لفظ کا تلفظ تاریخ یافعی سے اسی طرح لیا گیا ہے۔ وہ ۵۶۲ھ مین اوسے شَبّارہ لکھتا ہے۔

(۶) حَرّاقہ کے معنی ایک کشتی یا ڈونگی کے ہین۔

(۷) دیکھو تذکرہ ۴۴۔

۸۰ ابوبکر اَزْہَر بن سعد السّمّان

قبیلہ باہلہ کا مولیٰ اور بصرہ کا رہنے والا تھا۔ حدیث حُمَیْدُ الطَّوِیل(۱) سے روایت کرتا تھا۔ اور اوس سے اہل عراق نے روایت کی ہے۔ ابوجعفر منصور کے خلیفہ ہونے سے قبل اوس کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ جب منصور خلیفہ ہو گیا۔ تو ازہر اوس کے پاس تہنیت کے لئے آیا۔ مگر منصور نے اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دی۔ اس لئے وہ موقع کا منتظر رہا۔ اور جب اوس کے دربار عام کا دن ہوا تو وہان پہونچا۔ اور خلیفہ کو جا کر سلام کیا۔ منصور نے پوچھا تو کیون آیا ہے۔ کہا۔ امارت کی مبارکباد دینے آیا ہون۔ منصور نے کہا اوسے ہزار دینار دیدو۔ اور کہدو مبارکبادی کا حق آپ نے ادا کر دیا۔ پھر کبھی نہ آنا۔ ازہر چلا گیا۔ مگر پھر سال آئندہ مین آموجود ہوا۔ پھر منصور نے اوس سے ملاقات نہ کی۔ ازہر بھی پہلے کی طرح ایک مجمع عام مین پھر اوس کے پاس جا حاضر ہوا۔ اور سلام کیا۔ منصور نے پوچھا کیون اب کس لئے آیا ہے۔ کہا مین نے سنا تھا کہ آپ بیمار ہو گئے ہین۔ عیادت کے لئے آیا ہون۔ منصور نے کہا اوسے ہزار دینار دیدو اور کہدو کہ تو نے عیادت کا حق ادا کر دیا۔ پھر میرے پاس نہ آنا مین بہت ہی کم بیمار ہوتا ہون۔ ازہر چلا گیا۔ مگر دوسرے سال پھر جا دھمکا۔ اور دربار عام مین سامنے پہونچ گیا۔ منصور نے پوچھا کہ اب کیون آئے۔ کہا مین نے سنا ہے کہ آپ کو ایک دعا مستجاب آتی ہے۔ مین اوسے آپ سے سیکھنے آیا ہون۔ کہا اوس مین کچھ اثر نہین رہا۔ مین ہر سال

اللہ سے دعا مانگتا ہوں کہ آپ نہ آئیں۔ مگر آپ آتے ہیں۔ اسی طرح ازہر کے اور بہت قصے کہانیان[۱]
مشہور ہین۔ یہہ ۱۱۱ہجری (۷۲۹ء) مین پیدا ہوا۔ اور ۲۰۳ہجری (۸۱۸ء) اور بعض کہتے ہین ۲۰۷ہجری
مین مرا ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ ازہر بفتح ہمزہ وسکون زائے معجمہ وفتح ہا و رائے مہملہ یہان نام ہے
اوس کا لقب نہین ہے۔ سمّان بفتح سین مہملہ وتشدید میم والف ونون گھی فروش یا اوس کے
حمال کو کہتے ہین۔ بصری بفتح یا بکسر موحدہ وسکون صاد مہملہ ورائے مہملہ بصرہ[۲] کی طرف منسوب ہے
جو عراق کا سب سے مشہور شہر ہے۔ اسلامی عہد کی یادگار ہے۔ حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ
عنہ نے ۱۴ہجری مین عُتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ کی وساطت سے آباد کرایا تھا۔ کتاب ادب الکتاب
کے اوس باب مین جہان اون شہرون کا ذکر ہے جن کے نام بدل گئے ہین ابن قتیبہ لکھتا ہے
بصرہ نرم پتھر کو کہتے ہین اگر اس مین سے ہائے ہوز حذف کر دین تو بِصر بکسر بائے موحدہ ہوگی
اسی واسطے بِصری بھی نسبت کے وقت جائز قرار دیا ہے۔ بِصر کے معنی بھی نرم پتھر کے ہین۔
صحاح مین جوہری نے یہی لکھا ہے۔

(۱) ابو عُبَیدہ حُمید بن عبد الرحمن البصری تابعی بہت بڑا ثقہ اور طلحۃ الطلحات خزاعی کا مولیٰ تھا۔ اوسے طویل
اس واسطے کہتے تھے کہ اوس کے ہمسایہ مین ایک اور حمید قصیر کہلاتا تھا۔ بعض یہہ بھی بیان کرتے ہین کہ
اوسے یہ لقب اوس کے طویل ہاتون کے سبب سے دیا گیا تھا۔ اوس کے ہاتھ اس قدر طویل تھے کہ
ایک ہاتھ سے وہ منبر کا بالائی کنارہ پکڑتا تھا تو دوسرے سے زمین چھو لیتا تھا۔ نماز پڑھتے پڑھتے وہ یکایک
مرگیا۔ ۱۴۳ہجری (۷۶۰ء) کے قریب اوس کی وفات ہوئی۔ ماخوذ از طبقات الفقہائے یافعی۔
(۲) مین نے کئی تاریخین دیکھین۔ مگر ازہر کی نسبت بجز اس حکایت کے جو ابن خلکان نے لکھی ہے کسی نے
اوس کی اور کوئی حکایت نہین لکھی۔ یافعی جس نے اوس کی تاریخ وفات ۲۰۳ہجری بتائی ہے کہتا ہے کہ مامون
(نہین بلکہ منصور) نے جو اس موقع پر صبر وتحمل اختیار کیا وہ حیرت انگیز ہے۔ اوس کا مزاج نہایت سخت تھا۔
اگر یہی معاملہ حجاج بن یوسف الثقفی کے ساتھ گذرتا تو وہ ازہر کو یا تو قتل ہی کر ڈالتا یا نہایت ہی سخت سزا دیتا۔
(۳) تاریخ ابو الفدا اور ابن اثیر مین بنیاد بصرہ کی نسبت ابن قتیبہ کا بیان دیکھنا چاہئے۔

(۸۱)۔ ابو المظفر اُسامہ بن مُرشد بن علی بن مُقَلَّد بن نصر بن مُنقِذ الکِنانی الکَلبی شَیزری ملقب مؤید الدولہ ومجد الدین

نبی منتقد قلعہ شیزر کے مالکوں اور اون کے علما اور ولا ور وں مین تھا ادب کے مختلف شعبوں
مین اس کی کتنی ہی کتابین ہین۔ ابو البرکات بن المستوفی نے تاریخ اربل مین اوس کا ذکر تعریف کے
ساتھ کیا۔ اور اون منتخب لوگون مین شمار کیا جو اربل مین آئے تھے۔ اور اوس کے کچھ اشعار بھی
لکھے ہین۔ عماد کاتب نے بھی خریدہ مین ذکر کیا اور تعریف کے بعد کہا ہے کہ وہ دمشق مین ذہین
بلکہ بعد اومین، رہتا تھا۔ پھر وہان سے اوس کا دل اوٹھ گیا۔ جیسے کسی کریم النفس کا اپنے گھر سے
اوٹھ جاتا ہے۔ مصر کو چلا گیا۔ وہان صالح بن رزیک کے عہد تک امیرانہ بسر کی سب لوگ اوس کی
تعظیم وتکریم کرتے تھے۔ پھر شام کو چلا آیا۔ اور دمشق مین رہنے لگا۔ رفتہ رفتہ زمانہ کے انقلابات
نے اوسے حصن کیفا مین پہونچا دیا۔ اس کے بعد جب ۵۷۰ھ مین سلطان صلاح الدین رحمۃ اللہ
تعالیٰ دمشق کا مالک ہوا۔ اوس نے اپنے پاس بلا لیا۔ اس وقت اسامہ کی عمر اسی سے تجاوز کرگئی
تھی۔ عماد کے سوا اور لوگون نے بیان کیا ہے۔ کہ جب وہ مصر مین آیا ہے تو ظافر بن الحافظ کا زمانہ
تھا۔ اور وزیر اوس وقت عادل بن سلار تھا۔ اوس نے اس کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا۔ مگر
اس نے کچھ ایسا کام کیا کہ وہ مارا گیا۔ جیسا کہ اوس کے بیان مین مذکور ہے۔ اس بیان کے لکھنے
کے بعد مجھے ایک کتاب ملی جو اوس نے اپنے ہاتھ سے رشید بن الزبیر کو لکھکر دی تھی کہ وہ اوسے
کتاب الجنان مین شامل کرے۔ اوس پر لکھا تھا کہ یہہ کتاب مصر مین ۵۴۶ھ مین لکھی ہے۔ اس سے
یہہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اوس (ظافر بن الحافظ) کے زمانہ مین مصر کو گیا تھا۔ اور وہان عادل بن السلار
کے زمانہ قتل تک مقیم رہا تھا۔ کیونکہ اس مین کسی کو شک نہین ہے کہ وہ اوس کے قتل کے وقت
وہان موجود تھا۔ اس کا ایک دیوان بھی ہے جو لوگون کے پاس دو جلدون مین لکھا ہوا ملتا ہے
مین نے خاص اوس کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا ہے۔ اور یہہ شعر نقل کئے ہین۔

لَا تَسْتَعِرْ جَلَدًا عَلَى هِجْرَانِهِمْ   فَقُوَاكَ تَضْعُفُ عَنْ صُدُودٍ دَائِمِ

اون کی جدائی سے اکراہ و بے پروائی کو نہ مانگ لے یعنی متنفر نہ ہوجا۔ کیونکہ ہمیشہ کے رکے رہنے سے تیرے
قوا ضعیف ہوجائینگے۔

وَاعْلَمْ بِأَنَّكَ إِنْ رَجَعْتَ إِلَيْهِمْ   طَوْعًا وَإِلَّا عُدْتَ عَوْدَةَ رَاغِمِ

یہہ جان لے کہ اگر تو نے خوشی سے اون کی طرف رجوع کیا تو بہتر ہے۔ ورنہ اپنی مرضی کے خلاف رجوع کرنا ہوگا

یہہ شعر بھی مین نے اوسی سے نقل کئے ہین۔ جو اوسنے ابن طلیب مصری کے حق مین جس کا مکان جل گیا تھا لکھے تھے۔

اُنظُر اِلی الاَیَّامِ کَیفَ تَسُوقُنَا　قَسراً اِلی الاِقرَارِ بِالاَقدَارِ

زمانہ کو دیکھو کہ ہمین تقدیر کے اقرار پر کس طرح مجبور کرتا ہی۔

مَا اَوقَدَ ابنُ طَلِیبٍ قَطُّ بِدَارِهٖ　نَاراً وَکَانَ خَرَابُهَا بِالنَّارِ

ابن طلیب نے کبھی اپنے گھر مین آگ نہ جلائی (کہ کسی کی مہمانی کرے) مگر دیکھو اوس کا گھر آگ سے ہی تباہ ہو گیا۔

اسی طرح کا ایک واقعہ وجیہہ بن صُورۃ المصری کتب فروش پر گذرا تھا جس کا مصر مین ایک نہایت اچھا مکان تھا اور آگ لگ کر جل گیا تھا۔ نش الملک ابوالحسن علی بن مُفرّج معروف ابن المنجم نے جو اصل مین مَعرّۃ النُّعمان کا رہنے والا تھا مگر مصر مین اقامت اختیار کرلی اور وہین مرا تھا اوس کی نسبت یہہ شعر کہے ہین۔

اَقُولُ وَقَد عَایَنتُ دَارَ ابنِ صُورَۃٍ　وَلِلنَّارِ فِیهَا مَارِجٌ یَتَضَرَّمُ

جب مین نے ابن صورہ کے مکان کو دیکھا جس مین آگ کے شعلے بڑی تیزی سے اڑ رہے تھے تو کہا۔

کَذَا کُلُّ مَالٍ اَصلُهٗ مِن مَهَاوِشٍ　فَعَمَّا قَلِیلٍ فِی نَهَابِرَ یُعدَمُ

یہی حال اوس مال کا ہوا کرتا ہے جو اصل مین ناجائز طور سے وصول ہوا ہو کہ بہت ہی جلد مہالک کو روانہ ہوتا۔

وَمَا هُوَ اِلَّا کَافِرٌ طَالَ عُمرُهٗ　فَجَاءَتهُ لَمَّا استَبطَأَتهُ جَهَنَّمُ

وہ ایک کافر تھا عمر بہت دراز ہو گئی۔ اور جہنم مین پہونچنے کو دیر ہو گئی تھی اسلئے وہ دنیا کی ہی آگ اوس تک پہونچی دوسری بیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول مَن اَصَابَ مَالاً مِن مَهَاوِشٍ اَذهَبَهُ اللّٰهُ فِی نَهَابِرَ سے ماخوذ ہے مہاوش کے معنی حرام اور نہابر کے معنی مہالک کے ہین۔ وجیہ مذکور کا نام ابوالفتوح ناصر بن ابی الحسن علی بن خلف انصاری معروف ابن صُورہ۔ یہ مصر مین کتابون کا دلال تھا۔ اور اوسکا کام خوب چلتا تھا۔ اپنے مکان کے دروازہ پر بیٹھا کرتا۔ بڑے بڑے رؤسا و فضلا یکشنبہ اور چہارشنبہ کو اوس کے یہان آتے۔ یہہ فروخت کی کتابین اونھین دکھاتا تھا۔ بازار کے آخر وقت تک اوس کے پاس بڑا مجمع رہتا تھا۔ جب سِلَفی مرگیا تو اوس کی کتابین خریدنے کے لئے وہ سکندریہ کو بھی گیا تھا۔ ۱۶ ربیع الآخر ۶۰۷ھ (اکتوبر ۱۲۱۰ء) مین اس کا انتقال مصر مین ہوا ہے۔ قرافہ مین مدفون ہے۔ رحمہ اللہ تعالی۔

ابن مُنقذ کا ایک قطعہ ہے جس مین وہ اپنے ضعف کا حال بیان کرتا ہے۔

فَاعْجَبْ لِضُعْفِ يَدِي عَنْ حَمْلِهَا قَلَمًا　　مِنْ بَعْدِ حَطْمِ الْقَنَا فِي لَبَّةِ الْأَسَدِ

تعجب ہے کہ میرا ہاتھ قلم اوٹھانے سے بھی کمزور ہو گیا ہے۔ حالانکہ وہ پہلے شیر کے سینہ مین نیزون کو چور چور کر دیتا تھا
مین نے اوس کے دیوان سے یہہ بیتین بھی نقل کی ہین جو اوس نے اپنے باپ مُرشد کو اوسکی
بیتون کے جواب مین لکھی تھین۔

وَمَا اَشْكُو تَلَوُّنَ اَهْلِ وُدِّي　　وَلَوْ اَجَدَتْ شَكِيَّتُهُمْ شَكَوْتُ

مین اپنے اہل محبت کی تلون مزاجی کی شکایت نہین کرتا۔ کیونکہ اگر شکایت سے کچھ فائدہ دیکھتا تو شکایت کرتا۔

مَلِلْتُ عِتَابَهُمْ وَيَئِسْتُ مِنْهُمْ　　فَمَا اَرْجُوهُمُ فِيمَنْ رَجَوْتُ

مین اون کے عتاب وخطاب سے تنگ آگیا اور مایوس ہو گیا ہون۔ مجھے اون کے اون لوگون مین ہونے کی
امید نہین جن سے مین امید کر سکتا ہون۔

اِذَا اَدْمَتْ قَوَارِضُهُمْ فُؤَادِي　　كَظَمْتُ عَلَى اَذَاهُمْ وَانْطَوَيْتُ

جب اون کے طعنہ میرے دل مین جا گھسے تو مین نے اپنے غصہ کو فرو کیا اور اون کی اذیتون کو تہہ کر ڈالا۔

وَرُحْتُ عَلَيْهِمْ طَلْقَ الْمُحَيَّا　　كَاَنِّي مَا سَمِعْتُ وَلَا رَاَيْتُ

اور صفتا معہ بنا کر اون کے سامنے پہونچا گویا اون کی باتون کو نہ تو مین نے سنا ہی تھا اور نہ دیکھا ہی تھا۔

تَجَنَّوْا لِي ذُنُوبًا مَا جَنَتْهَا　　يَدَايَ وَلَا اَمَرْتُ وَلَا نَهَيْتُ

اونھون نے مجھ پر اون گناہون کی تہمت لگائی ہے جو میرے ہاتون نے کبھی نہین کئے۔ اور نہ مین نے حکم دیا نہ منع کیا

وَلَا وَاللهِ مَا اَضْمَرْتُ غَدْرًا　　كَمَا قَدْ اَظْهَرُوهُ وَلَا نَوَيْتُ

اور نہ قسم خدا کی دل مین غدر کا ارادہ کیا یا اوس بات کی نیت کی جو مجھپر وہ علانیہ جوڑتے ہین۔

وَيَوْمَ الْحَشْرِ مَوْعِدُنَا وَتَبْدُو　　صَحِيفَةُ مَا جَنَوْهُ وَمَا جَنَيْتُ

حشر کے دن ہم اور وہ ملین گے۔ وہان نامۂ اعمال ظاہر کر دیگا کہ کیا کیا اونھون نے بُرا کیا ہے اور کیا کیا مین نے
دو بیتین اوس کی اور ہین جو اسی رَوِی اور وزن مین اوس نے ایک خط کے شروع مین اپنے
ایک رشتہ دار کو لکھ کر بھیجی تھین۔ وہ نہایت درجہ کی اچھی ہین۔

شَكَا اَلَمَ الْفِرَاقِ النَّاسُ قَبْلِي　　وَرُوِّعَ بِالنَّوَى حَيٌّ وَمَيْتُ

مجھ سے پہلے بھی لوگون نے جدائی کے الم کی شکایتین کی ہین۔ اور زندون اور مردون نے جدائی کے صدمے اٹھائے ہین

وَأَمَّا مِثْلُ مَا ضَمَّتْ ضُلُوعِي　　فَإِنِّي مَا سَمِعْتُ وَلَا رَأَيْتُ

مگر جو رنج وغم میرے سینہ کے اندر ہے وہ تو مین نے نہ کبھی سنا اور نہ دیکھا۔

بات پر بات کہی جاتی ہے۔ ادیب ابوالحسن یحییٰ (۹) بن عبدالعظیم معروف جزار مصری نے اپنی یہ بیتین مجھے سنائی تھین۔ جو اوس نے کسی مصر کے ادیب کی نسبت لکھی تھین وہ ایک بڑا بوڑھا شخص تھا اور خارش کے سبب سے اوس نے اپنے بدن پر گندک ملی تھی۔ وہ کہتا ہے کہ جب یہ حال مین نے سنا تو یہ بیتین لکھ کر اوس کو بھیجین۔

أَيُّهَا السَّيِّدُ الأَدِيبُ دُعَاءً　　مِنْ مُحِبٍّ خَالٍ مِنَ التَّنْكِيتِ

اے سید ادیب کسی دوست کی بات جو طعنہ سے خالی ہو اوسے سن۔

أَنْتَ شَيْخٌ وَقَدْ قَرُبْتَ مِنَ النَّا　　رِ فَكَيْفَ ادَّهَنْتَ بِالْكِبْرِيتِ

تو تو بوڑھا شیخ ہے اور اس لئے آتش (دوزخ) سے بہت قریب ہوگیا ہے پھر تو نے اپنے بدن پر گندک کیون ملی ہے

مین نے امیر ابوالمظفر اسامہ بن منقذ مذکور کے یہہ شعر خود اوسی کے ہاتھ کے لکھے ہوے دیکھے ہین۔ جو اوس نے اپنی واڑھ اوکھڑنے کے وقت کہے تھے۔ اوس کا بیان ہے کہ یہ شعر اوس وقت کہے تھے جب وہ خلاط کے پاس پہونچا تھا۔ یہ ایک نہایت عجیب وغریب مضمون ہے۔ اور اس لایق ہے کہ دانتون کی پہیلی ہو جائے۔

وَصَاحِبٍ لَا أَمَلَّ الدَّهْرَ صُحْبَتَهُ　　يَشْقَى لِنَفْعِي وَيَسْعَى سَعْيَ مُجْتَهِدِ

میرا ایک رفیق صحبت تھا جس کی صحبت سے کبھی رنج وملال نہین ہوا۔ وہ میرے نفع کے لئے سختی اوٹھاتا اور بڑی ہی محنت وسعی کرتا تھا۔

لَمْ أَلْقَهُ مُذْ تَصَاحَبْنَا فَحِينَ بَدَا　　لِنَاظِرَيَّ افْتَرَقْنَا فُرْقَةَ الأَبَدِ

جب تک ہم اور وہ ساتھ ساتھ رہے کبھی مین نے اوسے نہ دیکھا۔ لیکن جب وہ میری آنکھون کے سامنے آیا تو ہم اور وہ ہمیشہ کے لئے جدا ہوگئے۔

عماد کاتب کہتا ہے کہ مجھے اوس کے ملنے کی ہمیشہ آرزو رہا کرتی تھی۔ اور دور ہی دور سے اوس کی سخاوت کے مینہ کو دیکھا کرتا تھا۔ آخرکار جب مین صفر ۵۷۱ھ مین اوس سے ملا تو اوس کی

پیدایش کی تاریخ پوچھی۔ کہا روز یکشنبہ ۲۷ جمادی الآخرہ ۴۸۸ھ (جولائی ۱۰۹۵ء) ہے میرے نزدیک وہ قلعہ شیزر مین پیدا ہوا تھا۔ اور دمشق مین دوشنبہ کی رات ۲۳ رمضان ۵۸۴ھ (نومبر ۱۱۸۸ء) کو انتقال کیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ دوسرے روز جبل قاسیون کے مشرق مین دفن ہوا۔ مین اوس کے مقبرہ مین گیا ہون۔ جو دریائے یزید کے شمالی جانب بنا ہے۔ قرآن کی کچھ آیات وہان پڑھ کر اوس کو بخشی ہین۔

اوس کا باپ ابو اُسامہ مُرشِد ۵۳۱ھ (۱۱۳۶ء) مین مرا ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

شَیزَر بفتح شین مثلثہ وسکون یائے تحتانیہ وزائے معجمہ مفتوحہ ورائے مہملہ حما کے پاس (جسے اہل یورپ اپیفیمیا کہتے ہین) ایک قلعہ ہے جو مُنقِذ خاندان کے نام سے مشہور رہا ہے جس کا ذکر حرف عین مین اوس کے دادا علی[1] بن مُقَلَّد کے بیان مین آئیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

(۱) یہہ نام اگرچہ کئی نسخون مین مُنقِذ بدال مہملہ لکھا ہوا ہے۔ مگر بذال معجمہ ہے۔

(۲) دیکھو تذکرہ ۴۵۸

(۳) یہان مین نے اَتَابِہ کے ضمیر کا مرجع ظافر کو مانا ہے جس سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ مصر مین اس وزیر کے تقرر سے پیشتر گیا تھا۔ کیونکہ اوس کا تقرر ۵۴۴ھ یا ۵۴۵ھ مین ہوا ہے۔

(۴) دلال الکتب کے معنی مین نے کتب فروش کے لئے ہین۔ مگر اصلی معنی اوس کے کتاب بکوانے والے کے ہین جو دوسرے لوگون کی کتابین خریدارون کے ہاتھ فروخت کرائے۔

(۵) ترجمہ اگر کوئی شخص حرام یعنا جائز طور سے دولت جمع کرے تو خدا اوسے ہلاکت کی طرف بھیج دیتا ہے۔

(۶) دیکھو تذکرہ ۲۴ ابو جعفر طحاوی کا نوٹ ۱۲۔

(۷) روی شعر کے قافیہ کا اخیر حرف جو اوس نظم کے اخیر مین سب جگہ آوے۔

(۸) غالباً مصنف نے یہ واقعہ اپنی کتاب کے حاشیہ پر اوس مقام پر لکھا ہوگا۔ جہان ابن صورہ کے مکان کے جل جانے کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ناقل نے غلطی سے یہان نقل کر دیا ہے۔ یہ اوسی مقام پر زیادہ چسپان ہوتا ہے۔

(۹) جزار اوس زمانہ کے بڑے نامی گرامی شعرا مین تھا۔ ابن خلکان اوس پر نہایت مہربانی کرتا تھا۔ ۶۰۱ھ (۱۲۰۴ء) مین پیدا ہوا۔ اور ۶۷۹ھ (۱۲۸۰ء) مین انتقال کیا۔ ماخوذ از ذیل ابن خلکان مصنفہ الصقاعی۔ جزّار کے معنے ہین اونٹون کا قصاب۔

(۱۰) یہ غالباً اوس وقت کا ذکر ہے جب صلاح الدین نے ۵۸۵ھ مین اوس پر تاخت کی تھی۔

(۱۱) دیکھو تذکرہ ۴۵۶ -

۷۲ - ابو یعقوب اسحاق معروف ابن راہویہ

مروشاہجہان کا رہنے والا اور حنظلہ کی نسل مین تھا جس کا سلسلہ نسب اس طرح ہے - ابو یعقوب اسحاق بن ابی الحسن ابراہیم بن مخلد بن ابراہیم بن عبد اللہ بن مطر بن عبید اللہ بن غالب بن عبد الوارث بن عبید اللہ بن عطیۃ بن مرۃ بن کعب بن ہمام بن اسد بن مرۃ بن عمرو بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ بن تمیم بن مرہ ابن راہویہ - حدیث فقہ مین جیسا عالم تھا اوسی طرح زہد و ورع مین بھی یکتائی عصر اور ائمہ اسلام سے تھا - دارقطنی نے اس کا اون لوگون مین ذکر کیا ہے - جنھون نے شافعی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے - اور بیہقی نے اوسی شافعی کے اصحاب مین بتایا ہے - اس سے اور امام شافعی سے جواز بیع[1] مکانات مکہ کے مسئلہ مین بڑی بحث ہوئی تھی - جسے شیخ فخر الدین رازی نے اپنی کتاب مناقب الامام الشافعی رضی اللہ عنہ مین بڑی تفصیل سے لکھا ہے - جب لوگون نے اس کے فضل و کمال کو دیکھ لیا - تو اس کی کتابون کو لکھنے لگے - اور مصر مین اوسکی تصنیفات کو (بڑی احتیاط سے) مخلوق نے جمع کیا - امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کہتے ہین کہ اسحاق ہمارے نزدیک اسلام کے ائمہ سے ہے - اور اوس سے بڑھ کر آج تک کسی فقیہ نے پل[2] پر سے عبور نہین کیا - اسحاق کہتا تھا مجھے ستر ہزار حدیثین حفظ یاد ہین - اور ایک لاکھ حدیثین میرے ذھن مین[3] ہین - مین نے کبھی کوئی چیز نہین سنی جسے حفظ نہ کر لیا ہو - اور نہ کبھی کوئی شئے ایسی حفظ کی کہ بھول گیا ہون - اوس کی مسند[4] مشہور ہے - وہ حجاز عراق مین شام کو گیا تھا - اور سفیان بن عیینہ اور اوس کے طبقہ کے لوگون سے حدیث کا علم حاصل کیا تھا - اور اوس سے بخاری مسلم ترمذی (سے ائمہ دین) نے حدیث کا علم حاصل کیا - اس کی ولادت ۱۶۲ھ (۷۷۸ء) یا ۱۶۱ھ مین بتاتے ہین - اخیر عمر مین نیشاپور مین رہنے لگا تھا - یہین پر ۱۵ شعبان بروز پنجشنبہ یا یک شنبہ یا شنبہ ۲۳۸ھ (جنوری ۸۵۳ء) یا ۲۳۷ھ یا ۲۳۳ھ کو انتقال ہوا رحمہ اللہ تعالیٰ -

راہویہ براے مہملہ والف وہاے ہوز و واو مفتوحہ ویاے تحتانیہ وہاے ہوز اوس کے باپ ابراہیم کا لقب ہے۔ کیونکہ وہ مکہ کے راستہ مین پیدا ہوا تھا۔ فارسی مین راستہ کو راہ کہتے ہین۔ اور وَیہ کے معنی پایا ہوا۔ گویا وہ راستہ کا پایا ہوا تھا۔ اسی بعض نے راہُویہ بضم ہاے ہوز وسکون واو وفتح یاے تحتانیہ بھی بتایا ہے۔ اسحاق کہتا تھا کہ مجھ سے عبد اللہ بن طاہر امیر خراسان نے پوچھا کہ ابن راہویہ تجھے کیون کہتے ہین اور اس کے کیا معنی ہین اور یہ تجھے برا لگتا ہے یا اچھا۔ مین نے کہا اے امیر میرا باپ راستہ مین پیدا ہوا تھا۔ مرو کے باشندون نے اس لئے میرے باپ کا نام راہویہ رکھدیا۔ میرا باپ تو اس سے برا مانتا تھا۔ مگر مین تو کچھ برا نہین سمجھتا۔ مُخَلَّد بفتح المیم وسکون خاے معجمہ وفتح لام ودال مہملہ۔ حَنظَلہ بفتح ہاے مہملہ وسکون نون وفتح ظاے معجمہ ولام حنظلہ بن مالک کی طرف منسوب ہے جو تمیم کا ایک بطن ہے۔

(۱) ابراہیم الحلبی کی مُلتقطُ الأبحُر کی جو فقہ کی ایک مشہور کتاب ہے باب البیع مین ہے۔ مکہ کے حرم کی زمین کی فروخت جائز نہین ہے۔ اس موقع پر شارح نے یہ الفاظ زیادہ کر دئے ہین۔ اگر کوئی خاص ضرورت آکر واقع ہوئی ہو۔ جیسے کوئی مکان بنانے کے لئے ان کا منتقل کرنا کچھ برا نہین۔ اون کا حال اوسی طرح ہے جیسے اون عمارات کا ہے جو وقف کی زمینون پر ہوتے ہین۔ اسی طرح قطب الدین نے بھی اپنی تاریخ مکہ مین اس مسئلہ کو لکھا ہے۔

(۲) غالباً یہان اوس پل کی طرف اشارہ ہے جو کرخ اور بغداد مین تھا۔

(۳) اُذاکِرُ بِمِائَۃِ اَلفِ حَدِیثٍ کی جگہ ذہبی نے اپنے طبقات الحفاظ مین لکھا ہے۔ اَعرِفُ مَکانَ مِائَۃِ اَلفِ حَدِیثٍ کَاَنِّی اَنظُرُ اِلَیھَا۔ یعنے مجھے ایک لاکھ حدیث کی (کتابون مین) جگہ یاد ہے گویا مین اونھین آنکھون سے دیکھ رہا ہون۔

(۴) مُسنَد احادیث کا وہ مجموعہ ہے جس مین ہر ایک حدیث کی اسناد دی گئی ہو۔ ابتدا سے لیکر ہر ایک حدیث کے راوی کا نام بالاتصال اوس شخص تک موجود ہو جس نے اونھین جمع کیا ہے۔

۸۳ ابو عمرو اسحاق بن مرار الشَّیبانی نحوی لُغوی

(۱) کوفہ الکوفہ کا باشندہ مگر بغداد مین آکر سکونت اختیار کر لی تھی۔ بنی شیبان کا مولیٰ (۲) تھا۔ اون کے جوار مین عربی زبان کی تکمیل کے واسطے رہا کرتا تھا۔ اسی سے اوسے شیبانی کہنے لگے تھے۔ یہ اپنے

فنون لغت اور شعر مین ائمہ مشاہیر سے تھا. اوس نے حدیثین بہت کثرت سے سیکھی اور دوسرون کو سکھائی تھین. لوگ اوس کو ثقہ جانتے اور نہایت اعتبار کرتے تھے. خاص خاص لوگون مین وہ اہل علم اور راویون کے زمرہ مین مشہور ہے مگر اہل علم کے عام لوگون مین اوس کی قدر اس لئے گھٹی ہوئی ہے. کہ وہ نبیذ پینے مین مشہور تھا. امام احمد بن حنبل اَبُو عُبَیْد القاسم بن سَلّام یعقوب بن السِکّیت صاحب اِصْلاحِ المَنْطِق وغیرہ اکابر علما نے اوس سے علم حاصل کیا تھا. صاحب اصلاح المنطق کہتا ہے وہ ایک سو اٹھارہ برس کا ہو کر مرا. اور مرتے دم تک اپنے ہاتھ سے لکہتا تھا. وہ کبھی کبھی مجھہ سے کتاب مستعار لیا کرتا تھا. مین اوس وقت بچہ تھا اور اوس سے پڑھا کرتا اور اوس کی کتابون سے نقل لیا کرتا تھا. ابن کامل کہتا ہے اسحاق بن مِرار اوسی روز مرا ہے جس روز ابو العتاہیہ اور ابراہیم ندیم مَوْصِلی بغداد مین ۲۱۳ھ (۸۲۸ء) مین مرے ہین. مگر اورون نے بیان کیا ہے کہ وہ ۲۰۶ھ (۸۲۱ء) مین مرا تھا. اس وقت اوس کی عمر ایک سو دس سال کی تھی یہی صحیح ہے رحمہ اللہ تعالی. اوس کی تصانیف بہت ہین. اون مین سے بعض یہ ہین. کتاب الخَیل (گھوڑون کے بیان مین) کتاب اللغات جو کتاب الجِیم اور کتاب الحُرُوف کے نام سے مشہور ہے. کتاب النوادر الکبیر (جس مین عجیب وغریب قصہ کہانیان ہین اور) جس کے تین نسخہ ہین. کتاب غریب الحدیث (جس مین اون الفاظ کی تشریح ہے جو احادیث مین مشکل معلوم ہوتے ہین) کتاب النَخْلَہ (جس مین نہال کی کھیتیون کا بیان ہے) کتاب الاِبِل (اونٹون کے بیان مین) کتاب خَلْقِ الانسان (انسان کی خلقت کے بیان مین) اوس نے (شعرائے جاہلیت کے) دیوان مُفَضَّل سے پڑھے تھے. تحصیل علوم مین نوادر (عجیب وغریب قصص) اور حفظ الفاظ غریبہ اور اَراجیز عرب کی طرف بڑا میلان تھا. اوس کا بیٹا عمرو کہتا ہے. جب میرے باپ نے اشعار عرب کو جمع کیا اور اونھین ترتیب دیا ہے تو اون مین اسّی سے اوپر قبیلون کے شعر تھے. جب وہ ایک قبیلہ کے اشعار جمع کر کے لوگون مین مشہور کر دیتا تو ایک کتاب مین اونھین لکھہ لیا کرتا اور کوفہ کی مسجد مین رکھدیتا تھا. اس طرح پر اوس نے اسّی سے اوپر اپنے قلم سے کتابین لکھی تھین.

مِرار بکسر میم و دو رائے مہملہ جن کے درمیان الف ہے. شیبانی کا اوپر بیان کر چکے ہین. یہہ بھی کہتے ہین کہ یوم الشعانین ۲۱۰ھ کو مرا ہے واللہ اعلم.

(۱) مراصد الاطلاع اور مشترک مین کئی مقام لکھے ہین جن کا نام رَمَادَہ ہے۔ لیکن رمادۃ الکوفہ اون مین نہین ہے۔ رَمَادَہ کے معنی ہین کہیڑا۔ غالباً یہہ مقام کوئی قریب قریب ویران پورانا گاؤن کوفہ کے پاس ہوگا۔

(۲) مولی کے بہت معنی ہین اون مین سے اوس شخص کو بھی مولی کہتے ہین۔ جو کسی کے جوار اور پڑوس مین جا کر رہے۔ یہان یہی معنی مراد ہین۔

(۳) ابو بکر احمد بن کامل نے حدیث محمد بن جریر الطبری مشہور مورخ سے پڑھی تھی۔ اس نے بھی ایک تاریخ لکھی ہے جس مین اون قاضیون کا بیان درج کیا ہے۔ جو شاعر بھی تھے۔ اور قاضی بھی ۳۵۰ھ (۹۶۱ء) مین وفات پائی ہے۔

(۴) یوم الشعانین وہ اتوار ہے۔ جو ایسٹر سنڈے سے پہلے آتا ہے۔ عیسائی لوگون کے یہان اوس روز ایک تہوار ہوا کرتا ہے۔ حضرت عیسی علیہ السلام اس روز شہر یروشلم مین لوٹ کر آئے تھے۔ ۲۱۰ھ کی پہلی محرم ۲۴ اپریل ۸۲۵ء کی تھی۔

۸۴۔ ابو محمد اسحاق بن ابراہیم بن ماہان بن بہمن بن نُسک

بنی تمیم کا مولی اَرَّجانی الاصل ابن ندیم موصلی کے نام سے مشہور تھا۔ اوس کے باپ کا اور نیز اوس کی نسبت اور نسب کا ذکر اوپر (تذکرہ ۹ مین) آچکا ہے اعادہ کی ضرورت نہین۔ یہہ خلفا کے ندیمون مین تھا۔ ظرافت اوس کی بہت مشہور ہے۔ اوس کی بذلہ سنجی اور غناء سرود ایسی تھی کہ زمانہ مین فرد تھا۔ لغت کا عالم اشعار کا پڑھنے والا شعرا کے حالات سے واقف تاریخ دانی مین کامل تھا مُصعَب بن عبد اللہ بن عبد اللہ الزُّبیر بن بکّار وغیرہ حدیث مین اوس سے روایت کرتے ہین۔ حدیث فقہ اور علم کلام مین اوسے ید طولی حاصل تھا۔ محمد بن عَطِیّہ العَطَوی[۲] شاعر کہتا ہے مین یحیی بن اکثم[۳] کی مجلس مین بیٹھا تھا۔ کہ اسی مین اسحاق بن ابراہیم الموصلی آیا۔ اور اہل کلام سے بحث کرنے لگا۔ جس مین سب نے اوس کے دلائل کی داد دی۔ پھر اوس نے فقہ مین گفتگو کی۔ اوس مین بھی اچھی تقریر کی۔ اور قیاس اور حجت مین گفتگو کرتا رہا۔ پھر شعر اور لغت کا ذکر شروع ہوا۔ اوس مین تو وہ سب پر ہی فائق رہا۔ جب یہہ سب کچھہ ہوچکا تو وہ قاضی یحیی کی طرف متوجہ ہوا۔ اور کہنے لگا خدا آپ کو عزت عطا فرمائے۔ جن باتون مین مین نے بحث کی۔ اور جو حکایتین مین نے بیان کین

کوئی نقص اور طعن کی جگہہ ہے۔ کہا نہین۔ ابن الندیم نے کہا تو پھر کیا وجہ ہے کہ مین ان سب علوم
مین ایسا ہی کمال رکھنے پر جیسا کہ اچھے لایق لوگون کو حاصل ہے صرف فن واحد یعنی فقط غنا مین
ہی مشہور رہون اور لوگ مجھے اور کسی صفت سے موصوف نہ کرین۔ عَطوی کہتا ہے کہ قاضی یحییٰ
نے میری طرف دیکھا۔ اور کہا کہ اس کا جواب آپ ہی دینگے۔ عَطوی اہل الجدل سے تھا اور مناظرہ پر
بڑا قادر تھا۔ قاضی یحییٰ سے کہا ہان اَعَزَّ اللہُ الْقَاضِیَ اس کا جواب تو مین ہی دونگا۔ پھر اسحاق
سے مخاطب ہو کر کہا۔ ابو محمد کیا آپ نحو مین فرّاء اور اخفش کی طرح ہین۔ کہا نہین۔ کہا تو کیا آپ لغت
اور معرفت شعر و سخن مین اَصْمَعی اور ابو عُبَیدہ کے مثل ہین۔ کہا نہین۔ کہا تو علم کلام مین ابو الہُذَیل العلاف
اور نظّام بلخی کے مانند ہین۔ کہا نہین۔ پھر قاضی یحییٰ کی طرف اشارہ کر کے پوچھا تو کیا فقہ مین اس کی برابر
ہین۔ کہا نہین۔ پوچھا تو کیا آپ شعر گوئی مین ابو العتاہیہ اور ابو نواس کے برابر ہین۔ کہا نہین۔ کہا تو
اسی وجہ سے آپ جس فن سے منسوب ہوئے ہین یا اسی سے منسوب ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ اوس مین آپ کا کوئی نظیر نہین ہے لیکن
دوسرے فنون مین جو لوگ اپنے اپنے فنون کے اہل کمال گذرے ہین آپ اون سے کم ہین
اس سے ابن الندیم ہنس پڑا اور اوٹھ کر چلدیا۔ قاضی یحییٰ نے عطوی سے کہا آپ نے حجت کا حق
تو پورا پورا ادا کر دیا۔ مگر پھر بھی اسحاق پر اس مین کسی قدر ظلم ہوا ہے۔ حقیقت مین وہ اون لوگون مین
ہے جس کا زمانہ مین نظیر بہت ہی کم ہے میرے استاد عماد الدین ابو المجد اسمعیل بن باطیش موصلی نے
اپنی کتاب التمییز والفصل مین ذکر کیا ہے۔ کہ اسحاق بن ابراہیم موصلی بڑا فصیح البیان نادر و نئی باتین
بیان کرنے والا اور بڑا ظریف و فاضل تھا۔ حدیثین اوس نے سفیان عُیَیْنَہ مالک بن اَنَس ہُشَیم
بن بشیر ابو معاویۃ الضریر کے بیان سے لکھین اور ادب اَصْمَعی اور ابو عُبَیدہ سے حاصل کیا تھا
مگر علم غنا و سرود مین وہ بہت بڑھ گیا۔ اسی سے اوس کا میلان سب سے بڑھ کر اسی طرف ہو گیا۔ اور اسی
صفت مین اوس کی شہرت ہو گئی۔ خلفائے عباسیہ اوس کی تعظیم کرتے اور اپنے پاس رکھتے تھے
اور مامون تو یہہ کہتا تھا۔ کہ اگر اسحاق کا نام غنا کی صفت کے ساتھ لوگون کی زبان پر جاری نہ ہو جاتا تو مین
اوسے قاضی کر دیتا۔ یہہ منصب اوسے ہر طرح سزاوار ہے۔ عفت و صداقت دیانت و امانت مین
وہ اون قضاۃ سے بہتر ہے جنھین ہم جانتے ہین۔ مگر وہ غنا مین مشہور ہو گیا ہے۔ اور اوس کے تمام
علوم کو گو کہ وہ اوس کے سب علوم سے ہیچ ہے گرد کر دیا ہے۔ غنا کے فن مین اس کا نظیر نہ تھا

نظم بھی اچھی کہتا تھا۔ ایک دیوان بھی ہے۔ یہ اوسی کے شعر ہین جو اوس نے ہارون الرشید کو لکھی تھی

وَآمِرَةٍ بِالْبُخْلِ قُلْتُ لَهَا اقْصِرِي فَلَيْسَ إِلَى مَا تَأْمُرِينَ سَبِيلُ

جب بی بی نے بخل کے لئے کہا تو مین نے کہا بس اپنی صلاح رہنے دے مجکو یہی ہرگز ہو نہین سکتا۔

أَرَى النَّاسَ خُلَّانَ الْجَوَادِ وَلَا أَرَى بَخِيلًا لَهُ فِي الْعَالَمِينَ خَلِيلُ

مین دیکھتا ہون لوگ جود و کرم والے کے دوست ہوتے ہین۔ بخیل کا دوست مین عالم مین کسی کو بھی نہین دیکھتا۔

وَإِنِّي رَأَيْتُ الْبُخْلَ يُزْرِي بِأَهْلِهِ فَأَكْرَمْتُ نَفْسِي أَنْ يُقَالَ بَخِيلُ

مین دیکھتا ہون بخل سے بخل والا بدنام ہوتا ہے۔ اس لئے مین نہین چاہتا کہ کوئی مجھے بخیل کہے۔

عَطَائِي عَطَاءُ الْمُكْثِرِينَ تَكَرُّماً وَمَا لِيَ كَمَا قَدْ تَعْلَمِينَ قَلِيلُ

تکرم اور اپنی عزت بنانے کی وجہ سے میری بخشش اس قدر ہوتی ہے کہ جیسے دولتمندون کی۔ حالانکہ تو جانتی ہے کہ میری آمدنی قلیل ہے۔

وَكَيْفَ أَخَافُ الْفَقْرَ أَوْ أُحْرَمُ الْغِنَى وَرَأْيُ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ جَمِيلُ

تاہم مجھے فقر کا خوف کیون ہونا چاہیئے۔ اور دولت سے محروم مین کیون رہ سکتا ہون۔ امیر المومنین کی نظر تو (میری طرف) بہت اچھی ہے۔

اسحاق بہت لکھا کرتا تھا۔ ثعلب کہتا ہے کہ مین نے اسحاق موصلی کے ہاتھ کی لکھے ہوئے ہزار جزو سے اوپر دیکھے ہین۔ یہہ سب عربی لغت کے تھے۔ جو اوس نے عرب کے بدؤن سے سنے تھے۔ مین نے اوس کے پاس جس قدر لغت کی کتابین دیکھین اوس سے زیادہ کسی کے پاس نہ دیکھین۔ اس کے بعد اون کی کثرت ابن الاعرابی کے پاس تھی۔ اسحاق جو حکایتین بیان کیا کرتا تھا اون مین سے ایک حکایت یہہ ہے۔ وہ کہتا تھا۔ میرا ایک ہمسایہ تھا۔ جس کی کنیت ابوحفص مشہور تھی۔ اور لوطی کے لقب سے بدنام تھا۔ اوس کا کوئی پڑوسی بیمار ہوا۔ ابوحفص اوس کی عیادت کو گیا۔ پوچھا تو کیا ہے مجھے پہچانتا ہے یا نہین مریض نے ضعیف آواز سے کہا۔ ہان تو ابوحفص لوطی ہے۔ کہا تو ملاقات کی حد سے تجاوز کر گیا۔ خدا تجھے بستر سے نہ اوٹھائے (۱۰۱) (خلیفہ) معتصم کہا کرتا تھا۔ کہ اسحاق بن ابراہیم نے مجھے گانا کبھی ایسا نہ سنایا کہ مجھے میرے ملک کے زیادہ ہو جانے کا خیال نہ پیدا ہوا ہو۔ اس کے اخبار و حالات بہت کثرت سے ہین۔ اخیر عمر مین اپنی موت سے

دو سال پہلے اندھا ہو گیا تھا۔ ۱۵۰ھ (۷۶۷ء) مین پیدا ہوا تھا جس مین کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی تھی چنانچہ اپنے موقع پر اون کا بیان بھی آئیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ وفات اوسکی رمضان ۲۳۵ھ (اپریل ۸۵۰ء) مین اسہال سے ہوئی تھی۔ بعض نے کہا ہے کہ وہ شوال ۲۳۶ھ مین مرا ہے۔ مگر پہلی روایت بہت مشہور ہے۔ یہہ بھی کہتے ہین کہ بروز پنجشنبہ بعد نماز ظہر ۵ ذی الحجہ ۲۳۶ھ کو اوس نے انتقال کیا ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اوس کے بعض دوستون نے اوس کا مرثیہ اس طرح لکھا ہے۔

أَصْبَحَ اللَّهْوُ تَحْتَ عَفْرِ التُّرَابِ ۔۔۔ ثَاوِياً إِذْ ثَوَى فِي مُحَلَّةِ الْأَحْبَابِ

وہ کھیل کود تو اب زمین کی خاک کے نیچے چلا گیا جو (پہلے ہمارے دنیا سے سدھارے ہوے) احباب کے محلہ مین رہا کرتا تھا۔

إِذْ مَضَى الْمَوْصِلِيُّ وَانْقَرَضَ الْأُنْسُ ۔۔۔ وَمَحَتْ مَشَاهِدُ الْأَطْرَابِ

کیونکہ موصلی گذر گیا محبت کی جلسہ منقطع ہو گئی خوشی کی محفلین مٹ گئین۔

بَكَتِ الْمُلْهِيَاتُ حُزْناً عَلَيْهِ ۔۔۔ وَبَكَاهُ الْهَوَى وَصَفْوُ الشَّرَابِ

سرود کے آلات حزن و ملال سے اوس پر روتے ہین۔ عشق و محبت اور شراب خالص (اوس کی یاد مین) گریہ و بکا کرتے ہین۔

وَبَكَتْ آلَةُ الْمَجَالِسِ حَتَّى ۔۔۔ رَحِمَ الْعُودَ عَبْرَةُ الْمِضْرَابِ

مجالس عشرت کے آلہ ایسے روے کہ عود کو مضراب کی حالت دیکھ کر رحم آگیا۔

کہتے ہین کہ یہہ مرثیہ اوس کے باپ ابراہیم کی موت پر لکھا گیا تھا۔ مگر اول روایت صحیح ہے۔

---

(۱) ابو عبداللہ مُصعب بن عبداللہ بن مُصعب بن ثابت بن عبداللہ بن الزُّبیر بن العوّام الأسدی الزُّبیری (از نسل حضرت عبداللہ بن الزبیر) عم زُبیر بن بکّار قبیلہ قریش کا بڑا نسّابہ تھا۔ سواے اوس کے حافظ حدیث فقیہہ مورخ بھی تھا۔ ان لیاقتون اور نسبی شرافتون کی وجہ سے لوگ اوس کی بہت بڑی عزت کرتے تھے۔ اوس مین اگر کوئی نقص تھا تو یہی تھا کہ حضرت علی کو وہ اچھا نہین سمجھتا تھا۔ مدینہ مین ۱۵۶ھ (۷۷۳ء) مین پیدا ہوا۔ اور ۲۳۶ھ (۸۵۰ء) مین مر گیا (دیکھو ابن اثیر اور یافعی ۲۳۶ھ)۔

(۲) ابو عبدالرحمن محمد بن عبدالرحمن بن عطیۃ قبیلہ لیث بن بکر بن عبد مناۃ کا مولی تھا۔ عباسیون کے زمانہ مین

شعر گوئی اور کاتب کے منصب سے نام پیدا کیا۔ بصرہ مین پیدا ہوا اور وہین پرورش پائی تھی۔ قاضی ابن ابی دواد (تذکرہ ۳۱) اوس کا مربی تھا۔ جس کے مرنے پر اس نے مرثیہ لکھے تھے (از اغانی)

(۳) دیکھو تذکرہ ۳۱ نوٹ ۱۴۱۔

(۴) اللہ تعالیٰ القاضی کو ارجمند وقوی کرے۔ ان دعائیہ الفاظ سے قاضیون کو اوس زمانہ مین اسی طرح خطاب کیا جاتا تھا جیسے آج کل انگریزی زبان مین عدالتون مین یور آنر، ورشپ یا ورشپ فل وغیرہ تعظیمی الفاظ سے مخاطب کرتے ہین۔

(۵) ابو اسحاق ابراہیم بن سیّار (نہ بشار نہ یسار) بن ہانی بصرہ کا رہنے والا ابو الہذیل کی بہن کا بیٹا بہت بڑا مشہور متکلم اور کتنی ہی کتابون کا مصنف اور اسی قسم کے مضامین کا شاعر بھی تھا۔ اسے نظّام (موتی پرونے والا) بھی کہتے تھے۔ یا تو اس وجہ سے کہ وہ موتی پرویا کرتا اور بصرہ کے بازار مین بیچا کرتا تھا۔ یا اس سبب سے کہ سلسلہ کلام مین مضامین آبدار کو نظم کرتا تھا۔ ابتدائے جوانی مین اوس پر بعض لوگون کو ثنوی (یا مجوسی) مذہب رکھنے کا شبہ ہوا تھا جو یزدان اور اہرمن کو مانتے ہین۔ اور ثنویہ کہلاتے ہین) پھر اخیر عمر مین حکمائے یونان کے مذہب کا معتقد مشہور ہو گیا تھا۔ مذہبی معاملات مین اوس کے خیالات کچھ ایسے منتشر الذیل مشہور ہو گئے تھے۔ کہ دیندار مسلمان اوسے کافر سمجھنے لگے تھے۔ معتزلیون کا ایک فرقہ اسی نظّام بانی کے نام سے نظّامیہ کہلاتا ہے اوس زمانہ کے بہت عالم کہتے تھے۔ کہ یہ نظّام پیغمبرون کی نبوت کا قائل نہین ہے۔ بلکہ علانیہ طور پر جو اس تثلیث کرنے والی رائے کو وہ نہین بیان کرتا تو اوس کی وجہ صرف تلوار کا خوف ہے۔ اکثر معتزلی بھی اوسے کافر کہتے تھے۔ اور اوس کے چال چلن کی خرابی کے ثبوت مین اوسے شراب خوار بتاتے تھے۔ سنہ ۲۳۱ھ (۸۴۵ء) مین اوس کا انتقال ہوا (از عیون التواریخ مصنفہ ابن شاکر و شہرستانی و خطط مقریزی و تاریخ بغداد مصنفہ خطیب) یہان یہ بھی خیال کرنیکے قابل ہے کہ ابن خلکان نے نظّام بلخی کا نام لیا ہے۔ جس سے خیال ہوتا ہے کہ یہ نظّام کوئی اور شخص ہو گا جس کا یہان ذکر کر رہے ہین۔ مگر جب کہ ابن خلکان نے خود ایک مقام پر لکھا ہے۔ ابو اسحاق ابراہیم بن سیّار ملقب بہ نظّام مشہور متکلم تو سب شبہ رفع ہو جاتا ہے۔ اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک ہی شخص ہے غالباً اس کا خاندان بلخی ہو گا۔ اور یہ بصرہ مین پیدا ہوا ہو گا۔ جس سے اوسے دونون سے منسوب کیا جاتا ہے۔ شہرستانی نے کتاب الملل والنحل مین نظّام کے عقائد کے اصول کا بیان لکھا ہے اوسے دیکھنا چاہیے

ابو الہذیل کا بیان اس کتاب مین آئندہ آئیگا۔

(۶) ابو المجد اسمعیل بن ہبتہ اللہ بن سعید بن باطیش ملقب عماد الدین موصل کا رہنے والا اور اوس مقام کا شافعین مین سب سے بڑا عالم تھا۔ محرم ۵۷۵ھ (۱۱۷۹ء) مین پیدا ہوا تھا۔ جوانی کے ایام مین شام کے ملک مین سفر کو چلا گیا تھا۔ کہ حدیث اور فقہ مین بڑے بڑے نامی گرامی عالمون سے جو بغداد و دمشق اور حلب مین پڑہاتے تھے کمال حاصل کرے۔ چنانچہ بہت بڑا عالم اور مفتی ہوگیا۔ اور بہت کتابین تصنیف کین جن مین سے بڑی بڑی کتابین یہ ہین۔ طبقات یعنی فقہائے شافعیہ کی فہرست۔ مشتبہ النسبہ (یا مزیل الارتیاب عن مشتبہ الانتساب) المغنی جو المہذب ابو اسحاق الشیرازی کی شرح ہے۔ کہتے ہین کہ اس اخیر کتاب مین اوس نے بہت جگہ غلطیان کی ہین۔ حلب مین ۶۵۵ھ (۱۲۵۷ء) مین اسی سال کی عمر مین وفات پائی۔ (طبقات الشافعین طبقات الفقہا بغیات الطلب) یہ ابن خلکان کے استادون مین بھی تھا۔

(۷) علامہ ابو الفدا اپنی کتاب مین لکھتا ہے۔ کہ کتاب التمیز و الفصل یا والفیصل جغرافیہ کے بیان مین ہے۔ اور اسی نے یہ بھی بیان کیا ہے۔ کہ ابو المجد کی ایک کتاب مزیل الارتیاب عن مشتبہ الانتساب ہے (دیکھو نوٹ ۶) غالباً یہ اوس کی کتاب مشتبہ النسبہ کا دوسرا نام ہوگا۔ ان دونون کتابون مین غالباً محدثین کے انساب و اوطان کا ذکر ہے۔

(۸) ابو معاویہ ہشیم بن ابی خازم بشیر الواسطی جس کے آبا و اجداد بلخ کے رہنے والے تھے قبیلہ سلمی کا مولا تھا۔ اوس نے حدیث بڑے نامی گرامی استادون سے پڑھی اور بہت بڑا محدث تھا۔ بغداد مین اوسکی اس علم مین بہت بڑی عزت تھی۔ اوسے بیس ہزار حدیثین یاد تہین۔ ۱۸۳ھ (۷۹۹ء) مین وفات پائی انانشی برس کی عمر ہوئی (از طبقات المحدثین)

(۹) ابو معاویہ محمد بن خازم الضریر (نابینا) جو قبیلہ منقر کا جو تمیم مین بطن سعد کی ایک شاخ ہے مولی تھا کوفہ مین ۱۱۳ھ (۷۳۱ء) مین پیدا ہوا۔ ہشام بن عروہ اور الاعمش کا شاگرد تھا۔ ۱۹۵ھ (۸۱۰ء) مین مرگیا (طبقات المحدثین) غالباً یہ اسی ہشیم کا بھتیجا تھا۔ جس کا ابھی اوپر کے نوٹ مین ذکر ہوا ہے۔

(۱۰) اس مین جو لطیفہ ہے وہ لفظ ابو حفص مین معلوم ہوتا ہے۔ مگر میری سمجھہ مین نہین آیا۔ حفص چمڑے کے ڈول کو کہتے ہین جس سے کنوان پاک کیا کرتے ہین۔ اس مین کچہ ایسا رمز ہوگا جس سے وہ لوطی کے لقب کا مستحق سمجھا جانا چاہیئے تھا۔

(۱) مجالس عشرت کے آلات سے مراد تکیہ خوشبوئین آلات غنا اور شراب وغیرہ ہین۔

۸۵ ابو یعقوب اسحاق بن حُنَین بن اسحاق عبادی

مشہور طبیب علم طب مین یکتائے عصر تھا۔ اور فن ترجمہ معرفت لغت اور فصاحت بیان مین اپنے باپ کے ہی برابر تھا۔ یہ حکمت کی کتابون کا یونانی زبان سے عربی زبان مین اوسی طرح ترجمہ کیا کرتا تھا۔ جیسا اوس کا باپ کرتا تھا مگر اس[۱] کے ترجمہ مین فن طب کی کتابون کے ترجمہ سے علوم حکمت کی کتابون کے ترجمہ جو ارسطو وغیرہ حکما کی تصنیف سے ہین بہت زیادہ ہین۔ یہ اونھین خلفااور رؤسا کی خدمت مین رہتا تھا جن کی خدمت مین اوس کا باپ رہتا تھا۔ پھر سب کو چھوڑ چھاڑ قاسم بن عُبَیدُ اللہ امام مُعتَضِد باللہ کے وزیر کے پاس چلا آیا۔ اور اوس کے مخصوصون مین ایسا داخل ہوگیا کہ وزیر مذکور نے اس کو اپنا محرم اسرار بنالیا۔ جو بات کسی سے نہ کہتا وہ اس سے کہتا تھا۔ ابن بُطلان[۲] نے کتاب دَعْوَةُ الاَطِبّا مین لکھا ہے کہ (وزیر سے اور اس سے دل لگی کی باتین ہوا کرتی تھین) ایک مرتبہ وزیر مذکور نے سنا کہ اسحاق نے مسہل لیا ہے۔ تو دل لگی کے طور پر اوسے یہ بیتین لکھ کر بھیجین۔

اَبِنْ لِیْ کَیْفَ اَمْسَیْتَ وَمَا کَانَ مِنَ الْحَالِ

بتائیے کہ رات مین کیا کیفیت گذری۔ مزاج کا حال کس طرح رہا۔

وَکَمْ سَارَتْ بِکَ النَّاقَۃُ نَحْوَ الْمَنْزِلِ[۵] الْخَالِیْ

اور اونٹنی تمھے خالی مکان (بیت الخلا) کی طرف کتنی مرتبہ لے گئی۔

اس کے جواب مین اسحاق نے لکھا۔

بِخَیْرٍ بِتُّ مَسْرُوْرًا رَخِیَّ الْبَالِ وَالْحَالِ

رات خیریت اور مسرت سے گذری اور میرا دل اور جسم دونو اچھے رہے۔

فَاَمَّا السَّیْرُ وَالنَّاقَۃُ وَالْمُرْتَبَعُ الْخَالِیْ

رہی سیر اور اونٹنی اور خالی مُرتَبَع (محل)

فَاَجْلَالُکَ اَنْسَانِیْہِ یَا غَایَۃَ آمَالِیْ

سواد سے آپ کے اجلال نے ای میری امیدون کی غایت بالکل بھلا دیا۔

یہی کہانی مین نے کتاب الکنایات[۷] مین بھی لکھی دیکھی تھی۔ اوس مین لکھا تھا کہ پہلے دو بیتین اول شخص نے لکھی تھین اون کے جواب مین دوسرے شخص نے یہ بیتین لکھین۔

کَتَبْتُ اِلَیْکَ وَالنّعلانِ مَاانْ ۔۔۔ اُقِلُّهُمَا مِنَ الْمَشْیِ الْعَنِیْفِ

مین تجھے یہ لکھ کر اس لئے بھیجتا ہون کہ (اپنے) جوتون کو سخت چلنے کی مشقت سے بچاؤن

فَاِنْ رُمْتَ الْجَوَابَ اِلَیَّ فَاکْتُبْ ۔۔۔ عَلَی الْعُنْوَانِ یُوْصَلُ فِی الْکَنِیْفِ

اگر تو مجھے جواب لکھنا چاہے تو اوس کے عنوان پر لکھدینا۔ کہ بیت الخلا مین پھونچے

اوس نے اور اوس کے باپ نے علم طب مین بہت مفید مفید کتابین تصنیف کی ہین۔ اوس کے باپ کا بھی ذکر آئندہ آتا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اسے اخیر عمر مین فالج نے مار لیا تھا۔ ربیع الآخر ۲۹۰ھ (دسمبر ۹۰۱ء) یا ۲۹۹ھ مین اوس نے وفات پائی ہے۔

عِبادی بکسر عین مہملہ و بائے موحدہ والف و دال مہملہ عِباد[۹] حیرہ کی طرف منسوب ہے۔ یہ متفرق قبائل کے کتنے ہی بطون تھے۔ جو حیرہ مین رہتے اور مذہب کے نصرانی تھے۔ ان مین عدی بن زید العبادی[۱۰] مشہور شاعر وغیرہ بہت لوگ نامی گرامی ہوئے ہین۔ ثعلبی[۱۱] اپنی تفسیر سورۃ المومنین مین اللہ تعالےٰ کے اس قول کے تحت مین فَقَالُوْا اَنُؤْمِنُ لِبَشَرَیْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عَابِدُوْنَ۔ (اونھون نے کہا کیا ہم اون دو آدمیون (موسیٰ اور ہارون) پر ایمان لائین جو ہمارے مثل ہین اور اون کی قوم ہماری عابد و خدمت گار ہے) کہتا ہے اے مُطِیْعُوْنَ مُتَذَلِّلُوْنَ (یعنی مطیع اور متذلل ہین) عرب اون لوگون کو جو کسی بادشاہ کے ماتحت ہون عابدون بولتے ہین۔ اسی واسطے (عرب کی قوم کے) حیرہ والون کو عباد کہنے لگے تھے۔ کیونکہ وہ لوگ ملوک عجم کے مطیع و منقاد تھے۔ حیرہ بکسر حائے مہملہ و سکون یائے تحتانیہ و فتح رائے مہملہ و ہائے ہوز قدیم زمانہ مین ایک شہر تھا۔ بنی منذر اور جو لوگ عرب عمرو بن عدی اللخمی کی طرح پہلے ہوئے ہین اوس کے مالک تھے۔ یہ عمرو بنی منذر اور اونکی اولاد کا جد اعلیٰ تھا۔ عمرو سے پہلے یہان کا بادشاہ اوس کا ماموں جُذَیْمَۃُ الْاَبْرَشُ اَزْدِی زَبّا والا تھا۔ شہر حیرہ تو خراب ہوگیا۔ اور اوس کے پاس ہی شہر کوفہ اسلام کے زمانہ مین آباد ہوگیا تھا۔ اسی ۱۷ھ (۶۳۸ء) مین حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو حکم دیکر آباد کرایا تھا

(۱) یہان ضمیر غائب سے میری سمجھہ مین بیٹا معلوم ہوتا ہے۔ اصل مین باپ اور بیٹے کی جگہہ ضمیرین ہی استعمال کی گئی ہین نام کسی کا نہین ہے۔

(۲) جب تک ارسطو افلاطون وغیرہ حکمائے یونان کی کتابون کے عربی مین ترجمہ نہین ہوئے تھے۔ تو ان کی کتابین زاویہ خمول مین جا پڑی تھین۔ اگر اوس وقت ان کے ترجمہ عربی مین نہ ہو جاتے تو آج دنیا مین انہین کوئی جانتا بھی نہین۔

(۳) اس قاسم بن عُبَیداللہ وزیر کا حال ابن خلکان نے ابن الرومی کے تذکرہ مین لکھا ہے۔ تذکرہ ۶۳۴ دیکھنا چاہیئے۔

(۴) مختار بن الحسن بن عَبدون ملقب بہ ابن بُطلان بغداد کا ایک مشہور نصرانی طبیب تھا۔ انطاکیہ مین وہ ۴۴۴ھ (۱۰۵۲ء) مین ایک خانقاہ مین مرا تھا۔ تاریخ الحکما مین اوس کا ذکر آیا ہے۔ دعوۃ الاطبا مین غالباً ان امور کا ذکر ہوگا جو طبیبون کے لئے ضروری ہین۔

(۵) ان اشعار مین وزیر کا جو مقصود ہے وہ صاف ظاہر ہے۔ کچھ تشریح کی ضرورت نہین۔ لیکن الفاظ منزل خالی مین اوس نے ایک مضحکہ آمیز طرز مین وہ شاعرانہ خیال ظاہر کیا ہے جو شعرائے عرب مین بہت مروج تھا۔ اکثر قصائد کے شروع مین کہا جاتا ہے کہ شاعر بہت دور سے سفر کرکے آیا۔ اور اپنی معشوقہ کے قیام گاہ پر پہونچا۔ دیکھا تو وہ مقام بالکل خالی اور ویران پڑا ہے۔

(۶) یہ رسالہ تحریر و تقریر کے اشارات کے بیان مین ہوگا۔

(۷) اسحاق کی تصنیفات سے بعض کتابین یہ ہین۔ کتاب المفردات۔ کُنّاش (مخزن)، تاریخ الاطبا (تاریخ الحکما)

(۸) دیکھو تذکرہ ۱۹۸۔

(۹) عباد جمع عبد بمعنی بندہ۔ مگر یہان اوس سے وہ عیسائیون کا ایک فرقہ مراد ہے جسے نسطوری کہتے تھے۔

(۱۰) عدی ابن زید اشاعت اسلام سے پہلے گذرا ہے۔ کتاب الاغانی مین اس کا ذکر بہت دیا ہے۔ اور ایشیاٹک جنرل ، ۵ نومبر ۱۸۳۹ء مین اوس کا ترجمہ چھپا ہے۔

(۱۱) دیکھو تذکرہ ۳۰۔

(۱۲) بنی مُنذِر، حکومت حِیرہ، جُذَیمہ اور زَبّا کا بیان ہمارے ترجمہ تاریخ کامل ابن اثیر جلد اول مین دیکھو۔

۸۶ - ابو الفتح اَسعَد بن ابی نَصر بن ابی الفَضل المِیہَنی ملقب بہ مَجدُالدین

شافعی فقیہ فقہ اور خلاف مین بڑا امام تھا۔ اوس کا علم خلاف مین ایک مشہور تعلیقہ[1] بھی ہے۔ اس نے فقہ مرو مین پڑھی تھی۔ پھر غزنہ (غزنی) کو گیا۔ وہان خوب شہرت حاصل کی فضل و کمال کو اوس کے سب جان گئے۔ غزی نے جس کا ذکر اوپر (تذکرہ ۷ امین) آچکا ہے اس کی مدح کی ہے۔ پھر بغداد مین آیا مدرسہ نظامیہ کی تدریس کا عہدہ دو مرتبہ اسے دیا گیا۔ اول مرتبہ ۵۰۷ھ (۱۱۱۳ء) مین۔ اس وقت ۱۰ شعبان ۵۱۳ھ تک کام کر کے علیحدہ ہو گیا۔ دوسری مرتبہ ۵۱۷ھ کے شعبان مین پھر اسی کام پر مقرر ہوا۔ مگر اسی سال ذی القعدہ مین اوسے لشکر کے ساتھ[2] جانا پڑا۔ اور دوسرا شخص اوس کی جگہ مقرر کیا گیا۔ اس سے بہت لوگون نے علم حاصل کیا تھا۔ اور اوس کے علم سے اور نیز اوس کے طریقہ خلافیہ سے بہت کچھ فائدہ اوٹھایا تھا۔ حافظ ابو سعد السمعانی نے ذیل مین اوس کا ذکر کیا اور کہا ہے کہ وہ ہمارے پاس مرو مین سلطان محمود سلجوقی کی طرف سے ایلچی ہو کر آیا تھا .... پھر بغداد سے ایلچی ہو کر ہمدان[3] کو بھی گیا تھا۔ اسی مقام پر ۵۲۷ھ (۱۱۳۲ء) مین اوس کا انتقال ہو گیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ سمعانی ذیل مین کہتا ہے مین نے ابو بکر محمد بن علی بن عُمر الخطیب کو کہتے سنا ہے۔ کہ قزوین کا ایک فقیہ جو ہمدان مین امام اسعد کی اخیر وقت مین خدمت کرتا تھا مجھ سے کہتا تھا۔ کہ جس وقت اوس کی موت[4] کا وقت قریب آیا تو ہم سے کہا کہ کمرہ سے باہر چلے جاؤ۔ ہم لوگ نکل آئے۔ مگر مین دروازہ کے پاس کان لگا کر کھڑا ہو گیا۔ اندر سے آواز آئی۔ کہ اسعد اپنے منہ پر طپانچہ مارتا اور کہتا[5] ہے۔

یَا حَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُ فِی جَنْبِ اللّٰہِ۔ بہت دیر تک وہ روتا اور طپانچہ مارتا اور بار بار یہی کلمات کہتا رہا۔ آخر اسی حالت مین اپنی جان قابض ارواح کو سپرد کی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

راوی کے یہی الفاظ تھے یا یہی مطلب تھا۔ مین ٹھیک نہین کہہ سکتا۔ مین نے یہہ بات کچھ بعد اپنی یاد سے لکھی ہے۔ مِیْہَنی بکسر میم و سکون یائے تحتانیہ و فتح ہا و نون نسبت ہے مِیْہَنَہ کی طرف۔ جو خابران مین ایک گاؤن ہے۔ خابران سَرَخس اور اَبِیْوَرْد کے درمیان خراسان کے ملک مین ایک علاقہ کا نام ہے۔

(۱) دیکھو تذکرہ ۲۵ ابو حامد اسفرائنی نوٹ ۲ -

(۲) ۵۱۶ھ مین خلیفہ مسترشد باللہ لشکر لیکر دُبَیس بن صدقہ کی تنبیہ کے واسطے نکلا تھا۔ اور محرم ۵۱۷ھ مین فریقین

مین خوب لڑائی ہوئی تھی۔ ابن صدقہ شکست کھاکر بھاگ گیا (ازابن اثیر) اوسی لشکر مین عمادالدین گیا ہوگا۔

(۳) پہلی سفارت غالباً ۵۱۳ھ (۱۱۱۹ء) مین ہوئی ہوگی۔ جب کہ سلطان سنجر اور اوس کے بھتیجے سلطان محمود مین نااتفاقی تھی۔ دوسری سفارت اوس وقت ہوئی ہوگی جب کہ سلطان مسعود بغداد کا حاکم تھا۔ اور اوس کا بھائی طغرل ہمدان مین تھا۔

(۴) بعض نسخون مین اَجَلُہٗ کی جگہ عربی مین حالُہٗ آیا ہے۔ اوس کا ترجمہ اس طرح ہوگا کہ جب اوس کے حال کا وقت قریب آیا۔ حال صوفیون کی اصطلاح مین اوس حالت کو کہا کرتے ہین جو اون کو کسی کسی وقت جوش مین آجاتی ہے اور یہہ صورت اونکو بہت کثرت سے عبادت و مراقبہ اور ورد و وظائف کے بعد حاصل ہوتی ہے۔ جب وقت یہہ حالت اون پر طاری ہوتی ہے تو اون کے نزدیک اون کی روح خدا مین مل جاتی ہے۔

(۵) پوری آیت اس طرح ہے۔ وَاتَّبِعُوا أَحْسَنَ مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ أَن تَقُولَ نَفْسٌ يَا حَسْرَتَىٰ عَلَىٰ مَا فَرَّطتُ فِي جَنبِ اللَّهِ وَإِن كُنتُ لَمِنَ السَّاخِرِينَ (اور تمہارے پروردگار کی طرف سے جو اچھی اچھی نصیحت کی) باتین تم پر نازل ہوئی ہین اون پر چلو (مگر) اس سے پہلے کہ یکایک تم پر عذاب آنازل ہو اور تم کو اوس کی خبر بھی نہ ہو کہین ایسا نہو کہ آخر کار تم مین سے کوئی کہنے لگے۔ اے افسوس میری اوس کوتاہی پر جو مین نے پاس خدا ملحوظ رکھنے مین کی اور مین تو ان پر ہنستا ہی رہا) سورۃ الزمر آیت از ۵۵ تا ۵۷۔

۵۷۔ ابوالفتوح اسعد بن ابی الفضائل محمود بن خلف بن احمد بن محمد العِجلی اصفہانی ملقب مُنتَخَبُ الدین

شافعی فقیہ اور واعظ تھا۔ اور اون فقہا اور فضلا سے تھا جو علم و زہد مین موصوف تھے۔ عبادت و نُسُک اور زہد و قناعت مین مشہور تھا۔ اپنے ہاتھ کے مکسوبہ مال کے سوا کچھ نہ کہاتا تھا۔ کتابین لکھتا اور اونھین کو فروخت کر کے اپنی قوت بسری کرتا تھا۔ اُمّ ابراہیم فاطمہ جوزدانیہ(۱) بنت عبداللہ حافظ ابوالقاسم اسمعیل بن محمد بن الفضل ابوالوفاء غانم بن احمد الحسن الجلودی ابوالفضل عبدالرحیم بن احمد بن محمد البغدادی ابوالمظفر القاسم بن الفضل بن عبدالواحد صیدلانی وغیرہم سے حدیث اپنے ہی شہر مین پڑھی تھی۔ اور جب بغداد مین آیا تو ابوالفتح محمد بن عبدالباقی بن سلمان معروف بابن البطی وغیرہ سے ۵۵۷ھ (۱۱۶۲ء)

مین اور پڑھی۔ اور ابو القاسم[۳] زاہر بن طاہر الشحامی وابو الفتح اسمٰعیل بن الفضل الاخشید وابو المبارک عبد العزیز بن محمد الازدی وغیرہم سے اجازت حاصل کی۔ پھر اپنے وطن کو لوٹ کر آیا۔ اور مطالعہ اور تعلیم سے تبحر ومہارت حاصل کر کے بڑی شہرت پائی۔ بہت کتابین اوس کی تصنیف کی ہوئی ہین۔ چنانچہ امام غزالی کی کتاب الوسیط اور کتاب الوجیز کی مشکلات کی شرح اوس نے لکھی ہے۔ اور دونون کتابون کے مواضع مشکلہ پر خوب بحث کی ہے اور دوسری مبسوط کتابون سے مضامین اخذ کر کے اوس مین نقل کئے ہین۔ کتاب تتمۃ التتمہ لابی سعد المتولی بھی اسی کی ہے۔ اصفہان مین اس کے فتوے پر پورا پورا اعتماد تھا۔ ربیع الاول یا ربیع الآخر ۵۱۴ھ یا ۵۱۵ھ (۱۱۲۱ء) مین اصفہان مین پیدا ہوا۔ اور اسی جگہ شب پنجشنبہ ۲۲ صفر ۶۰۰ھ (اکتوبر ۱۲۰۳ء) کو انتقال کیا۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ۔

عجلی بکسر عین مہملہ وجیم ولام منسوب ہے عجل بن لجیم کی طرف۔ یہ ربیعۃ الفرس کا ایک بہت بڑا اور مشہور قبیلہ ہے۔ لجیم بضم لام وفتح جیم ویائے تحتانی ومیم۔ اور اوس کا پورا نام لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل ہے۔ ابو عبیدہ[۲] کہتا ہے عجل بن لجیم عرب کے حمقا مین شمار کیا جاتا تھا۔ اوس کا ایک نہایت اچھا گھوڑا تھا۔ کسی نے اوس سے کہا۔ اچھے گھوڑون کے نام ہوا کرتے ہین تیرے گھوڑے کا کیا نام ہے کہا مین نے تو اوس کا ابھی تک کچھ نام نہین رکھا ہے۔ کہا تو تو اب رکھدے اس نے جا کر گھوڑے کی ایک آنکھ پھوڑ ڈالی۔ اور کہا مین نے اوس کا نام اعور (کانا) رکھدیا کسی عرب شاعر نے عجل کی نسبت کہا ہے۔

رَمَتْنِي بَنُو عِجْلٍ بِدَاءِ أَبِيهِمُ ۔۔۔ وَهَلْ أَحَدٌ فِي النَّاسِ أَحْمَقُ مِنْ عِجْلِ

بنی عجل نے میرے اوپر ایک عیب لگایا جو خود اون کے باپ مین ہی تھا۔ کیا کہین لوگون مین کوئی شخص عجل سے بھی زیادہ احمق ہے۔

أَلَيْسَ أَبُوهُمْ عَارَ عَيْنَ جَوَادِهِ ۔۔۔ فَسَارَتْ بِهِ الْأَمْثَالُ فِي النَّاسِ بِالْجَهْلِ

کیا اونکے باپ نے اپنے اچھے گھوڑے کی آنکھہ نہین نکال ڈالی۔ اور اس طرح پر لوگون مین جہالت کے ساتھ ضرب المثل ہو گیا۔

(۱) جوزدان شہر اصفہان کے قریب ایک بڑا گاؤن ہے۔ جہان کے باشندہ اپنے گاؤن کو لوزدان کہتے ہین۔ ماخوذ از مراصد۔

(۲) ابوالقاسم اسمٰعیل بن محمد بن الفضل اپنے عہد کا بہت بڑا محدث تھا۔ ۴۵۹ھ (۱۰۶۵ء) مین بمقام اصفہان پیدا ہوا۔ اور ۵۳۵ھ (۱۱۴۱ء) مین مرا۔ اوس کے تصانیف مین سے ہے۔ تفسیر القرآن۔ شرح صحیح البخاری وشرح صحیح مسلم۔ بغداد کے لوگ کہتے تھے۔ کہ احمد بن حنبل کے بعد ایسا لائق اور عالم کوئی شخص بغداد مین نہین آیا۔

(۳) زاہر الشحامی ۴۴۶ھ (۱۰۵۴ء) مین پیدا ہوا اور ۵۳۳ھ (۱۱۳۸ء) مین مرا۔ ماخوذ از تاریخ کامل ابن الاثیر۔

(۴) یہ ایک تعجب کی بات ہے کہ اس اسمٰعیل بن الفضل اور عبدالعزیز بن محمد وغیرہ محدثین کا طبقات المحدثین مین مطلق ذکر نہین۔ لیکن یہان جو ضروری حالات ہین یعنے اون کا زمانہ اور جہان وہ رہتے تھے وہ سب دیگئی ہین۔

(۵) ابوسعد متولی نے جو تتمہ لکھا تھا اوس کا تتمہ اس نے لکھا ہے۔

(۶) ابوعبیدہ کا تذکرہ ابن خلکان نے لکھا ہے۔ دیکھو تذکرہ ۷۰۲۔

(۷) اب بھی عربون مین ایسے نام ہوتے ہین جن سے جسمانی عیوب کا اظہار ہوتا ہے۔

۸۸۔ قاضی اسعد ابو المکارم اسعد بن الخطیر ابی سعید مُهَذَّب بن مِینا بن زکریا بن ابی قُدامہ بن ابی ملیح مَمّاتی۔

مصر کا رہنے والا کاتب[۱] شاعر اور دیار مصر کے سرکاری دواوین کا ناظر تھا۔ اور بڑا صاحب فضیلت اور کتنی ہی کتابون کا مصنف بھی تھا۔ سلطان صلاح الدین رحمہ اللہ تعالیٰ کی سیرت کو نظم کیا تھا۔ اور ایسے ہی کتاب کلیلہ دمنہ کو بھی نظم کا لباس پہنایا تھا۔ اس کا ایک دیوان بھی ہے۔ مین نے خود اوس کے بیٹے کے ہاتھ کا لکھا ہوا دیکھا ہے۔ اس کے چند قطعات نقل کئے ہین۔ اون مین سے ایک قطعہ یہ ہے۔

تُعَاتِبُنِی وَتَنْهیٰ عَنْ اُمورٍ ۔۔۔ سَبِیْلُ النَّاسِ اَنْ یَنْهَوْكَ عَنْهَا

تو مجھ پر غصہ کرتا ہے۔ اور لوگون کے طور پر بعض ایسے کامون سے منع کرتا ہے۔ کہ تجھے وہ اون سے منع کیا کرتے ہین

اَتَقْدِرُ اَنْ تَکُوْنَ كَمِثْلِ عَیْنِی ۔۔۔ وَحَقِّكَ مَا عَلَیَّ اَضَرُّ مِنْهَا

توکیا سمجھتا ہے کہ اس سے تو میری آنکھون کی طرح (میرے لئے مفید) ہو جائے۔ مگر تیرے حق کی قسم ہے کہ یہہ آنکھین میرے لئے جسقدر مضر ہین اتنا اور کوئی نہین (انھین نے مجھے عشق کی پھندہ مین پھنسایا ہے)۔

اسی نے ایک موٹے آدمی کے حق مین یہ شعر کہے تھے جسے اوس نے دمشق مین دیکھا تھا۔

حَکَی نَحْرَیْنِ مَا فِی الْاَرْ ... ضِ مَن یَحْکِیْهِمَا اَبَدَا

وہ دو ندیون کے مشابہ ہے کہ کوئی شخص دنیا مین جن کے مشابہ کبھی نہ ہوگا

حَکَی فِی خَلْقِهِ ثَوْرًا ... وَفِی اَخْلَاقِهِ بَرَدَا

پیدایش مین تو وہ ثورندی کے مشابہ ہے اور اخلاق مین بردندی[۳] کے

حمانی نے یہ مضمون ان دونون بیتون مین ایک شاعر کے اس قول سے لیا ہے۔

ضَاهَی ابْنُ بِشْرَانَ مَدِیْنَةَ جِلِّقٍ ... فَکِلَاهُمَا یَوْمَ الْفِخَارِ فَرِیْدُ

ابن بشران شہر جلق[۴] کے مشابہ ہے۔ فخر کے دن وہ دونون کے دونون فرید و یگانہ ہین۔

اَلْفَاظُهُ بَرَدَا وَصُوْرَةُ خَلْقِهِ ... ثَوْرًا وَنَقْصُ الْعَقْلِ مِنْهُ یَزِیْدُ

اوس کے الفاظ ایسے گندہ) ہین جیسے بردندی۔ اور اوس کی جسمانی صورت ایسی (سست) ہے جیسے ثورندی۔ اور اوس پر عقل کی کوتاہی اور زیادہ[۵] ہے۔

یہ اوسی کے شعر ہین جو ایک طویل قصیدہ مین لکھے ہین۔

لِنِیْرَانِهِ فِی اللَّیْلِ اَیُّ تَحَرُّقٍ ... عَلَی الضَّیْفِ اِنْ اَبْطَا وَاَیُّ تَلَهُّبِ

رات کے وقت اوس کی آگ کیسی تحرق و تلہب (تیزی و روشنی) کے ساتھ اوس مہمان[۶] کو دکھائی دیتی ہے جو پیچھے رہ گیا ہو۔

وَمَا ضَرَّ مَنْ یَعْشُو اِلَی ضَوْءِ نَارِهِ ... اِذَا هُوَ لَمْ یَنْزِلْ بِآلِ الْمُهَلَّبِ

جو شخص اوس کی آگ کی روشنی کو دیکھکر شام کو اوس کے یہان آئے تو اوسے کوئی شکایت کا موقع نہ ہوگا۔ بشرطیکہ وہ آل مہلب[۷] کے یہان مہمان نہ رہ چکا ہو۔

یہ بھی اوسی نے ایک نوجوان نحوی کے بارہ مین لکھی ہین۔

وَاَهْیَفُ اَحْدَثَ لِی نَحْوُهُ ... تَعَجُّبًا یُعْرِبُ عَنْ ظَرْفِهِ

ایک پتلی کمر والے کی چال ڈھال نے جو اوس کے ظرف اور عالی دماغی کو ظاہر کرتے تھے مجھے تعجب مین ڈال[۸] دیا

عَلَامَةُ التَّانِیْثِ فِی لَفْظِهِ ... وَاَحْرُفُ الْعِلَّةِ فِی طَرْفِهِ

اوس کے الفاظ مین (جو نرم و نازک آواز نکلتی ہے وہ) تانیث کی علامت ہے۔ اور اوس کی آنکھ[۹] مین حروف

علت ہین (یعنی نیچی نگاہ سے بیارون کی طرح دیکھتا ہے)

اس کی تین بیتین یحیٰی بن نزار منبجی کے بیان مین ہین جس کا بیان حرف یٰ تذکرہ ۸۰۷ مین آئیگا اسکی نظم مین بہت اچھے مضامین ہوتے ہین۔ عماد اصفہانی نے کتاب خریدہ مین اوس کا ذکر کیا۔ اور چند مقاطیع بھی نقل کئے ہین۔ پھر اوس کے بعد اوس کے باپ خطیر کا ذکر بھی کیا۔ اور اوس کے بھی بہت شعر نقل کئے ہین۔ اون مین سے یہ شعر بھی ہین جن مین شاعر اخفائے راز کے لئے نہایت مبالغہ کرتا ہے۔

وَاَکْتُمُ السِّرَّ حَتّٰی عَنْ اِعَادَتِہٖ ۔۔۔ اِلَی الْمُسِرِّ بِہٖ مِنْ غَیْرِ نِسْیَانِ

مین راز کو اس قدر مخفی رکھتا ہون۔ کہ جس نے مجھ کو کہا اوسکے روبرو بھی اعادہ نہین کرتا۔ اور اس کو کبھی بھولتا بھی نہین

وَذَاکَ اَنَّ لِسَانِیْ لَیْسَ یُعْلِمُہٗ ۔۔۔ سَمْعِیْ بِسِرِّ الَّذِیْ قَدْ کَانَ نَاجَانِیْ

یہہ اس طرح پر ہے کہ میرا کان میری زبان سے بھی وہ راز نہین کہتا جو کسی نے مجھ سے چھپکر کہا ہو

کاتب کہتا ہے مین اوس سے قاہرہ مین ملا تھا۔ اس وقت وہ ملک ناصر کے لشکر کا متولی (یعنے دفتر کا افسر) تھا۔ اور وہ اور اوس کے سب آدمی نصرانی تھے۔ مگر صلاح الدین کی ابتدائے سلطنت ہی مین یہ مسلمان ہو گئے۔ مہذب الدین بن الخیمی (نہین ٹہی) نے اسعد بن مماتی کی ہجو مین یہ شعر لکھے ہین۔

وَحَدِیْثُ الْاِسْلَامِ وَاهِی الْحَدِیْثِ ۔۔۔ مَا یَسُمُّ الثَّغْرُ عَنْ ضَمِیْرٍ خَبِیْثِ

یہ نومسلم بالکل لچر باتون والا یعنی ضعیف الاعتقاد ہے۔ اور ہنستے چہرہ سے دل کی خباثت کو دکھارہا ہے۔

لَوْ رَاٰی بَعْضَ شِعْرِہٖ سِیْبَوَیْہٖ ۔۔۔ زَادَہٗ فِیْ عَلَامَۃِ التَّانِیْثِ

اگر سیبویہ اوس کی نظم کو دیکھتا تو علامت تانیث مین اوسے زیادہ کر دیتا (یعنی اوس کا کلام زنانہ ہے)

حافظ ابو الخطاب بن دحیۃ الکلبی جو ذی النسبین کے لقب سے مشہور ہے۔ رحمہ اللہ تعالی جب شہر اربل مین گیا۔ اور وہان کے سلطان ملک معظم مظفر الدین بن زین الدین رحمہ اللہ تعالی کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی جشن میلاد کی نسبت اہتمام دیکھا جس کا حال اس کتاب کے حرف کاف مین اوس کے نام کے تحت مین مذکور ہوگا تو ایک کتاب تصنیف کی اور اوس کا نام التنویر فی مدح السراج المنیر رکھا۔ اور کتاب کے آخر مین ایک طویل قصیدہ بھی لکھا جو مظفر الدین

کی مدح مین تھا۔ اور جس کا اول یہ ہے ۔

لَوْلَا الوُشَاۃُ وَھُمْ　　　اَعْدَاؤُنَا مَا وَھَمْنَا[۱]

اگر جاسوس ورقیب نہ ہوتے جو ہمارے دشمن ہین تو (ہمارے دوست) ہم پر کچھ برائی کا وہم نکرتے۔
یہ کتاب اور قصیدہ سلطان کو سنایا گیا۔ پھر ہمارے روبرو اس کے بعد شعبان ۶۲۶ھ (۱۲۲۹ء)
مین یہ کتاب مظفرالدین کو سنائی گئی (اشتباہ یاد ہے کہ) یہ قصیدہ بھی اوس مین تھا۔ پھر کچھ دنون بعد
مین نے یہ قصیدہ بعینہا ایک مجموعہ مین دیکھا جو اسعد بن مماتی کی طرف منسوب تھا مین نے دل مین کہا کہ یہ شاید کاتب
کی غلطی ہے اسکے بعد جب مین نے اسعد کا دیوان دیکھا تو اوس مین یہ قصیدہ پورا پورا موجود تھا جو اوس نے
سلطان ملک کامل کی مدح مین لکھا تھا۔ رحمہ اللہ تعالی۔ اس سے میرا گمان قوی ہوا کہ یہ اسعد کا ہوگا۔ پھر مین نے
دیکھا کہ ابوالبرکات بن المستوفی نے ابن دحیۃ کے ذکر مین تاریخ اربل مین اس قصیدہ کا ذکر کیا ہے۔
کہ مین نے اوس سے اوس کے اس قول کے معنی پوچھے تھے

نَفْدِیْہِ مِنْ عَطَا جُمَادٰی　　　کَفُّہٗ الْمُحَرَّمُ

ہم فدا ہین اوس بخشش کے سبب سے جس کے ہاتھ جمادی ہین اور محرم ہین۔

تو اوس نے کچھ ٹھیک جواب[۱۳] نہ دیا۔ آخر مین نے کہا۔ شاید ایک شاعر کے اس قول کی
طرح اس کا بھی مطلب ہوگا۔

یُسَمّٰی بِاَسْمَاءِ الشُّھُوْرِ فَکَفُّہٗ　　　جُمَادٰی وَمَا ضَمَّتْ عَلَیْہِ الْمُحَرَّمُ[۱۴]

مہینون کے نام سے اوسے موسوم کرتے ہین۔ چنانچہ اوس کا ہاتھ جمادی ہے اور جو کچھ اوس کے اندر
ہے وہ محرم ہے ۔

ابن المستوفی کہتا ہے کہ ابن دحیہ اس پر ہنس پڑا۔ اور کہا ہان یہی میرا مطلب ہے۔ جب مجھے
یہ حال معلوم ہوا۔ تو مین نے اپنے اس خیال کو ترجیح دی کہ یہ قصیدہ اسی اسعد کا ہے۔ کیونکہ
اگر ابوالخطاب کا ہوتا تو جواب مین وہ توقف نہ کرتا۔ علاوہ برین یہ قصیدہ ۶۰۶ھ مین صاحب
اربل کو سنایا گیا تھا۔ اور اسعد کا اسی سنہ مین انتقال ہوا ہے چنانچہ اوس کا بیان آئندہ آئیگا
اس وقت وہ حلب مین مقیم تھا۔ اوسے دولت عادلیہ[۱۵] سے کوئی تعلق نہ تھا (یہ ہمارا قیاس ہے
در حقیقت) خدا جانے ان دونون مین یہ قصیدہ کس کا ہے۔ اسعد کو وزیر صفی الدین[۱۶] ابن شکر

سے اپنی جان کا خوف ہوگیا تھا او مصر سے چھپ کر بھاگ کر حلب کو چلا گیا تھا۔ کہ سلطان ملک ظاہر رحمہ اللہ تعالے کے پاس پناہ لی چنانچہ وہ اپنے اخیر وقت تک وہین ٹھیرا رہا۔ اور اسی جگہ اوسکا سلخ جمادی الاولی ۶۰۶ھ (نومبر ۱۲۰۹ء) مین یکشنبہ کو انتقال ہوگیا۔ باسٹھ برس کی عمر ہوئی رحمہ اللہ تعالی۔ اور ایک مقبرہ مین مدفون ہوا۔ جو مقام[17] کے نام سے مشہور ہے اور راستہ کے کنارہ شیخ علی ہروی[18] کے مقبرہ کے قریب واقع ہے اوسکا باپ خطیر ۷ رمضان ۵۷۷ھ (۱۱۸۲ء) مین بروز چہارشنبہ مرا ہے۔

مینا بکسر میم وسکون یائے تحتانی ونون والف۔ ممّاتی بفتح میم ومیم ثانی مشددہ والف وتائے فوقانی ویائے تحتانی ابو ملیح کا لقب ہے جو نصرانی تھا۔ مماتی اوسے اس لئے کہتے تھے کہ مصر مین ایک مرتبہ قحط عظیم پڑا یہ مخلوق کو خصوصاً مسلمانون کے بچون کو صدقہ دیتا اور کھانا کھلایا کرتا تھا۔ اس سے اون کا قاعدہ سا ہوگیا تھا کہ جب وہ اسے دیکھتے تو پکارتے مماتی[19] پھر وہ اسی سے مشتہر ہوگیا یہ وجہ مجھ سے شیخ حافظ زکی الدین ابو محمد عبد العظیم منذری[20] نے بیان کی ہے نفع اللہ پھر اس کے بعد اوس نے خطیر کا ایک مرثیہ سنایا۔ اور کہا غالباً یہ دونون بیتین ابو طاہر بن مکنسہ[21] مغربی کی ہونگی۔ وہ یہ ہین۔

طُوِیَتْ سَمَاءُ الْمُکْرَمَا تِ وَکُوِّرَتْ شَمْسُ الْمَدِیْحِ

انعام واکرام کا آسمان تہ ہوگیا۔ اور مدح کے آفتاب پر اندھیرا چھا گیا۔

مَنْ ذَا اُؤَمِّلُ اَوْ اَرْجِیْ بَعْدَ مَوْتِ اَبِی الْمَلِیْحِ

ابو ملیح کے مرنے کے بعد بھلا مین کس سے کسی قسم کی امید وخواہش رکھون۔

پھر مین نے تحقیقات کی تو معلوم ہوا۔ کہ یہ بیتین اوسی کی تھین۔ اور اوس نے ابو ملیح کی اور بھی بہت مدح[22] لکھی ہے۔

---

(۱۶) دیکھو تذکرہ ۱۰ نوٹ ۷۔

(۱۷) میرے خیال مین ان متعلق اشعار کہ یہی معنی معلوم ہوتے ہین جو مین نے لکھے ہین۔ شاعر کی غرض غالباً یہ ہے کہ وہ محبوب کے حسن وخوبی سے ہوشیار رہنے اور احتیاط کرنے کو کہتا ہے۔ اور اسی کے ساتھ یہ بھی کہتا ہے کہ میری آنکھین ہی فی الحقیقت میرے قاتل دشمن ہین۔ کیونکہ انہین کے ذریعہ سے محبوب کی

نازو انداز اور حسن و جمال کا خیال میرے دل مین جاگزین ہوتا ہے۔

(۳) دیکھو نوٹ ۵

(۴) جلّق غوطہ یا وادیٔ دمشق کو کہتے ہین یا اوس کے قریب کے ایک گانون کا نام ہے۔ بعض کہتے ہین کہ یہ جلّق دمشق کا ہی نام ہے اور بعض کے نزدیک، وہ ایک عورت کی مورت ہے جس کے منہ سے پانی نکلتا ہے اور جو دمشق کے قریب ایک گانون مین ہے، ہوی تھے ماخوذ از مراصد۔

(۵) یا یون کہو کہ اوس کی عقل کا نقص پڑھتا جاتا ہے۔ اس شعر کے ترجمہ مین ہم نے فرض کر لیا ہے کہ بَرَد و ثور اور یزیدیون کی جو دمشق کے قریب بستی ہین کوئی خاص صفتین مشہور ہین جس کے نسبت شاعر اشارہ کرتا ہے۔ مگر ممکن ہے اوس نے ان الفاظ کے لغوی معنی ہی مراد لیے ہون۔ بَرَد کے معنی ہین ٹھنڈا۔ اور ثور کے معنے ہین بیل اور یزید کے معنی ہین زیادہ ہوتا ہے۔

(۶) دیکھو تذکرہ ۴۷ نوٹ ۵

(۷) بنی مہلب سب کے سب سخاوت و جود مین مشہور تھے۔ اور مہانداری مین اون کی مثال دی جاتی تھی

(۸) ان اشعار کے اصلی معنی تو یہی ہین جو ہم نے لکھے ہین مگر جو لوگ کہ عربی صرف و نحو سے خوب واقف ہین وہ خیال کرین گے کہ شاعر نے اپنے خیالات ایسے الفاظ مین بیان کئے ہین۔ کہ جو نحویین کے نزدیک خاص محاورات مین داخل ہین۔

(۹) صلاح الدین کے عہد مین مسلمانون اور نصرانیون سے لڑائی تھی۔ اس واسطے مسلمانون کے لشکر مین نصرانی نوکر نہ رہ سکتے تھے۔ غالباً اسی وجہ سے انھین مسلمان ہونا پڑا ہوگا۔

(۱۰) یہ ہجو ثانی کی بڑی سخت ہجو ہے اور اوس پر بڑا حملہ ہے اسواسطے انگریزی مترجم اوس کی طرف نہ آیا۔ یہ کہتا ہے ان اشعار کا مطلب ہی ایسا پیچیدہ ہے کہ اوس کا تعین ہی دشوار ہے۔ پہلے مصرعہ کے معنی لفظی یہین ایک نیا اسلام والا واہی حدیث غیر ثقہ۔ ہے یا اسلام کی حدیث واہی حدیث ہے۔ لیکن میرے نزدیک دوسرے معنی کسی مسلمان کے موتھ سے نہین نکل سکتے۔

(۱۱) دیکھو تذکرہ ۴۷۰۔

(۱۲) مظفر الدین کا اصلی نام کوکبوری ہے دیکھو تذکرہ ۵۴۰۔

(۱۳) جب اہل عرب عربی اشعار کو خود ہی نہ سمجھ سکین تو ہم ہندوستانیون سے اگر ترجمہ مین غلطیان ہو جائین تو کچھ

تعجب کی بات نہین۔

(۱۴) محرم یعنے حرام ہے۔ کوئی وجہ سے؟ سو نہین کہتا۔ جمادی [illegible] کا مہینا۔ یہ نام اس مہینے کا اوس وقت رکھا گیا تھا جب عربون مین شمسی مہینون کا رواج تھا۔ [illegible] طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبہ مین اشارہ کیا تھا۔ مگر [illegible] طرف کسی کو توجہ کا موقع نہ ملا۔ اور پھر خیر القرون مین کوئی ایسا شخص نہ ہوا جو [illegible] تک [illegible] ہو سکی

(۱۵) ملک کامل ملک عادل کا بیٹا تھا۔ اور ملک عادل سلطان صلاح الدین کا بھائی تھا۔

(۱۶) صفی الدین بن شکر الدمیری [illegible] تک ملک عادل [illegible] ملک کامل [illegible] اپنا وزیر مقرر کر لیا۔ ماخوذ از حسن المحاضرہ سیوطی

(۱۷) غالبا یہ قبرستان دروازۂ دمشق کے باہر واقع ہے [illegible] کہتے ہین۔

(۱۸) ابن خلکان نے اس مقبرہ کا کچھ حال ابو الحسن الہروی کے بیان [illegible] ۶۰۰

(۱۹) غالبا ترکون کے نزدیک اس کے معنی مان باپ کے ہونگے یا ماتم [illegible] کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم بھوک کے مارے مرے۔

(۲۰) عبد العظیم ابن خلکان کا استاد ہے دیکھو تذکرہ ۳۴ حافظ سلفی نوٹ ۴۔

(۲۱) قائد ابو طاہر اسمعیل بن محمد ملقب بہ ابن مکنسہ مصر مین نہایت نامی گرامی شاعر تھا۔ عماد الدین نے خریدہ مین اوس کے بہت اشعار نقل کئے ہین۔ مگر مصنف کا کچھ زیادہ حال نہین لکھا۔ [illegible] قدر معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] سے اوس کو بہت بڑا تعلق تھا۔ اوس کے مرنے پر اس نے بہت مرثیہ لکھے تھے۔ جس سے بدر الجمالی وزیر مصر اس سے ناخوش ہو گیا تھا۔ جو [illegible] مین وزیر مقرر ہوا تھا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ ابن مکنسہ اس سے بعد تک زندہ رہا ہوگا۔

(۲۲) یہ اشعار خریدہ مین موجود ہین۔ نوٹ ۲۱ دیکھو اسی مین سے غالبا ابن خلکان نے یہ اشعار لئے ہونگے۔

۸۹ - ابو السعادات اسعد بن یحیی بن موسی بن منصور بن عبد العزیز بن وہب بن ہبان بن سوار بن عبد اللہ بن رشیع بن ربیعۃ بن حبان السلمی السنجاری

قدیم سلکیم سے شہر سنجار کا رہنے والا شافعی فقیہ شاعر اور بہاء الدین کے لقب سے موصوف تھا فقیہ کی حیثیت سے خلاف و بحث و مباحثہ بہت کیا کرتا تھا۔ مگر شعر و سخن کا اوسے ایسا شوق تھا کہ اسی مین مشغول رہتا اور اچھے شعر کہتا تھا۔ اسی فن مین اوسے شہرت بھی حاصل ہوئی اور اسی سے بادشاہون کی خدمت مین پہونچا اور اون سے انعام و اکرام حاصل کئے۔ ملکون مین خوب گھوما۔ اکابر و اعیان زمانہ کی مدح سرائی کی اس کے اشعار زبان زد خلائق ہین۔ قصائد اور مقاطیع جگہ جگہ پائے جاتے ہین۔ مگر مین نے اوس کا کوئی دیوان نہین دیکھا معلوم نہین کہ کسی نے اوسے مدون کیا ہے یا نہین اس کے بعد دمشق مین مجھے قبرستان خاندان اشرفیہ(۱) کے کتب خانہ مین اوس کا دیوان مل گیا اوس کی ایک بڑی جلد تھی اسی مین مین نے ایک قصیدہ دیکھا جو اوس نے قاضی کمال الدین شہرزوری(۲) کی مدح مین لکھا ہے اوس کے بعض شعر یہان لکھتے ہین۔

وَهَوَاكَ مَا خَطَرَ السُّلُوُّ بِبَالِهِ ... وَلَأَنْتَ أَعْلَمُ فِي الْغَرَامِ بِحَالِهِ

تیری محبت کی قسم ہے کہ تیرے عاشق کے دل مین بھی بے پروائی کا کبھی خطرہ نہ آیا۔ تو تو عشق مین جو حال اوسکا ہو رہا ہے خوب ہی جانتا ہے۔

وَمَتَى وَشَى وَاشٍ إِلَيْكَ بِأَنَّهُ ... سَالٍ هَوَاكَ فَذَاكَ مِنْ عُذَّالِهِ

جب کوئی چغل خور تجھ سے چغلی کھائے کہ تیرے عاشق کے دل سے تیری محبت جاتی رہی۔ تو جان کے یہی شخص ہے جس نے اوسے تیری محبت کے سبب ملامت کی ہے۔

أَوَلَيْسَ لِلْكَلِفِ الْمُعَنَّى شَاهِدٌ ... مِنْ حَالِهِ يُغْنِيكَ عَنْ تَسْآلِهِ

تیرے عاشق زار کی حالت کیا ایسی نہین ہے اوس کی مخفی رنج کی شاہد ہو اور اوس سے تجھے اوسکا حال پوچھنا نہ پڑے

جَدَّدْتَ ثَوْبَ سَقَامِهِ وَهَتَكْتَ سِتْرَ غَرَامِهِ ... وَصَرَمْتَ حَبْلَ وِصَالِهِ

تو نے اوس کے مرض کے کپڑے نئے کر دئے۔ اوس کا پردہ پھاڑ ڈالا۔ جو اوس کی محبت کو چھپائے ہوئے تھا۔ اور اوس رسی کو کاٹ دیا جو تجھ سے اوسے ملائے ہوئے تھی۔

أَفَزَلَّةٌ سَبَقَتْ لَهُ أَمْ خُلَّةٌ ... مَأْلُوفَةٌ مِنْ تِيهِهِ وَدَلَالِهِ

یہ جو تو نے ترک تعلق کیا تو کیا اوس سے کوئی لغزش ہو گئی ہے۔ یا اس کا سبب وہ خلت و دوستی ہے جس کا وہ عادی ہو گیا اور اوس کی وجہ سے لاف گزاف اور ناز نخرہ کرنے لگا ہے۔

يَا لَلْعَجَائِبِ مِنْ اَسِيْرٍ دَابُهُ — يُفْدِي الطَّلِيْقَ بِنَفْسِهِ وَبِمَالِهِ

اوس اسیر پر تعجب آتا ہے جس نے اپنا خاصہ کرلیا ہو۔ کہ اپنی جان اور مال کو ایک آزاد پر سے فدا کر دے۔

بِاَبِي وَاُمِّي نَابِلٌ بِلِحَاظِهِ — لَا يَتَّقِي بِالدِّرْعِ حَدَّ نِبَالِهِ

میرے ماں باپ اوس تیر انداز پر قربان جو آنکھون سے تیر مارتا ہے۔ اور اوس کے تیرون کی نوک سے کوئی زرہ بچا نہین سکتی۔

رَيَّانُ مِنْ مَاءِ الشَّبِيْبَةِ وَالصِّبَا — شَرِقَتْ مَعَاطِفُهُ بِطِيْبِ زُلَالِهِ

وہ نوجوانی اور نئے اوٹھان کے پانی سے تروتازہ ہے۔ اور اوس کے رخسارہ اوس کے پاک چشمہ سے چھلکتے ہین

تَسْرِي النَّوَاظِرُ فِي مَرَاكِبِ حُسْنِهِ — فَتَكَادُ تَغْرَقُ فِي بِحَارِ جَمَالِهِ

متعجب آنکھین اوس کی خوبی و حسن کے جہازون مین سفر کرتی ہین۔ اور جمال کے دریاؤن مین غرق ہونے لگتی ہین

فَكَفَاهُ عَيْنُ كَمَالِهِ فِي نَفْسِهِ — وَكَفَى الْكَمَالَ الدِّيْنِ عَيْنَ كَمَالِهِ

اوس کا انتہائے کمال فی نفسہ کافی ہے یعنے اوس کے کمال مین کوئی کمی نہین ہے اور وہ ہی انتہائے کمال کمال الدین کو نظر بد سے بچاتا ہے۔

اتنا تو مشہور ہے۔ مگر اس مین بعض لوگ اور بھی دو بیتین بتاتے ہین۔ مجھے تحقیق نہین کہ یہ بھی اوسی کی ہین یا نہین وہ یہ ہین۔

كَتَبَ الْعِذَارُ عَلَى صَحِيْفَةِ خَدِّهِ — نُوْنًا وَاَعْجَمَهَا بِنُقْطَةِ خَالِهِ

عذار نے اوس کے رخسارہ کے صفحہ پر ایک نون لکھا اور اوس مین اوس کے خال سے ایک نقطہ بھی لگا دیا ہے

فَسَوَادُ طُرَّتِهِ كَلَيْلِ صُدُوْدِهِ — وَبَيَاضُ غُرَّتِهِ كَيَوْمِ وِصَالِهِ

اوس کے طرہ کے سواد ہجر کی رات کی طرح ہے۔ اور اوسکی پیشانی کی بیاض اوس کے یوم وصال کی طرح

اگر اطاعت کا خوف نہ ہوتا تو مین یہ کل قصیدہ نقل کر دیتا۔ یہ شعر بھی اوس نے ایک اور قصیدہ مین لکھے ہین۔

وَمُهَفْهَفُ حُلْوُ الشَّمَائِلِ فَاتِرٌ — لِلْاَلْحَاظِ فِيْهِ طَاعَةٌ وَعُقُوْقُ

اور ایک پتلی کمر والا شیرین شمائل آنکھون کا بیمار ایسا ہے کہ کبھی تو کہنا مانتا ہے اور کبھی انکار کر جاتا ہے

وَقَفَ الْوَحِيْقُ عَلَى مَرَاشِفِ ثَغْرِهِ — فَجَرَى بِهِ مِنْ خَدِّهِ رَاوُوْقُ

شراب اوس کی لبون کے چوسنے یعنے بوسہ لینے کی جگہہ پر جمی ہوئی ہے اور اسی لئے اوس کے گلابی رخسارون کے پیالہ سے وہ نکل رہی ہے۔

سَدَّتْ مَحَاسِنُہُ عَلٰی عُشَّاقِہٖ سُبُلَ السُّلُوِّ فَمَا اِلَیْہِ طَرِیْقُ

اوس کے محاسن اور خوبیون نے عشاق کے واسطے تسلی کے راستہ مسدود کر دئے ہین اوس کے حصول کی کوئی سبیل ہی نہین۔

یہ بھی اوسی کے شعر ایک اور قصیدہ مین ہین۔

هَبَّتْ نَسِیْمَاتُ الصَّبَا سُحْرَةً فَغَاحَ مِنْهَا عَنْبَرُ الْاَشْهَبُ

جب صبح کو صبا کے جھونکے چلے تو اون سے عنبر سفید کی خوشبو نکلنے لگی۔

فَقُلْتُ اِذْ مَرَّتْ بِوَادِی الْغَضَا مِنْ اَیْنَ ھٰذَا النَّفَسُ الطَّیِّبُ

پھر جب وہ وادی غضا پر گذری تو مین نے پوچھا۔ یہ طیب و پاکیزہ جھونکے کہان کے ہین۔

شیخ جمال الدین ابو المظفر عبد الرحمن بن محمد معروف ابن سُنَیْنِیْرہ واسطی ۶۲۳ھ مین ہمارے شہر مین آیا۔ اور مدرسہ مظفریہ مین ہمارے ہی پاس ٹھیرا۔ ہم اس زمانہ مین اپنے ہی وطن مین تھے۔ یہ شخص شعرائے عصر مین بڑے درجہ کا آدمی تھا اور بہت ملکون مین گھوماتھا۔ بادشاہون سردارون کی مدح سرائی کیا کرتا اور وہ اوسے بڑے انعام واکرام دیا کرتے تھے۔ جب یہ فروکش ہوگیا تو وہ لوگ جنھین ادب کا شوق تھا اس کے پاس آئے۔ محاضرات و مذاکرات لطیفہ کی محلسین گرم رہنے لگین۔ عمر اس کی بہت ہوگئی تھی۔ ایک روز کہنے لگا۔ مین اور بہاء الدین سنجاری سنجار سے راس عین کو یا کہاکہ راس عین سے سنجار کو سفر مین ہمراہ روانہ ہوئے۔ راستہ مین ایک مقام پر ٹھیرے۔ اوس کے ساتھ ایک لڑکا بھی تھا جس کا نام ابراہیم تھا۔ اور جس کے ساتھ اوس کو بڑا انس تھا۔ وہ لڑکا کہین دور پیچھے رہ گیا بہاء الدین اوسے ڈھونڈھنے کو اوٹھا۔ پکارا ابراہیم ابراہیم دو مرتبہ وہ لڑکا دور تھا آواز سنا۔ مگر یہ مقام ایسا تھا کہ صدا لوٹ کر آتی تھی۔ جب اوس نے کہا ابراہیم صدا آئی ابراہیم اس پر وہ تھوڑی دیر بیٹھ کر کہنے لگا۔

بِنَفْسِیْ حَبِیْبٌ جَارَ وَھُوَ مُجَاوِرٌ بَعِیْدٌ عَنِ الْاَبْصَارِ وَھُوَ قَرِیْبٌ

ایک دوست نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ حالانکہ وہ میرے جان کے ساتھ ہے گو آنکھون سے دور ہے مگر دل سے قریب ہے

يُجِيبُ صَدَى الوَادِي إِذَا مَا دَعَوتُهُ   عَلَى أَنَّهُ صَخرٌ وَلَيسَ يُجِيبُ

جب مین پکارتا ہون تو وادی کی صدا باوجود اس کے کہ وہ پتھر ہے جواب دیتی ہے مگروہ جواب نہین دیتا
بہارالدین سنجاری کا ایک دوست تھا۔ اوس سے اوراس سے نہایت ہی محبت تھی۔ اکثر اکھٹے
رہا کرتے تھے۔ اتفاقاً باہم کچھ کدورت پیدا ہوگئی۔ اوراوس دوست سنے آمدورفت ترک کردی
بہارالدین سنے کسی کو اوس کے پاس بھیجکر نہ آسنے کی شکایت کی۔ اوس کے جواب مین دوست
سنے حریری کی دوبیتین لکھکر بھیجین جو اوس سنے پندرہوین مقامہ مین لکھی ہین۔ اوروہ یہ ہین۔

لَا تَزُر مَن تُحِبُّ فِي كُلِّ شَهرٍ   غَيرَ يَومٍ وَلَا تَزِدهُ عَلَيهِ

جس سے تو محبت کرتا ہے مہینے مین اوس سے صرف ایک دن ملاکر۔ اس سے زیادہ نہین۔

فَاجتِلَاءُ الهِلَالِ فِي الشَّهرِ يَومٌ   ثُمَّ لَا تَنظُرُ العُيُونُ إِلَيهِ

ہلال کو مہینہ مین ایک ہی دن دیکھا کرتے ہین۔ پھر آنکھین اونس کی طرف نظر نہین ڈالتین
بہارالدین سنے اپنے نظم کئے ہوئے یہ شعر اوسے لکھکر بھیجے۔

إِذَا حَقَّقتَ مِن خِلٍّ وِدَادًا   فَزُرهُ وَلَا تَخَف مِنهُ مَلَالَا

جب تجھے کسی دوست کی دوستی پختہ ثابت ہو جائے۔ تو اوس سے ملاقات کر۔ رنج وملال کا کچھ خوف نہ کر۔

وَكُن كَالشَّمسِ تَطلُعُ كُلَّ يَومٍ   وَلَا تَكُ فِي زِيَارَتِهِ هِلَالَا

آفتاب کی طرح ہو۔ جو ہر روز طلوع کرتا ہے اوس کی زیارت مین ہلال کی طرح نہ ہو۔ (جو مہینہ مین ایک ہی مرتبہ صورت
دکھاتا ہے)

یہ بھی اوسی کے مشہور شعرون مین سے ہین۔

لِلّٰهِ أَيَّامِي عَلَى رَامَةٍ   وَطِيبُ أَوقَاتِي عَلَى حَاجِرٍ

واہ وا رامہ مین میرے ایام کیسے گذرے۔ اور حاجر مین میری اوقات کیسی اچھی رہی۔

تَكَادُ لِلسُّرعَةِ فِي مَرِّهَا   أَوَّلُهَا يَعثُرُ بِالآخِرِ

مگر ایسی سرعت سے گذرتے تھے کہ اول وآخر باہم ٹکراتے جاتے تھے۔

اوسی کا یہ شعر بھی ہے جو اوس سنے وصف شراب مین ایک قصیدہ مین لکھا ہے بہت ہی
اچھا مضمون ہے۔

كَادَتْ تَطِيرُ وَ قَدْ طَرِبْنَا بِهَا طَرَباً ‏ لَوْلَا الشِّبَاكُ الَّتِي صِيغَتْ مِنَ الْحَبَبِ

شراب کے سرور سے ہم اُڑنے لگے۔ اور وہ بھی اُڑ جاتی ۔ اگر جال نہ ہوتے۔ جو حبابون سے اوس پر بنے ہوئے تھے۔

عماد الدین اصفہانی کاتب نے کتاب السَّیل والذَّیل مین اوس کا ذکر کیا۔ اور کہا ہے کہ یہ اپنے شعر مجھے اوس نے سنائے تھے۔

وَمِنَ الْعَجَائِبِ أَنَّنِي ‏ فِي لُجِّ بَحْرِ الْجُودِ رَاكِبُ

یہ ایک عجیب بات ہے کہ مین جود و سخا کے دریا مین جہاز پر سوار ہون۔

وَ أَمُوتُ مِنْ ظَمَإٍ وَلٰكِنْ عَادَةُ الْبَحْرِ الْعَجَائِبُ

اور پیاس سے مر رہا ہون۔ لیکن دریا کی عادت کچھ عجیب ہوتی ہے۔

اوس نے بہت اچھے اچھے مضامین لکھے ہین۔ ۵۳۳ھ (۱۱۳۸ء) مین پیدا ہوا۔ اور شروع ۶۲۲ھ (۱۲۲۵ء) مین سنجار مین ہی مر گیا۔ رحمہ اللہ تعالے۔

---

(۱) ملک اشرف بمقام دمشق محرم ۶۳۵ھ مین مرا۔ اوس کا ذکر (نمبر ۲) مین ابن خلکان نے کیا ہے۔ اوسے دیکھنا چاہیے۔

(۲) اول اول تو میرا خیال تھا۔ کہ نیچے کے اشعار کے خیالات کے طرز کو کچھ بدل دیا جائے۔ مگر جب غور کیا تو یہی بہتر معلوم ہوا۔ کہ اشعار کا مفہوم جیسا ہے وہ ہی لکھدیا جائے۔ اور ناظرین کو دیباچہ جلد اول انگریزی فقرات ۲۸ و ۲۵ کے طرف توجہ دلائی جائے۔ وہان جو کچھ بیان کیا گیا ہے اوسے دیکھنا چاہیے۔

(۳) عین الکمال کا لفظ چشم بد کے اثر کا اظہار کرنے کے لئے بولا جاتا ہے۔ چشم بد کا اثر اکثر اون لوگون پر خیال کیا جاتا ہے جو ذی اقبال اور صاحب حسن و جمال ہوتے ہین۔ یہ شعر اون اشعار کا نمونہ ہے جن مین تیسری صدی ہجری سے معمہ نویسی مغالطہ اور جگت بازی کا رواج ہوگیا ہے۔ جسقدر ایرانی اثر عرب علم ادب پر زیادہ ہوتا گیا اوسی قدر زبان عربی خراب ہوتی گئی اور شعرا اور ادیبون کی خیالات مین لغویت سماتی گئی۔

(۴) دیکھو تذکرہ ۶ نوٹ ۲۔

(۵) حال کی تحقیقات سے ثابت ہوگیا ہے کہ عنبر وہیل جانور سے نکلتا ہے۔ جو سمندر مین ہی نہین بلکہ تمام دنیا کے حیوانات مین سب سے بڑا جانور ہے۔ عرب کے سمندر مین قدیم زمانہ سے کنارون پہ آپڑا

کرتا تھا. مگر اب تو بحر شمالی سے بکثرت آتا ہے۔ اور رنگ سپید ہوتا ہے۔

(۶) یہ مدرسہ مظفرالدین کوک بوری صاحب اربل نے قایم کیا تھا۔ کوک بوری کا بیان کاف کے تقطیع مین ملیگا۔ دیکھو تذکرہ ۵۲۰۔

(۷) یہان تھود کے معنے مین نے فروکش ہونے کے لئے ہین۔

(۸) رامہ اوس شاہراہ پر واقع ہے جو کہ مکہ سے بصرہ کو جاتا ہے اور حاجر ملک حجاز مین ایک قریہ ہے بعض اور عربی شعراء نے بھی ان مقامات کا ذکر کیا ہے۔

۹۰ - ابوابراہیم اسمعیل بن یحییٰ بن اسمعیل بن عمرو بن اسحاق المزنی

امام شافعی رض کا شاگرد مصر کا رہنے والا زاہد عالم مجتہد[1] بڑا لائق حجت لانے والا معانی دقیقہ کے لئے دریائے تفکر مین غوطہ[2] لگانے والا اور شافعیین کا امام تھا۔ امام شافعی کے طریقون اور فتاوون کا اور جو چیزین اوس نے اون سے نقل کی ہین اون کا سب سے زیادہ جاننے والا تھا۔ امام شافعی کے مذہب مین اوس نے بہت کتابین لکھی ہین۔ الجامع الکبیر الجامع الصغیر مختصر[3] المختصر المنثور المسائل المعتبرہ الترغیب فی العلم کتاب[4] الوثائق وغیرہ اوسی کی کتابین ہین۔ شافعی رحمہ اللہ نے اوس کے حق مین کہا ہے کہ مزنی میرے مذہب کا بڑا ناصر و یاور ہے۔ مزنی جب کسی مسئلہ سے فارغ ہوتا اور اوسے اپنے مختصر[5] مین درج کر لیتا تو محراب[6] مین جا کر اللہ تعالیٰ کے شکرانہ کی دو رکعت نماز پڑھا کرتا تھا۔ ابوالعباس احمد بن سُریج نے کہا ہے کہ مختصر المزنی جس وقت دنیا سے جائیگی تو بالکل کنوارے[7] اچھوتے ہو گی۔ مذہب شافعی مین جو کتابین تصنیف ہوئی ہین اون سب کی یہی اصل ہے۔ باقی اور کتابین اوسی کی ڈھنگ پر مرتب ہوئین اور اوسی کے کلام کی مُفسّر و مُشرّح ہین۔

جب قاضی بکار بن قتیبہ جس کا ذکر آئندہ آتا ہے انشاءاللہ تعالیٰ مصر کا قاضی مقرر ہوا۔ اور بغداد سے وہان آیا۔ جو حنفی مذہب تھا تو اوس نے چاہا کہ مزنی سے ملاقات کرے مگر ایک مدت تک اتفاق نہوا۔ ایک مرتبہ جنازہ کی نماز مین دونو کو آنا پڑا۔ قاضی بکار نے کسی اپنے دوست سے کہا مزنی سے کچھ پوچھو تو مین اوس کا کلام سنون اس شخص نے مزنی سے پوچھا۔ ابوابراہیم احادیث مین نبیذ[9]

کی تحریم بھی آئی ہے اور تحلیل بھی۔ آپ نے تحلیل پر تحریم کو کیون مقدم مانا ہے۔ مزنی نے کہا کسی عالم نے یہ نہین کہا کہ نبیذ زمانہ جاہلیت مین حرام تھی۔ پھر حلال ہوگئی ہے۔ بلکہ اتفاق اس بات پر ہے کہ اوس وقت حلال تھی۔ اس سے اون احادیث کی تائید ہوتی ہے جو تحریم مین آئی ہین۔ یہ ابن بکار نے پسند کیا۔ واقعی[9] یہ دلیل قاطع ہے۔

مزنی بڑا متورع تھا۔ اور اس قدر محتاط تھا۔ کہ سال کے ہر موسم مین تانبے کے کٹورہ[10] سے پانی پیتا تھا۔ کسی نے پوچھا یہ کیون۔ کہا مین نے سنا ہے کہ مٹی کے برتن پکانے کے وقت گوبر کا استعمال کرتے ہین جسے آگ پاک نہین کرسکتی کہتے ہین جب اوس کی جماعت کی نماز فوت ہوجاتی تو تنہا پچیس نماز مین پڑھتا تھا۔ کہ جماعت کی فضیلت حاصل ہوجائے۔ اور اوس کی سند مین رسول اللہ کا یہ قول لاتا تھا۔ صلوٰۃ الجماعۃ افضل من صلوٰۃ احدکم وحدہ بخمس وعشرین درجۃ (جماعت کی نماز کا اکیلے کی نماز سے پچیس گنا ثواب زیادہ ہوتا ہے) زہد اوس کا ایسا سخت شدہ کا تھا۔ کہ جس کی حد نہین۔ اور مجاب الدعوۃ بھی تھا۔ شافعی کے اصحاب مین سے کوئی شخص کسی امر مین اپنے آپ کو اوس سے افضل نہین سمجھتا تھا۔ اسی نے امام شافعی کو مرنے کے بعد غسل دیا تھا۔ یہ بھی کہتے ہین کہ اوس کے ساتھ غسل دینے مین ربیع (المرادی) بھی شریک تھا۔ ابن یونس نے اپنی تاریخ مصر مین اوس کا ذکر کیا اور پورا نام لکھا ہے۔ مگر اوس کے دادا اسحاق کے نام کے ساتھ مُسلِم کا لفظ بھی بڑھایا ہے۔ پھر کہا کہ وہ امام شافعی کا شاگرد تھا۔ اور اوسکی وفات کا بھی ذکر کیا ہے۔ جیسا کہ اوپر مذکور[11] ہوا۔ اور وہ یہ بھی کہتا ہے کہ وہ حدیث مین ثقہ مانا جاتا ہے۔ اہل فقہ مین کوئی شخص کیسا ہی باریک بین کیون نہ ہو اوس مین اختلاف نہین کرتا۔ دنیا کے وہ بڑے زہاد اور خیر خلق اللہ عزوجل سے تھا۔ اس کے سوا اوس کے اور مناقب بہت ہین۔ مصر مین اوس کی وفات رمضان ۲۶۴ھ (۸۷۸ء) مین ہوئی اور امام شافعی رحمہ اللہ کی قبر کے پاس قرافہ[12] صغری مین دامن کوہ مقطم مین مدفون ہوا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ مین نے اوس کی قبر کی زیارت کی ہے۔ ابن زولاق نے تاریخ صغیر مین کہا ہے کہ نواسی برس کی عمر مین وہ مرا تھا۔ اور ربیع بن سلیمان مؤذن مرادی نے اوس کے جنازہ کی نماز پڑھائی تھی۔

مُزَنی بضم میم و فتح زائے معجمہ و نون مزینہ بنت کلب کی طرف منسوب ہے جو ایک بڑا مشہور

قبیلہ ہے۔

(۱) فقہ اسلام مین مجتہد وہ شخص ہے۔ جو مسائل فقہیہ کے حل کرنے مین کامل کوشش کرتا ہے اور بہترین رائے قایم کرتا ہے۔ ابتدائے اسلام مین یہ لقب بہت لوگون کو دیا گیا تھا جس سے وہ اب تک بھی ملقب چلے آتے ہین۔ لیکن جب علما نے اصول فقہ قایم کر دئے خصوصاً اہل سنت کے ائمہ اربعہ امام اعظم ابو حنیفہ امام مالک امام شافعی امام احمد بن حنبل نے۔ تو پھر اور علما کی رائے کو وہ وقعت نہ رہی جو پہلون کو حاصل ہو چکی ہے۔ اور اون کو یہ لقب دینا موقوف ہو گیا سیوطی وغیرہ کی نسبت مجتہد کا لقب لگایا گیا تھا۔ مگر مخلوق نے اسے قبول نہ کیا۔

(۲) غواص معانی دقیقہ باریک بین دقیقہ رس۔

(۳) شافعین کے فقہ مین یہ کتاب نہایت مشہور ہے۔ حاجی خلیفہ لکھتا ہے کہ مزنی ہی اول شخص جس نے فقہ شافعی مین کتاب لکھی ہے۔ اگر یہ بات صحیح مانین تو اس کتاب کا نام یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ ہان یہ قیاس کر سکتے ہین کہ اوس نے پہلے ایک مختصر کتاب لکھی ہوگی۔ پھر اوس کا مختصر یہ کتاب ہے۔

(۴) غالباً اس مین وثائق لکھنے کے قواعد سے بحث ہوگی۔

(۵) جس کا ابھی اوپر ذکر آچکا ہے۔

(۶) دیکھو تذکرہ ۱۶ ابن خفاجہ نوٹ ۳۔

(۷) یعنے اس مین کوئی عیب نہین۔ اور کوئی اُس کی بھی کوئی عیب نہین نکال سکتا۔

(۸) خرما یا خشک انگور وغیرہ کو ہلکا سا جوش دیکر ایک عرق بناتے ہین۔ اوسے نبیذ کہتے ہین۔ حنفیون کے نزدیک اس کا پینا ایک قول مین جائز ہے۔ مگر امام محمد مالک شافعی اور احمد کے قول کے رو سے اگر اوس مین نشہ ہو تو حرام ہے۔ خواہ تھوڑا نشہ ہو یا بہت۔

(۹) مزنی کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس مین کسی کو کلام نہین کہ اسلام سے قبل نبیذ کا پینا حلال تھا۔ اگر اس حالت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوس کے حلت کا حکم دیتے تو تحصیل حاصل تھے۔ اس لے جن احادیث مین حلت کا حکم ہے وہ قابل اعتبار نہین۔ خصوصاً اوس حالت مین جب کہ اوس کے حرمت کی دوسری احادیث موجود ہین۔ جن کی نسبت اس قسم کا اعتراض نہین ہو سکتا ہے۔

(۱۰) تانبے کے ظروف مین پانی موسم گرما مین سرد نہین ہوتا۔ اس واسطے مٹی کی برتنون مین رکھتے ہین ظروف گلی مسام دار ہوتے ہین اون مین بخار نکلتا رہتا ہے پانی جلد ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

(۱۱) غالباً یہ فقرہ ابن خلکان نے اپنی کتاب کے حاشیہ پر لکھا ہوگا۔ پھر کاتبون نے اوسے بے جگہہ متن مین لکھدیا ہے نیچے چلکر لکھنا چاہیے تھا۔

(۱۲) دیکھو تذکرہ ۲۴ نوٹ ۱۲

۹۱- ابو اسحاق اسمٰعیل بن ابی القاسم بن سوید بن کیسان العینی مولائے بنی عنزہ معروف بابو العتاہیہ

مشہور شاعر عین التمر مین پیدا ہوا تھا جو حجاز مین مدینہ کے قریب ایک چھوٹا سا شہر ہے مگر بعض کہتے ہین کہ یہ مقام علاقہ سقی الفرات (فرات کے نشیب) مین ہے۔ اور یاقوت الحموی نے اپنی کتاب "المشترک" مین بیان کیا ہے کہ وہ انبار کے قریب ہے۔ اسے اللہ ہی خوب جانتا ہے۔ ابو العتاہیہ نے لڑکپن مین کوفہ مین پرورش پائی تھی۔ اور بڑا ہو کر بغداد مین رہنے لگا تھا۔ وہ جرار (جمع جرہ گھڑی) بیچا کرتا تھا۔ اس سے اوسے جرار (گھڑی فروش) کہا کرتے تھے۔ امام مہدی کی لونڈی عتبہ کی محبت مین مشہور تھا اوس کے عاشقانہ اشعار اکثر اسی لونڈی کی نسبت ہین چنانچہ وہ کہتا ہے۔

أَعْلَمْتُ عُتْبَةَ أَنَّنِيْ مِنْهَا عَلٰى شَرَفٍ مُطِلّٗ

مین نے عتبہ کو جتلا دیا ہے کہ اوس کے سبب سے مین کنگورون پر لٹک رہا ہون (یعنی ہلاکت کے قریب ہون)

وَشَكَوْتُ مَا أَلْقٰى إِلَيْهَا وَالْمَدَامِعُ تَسْتَهِلّٗ

جو رنج والم (اوس کی محبت سے) مجھ پر پڑ رہا ہے مین نے اوس کے اوس سے شکایت کی۔ اس وقت آنسوون کا مینہ (میری آنکھون سے) برس رہا تھا

حَتّٰى إِذَا بَرِمَتْ بِمَا أَشْكُوْ كَمَا يَشْكُو الْأَقَلّٗ

یہان تک کہ جب وہ میری شکایتون کو جو مفلس ناداروں کی سی تھین سنتے سنتے تھک گئی۔

قَالَتْ فَأَيُّ النَّاسِ يَعْلَمُ مَا تَقُوْلُ فَقُلْتُ كُلّٗ

تو پوچھا جو تو کہتا ہے اوسے کوئی شخص جانتا بھی ہے مین نے کہا ہر کوئی[۲]

ایک مرتبہ ابو العتاہیہ نے اوس کی طلب مین مہدی کو یہ اشعار لکھکر بھیجے تھے۔

نَفْسِي بِشَيْءٍ مِنَ الدُّنْيَا مُعَلَّقَةٌ ۔۔۔ اَللّٰهُ وَالْقَائِمُ الْمَهْدِيُّ يَكْفِيهَا

میرا دل دنیا مین ایک چیز سے وابستہ ہے۔ اور اوس کا برلانا اللہ کی ذات پر اور مہدی (اپنے احکام) قائم رکھنے والے) پر منحصر ہے۔

إِنِّي لَأَيْأَسُ مِنْهَا ثُمَّ يُطْمِعُنِي ۔۔۔ فِيهَا احْتِقَارُكَ لِلدُّنْيَا وَمَا فِيهَا

مین تو اوس سے مایوس ہو چکا ہون مگر جب دیکھتا ہون کہ تو دنیا اور مافیہا کو بالکل حقیر سمجھتا ہے تو اوس کی امید بندھ جاتی ہے۔

ابو العباس المبرّد نے کتاب الکامل مین لکھا ہے کہ ابو العتاہیہ نے ایک مرتبہ اجازت حاصل کرلی تھی۔ کہ امیر المومنین کی خدمت مین ایام نوروز اور مہرجان (اعتدال ربیعی اور اعتدال خریفی) مین ہدیہ بھیجا کرے۔ ایک مرتبہ اوس نے کسی وقت ان موقعون پر چینی کا ایک بڑا برتن بھیجا جس مین بڑے عمدہ عمدہ کپڑے خوشبوئین لگائے ہوئے رکھے تھے۔ اور اون کے کنارون پر یہ دو بیتین جو اوپر مذکور ہوئین لکھی تھین۔ خلیفہ نے اس تحفہ کو دیکھ کر چاہا کہ عتبہ کو ابو العتاہیہ کو دیدے۔ عتبہ سنتے ہی گھبرائی اور کہنے لگی امیر المومنین میری حرمت اور حق خدمت پر نظر فرمائے کیا آپ مجھے ایسے شخص کو دیتے ہین جو صورت کا بدشکل ہانڈی برتن بیچنے والا اور شعر کہہ کہہ کر کمائی کھانے والا ہے۔ خلیفہ اس پر خاموش ہو رہا۔ اور حکم دیا کہ اس برتن کو مال سے بھر کر دیدو۔ ابو العتاہیہ نے محاسبون سے کہا کہ خلیفہ نے مجھے دینارون کا حکم دیا ہے۔ اونھون نے کہا یہ تو ہم نہین دے سکتے۔ جب تک خلیفہ اپنے حکم کی تشریح نہ کر دے ہم درہم دیدینگے۔ اگر تو چاہے تو لے لے۔ اس ردوبدل مین ایک سال گذر گیا۔ عتبہ نے کہا اگر اپنے دعوے کے مطابق عاشق ہوتا تو ایک برس تک دینار و درہم کے تمیز کی بحث مین نہ پڑا رہتا جس مین اوس نے میرا ذکر صفحۂ دل سے مطلق محو کر دیا ہے۔ یہ بھی اوس کے مدحیہ اشعار ہین۔

إِنِّي أَمِنْتُ مِنَ الزَّمَانِ وَصَرْفِهِ ۔۔۔ لَمَّا عَلِقْتُ مِنَ الْأَمِيرِ حِبَالَهُ

مین زمانہ اور زمانہ کے انقلاب سے امن مین ہو گیا ہون اوسوقت سے کہ امیر المومنین سے مین نے اپنا رشتہ وتعلق قائم کرلیا ہے۔

لَو يَستَطِيعُ النَّاسُ مِن إجلَالِهِ اتَّخَذُوا لَهُ حُرَّ الخُدُودِ وِطَاءَ

اگر ممکن ہوتا کہ لوگ اوس کے اجلال کا حق ادا کر سکتے۔ تو وہ اپنے رخسارون کے نرم و نازک کھال اوس کی جوتیون کے لئے دیدیتے۔

إنَّ المَطَايَا تَشتَكِيكَ لِأَنَّهَا قَطَعَت إلَيكَ سَبَاسِبًا وَرِمَالَا

ہمارے اونٹ تیری شکایت کرتے ہین۔ کیونکہ تیرے پاس آتے وقت بیابان اور ریگستان اونھین قطع کرنا پڑے تھے۔

فَإذَا وَرَدنَ بِنَا وَرَدنَ خَفَائِفًا وَإذَا صَدَرنَ بِنَا صَدَرنَ ثِقَالَا

جب وہ ہمین لیکر آئے تھے۔ تو ہلکے بوجھ سے آئے تھے۔ اور جب لیکر لوٹے تو بھاری بوجھ سے لوٹے

یہ بیتین اوس نے عمر بن العلاء کی مدح مین کہی تھین جس پر اوس نے ستر ہزار درہم اوسے دئے تھے۔ اور ایسا بھاری خلعت دیا تھا کہ کپڑون کے بوجھ سے وہ اوٹھ نہین سکتا تھا۔ اس سے اور شعرا کو بڑا رشک ہوا۔ عمر نے اونھین جمع کیا۔ اور کہا اے شاعرو تم پر بڑا تعجب ہے کہ تم آپس مین ایک دوسرے سے اس قدر حسد کرتے ہو۔ جب تم مین سے کوئی ہمارے پاس مدح کرنے کو آتا ہے تو قصیدہ لکھکر لاتا ہے اور اوس مین پچاس بیتون تک تو اپنے ہی محبوبہ کی ستائش مین لگا دیتا ہے۔ ہماری تعریف تک اوس وقت پہونچتا ہے کہ مدح کی لذت اور شعر کی رونق بالکل جاتی رہتی ہے۔ ابو العتاھیہ ہمارے پاس آیا۔ اور اپنی محبوبہ کے حال مین تھوڑی سی بیتین لایا اور اس طرح کہا۔ اور پھر عمر نے وہ دو بیتین پڑہین (جو ابو العتاھیہ نے اوس کی مدح مین کہی تھین) پھر کہا۔ تم اوس پر کیون رشک کرتے ہو۔

ابو العتاھیہ نے جب اوس کی مدح مین یہ ابیات لکھی تھین تو اوس نے انعام دینے مین کچھ توقف کیا تھا۔ اس پر ابو العتاھیہ نے دیر کی شکایت مین اوسے یہ ابیات لکھکر بھیجین۔

أَصَابَت عَلَينَا جُودَكَ العَينُ يَا عُمَر فَنَحنُ لَهَا نَبغِي التَّمَائِمَ وَالنُّشَر

اے عمر ہماری (امیدون کی) خرابی کے لئے نظر (بد) نے تیری بخشش پر اثر کیا ہے اوس کے دفع کے لئے ہم کو تعویذون اور منترون کی ضرورت ہے۔

سَنَرقِيكَ بِالأَشعَارِ حَتَّى تَمَلَّهَا فَإن لَم تُفِق مِنهَا رَقَينَاكَ بِالسُّوَر

اوس کے لئے اشعار پڑھ پڑھ کر ہم تجھ پر پھونکین گے کہ اس بیماری کو پریشان ذکر کے دور کر دے۔ اگر اون سے تجھے افاقہ نہ ہوا تو پھر ہم (قرآن کی) سورتین تجھ پر دم کرینگے۔

اَشجَعُ السُّلَمِی مشہور شاعر کہتا ہے کہ خلیفہ مہدی نے ایک مرتبہ ہم سب کو بولایا جب ہم وہان دربار مین گئے تو بیٹھنے کا حکم دیا۔ اتفاقاً بشّار بن برد میرے برابر بیٹھ گیا۔ مہدی خاموش تھا او اہل دربار بھی ساکت بیٹھے تھے کہ اسی مین بشار نے کچھ آہٹ سنی۔ پوچھا کون ہے۔ مین نے کہا ابوالعتاہیہ۔ کہا کیا اس محفل مین بھی یہ کچھ اشعار پڑھیگا۔ مین نے کہا ہان مین جانتا ہون کہ پڑھیگا وہ کہتا ہے کہ اسی مین مہدی نے ابوالعتاہیہ کو پڑھنے کا حکم دیا۔ اوس نے یہ شعر پڑھے۔

أَلَا مَا لِسَيِّدَتِي مَا لَهَا   أَدَلَّتْ فَأَحْمِلُ إِدْلَالَهَا

میری سیدہ کو کیا ہوا۔ اوس کا کیا حال ہے۔ وہ ناز کرتی ہے۔ مین اوس کا ناز اوٹھاتا ہون۔

اس پر بشار نے میرے کہنی ماری اور کہا کسی کو ایسا جری بھی آپ نے دیکھا ہے اس موقع پر ایسے شعر پڑھتا ہے۔ آخر وہ پڑھتے پڑھتے اس قول تک پہونچا۔

أَتَتْهُ الْخِلَافَةُ مُنْقَادَةً   إِلَيْهِ تُجَرِّرُ أَذْيَالَهَا

خلافت اوس کے پاس گردن جھکائے اور اپنے دامن سے زمین صاف کرتی ہوئی آئی۔

فَلَمْ تَكُ تَصْلُحُ إِلَّا لَهُ   وَلَمْ يَكُ يَصْلُحُ إِلَّا لَهَا

خلافت بجز اوس کے اور کسی کے لئے سزاوار نہین۔ اور وہ خلافت کے سوا اور کسی چیز کے سزاوار ہے

وَلَوْ رَامَهَا أَحَدٌ غَيْرُهُ   لَزُلْزِلَتِ الْأَرْضُ زِلْزَالَهَا

اگر کوئی اور اوس کے سوا خلافت کی آرزو کرے تو اس اندیشہ سے زمین کو زلزلہ آجائیگا۔

وَلَوْ لَمْ تُطِعْهُ بَنَاتُ الْقُلُوبِ   لَمَا قَبِلَ اللهُ أَعْمَالَهَا

اگر دل کی بیٹیان (یعنی خیالات دلی) اوس کی اطاعت نہ کرین تو اللہ تعالی اونکے اعمال کو ہرگز قبول نہ کریگا۔ بشار نے مجھ سے کہا اشجع دیکھو کہین خلیفہ خوشی کے مارے فرش پر سے اوڑ نہ جائے۔ اشجع کہتا ہے واللہ اس مجلس سے ابوالعتاہیہ کے سوا اور کوئی شخص انعام لیکر نہین آیا۔ ابوالعتاہیہ کے زہد مین بھی بہت اشعار ہین۔ وہ بشار ابونواس وغیرہ کے طبقہ کے اول مولّدین مین سے ہے اوس کے اشعار بہت ہین۔ اوس کی ولادت سنہ ۱۳۰ھ (۷۴۸ء) مین ہوئی اور روز دوشنبہ

۸ یا ۹ جمادی الآخر ۲۱۱ھ ۲۱ دسمبر ۸۲۶ یا ۲۱۳ھ کو بغداد مین مرا۔ رود عیسلے پر قنطرۃ الزیاتین (تیلیون کے پل) کے سامنے اوس کی قبر ہے۔ رحمہ اللہ تعالی۔

جب اوس کے مرنے کا وقت قریب آیا۔ تو اپنے پاس والون سے کہا مخارق مغنی کو بلاؤ کہ وہ میری سر کے پاس کھڑا ہو کر گائے۔ یہ دو نو بیتین اونہین ابیات مین سی ہین۔

إذا ما انقضت عني من الدهر مدتي فإن عزاء الباكيات قليل

جب میری عمر کی مدت دنیا مین ختم ہو جائیگی۔ تو رب مجھے کوئی بھی یاد نہ کرے گا۔ کیونکہ بہت جلد اون عورتون کا رنج بھی جو مجھ پر روئینگی تھوڑا ہو جائیگا۔

سيعرض عن ذكري وتنسى مودتي ويحدث بعدي للخليل خليل

لوگ میرا ذکر چھوڑ دینگے اور دوستی بھول جائینگے اور میرے بعد دوستون کے اور نئے دوست پیدا ہو جائینگے

اوس نے وصیت کی تھی کہ میری قبر پہ یہ بیت لکھ دی جائے۔

إن عيشا يكون آخره المو ت لعيش معجل التنغيص

وہ زندگی جس کا آخر موت ہے ایسی زندگی ہے۔ جو بہت جلد مکدر ہو جاتی ہے۔

کہتے ہین۔ ایک روز کہین اوس کی ابو نواس سے ملاقات ہوئی۔ پوچھا تو کتنے شعر ہر روز بنایا کرتا ہے۔ ابو نواس نے کہا ایک دو بیت۔ ابو العتاھیہ نے کہا مین تو سو دو سو روز بنا لیتا ہون اوس نے کہا اس لئے کہ تو ایسی بیتین بنایا کرتا ہے۔

يا عتب ما لي ولك يا ليتني لم أرك

اے عتبہ میرا تیرا کیا معاملہ آپڑا ہے۔ کاش مین نے تجھے دیکھا ہی نہ ہوتا تو اچھا تھا۔

اگر مین ایسے ہزار دو ہزار چاہون تو ہر روز بنا سکتا ہون۔ مگر مین ایسے شعر کہا کرتا ہون۔

من لكفّ ذات حر في زي ذي ذكر لهما محبان لوطي وزناء

کسے را کہ عورت شریف الباس ذی ذکر داشتہ۔ آن عورت را دو آشنا ہستند۔ یکے لوطی ہست و دیگرے زناکار

اگر تو چاہے کہ ایسے شعر کہے تو عمر بھر نہین کہہ سکتا۔

یہ بھی ابو العتاھیہ کے لطیف شعر ہین۔

ولقد صبوت إليك حتى صار من فرط التصابي

مجھے تجھ سے ایسا عشق ہے۔ کہ فرط تصابی وعشقبازی سے یہ نوبت پہونچ گئی ہے۔

يَجِدُ الجَلِيسُ إِذَا دَنَا ... رِيحَ التَّصَابِي فِي ثِيَابِي

کہ جب کوئی میرا جلیس قریب آتا ہے تو میرے کپڑون سے اوسے تصابی اور سوزش کی بو آتی ہے (جو مجھے جلا رہی ہے)

اوس کی حکایات کثرت سے ہین۔ مہدی کی لونڈی عُتْبہ کی نسبت جو وہ شعر کہا کرتا تھا اون مین سے یہ شعر بھی ہین۔

يَا إِخْوَتِي إِنَّ الهَوَى قَاتِلِي ... فَبَشِّرُوا الأَكْفَانَ مِنْ عَاجِلِ

بھائیو عشق میرا قاتل ہے۔ کفنون (اور قبر) کو بشارت دیدو کہ ایک مسافر جلد آنے والا ہے (تیار رہو)

وَلَا تَلُومُوا فِي اتِّبَاعِ الهَوَى ... فَإِنَّنِي فِي شُغُلٍ شَاغِلِ

عشق کے اتباع پر مجھے ملامت نہ کرو ما درکھو مین ایک بڑے کام کی تیاری[15] مین لگا ہون۔

عُتْبہ کی ہی نسبت یہ شعر بھی او ... نے کہے ہین۔

عَيْنِي عَلَى عُتْبَةَ مُنْهَلَّةٌ ... بِدَمْعِهَا المُنْسَكِبِ السَّائِلِ

عُتْبہ پر میری آنکھ اپنے ... ے اور بہتے آنسو خوب زور سے بہا رہی ہے۔

يَا مَنْ رَأَى قَبْلِي قَتِيلًا بَكَى ... مِنْ شِدَّةِ الوَجْدِ عَلَى القَاتِلِ

کون ہے ... نے مجھ سے پہلے ... مقتول قاتل پر شدت محبت سے روتا دیکھا ہو۔

بَسَطْتُ كَفِّي نَحْوَكُمْ سَائِلًا ... مَاذَا تَرُدُّونَ عَلَى السَّائِلِ

مین نے مانگنے کے لئے اپنا ہاتھ تمہا... آگے پھیلایا ہے۔ دیکھون مانگنے والے کو تم کیا دیتے ہو۔

إِنْ لَمْ تُنِيلُوهُ فَقُولُوا لَهُ ... قَوْلًا جَمِيلًا بَدَلَ النَّائِلِ

اگر تم اوسے کچھ نہین دیتے تو دینے کے بدل اوس سے میٹھی بات تو کہدو۔

أَوْ كُنْتُمُ العَامَ عَلَى عُسْرَةٍ ... مِنْهُ فَمُنُّوهُ إِلَى قَابِلِ

اور اگر تم کو اس سال یہ مشکل معلوم ہو (محبت نہ کرسکتے ہو) تو آئندہ سال تک (حصول امید کا منتظر کرکے) اوس پر احسان کرو۔

صَاعِدُ اللُّغَوِي نے کتاب الفُصُوص مین بیان کیا ہے کہ ابو العتاھیہ ایک مرتبہ بشار بن بُرد کی ملاقات کو گیا۔ اور کہا مین تیرے اس قول کو بہت پسند کرتا ہون جس مین تو نے پکارو زاری

سے اعتذار کیا ہے۔

کَم مِن صَدِیقٍ لِی اُسَا رِقُہُ البُکَاءَ مِنَ الحَیَاءِ

ا۔ ا۔ حیا کے باعث مین اپنی گریہ وزاری کو دوستون سے چھپایا کرتا ہون۔

وَاِذَا تَفَطَّنَ لَامَنِی فَاَقُولُ مَا بِی مِن بُکَاءٍ

کیونکہ جب وہ سمجھ جاتا ہے تو مجھے ملامت کرتا ہے۔ اور مجھے کہنا پڑتا ہے کہ مین روتا نہین ہون۔

لٰکِن ذَهَبتُ لِاَرتَدِی فَطَرَفتُ عَینِی بِالرِّدَاءِ

مگر اس کے لئے مین چادر (گویا اوڑھنے کے لئے) اوٹھانے لگتا۔ اور آنکھ مین مار لیتا ہون (کہ گویا اوس سے آنسو نکل آئے ہین۔)

کہا مین نے تو اے شیخ یہ چلو پانی آپ کے ہی دریا سے لیا ہے۔ اور آپ کے پرانے تیرون سے تراش کر بنایا ہے۔ آپ نے ہی پہلے اپنے اشعار مین ادا کیا تھا۔ چنانچہ آپ کہتے ہین۔

وَقَالُوا قَد بَکَیتَ فَقُلتُ کَلَّا وَهَل یَبکِی مِنَ الجَزعِ الجَلِیدُ

لوگون نے کہا کہ تو رویا تھا مین نے کہا ہرگز نہین۔ کیا کوئی مستقل مزاج آدمی بھی سختی سے رویا کرتا ہے۔

وَلٰکِن قَد اَصَابَ سَوَادَ عَینِی عُوَیدٌ قَذًی لَهُ طَرَفٌ حَدِیدُ

لیکن میری آنکھ کی پتلی مین کوڑے کی چھوٹی سی تیز نوکدار لکڑی پڑ گئی ہے۔

فَقَالُوا مَا لِدَمعِهِمَا سَوَاءٌ اَکِلتَا مُقلَتَیکَ اَصَابَ عُودُ

کہا دونو آنکھون سے کیون برابر آنسو نکل رہے ہین۔ کیا دونو آنکھون مین تنکا پڑ گیا ہے

صاعد کہتا ہے کہ یہ مضمون ان دونون سے پیشتر خطیہ نے لکھا ہے چنانچہ وہ کہتا ہے۔

اِذَا مَا العَینُ فَاضَ الدَّمعُ مِنهَا اَقُولُ بِهَا قَذًی وَهُوَ البُکَاءُ

جب آنکھ سے آنسو نکلتے ہین۔ تو مین کہتا ہون کہ اوس مین کچھ پڑ گیا ہے۔ اوس سے آنسو جاری ہو گئے ہین

ابو العتاهیه نے ایک مرتبہ شعر کہنا ترک کر دیا تھا کہتے ہین وہ کہا کرتا تھا۔ جب مین نے شعر کہنا چھوڑ دیا تو مہدی نے (سجن الجرائم) مجرمین کے قید خانہ مین مجھے قید کر دیا۔ جب مین اوس مین گھسا تو بڑی دہشت ہو گئی۔ وہان ایک چیز دیکھ کر بدن پر خوف چھا گیا۔ اور چاہا کہ کوئی گوشہ ملے تو وہان جا کر چھپ جاؤن۔ اسی مین دیکھون تو ایک شخص ہے جو اپنی صورت و شکل سے

عزت وار اور طرز و انداز سے نیک معلوم ہوتا ہے۔ مین اوسکی طرف گیا۔ اور فکر و حیرت و گھبراہٹ سے بغیر سلام کئے پاس جا کر بیٹھ گیا۔ ایک تھوڑی ہی دیر مجھے خاموش بیٹھے گذری تھی کہ اوسنا سنے یہ اشعار پڑھے۔

تَعَوَّدتُ مَسَّ الضُّرِّ حَتّٰی اَلِفتُہٗ و اَسلَمَنِی حُسنُ العَزَاءِ اِلَی الصَّبرِ

مضرتون کو برداشت کرتے کرتے اون کی مجھے عادت ہوگئی ہے کہ ایک روزمرہ کی چیز معلوم ہوتی ہے اور خوبی تحمل نے مجھے صبر کا عادی بنا دیا ہے۔

و صَیَّرَنِی یَأسِی مِنَ النَّاسِ وَاثِقًا لِحُسنِ صَنِیعِ اللّٰہِ مِن حَیثُ لَا اَدرِی

اور آدمیون سے جو مجھے یاس ہوگئی ہے اس سے مجھے بڑا بھروسہ ہوگیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت کسی نہ کسی گوشہ سے آئیگی جسے مین جانتا بھی نہین ہون۔

ابو العتاھیہ کہتا ہے مجھے یہ بیتین بہت پسند آئین اور ایسی تسلی ہوی کہ میری عقل بھی لوٹ آئی مین اوس بوڑھے سے کہا خدا آپ کو عزت عطا کرے براہ مہربانی یہ بیتین ذرہ پھر پڑھئے کہا اسمٰعیل پہلے مانس تو کیسا بے ادب ہے اور کیسی تیری عقل و مروت جاتی رہی ہے۔ تو یہان آیا تو نہ کسی مسلمان پر سلام کرتا ہے تو نے نہ کیا۔ اور نہ جیسے نووارد مقیم سے استفسار حال کیا کرتا ہے اوس کا ہی حق ادا کیا۔ اور جب دو بیتین مجھ سے نظم کی سنین جو تیرا فن ہے اور جس کے سوا تجھ مین اللہ تعالیٰ نے اور کوئی خوبی ولیاقت نہین دی اور نہ ذریعہ معاش اوس کے سوا اور کوئی دیا ہے تو تو نے تقریر جو شروع کی تو یہ کہ مجھ سے اون کے دوہرانے کی درخواست کی۔ کہ گویا ہم دونون پہلے سے ہی ایسا انس و مروت ہے جو دفع حیا کے لئے کافی ہے۔ اسی لئے تو نے اپنا ذکر کچھ نہ کیا۔ اور نہ اپنے سوء ادب کا کچھ عذر پیش کیا۔ مین نے کہا۔ براہ مہربانی معاف فرمائیے کیونکہ جو حالت مجھ پر گذر رہی ہے اوسے ایک ذرہ بھی کوئی دوسرا سنیگا تو مدہوش ہو جائیگا۔ اوس بزرگ نے کہا۔ تو نے شعر و سخن کیون ترک کر دیا ہے۔ اوسی سے تو وہ[۱۹۸] لوگ تیری عزت کرتے ہین۔ اور تجھے اون تک رسائی ہوتی ہے۔ تجھے چاہئے کہ اپنا شغل پھر جاری کرے تاکہ تجھ آزادی مل جائے رہا میرا حال سو خلیفہ مجھے ابھی بولائیگا۔ اور مجھ سے عیسیٰ[۱۹۹] بن زید ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت پوچھا جائیگا اگر مین نے اوس کا پتا بتا دیا۔ تو مرنے کے بعد مین

اللہ تعالے کے روبرو اوس کا قاتل گنا جاؤنگا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدعی قصاص ہونگے۔ اور اگر نہ بتاؤنگا تو مارا جاؤنگا۔ اس سے مجھے زیادہ پریشانی ہونا چاہیئے۔ مگر تو دیکھتا ہے کہ مین کیسے صبر و اطمینان سے بیٹھا ہون مین نے کہا۔ اللہ تعالی تمہاری مدد کرے۔ اور اوس سے شرمندہ ہوگیا۔ پھر اوس نے کہا۔ مین یہ نہین چاہتا کہ سرزنش و ملامت کے ساتھ تیری درخواست بھی پوری نہ کرون۔ یہ دو نو بیتین سن۔ پھر اونھین کئی مرتبہ پڑھا کہ مین نے حفظ کرلین۔ پھر خلیفہ نے مجھے اور اوسے طلب کیا۔ مین نے پوچھا اللہ تعالی آپ کو عزت سے رکھے آپ کا نام کیا ہے۔ کہا میرا نام حاضر ہے عیسی بن زید کا رفیق ہون جب ہم مہدی کے پاس پہونچے۔ اور روبرو کھڑے ہوئے تو اوس نے اوس شخص سے پوچھا عیسی بن زید کہان ہے۔ کہا مجھے کیا معلوم عیسی بن زید کہان ہے۔ تو اوس کے پیچھے پڑا وہ کہین اوہرا اودہر بھاگ گیا۔ مجھے تو نے قید کر دیا۔ اب بھلا مجھے اوس کی کیون کر خبر ہوسکتی ہے۔ پوچھا وہ کہان چھپا تھا۔ اور تو نے اوسے سب سے آخر کہان دیکھا تھا۔ اور کس کے پاس دیکھا تھا۔ کہا جب سے وہ روپوش ہوا مین نے نہین دیکھا۔ اور نہ مین نے اوس کا کچھ حال سنا۔ مہدی نے کہا تو اوسے مجھے بتادے ورنہ واللہ مین تیری ابھی گردن مارونگا کہا جو تو چاہے کر۔ مین تو رسول اللہ کے بیٹے کو نہ بتاؤنگا۔ اور اللہ اور اوس کے رسول کے سامنے اوس کا قاتل بنکر نہ جاؤنگا۔ اگر وہ میرے کپڑون اور کھال کے درمیان بھی چھپا ہوتا تب بھی تو مین اوسے نہ بتاتا۔ مہدی نے کہا اوس کی گردن مارو۔ پھر حکم دیا[۱۴] اور اوس کی گردن اوڑا دی گئی۔ ابو العتاہیہ کہتا ہے پھر خلیفہ نے مجھے بولایا۔ اور کہا کہ تو شعر کہیگا یا تجھے بھی اوہی کے پاس پہونچا دون مین نے کہا کہونگا۔ کہا اسے چھوڑ دو۔ مجھے چھوڑ دیا گیا۔ قاضی ابو علی تنوخی نے بیت ہائے مذکورہ کے ساتھ ایک اور تیسری بیت بھی نقل کی ہے۔ وہ یہ ہے

اِذَا اَنَا لَمْ اَقْنَعْ مِنَ الدَّهْرِ بِالَّذِي تَكَرَّهْتُ مِنْهُ طَالَ عَتْبِي عَلَى الدَّهْرِ

اگر مین اون مصائب پر صبر نہ کرتا جو زمانہ کے طرف سے مجھ پر برداشت کرنا پڑتے ہین تو مین زمانہ کی بڑی لمبی شکایت کرتا۔

ابو العتاہیہ کی حکایتین بہت ہین۔ عنزی بفتح عین مہملہ و نون و زا سے معجمہ منسوب ہے عنزۃ بن اسد بن ربیعہ کی طرف۔ عینی بفتح عین و سکون یائے تحتانی و نون منسوب ہے عین التمر کی طرف

جس کا اوپر ذکر آچکا ہے۔

(۱) جزّار وہ شخص ہے۔ جو ظروف سفالین کا کاروبار کرتا ہے۔

(۲) اس طرح پر شاعر اپنے معشوقہ کے افشائے راز مین جو اوس سے حماقت ہوی ہے اوس کا اعتراف کرتا ہے

(۳) یہان نُزِّعَ کا لفظ جو رعیٰ سے صیغہ امر ہے مقدر ہے۔ جسکے معنی مین نے نظر فرمانے کے لئے ہین۔

(۴) لفظی ترجمہ مین نے اسیرے رستی انگالی ہے۔

(۵) اون تحائف اور انعامات کی بوجہ سے جو تو نے ہمین دئے۔

(۶) محمد بن العلاء (۱۶۶ھ - ۸۵۳ء) مین طبرستان کا حاکم تھا۔ از ابن الاثیر۔

(۷) دیکھو لین صاحب کی کتاب مصریان متاخرین۔

(۸) ابوالولید اشجع بن عمرو السُّلمی شہر رَقّہ واقع جزیرہ فراتیہ مین پیدا ہوا تھا۔ جب وہ ادب کی تعلیم حاصل کر چکا تو اپنے وطن سے بغداد کو گیا۔ اور برمکی خاندان سے میل جول پیدا کیا۔ جعفر بن یحییٰ برمکی اہل علم کا بڑا قدردان تھا۔ وہ اس کی بڑی عزت کرتا تھا۔ اور اوسی نے اسے ہارون الرشید سے ملا دیا تھا۔ خطیب کی تاریخ بغداد کے مختصر مین اس کی وفات کا سنہ نہین دیا ہے۔ جہان سے ہم نے یہہ حالات لئے ہین اشجع کے بعض اشعار دیوان حماسہ مین موجود ہین اور مُحَبّبات الطلب مین اس کے حالات اور اسکے اشعار کے نمونہ بکثرت دئے ہین۔

(۹) اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کے طرف اس سے اشارہ نکلتا ہے۔

(۱۰) علمائے عرب نے شعرائے عرب کی زمانہ کے لحاظ سے کئی قسمین کئے ہین۔ شعرائے جاہلیت وہ شاعر ہین جو اشاعت اسلام سے قبل گذرے ہین۔ ان کا کلام مقبول فصاحت و بلاغت اور صحت عربیت کے لحاظ سے اول درجہ کا مانا جاتا ہے۔ اس زمانہ کی شاعری مین مبالغہ نہین تھا۔ اور بجز نظر تی خیالون کے اون کے مضامین مین اور کچھ نہین ہوتا تھا۔ دوسرے مخضرم وہ لوگ ہین جنھون نے زمانہ جاہلیت اور اسلام دونو دیکھے۔ یہ بھی شعرائے جاہلیت سے کسی امر مین کم نہین ہین۔ ان کا کلام بھی مقبول مانا جاتا ہے۔ تیسرے مولدین ہین جو اشاعت اسلام کے بعد ہوئے ہین۔ ان کے بھی کئی درجہ ہوسکتے ہین۔ بنی اُمیّہ کے عہد مین یہ شاعری اچھی رہی لیکن بنی عباس کے زمانہ کے شاعرون نے ایرانی خیالات کو عربی کا لباس پہنایا۔ اور عربی شاعری کو خراب کیا۔ ابن خلکان اکثر انھین شعرا کا کلام اپنی کتاب

مین لاتا ہے۔ چونکہ اس زمانہ کا مذاق ہی بگڑگیا تھا۔ یہ اون کے کلام کو اچھا بتاتا ہے۔

(۱۱) رووعینے دریائے فرات کے ایک مصنوعی نہر تھی جو دریائے دجلہ مین بغداد کے پاس جاکر ملتی تھی

(۱۲) یہہ مخارق جس کا نام اوپر (تذکرہ ۸) ابراہیم المہدی کے بیان مین لکھا گیا ہے اپنے زمانہ کا اول درجہ کا مغنی تھا۔ اوس نے خلیفہ ہارون الرشید کو ایک مرتبہ اپنا گانا سنایا۔ جس سے خلیفہ ایسا محو ہوا کہ خلیفہ اور مغنیون کے درمیان جو حجاب پڑا رہا کرتا تھا اوسے اوٹھوا دیا۔ اور اپنے پاس بولا کر تخت پر بٹھالیا۔ اس کے بعد مخارق خلیفہ مامون کے ساتھ بھی ایسا ہی ہل مل گیا اور اوس کے ساتھ دمشق کو بھی گیا۔ اس کی وفات ۲۳۱ھ (۸۴۵ء) مین بمقام سُرّ مَن رأے ہوئی۔ اس کی کنیت اَبُو المُہَنّا تھی (ماخوذ از نجوم الزاہرہ مصنفہ ابوالمحاسن

(۱۳) غالباً اس نفرت انگیز شعر کو اوس کے بڑے زبردست اثر کے سبب سے اوس نے سنایا ہوگا جسے یہان ترجمہ مین کچھ ہلکا کر دیا گیا ہے میرے نزدیک یہ ہجو مین کہا گیا ہے

(۱۴) یہان اکفان سے مراد قبر ہے۔

(۱۵) یعنے مین موت کے لئے تیاری کر رہا ہون۔ جو میرے معشوقہ کے نامہربانیون کی وجہ سے مجھے اب زندہ چھوڑنے والی نہین۔

(۱۶) خطیب کی تاریخ بغداد سے معلوم ہوتا ہے کہ اوس نے مذہبی جوش مین آکر شعر کہنا چھوڑ دیا تھا۔

(۱۷) سجن الجرائم (گناہون کے قید خانہ) سے غالباً وہ قید خانہ مراد ہے جہان مجرمین عدالتی کو قید کرتے تھے۔ کیونکہ جس قید خانہ مین سلطنتی قیدی بھیجے جاتے تھے اوسے مطبق کہتے تھے۔

(۱۸) وہ لوگ سے مراد یہان بنی عباس ہین۔ قائل اون کا نام نہین لیتا بلکہ اہانتہً وہ لوگ کر کے تعبیر کرتا ہے۔ کیونکہ وہ بنی علی کا طرفدار اور بنی عباس کا مخالف تھا۔

(۱۹) اس نام مین کچھہ غلطی ہے۔ عیسی بن زید بن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مورخین نے کہین ذکر نہین کیا کہ یہ شخص مہدی کے زمانہ مین تھا۔ زید بن حارثہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متبنی تھے۔ یہ ممکن نہین کہ اون کا بیٹا مہدی کی تخت نشینی ۱۵۸ھ مین زندہ موجود ہو۔ کیونکہ وہ جنگ مُوتہ مین ۸ھ مین شہید ہوگئے تھے صحیح ہے کہ حضرت علی اور بی بی فاطمہ کی اولاد مین ایک شخص زید بن حسن بن علی رض تھا۔ اور اوس کو دو بیٹے یحیی اور حسن تھے۔ یہ حسن خلیفہ منصور کی طرف سے مدینہ کا والی تھا۔ اور ۱۶۸ھ مین مرا تھا لیکن اسی کی نسل

یہہ بھی فرض کرنا غیر ممکن معلوم ہوتا ہے کہ مصنف نے نام مین غلطی کی ہو۔ اور عیسیٰ بن زید سے اوس کا مطلب حسن بن زید سے ہو۔ کیونکہ ابو المحاسن اپنی تاریخ مصر مین کہتا ہے حسن بن زید کو جو زہد و ورع مین بڑا مشہور تھا خلیفہ منصور نے اپنی جگہہ سے معزول کر دیا تھا اور اوس کا مال و متاع چھین کر اوسے قید مین ڈال دیا تھا۔ لیکن جب مہدی خلافت کا مالک ہوا تو اوس نے اوسے خلاص کر دیا اوس کی دولت اوسے دیدی اور اوسکو اپنی جگہہ پر بحال کر کے اخیر تک اوس پر نوازش کرتا رہا۔

یہہ حسن بن زید سنہ ۱۶۸ھ (سنہ ۷۸۴ع) مین مرا۔ مصنف انساب بنی علی رضہ کہتا ہے کہ حسن کی موت حاجر مین ہوئی جو نکہ اور مدینہ کے وسط مین واقع ہے۔

اس مین بھی تعجب نہین کہ عیسیٰ بن زید کی کہانی محض فرضی ہو اوس زمانہ مین بنی عباس کے برخلاف بنی علی اکثر جھوٹی کہانیان مشہور کرتے رہتے تھے۔

(۱۹) اوس زمانہ مین یہہ دستور تھا۔ کہ جب بادشاہ کسی کو گردن مارنے کے لئے کہتا تھا تو فوراً اوس کی گردن نہین ماری جاتی تھی۔ بلکہ اہل دربار دوسرا شاہی حکم حاصل کیا کرتے تھے۔ اگر اس مین بادشاہ کی ناراضی دفع ہو جاتی یا مجرم بے قصور ثابت ہو جاتا تو مجرم بری ہو جاتا تھا۔ اگر یہ نہ ہوتا اور بادشاہ پھر وہی قتل کا حکم دیتا تو مجرم قتل کیا جاتا تھا۔ اسی لئے ابن خلکان نے پہلے لکھا کہ مہدی نے کہا اوس کی گردن مار دو۔ اور پھر لکھا کہ مہدی نے حکم دیا اور اوس کی گردن اوڑا دی گئی یہہ بھی قاعدہ تھا کہ سوائے بعض خاص اوقات اور اسباب کے یہہ دوسرا حکم اکثر تحریری ہوتا تھا جس پر تعمیل لازمی ہو جاتی تھی۔

۹۲- ابو علی اسمعیل بن القاسم بن عَیذُون بن ہارون بن عیسیٰ بن محمد بن سَلمان القَالی اللغوی

سنخو کلواد اسلمان عبد الملک بن مروان اُمَوی کا مولی تھا۔ یہہ ابو علی لغت اور شعر اور نیز اہل بصرہ کے علم نحو مین اپنے زمانہ کے تمام علما سے زیادہ لائق تھا۔ ادب اوس نے ابو بکر بن درید الازدی ابو بکر بن الانباری نِفطَوَیہ ابن دُرُستُوَیہ وغیرہ سے پڑھا تھا۔ اور اوس سے ابو بکر محمد بن الحَسَن الزبیدی اندلسی صاحب مختصر العین[1] نے حاصل کیا تھا۔ قالی کی تالیفات بھی بہت اچھی اچھی ہین۔ اون مین سے بعض کے نام یہہ ہین۔ کتاب الامالی[2] کتاب البارع جو لغت مین ہے اور حروف ہجی کی

ترتیب پر لکھی گئی ہے۔ اور جس کے پانچ ہزار ورق ہین۔ کتاب المقصور والممدود (جس مین الف مقصورہ
وممدودہ کی بحث ہے) کتاب فی الابل ونتاجہا (اونٹون کی اور اون کی بچہ دینے کے بیان مین) کتاب فی حلی الانسان
(انسان کی حلیون کے بیان مین) الخیل وشیاتہا (اور گھوڑون اور اون کے خواص یا رنگون کے بیان
مین) کتاب فعلت وافعلت کتاب مقاتل الفرسان (جس مین قدیم نامی گرامی عرب شہسوارون کی
قتل اور لڑائیون کی تاریخ ہے) کتاب شرح القصائد المعلقات (جس مین اوس نے قصائد معلقہ کی
شرح لکھی ہے) وغیر ذالک۔ قالی دور دور ملکون مین گھوما اور بغداد مین بھی ۳۰۳ھ (۹۱۵ء) مین
آیا تھا۔ موصل مین بھی ابو یعلی موصلی سے حدیث کی سماعت کے واسطے ٹھیرا رہا تھا۔ اس کے بعد
بغداد مین ۳۰۵ھ مین آیا اور ۳۲۸ھ تک اسی جگہ رہا۔ اس عرصہ مین اوس نے یہان حدیث لکھی۔ پھر
بغداد چھوڑ کر اندلس کے ارادہ سے نکلا۔ اور قرطبہ مین ۲۷ شعبان ۳۳۰ھ کو پہونچکر اوسے اپنا مسکن قرار
دے لیا۔ اسی جگہ اوس نے اپنی کتاب الامالی لکھوائی اور باقی اوس کی اکثر کتابین بھی اسی جگہ کی
تصنیف ہین۔ آخر عمر تک وہ یہین رہا۔ یوسف بن ہارون[۴] الرمادی نے جس کا ذکر اس کتاب کے
حرف یا مین آئیگا اس کی مدح مین ایک بدیع قصیدہ لکھا ہے جس کے کچھ اشعار مین نے وہان نقل
کئے ہین تو انہین اوس مقام پر دیکھنا چاہئے قالی نے قرطبہ مین شب شنبہ ۶ ربیع الاخر یا جمادی الاولی
۳۵۶ھ (۹۶۷ء) مین وفات پائی۔ اور ابو عبداللہ الجبیری نے نماز پڑھائی۔ مقبرہ متعہ مین قرطبہ
سے باہر مدفون ہوا۔ رحمہ اللہ تعالی۔ منازجرد علاقہ دیار بکر مین جمادی الآخرہ ۲۸۸ھ (۹۰۱ء) مین
پیدا ہوا تھا۔ منازجرد کا ذکر ہم احمد بن یوسف[۵] المنازی کے بیان مین کر چکے ہین۔ قالی اوسے اسلئے
کہتے تھے۔ کہ ایک مرتبہ وہ اہل قالی قلا کے ساتھ بغداد کو گیا تھا اوسی سے اوسے قالی کہنے لگے
اور وہی اوس کا لقب ہوگیا۔ عیذون بفتح عین مہملہ وسکون یائے تحتانیہ وضم ذال معجمہ و واؤ و نون۔
قالی نسبت ہے قالی قلا کی طرف۔ قالی قلا بقاف والف ولام مکسورہ و یائے تحتانی وقاف ولام و
الف سمعانی کے قول کے بموجب دیار بکر کے علاقہ کا ایک شہر ہے۔ مگر تاریخ سلجوقیہ مین جو عماد الدین
کاتب اصفہانی کی تصنیف ہے مین نے لکھا دیکھا ہے کہ قالی قلا ارزن الروم (ارض الروم) ہے
واللہ اعلم۔ بلاذری[۶] نے کتاب البلدان فتوح الاسلام مین ارمینہ کے حالات بیان کرتے ہوئے
ذکر کیا ہے۔ کسی زمانہ مین اہل روم کی حکومت منتشر ہوگئی تھی۔ اور ملوک طوائف کا سامان ہوگیا تھا

اون مین ایک شخص ارمینیاقس حاکم ہوگیا۔ اور کچہ مدت حکومت کرکے مرگیا۔ اوس کے بعد اوس کی عورت حکومت کی مالک ہوئی جس کا نام قالی تھا۔ اوس سے شہر قالی قلا آباد کیا۔ اور اوس کا نام قالی قالہ رکھا جس کی معنی ہین احسان قالی۔ اس ملکہ کی تصویر بھی شہر کے ایک دروازہ پر لگی ہوئی تھی عربون نے اس قالی قالہ کو معرب کیا۔ اور قالی قلا کہنے لگے۔

---

(۱) خلیل بن احمد نے لغت مین ایک کتاب لکھی ہے جسکا نام العین ہے۔ یہہ بہت بڑی کتاب ہے اور بہت قدیم زمانہ مین لکھی گئی ہے۔ خلیل کا ذکر آئندہ آئیگا دیکھو تذکرہ ۲۰۶ ابو بکر نے اسکو مختصر کیا ہے

(۲) امالی وہ کتاب ہے جس مین شاگرد اپنے استاد سے انواع واقسام کے مضامین سنکر لکھ لیتے ہین اس امالی کا ایک نسخہ یورپ کے کتب خانہ ڈورائی مین ہے۔ اوس مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کثرت سے احادیث ہین اور قدیمی عربون کے حالات کے متعلق بہت نوٹ دئے ہوئے ہین اون کے قدیمی امثال اشعار اور عربیت کا بڑا بیان ہے۔ خلفائے راشدین کے زمانہ مین جو شعرا تھے اون کے قصص وحکایات ہین اور وہ نظم ونثر جو باسناد متصل اس کے مؤلف نے اپنے استادون سے سیکھی تھی اوس مین بجنسہ دی گئی ہے۔ اور اور بھی دیگر معلومات کا بڑا ذخیرہ اوس مین موجود ہے۔ وہ اپنی کتاب کے دیباچہ مین کہتا ہے مین نے یہ سب بے بہا معلومات اپنے دل مین ایک مدت تک جمع رکھین اور خراب وضائع ہونے سے بچایا اور چاہتا تھا کہ کوئی شخص اس کا قدردان ملے تو یہ جواہرات اوس کے روبرو پیش کرون۔ جب مین نے عبد الرحمن بن محمد امیر المومنین کی خلافت کی خوبیون کا حال سنا تو خشکی اور تری کے مصائب اوٹھاتا اسپین کو آیا۔ خلیفہ نے میری قدردانی کی ہی مین نے یہ امالی قرطبہ کی مسجد الزہرا مین بیٹھ کر لکھوائین۔ واقعی یہ کتاب بہت اچھی ہے۔ عربیت کے معلومات کا بہت ہی عمدہ ذخیرہ ہے ۴۴۳ بڑے گنجان صفحون مین لکھی ہوتی ہے

(۳) حافظ ابو یعلی احمد بن علی بن المثنی التمیمی ایک مشہور مسند یعنے ایک مجموعہ احادیث باسناد کا مصنف ہے۔ جو اوس نے بڑے بڑے ثقہ رواۃ سے سن کر جمع کی ہے۔ علاوہ اس کے اوس نے تصوف وغیرہ مین بہت کتابین لکھے ہین۔ تواضع علم ملنساری صداقت مین مشہور تھا موصل مین ۲۱۰ سنہ (۸۲۶ء) مین پیدا ہوا اور ۳۰۷ سنہ (۹۱۹ء) مین مرگیا (ماخوذ از تاریخ الاسلام للذہبی)

(۴) دیکھو تذکرہ ۸۲۰۔

(۵) دیکھو تذکرہ ۵۰۰-

(۶) بلاذری کا نام ہے احمد بن یحییٰ البلاذری - اس کے حالات مسٹر ہمیکر نے اپنی کتاب مین لکھے ہین -

۹۳ - صاحب ابو القاسم اسمعیل بن ابی الحسن عبّاد بن العباس بن عبّاد بن احمد بن ادریس طالقانی

فضائل و مکارم اور کرم مین یکتائے دہر اور اعجوبہ روزگار تھا - ادب ابو الحسین احمد بن الفارس لغوی صاحب کتاب المجمل فی اللغۃ سے اور نیز ابو الفضل بن العمید وغیرہ سے پڑھا تھا - ابو منصور ثعالبی نے اپنی کتاب یتیمہ مین اوس کی نسبت کہا ہے - مجھے ایسی عبارت نہین ملتی کہ جس سے دل کھول کر علم و ادب مین اوس کا علو محل اور جود و کرم مین اوس کی جلالت شان کا بیان کر دون - اور جن محاسن مین غایت درجہ کو پہونچکر فرزانہ اور قسم قسم کے مفاخر کا مجموعہ بن گیا تھا اوس کو کافی طور سے دکھلا دون - کیونکہ اوسکی اونچی فضائل و معالی اور اوسکے فواضل و مساعی تک میرے کلام کی رسائی نہین ہوسکتی[1] - پھر اوس نے اوس کے بعض محاسن اور کسی قدر حالات بھی قلمبند کئے ہین - ابو بکر خوارزمی[2] نے اوس کے حق مین کہا ہے کہ صاحب نے وزارت کے آغوش مین پرورش پائی اور اسی آشیانہ مین پانون چلنا سیکھا - اور ترقی کی - اور اسی دایہ کا دودھ پیا - باپ دادون سے یہی خدمت چلی آتی تھی - چنانچہ ابو سعید رستمی[3] اوس کے حق مین کہتا ہے -

وَرِثَ الوِزَارَۃَ کَابِرًا عَنْ کَابِرٍ ۔۔۔ مَوْصُولَۃَ الْاِسْنَادِ بِالْاِسْنَادِ

وزارت اوس کے بڑے بوڑھون سے وراثت مین آئی ہے - اشناد (ارکان سلطنت سے) اوس کی اشناد متصل چلی آتی ہے -

یَرْوِی عَنِ الْعَبَّاسِ عَبَّادٌ وِزَا ۔۔۔ رَتَہٗ وَاِسْمٰعِیلُ عَنْ عَبَّادِ

عبّاد اپنی وزارت کی روایت عباس سے کرتا ہے اور اسمعیل عبّاد سے -

وزیرون مین یہی اول شخص ہے کہ جس کو صاحب کا لقب ملا ہے - یہ ابو الفضل بن العمید کے پاس رہا کرتا تھا - اس سے صاحب ابن العمید اوسے کہنے لگے تھے - پھر جب وہ وزیر ہوگیا تب بھی

اوسے اسی لقب سے بولتے رہے۔ اور ایسی شہرت ہوئی کہ یہی اوس کا نام ہوگیا۔ صابی نے کتاب التاجی مین لکھا ہے کہ صاحب اوسے اس وجہ سے کہتے تھے۔ کہ مؤید الدولہ بن بویہ کا لڑکپن سے صاحب اور رفیق تھا۔ اوسی نے اس کا نام صاحب رکھا تھا۔ پھر جب مدت تک اسی لقب سے بولتے رہے۔ تو اسی نام سے اوس کی شہرت ہوگئی۔

پھر اس کے بعد جو لوگ وزیر ہوئے اون کا بھی یہی نام ہوگیا۔ یہ پہلے مؤید الدولہ ابی منصور بن رکن الدولہ بن بویہ الدیلمی کا وزیر تھا۔ ابو الفتح علی بن ابی الفضل بن العمید کے بعد جس کا ذکر اوس کے باپ ابو الفضل محمد کے بیان مین آ گیا یہ وزیر ہوا تھا۔ جب جرجان مین مؤید الدولہ شعبان ۳۷۳ھ (جنوری ۹۸۴ء) مین مرگیا۔ اور اوس کی حکومت پر اوس کا بھائی فخر الدولہ ابو الحسن علی قابض ہوا تو اوس نے صاحب کو اپنی وزارت پر برقرار رکھا۔ اور اوس کے ساتھ نہایت مہربانی و عزت سے پیش آتا اور بہت بڑا اختیار دے رکھا تھا۔ ابو القاسم الزعفرانی نے ایک دن اوسے چند نونیہ ابیات سنائی تھین۔ اون مین سے کچھ یہ ہین

أَيَا مَنْ عَطَايَاهُ تُهْدِي الْغِنَىٰ ۔۔۔ إِلَىٰ رَاحَتَيْ مَنْ نَأَىٰ أَوْ دَنَا

اور وہ شخص جس کی عطائین مالامال کر دیتی ہین اوس کے ہاتھونکو جو دوری یا نزدیک ہے۔

كَسَوْتَ الْمُقِيمِينَ وَالزَّائِرِينَ ۔۔۔ كِسَا لَمْ نَخَلْ مِثْلَهَا مُمْكِنَا

جو تیرے پاس رہنے والے ہین اور جو تیری ملاقات کو آتے ہین اون سب کو تو نے ایسے لباس پہنائے ہین جن کا ہمارے خیال مین بھی ممکن نھین۔

وَحَاشِيَةُ الدَّارِ يَمْشُونَ فِي ۔۔۔ صُنُوفٍ مِنَ الْخَزِّ إِلَّا أَنَا

تیرے گھر کے خدام قسم قسم کے ریشمین لباس پہنے پھرتے ہین مگر ایک مین ہی باقی ہون۔

صاحب نے یہ سنکر کہا مین نے معن بن زائدہ الشیبانی کے حال مین پڑھا ہے کہ ایک شخص نے اوس سے کہا اے امیر مجھے سواری دے۔ معن نے اوسے ایک اونٹنی گھوڑا خچر گدھا دینے کا حکم دیا۔ اس پر صاحب نے کہا اگر مین جانتا کہ اللہ سبحانہ تعالی نے اس کے سوا کوئی اور بھی سواری کی ہے تو وہ بھی تجھے دیتا۔ اب ہم نے تیرے لئے حکم دیا کہ ایک جبہ قمیص عمامہ دُرّاعہ (کرتی) سَراوِیل (پائجامہ) مِندیل (رومال) مِطرَف (منقش مربع چادر) رداء (لبادہ) بارانی کساء (فرغل

جَوْرَب (موزه) کیس (بٹوه) خز کا تجھے ہمارے یہان سے دیا جائے۔ اگر مین جانتا کہ ان چیزون کے
سوا اور بھی کچھ ریشم سے لباس بنتا ہے تو وہ بھی مین ضرور تجھے دیتا۔ اس کے پاس اس قدر شعرا
جمع ہوئے تھے کہ کسی کے پاس نہ تھے۔ اور اوس کی مدح مین نہایت اچھے اچھے قصائد لکھا کرتے
تھے۔ یہ بہت ہی بڑا حاضر جواب تھا۔ دار الضرب سے چند ضرابون (کوٹنے والون اور سکہ بنانے
والون) نے کسی ظلم کی شکایت مین اوس کے پاس عرضی بھیجی۔ جس کے شروع مین "ضرابون"
لکھا تھا۔ اس نے جواب مین عنوان کے نیچے لکھدیا۔ فِیْ حَدِیْدٍ بَارِدٍ[9] (ٹھنڈے لوہے مین)
ایک اور شخص نے اوسے ایک رقعہ لکھا جس مین اوس نے کچھ اوس کے تحریرات پر ہاتھ چلایا اور چند
جملے چورا کر لکھدئے تھے۔ اس نے جواب کے طور پر اوس مین لکھدیا ہٰذِہٖ بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ اِلَیْنَا[10] ایک مرتبہ
اس نے کسی اپنے کارپرداز کو اپنے قریب کے ہی ایک تنگ مکان مین قید کر دیا۔ اتفاقاً ایک روز
چھت پر جو چڑھا تو محبوس کی نظر اس پر پڑ گئی اوس نے چلا کر کہا فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ (پھر وہ اوس
سے دوزخ کو جھانکے گا تو اپنے اوس رفیق کو دیکھے گا کہ دوزخ کے بیچون بیچ پڑا ہے) صاحب نے
کہا اِخْسَـُٔوْا فِیْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ[11] (دور ہو۔ اوسے دوزخ مین پڑے رہو۔ کچھ کلام مت کرو) اسی طرح اسکے
اور بھی بہت کثرت سے نوادر ہین۔

لغت مین اس نے ایک کتاب لکھی اور اوس کا نام المحیط رکھا ہے۔ سات جلدون مین ہے۔ اور اوسکی
کی ترتیب حروف تہجی کی ترتیب کے موافق ہے۔ الفاظ تو اوس مین بہت ہین مگر شواہد کم دئے
ہین۔ اس وجہ سے لغت کا بڑا حصہ اوس مین ہو گیا ہے۔ ایک اور کتاب الکافی بھی اوس نے تصنیف
کی ہے جس مین انشا پردازی کا بیان ہے کتاب الاعیاد و فضائل النیروز (تہوارون اور نوروز کے
بیان مین) کتاب الامامہ جس مین وہ حضرت علی کے فضائل لکھتا اور اون سے پہلے خلفا[12] کی امامت
کو ثابت کرتا ہے۔ کتاب الوزرا کتاب الکَشْفِ عَنْ مَسَاوِیْ شِعْرِ الْمُتَنَبِّیْ (جس مین وہ متنبی کے اشعار
کی برائیون کو بیان کرتا ہے) کتاب اَسْمَآءِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَصِفَاتِہٖ اوس کی اچھی اچھی کتابین ہین۔ اس کے سوا
اوس نے اور بھی رسائل بدیعہ اور اچھے اچھے شعر لکھے ہین چنانچہ اوس کا قول ہے۔

وَشَادِنٍ جَمَالُہٗ   تَقْصُرُ عَنْہُ صِفَتِیْ

وہ جمال جس مین ایسے غزال ہے کہ میرا بیان اوس کی صفت سے قاصر ہے۔

أَهْوَى لِتَقْبِيلِ يَدِي   فَقُلْتُ قَبِّلْ شَفَتِي

اوس نے چاہا کہ میرے ہاتھ کو بوسہ دے - مین نے کہا کہ میرے لب کو دیجئے -

یہ بھی اوسی کے شعر ہین شراب کی صفائی مین -

رَقَّ الزُّجَاجُ وَرَقَّتِ الْخَمْرُ   وَتَشَابَهَا فَتَشَاكَلَ الْأَمْرُ

شیشہ بھی روشن ہے اور شراب بھی روشن ہے - اور یہ باہم ایک دوسرے کے ایسے مشابہ ہین کہ ایک ہی سی شکل معلوم ہوتی ہے -

فَكَأَنَّمَا خَمْرٌ وَلَا قَدَحٌ   وَكَأَنَّمَا قَدَحٌ وَلَا خَمْرُ

کبھی تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ شراب ہے اور پیالہ ہے ہی نہین اور کبھی یہ دکھائی دیتا ہے کہ گویا پیالہ ہی ہے شراب ہی نہین

یہ بھی اوسی کے شعر ہین کثیر بن احمد وزیر[۱۴] کے مرثیہ مین کہی ہین جس کی کنیت ابو علی تھی -

يَقُولُونَ لِي أَوْدَى كَثِيرُ بْنُ أَحْمَدَ   وَذَلِكَ مَرْزُوءٌ عَلَيَّ جَلِيلُ

لوگ مجھ سے کہتے ہین کہ کثیر بن احمد مر گیا - یہ تو میرے اوپر بڑی سخت مصیبت پڑی -

فَقُلْتُ دَعُونِي وَالْعُلَا نَبْكِهِ مَعاً   فَمِثْلُ كَثِيرٍ فِي الرِّجَالِ قَلِيلُ

مین نے اوس سے کہا مجھے اور فخر و علا دونو کو چھوڑ دو - اوس پر ہم دونون ساتھ ساتھ مل کر روئینگے - کیونکہ رجال مین کثیر (بہت) کی طرح کے آدمی بہت قلیل ہین -

ابو الحسین محمد بن الحسین[۱۴] الفارسی نحوی بیان کرتا ہے کہ نوح بن منصور نے جو شاہان بنی ساسان سے تھا خفیہ طور پر صاحب کو ایک رقعہ لکھکر بلایا اور کہا کہ مین تجھے اپنا وزیر کرنا چاہتا ہون - اور ملک کا انتظام تیرے حوالہ کرتا ہون - مگر صاحب نے اسے منظور نہ کیا - اور چند عذر جو لکھے اون مین یہ بھی لکھا کہ مجھے صرف اپنی کتابون کے لئے چلنے کے واسطے چار سو اونٹ درکار ہونگے - اب یہان آپ خیال کر سکتے ہین کہ اوس شخص کا ساز و سامان کس قدر ہوگا (جس کی اوس زمانہ مین کتابین اس قدر تھین) اسی قدر اوس کے حالات کافی ہین (طول کے خوف سے اور نہین لکھتا) تاریخ ولادت اوس کی ۱۶ ذی قعدہ ۳۲۶ھ (۹۳۸ء) ہے اصطخر مین یا دوسری روایت کی بموجب طالقان مین پیدا ہوا تھا - اور شب جمعہ ۲۴ صفر ۳۸۵ھ (مارچ ۹۹۵ء) مین بمقام رے اوس کی وفات ہوئی - پھر اوسے اصفہان مین لاکر ایک محلہ مین جو باب دریہ کے نام سے مشہور ہے ایک قبہ مین دفن کیا - اوس کی قبر

اس وقت تک موجود ہے۔ اوس کی دختر کی اولاد اوس مکان کی قلعی کیا کرتی ہے۔ ابو القاسم بن ابی العلا[15] شاعر اصفہانی کہتا ہے کہ مین نے ایک شخص کو خواب مین کہتے ہوئے دیکھا۔ کہ تو ایسا فاضل وشاعر ہوکر صاحب کا مرثیہ کیون نہین لکھتا۔ مین نے کہا۔ اوس کے کثرت محاسن نے میرے منہ مین لگام دیدی ہے۔ مین نہین جانتا اوس کی کونسی خوبی سے شروع کرون اور گوکہ لوگ میری نسبت خیال کرتے ہین کہ مین اوسے کامل طور پر لکھدونگا۔ لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ مین اوسے پورا پورا ادا نکر سکونگا۔ کہا اچھا تو جو مین کہتا ہون اوس کا دوسرا مصرعہ بناکر کہدے۔ مین نے کہا کہو اوس نے کہا۔

ثَوَى الْجُوْدُ وَ الْكَافِيْ مَعاً فِيْ حَفِيْرَةٍ مین نے کہا لِيَأنَسَ كُلٌّ مِّنْهُمَا بِأَخِيْهِ

بخشش اور وہ شخص جو بہت ہی بڑا کافی مربی تھا دونون ایک ہی قبر مین سوتے ہین کہ ایک دوسرا اپنے بھائی کی دوسرات کرے

پھر کہا۔

هُمَا اصْطَحَبَا حَيَّيْنِ ثُمَّ تَعَانَقَا مین نے کہا ضَجِيْعَيْنِ فِيْ لَحْدٍ بِبَابِ دَرِيْهِ

جب وہ زندہ تھے تو ساتھ رہتے تھے۔ پھر گلے مل گئے قبر مین باب دریہ کے پاس دونو ساتھ لیٹ کر

پھر کہا۔

إِذَا ارْتَحَلَ الثَّاوُوْنَ عَنْ مُسْتَقَرِّهِمْ مین نے کہا أَقَامَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فِيْهِ

گوکہ دوسرے رہنے والے اپنے مقر سے کوچ کرینگے تو کرین مگر وہ روز قیامت تک وہین رہیگا۔

اس کو البیّاسی[16] نے بھی اپنے حماسہ مین ذکر کیا ہے۔ یہ بھی مین نے صاحب کے حالات مین پڑھا ہے۔ کہ صاحب کے سوا کوئی شخص ایسا نہین جس کو لوگ جیسا زندگی مین عزیز سمجھتے[17] ہون اوسی طرح موت کے بعد بھی عزیز سمجھین کیونکہ جب وہ مرا تھا تو اوس کے اظہار رنج مین شہر کے دروازہ بند کردیے گئے تھے۔ اور تمام مخلوق اوس کے قصر کے دروازہ پر جمع ہوئی تھی کہ کب جنازہ نکلے اور ہم ساتھ چلین۔ اوس کا مخدوم فخر الدولہ اور تمام سرداران سلطنت سب سے اول آئے تھے۔ اور ماتمی لباس[18] پہنے ہوئے تھے۔ جب دروازہ سے اوس کا جنازہ نکلا۔ تو تمام آدمیون نے ملکر ایک چیخ ماری۔ اور زمین کو بوسہ دیکر چلے۔ فخر الدولہ اور آدمیون کے ساتھ آگے آگے تھا۔ پھر کئی روز تک

اوس کی عزا کے لئے بیٹھا رہا۔ ابوسعید رستمی نے اوس کا یہ مرثیہ کہا ہے۔

اَبَعْدَ ابْنِ عَبَّادٍ یَھُشُّ اِلَی السُّرٰی ‏ اَخُوْ اَمَلٍ اَوْ یُسْتَمَاحُ جَوَادُ

ابن عباد کے بعد بھی کیا کوئی اہل امید رات کو سفر کرنے سے خوش ہوگا۔ اور جود و بخشش کی تلاش مین نکلیگا

اَبَی اللّٰہُ اِلَّا اَنْ یَمُوْتَا بِمَوْتِہٖ ‏ فَمَا لَھُمَا حَتّٰی الْمَعَادِ مَعَادُ

اللہ کی مشیت ہی ایسی ہے کہ ابن عباد اور جود و سخا دونوہی اوس کی موت سے مرجائین اب قیامت تک کبھی وہ نہ پلٹینگے۔

ابوالحسن عباد بن العباس اوس کا باپ ۳۳۴ھ یا ۳۳۵ھ (۹۴۶ء) مین مرا ہے۔ رحمہ اللہ تعالےٰ۔ یہ رکن الدولہ بن بویہ کا وزیر تھا۔ جو فخرالدولہ مذکور اور عضدالدولہ فنا خسرو کا باپ تھا۔ اور جس کی متنبی نے مدح کی ہے۔ فخرالدولہ شعبان ۳۸۷ھ (اگست ۹۹۷ء) مین مرا ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اس کی ولادت ۳۴۱ھ (۹۵۲ء) مین ہوئی تھی۔

طالقانی بطائے مہملہ والف ولام مفتوحہ وقاف والف ونون منسوب ہے طالقان کی طرف۔ طالقان دو شہر ہین ایک خراسان مین۔ اور دوسرا اعمال قزوین مین۔ صاحب مذکور کی اصل طالقان قزوین کی ہے نہ طالقان خراسان کی۔

---

(۱) یہان مجھے الفاظ کی رعایت کرنے مین کسی قدر دقت اوٹھانا پڑی ہے۔

(۲) دیکھو تذکرہ ۶۳۶

(۳) ابوسعید محمد بن محمد بن رستم رستمی اصفہان کا رہنے والا اور ابتدا مین معماران اصفہان سے تھا لیکن شعر گوئی مین جوہر لیاقت کا وہ کمال دکھلایا کہ اپنے زمانہ کا اول درجہ کا شاعر ہوگیا۔ اور صاحب بن العباد اوس کی بڑی قدر و منزلت کرنے لگا۔ یہان تک کہ ابن العباد اوس کی نسبت کہا کرتا تھا۔ رستمی کے برابر اس زمانہ مین کوئی شاعر نہین ہے۔ رستمی نے اخیر عمر مین خلاف اتقا سمجھکر شعر کہنا چھوڑ دیا تھا۔ یتیمہ مین اوس کی وفات کی تاریخ نہین ہے۔ مگر اوس کے اشعار اور مختصر حالات لکھے ہین جن کا خلاصہ ہم نے یہان دیا ہے۔ (ماخوذ از یتیمہ)

(۴) یعنے جس طرح احادیث کی روایت مسلسل ایک دوسرے سے چلی آتی ہے اسی طرح اوس کے باپ دادے وزیر ہوتے چلے آئے ہین۔ بیچ مین سلسلہ منقطع نہین ہوا ہے۔ متصل الاسناد ہے۔

(۵) دیکھو تذکرہ ۱۴۱۔

(۶) ابن العمید کا اصلی نام محمد تھا۔ دیکھو تذکرہ ۶۶۸

(۷) ابوالقاسم عمر بن ابراہیم الزعفرانی عراق کا باشندہ اور اون علما مین سے تھا جو صاحب کی مجلس مین شریک ہوا کرتے تھے عضد الدولہ بھی اوس کی بڑی تعظیم و تواضع کرتا تھا (ماخوذ از یتیمہ) کچھ کچھ اشعار اس کے اوس کتاب مین بھی دئے ہین۔

(۸) مین نے یہان ایک سواری کا ذکر چھوڑ دیا ہے۔ تھذیب کے خلاف تھا۔

(۹) ضرابون کے معنے ہین کوٹنے والے اور اون لوگون پر اسکا اطلاق کیا جاتا ہے جو لوگ چاندی سونا کوٹتے اور سکہ بناتے ہین وزیر صاحب نے جو الفاظ یہان زیادہ کر دئے اوس سے یہ مطلب تھا۔ کہ تم نے جو درخواست دی ہے وہ بے قاعدہ ہے۔ تم لوگ ٹھنڈے لوہے کو کوٹتے ہو جو بالکل بے فائدہ محنت ہے۔ ضرابون فی حدید بارد عربی زبان کی ایک مثل ہے۔

(۱۰) یہ سورہ یوسف کی آیت ۶۵ ہے۔ ترجمہ یہ ہمارا ہی مال ہے۔ لوٹ کر ہمارے ہی پاس بھیجدیا ہے۔

(۱۱) یہ بھی قرآن شریف کی آیت ہے۔ دیکھو سورۃ المومنون آیت ۱۱۰۔

(۱۲) یہان امام سے مراد وہ شخص ہے۔ جس کو روحانی اور جسمانی دونو طرح کی حکومت حاصل ہو۔

(۱۳) خوندمیر کی کتاب تاریخ الوزرا سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کثیر کسی دیلمی حاکم کا وزیر تھا۔

(۱۴) ابوالحسین محمد بن الحسین الفارسی نامی گرامی صرفی و نحوی اور ابو علی الفارسی سے مشہور شخص کی بہن کا بیٹا جو اسی اپنے ماموں کا شاگرد بھی تھا اون علمائے مشاہیر سے تھا جنھین صاحب نے اپنا یار غار بنا رکھا تھا شعر شاعری مین اوسکی طبیعت نہایت موزون واقع ہوئی تھی۔ یتیمہ مین اوس کے اشعار کے نمونہ کچھ موجود ہین جس کا مصنف ثعالبی کہتا ہے کہ جس وقت مین نے اپنی کتاب لکھی ہے تو ابوالحسین زندہ تھا اور جرجان مین رہتا تھا (ماخوذ از یتیمہ)

(۱۵) ابوالقاسم غانم بن ابی العلا اصفہان کا رہنے والا صاحب کا بہت بڑا دوست شاعر تھا اوس کے اشعار کے نمونہ بھی یتیمہ مین دئے ہوئے ہین۔

(۱۶) ابوالحجاج یوسف بن محمد ملک اسپین کے بئیزا (بئیسا) مقام مین رہتا تھا جس سے اوس کا نام بئیاسی ہو گیا ہے ابن خلکان نے اوسکا تذکرہ لکھا ہے دیکھو تذکرہ ۸۲۳۔ عربی مین سات کتابون کا نام حماسہ ہے جن مین ایک حماسہ ابوتمام کا ہندوستان مین بہت مشہور ہے۔

(۱۷) لفظی ترجمہ کوئی شخص صاحب کے سوا اپنی وفات کے بعد ایسا سعید نہ ہوا۔ جیسا اپنے ایام حیات مین رہا ہو۔

(۱۸) لفظی ترجمہ۔ اونھون نے اپنا لباس بدل لیا تھا۔

۹۴ - ابو الطاہر اسمعیل بن خلف بن سعید بن عمران الانصاری[1] المقری نحوی اندلسی سرقسطی

علوم آداب مین امام اور فن قرآت قرآن[2] مین مُتقن و کامل تھا۔ کتاب العنوان فی القرآت[3] اوس کی تصنیف سے ہے جو لوگ کہ اس فن کے ماہر ہین اون کے نزدیک یہ کتاب بڑی معتبر ہے۔ اوس نے ابو علی فارسی کی کتاب[4] الحجہ کا بھی اختصار کیا ہے۔ ابو القاسم بن بشکوال نے کتاب الصلہ مین اوس کا ذکر تعریف کے ساتھ کیا۔ اور اوس کے فضائل کا بھی کچھ تذکرہ لکھا ہے۔ یہ تمام عمر اپنے اسی اشتغال مین لگ کر مخلوق کو نفع پہونچاتا رہا۔ پھر یکشنبہ یکم محرم ۴۵۵ھ (جنوری ۱۰۶۳ء) کو وفات پائی۔ رحمہ اللہ تعالے۔

سرقسطی بفتح سین مہملہ و رائے مہملہ وضم قاف و سکون سین مہملہ و طائے مہملہ سرقسط[5] کی طرف منسوب ہے جو اندلس کے مشرقی علاقہ مین نہایت ہی اچھا شہر ہے۔ یہان بہت کثرت سے علما فضلا وغیرہ گذرے ہین۔ اہل فرانس نے (لبسر داری الفانسو بادشاہ اراگون) اسی مسلمانون سے ۵۱۲ھ (۱۱۱۸ء) مین چھین لیا ہے۔

(۱) انصاری اون لوگون کا لقب ہے جو انصار کی اولاد مین ہین۔ دیکھو تذکرہ ۶۲ نوٹ ۱۔

(۲) تجوید صرف نحو معانی بیان لغت وغیرہ وہ علوم ہین جن پر قرآن کی قرأة کی صحت منحصر ہے۔

(۳) یعنے قرآن کے قرائتون کے طریق۔

(۴) اس کتاب مین قرآن کے مختلف قرائتون کا بیان ہے۔

(۵) سرقسط سیزر آگسٹا کا بگڑا ہوا ہے قدیم زمانہ مین اس شہر کا یہی نام تہا۔ سیزر جس کا دوسرا تلفظ کیزر ہے جس کا معرب قیصر ہے۔ روم کا اول بادشاہ تھا۔ اور آگسٹس اوس کے بعد اوس کا جانشین ہوا تھا۔

۹۵ - ابو الطاہر اسمعیل ملقب منصور بن القائم بن المہدی

صاحب افریقیہ کا باقی نسب حرف عین مین اوس کے دادا مہدی عُبَید اللہ کے ذکر مین آے گا انشاء اللہ تعالیٰ مُستَعلی کا ذکر تو ہم اوپر کر چکے ہین جو اوس کی اولاد مین ہوا ہے۔ منصور کی بیعت اسی دن ہوئی تھی جس روز اوس کا باپ القائم مرا ہے جس کا ذکر حرف میم مین آئیگا۔ وہ بہت ہی بڑا فصیح و بلیغ تھا۔ بغیر سوچے فوراً خطبہ کہدیتا تھا ابو جعفر احمد بن محمد مروروزی کہتا ہے مین اوس روز منصور کے ساتھ گیا تھا جس روز اوس نے ابو یزید کو شکست دی تھی۔ ہم دونو برابر برابر چل رہے تھے اوس کے ہاتھ مین دو نیزہ تھے اتفاقاً ایک گر پڑا اوسے مین نے اوٹھا کر جھاڑا اور اوسے دیدیا۔ اور اوسے نیک فال بنانے کے لئے یہ شعر سنایا۔

فَالْقَتْ عَصَاهَا وَاسْتَقَرَّ بِهَا النَّوٰی　　كَمَا قَرَّ عَيْناً بِالْاِيَابِ الْمُسَافِرُ

اوس عورت نے اپنا عصا ڈالدیا۔ اور دور کا ملک اوس کا مستقر ہوگیا اس پر بھی وہ ایسی خوش ہوگئی کہ جیسے کوئی مسافر واپسی کے وقت اپنے وطن کو دیکھکر آنکھین ٹھنڈی کرتا ہے۔

منصور نے کہا۔ تو نے وہ بات کیون نہ کہی جو اس سے بہتر اور سچی ہے۔ وَ اَوْحَيْنَا اِلٰى مُوْسٰى اَنْ اَلْقِ عَصَاكَ فَاِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَاْفِكُوْنَ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ فَغُلِبُوْا هُنَالِكَ وَ انْقَلَبُوْا صَاغِرِيْنَ مین نے کہا مولانا تو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہے تو نے وہ بات کہی جو خاص تیرا ورثہ ہے۔ اسی طرح کی ایک اور بہت ہی اچھی حکایت ہے جو الشیمی[۲] نے سیرۃ الحجاج بن یوسف مین بیان کی ہے وہ کہتا ہے خلیفہ عبد الملک بن مروان نے حکم دیا کہ بیت المقدس کا ایک دروازہ بنائین۔ اور اوس پر اس کا نام لکھدین۔ حجاج نے بھی درخواست کی کہ مین بھی ایک دروازہ بناؤن۔ عبد الملک نے اجازت دیدی۔ اتفاقاً بجلی گری عبد الملک کا دروازہ غارت ہوگیا۔ حجاج کا باقی رہ گیا عبد الملک کو سخت ناگوار گذرا۔ حجاج نے اوسے لکھا۔ مین نے سنا ہے آسمان سے آگ نازل ہوئی۔ امیر المومنین کا دروازہ جل گیا۔ مگر حجاج کا دروازہ نہ جلایا۔ یہ ہماری آپ کی بعینہ ایسی ہی مثال ہے جیسے آدم کے دونو بیٹون کی (اِذْ قَرَّبَا قُرْبَانًا فَتُقُبِّلَ مِنْ اَحَدِهِمَا وَلَمْ يُتَقَبَّلْ مِنَ الْاٰخَرِ)[۲] عبد الملک کا رنج وملال اسے سنکر جاتا رہا منصور کو اوس کے باپ (قائم) نے ابو یزید خارجی یعنی باغی کی لڑائی پر مقرر کیا تھا۔ یہ ابو یزید مخلد بن کیداد اباضیہ[۳] فرقہ کا آدمی تھا۔ بہت بڑا زاہد تھا۔ مگر درحقیقت خدا کا دشمن تھا۔ نہ تو گدہے کے سوا کسی چیز پر سوار ہوتا۔ اور نہ کمل کے سوا کوئی لباس پہنتا تھا۔

منصور کے باپ سے اور اوس سے بہت لڑائیان ہوئی تہین۔ قیروان کے تمام شہرون پر اوس نے
قبضہ کر لیا تھا۔ قائم کے پاس مہدیہ کے سوا اور کوئی مقام باقی نہ رہا تھا۔ ابو یزید اس جگہ پر بھی آیا۔ اور
اوس کا محاصرہ کیا۔ چنانچہ حصار مین ہی قائم مر گیا۔ منصور اوس کا قائم مقام ہوا۔ اور لڑائی پر خوب جما
رہا باپ کی موت کو کسی پر ظاہر نہ ہونے دیا۔ اور ایسے استقلال سے حصار کو برداشت کیا۔ کہ ابو یزید
مہدیہ سے لوٹ گیا۔ اور سُوسہ پر جا کر محاصرہ کیا۔ منصور مہدیہ سے نکل کر سُوسہ پر پہونچا۔ اور شکست
دیکر ایسا بھگایا۔ کہ کچھ مدت بعد بروز یکشنبہ ۲۵ محرم ۳۳۶ھ (اگست ۹۴۷ء) کو اوسے گرفتار کر لیا
لڑائی مین ابو یزید کے کچھ زخم آ گیا تھا۔ چار روز کے بعد اوسی سے مر گیا۔ منصور نے اوس کی کھال
کھینچکر روئی بھروا دی اور بر سر راہ لٹکوا دیا۔ پھر جہان یہ لڑائی ہوئی تھی اوس جگہ ایک شہر بسا کر
اوس کا نام منصوریہ رکھدیا۔ اور وہین وطن اختیار کر لیا۔

منصور بڑا شجاع دل کا مضبوط اور نہایت بلیغ تھا۔ بغیر سوچے فوراً خطبہ کہا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ
رمضان ۳۴۱ھ (مارچ ۹۵۳ء) مین منصوریہ سے تفریح طبع کے لئے جَلُولَا کو گیا۔ اوس کی لونڈی
قضیب بھی اوس کے ساتھ تھی جس کو وہ بہت پیار کرتا تھا۔ اللہ تعالی کے حکم سے اون پر اولے
بہت کثرت سے برسے اور بڑی شدت کی ہوا چلی۔ اس لئے وہ منصوریہ کو لوٹا۔ سردی نے اوسے
بہت ستایا۔ اور جسمانی قوت کو دبا لیا۔ اوس کے ہمراہی کثرت سے مر گئے۔ وہ خود بھی جب منصوریہ
پہونچا تو بیمار ہو گیا۔ بروز جمعہ آخر شوال ۳۴۱ھ (مارچ ۹۵۳ء) کو مر گیا اس کی بیماری کا سبب اسطرح
ہوا تھا۔ کہ جب وہ منصوریہ مین پہونچا تو چاہا کہ حمام کو جائے اسحاق بن سلیمان اسرائیلی اوس کے
طبیب نے اوسے نہانے سے منع کیا۔ مگر اوس نے نہ مانا۔ حمام مین گیا۔ اس سے حرارت غریزیہ
فنا ہو گئی۔ اور بے خوابی پیدا ہو گئی۔ اسحاق اوس کا علاج کرنے لگا۔ مگر بے خوابی اوسی طرح باقی
تھی۔ جاتی ہی نہ تھی۔ منصور کو یہ بہت ناگوار گذرا۔ اپنے خدمتگارون سے پوچھا کہ قیروان مین کوئی
اور بھی طبیب ہے۔ کہ اس مرض سے مجھے نجات دے۔ کہا ایک نوجوان ابھی چند روز سے نکلا ہے
جس کا نام ابراہیم ہے۔ منصور نے اوسے بلوایا۔ جب وہ آیا تو سب حال بیان کیا۔ اور اپنے
مرض کی شکایت کی۔ اوس نے کئی خواب آور دوائین اوسے دین۔ اور ایک شیشے مین آگ پہ
رکھکر سونگھنے کو کہا۔ جب کچھ دیر سونگھا تو سو گیا۔ ابراہیم یہ دیکھکر خوش خوش باہر نکل آیا۔ پھر اسحاق آیا۔

اور چاہا کہ اندر جائے خدام نے کہا بادشاہ سوتا ہے۔ اوس نے کہا اگر کوئی دوا اوس کو خواب آور دی گئی ہے تو وہ مرگیا ہوگا۔ لوگ اندر گئے۔ جاکر دیکھین تو مرا پڑا ہے۔ اس پر (ہوا خواہون نے) چاہا کہ ابراہیم کو قتل کردین۔ اسحاق نے کہا اوس کا کیا گناہ ہے اوس نے وہی دوا دی جو اطبا نے اپنی کتابون مین لکھی ہے۔ اوسے اصل مرض نہین معلوم تھا۔ اور تم نے اوسے بتایا نہین مین تو اوس کا اس طرح علاج کرتا تھا۔ کہ حرارت غریزیہ کو اوس سے تقویت ہوتی تھی اور اوسی سے اوسے نیند پیدا ہو جاتی۔ مگر جب ایسے علاج ہوا۔ کہ حرارت غریزیہ بجھ گئی۔ تو مین جان گیا کہ وہ مرگیا ہوگا۔ غرض اسے مرنے کے بعد مہدیہ مین دفن کیا۔ اوس کی تاریخ ولادت سنہ ۳۰۲ھ (سنہ ۹۱۴ء) یا سنہ ۳۰۱ھ ہے۔ قیروان مین پیدا ہوا تھا۔ سات برس ۶ یوم حکومت کی۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

افریقیہ بکسر ہمزہ وسکون فا و رائے مہملہ مکسورہ وسکون یائے تحتانی وکسر قاف و یائے تحتانی بلاد مغرب مین ایک اقلیم عظیم کا نام ہے جو حضرت عثمان کی خلافت مین فتح ہوئی تھی۔ پہلے تو اوس کا دارالمملکت قیروان تھا مگر اب تونس ہے۔

---

(۱) دیکھو تذکرہ ۳۳۰

(۲) دیکھو تذکرہ ۷۳

(۳) دیکھو تذکرہ ۶۵۷

(۴) قَرَّ عَیْنًا۔ یعنے خوش ہوتا ہے یہ جملہ عربی مین اکثر بولا جاتا ہے ابوالفدا نے لکھا ہے۔ کہ اس مثل کے بانی مُعَز بن جابر البارقی کا ذکر کتاب الاغانی مین آیا ہے۔ مگر مجھے یہ مقام ملا نہین۔ اَلْقیٰ عصاہ کے معنی ہین اوس نے اپنا ڈنڈا ڈالدیا یعنے سفر موقوف کر دیا یہ بھی ایک عربی مثل ہے۔

(۵) ترجمہ۔ اور ہم نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی کہ تم بھی اپنی لاٹھی میدان مین ڈال دو۔ موسیٰ نے لاٹھی ڈالدی تو کیا دیکھتے ہین کہ جو جادوگرون نے جھوٹ موٹ کے سانپ بنائے تھے اژدہا بنکر سب کو نگلے جارہی ہے پس جو حق بات تھی وہ سب پر ثابت ہوگئی اور جو کچھ جادوگرون نے کیا تھا وہ سب ملیا میٹ ہوگیا پس فرعون اور اوس کے لوگ اوس اکھاڑے مین ہارے اور ذلیل وخوار ہوگئے۔ سورۃ الاعراف آیت ۱۱۴ تا ۱۱۶۔

(۶) یہ تیمی ابوعُبَیدہ بن المثنیٰ کے نام سے مشہور ہے۔

(۷) ترجمہ جب دونون (ہابیل وقابیل) نے نیازین چڑہائین تو اون مین سے ایک (ہابیل) کے قبول ہوئی اور دوسرے

(قابیل) کی قبول نہین ہوئی۔ سورۂ مائدہ آیت ۳۰۔

(۸) ابوالفدا نے اپنی تاریخ مین ۳۳۶ھ کی تحت مین ابویزید کے خروج ہزیمت اور موت کا کچھ حال لکھا ہے اور کیداد کا تلفظ اوس مین کنداذ ہے جو مصنف نے اپنے ہاتھ سے اوس پر نقطہ اور اعراب لگا دئے ہین۔ ابویزید کا لقب صاحب الحمار تھا۔ گدھے کے سوا وہ اور کسی جانور پر سوار نہین ہوتا تھا (از ابن الانبار) اباضیہ فرقہ کا بانی عبداللہ بن اباض تمیمی تھا جس نے ۱۳۰ھ واقع یمن مین عہد خلافت مروان بن محمد مین جو خاندان بنی امیہ کا مشرقی کا آخری خلیفہ تھا بغاوت کی تھی۔ نویری سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فرقہ افریقیہ مین بہت پہلے زمانہ سے ہے۔ اغلبی خاندان کے حاکمون کو بھی اس سے بہت تکلیف اوٹھانا پڑی تھی جرجانی اپنی تعریفات مین کہتا ہے۔ کہ اس فرقہ والے اون تمام لوگون کو کافر سمجھتے ہین جو اون کے عقیدہ کو نہین مانتے۔ وہ کہتے ہین کہ جو شخص کبائر کا مرتکب ہوتا ہے وہ موحد تو رہتا ہے۔ مگر مومن نہین رہتا۔ کیونکہ اعمال بھی ایمان کا جزو ہین اونکے نزدیک حضرت علی اور اور بہت صحابہ رسول مقبول کافر تھے۔ انکے عقائد کی تفصیل ملل و نحل شہرستانی مین دیکھنا چاہئے

(۹) اس طبیب کا ذکر مسٹر ڈی ساسی نے ترجمہ تاریخ عبداللطیف مین کیا ہے۔

۹۶- ابوالمنصور اسمعیل ملقب ظافر بن الحافظ بن محمد بن المستنصر بن الظاہر بن الحاکم بن العزیز بن المعز بن المنصور بن القائم بن المہدی

کی بیعت جس کے والد المنصور کا حال ابھی اوپر لکھ چکے ہین اس کے باپ حافظ کی وصیت کے بموجب اوسی روز ہوئی تھی جس روز وہ مرا ہے۔ عمر مین یہ اپنے باپ کے سب بچون سے چھوٹا تھا مگر لہو و لعب مین اور گانے بجانے اور لونڈیون کے ساتھ عیش و عشرت مین ہمیشہ پڑا رہتا تھا۔ نصر بن عباس پر اوسکو بڑی محبت تھی عباس اوسکا وزیر تھا جس کا ذکر عادل علی بن سلار کے بیان مین آئیگا۔ انشاء اللہ تعالےٰ نصر نے اسے ایک مرتبہ اپنے باپ کے گھر بلایا کہ سب لوگون سے چھپ کر آئے۔ کوئی دیکھے نہین یہ مکان اسوقت تک موجود ہے اور اوس مین مدرسہ حنفیہ جو سیوفیہ[۲] کے نام سے مشہور ہے۔ جاری ہے اس مقام پر نصر نے اوسے قتل کر کے چھپا ڈالا۔ اس کا قصہ مشہور ہے۔ یہ واقعہ نصف محرم یا دوسری روایت کے بموجب شب پنجشنبہ سلخ محرم ۵۴۹ھ (اپریل ۱۱۵۴ء) کا ہے۔ اس کی ولادت قاہرہ مین نصف یا اول ماہ ربیع الآخر ۵۲۷ھ (۱۱۳۳ء) مین ہوئی تھی صورت و شکل کا بہت خوبصورت تھا جب نصر نے اوسے قتل کر دیا تو اوسی شب کو اپنے باپ عباس پاس آکر اوسے خبر دیدی اس کے باپ نے بھی اوسے

مار ڈالنے کا حکم دیا تھا۔ نصر الکنانیات میں جمیل تھا لوگ اوسے ظافر سے متہم کرتے تھے۔ باپ نے کہا تونے
اوس کی صحبت مین رہ کر اپنی عزت کھودی ہے۔ لوگ تمہاری نسبت طرح طرح کے گمان کرتے ہین۔ اوسے
مار ڈال تاکہ اس تہمت سے تجھے نجات مل جائے۔ اس واسطے اوسے مار ڈالا۔
جب صبح ہوئی عباس قصر شاہی کے دروازہ پر گیا۔ اور کہا مجھے ایک بڑا ضروری کام ہے بادشاہ پاس جانا چاہتا
ہون۔ خادمون نے ظافر کو جا کر ڈھونڈھا۔ جہان جہان رات کو رہتا تھا سب جگہ دیکھا مگر وہ کہین نہ ملا۔ تو کہا
ہمین نہین معلوم ظافر کہان ہے۔ یہہ سنتے ہی عباس سواری سے اوتر پڑا۔ اور اپنے معتبر آدمیون کو لیکر قصر مین
گیا۔ اور خدام سے کہا ہمارے بادشاہ کے دونون بھائیون کو لاؤ۔ وہ جبریل اور یوسف کو لائے۔ اون سے پوچھا
ظافر کہان ہے۔ اونہون نے کہا اپنے بیٹے سے پوچھ وہ اوسے ہم سے زیادہ جانتا ہے۔ وزیر نے اون کی
گردنین مروا دین۔ اور کہا انہین نے اوسے مار ڈالا ہے۔ یہہ اس قصہ کا خلاصہ ہے۔ مگر فائز عیسےٰ[1] بن الظافر
کے حال مین مین نے اس کے زیادہ تفصیل کی ہے۔ واللہ اعلم۔
جامع ظافری جو قاہرہ مین باب زویلہ کے اندر ہے اس کے نام سے منسوب ہے۔ اسی نے اوسے بنایا تھا
اور بہت کچھہ اوس کے لئے وقف[2] کیا تھا۔

(۱) دیکھو تذکرہ ۵۸۴
(۲) اس مدرسہ کو سیوفیہ اس واسطے کہتے تھے کہ وہ سوق السیوفیین (بازار شمشیر سازان یا تیغ فروشان) کے قریب واقع تھا۔
از مقریزی۔
(۳) دیکھو تذکرہ ۴۸۷۔
(۴) دیکھو تذکرہ ۱۲ نوٹ ۲۔

۹۷۔ ابو عمرو اشہب بن عبد العزیز بن داؤد بن ابراہیم القیسی الجعدی

قبیلہ قیس کے بطن جعد سے مالکی فقیہہ مصر کا رہنے والا تھا۔ پہلے امام مالک[3] رضی اللہ عنہ سے اور پھر اہل مدینہ
اور اہل مصر سے فقہ سیکھی تھی۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کہتے ہین۔ اگر اشہب مین کثیر الغضہ نہ ہوتا تو اوس سے
بڑھکر میری نظر مین کوئی فقیہہ نہ تھا۔ ابن القاسم[4] اور اشہب مین منافست رہا کرتی تھی (ہر ایک اپنے کو بڑا او
زیادہ لایق سمجھتا تھا) مگر جب ابن القاسم مرگیا۔ تو مصر مین اشہب ہی رئیس الفقہا ہوگیا۔ یہ مصر مین ۱۵۰ھ

(۷۶۶ء) مین پیدا ہوا تھا۔ مگر ابو جعفر الجزار نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ وہ ۱۴۵ھ مین پیدا ہوا۔ اور ۲۰۴ھ
(۸۲۰ء) مین امام شافعی سے ایک مہینہ یا اٹھارہ روز کے بعد مرا۔ امام شافعی کا انتقال(۳) ۲۰ رجب کو اسی
سنہ مین ہوا تھا۔ اشہب مصر مین مرا۔ اور قرافہ صغریٰ(۴) مین مدفون ہوا۔ مین نے اوس کی قبر کی زیارت کی
ہے۔ ابن القاسم کی قبر کی برابر ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ کہتے ہین کہ اوس کا نام مسکین تھا۔ اشہب (شیر)
اوس کا لقب ہے۔ مگر اول روایت صحیح ہے جو کچھ یہ امام مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتا ہے اوس مین
یہہ ثقہ ہے۔ ابو عبداللہ قضاعی نے کتاب خطط مصر مین لکھا ہے۔ کہ شہر مین اشہب بڑا رئیس اور بہت مالدار
شخص تھا۔ امام مالک کے اصحاب مین ایسی وسیع نظر کسی کی نہ تھی۔ شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہین میرے نزدیک
مصریون مین اوس کا مثل نہین اگر اوس مین طیش اور غصہ نہ ہوتا تو کیا اچھا تھا۔ شافعی نے مصر مین امام مالک
کے اصحاب مین سے بجز اشہب اور ابن عبدالحکم کے اور کسی کو نہین دیکھا۔ ابن عبدالحکم کہتا ہے مین نے سنا
کہ اشہب شافعی کی موت کی دعا مانگتا ہے۔ مین نے شافعی سے اس کا ذکر کیا۔ اونھون نے کسی کے
یہہ اشعار مثال کے طور پر پڑھے۔

تَمَنّٰی رِجَالٌ اَنْ اَمُوْتَ وَاِنْ اَمُتْ ۔۔۔ فَتِلْکَ سَبِیْلٌ لَسْتُ فِیْھَا بِوَاحِدٍ

لوگ چاہتے ہین کہ مین مرجاؤن۔ اگر مین مر بھی گیا۔ تو یہ ایک ایسا راستہ ہے کہ مین ہی اوس مین اکیلا نہین (گیا) ہون۔

فَقُلْ لِلَّذِیْ یَبْغِیْ خِلَافَ الَّذِیْ مَضٰی ۔۔۔ تَزَوَّدْ لِاُخْرٰی غَیْرِھَا فَکَاَنْ قَدٍ(۵)

جو شخص اوس کے خلاف(۶) چاہتا ہے جو گذر گیا ہے اوس سے کہدو۔ کہ حیات دنیا کے سوا آخرت کے واسطے کچھہ زاد راہ
تیار کر تو تو قریب قریب (اپنی مراد کو پہونچیگا)

وہ کہتا ہے کہ شافعی مرگئے تو اشہب نے اون کے ترکہ سے ایک غلام خریدا۔ پھر اشہب مرگیا تو مین نے اشہب
کے ترکہ سے غلام کو مول لیا۔

ابن یونس نے اپنی تاریخ مین اوس کا ذکر کیا۔ اور کہا ہے کہ اشہب قبیلہ قیس کے شعبہ بنے عامر اور بطن بنی جعدہ
سے تھا اور اوس کی کنیت ابو عمر تھی۔ مصر مین اول درجہ کے فقہا اور ذو رائے لوگون سے تھا۔ ۱۴۰ھ
(۷۵۷ء) مین پیدا ہوا۔ اور بروز شنبہ ۲۲ شعبان ۲۰۴ھ (۸۲۰ء) مین وفات پائی۔ وہ اپنی داڑھی مین خضاب
لگایا کرتا تھا۔ محمد بن عاصم المعافری کہتا ہے مین نے خواب مین دیکھا کہ کوئی شخص کہتا ہے اے محمد۔ مین
نے جواب دیا ہان کہا۔

ذَهَبَ الَّذِيْنَ يُقَالُ عِنْدَ فِرَاقِهِمْ　　لَيْتَ الْبِلَادُ بِاَهْلِهَا تَتَصَدَّعُ

وہ لوگ چلے گئے جن کے فراق کے وقت کہا کرتے ہین۔ کہ اون کے بعد ملک ملک والون سمیت غارت ہوجائے۔

وہ کہتا ہے کہ اس وقت اشہب بیمار تھا۔ مین نے کہا مجھے بڑا خوف ہے کہ کہین اشہب نہ مرجائے۔ چنانچہ اسی مرض سے اشہب مرگیا واللہ اعلم۔

(۱) دیکھو تذکرہ ۵۲۲۔

(۲) دیکھو تذکرہ ۵۳۳۔

(۳) دیکھو تذکرہ ۵۳۰۔

(۴) دیکھو تذکرہ ۴۴۲ نوٹ ۱۲۔

(۵) لَکَاَنَّ قَدِ یہ ایک محاورہ ہے۔ یہان زلّتُ مُرازک اس کے بعد مقدر ہے۔

(۶) ہمیشہ سے جو ہوتا آیا ہے اوس کا خلاف ہمیشہ کی خوشی ہے۔

۹۸ - ابو عبداللہ اَصْبَغ بن الْفَرَج بن سعید بن نافع مصری مالکی فقیہ

نے ابن القاسم ابن وَہب اور اَشْہَب سے فقہ پڑہی تھی۔ عبدالملک بن الماجِشُون نے اوس کے حق مین کہا ہے کہ مصر مین اَصْبَغ کا نظیر نہین پیدا ہوا۔ کسی نے کہا۔ ابن القاسم بھی اوس کا نظیر نہین۔ کہا ابن القاسم بھی اوس کا نظیر نہین۔ کہا ابن القاسم بھی اوس کا نظیر نہین ہے۔ وہ ابن وَہب کا کاتب[2] تھا۔ اور اوس کا دادا نافع عبدالعزیز[3] بن مروان بن عبدالحکم اُمَوی کا آزاد کردہ غلام اور مصر کا والی تھا۔ اصبغ نے بروز یکشنبہ ۲۶ شوال ۲۲۵ھ (۸۴۰ء) کو یا بعض کے قول کے بموجب ۲۲۶ھ یا ۲۲۰ھ کو وفات پائی ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

اَصْبَغ بفتح ہمزہ وسکون صاد مہملہ وفتح بائے موحدہ وغین معجمہ۔

(۱) ابن القاسم کے لئے دیکھو تذکرہ ۳۳۵۔ ابن وہب کیلئے دیکھو تذکرہ ۳۰۰ اشہب کے لئے دیکھو تذکرہ ۹۷۔

(۲) کاتب یعنے منشی یا محرر۔

(۳) عبدالعزیز کو اوس کے باپ مروان بن الحکم نے مصر کا والی ۶۵ھ (۶۸۵ء) مین مقرر کیا تھا اور اوسے صرف نماز مین ہی امامت کا اختیار نہ تھا۔ جو اوس وقت صرف والیون کا ہی حق ہوتا تھا بلکہ اوسے محاصل وصول کرنے کا بھی اختیار تھا۔

وہ اپنے وفات تک برابر اسی خدمت پر مقرر رہا ۵۱۲ھ (۱۱۱۸ء) مین وفات پائی (از النجوم الزاہرہ)

۹۹- ابو سعید آق سُنقُر[1] بن عبد اللہ الملقب قسیم الدولہ معروف بالحاجب

خاندان اتابکی مَوصلی کا جد اعلیٰ اور عماد الدین[2] زنگی کا باپ تھا جس کا ذکر آئندہ آتا ہے انشاء اللہ تعالےٰ۔
یہہ آق سنقر اور نیز بزان[3] صاحب رہا (جسے اہل یورپ اڈیسہ کہتے ہین) سلطان ملک شاہ بن الپ ارسلان سلجوقی کے مملوک تھے۔ جب تاج الدولہ تُتُش بن الپ ارسلان سلجوقی (۴۷۸ھ یا ۱۰۸۵ء) مین شہر حلب کا مالک ہوگیا۔ تو اوس نے آق سنقر کو وہان کا نائب مقرر کردیا اور اپنے بھائی کا مملوک سمجکر اوس پر اعتماد کرنے لگا۔ مگر آق سنقر نے بغاوت کی۔ جس سے تاج الدولہ جو اس وقت دمشق کا حاکم تھا اوس کے طرف روانہ ہوا۔ آق سنقر بھی اوس سے لڑنے کو نکلا۔ دونو مین بہت بڑا ہنگامہ اور سخت لڑائی ہوئی۔ آخر کار آق سنقر کے مارے[5] جانے پر میدان صاف ہوگیا۔ یہہ واقعہ جمادی الاولیٰ ۴۸۷ھ (۱۰۹۴ء) کا ہے۔ آق سنقر ایک مدرسہ مین مدفون ہوا جس کا نام زَجَاجیہ مشہور ہے اور حلب کے اندر (زجاجیون یعنے شیشہ سازون کے محلہ مین) واقع ہے۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ مین نے دیکھا ہے کہ اس کی قبر کے پاس جمعہ کے دن بہت لوگ قرأت قرآن کریم مین مشغول رہا کرتے ہین۔ وہ کہتے تھے اس قبر کے متعلق بہت بڑا وقف[6] ہے۔ اور اوس مین سے سب کو تنخواہ ملتی ہے۔ مین یہ نہین جانتا کہ یہہ وقف کس کی طرف سے ہے۔ اس کے بعد مجھے معلوم ہوا۔ کہ یہ جاگیر اوس کے بیٹے نور الدین محمود نے دی ہے جس کا ذکر آئندہ آئیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ آئندہ اس آق سنقر کا حال تاج الدولہ تُتُش[8] کے بیان مین اس واقعہ کے خلاف آئیگا واللہ اعلم بالصواب۔ مدرسۂ زَجَاجیہ کو ابو الربیع سلیمان بن عبد الجبار بن ارتُق[9] صاحب حلب نے بنایا تھا۔ آق سنقر پہلے رکوہ قسرنینا مین مدفون تھا۔ جب اوسکا بیٹا عماد الدین زنگی حلب کا مالک ہوا تو وہ اوس کی لاش مدرسہ مذکور مین لے آیا۔ مگر شہر کے اندر فصیل کے اوپر سے[10] لایا۔ آق سنقر کا قتل ایک گاؤن مُرزبان کے پاس ہوا تھا۔ جو سبعین[11] کے پاس حلب کے علاقہ مین ہے۔ یہہ یاقوت حَموی نے (اپنی کتاب مشترک مین) بیان کیا ہے

(۱) آق سُنقُر ترکی نام ہے۔ اس کے معنی ہین سفید باز۔

(۲) دیکھو تذکرہ ۲۳۱۔

(۳) اس بزان نے تتش سے بغاوت کے وقت آق سنقر کو مدد دے تھے۔ تتش نے اسے گرفتار کرکے ۴۸۷ھ مین سر قلم کرا دیا تھا (زبدۃ الحلب)

(۴) تتش کے تذکرہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہان تاریخ اصل متن عربی مین ہونا چاہیئے تھے۔ لیکن ابن خلکان کے عربی نسخہ مین نہین ہے۔

(۵) آق سنقر کے بغاوت اور قتل کا حال ابو الفدا نے اپنے تاریخ مین اور نیز ابن الاثیر نے تفصیل سے لکھا ہے۔ کمال الدین ابن العدیم اپنی کتاب زبدۃ الحلب مین کہتا ہے کہ آق سنقر کی فوج نے میدان مین ایک لحہ بھی قیام نہ کیا۔ خود آق سنقر لڑائی مین پکڑا گیا اور تتش نے اوس کا سر قلم کرا دیا۔

(۶) دیکھو تذکرہ ۲۱ نوٹ ۶ ۔

(۷) دیکھو تذکرہ ۶۸۶ ۔

(۸) دیکھو تذکرہ ۱۱۹ مصنف سے یہان سہو ہوا ہے تتش کے تذکرہ مین اس کا کچھہ بھی ذکر نہین ہے ۔

(۹) سلیمان بن عبد الجبار حلب مین الغازی کا نائب تھا۔ از زبدۃ الحلب ۔

(۱۰) جب اتابک زنگی اپنے باپ کی لاش اوس مدرسہ مین لایا تھا۔ جو حلب شہر کے اندر محلہ زجاجیون مین واقع تھا تو شہر کے کسی دروازہ سے نہین لایا تھا۔ فصیل شہر کے اوپر سے لایا تھا۔ کیونکہ شہر مین دروازہ سے لاش کا لانا بدشگنی کی علامت تصور کی جاتی ہے۔ از بغیات الطلب۔ اس کتاب کا مصنف کمال الدین کہتا ہے۔ کہ آق سنقر بڑا عادل اور منصف حاکم تھا اوس کے حسن انتظام سے اس شہر کے محاصل کی آمدنی پندرہ سو دینار روزانہ تھے۔

(۱۱) مصنف مراصد الاطلاع کہتا ہے کہ سبعین ایک کانون کا نام ہے جو حلب کے دروازہ کے پاس ہے۔ لیکن ابو الفدا نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے۔ کہ یہ لڑائی تل السلطان مین دریائے سبعین کے کنارہ حلب سے چھہ فرسخ پر ہوئے تھے۔

۱۰۰۔ ابو سعید آق سنقر برسقی غازی ملقب قسیم الدولہ سیف الدین ۔

موصل رحبہ اور اس نواح کا حاکم تھا۔ اِسپہ سلار[۱] مودود کے بعد وہان کا حاکم ہو گیا تھا۔ مودود اس مقام بلکہ تمام بلاد شام مین سلطان محمد[۲] بن ملک شاہ سلجوقی کی طرف سے حاکم تھا۔ جس کا ذکر آئندہ آئیگا انشا اللہ تعالیٰ۔ مودود مسجد جامع دمشق مین بروز جمعہ ۱۲ ربیع الآخر ۵۰۷ھ (ستمبر ۱۱۱۳ء) کو مارا گیا۔ باطنیہ[۳] فرقہ کے چند آدمیون نے اس پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا تھا۔ یہہ آق سنقر اس زمانہ مین بغداد کا شحنہ[۴] (یعنی پولیس افسر) تھا۔ سلطان محمد مذکور نے جب کہ اوس کے بھائی برکیارق[۵] کے مرنے کے بعد اوس کی سلطنت کو مستقل

ہوگیا توشہ ۴۹ھ (۱۱۰۶ء) مین آق سُنقُر کو وہان مقرر کردیا تھا۔ پھر اسی سلطان محمد نے ۴۹۹ھ مین اسے محاصرۂ تکریت پر بھیجدیا۔ جہان کیقباد بن ہزاراسپ الدیلمی جو فرقہ باطنیہ مین شمار ہوتا تھا مالک ہو رہا تھا۔ آق سنقر تیاری کر کے رجب سنہ مذکور مین روانہ ہوا۔ اور محرم سنہ ۵۰۰ھ تک کیقباد کو محصور کیئے پڑا رہا۔ جب فتح کے قریب ہوگیا تو سیف الدولہ صدقہ آیا۔ اور قلعہ[۱] فتح کرلیا اور کیقباد اپنے اموال و ذخائر لیکر اوس کے ساتھ ہولیا۔ مگر جب حلہ مین پہونچا تو کیقباد مرگیا۔

جب مودود کے قتل کی خبر سلطان محمد کو پہونچی تو اوس نے آق سنقر کو موصل کی طرف جانے اور فرنگیون سے شام مین لڑائی کی تیاری کرنے کا حکم دیا۔ جب آق سنقر موصل مین پہونچکر اوس کا مالک ہوگیا۔ تو اوس نے غزا کے سامان کیئے اور فرنگیون کو حلب سے نکال دیا۔ جنہون نے وہان کے لوگون پر بہت سختی سے محاصرہ کر رکھا تھا۔ پھر موصل کو لوٹ آیا۔ کچھہ دنون بعد اسی جگہ قتل ہوگیا۔ یہہ شخص دولت سلجوقیہ کے اکابر سے تھا۔ ان مین اس کی بڑی شہرت تھی۔ اسے باطنیہ فرقہ والون نے موصل کی جامع مسجد مین بروز جمعہ ۹ ذیقعدہ سنہ ۵۲۰ھ (نومبر ۱۱۲۶ء) کو قتل کیا تھا۔ مگر ابن الجوزی نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ باطنیہ فرقہ والون نے اوسے مقصورہ[۲] جامع مسجد موصل مین سنہ ۵۱۹ھ مین مارا تھا۔ لیکن عماد سنہ ۵۲۰ھ بتاتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ وہ جامع مسجد مین آکر صوفیون کی مجلس مین بیٹھ گئے تھے۔ جب وہ نماز سے مڑا۔ تو وہ اوٹھے۔ اور اوسے زخمی کر کے بیدم کردیا۔ یہ ماہ ذیقعدہ کا واقعہ ہے۔ اس کی وجہ یہہ تھی کہ اوس نے انکے استیصال مین بہت کوشش کی تھی اور اونکے پیچھے پڑ کر اونکے بہت لوگون کو قتل کرادیا تھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اس کے بجائے اوسکا بیٹا عزالدین مسعود والی ہوا۔ یہہ بھی بروز سہ شنبہ ۲۲ جمادی الآخرہ سنہ ۵۲۱ھ (جولائی سنہ ۱۱۲۷ء) کو مرگیا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ پھر عماد الدین زنگی ابن آق سُنقُر حاجب تذکرہ ۹۹ جس کا ذکر آئندہ (تذکرہ ۲۳۱ الف) حرف زائے معجمہ مین آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ والی مقرر ہوا۔

بُرسُقی بضم بائے موحدہ وسکون رائے مہملہ وضم سین مہملہ وقاف نہین معلوم کہ کس چیز کی طرف منسوب ہے سمعانی نے اس کا کچھہ حال نہین لکھا ہے اس تحریر کے بعد پھر مجھے برسُق کی طرف نسبت کا حال معلوم ہوگیا یہہ برسُق سلطان طُغرل بیگ ابی طالب محمد کا جس کا ذکر آئندہ آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ مملوک تھا۔ دولت سلجوقیہ مین اوس کا بڑا اعزاز تھا اور اونکے اعیان مین معدود ہوتا تھا

(۱) اسپہسالار یا اسفہسالار یا اسفہلار فارسی لفظ سپہ سالار کا معرب ہے۔

(۲) دیکھو تذکرہ - ۶۶۴ -

(۳) باطنیہ فرقہ کو اسماعیلیہ فرقہ بھی کہتے ہین وہ ممالک یورپ مین حشیشیہ کے نام سے مشہور ہین - یہہ ایسا ہولناک فرقہ ہے - کہ ایک زمانہ مین ان سے تمام دنیا کے بادشاہ خوف کھاتے تھے - یہہ بہت بڑے سفاک تھے - اسلام کو انسے بڑے بڑے نقصان پہونچے ہین مسٹر ڈسی ساسی نے اپنی ایک کتاب مین انکا خوب بیان لکھا ہے -

(۴) دیکھو تذکرہ ۷۷ نوٹ ۴ -

(۵) دیکھو تذکرہ ۱۰۷ -

(۶) صدقہ اور کیقباد دونون نے باہم سازش کر لی تھی - اس وقت آق سنقر کو نہایت درجہ کی مایوسی ہوئی ہوگی کیونکہ تکریت کے فتح ہونے پر سلطان محمد نے وعدہ کر لیا تھا کہ وہ جگہ آق سنقر کے ہی قبضہ مین رہے گی - (از ابن الاثیر الجزری)

(۷) بڑے بڑے مساجد مین ایک چھوٹا سا احاطہ جنگلا لگا کر بنا لیا جاتا تھا اوسے مقصورہ کہتے ہین - بادشاہ اور والیان ملک نماز اوسی مین جا کر پڑہتے تھے تاکہ شریرون کے حملہ سے محفوظ رہین لیکن جب سے بندوق نکلی ہے اوس زمانہ کا مقصورہ بھی کار آمد نہین رہا ہے گو بعض بعض ترکی مساجد مین ترمیم کر کے مقصورہ آج کل کا مناسب حال بنائے گئے ہین مگر پھر بھی حفاظت کا پورا پورا بندوبست نہین ہوسکا ہے -

(۸) دیکھو تذکرہ ۶۶۲ -

۱۰۱ - ابو الصّلت اُمیّہ بن عبد العزیز بن ابی الصّلت اندلسی دانی[۱] -

علوم ادب مین بڑا فاضل تھا ایک کتاب اوس نے ثعالبی کے یتیمۃ الدہر کے اسلوب پر تصنیف کی ہے جس کا نام الحدیقہ رکھا ہے فن حکمت کا بھی بڑا عارف تھا - اسی لئے اوسے ادیب حکیم کہتے تھے - علوم اوائل[۲] مین بھی خوب ماہر تھا - اندلس کو چھوڑ کر ثور سکندریہ مین سکونت اختیار کر لی تھی - عماد کاتب نے خریدہ[۳] مین تعریف کے ساتھ اوس کا ذکر کیا ہے اور کچھہ نظم بھی اوس کی نقل کی ہے - اوس مین یہہ شعر بھی ہین -

اِذَا کَانَ اَصْلِی مِن تُرابٍ فَکُلُّہَا　　بِلَادِی وَکُلُّ الْعَالَمِیْنَ اَقَارِبِی

جبکہ میری اصل زمین سے ہے تو کل زمین میرا ملک ہے اور کل عالم کے لوگ میرے قریب اور رشتہ دار ہین -

وَلَابُدَّ لِي اَنْ اَسْاَلَ الْعِيسَ حَاجَةً   تَشُقُّ عَلَى شُمِّ الذُّرٰى وَالْغَوَارِبِ

اس لئے ضرور ہے کہ مین اونٹون سے ایک ایسی حاجت کی درخواست کرون جس کا کرنا بڑی بلند او رضبوط اونٹون کو بھی سخت شاق ہو۔

مگر یہہ دونون بیتین مجھے اوس کے دیوان مین نہین ملین۔

یہہ بھی اوس نے اوسی کے اشعار مین ذکر کئے ہین۔

وَقَائِلَةٍ مَابَالُ مِثْلِكَ خَامِلاً   اَاَنْتَ ضَعِيفُ الرَّاْيِ اَمْ اَنْتَ عَاجِزُ

اور کہنے والے نے کہا کہ تجھ سا آدمی گمنامی کے گوشہ مین کیون پڑا ہے۔ کیا تیری رائے ضعیف ہے یا (بدن کا) عاجز ہے

فَقُلْتُ لَهَا ذَنْبِي اِلَى الْقَوْمِ اَنَّنِي   لِمَا لَمْ يَحُوزُوهُ مِنَ الْمَجْدِ حَائِزُ

مین نے کہا میرا گناہ اون لوگون کے سامنے یہی ہے کہ جو لیاقتین اون مین نہین وہ مجھہ مین ہین۔

وَمَا فَاتَنِي شَيْءٌ سِوَى الْحَظِّ وَحْدَهُ   وَاَمَّا الْمَعَالِي فَهِيَ عِنْدِي غَرَائِزُ

صرف ایک نصیب کے سوا اور کوئی چیز ایسی نہین جو مجھے نہ ملی ہو۔ بزرگیان تو میرے پاس بہت کثرت سے ہین۔

یہہ قطعہ بھی اوس کے دیوان مین نہین ملا۔ واللہ اعلم۔ یہ بھی اوسی کے ہین۔

جَدَّ بِقَلْبِي وَعَبَثْ   ثُمَّ مَضٰى وَمَا اكْتَرَثْ

میرے دل سے اوس نے سچ سچ باتین بھی کین اور کھیل بازی بھی کی۔ پھر چلدیا بالکل بے پروا۔

وَاحَرَبَا مِنْ شَادِنٍ   فِي عُقَدِ الصَّبْرِ نَفَثْ

وہ غزال کیسا دلیر ہے۔ صبر کی گرہون کو (منتر سے) پھونک مار کر توڑ دیتا ہے۔

يَقْتُلُ مَنْ شَاءَ بِعَيْـ   ـنَيْهِ وَمَنْ شَاءَ بَعَثْ

اپنی آنکھون سے جسے چاہتا ہے قتل کر دیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے جلا اوٹھاتا ہے۔

فَاَيُّ وُدٍّ لَمْ يَخُنْ   وَاَيُّ عَهْدٍ مَا نَكَثْ

کونسی دوستی ہے کہ اوس مین خیانت نہ کی ہو اور کونسا عہد ہے کہ اوسے نہ توڑا ہو۔

یہہ بھی اوسی کے ہین۔

دَبَّ الْعِذَارُ بِخَدِّهِ ثُمَّ انْثَنٰى   عَنْ لَثْمِ مَبْسَمِهِ الْبَرُودِ الْاَشْنَبِ

عذار اوس کے رخسارہ پر آہستہ سے چلا۔ پھر لوٹ پڑا مسکراتے ہوئے (دل کو) ٹھنڈک کرنے والے اور خوشنما لبون کے

کتب خانہ انجمن ترقی اردو

لَا غَرْوَ اِنْ خَشِيَ الْوَرْدِيُّ فِي قِيمَةٍ   فَالرِّيقُ سُمٌّ قَاتِلٌ لِلْعَقْرَبِ

کچھ تعجب تو نہین جو اوسے اوس کے بوسے سے ہلاکت کا خوف ہوا ہو۔ لعاب دہن بچھو کیلئے سم قاتل ہوتا ہے۔

یہہ بھی اوسی کے شعر ہین۔

وَمُهَفْهَفٍ شَرِكَتْ مَحَاسِنُ وَجْهِهِ   مَا مَجَّهُ فِي الْكَاسِ مِنْ اِبْرِيقِهِ

اور ایک پتلی کمر والی ہے جس کے چہرہ (حسین) کے خوبیان اوس (شراب) مین شریک ہوگئے ہین جو اوس نے اپنے صراحی سے پیالہ مین ڈالی ہے۔

فَفِعَالُهَا مِنْ مُقْلَتَيْهِ وَلَوْنُهَا   مِنْ وَجْنَتَيْهِ وَطَعْمُهَا مِنْ رِيقِهِ

چنانچہ اوس (شراب) کے کام (نشہ کے) اوس کے آنکھون کے سے ہین اور اوس کا رنگ اوس کے رخسارون کا سا اور اوس کا مزہ اوس کے لعاب دہن کا سا

اور کتاب الخریدہ کے بیان الحسن بن ابی الشخناء مین یہہ اشعار بھی اوس کے لکھے ہین۔

عَجِبْتُ مِنْ طَرْفِكَ فِي ضَعْفِهِ   كَيْفَ يَصِيدُ الْبَطَلَ الْاَصْيَدَا

مجھے تعجب آتا ہے کہ تیرے آنکھہ (نظر) جو ایسے ضعیف (وبیمار) ہے کیونکر دلاور اور مغرور گردن بلند ون کو شکار کرلیتی ہے

يَفْعَلُ فِينَا وَهُوَ فِي غِمْدِهِ   مَا يَفْعَلُ السَّيْفُ اِذَا جُرِّدَا

وہ دیپوٹون کے (میان مین رہکر وہ کام ہمارے ساتہہ کرتے ہے۔ جو تلوار میان سے نکالنے کے بعد کرتے ہے۔

اوس کی نظم بہت کثرت سے ہے اور اچھی ہے اخیر وقت مین وہ نُہدیہ کو چلا گیا تھا۔ اور اوسی جگہہ بروز دوشنبہ یکم تاریخ محرم ۵۰۹ھ (۲۲ اکتوبر ۱۱۱۵ء) یا ۱ محرم ۵۲۵ھ کو انتقال کیا۔ مگر عماد نے خریدہ مین لکھا ہے کہ قاضی فاضل نے کتاب الحدیقہ (تصنیف ابو الصلت) مجھے دی تھی۔ اوس کے آخر مین لکھا تھا کہ بروز دوشنبہ ۱۲ محرم ۵۲۹ھ کو مرا ہے رحمہ اللہ تعالیٰ۔ لیکن اول روایت صحیح ہے۔ اکثر لوگ یہی کہتے ہین۔ اور یہی بات رشید بن الزبیر نے الجنان مین لکھی ہے۔ وہ مُہدیہ مین مرا تھا۔ اور مُنَسْتِر مین دفن ہوا تھا۔ اس مقام کا ذکر شیخ ہبتہ اللہ البوصیری کے بیان مین ہم آگے چل کر کرین گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ یہہ چند بیتین اوس نے اپنے آخری وقت مین کہی تہین اور وصیت کی تھی کہ اوس کی قبر پر لکھدی جائین۔

سَكَنْتُكِ يَا دَارَ الْفَنَاءِ مُصَدِّقًا   بِاَنِّي اِلَى دَارِ الْبَقَاءِ اَصِيرُ

اے دار فنا جب مین تجہہ مین رہا تو مجھے خوب معلوم تھا کہ ایک دن دار البقا ضرور جاؤنگا۔

وَأَعْظَمُ مَا فِي الْأَمْرِ أَنِّي صَائِرٌ   إِلَى عَادِلٍ فِي الْحُكْمِ لَيْسَ يَجُوْرُ

مگر جو اس امر مین سب سے بڑی بات ہے وہ یہ ہے کہ مجھے ایک ایسے شخص کے روبرو جانا ہے جو بہت بڑا عادل ہے اور اپنے حکم مین کسی پر ظلم نہین کرتا۔

فَيَا لَيْتَ شِعْرِي كَيْفَ أَلْقَاهُ عِنْدَهَا   وَزَادِي قَلِيْلٌ وَالذُّنُوْبُ كَثِيْرٌ

کاش مین یہہ جانتا کہ اوس مقام پر اوس سے کیسے ملونگا۔ میرا زاد راہ تو قلیل ہے اور گناہ بہت کثرت سے ہین۔

فَإِنْ أَكُ مَجْزِيًّا بِذَنْبِي فَإِنَّنِي   بِشَرِّ عِقَابِ الْمُذْنِبِيْنَ جَدِيْرٌ

اگر مجھے میرے گناہون کے برابر بدلا ملا تو مین جانتا ہون کہ وہ حکم صحیح ہے کیونکہ گناہگارون کو جو بدترین سزا دیجائے مین اوسکا مستوجب ہون۔

وَإِنْ يَكُ عَفْوٌ مِنْهُ عَنِّي وَرَحْمَةٌ   فَثَمَّ نَعِيْمٌ دَائِمٌ وَسُرُوْرٌ

اور اگر اوس کی طرف سے میرے گناہ معاف ہوے اور رحمت کی نظر ہوئی۔ تو وہان ہمیشہ کی نعمت و سرور ہمارا حصہ ہے

جب اوس کا مرض الموت انتہا درجہ کو پہونچ گیا۔ تو اوس نے اپنے بیٹے عبد العزیز سے کہا۔

عَبْدَ الْعَزِيْزِ خَلِيْفَتِي   رَبُّ السَّمَاءِ عَلَيْكَ بَعْدِي

اے عبد العزیز آسمان کا پروردگار میرے بعد بجائے میرے تجھہ پر خلیفہ ہے۔

أَنَا قَدْ عَهِدْتُ إِلَيْكَ مَا   تَدْرِيْهِ فَاحْفَظْ فِيْهِ عَهْدِي

مین نے تجھہ سے کہدیا ہے جو تو خوب جانتا ہے۔ اوس عہد کو یاد رکھنا۔

فَلَئِنْ عَمِلْتَ بِهِ فَإِنَّكَ   لَا تَزَالُ حَلِيْفَ رُشْدِ

اگر تو نے اوس پر عمل کیا۔ تو تو اور سیدھا راستہ ہمیشہ ساتھ ساتھ رہو گے۔

وَلَئِنْ نَكَثْتَ لَقَدْ ضَلَلْتَ   وَقَدْ نَصَحْتُكَ حَسْبَ جُهْدِي

اور اگر تو نے توڑ دیا۔ تو تو گمراہ ہو جائیگا۔ مین نے جو کہنا تھا اچھی طرح تجھہ سے کہدیا۔

پھر اس کے بعد ایک مغربی کی تحریر مین مین نے دیکھا کہ ابو الصلت مذکور کی پیدایش دانیہ مین جو اندلس کا ایک شہر ہے سنہ ۴۶۰ھ (۱۰۶۷ء) کے قریب مین ہوئی تھی۔ اور ابو الولید وقشی قاضی دانیہ وغیرہ کے سے لوگون سے اندلس مین ہی علم حاصل کیا تھا۔ پھر اپنی مان کے ساتھ بروز عید الضحے ۴۸۹ھ کو سکندریہ آیا تھا مگر مصر سے اوسے افضل شاہنشاہ نے سنہ ۵۰۰ھ مین نکالدیا۔ چند روز سکندریہ مین پڑا رہا کہ کہان کو سفر کرے۔ آخر کار

۵۱۰ھ مین نخل کمر[۲] ہوا۔ اور تہدیہ مین جاکر قیام کیا۔ علی[۳] بن یحیی بن تمیم بن المعز بن بادیس مہدیہ کے حاکم نے اوس کی بڑی خاطرداری اور عزت کی۔ اسی جگہ اوس کا بیٹا عبد العزیز بھی پیدا ہوا۔ جو ایک بہت بڑا شاعر تھا اور شطرنج بہت ہی اچھا کھیلتا تھا۔ یہہ لڑکا (صوبہ الجیریا کے شہر) بجایہ مین ۵۴۶ھ (۱۱۵۱ء) مین مرگیا۔ عماد کاتب نے قاضی فاضل سے جو نقل کیا اوس مین غلطی کی ہے وہ سمجھا کہ اس تاریخ مین اوس کا باپ مرا ہے۔

امیہ جب مصر مین افضل کی قید مین تھا تو یہہ کتابین تصنیف کی تھین۔ رسالۃ العمل بالاصطرلاب کتاب الوجیز فی الہیئۃ کتاب الادویۃ المفردہ ایک کتاب منطق مین جس کا نام اوس نے تقویم الذہن رکھا تھا ایک اور کتاب جس کا نام الانتصار ہے۔ یہہ اوس نے علی[۴] بن رضوان کی اوس کتاب کے رد مین لکھی تھی جو اوس نے حنین بن اسحاق کے رد مین مسائل طبیۃ کی نسبت لکھی تھی۔ جب اوس نے اپنی کتاب الوجیز افضل کے لئے لکھی۔ تو اوس نے اپنے منجم ابو عبد اللہ حلبی کو دکھائی۔ اس منجم نے اوس پر رائے دی۔ کہ مبتدی تو اس سے فائدہ نہین اوٹھا سکتا اور منتہی کو اس کی ضرورت نہین۔

یہہ بھی اوسی کے ابیات سے ہے

كَيْفَ لَا تَبْلَى غَلَائِلُهُ ۔۔۔ وَهُوَ بَدْرٌ وَهِيَ كَتَانٌ

اوسکی زرہین کیونکر بوسیدہ اور گھسی ہوئی نہ ہو جائین۔ وہ تو چودہوین رات کا چاند ہے۔ اور وہ کتان کی بنی ہوئی ہین۔ یہہ اس سبب سے کہتا ہے کہ کتان کو جب چاندنی مین رکھدو تو بوسیدہ اور پرانی ہو جاتی ہے امیہ مرض استسقا سے مرا تھا۔ واللہ اعلم۔

---

(۱) دانی شہر دانیہ یا دینیہ واقع اندلس کا رہنے والا۔

(۲) اوائل سے مراد یہان یونانی ہین۔ علوم اوائل وہ علوم ہین جو مسلمانون نے یونانیون سے حاصل کئے تھے۔

(۳) خریدہ کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ دارالسلطنت؟ مین ہے۔

(۴) یعنی کسی ایسے سخی کے پاس جاؤن جو بہت دور رہتا ہو۔

(۵) اسی مقام پر ایک یہہ بیت بھی حاشیہ پر لکھی ہے۔

تُبَلِّغُنِي أَقْصَى الْعِرَاقِ وَحَيْثُمَا ۔۔۔ قَضَى اللهُ لِي مِنْ شَرْقِهَا وَالْمَغَارِبِ

تاکہ وہ عراق کے انتہا تک یا جہان تک کہ مشرق و مغرب مین اللہ تعالے نے میرا جانا مقدر کیا ہے پہونچا دین۔

(۶) قرآن شریف مین بھی اس عقیدہ کا ذکر آیا ہے۔ اوس زمانہ مین یہودی وغیرہ عرب کی قومین رسول مقبول کی دشمن تھی

اور آپ کے ساتھہ ہر طرح سے دشمنی کرنے اور نقصان پہونچانے کی تدبیرین کرتی تھین۔ جب تلوار سے کام نہ چلتا تو جادو سے ہی نقصان پہونچانا چاہتی تھین۔ اس وجہ سے خدا تعالی نے فرمایا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ (اے پیغمبر اس طرح دعا مانگا کرو۔ کہ مین تمام مخلوق کے شر سے صبح کے مالک (یعنی خدا) کی پناہ مانگتا ہون۔ اور اندہیری رات کے شر سے جب اوس کا اندہیرا تمام چیزون پر چھا جائے۔ اور گنڈون پر پڑھ پڑھ کر پہونکنے والیون کے شر سے) اس سے اللہ تعالی کو رسول اللہ کو تسلی و تشفی دینا منظور تھی کہ یہہ لوگ تمہارا کچھہ نہین کر سکتے خدا تمہارا حافظ و مددگار ہے۔

(۷) دیکھو ترجمہ دیباچہ انگریزی جلد اول فقرہ ۳۴۔

(۸) ابو علی الحسن بن عبد الصمد بن ابی الشخناء ملقب بہ مُجید ملک شام مین عسقلان کا رہنے والا تھا۔ اس شہر مین اسکے برابر کوئی شاعر نہین ہوا۔ ۴۸۲ھ (۱۰۸۹ء) مین وہ زندہ تھا۔ عماد الدین کاتب نے خریدہ مین اوس کا حال بہت ہی کم لکھا ہے۔ لیکن اوس کے اشعار بہت دئے ہین۔ خریدہ کا قلمی نسخہ جو کتب خانہ ڈوراے مین ہے اوس مین بجائے۔ ابو الشخناء کے ابو الشجا لکھا ہوا ہے۔

(۹) مہدیہ تونس سے جنوب کو ساحل بحر پر ایک بندرگاہ اور بڑا شہر تھا۔ مہدی عُبید اللہ اول فاطمی خلیفہ نے ۳۰۳ھ مین اوسے آباد کیا تھا۔ اگر اس کا بیان زیادہ دیکھنا ہے تو البکری کا جغرافیہ شمالی افریقیہ دیکھنا چاہئیے۔

(۱۰) دیکھو تذکرہ ۶۴

(۱۱) البکری کے بیان متعلقہ شمالی افریقیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مُنستیر ساحل بحر پر تونس سے پچاس میل جنوب مشرق کو ایک فوجی مقام یا رباط تھا۔

(۱۲) دیکھو تذکرہ ۷۴۹

(۱۳) علی بن یحیی کے ضروری حالات یحیی بن تمیم کے تذکرہ مین ملین گے دیکھو تذکرہ ۷۷۲۔ اسی تذکرہ مین امیہ بن الصلت کا بھی مزید حال اور اوس کی تصانیف کا بھی ذکر ملیگا۔ جو یہان نہین دیا گیا ہے۔

(۱۴) علی بن رضوان ۴۶۰ھ (۱۰۶۷ء) مین مرا ہے۔ دیکھو اغانی ابو الفرج اصفہانی کی جس مین اوسکی نسبت کئی حکایتین درج ہین۔ رسیل صاحب کی کتاب ڈسکرپشن اف حلب جلد دوم بھی دیکھنا چاہئیے۔ اوسکے اینڈکس مین اس کا حال دیا ہے۔ تاریخ الحکما مین بھی اوس کا ذکر ہے۔

۱۰۲۔ ابو واثلہ ایاس بن معاویہ بن قُرّۃ بن ایاس بن ہلال بن رُئاب بن عُبَید بن سُواۃ بن ساریہ بن ذُبیان بن ثعلبہ بن سُلَیم بن اَوس بن مُزَینۃ المُزَنی۔

بڑا عالی‌شان بلیغ صاحب فراست اور مصیب تھا۔ ذکاء و فطنت مین لوگ اوس کی مثال دیتے اور اہل فصاحت و رجاحت اوسے اپنا سردار سمجھتے تھے۔ صادق الظن ایسا تھا کہ جو بات سوچتا اوسی کے موافق کام پورے ہوتے۔ اور بڑی دانائی سے امورات کو سرانجام دیتا تھا۔ فرط ذکا مین مشہور تھا۔ مخلوق مین اوس کی ذکاوت ضرب المثل ہوگئی تھی۔ حریری نے ساتوین مقامہ مین جو کہا ہے "میری اَلمعیت وتیز فہمی ابن عباس کی سی اَلمعیت وتیز فہمی ہے۔ اور میری فراست ایاس کی سی فراست ہے" سو اوس سے یہی ایاس مراد ہے۔ عمر بن عبدالعزیز نے اوسے بصرہ کا قاضی کیا تھا اوس کے باپ کا دادا ایاس رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ مین تھا۔ کسی نے معاویہ بن قُرّہ ایاس کے باپ سے پوچھا کہ تیرا بیٹا تیرے لئے کیسا ہے۔ کہا بہت ہی اچھا بیٹا ہے۔ دنیا کے کام میرے پورے کر دیئے۔ کہ آخرت کے کامون مین فارغ البالی سے مشغول رہون۔ اس زمانہ کے عقلا و فضلا اور دُھاۃ مین معدود ہوتا تھا۔

اوس کی فطنت کی ایک حکایت لکھی ہے۔ کہتے ہین ایک مقام پر کوئی حادثہ ہوا جس سے (وہان کے باشندون کو اپنے جان و مال اور ننگ و ناموس کی طرف سے یکایک) اندیشہ پیدا ہوگیا۔ اس کے پاس ہی کہین مین عورتین تھین جنھین وہ پہلے سے مطلق نہ جانتا تھا۔ اونہین دیکھکر کہنے لگا۔ یہہ عورت تو حاملہ ہوگی۔ اور یہہ دودہ والی اور وہ تیسری کنواری۔ لوگون نے دریافت کیا تو معلوم ہوا۔ کہ جیسے اوس نے کہا تھا۔ اوسی طرح تھا۔ کسی نے پوچھا کہ یہ تو نے کیونکر دریافت کیا۔ کہا خوف کے وقت انسان صرف اوسی چیز پر ہاتھ رکھتا ہے کہ جو سب سے عزیز ہو اور اوس کا بڑا اندیشہ ہو۔ حاملہ کو مین نے دیکھا کہ اوس کا ہاتھ شکم پر تھا اس سے مین نے جانا کہ وہ حمل سے ہے۔ اور ایسے ہی دودہ والی کو چھاتیون پر ہاتھ رکھنے سے مین نے سمجھا کہ وہ دودہ والی ہے۔ اور ایسے ہی کنواری کو بھی مین نے تاڑ لیا۔ کہ وہ باکرہ ہے۔

ایک مرتبہ ایاس نے ایک یہودی کو کہتے سنا کہ مسلمان کیسے احمق ہین۔ جو کہتے ہین اہل جنت کھاتے ہین مگر حدث نہین کرتے۔ ایاس نے اوس سے پوچھا کیا جو تو کھاتا ہے وہ سب حدث کر دیتا ہے۔ کہا نہین بلکہ

اللہ تعالی کچھہ اوس کا حصہ غذا کر دیتا ہے۔ ایاس نے کہا تو پھر تو یہ کیون نہین تسلیم کر لیتا۔ کہ جو کچھ اہل جنت کہاتے ہین اوسے سب کو اللہ تعالے غذا کر دیتا ہے۔

ایک روز اپنے مکان کے صحن مین جبکہ وہ شہر واسط مین تھا ایک اینٹ کو دیکھا جو فرش مین لگی ہوئی تھی کہا کہ اس اینٹ کے نیچے کوئی جانور ہے اینٹ کو ہٹایا۔ دیکھتے کیا ہین کہ کنڈلی مارے وہان سانپ بیٹھا ہے۔ لوگون نے پوچھا کہ یہہ تجھے کیونکر معلوم ہوا۔ کہا مین نے دیکھا جس قدر اینٹین ہین وہ تو سب خشک ہین مگر ان دو اینٹون کے درمیان تری ہے۔ اس سے مین نے جانا کہ یہان کوئی جانور سانس لیتا ہے جس سے یہہ نمی دکھائی دیتی ہے۔

ایسے ہی ایک مرتبہ وہ ایک مقام پر جا رہا تھا کہنے لگا کہ مجھے ایک غیر کتے کی آواز سنائی دیتی ہے کسی نے پوچھا کہ تو نے کیسے جانا کہ یہان غیر کتا ہے کہا ایک کتے کی آواز دبی ہوئی ہے۔ اور باقی کتون کی آواز بڑی شدت سے آرہی ہے۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا۔ کہ ایک غیر کتا بندہا ہے۔ اور دوسرے کتے اوس پر بھونک رہے ہین۔

ایک مرتبہ زمین مین اوس نے زمین پھولنے سے ابھری ہوئی دیکھی۔ کہا اس زمین مین کوئی جانور ہے۔ دیکھین تو وہان جانور نکلا۔ لوگون نے پوچھا تو کہا۔ زمین کا قاعدہ ہے کہ جب تک اوس کے اندر کوئی جانور یا درخت نہو تب تک وہ پھولتی نہین۔ اس سے مین نے جان لیا کہ کوئی جانور ہوگا۔ جاحظ کہتا ہے اگر انسان کسی جگہہ دیکھے کہ زمین ہموار ہے مگر پھولی ہوئی ہے۔ تو اوس پر غور کرے۔ اگر اوس کے شگاف کی مٹی بکھری ہے۔ اور درز ایک مستوی صورت کی ہے۔ تو جان لے۔ کہ وہان سے کھنبی[۱] کا درخت نکلتا ہے اور اگر دیکھے کہ شگاف مین کچھہ حرکت بھی ہے۔ تو جان لے کہ کوئی جانور ہے۔ اس طرح پر اوسکی فراست کی عجیب وغریب باتین بہت کثرت سے لوگ بیان کیا کرتے ہین اطالت کا خوف نہ ہوتا تو مین بہت کچھہ لکھتا۔ بعض علما نے اوس کے حالات جمع کئے ہین۔ اور بنا کر ایک بڑی کتاب کر دی ہے۔

عمر بن عبد العزیز اموی رضی اللہ عنہ نے اپنے ایام خلافت مین عراق کے نائب کو لکھا جس کا نام عدی بن ارطاہ تھا۔ کہ ایاس بن معاویہ اور قاسم بن ربیعۃ الحرشی کو اپنے پاس بلا کر دونو کو دیکھے ان مین سے جو کوئی زیادہ افقہ وتیز فہم ہو اوس کو بصرہ کا قاضی کر دے۔ اوس نے دونو کو بلایا اور مستان کا ارادہ کیا۔ ایاس نے کہا میرا اور قاسم کا حال مصر کے فقہا حسن[۲] بصری اور محمد بن سیرین[۳]

سے دریافت فرمائے (وہ جو کہین وہی سچ ہوگا) قاسم ان لوگون کے پاس جایا آیا کرتا تھا - اور ایاس
نہین جاتا تھا - قاسم اس سے جان گیا کہ اگر عدی نے اون سے استفسار کیا - تو وہ قاسم کو قضا کے دینے
کے واسطے کھینگے - اس واسطے قاسم نے کہا - میرا اور ایاس کا حال اون سے نہ پوچھئیے - قسم اللہ تعالیٰ کی
جس کے سوا اور کوئی معبود نہین ہے - ایاس بن معاویہ مجھسے فقہ مین بڑہ کر ہے - اور قضا کے کامون کو وہ
خوب جانتا ہے - اس امر مین اگر مین کاذب ہون - تو آپ کے لئے یہہ جائز نہین کہ جھوٹے آدمی کو قضا
کا عہدہ عطا کرین - اور اگر مین صادق القول ہون تو ضرور ہے کہ میری بات کو قبول فرمائیے - ایاس نے
کہا اے امیر تو ایک شخص کو جہنم کے کنارہ لایا تھا - مگر اس نے جھوٹی قسم کھا کر جس سے وہ اللہ تعالیٰ سے
مغفرت مانگ لیگا اوس چیز سے نجات حاصل کرے جس کا اوس کو خوف تھا - عدی ابن ارطاۃ نے کہا
چونکہ تو اس بات کو جانتا ہے تو تجھے ہی قاضی ہونا چاہئیے پھر اوسی کو قاضی کر دیا -
ایاس کہتا ہے امورات قضا مین ایک شخص کے سوا کبھی کوئی شخص مجھہ پر غالب نہین آیا - بصرہ مین
اپنی قضا کی مجلس مین بیٹھا تھا - کہ ایک شخص آیا - اور شہادت دی کہ فلان بستان فلان شخص کا ہے
اور اوس کی حدود بھی بیان کین - مین نے اوس سے پوچھا کہ اوس باغ مین کتنے درخت ہین - وہ
ذرہ خاموش ہو کر بولا - جناب والا آپ اس مکان مین کتنے عرصے سے قضا کا کام کرتے ہین - مین نے
کہا اس قدر عرصہ سے - کہا تو بتلائیے کہ اوس کی چھت مین کتنی کڑیان ہین - مین نے کہا تو حق پر ہے -
اور اوس کی شہادت مین نے قبول کر لی -
ایک مرتبہ ایاس ایک بیابان مین تھا کہ اوس کے ہمراہیون کا پانی ختم ہو گیا - اور چشمہ کہین ملتا نہ تھا
کہ اسی مین اوس نے ایک کتے کی آواز سنی کہا یہہ کنوے پر ہے - لوگ آواز کی طرف گئے - وہان کتے
کو اوسی طرح پایا جیسا اوس نے کہا تھا - اوس سے اس بارہ مین لوگون نے استفسار کیا - تو کہا مین نے
یہ آواز سنی بعینہ اوسی طرح پر جیسے کنوین سے نکلتی ہے - اسی طرح کی اوس کی اور بھی عجائب وغرائب
حکایات ہین -
ابو اسحاق بن حفص کہتا ہے ایاس نے خواب مین دیکھا - کہ وہ قربانی کے وقت تک (یعنی ذی الحجہ کی
تاریخ تک) زندہ نہ رہے گا - اس واسطے وہ اپنی جاگیر کو جو عبدسی مین تھی چلا گیا - عبدسی بصرہ اور
خوزستان کے درمیان علاقہ دشت میسان مین ایک قریہ کا نام ہے - اوسی جگہہ جا کر ۱۲۲ سنہ [illegible]

مین وفات پائی۔ مگر دوسری جگہہ ۱۲۱ھ مین اوس کی وفات لکھی ہے۔ اس وقت اوس کی عمر چھیتر برس کی تھی۔ ایاس نے اوس سال مین جس مین وہ مرا تھا کہا تھا مین نے خواب مین دیکھا ہے کہ مین اور میرا باپ دو گھوڑون پر سوار ہین۔ اور دونون ساتھ ساتھ جاتے ہین۔ اور چلنے مین کوئی ایک دوسرے سے آگے نہین بڑہتا۔ نہ تو میرا باپ مجہہ سے بڑہا ورنہ مین اوس سے آگے ہوا میرا باپ چھیتر برس زندہ رہا ہے۔ مین بھی چھیترین سال مین ہون۔ جب اس سال کی آخری شب ہوئی تو کہا جانتے ہو یہ کونسی رات ہے۔ یہ وہ رات ہے۔ کہ جس مین میرے باپ کی عمر پوری ہوئی تھی۔ پھر رات کو سورہا صبح کو دیکھا تو مردہ تھا اوس کا باپ معاویہ ۱۳ھ مین مرا تھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔

ایاس بکسر ہمزہ قُرّہ بضم قاف۔ مُزینہ کا ذکر اوپر کر چکے ہین۔

ایک مرتبہ ماہ رمضان کی پہلی تاریخ کا چاند دیکھنے لگے۔ اون مین انس[(۵)] بن مالک رضی اللہ عنہ بھی تھے جن کی عمر اس وقت سو برس کے قریب ہوگئی تھی۔ انس بولے مین نے دیکھ لیا چاند یہ ہے اور اوسکی طرف اشارہ کیا۔ مگر لوگون کو نہ دکھا۔ ایاس نے جو انس کی طرف نظر کی۔ تو دیکھا۔ کہ اونکی ابروون مین ایک (لنبا) بال ہے۔ جو مڑکر (ہلال کی طرح) ہو گیا ہے۔ ایاس نے اوسے ہاتھہ سے ابرو کے بالون کے برابر کر دیا۔ پھر کہا ابو حمزہ اب تو دکھائیے کہ ہلال کہان ہے۔ انس دیکھنے لگے۔ اور بولے کہ اب تو نہین دکھائی دیتا۔

(۱) بلاغت کا ترجمہ انگریزی مین ایلوکوئنس کرتے ہین۔ مگر ان دونون لفظون مین بڑا فرق ہے۔ بلاغت وہ قوت ہے کہ جس سے انسان اپنے خیالات کو صحیح صحیح اور مختصر الفاظ مین ادا کرے۔ اور ایلوکوئنس وہ فن ہے کہ جس سے انسان کو ایسی عبارت مین اور اس طریق پر گفتگو کرنا آجائے جس سے وہ اپنا مدعا سننے والون پر ثابت کردے۔

(۲) مقامات حریری دیکھنا چاہیئے۔

(۳) یہان عربی متن بالکل صاف صاف الفاظ مین ہے۔ مین نے ترجمہ بلفظ بدلکر کیا ہے۔

(۴) شام کے جنگلون مین کھنبی ماہ اپریل مین بہت کثرت سے ہوتی ہے۔ عرب کے بدوی اوسے خوب مزہ سے کہاتے ہین۔ دیکھو برکہارٹ صاحب کی کتاب نوٹس اون دی بیڈوانز جلد اول صفحہ ۶۰۔

(۵) دیکھو تذکرہ ۱۴۸۔

(۶) دیکھو تذکرہ ۵۲۷۔

(۷) اسلام کے ابتدائی زمانہ مین مسلمان علما قضا کی خدمت اختیار کرنے سے بہت ڈرتے تھے وہ جانتے تھے کہ یہہ بڑے ذمہ داری کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ کے روبرو جانا ہوگا اور اپنے فیصلون کا ذرہ ذرہ جواب دینا پڑیگا۔ کتنے ہی فقہ اور عالم ایسے ہوے ہین۔ کہ جنہون نے مارین کھائین سزائین بھگتین مگر قضا کا عہدہ قبول نہ کیا۔ احادیث مین اس خدمت کی ذمہ داری بڑی بھاری بتائی گئی ہے۔ اوس سے اون کو بڑا خوف رہتا تھا۔ چنانچہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ جُعِلَ قَاضِیاً بَیْنَ النَّاسِ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَیْرِ سِکِّیْنٍ (جو شخص کہ لوگون پر قاضی کیا گیا۔ وہ بغیر چھری کے ذبح کیا گیا) اور فرمایا ہے۔ لَیَاْتِیَنَّ عَلَی الْقَاضِی الْعَدْلِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَتَمَنّٰی اَنَّہٗ لَمْ یَقْضِ بَیْنَ اثْنَیْنِ فِیْ تَمْرَۃٍ قَطُّ (قیامت کے دن قاضی عادل پر ایک وقت ایسا آئیگا کہ جس سے وہ آرزو کرے کہ دو شخصون کے درمیان ایک کھجور سے ادنیٰ چیز کے واسطے بھی وہ ہرگز فیصلہ نہ کرتا) یہ جائیکہ قاضی ظالم اور بہت آدمیون کے اور بڑی چیزون کے فیصلہ۔ اس واسطے قاضی ایاس نے اپنی جان بچانے اور قاسم کو قاضی مقرر کرانے کے لئے کہا۔ کہ حسن بصری اور محمد بن سیرین سے پوچھا جائے جو قاسم کو اچھی طرح جانتے تھے۔ اور اوس کی سفارش کرتے۔ مگر قاسم بھی اپنی جان بچاتا تھا۔ اوس نے خود فیصلہ کر دیا۔ کہ قاضی ایاس اوس سے بڑھکر فقیہ اور ایسی صورت پیش کی کہ ارطاۃ کو اوس سے تجاوز کرنا ہی محال تھا۔ یہ تھے سچے اسلام کے نمونہ۔ یہ لوگ اگر سچ پوچھو تو بنی آدم نہ تھے۔ بلکہ فرشتہ تھے۔ جنھین خدا تعالیٰ نے انسانون کی صورت مین پیدا کیا تھا۔ واقعی کسی نے کیا خوب کہا ہے مسلمانان در گور و مسلمانی در کتاب۔

(۸) دیکھو تذکرہ ۱۹ نوٹ ۷

(۹) انس بن مالک رضی اللہ عنہ صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین سب سے آخر بصرہ کے مقام پر کوئی ایک سو برس کی عمر مین مرے ہین۔ ۹۳ھ (۷۱۱ء) مین وفات ہوئی ہے۔ دس سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین رہے ہے۔ مسلمانون کے نزدیک یہ رسول اللہ کی ہی دعا تھی کہ اون کی اسقدر بڑی عمر ہوئی۔ اور یہ سرسبزی ملی کہ ایک سال مین اون کے نخلستان مین دو مرتبہ پھل آتے تھے۔ اور اپنے بچون سے زیادہ اولاد تھی۔ بحیر الشلف۔

۱۰۳ ابو سلیمان ایوب بن زید بن قیس بن زرارہ بن سلمہ بن جشم بن مالک

بن عمرو بن عامر بن زید مناة بن عامر بن سعد بن الخزرج بن تیم اللہ بن النمر بن قاسط بن ہنب[1] بن اقصیٰ بن دُعمی بن جدیلہ بن اسد بن ربیعہ بن نزار بن معد بن عدنان معروف بابن قریہ ہلالی

قریہ اوس کی دادی تھی۔ اور اوس کا نام جماعہ بنت جشم بن ربیعہ بن زید مناة بن عوف بن سعد بن الخزرج تھا۔ یہ شخص اگرچہ ایک اعرابی اور امی محض تھا۔ مگر فصاحت وبلاغت مین عرب کے مشہور خطبا مین معدود ہوتا تھا۔ اس کے ملک مین قحط سالی ہوئی تھی۔ عسرت کی وجہ سے عین التمر[2] کو چلا آیا تھا۔ جہان حجاج بن یوسف الثقفی (تذکرہ ۱۴۴) کی طرف سے کوئی شخص عامل[3] تھا۔ اور مخلوق کو صبح وشام دونو وقت کھانا کھلایا کرتا تھا۔ ابن القریہ اوس کے دروازہ پر جاکر کھڑا ہوا۔ دیکھا تو آدمی اندر جارہے ہین۔ پوچھا یہ لوگ کہان جاتے ہین۔ کہا امیر کے یہان کھانا کھانے جاتے ہین وہ بھی گھسا اور کھانا کھاکر چلا آیا۔ اور پوچھا کیا اسی طرح امیر ہر روز کھلاتا ہے۔ لوگون نے کہا ہان۔ ابن القریہ روز صبح وشام اوس کے دروازہ پر آتا اور کھانا کھاکر چلا جاتا تھا۔ اتفاقاً حجاج کے پاس سے اس عامل کے نام ایک خط آیا جو خالص عربی کے غیر مانوس الفاظ مین لکھا تھا۔ اور یہ عامل اوس کا مطلب نہین سمجھتا تھا۔ اس لئے کھانا کھلانے مین دیر ہوئی۔ ابن القریہ آیا دیکھا تو عامل کھانا نہین کھاتا ہے۔ پوچھا امیر کا کیا حال ہے آج کیون کھانا نہین کھاتا اور نہ کسی کو کھلاتا ہے۔ لوگون نے کہا۔ حجاج کے پاس سے ایک خط آیا ہے۔ جو خالص عربی کے غیر مانوس الفاظ مین لکھا ہوا ہے۔ عامل اوس کا مطلب نہین سمجھتا۔ اس سے امیر کو بڑا رنج ہو رہا ہے۔ ابن القریہ نے کہا۔ اگر امیر وہ خط پڑھ کر مجھے سنائے تو مین اوس کا مطلب بتادونگا۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔ یہ شخص بڑا خطیب زبان آور بلیغ تھا کسی نے جاکر والی سے کہدیا۔ الی نے اوسے بولایا۔ جب خط اوسے پڑھ کر سنایا تو سمجھ گیا۔ اور والی کو مطلب بتادیا۔ اور اوس کا کل مضمون اوسے اچھی طرح سمجھا دیا۔ والی نے پوچھا تو اس کا جواب لکھ سکتا ہے۔ کہا مین تو پڑھنا لکھنا نہین جانتا لیکن اگر کوئی لکھنے والا ہو تو اوسکے پاس بیٹھ کر اسکا جواب لکھا سکتا ہون۔ عامل نے ایک کاتب اوسے دیا اور اوس نے جواب لکھدیا جب حجاج نے جواب پڑھا اور دیکھا تو خالص عربی مین لکھا تھا جان گیا۔ کہ دفتر خراج کے منشیون کا لکھا ہوا نہین ہے۔ حجاج نے عامل عین التمر کے پچھلے خطوط منگاکر دیکھے تو معلوم ہوا کہ ابن القریہ کی سی تحریر ادنکی نہین ہے

حجاج نے تب اپنے عامل کو لکھا۔ بعد حمد و ثنائے خدا تعالے کے لکھتا ہون کہ تیرا خط جو میرے پاس آیا ہے۔ وہ تیرے جوابون کے طریق پر نہین۔ کسی دوسرے کی عبارت مین لکھا ہوا ہے۔ جبھی میرا یہ خط پہونچے تو اسے پڑھ کر رکھدینے سے پیشتر ہی میرے پاس اوس شخص کو بھیجدے جس نے یہ خط تجھے لکھوا دیا ہے۔ والسلام۔ عامل نے یہ خط پڑھ کر ابن القریہ کو سنایا۔ اور کہا حجاج کے پاس جا۔ کہا مجھے معاف کیجئے۔ کہا نہین تجھے جانا چاہیئے۔ اور پہننے کے لئے کپڑے راستہ کے واسطے خرچ اور سواری دیکر حجاج کی طرف روانہ کر دیا۔ جب وہ وہان پہونچا۔ اور حجاج کے سامنے گیا تو پوچھا تیرا کیا نام ہے۔ کہا ایوب۔ کہا یہ تو پیغمبر کا نام ہے۔ تاہم مجھے معلوم ہوتا ہے کہ تو امی ہے۔ پر بلاغت مین بھی دخل رکھتا اور مطلب ادا کرنا تجھے دشوار نہین۔ پھر اپنے آدمیون کو حکم دیا۔ کہ اوس کے کھانے پینے اور مکان کا انتظام کر دین۔ اس کے بعد حجاج کے دل مین اوس کی لیاقت کا سکہ اس قدر بیٹھ گیا۔ کہ خلیفہ عبد الملک بن مروان کے پاس ایلچی کر کے بھیجا۔

پھر جب عبد الرحمن بن محمد بن الاشعث بن قیس الکندی نے سجستان (یا سیستان) مین بغاوت کی جو ایک بہت بڑا مشہور[۵] واقعہ ہے تو حجاج نے وہان بھی اسی کو رسول کر کے روانہ کیا۔ جب ابن القریہ عبد الرحمن کے پاس پہونچا۔ تو اوس نے کہا کہ تو خطبہ[۶] کہہ اور عبد الملک کی بیعت توڑ۔ حجاج کو گالیان دے ورنہ مین تجھے قتل کر دونگا۔ ابن القریہ نے کہا۔ مین تو رسول ہون (میرے ساتھ یہ سختی کیون) کہا (مین جانتا ہون کہ تو رسول ہے مگر) جو مین کہتا ہون یہی کرنا ہوگا۔ ابن القریہ کھڑا ہوا۔ اور خطبہ کہا۔ عبد الملک کو خلع کیا۔ حجاج کو دشنام سے یاد کیا۔ اور وہین رہگیا۔ پھر جب ابن الاشعث[۷] بھاگا۔ تو حجاج نے رے اور اصفہان وغیرہ کی طرف اپنے عمال کو لکھا۔ کہ ابن الاشعث کی طرف سے جو آدمی جائے اوسے گرفتار کر کے ہمارے پاس بھیجدو۔ اوس مین جو لوگ گرفتار ہوے اون مین ابن القریہ بھی پکڑا آیا۔ جب حجاج کے روبرو آیا۔ تو اوس نے کہا جو مین پوچھتا ہون اوس کا جواب دے۔ کہا اچھا پوچھ کیا پوچھتا[۸] ہے حجاج نے کہا۔ بتا اہل عراق کیسے لوگ ہین۔ کہا حق و باطل کو اورون سے بہت جانتے[۹] ہین۔ پوچھا حجاز کے لوگ کیسے ہین۔ کہا۔ فتنہ تو بہت جلد اوٹھاتے[۱۰] ہین مگر اوس کی بلائین جھیلنے مین سب سے عاجز ہین۔ پوچھا شام والے[۱۱] کیسے ہین۔ کہا اپنے خلفاء کے سب سے زیادہ مطیع ہوتے ہین۔ پوچھا مصر والے۔ کہا جو غالب ہو اوس کے بندے[۱۲] ہین۔ پوچھا بحرین[۱۳] والے۔ کہا نبطی ہین عرب بن گئے ہین۔ پوچھا عمان والے۔ کہا عرب ہین

نی ہوگئے ہین[14] - پوچھا موصل والے - کہا شہسوارون مین اشجع اور اقران و امثال کئے لئے سخت خوفناک - پوچھا
ین والے - کہا وہ لوگ حکم کے سننے اور ماننے والے اور جب ہر بڑی جماعت ہو اوسی کے ساتھی ہین - پوچھا
اہل یمامہ - کہا وہ اہل جفا اور متلون مزاج ہین - مگر یہ بھی لڑائی مین خوب جمتے ہین - پوچھا اہل فارس - کہا
ت دلیر اور شر انگیزی کے لئے موجود - اون کے یہان سرسبز زمینین کثرت سے ہین مگر مہمان نواز بہت
ہین - کہا اب مجھے عرب کا حال بتا - کہا پوچھیے - پوچھا - قریش کیسے ہین - کہا عقل کے لحاظ سے اعظم اور
ب کے لحاظ سے اکرم ہین - پوچھا بنو عامر بن صَعصَعہ[15] - کہا بڑے لمبے نیزے والے اور صبح کا کھانا کھلانے
ن بڑے کریم ہین - پوچھا بنو سُلیم - کہا مجالس اون کے خوب بڑے ہوتے ہین - اور اوقاف فی سبیل اللہ
بنے مین اکرم الناس ہین پوچھا ثقیف[16] - کہا باپ دادون کی طرف سے اکرم ہین اور ایلچی گری اون کا
ینہ ہے - پوچھا بنو زُبید - کہا وہ اپنے رایات سے چپٹے رہتے اور اپنا انتقام سب سے زیادہ لیتے
ہین - پوچھا قُضاعہ - کہا قدر و منزلت کے لحاظ سے اعظم اور نجابت کے لحاظ سے اکرم اور آثار کے لحاظ
سے سب سے زیادہ دور تک مشہور ہین پوچھا انصار[17] - کہا اپنے درجہ مین سب سے زیادہ پائدار اسلام
ہین سب سے بہتر اور لڑائیون مین سب سے زیادہ نامور ہین - پوچھا تمیم - کہا جفاکشی مین سب سے
یان تر اور تعداد مین سب سے زیادہ کثرت سے ہین - پوچھا بکر بن وائل - کہا اون کی صفین لڑائیون
مین سب سے اچھی جمی رہتین اور تلوارین سب سے زیادہ تیز ہوتی ہین - پوچھا عبد القیس - کہا غایت
ب سے پہلے پہونچنے والے اور رایت کے نیچے سب سے زیادہ صابر ہین - پوچھا بنی اسد - کہا
مار اور جفاکشی مین زیادہ - دبنے مین نہایت دشوار اور دشمن کے دفع کرنے مین بڑے مضبوط ہین - پوچھا
م - کہا وہ ملوک ہین - مگر کتنے ہی اون مین بیوقوف ہین - پوچھا جُذام - کہا وہ لڑائی کی آگ جلاتے
اور شعلہ بلند کرتے اور گابھ کرکے اوس کا دودہ دوہتے ہین - پوچھا بنی حارث - کہا وہ اپنی قدیمی عزت
کے رکھوالی اور عورتون کے ننگ و ناموس کے حامی ہین - پوچھا عک - کہا بڑے بکے شیر ہین مگر لوگون
کے بد ہین - پوچھا تغلب - کہا جب تلوار کا سامنا ہوتا ہے تو ثابت قدم رہتے اور دشمنون پر لڑائی کی
آگ برساتے ہین - پوچھا غسّان - کہا عرب مین احساب کے لحاظ سے اکرم اور انساب کے لحاظ سے
ثابت و اعلیٰ ہین - پوچھا جاہلیت مین کون قبیلہ ایسا تھا کہ جس پر کوئی ظلم و زیادتی نہین کرسکتا تھا - کہا
قریش - جو ایک ایسے فخر و عزت کے ٹیلہ کے مالک تھے جس پر چڑہنا مشکل تھا - بلکہ ایک پہاڑ تھے -

جس کے اوپر جانا دشوار تھا۔ ایک شہر مین رہتے تھے۔ جس کی عزت کا خود خدا تعالے لے حامی اور وہان
کے باشندون کا محافظ تھا۔ کہا بتاؤ جاہلیت کے زمانہ مین عرب کے مآثر و مفاخر اور موروثی
کیا کیا تھین۔ کہا عرب کہا کرتے تھے۔ کہ حمیر صاحبان ملک ہین۔ اور کندہ خالص ملوک کی نسل ہے
مذحج اہل الطعان وغیرہ باز ہین۔ ہمدان گھوڑون کے زین[19] اور ازد بنی نوع انسان کے شیر
کہا اب مجھے ملکون کا حال بتاؤ۔ کہا پوچھیے۔ پوچھا ہند کا ملک کیسا ہے۔ کہا اوس کا سمندر موتیون
سے بھرا اوس کے پہاڑ یاقوتون سے بریز اوس کے درخت عود اور اوس کے پتے عطر ہین۔
وہان کے باشندہ کمین و ذلیل قسم کے کبوتر کے غولون کی طرح (خائف و بزدل ہوتے) ہین۔
خراسان کیسا ہے۔ کہا وہان کا پانی منجمد اور اون کے دشمن[20] بڑے سخت ہین۔ پوچھا عُمان کیسا ہے۔
کی گرمی بڑی شدید ہے مگر وہان شکار ہر جگہ موجود ہے۔ پوچھا بحرین کہا دو شہرون[21] کے درمیان
پوچھا یمن۔ کہا عرب کی اصل ہے۔ وہان کے لوگ بڑے خاندانون والے اور بڑے حسب اور
والے ہین۔ پوچھا مکہ۔ کہا وہان کے مرد عالم مگر بدخواہ اور وہان کی عورتین کپڑے پہنے مگر ننگی ہوتی ہین
پوچھا مدینہ۔ کہا یہی مقام ہے جہان علم نے جڑ پکڑی اور ظاہر ہوا ہے۔ پوچھا بصرہ۔ کہا وہان کا موسم
سرما برفستان اور موسم گرما نہایت سخت ہے۔ پانی کھاری اور لڑائی صلح آمیز ہے۔ پوچھا کوفہ۔ کہا وہ
اتنا بلند ہے۔ کہ سمندر کی حرارت سے محفوظ ہے۔ اور اتنا پست ہے کہ شام کی سردی اوس پر اثر نہین
کرتی۔ اس لئے وہان کی راتین دل کو خوش کرتی ہین۔ اور وہان خیر و برکت بہت ہے۔ پوچھا واسط
کہا جنت[22] ہے۔ ساس اور نندون کے درمیان۔ پوچھا ساس نندین کون ہین۔ کہا بصرہ اور کوفہ۔ اون
سے حسد کرتے ہین۔ مگر اوس کا کیا ضرر ہے۔ دجلہ اور فرات اوس کے پاس بہتے اور خیر و برکت
اوسے فیض پہونچاتے ہین۔ پوچھا شام۔ کہا عروس ہے۔ جس کے گرد عورتین بیٹھی ہوئی ہین کہا
تیری ماں تجھے روئے۔ ابن القریہ تو بہت ہی اچھا آدمی تھا اگر اہل عراق کا اتباع نہ کرتا مین نے
اون کے تتبع سے منع کیا تھا کہ کہین اون کا نفاق تیرے دل مین اثر نہ کر جائے۔ پھر کہا تلوار لاؤ۔
(یہ دیکھکر کہا ابن القریہ کچھ کہنا چاہتا ہے) سیاف کی طرف اشارہ کیا کہ ذرا ٹھیرو۔ ابن القریہ نے کہا۔ تین
کلمہ ہین (خدا امیر کو سلامت رکھے) وہ اون مسافرون کی طرح[23] ہین جو کہین ٹھیر گئے ہون۔ وہ
بعد مثل ہو جائینگے۔ حجاج نے کہا کہو۔ کہا۔ لِكُلِّ جَوَادٍ كَبْوَةٌ[24] وَلِكُلِّ صَارِمٍ نَبْوَةٌ

حَلِيمٌ حَقُوقَهُ۔ حجاج نے کہا۔ یہ وقت مزاج و دل لگی کا نہین۔ غلام اوسے کاٹ دے۔ اوس نے گردن مار دی۔ یہ بھی کہتے ہین کہ حجاج نے جب اوس کے قتل کا ارادہ کیا۔ تو اوس سے کہا عرب کہا کرتے ہین۔ ہر شئے کے لئے ایک نہ ایک آفت ہوتی ہے۔ ابن القریۃ نے کہا عرب سچے ہین۔ امیر کو خدا سلامت رکھے۔ حجاج نے کہا حلم کی کیا آفت ہے۔ کہا غصہ۔ پوچھا عقل کی کیا آفت ہے۔ کہا غرور۔ پوچھا علم کی کیا آفت ہے۔ کہا نسیان اور بھول۔ پوچھا سخاوت کی۔ کہا احسان[۲۷] جتلانا اوس شخص پر جو بلا مین پھنسا ہو۔ پوچھا کرام کی آفت کیا ہے۔ کہا لئام کی مجاورت۔ پوچھا شجاعت کی آفت کیا ہے۔ کہا ظلم کرنا۔ پوچھا عبادت کی آفت۔ کہا سستی پوچھا ذہن کی کہا دل مین (بڑے بڑے حوصلہ کی) باتین بنانا۔ پوچھا حدیث و کلام کی۔ کہا کذب و دروغ پوچھا مال کی۔ کہا بدتدبیری (اوس کے خرچ کرتے مین) پوچھا کامل آدمی کی۔ کہا نیستی و افلاس۔ پوچھا حجاج بن یوسف کی۔ کہا امیر کو سلامت رکھے۔ اوس کے لئے کوئی آفت نہین جس کے اوصاف کریمانہ آبا و اجداد نامی گرامی۔ اولاد و احفاد[۲۸] مبارک اور ہونہار ہے۔ حجاج نے کہا تیرے دل مین شقاق و بغاوت کی باتین بھری ہین اور ظاہر مین منافقانہ باتین کرتا ہے۔ اس کی گردن مار دو۔ مگر جب دیکھا کہ وہ قتل ہو گیا تو بڑا نادم ہوا۔

یہ سب مین نے کتاب اللفیف[۲۹] سے نقل کیا ہے۔ یہان بہت طول ہو گیا کیونکہ یہہ بیان متصل چلا آیا ہے قطع کرنا ممکن نہ تھا۔

کسی نے ابن القریہ سے پوچھا کہ وقار و دانشمندی کی انتہا کیا ہے۔ کہا غصہ کو پی جانا۔ اور فرصت کا منتظر رہنا۔ یہ بھی اوسی کا کلام ہے۔ عِیّ (درماندگی) کی صفت وہ اسطرح کرتا ہے بغیر فطرتی نقص کے ہکلانا۔ بلا شک[۳۰] و شبہ کے ہچکچانا۔ بدون علت کے زمین پر گر پڑنا۔ اوس کا قتل ۸۴ھ (۷۰۳ء) مین ہوا تھا۔ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ یہ ابن القریہ وہی[۳۱] شخص ہے جس کا نحوی اپنے امثال مین ذکر کرتے اور کہا کرتے ہین۔ ابنُ الْقِرِيَّةِ زَمَانَ الحَجَّاجِ۔ ابو الفرج اصفہانی نے کتاب الاغانی مین جہان مجنون و لیلی کا ذکر کر کے ختم کیا ہے۔ تو کہا ہے۔ کہ تین شخص ہین جن کے (فرضی) حالات مشہور ہین۔ نام اون کے سب جانتے ہین۔ مگر اون کی حقیقت کچھ بھی نہین۔ دنیا مین اون کا کبھی وجود بھی نہ تھا۔ ایک مجنون عاشق لیلی دوسرا ابن القریہ جس کا ابھی اوپر ہم نے ذکر کیا۔ تیسرا ابنُ اَبِی العَقَبِ جس کے نام سے ملاحم[۳۲] منسوب کیجاتی ہین۔ اور اوس کا نام یحییٰ بن عبد اللہ ابن ابی العقب ہے۔ واللہ اعلم۔

قِرِیَّہ بکسر قاف وتشدید رائے حطہ وتشدید یائے تحتانیہ وہائے ہوز جُشَم بن مالک بن عمرو کی مان کا
نام ہے۔ پہلے عمرو نے اس سے نکاح کیا تھا۔ جب وہ مرگیا تو اوس کے بیٹے مالک نے اوس سے نکاح
کرلیا۔ اوس سے جشم بن مالک پیدا ہوا۔ قریۂ لغت مین پوٹی کو کہتے ہین۔ یہی اوس عورت کا نام رکھدیا
گیا ہے۔ انساب کے اہل العلم کہتے ہین جب مالک بن عمرو مذکور نے قریہ سے نکاح کیا۔ جس کا نام
جماعہ تھا۔ جیسا کہ اوپر ابتدا مین بیان ہوا تو جُشَم جو ایوب بن القریہ مذکور کا دادا تھا اور کلیب جو عباس
بن عبدالمطلبؓ عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نانا تھا پیدا ہوئے۔ حضرت عباس کا نام نُتَیلہ بضم نون
یا نَتِیلہ بفتح نون بنت جناب بن کلیب بن مالک مذکور تھا۔ اس لئے حضرت عباس اس اعتبار سے قریہ کی
اولاد مین ہوئے۔ ابن قُتَیبہ کتاب المعارف مین لکھتا ہے۔ کہ ابن القریۂ ہلالی ہے۔ اور ہلال بن ربیعہ
بن زید مناۃ بن عامر کی نسل سے ہے۔ مگر ابن الکلبی کہتا ہے۔ کہ وہ بنی مالک بن عمرو بن زید مناۃ سے
ہے۔ اگر یہ بات مان لین تو ہلال اور مالک زید مناۃ مین جاکر جمع ہوتے ہین۔ اور اس طرح ہلال اوس کے
سلسلہ نسب مین نہین آتا۔ واللہ اعلم۔ ہلالی بکسر ہا نسبت ہے ہلال بن ربیعہ بن زید مناۃ کی طرف جو نمر بن
قاسط کا ایک بطن ہے۔ اور عرب مین ایک اور قبیلہ بھی ہے جو ہلال بن عامر بن صعصعہ ہے۔ ابن الکلبی نے
کتاب جمہرۃ النسب مین ان دونون نسبون کا اور اوس کے نکاح کی صورت کا بیان کیا ہے۔ وہان
دیکھنا چاہیئے۔

(١) ابن حنبل کے تذکرہ مین یہان سے اوپر کے نسب کا ذکر آچکا ہے۔

(٢) عَینُ التَمر بیابان کے کنارہ دریائے فرات کے مغرب مین واقع ہے۔ ازمراصد۔

(٣) عامل کے معنی کارپرداز کے ہین۔ اوس زمانہ مین عامل صوبہ دار کے طور پر ملک کا حاکم ہوتا تھا۔ اور محاصل سرکاری سے وصول کرتا تھا۔

(٤) اوس زمانہ مین بلکہ آجکل بھی دستور ہے۔ کہ بڑے بڑے شہرون مین عرب لوگون کے نام اکثر پیغمبرون اور دیگر بزرگان دین کے نامون پر رکھے جاتے ہین۔ اور چھوٹی چھوٹی بستیون مین جہان بدوی رہتے ہین۔ وہان وہی قدیمی طور کے عربی نام ہوتے ہین۔ اسی واسطے حجاج کو تعجب ہوا۔ کہ پیغمبر کا نام ہونے کے سبب وہ بدوی اور امی نہین بلکہ شہری اور قاری ہونا چاہیئے تھا۔

(٥) دیکھو تاریخ کامل ابن الاثیر اور ہرلس صاحب کی تاریخ انگریزی ہسٹری آف محمڈنز جلد اول سیہ بنادست۔

سنہ (۲۶۹ء) مین ہوئی تھی۔

دیکھو تذکرہ ۰۰ نوٹ ۲ —

یہہ واقعہ ۵۳ھ (۶۷۲ء) کا ہے۔ دیکھو ابن الاثیر

عرب کے کتنے ہی مورخ اور جغرافیہ نویسون نے اپنی کتابون مین ان عجیب و غریب سوالات اور جوابونکو ... ہے۔ اس سے اتنا تو ضرور معلوم ہوتا ہے کہ بدویان عرب کے اوس زمانہ مین اپنے پاس پڑوس کے ملک ملک والون کے نسبت کیسے کیسے خیالات تھے۔ لیکن اس مین بہی بڑا شبہ ہے کہ یہ گفتگو حجاج اور ابن القریہ کے درمیان فی الحقیقت ہوئی تھی۔ یا یون ہی گڑہی ہوئی ہے۔ میرے نزدیک علما نے ان عربون کے خیالات کو ایک جگہ جمع کیا اور مفروضہ نامون سے منسوب کر کے لکھدیا ہے۔ اس کی عبارت چونکہ نہایت مختصر اور قدمائے عرب کے طرز پر ہے اس کا مطلب بھی بعض جگہ جو ہم نے لکھا ہے شبہ سے خالی نہین ہے۔

(۹) اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ کہانی یا اس کا کچھہ حصہ بنی عباس اور بنی علی کا بنایا ہوا ہے۔ کیونکہ عراق کے لوگ ان کے طرفدار تھے۔ اور اس وجہ سے حق و باطل مین تمیز کرنے والے تھے۔

(۱۰) اس مین عبداللہ بن الزبیر وغیرہ کی لڑائیون کی طرف اشارہ ہے۔

(۱۱) یہان حضرت معاویہ کے متبعین کی طرف اشارہ ہے۔ جنھون نے حضرت علی کے مقابلہ مین اون کی اطاعت کی تھی۔

(۱۲) یہان بھی اسی مطلب کی طرف اشارہ ہے۔ جب حضرت علی غالب تھے تو یہ لوگ اون کے مطیع تھے۔ اور اس کے بعد حضرت معاویہ کی اطاعت کرنے لگے۔

(۱۳) لفظ بحرین جو آجکل بولا جاتا ہے اسم او تثنیہ کا صیغہ نصبی حالت مین ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قدیم زمانہ مین ... حالت رفعی مین بحران بولا جاتا تھا۔ اور یہی صورت زیادہ موزون معلوم ہوتی ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ بعض نسخون مین بحران بھی لکھا ہوا ہے۔ مگر دونون صورتین صحیح ہین۔ مصباح مین لکھا ہے۔ بحران بصیغہ تثنیہ بصرہ اور عمان کے درمیان بلاد نجد مین ایک مقام کا نام ہے۔ اور تثنیہ کی صورت مین معرب ہوتا ہے اور یہ بھی جائز ہے۔ کہ ہر مقام پر یا کو برقرار رکھ کر نون کو محل اعراب بنائین۔ یہی مشہور ہے۔ ازہری نے فقط اس کو جائز کہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ یہ ایسا علم ہے۔ جس کی دلالت مفرد الفاظ کی سی ہے۔ اس لئے یہ مفردات سے زیادہ مشابہ ہے۔ اور یہی رائے بظاہر صاحب قاموس کی ہے۔ بحرین خلیج فارس کے جنوب

مغرب مین ہے۔

(۱۴) عرب لوگ یون تو سارے جہان کو اپنے آپ سے کم سمجھتے ہین۔ اور نبطیون کو خاصکر بڑا ذلیل جانتے ہین

(۱۵) اکرمہم صباحاً کے ترجمہ مین مجھے شک ہے۔ ایک ترجمہ اوس کا یہ بھی ہے۔ وہ تاخت و تاراج مین بڑے

اکرم و عزت دار ہین۔ یوم الصّباح کے معنی ہین لڑائی اور تاخت و تاراج کا دن۔ یا صباحاہ کے معنی ہین۔ اولوگو،

دشمن آیا تاخت و تاراج کے لئے۔ عربون کا قاعدہ ہے کہ صبح کے وقت لوٹ کھسوٹ کو جایا کرتے ہین۔ آخر

جس قوم پر جاتے ہین جب اوس کے کسی آدمی نے دیکھا کہ دشمن آرہے ہین تو پکارتا ہے یاصَبَاحَاہ اور ایسے

ہی جب دو فریق لڑتے لڑتے تھک کر رات کو لڑائی موقوف کرکے پڑے تو پھر صبح کو اوٹھکر اپنی قوم کو

کی تیاری کے لئے پکارتے ہین۔ یاصَبَاحَاہ یعنی صبح ہوگئی۔ لڑائی کو آؤ۔ مگر اوسے صَبَاحًا بیائے موحدہ

جگہہ بیائے تحتانیہ پڑہین تو اوس کے معنی یہ ہونگے۔ کہ جب اون کو فریاد کے لئے پکارا جائے تو وہ اون

مین بڑے عزت دار ہین جو مدد کو جاتے ہین۔

(۱۶) یا یون کہو۔ جیسے محبس مین یعنی قید کرکے رکہتے ہین تو اوس سے بڑے لطف و کرم کے ساتھ پیش آ

ہین۔ مگر مجھے اپنے معنی مین شک ہے۔

(۱۷) حجاج اسی قبیلہ سے تھا۔ سفارت کا کام بڑی لیاقت کا ہوتا ہے۔ اس سے ثقیف کی بڑی عظمت نکل

(۱۸) یعنی اوسے پھلدار بناکر فائدہ اوٹھاتے ہین۔

(۱۹) یعنی زین کی طرح ہمیشہ گھوڑونکی پیٹھ پر سوار رہتے ہین۔

(۲۰) غالباً دشمن سے ترک اور تاتاری اقوام مراد ہین۔ جو مشرق اور جنوب سے اس ملک پر حملہ کیا کرتی تھی

(۲۱) یہہ میری سمجھ مین نہین آتا۔ دو شہر کو نسے ہین۔ بصرہ اور کوفہ کو دو شہر کہا کرتے تھے۔ مگر بحرین ا

کے درمیان نہین ہے۔

(۲۲) متن مین لفظ جَنّت (باغ) لکھا ہوا ہے۔ اسی واسطے مین نے یہ ترجمہ کیا ہے۔ لیکن سیاق عبارت

خَتّہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔ خَتّہ کے معنی جورو کے ہین۔ ابوالفدا کے قول کے روسے واسط کوفہ اور بصرہ سے

ہر ایک سے پچاس فرسخ کے فاصلہ پر واقع ہے۔ میری رائے کے بموجب ترجمہ یون ہونا چاہئیے۔ ...ہے

سانس تندون کے درمیان۔

(۲۳) یہ ایسا ہی کلمہ ہے۔ جیسے ہم کہا کرتے ہین خدا تجھے غارت کرے۔

(۲۴) کَاَنَّھُنَّ رَکْبٌ وَقُوْفٌ - کا مطلب بغیر اس کے کہ اوس کے متعلق کوئی نوٹ دیا جائے سمجھنا دشوار ہے -
انگریزی مترجم کہتا ہے - میری رائے مین یہ ایک اشارہ ہے معلقہ امرأ القیس کے تیسرے شعر کی طرف - جس مین شاعر
اوس رنج والم کا اظہار کرتا ہے - جو اوسے اپنی معشوقہ کے ویرانہ وطن کے دیکھنے سے ہوا تھا - یہان شاعر کہتا
ہے کہ اوس کے دونون ساتھیون نے اپنے اونٹ کھڑے کرلئے اور کوشش کی کہ مجھے تسلی دین - اون کے سوار
اسوقت تین تھے - یہی تین ہین کہ جن کی طرف ابن القریہ اشارہ کرتا ہے - اوس کا صرف اسی قدر مطلب ہے - کہ
جو کلمہ وہ کہنا چاہتا ہے تعداد مین تین ہین - اوسی طرح جیسے امرأ القیس کے سوار تھے - چونکہ حجاج عربی زبان کا بڑا
واقف کار بلکہ وہان عرب کے دستورات اور اشعار سے خوب باخبر تھا اوسے اس کا مطلب فوراً معلوم ہوگیا ہوگا -
مگر میرے نزدیک امرأ القیس کے اس شعر کی طرف اشارہ کرنے کی ضرورت نہین - بلکہ جیسا کہ اوپر کئی جگہہ نوٹون مین
اور دیباچہ مین ذکر آچکا ہے - جب عرب کہین گلہ بانی وغیرہ کے لئے جاتے تھے اون کا دستور تھا - کہ تین مل کر چلتے تھے
اور اسی واسطے شعرا اپنے رفقا کی نسبت تثنیہ کا صیغہ استعمال کیا کرتے ہین - یہان اسی دستور کی طرف اشارہ ہے -

(۲۵) ترجمہ ہر ایک اچھا گھوڑا ٹھوکر کھاتا ہے - ہر شمشیر بران اوچٹ جاتی ہے - ہر ایک عاقل کو لغزش ہوتی ہے -

(۲۶) احسان کرنا مصیبت کے وقت اور اون سے کہنا کہ وہ اوس کے سزاوار نہین -

(۲۷) ترجمہ لفظی جس کی شاخین بڑھ رہی ہین -

(۲۸) اس کتاب کا کہین پتہ نہین چلتا -

(۲۹) یعنی طاوجہ -

(۳۰) ابن القریہ حجاج کے زمانہ کا - اصل مین اِبْنُ الْقِرِّيَّةِ فِيْ زَمَانِ الْحَجَّاجِ تھا فی کو گرا کر اسم مجرور کو منصوب کر دیا
ہے - اسی کے ثبوت کے لئے یہ مثال پیش کی جاتی ہے -

(۳۱) ملاحم (پیش خبریان) شگونون اور مفروضہ پیش گوئیون کا مجموعہ ہے - اس نام سے بہت کتابین لکھی
گئی ہین - ایام جاہلیت کے عربون مین پیش گوئیان ایک پیشہ تھا - اس پیشہ والے لوگ نہایت معزز پیغمبرون کے
قریب قریب سمجھے جاتے تھے - اور اون کے اشارہ پر لوگ ایسے کام کر بیٹھتے تھے کہ اگر وہ نہ کہتے تو اون کا انجام پانا
سخت دشوار ہوتا - چونکہ ان ملاحم کی بنیاد فطرتی قوانین پر بھی ہوتی تھی اکثر صحیح ہی نکلتی تھین - مسٹر دی ساسی نے اپنی
فرانسیسی زبان کی کتاب کرسٹامیتھی مین اس مضمون کو بہت اچھی تفصیل سے لکھا ہے -

(۳۲) ایام جاہلیت کے اون عربون مین اس قسم کے ناجائز نکاحون کا بہت رواج تھا جو حدود فارس پر یا جہان یہان

عرب کے ملکون مین اہل فارس کا گذر ہوا کرتے تھے۔ قدمائے اہل فارس مین اسے ناجائز نہین جانتے تھے۔ عرب اور فارس مین خسر بننا یا بیوہ عورت کو گھر سے نکالنا بڑا معیوب تھا۔ اس واسطے عرب تو بیٹیون اور عورتون کو قتل کرتے مگر فارس والے چونکہ مہذب تھے قتل کو ایک ہولناک کام جانتے تھے۔ اونھون نے اوس سے بچنے کی یہ تدبیر نکال لی تھی۔ اون کی صحبت نے بعض عربون مین بھی اثر کر دیا تھا۔

۱۰۴۔ ابو الشکر ایوب بن شادی بن مروان الملقب بالملک افضل نجم الدین۔

سلطان صلاح الدین یوسف بن ایوب کا باپ تھا۔ باقی نسب مین سے اس کا اوس کے بیٹے کے بیان مین لکھا ہے۔ اوسی جگہ دیکھنا چاہیئے۔ اور جو اختلاف کہ اس باب مین ہے وہ بھی وہین معلوم ہو جائے گا یہان اوس کے لکھنے اور طول دینے کی حاجت نہین۔ بعض مورخین نے بیان کیا ہے کہ شادی بن مروان دوین[1] کا رہنے والا تھا۔ اور وہان کے اعیان و معتبرین مین شمار کیا جاتا تھا۔ اس کا ایک دوست بھی تھا جس کا نام جمال الدولہ مجاہد بہروز تھا۔ اور جس کا ذکر مین نے صلاح[2] الدین یوسف بن ایوب کے بیان مین کیا ہے۔ یہ مورخ کہتا ہے۔ کہ یہ شخص نہایت عاقل باریک بین اور تدبیر امورات سے خوب واقف تھا۔ ان دونون مین ایسی دوستی تھی جیسے بھائی بھائی ہوتے ہین۔ بہروز سے دوین مین ایک حرکت ہو گئی۔ کہ اوسے حیا و شرم کی وجہ سے وہان سے نکل جانا پڑا۔ اس واقعہ کی حقیقت یہ ہے۔ کہ کسی امیر کی عورت سے اوس پر تہمت لگائی گئی۔ امیر نے اوسے پکڑ کر خصی کر دیا۔ اس طرح پر جب اوس کا ایک بڑا عضو جاتا رہا تو شہر مین اقامت اوسے سخت ناگوار گذرنے لگی۔ اوس نے سلجوقی خاندان کے ایک بادشاہ کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ جس کا نام سلطان غیاث الدین مسعود بن غیاث الدین محمد بن ملک شاہ (والی عراق) تھا۔ اور جس کا ذکر آئندہ[3] آئیگا۔ انشاء اللہ تعالی۔ اور لالا (یعنی خواجہ سرا) سے جو بادشاہ کی اولاد کا اتالیق تھا ملاقات پیدا کر لی۔ لالا نے دیکھا تو اوسے دور اندیش اور ہر ایک کام کے لایق پایا۔ اوس کی عزت کرنے اور دوسرون پر اوسے تفوق دیکر اپنے کام مین اوس سے مدد لینے لگا۔ یہان تک کہ جس وقت اوسے فرصت نہ ہوتی تو سلطان مسعود کے بچون کے ساتھ بہروز کو ہی ہوا خوری کو بھیجدیتا۔ کہین سلطان نے ایک روز اوسے اپنے بچون کے ساتھ دیکھ لیا لالا پر بڑا ناراض ہوا۔ لیکن اوس نے بادشاہ سے بہروز کی تعریف کی۔ اور اوسکی دیانت و عفت اور دانائی کا بادشاہ سے ذکر کیا۔ پھر اوسے کبھی کبھی سلطان کی خدمت مین بھی بھیجنے لگا۔

بادشاہ بھی اوس سے خوش ہوا۔ شطرنج وغیرہ بھی اوس کے ساتھہ کھیلنے لگا۔ رفتہ رفتہ سلطان کے مزاج مین ایسا دخل پایا کہ جب لالا مرگیا تو اوس نے اسی کو اوس کی جگہہ مقرر کر دیا۔ اور امور مہمہ مین بھی اوس سے کام لینے لگا۔ اپنی اولاد اوس کے سپرد کر دی جس سے تمام ملک مین اس کا نام مشہور ہوگیا۔ اب بہروز کو اپنا قدیمی دوست ابن شادی یاد آیا۔ اوس کے شہر سے اوسے بولا بھیجا کہ جو نعمتین اوسے حاصل ہوئی ہین اون کو اوسنے دیکھے اور اللہ تعالےٰ نے اوس پر جو نوازش کی ہے اوس مین آکر شریک ہوئے اور یہ معلوم کرے کہ وہ اوسے بھولا نہین گیا ہے۔ جب ابن شادی اوس پاس آیا تو نہایت اکرام و اعزاز کیا۔ اور اوسکو بہت کچھہ انعام دیا۔ اتفاقاً سلطان کو یہ مناسب معلوم ہوا۔ کہ مجاہد مذکور کو بغداد مین والی اور اپنا نائب کر کے بھیجے۔ سلجوقیون کی یہی عادت تھی کہ اپنے نواب وہان بھیجا کرتے تھے۔ جب وہان گیا تو شادی بھی اوس کے ساتھہ گیا۔ اور اوس کی اولاد بھی سب اوس کے ساتھہ گئی۔ پھر سلطان نے بہروز کو قلعہ تکریت بھی دیدیا۔ بہروز کے پاس اور کون تھا جس پر شادی کے برابر اوسے اعتبار ہوتا۔ بہروز نے شادی کو ہی وہان بھیجدیا۔ یہ وہان گیا اور مدت تک رہ کر مرگیا۔ اوس کے بعد اوس کا ہی بیٹا نجم الدین ایوب اوس کا قایم مقام ہوا۔ اور اوس علاقہ کا ایسا انتظام کیا کہ بہروز بھی اوس سے خوش ہوگیا۔ اور اوس پر بہت عنایت کرنے لگا۔ یہ نجم الدین اپنے بھائی اسد الدین شیرکوہ سے جس کا ذکر آیندہ آئیگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ عمر مین بڑا تھا۔ مین کہتا ہون۔ یہ جو حال مین نے اوپر لکھا اس مین اور اوس ذکر مین جو صلاح الدین کے بیان مین آئیگا کسی قدر اختلاف ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ مگر اس مین شک نہین کہ دونو مضامین کے دیکھنے سے مطلب خوب معلوم ہوتا ہے۔ اس کے ساتھہ اوسے بھی دیکھنا چاہیئے اوسی مقام پر مین نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ عماد الدین زنگی صاحب الموصل اور نجم الدین ایوب و شیرکوہ کے درمیان کیسے شناسائی پیدا ہوئی تھی۔ اوس کے اعادہ کی یہان حاجت نہین ہے۔

اتفاقاً ایک مرتبہ قلعہ تکریت سے ایک عورت قضائے حاجت کے لئے نکلی۔ جب لوٹی تو اوس کا گذر نجم الدین ایوب اور اوس کے بھائی اسد الدین شیرکوہ پر ہوا۔ عورت روتی جاتی تھی۔ اونھون نے پوچھا کیون روتی ہے۔ کہا جب مین قلعہ کے دروازہ مین گئی تو سپہ سالار نے میری عزت لے لی۔ یہ سنتے ہی شیرکوہ اوٹھا اور سپہ سالار کے ہی ہتھیار لے کر اوسے مارا۔ اور جان سے قتل کر دیا۔ نجم الدین ایوب نے اپنے بھائی کو گرفتار کر لیا۔ اور بہروز کو یہ سب واقعہ لکھہ بھیجا۔ اور کہا کہ اس معاملہ مین جو آپ فرمائین اوسکے

مطابق تعمیل کیجائے۔ پھر وزنے جواب مین لکھا۔ کہ تمھارے باپ کا مجھپر بڑا حق ہے مجھ سے اور اوس سے
بڑی دوستی تھی۔ یہ ممکن نہین کہ مین تمہارے ساتھہ کچھہ برائی سے پیش آؤن۔ لیکن مین اتنا چاہتا ہون کہ تم
میری نوکری چھوڑ دو۔ اور میرے شہر سے نکلکر دوسری جگہہ جہان تمھارا جی چاہے جاکر نوکری کرلو۔ جب یہ
جواب پہونچا تو اب اون کا تکریت مین قیام غیر ممکن ہوگیا۔ مجبوراً وہان سے نکلے اور موصل کو چلے۔ وہاں کا
حاکم اتابک عماد الدین زنگی تھا۔ اوس نے پہلی شناسائی کی وجہ سے ان کی بڑی خاطر داری کی۔ اور نہایت
انعام واکرام کے ساتھہ پیش آیا۔ اور ایک بہت اچھی جاگیر انہین عنایت کی۔ پھر جب اتابک قلعہ بعلبک کا بھی مالک
ہوگیا۔ تو نجم الدین ایوب کو وہان اپنا خلیفہ کردیا۔ یہ سب اوس کے بیٹے صلاح الدین کے حالات مین مذکور
ہوا ہے۔ صرف عبارت کا ہی فرق ہے۔ مین نے بعلبک مین ایک خانقاہ صوفیہ کی دیکھی ہے۔ اوسے
نجمیہ کہتے ہین جو اس کے نام سے منسوب ہے۔ جب یہہ وہان تھا تو اسی نے اوسے تعمیر کرایا تھا۔ یہ نجم
بڑا مبارک کثیر الصلاح نیکون پر مہربان نیک نیت خوش اخلاق تھا۔ صلاح الدین کے تذکرہ کے شروع
مین کچھہ کچھہ اوس کے باپ نجم الدین ایوب کا بھی ذکر درج ہے۔ اور یہ بیان کیا گیا ہے کہ زنگی نے اوسے
بعلبک مین کیسے مقرر کیا۔ اور اوس کے بعد دمشق مین وہ کسطرح پہونچا۔ یہان اون کے بیان کی ضرورت نہین
جب اوس کا بھائی اسد الدین شیرکوہ شاور کی مدد کے واسطے جس کا ذکر مین اون دونون کے بیان مین
کرونگا انشاء اللہ تعالے مصر کو گیا۔ تو نجم الدین ایوب اوس زمانہ مین نور الدین محمود بن زنگی کی خدمت مین
دمشق مین تھا۔ جب عاضد (والی مصر) کے زمانہ مین صلاح الدین نجم الدین ایوب کا بیٹا دیار مصر کا وزیر
مقرر ہوا تو عاضد نے شام سے اوس کے باپ کو بلوایا۔ نور الدین نے سامان سفر درست کرکے اوسے روانہ
کردیا۔ وہ قاہرہ مین ۲۴ رجب سنہ ۵۶۵ھ (اپریل سنہ ۱۱۷۰ء) کو داخل ہوا۔ صلاح الدین یوسف کی خاطر داری کے
سبب سے عاضد اوس کے باپ کی پیشوائی کے لئے قاہرہ سے باہر آیا۔ صلاح الدین یوسف بھی جب اپنے باپ کے
پاس آیا تو جس طرح بیٹے کو سزاوار ہے باپ کی تعظیم بجالایا۔ اور اپنی وزارت کا اقتدار باپ کی نذر کیا۔ مگر
نجم الدین نے لینے سے انکار کیا اور کہا بیٹے یہ مرتبہ اور درجہ جو خدائے تعالیٰ نے تجھے دیا ہے محض اس
سبب سے دیا ہے کہ تو اس کے لایق ہے۔ یہ مناسب نہین کہ اس سعادت کو تو اپنی جگہہ سے متغیر کردے
پھر یہ ہمیشہ اپنے بیٹے کے پاس رہا۔ جہان کہ آخرکار اوس کا بیٹا صلاح الدین اوس ملک کا بادشاہ ہوگیا
جیسا کہ اوس کے بیان مین آئیگا۔

پھر ایک مرتبہ صلاح الدین کرک کو گیا۔ اوس کا محاصرہ کرے۔ اوس کا باپ قاہرہ مین تھا۔ ایک روز ہوا خوری
کو چلا جیسے کہ اہل لشکر کی عادت ہوتی ہے۔ اور قاہرہ کے ایک دروازہ سے جس کا نام باب النصر ہے۔ قدم
باہر رکھا۔ یکایک گھوڑے نے ایسی ٹھوکر کھائی۔ کہ نجم الدین ایوب راستہ کے عین وسط مین گر پڑا۔ یہ واقعہ
روز دوشنبہ ۱۸۔ ذی الحجہ ۵۶۸ھ (آخر جولائی ۱۱۷۳ء) کا ہے۔ لوگ اوٹھا کر اوسے گھر کو لیگئے۔ اوس
سے ایسا صدمہ ہوا کہ بروز چہارشنبہ ۲۷۔ ماہ مذکور کو راہگرائے عالم بقا ہوا۔ یہ بات مورخین مین سے بہت
لوگون نے لکھی ہے۔ جن مین عماد الدین کاتب اصفہانی بھی داخل ہے مگر اوس نے اتنا اور بڑھایا ہے کہ
بروز سہ شنبہ اوس کی وفات ہوئی ہے لیکن مین نے کمال الدین بن العدیم کی تاریخ مین ایک فصل لکھی
دیکھی ہے جو اوس نے عضد الدولہ مرہف بن اسامہ بن منقذ کے تعلیق سے نقل کی ہے۔ اوس مین وہ
کہتا ہے کہ بروز دوشنبہ ۱۸ ذی الحجہ سنہ مذکور کو اوس کا انتقال ہوا ہے۔ اس سے مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
عضد الدین کو یہ وہم اس سے پیدا ہوا ہے کہ اس کے نزدیک جس روز وہ گھوڑے پر سے گرا ہے اسی روز
مر گیا ہے کیونکہ یہ تاریخ اوس کے گھوڑے پر سے گرنے کی ہے۔ نہ اوس کے مرنے کی۔ واللہ اعلم۔
غرض جب وہ مر گیا۔ تو اوسے اوس کے بھائی اسد الدین شیرکوہ کے برابر دار السلطانیہ کے ایک حجرہ مین
دفن کر دیا۔ اس کے بعد ان دونون کو مدینہ منورہ کو لے گئے۔ علی ساکنہا افضل الصلواۃ والسلام۔ مین نے
تاریخ قاضی فاضل مین دیکھا ہے جو اوس نے ایام وار بنائی اور اوس کے خود ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے اور اوس
مین وہ ہر روز کے واقعات کا ذکر کرتا ہے کہ بروز پنجشنبہ ۲۴ صفر ۵۶۹ھ ([illegible] ۱۱۷۳ء)
کو بدر الدین کا خط جو پہلے اسد الدین شیرکوہ کا مملوک تھا مدینہ سے پہونچا۔ جس مین لکھا تھا کہ امیر نجم الدین
ایوب اور اسد الدین شیرکوہ دونون کے تابوت پہونچے اور حجرہ مقدسہ نبویہ کے برابر اون کو اونکی تربتون
مین رکھدیا گیا اللہ تعالی اون دونون کو اس مجاورت سے نفع عطا فرمائے۔ جب صلاح الدین کرک سے
دیار مصر کو واپس ہوا تو راستہ مین باپ کے مرنے کی خبر پہونچی۔ اوسے نہایت ہی رنج و غم ہوا۔ خصوصاً اس وجہ
سے کہ باپ کے اخیر وقت مین وہ اوس کے پاس حاضر نہ تھا۔ اوس نے اپنے بھتیجے عز الدین فرخ شاہ بن
شاہنشاہ بن ایوب صاحب بعلبک کو اوس کے دادا نجم الدین ایوب کی تعزیت مین ایک خط لکھا ہے۔ جو
قاضی فاضل کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اوس مین یہ فقرہ بھی ہے جو مصیبت کہ ہمارے مولی مرحوم غفر اللہ ذنبہ
وسقی بالرحمۃ تربہ پر پڑی ہے اوس سے صدمہ عظیم اور سخت رنج و غم ہوا ہے اور یہ اور بھی بڑی حسرت کا باعث

ہے کہ اوس وقت ہم یہان موجود نہ تھے۔ چاہتے ہین کہ صبر کرین۔ مگر ہو نہین سکتا اشک جاری ہین۔ افسوس ایسا
ایسا شخص کھو گیا۔ جس نے ہمارا صبر و تسلی مفقود کر دیا۔ اور جتنی مصیبتین تہا ہین اوس کے مقابلہ مین ہیچ
ہین۔ خیر و برکت اوس کے فقدان سے معدوم ہو گئی۔ جیسے ہم پہلے مجتمع تھے اب سب الگ الگ ریزہ ریزہ ہو گئے

وتخطفتہ ید الردی فی غیبتی　　ھبنی حضرت فکنت ماذا اصنع

موت کے ہاتھ نے میری غیبت مین اوسے اوچک لیا۔ اور اگر فرض کرو مین موجود بھی ہوتا تو کیا کرتا (کچھ بھی نہین)
فقیہ عمارہ الیمنی[2] نے جس کا ذکر انشاء اللہ تعالی آئندہ آتا ہے اس کے مرثیہ مین ایک طویل قصیدہ لکھا ہے۔
اوس مین اکثر شعر اچھے ہین اور اول شعر یہ ہے۔

ھی الصدمۃ الاولی فمن بان صبرہ　　علی ھول ملقاہ تضاعف اجرہ

یہ بہت ہی بڑا صدمہ ہے۔ جو کوئی اس ہول و وحشت کے مقابلہ مین صبر و استقلال کا اظہار کرے اوسے دو چند اجر ملیگا۔
ابن ابی الدم[3] ادیب حلبی نے اپنی تاریخ کبیر مین لکھا ہے کہ نجم الدین ایوب ملک سجستان اور بعض کہتے ہین
کوہ جور مین پیدا ہوا تھا۔ اور موصل مین پرورش پائی تھی اس قول کی تائید کسی نے نہین کی ہے۔ یہ اوسی کا منفرد
قول ہے۔ مین نے اس کا ذکر بیان اس لیے کر دیا ہے کہ جو لوگ اس سے واقف نہین وہ اسے بالکل صحیح نہ
سمجھ جائے۔ کیونکہ یہ صحیح نہین۔ بلکہ صحیح وہی ہے جو مین نے اول لکھا ہے۔

شادی[4] بشین معجمہ و الف۔ و دال مہملہ و یائے تحتانیہ عجمی لفظ ہے اور اوس کے معنی عربی مین فرحان کے ہین
دُوین بضم دال مہملہ و واو مکسورہ و یا و نون اقلیم آذربائیجان کے آخر مین شمال کی جانب بلاد کرمہ کے متصل ایک شہر
ہے۔ دُوینی اور دَوَنی بفتح واو اوس کی طرف نسبت ہوتی ہے واللہ اعلم۔ مسجد اور حوض جو شہر قاہرہ مین باب النصر
سے باہر دکھائی دیتے ہین اور جنھین مین نے خود بھی دیکھا ہے۔ وہ اسی نجم الدین ایوب کی بنائی ہوئی ہین۔ وہان
جو پتھر حوض کے اوپر لگا ہوا ہے اوس سے بنائے حوض کی تاریخ سنہ ۵۶۶ھ (سنہ ۱۱۷۰ع) معلوم ہوتی ہے۔ رحمہ اللہ
تعالی و قدس روحہ۔

(۱) دُوین یا دَوِین شہر تودِون واقع ارمینیہ کا عربی نام ہے
(۲) دیکھو تذکرہ ۸۱۶ -
(۳) دیکھو تذکرہ ۶۹۱ -
(۴) شعشعہ بفتح یا شنشہ بکسر اول فارسی لفظ کا معرب ہے عربی مین دوسری صورت اچھی سمجھی جاتی تھی وہ ہوپ کے بعض

[illegible] وقت [illegible]

[illegible] اور دکھاتا ہے

[illegible] اصل [illegible] سے [illegible]

[illegible]

[illegible] شعر بھی بولتے ہین۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] مین اس [illegible]

[illegible] خلاف اس کے اوس

[illegible] جہان حوالہ دیا گیا ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] تاریخ لکھی ہے جس کا نام اوس نے معادن [illegible]

[illegible] خلیفہ۔

[illegible] جہان آرمینون کے بہت [illegible]

[illegible]

[illegible] جس کے معنی خوشی کے ہین۔

[illegible] اول تذکرہ [illegible] ۱۰۵- ابو [illegible]